

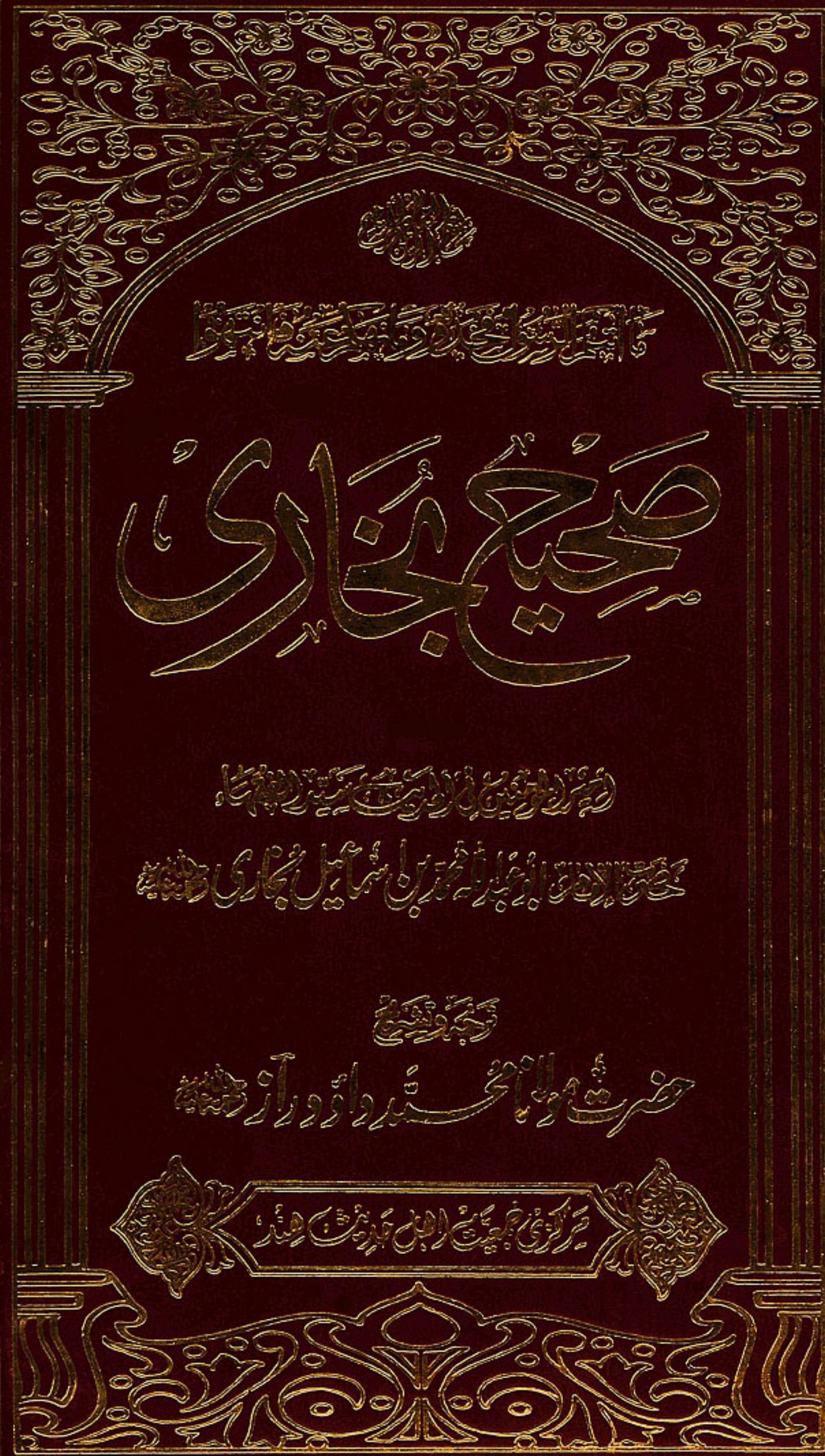
حَمْدُ لِلّٰهِ

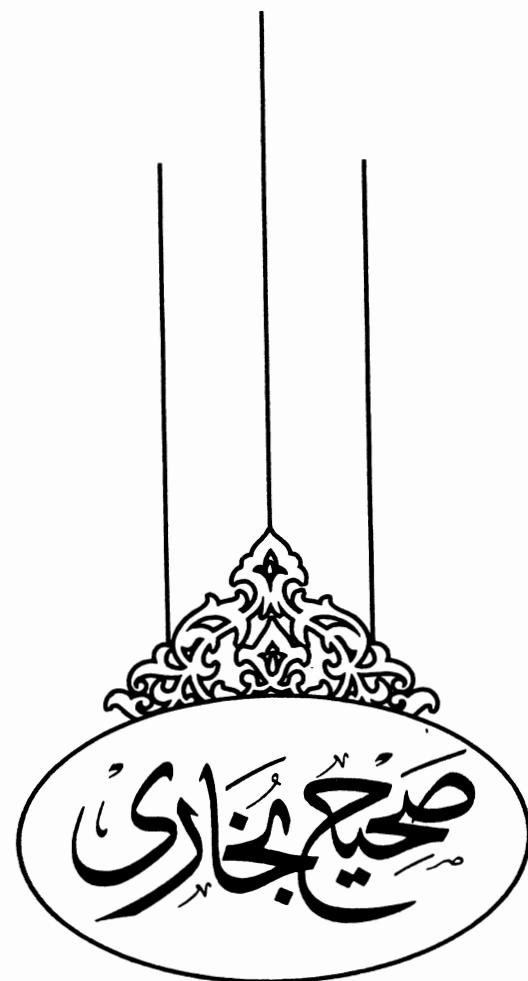
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمُكَبِّرِ

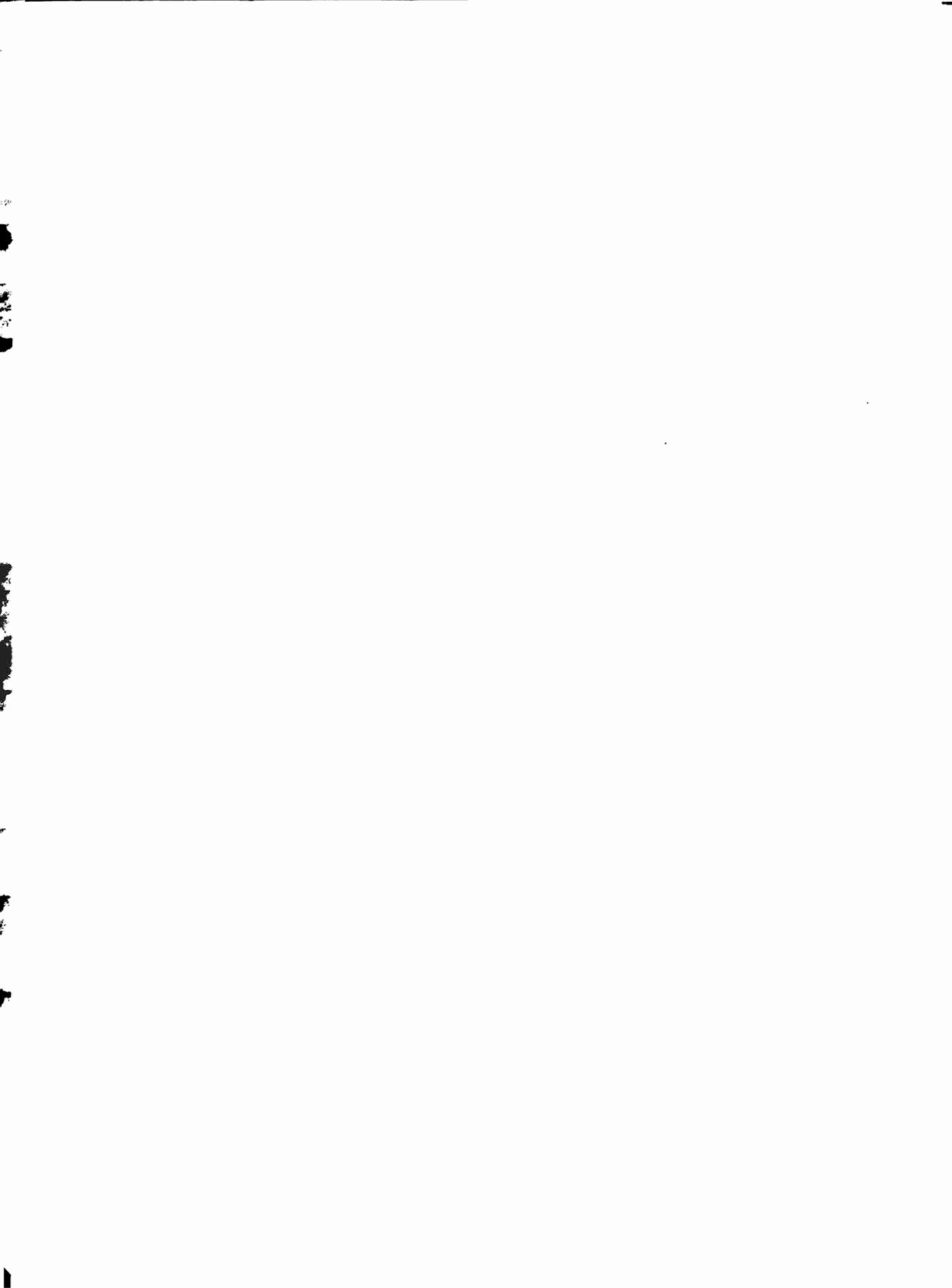
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمُكَبِّرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضِ وَمَا فِي السَّمَاوَاتِ

# صَدِيقُ بَخارِيٍّ

جَلْدُ دُومٍ

الْعَمَرُ الْوَعِنِيُّ فِي الْمَرِيَّةِ سَيِّدُ الْفَقَهَاءِ

خَصَّى الْأَهْلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ شَمَاعِيلِ بَخارِيٍّ

تَرْجِمَةُ وَتَشْرِيفُ

حَضْرَتِ مَوْلَانَّ مُحَمَّدِ دَاؤِدَ رَازِيِّ

نَظَرِ ثَانِي

حَضْرَتِ الْعَالِمِ الْمُؤْلِمِ الْجَبَرِيِّ الْبَشْتُوِيِّ تَرْشِيدُ حَضْرَتِ الْعَالِمِ الْمُؤْلِمِ الْجَبَرِيِّ الْبَشْتُوِيِّ تَرْشِيدُ

مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند

جملہ حقوق بحق مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند محفوظ @



|   |   |             |
|---|---|-------------|
| صحیح بخاری شریف                           | : | نام کتاب    |
| حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ | : | مترجم       |
| مرکزی جمیعت اہل حدیث ہند                  | : | ناشر        |
| ۲۰۰۳ء                                     | : | سال اشاعت   |
| ۱۰۰۰                                      | : | تعداد اشاعت |
|   | : | قیمت        |

### ملنے کے پتے

- ۱۔ مکتبہ ترجمان ۳۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
- ۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوری تالاب، وارانسی
- ۳۔ مکتبہ نوائے اسلام، ۱۱۲۶ اے، چاہ رہٹ جامع مسجد، دہلی
- ۴۔ مکتبہ مسلم، جمیعت منزل، بر رشاہ سری نگر، کشمیر
- ۵۔ حدیث پبلیکیشن، چارینار مسجد روڈ، بنگور۔ ۵۶۰۰۵۱
- ۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار مسونا تھنہ بخجن، یوپی

# نہر سنت رمضانیں

| صفحہ               | مضمون  | صفحہ | مضمون   |
|--------------------|--|------|---|
| ۳۲                 | اگر امام لوگوں کو نماز پڑھا کر .....<br>نماز پڑھ کر دائیں بیان کیں دونوں طرف ..... | ۲۱   | نماز میں کپڑوں میں گردگانا<br>نمازی بالوں کوئن سیٹے         |
| ۳۳                 | لہس، پیاز وغیرہ کے متعلق احادیث  | ۲۲   | نماز میں کپڑا نہ سینٹا جائے<br>مسجدہ میں تسبیح اور دعا کرنا |
| ۳۵                 | بچوں کے لئے وضواور غسل .....   | ۲۲   | دونوں مسجدوں کے درمیان تھہرا                                |
| ۴۹                 | عورتوں کارات اور صبح کے وقت مساجد میں آنا  | ۲۳   | نمازی سجدے میں اپنے بازوں پر بچائے                          |
| ۵۱                 | لوگوں کا نماز کے بعد امام کے اٹھنے کا منتظر کرنا                                   | ۲۵   | نماز کی طلاق رکعت میں تھوری دیر بیٹھنے                      |
| ۵۳                 | عورتوں کامروں کے پیچھے نماز پڑھنا  | ۲۵   | رکعت سے اٹھتے وقت زمین کا سہارا لینا                        |
| ۵۳                 | صبح کی نماز کے بعد عورتوں کا جلدی جانا   | ۲۶   | جب دور رکعت پڑھ کر اٹھے تو تکبیر کئے                        |
| ۵۴                 | عورت مسجد میں جانے کے لئے خادم نے اجازت لے   | ۲۶   | تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ                              |
| <b>كتاب الجمعة</b> |  | ۲۷   | جو تشہد اول کو واجب نہ جانے                                 |
| ۶۱                 | جمعہ کی نماز فرض ہے  | ۳۰   | پہلے قعدہ میں تشہد پڑھنا                                    |
| ۶۱                 | جمعہ کے دن نہانے کی فضیلت  | ۳۱   | آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا                                    |
| ۶۳                 | جمعہ کے دن خوشبو لگانا   | ۳۲   | سلام پھیرنے سے پہلے کی دعاؤں کا بیان                        |
| ۶۳                 | جمعہ کی نماز کو جانے کی فضیلت  | ۳۲   | تشہد کے بعد کی دعاؤں کا بیان                                |
| ۶۵                 | جمعہ کی نماز کے لئے بالوں میں تیل کا استعمال                                       | ۳۲   | اگر نماز میں پیشانی یا ناک کو مٹی لگ جائے .....             |
| ۶۶                 | جمعہ کے دن عمدہ کپڑے پہننا   | ۳۲   | سلام پھیرنے کا بیان   |
| ۶۷                 | جمعہ کے دن مسواک کرنا  | ۳۵   | امام کے بعد مقتدی کا سلام پھیرنا                            |
| ۶۹                 | دوسرے کی مسواک استعمال کرنا  | ۳۵   | امام کو سلام کرنے کی ضرورت نہیں                             |
| ۶۹                 | جمعہ کے دن نماز فجر میں کون کی سورت پڑھے   | ۳۸   | نماز کے بعد ذکر الہی کرنا                                   |
| ۷۰                 | گاؤں اور شہر دونوں جگہ جمعہ درست ہے  | ۳۹   | امام اسلام کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر لے                    |
| ۷۸                 | جن کے لئے نماز جمعہ معاف ہے  | ۴۰   | سلام کو بعد امام اسی جگہ نفل پڑھ سکتا ہے                    |

| صفحہ | مضمون   | صفحہ | مضمون   |
|------|---|------|---|
|      | <b>کتاب صلواۃالخوف</b>                            | ۸۱   | اگر بارش ہو رہی ہو تو نماز جمعہ واجب نہیں<br>جمعہ کے لئے کتنی دوروں والوں کو آتا چاہئے..... |
|      |   | ۸۱   | جمعہ کا وقت کب شروع ہو گا   |
| ۱۱۲  | خوف کی نماز پیدل اور سوار ہو کر کر پڑھنا          | ۸۳   | جمعہ جب سخت گرمی میں آپ سے  |
| ۱۱۳  | نماز خوف میں نمازی ایک دوسرے کی                   | ۸۵   | جمعہ کی نماز کے لئے چلے کا بیان   |
| ۱۱۴  | جب فتح کے امکانات روشن ہوں                        | ۸۵   | نماز جمعہ کے دن جہاں دو آدمی بیٹھے ہوں۔   |
| ۱۱۵  | جود ٹھن کے پیچھے لگا ہو یاد ٹھن کے پیچھے ہو       | ۸۷   | اسی مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے  |
| ۱۱۶  | حملہ کرنے سے پہلے صبح کی نماز اندر ہیرے میں       | ۸۸   | جمعہ کے دن اذان کا بیان   |
|      | <b>کتاب العیدین</b>                               | ۸۸   | جمعہ کے لئے ایک موذن مقرر کرنا  |
| ۱۲۰  | دونوں عیدوں کا بیان اور ان میں زیب و زینت کرنا    | ۸۹   | امام منبر پر بیٹھے بیٹھے اذان کا جواب دے  |
| ۱۲۱  | عید کے دن برچھیوں اور ڈھالوں سے کھلنا             | ۹۰   | جمعہ کی اذان ختم ہونے تک امام منبر پر رہے   |
| ۱۲۲  | عید کے دن پہلی سنت کیا ہے؟                        | ۹۱   | جمعہ کی اذان خطبہ کے وقت دینا   |
| ۱۲۳  | عید الفطر میں نماز سے پہلے کھانا                  | ۹۲   | خطبہ منبر پر پڑھنا  |
| ۱۲۴  | بقر عیدہ کے دن کھانا                              | ۹۳   | خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا   |
| ۱۲۵  | عید گاہ میں منبر نے لے جانا                       | ۹۳   | امام جب خطبہ دے تو لوگ امام کی طرف رج گریں  |
| ۱۲۶  | نماز عید خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر      | ۹۳   | خطبہ میں حمد و شکر کے بعد ایجاد کہنا  |
| ۱۲۷  | عید میں نماز کے بعد خطبہ پڑھنا                    | ۹۹   | جمعہ کے دن دونوں خطبوں کے بیچ میں بیٹھنا  |
| ۱۲۸  | عید کے دن اور حرم کے اندر تھیمار باندھنا مکروہ ہے | ۹۹   | خطبہ کان لگا کر سنا   |
| ۱۲۹  | عید کی نماز کے لئے سویرے جانا                     | ۱۰۰  | امام خطبہ کی حالت میں کسی شخص کو.....   |
| ۱۳۰  | ایام تشریق میں عمل کی فضیلت کا بیان               | ۱۰۱  | دوران خطبہ دور رکعت پڑھنا   |
| ۱۳۱  | تکمیل منی کے دونوں میں.....                       | ۱۰۳  | خطبہ میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا  |
| ۱۳۲  | برچھی کا سترہ بیانا                               | ۱۰۳  | جمعہ کے خطبہ میں بارش کی دعا کرنا   |
| ۱۳۳  | امام کے آگے عید کے دن نیزہ لے کر چانا             | ۱۰۵  | خطبہ کے وقت چپ رہنا   |
| ۱۳۴  | عورتوں کا عید گاہ میں جانا                        | ۱۰۵  | جمعہ کے دن قبولیت دعا کی ساعت   |
| ۱۳۵  | بچوں کا عید کے خطبہ میں شرکت کرنا                 | ۱۰۶  | اگر جمعہ کی نماز میں کچھ لوگ چلے جائیں.....   |
| ۱۳۶  | امام خطبہ عید میں لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو  | ۱۰۷  | جمعہ کے پہلے اور بعد کی سنتوں کا بیان   |
| ۱۳۷  | عید گاہ میں نشان لگانا                            | ۱۰۷  | سورہ جمعہ میں فرمان باری کا بیان  |
| ۱۳۸  | عید کے دن عورتوں کو نصیحت کرنا                    | ۱۰۸  | جمعہ کی نماز کے بعد سوتا  |
| ۱۳۹  | عید کے دن اگر کسی عورت کے پاس دو پشہ نہ ہو        |      |   |

| صفحہ | مضمون   | صفحہ | مضمون   |
|------|---|------|---|
| ۱۶۶  | امام سے دعائے استقامت کی درخواست                  | ۱۳۱  | حائضہ عورتیں نماز سے الگ رہیں                         |
| ۱۶۷  | قطل میں شرکین دعا کی درخواست کریں تو.....         | ۱۳۲  | عید گاہ میں نحر اور ذبح کرنا                          |
| ۱۶۹  | جب بارش حد سے زیادہ ہو.....                       | ۱۳۲  | عید کے خطبہ میں امام کا باہمی کرنا.....               |
| ۱۷۰  | استقامت میں کھڑے ہو کر خطبہ میں دعا مانگنا        | ۱۳۳  | عید گاہ میں آمد و رفت کے راستے مختلف ہوں              |
| ۱۷۰  | نماز استقامت میں بلند آواز سے قرأت کرنا           | ۱۳۴  | اگر کسی کو جماعت سے عید کی نماز نہ ملے                |
| ۱۷۰  | استقامت میں نبی ﷺ نے لوگوں کی طرف .....           | ۱۳۵  | عید گاہ میں نماز سے پہلے نفل پڑھنا                    |
| ۱۷۱  | نماز استقامت و رکعت ہیں                           |      |   |
| ۱۷۲  | عید گاہ میں بارش کی دعا کرنا                      |      |   |
| ۱۷۲  | استقامت میں قبلہ کی طرف منہ کرنا                  | ۱۳۷  | وترا کا بیان  |
| ۱۷۳  | امام کے ساتھ لوگوں کا بھی ہاتھ اٹھانا             | ۱۵۰  | وترا کے اوقات کا بیان                                 |
| ۱۷۳  | امام کا استقامت میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا        | ۱۵۱  | ایک رکعت و ترا پڑھنے کا بیان                          |
| ۱۷۴  | بارش برستے وقت کیا کہے                            | ۱۵۲  | وترا کے لئے گمراہ والوں کو جگانا                      |
| ۱۷۵  | اس شخص کے بارے میں جو بارش میں کھڑا رہا.....      | ۱۵۲  | وترا کی نماز رات کو تمام نمازوں کے بعد پڑھی جائے      |
| ۱۷۶  | جب ہوا جلتی                                       | ۱۵۲  | وترا سواری پر پڑھنا                                   |
| ۱۷۶  | پرودا کے ذریعہ میری مدد کی گئی                    | ۱۵۳  | نمازوں و ترا سفر میں پڑھنا                            |
| ۱۷۷  | ز لزلہ اور قیامت کی نشانیاں                       | ۱۵۳  | قوتوں رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد                    |
| ۱۷۸  | آیت شریف و تَعَجَّلُونَ رَزْقَكُمْ کی تفسیر       |      |   |
| ۱۷۹  | اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں معلوم بارش کب ہوگی | ۱۵۷  |   |
|      |   |      |   |
|      | <b>کتاب الکسوف</b>                                | ۱۵۷  | <b>کتاب الاستسقاء</b>                                 |
| ۱۸۲  | سورج گر ہن کی نماز کا بیان                        | ۱۵۹  | پانی کی نماز کے لئے جنگل میں نکلنا                    |
| ۱۸۵  | سورج گر ہن میں صدقہ خیرات کرنا                    | ۱۶۱  | قریش کے کافروں پر بد دعا کرنا                         |
| ۱۸۶  | گر ہن میں نماز کے لئے پکارنا                      | ۱۶۱  | خط کے وقت لوگ امام سے پانی کے لئے دعا کا کہہ سکتے ہیں |
| ۱۸۷  | گر ہن کی نماز میں امام کا خطبہ پڑھنا              | ۱۶۲  | استقامت میں چادر انہا                                 |
| ۱۸۸  | سورج کا کسوف اور خسوف دونوں کہہ سکتے ہیں          | ۱۶۲  | اللہ خط بھیج کر انتقام لیتا ہے                        |
| ۱۸۹  | اللہ اپنے بندوں کو گر ہن سے ڈراتا ہے              | ۱۶۵  | جامع مسجد میں بارش کی دعا کرنا                        |
| ۱۹۰  | سورج گر ہن میں عذاب قبر سے پناہ مانگنا            | ۱۶۵  | جحد کا خطبہ پڑھتے وقت .....                           |
| ۱۹۱  | گر ہن کی نماز میں لباوجدہ کرنا                    | ۱۶۶  | منبر پر پانی کے لئے دعا کرنا                          |

| صفحہ               | مضمون  | صفحہ | مضمون   |
|--------------------|--|------|---|
| ۲۱۵                | منی میں نماز قصر کرنا                          | ۱۹۲  | سورج گر ہن کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا           |
| ۲۱۶                | چج کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے کتنا قیام کیا تھا؟ | ۱۹۳  | سورج گر ہن میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا   |
| ۲۱۷                | نماز کتنی سافت میں قصر کرنی چاہئے              | ۱۹۵  | سورج گر ہن میں غلام آزاد کرنا                       |
| ۲۱۸                | جب آدمی سفر کی نیت سے اپنی بستی سے.....        | ۱۹۵  | کسوف کی نماز مسجد میں پڑھنی چاہئے                   |
| ۲۲۰                | مغرب کی نماز سفر میں بھی تم رکعت ہیں           | ۱۹۷  | سورج گر ہن کسی کے پیدا ہونے یا مرنے سے نہیں ہوتا    |
| ۲۲۱                | غفل نماز سواری پر، اگرچہ سواری کارخ کی طرف ہو  | ۱۹۸  | سورج گر ہن میں اللہ کو یاد کرنا                     |
| ۲۲۲                | سواری پر اشارے سے نماز پڑھنا                   | ۱۹۹  | سورج گر ہن میں دعا کرنا                             |
| ۲۲۲                | نمازی فرض نماز کے لئے سواری سے اتر جائے        | ۱۹۹  | گر ہن کے خطبہ میں امام کا مابعد کہنا                |
| ۲۲۳                | غفل نماز گدھے پر بیٹھے ہوئے ادا کرنا           | ۲۰۰  | چاند گر ہن کی نماز پڑھنا                            |
| ۲۲۵                | سفر میں جس نے سنتوں کو نہیں پڑھا               | ۲۰۱  | جب امام گر ہن کی نماز میں پہلی رکعت لمبی کر دے..... |
| ۲۲۶                | سفر میں نماز فجر کی سنتوں کا پڑھنا             | ۲۰۱  | گر ہن کی نماز میں پہلی رکعت کالما بکرنا             |
| ۲۲۷                | سفر میں مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر پڑھنا    | ۲۰۱  | گر ہن کی نماز میں بلند آواز سے قراءت کرنا           |
| ۲۳۰                | جب مغرب اور عشاء ملا کر پڑھے تو.....           | ۲۰۱  | <b>كتاب سجود القرآن</b>                             |
| ۲۳۱                | مسافر جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرے.....       |      | تجده تلاوت اور اس کے سنت ہونے کا بیان               |
| ۲۳۱                | سفر اگر سورج ڈھلنے کے بعد.....                 | ۲۰۳  | الم تزیل میں سجدہ کرنا                              |
| ۲۳۲                | نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان                     | ۲۰۵  | سورہ حص میں سجدہ کرنا                               |
| ۲۳۳                | بیٹھ کر اشاروں سے نماز پڑھنا                   | ۲۰۶  | سورہ بجم میں سجدہ کرنا                              |
| ۲۳۴                | جب بیٹھ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو            | ۲۰۶  | مسلمانوں کا مشرکوں کے ساتھ سجدہ کرنا                |
| ۲۳۴                | اگر کسی شخص نے بیٹھ کر نماز شروع کی.....       | ۲۰۷  | سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ نہ کرنا                     |
| <b>كتاب التهجد</b> |  | ۲۰۸  | سورہ اذ السماء انشققت میں سجدہ کرنا                 |
| ۲۳۶                | رات میں تہجد پڑھنا                             | ۲۰۸  | سننے والا اسی وقت سجدہ کرے.....                     |
| ۲۳۷                | رات کی نماز کی فضیلت کا بیان                   | ۲۰۹  | امام جب سجدہ کی آیت پڑھے.....                       |
| ۲۳۸                | رات کی نمازوں میں لمبے سجدے کرنا               | ۲۱۰  | اللہ نے سجدہ تلاوت کو واجب نہیں کیا                 |
| ۲۳۹                | مریض بیماری میں تہجد ترک کر سکتا ہے            | ۲۱۱  | جس نے نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی.....               |
| ۲۴۰                | رات کی نمازوں نوافل پڑھنے کی ترغیب             | ۲۱۱  | جو شخص بحوم کی وجہ سے سجدہ تلاوت کی جگہ نہ پائے     |
| ۲۴۱                | آنحضرت ﷺ اور رات کی نماز                       |      | <b>كتاب تقصیر الصلوة</b>                            |
| ۲۴۲                | جو شخص حرم کے وقت سو گیا                       |      | نماز میں قصر کرنے کا بیان.....                      |
| ۲۴۵                | حرمی کے بعد نماز فجر پڑھنے تک نہ سونا          | ۲۱۲  |   |

| صفحہ | مضمون   | صفحہ | مضمون  |
|------|---|------|--|
| ۲۸۵  | مسجد قبائل کی فضیلت                                     | ۲۳۶  | رات کے قیام میں نماز کو لمبا کرنا                          |
| ۲۸۶  | مسجد قبائل ہر ہفتہ حاضری                                | ۲۳۶  | نماز نبوی رات والی کیسی تھی؟                               |
| ۲۸۶  | مسجد قبائل سوار اور پیدل آتا                            | ۲۳۷  | آنحضرت ﷺ کی نماز رات میں.....                              |
| ۲۸۶  | آنحضرت ﷺ کی قبر اور منبر کے درمیانی حصہ کی فضیلت        | ۲۳۹  | جب آدمی رات میں نماز نہ پڑھے تو شیطان کا گدی پر گردہ لگانا |
| ۲۸۷  | مسجد بیت المقدس کا بیان                                 | ۲۵۰  | جو شخص سوتا رہے اور صبح کی نماز نہ پڑھے                    |
| ۲۸۸  | نماز میں ہاتھ سے نماز کا کوئی کام کرنا                  | ۲۵۰  | آخر رات میں دعا اور نماز کا بیان                           |
| ۲۹۰  | نماز میں بات کرنا منع ہے                                | ۲۵۲  | جو شخص رات کے شروع میں سو جائے اور اخیر میں جاگے           |
| ۲۹۱  | نماز میں مردوں کا سجنان اللہ اور الحمد للہ کہنا         | ۲۵۳  | نبی کریم ﷺ کار مضاف اور غیر رمضان میں.....                 |
| ۲۹۲  | نماز میں نام لے کر دعا یاد دعا کرنا.....                | ۲۵۸  | دن اور رات میں با وضور بننے کی فضیلت                       |
| ۲۹۲  | عورتوں کے لئے صرف تالی بجانا                            | ۲۵۸  | عبادت میں بہت سختی انداختا کروہ ہے                         |
| ۲۹۳  | جو شخص نماز میں اللہ پاؤں سرک جائے.....                 | ۲۵۹  | جو شخص رات کو عبادت کیا کرتا تھا پھر ترک کر دیا.....       |
| ۲۹۴  | اگر کوئی نماز نہ پڑھ رہا ہو اور اس کی ماں اس کو بلاتے   | ۲۶۱  | جس شخص کی رات کو آنکھ کھلے پھر وہ نماز نہ پڑھے.....        |
| ۲۹۵  | نماز میں سکر کی ہٹانا                                   | ۲۶۳  | فجر کی سنتوں کو ہمیشہ پڑھنا                                |
| ۲۹۵  | نماز میں سجدے کے لئے کپڑا بچھانا                        | ۲۶۴  | فجر کی سنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹ جانا                 |
| ۲۹۶  | نماز میں کون کون سے کام درست ہیں                        | ۲۶۵  | فجر کی سنت پڑھ کر باتیں کرنا اور نہ لینا                   |
| ۲۹۷  | اگر آدمی نماز میں ہو اور اس کا جانور بھاگ پڑے.....      | ۲۶۵  | نفل نمازیں دو دور کتعین کر کے پڑھنا                        |
| ۲۹۸  | نماز میں تھوکنا کہاں تک جائز ہے.....                    | ۲۶۹  | فجر کی سنتوں کے بعد باتیں کرنا                             |
| ۲۹۹  | اگر کوئی مرد مسئلہ نہ جانے کی وجہ سے.....               | ۲۶۹  | فجر کی سنتوں کو لازم کر لینا                               |
| ۳۰۰  | نمازی سے اگر کوئی کہے کہ آگے بڑھ جا.....                | ۲۷۰  | فجر کی سنتوں میں قراءت کیسی کرے؟                           |
| ۳۰۰  | نماز میں سلام کا جواب نہ دے                             | ۲۷۱  | فرضوں کے بعد سنت کا بیان                                   |
| ۳۰۱  | نماز میں اگر کوئی حادث پیش آئے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا | ۲۷۱  | جس نے فرض کے بعد سنت نہیں پڑھی                             |
| ۳۰۲  | نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا کیسا ہے؟                     | ۲۷۲  | سفر میں چاشت کی نماز پڑھنا                                 |
| ۳۰۲  | آدمی نماز میں کسی بات کا فکر کرے.....                   | ۲۷۳  | چاشت کی نماز پڑھنا اور اس کو ضروری نہ جانا                 |
| ۳۰۶  | سجدہ سہو کا بیان  | ۲۷۳  | چاشت کی نماز اپنے شہر میں پڑھے                             |
| ۳۰۶  | اگر چار رکعت نماز میں پہلا قعدہ نہ کرے.....             | ۲۷۵  | ظہر سے پہلے دور کعت سنت پڑھنا                              |
| ۳۰۷  | اگر کسی نے پانچ رکعت نماز نہ پڑھی                       | ۲۷۶  | مغرب سے پہلے سنت پڑھنا                                     |
| ۳۰۸  | اگر کوئی دویاتین رکعتوں کے بعد سلام پھیر دے             | ۲۷۷  | نفل نمازیں نفل نماز پڑھنا                                  |
| ۳۰۸  | سہو کے سجدوں کے بعد پھر تشدید پڑھے.....                 | ۲۸۰  | گھر میں نفل نماز پڑھنا                                     |
| ۳۰۹  | سہو کے سجدوں میں تکمیر کہنا                             | ۲۸۱  | کمہ اور مدینہ میں نماز کی فضیلت                            |

| صفحہ | مضمون   | صفحہ | مضمون  |
|------|---|------|--|
| ۳۲۸  | مال میں سے پہلے کفن کی تیاری کریں                           | ۳۱۰  | اگر نمازی کو یہ یاد نہ رہے کہ تمہیں عتیس پڑھی ہیں..... |
| ۳۲۹  | اگر میت کے پاس ایک ہی کپڑا نہ لے                            | ۳۱۱  | جگہ سہو فرش و نعل ہر دن نمازوں میں کرنا چاہئے۔         |
| ۳۲۹  | جب کفن کا کپڑا اچھوٹا ہو                                    | ۳۱۲  | اگر نمازی سے کوئی بات کرے اور وہ سن کر.....            |
| ۳۲۰  | جنہوں نے اپنا کافن خود تیار رکھا ہو.....                    | ۳۱۳  | نماز میں اشارہ کرنا                                    |
| ۳۲۱  | عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا                                |      | <b>کتاب الجنائز</b>                                    |
| ۳۲۱  | عورت کا اپنے خاوند کے سوا اور کسی پر سوگ کرنا کیسے ہے؟      |      | جنمازوں کے باب میں احادیث واردہ                        |
| ۳۲۲  | قبروں کی زیارت کرنا   | ۳۱۷  | جنازے میں شریک ہونے کا حکم                             |
| ۳۲۲  | میت پر اس کے گھروالوں کے روئے سے عذاب ہوتا ہے               | ۳۱۸  | میت کو جب کفن میں لپیٹا جا چکا ہو.....                 |
| ۳۵۰  | میت پر نوحہ کرنا مکروہ ہے                                   | ۳۱۹  | آدمی خود موت کی خبر میت کے داروں کو ساختا ہے           |
| ۳۵۲  | روئے کی ممانعت کا بیان                                      | ۳۲۳  | جنازہ تیار ہو تو لوگوں کو خبر کر دینا                  |
| ۳۵۲  | بیان چاک کرنے والے ہم میں سے نہیں ہیں                       | ۳۲۴  | اس شخص کی فضیلت جس کی اولاد مر جائے.....               |
| ۳۵۲  | سد بن خولہ کی وفات  | ۳۲۵  | کسی مرد کا کسی عورت سے یہ کہنا کہ صبر کر               |
| ۳۵۲  | غمی کے وقت سر منڈوانے کی ممانع                              | ۳۲۷  | میت کو پانی اور بیری کے چوں سے غسل دینا                |
| ۳۵۵  | رخسار پیٹنے والے ہم میں سے نہیں ہیں                         | ۳۲۷  | میت کو طلاق مرتبہ غسل دینا مستحب ہے                    |
| ۳۵۵  | اوایلا کرنے کی ممانع  | ۳۲۸  | غسل میت دائیں طرف سے شروع کیا جائے                     |
| ۳۵۶  | جو شخص مصیبت کے وقت غمکین و دھکائی دے                       | ۳۲۹  | پہلے میت کے اعضاے و ضوکوں دھویا جائے                   |
| ۳۵۷  | جو شخص (صبر کرتے ہوئے) کراپنار خ ظاہر نہ کرے                | ۳۲۹  | کیا عورت کو مرد کے ازار کا کفن دیا جا سکتا ہے؟         |
| ۳۵۹  | صبر وہ ہے جو مصیبت آتے ہی کیا جائے                          | ۳۲۹  | غسل کے آخر میں کافور کا استعمال کیا جائے               |
| ۳۵۹  | فرزند مر رسولؐ کی وفات اور آپؐ کا اظہار غم                  | ۳۳۰  | میت عورت ہو تو اس کے سر کے بال کھولنا.....             |
| ۳۶۰  | مریض کے پاس رونا کیسے ہے؟                                   | ۳۳۱  | میت پر کپڑا کیوں نکل لپیٹا جائے                        |
| ۳۶۱  | کس طرح کے نوہ سے منع کرنا چاہئے                             | ۳۳۱  | عورت کے بال تین لٹوں میں کر دینے جائیں.....            |
| ۳۶۲  | جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جانا                                  | ۳۳۲  | کفن کے لئے سفید کپڑے بہتر ہیں.....                     |
| ۳۶۲  | اگر کوئی جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جائے تو اسے کب میٹھنا چاہئے؟ | ۳۳۳  | دو کپڑوں میں کفن دینا                                  |
| ۳۶۳  | جو شخص جنازے کے ساتھ ہو.....                                | ۳۳۳  | میت کو خوشبو لگانا                                     |
| ۳۶۴  | بیووی کا جنازہ دیکھ کر کھڑا ہوئا                            | ۳۳۴  | حرام کو کیوں نکل کفن دیا جائے                          |
| ۳۶۵  | مرد ہی جنازے کو اٹھائیں                                     | ۳۳۵  | قمیش میں کفن دینا.....                                 |
| ۳۶۸  | جنازے کو جلد لے چلنا  | ۳۳۵  | بغیر قمیش کے کفن دینا                                  |
| ۳۶۸  | نیک میت کا کہنا مجھے جلدی لے چلو                            | ۳۳۷  | عمامہ کے بغیر کفن دینا                                 |
| ۳۶۹  | جنازے کی نماز میں دو یا تین صفحیں کرنا                      | ۳۳۷  |  |

| صفحہ                | مضمون   | صفحہ | مضمون  |
|---------------------|---|------|--|
| ۳۰۵                 | جو شخص خود کشی کرے اس کی سزا                                | ۳۶۹  | جنازہ کی نماز میں صفائی باندھنا                                    |
| ۳۰۶                 | منافقوں پر نماز جنازہ پڑھنا.....                            | ۳۷۱  | جنازے کی نماز میں بچے بھی مردوں کے رہا برکھڑے ہوں                  |
| ۳۰۸                 | لوجوں کی زبان پر میت کی تعریف ہو تو بہتر ہے                 | ۳۷۱  | جنازے پر نماز کا مشروع ہوتا  |
| ۳۰۹                 | عذاب قبر کا بیان  | ۳۷۳  | جنازے کے ساتھ جانے کی فضیلت  |
| ۳۱۲                 | قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا                                  | ۳۷۴  | جو شخص دفن ہونے تک مٹھہ رہے  |
| ۳۱۷                 | غیرت اور پیشاب کی آکوڈگی سے قبر کا عذاب ہوتا                | ۳۷۴  | بچوں کا بھی نماز جنازہ میں شریک ہوتا                               |
| ۳۱۸                 | مردے کو دونوں وقت صبح اور شام اس کا مٹھکا ناد کھایا جاتا ہے | ۳۷۵  | نماز جنازہ عید گاہ میں اور مسجد میں جائز ہے                        |
| ۳۱۹                 | میت کا چار پائی پربات کرنا                                  | ۳۷۷  | قبروں پر مسجد بنانا مکروہ ہے                                       |
| ۳۱۹                 | مسلمانوں کی نابالغ اولاد کہاں رہے گی                        | ۳۸۰  | نفاس والی عورت پر نماز جنازہ پڑھنا                                 |
| ۳۲۲                 | مشرکین کی نابالغ اولاد کا بیان                              | ۳۸۰  | عورت اور مرد کی نماز جنازہ میں کہاں کھڑا ہو                        |
| ۳۲۸                 | بیوی کے دن منے کی فضیلت                                     | ۳۸۱  | نماز جنازہ میں چار سمجھیریں کہنا                                   |
| ۳۲۹                 | تاگہانی موت کا بیان   | ۳۸۱  | نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے                           |
| ۳۳۰                 | رسول کریمؐ اور صاحبوں کی قبروں کا بیان                      | ۳۸۵  | مردہ کو دفن کرنے کے بعد قبر پر نماز جنازہ پڑھنا                    |
| ۳۳۵                 | مردوں کو برائی کرنے کی منافع                                | ۳۸۶  | مردہ لوث کر جانے والوں کے جو توں کی آواز سنتا ہے                   |
| ۳۳۶                 | برے مردوں کی برائی بیان کرنا درست ہے                        | ۳۸۷  | جو شخص ارض مقدس یا ایسی ہی کسی برکت والی رات میں دفن کرنا کیسا ہے؟ |
| <b>کتاب الزکوٰۃ</b> |   |      |  |
| ۳۳۷                 | زکوٰۃ کے مسائل کا بیان                                      | ۳۸۹  | قبر پر مسجد تعمیر کرنا کیسا ہے؟                                    |
| ۳۳۳                 | زکوٰۃ دینے پر بیعت کرنا                                     | ۳۹۰  | عورت کی قبر میں کون اترے   |
| ۳۳۳                 | زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے کا گناہ                              | ۳۹۱  | شہید کی نماز جنازہ   |
| ۳۳۶                 | جس ماں کی زکوٰۃ دے دی جائے وہ خزانہ نہیں ہے                 | ۳۹۱  | دو یا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا                           |
| ۳۵۱                 | اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت                       | ۳۹۲  | شہداء کا غسل نہیں  |
| ۳۵۱                 | صدقة میں ریا کاری کرنا                                      | ۳۹۳  | بلعی قبر میں کون آگے رکھا جائے                                     |
| ۳۵۲                 | چوری کے مال سے خیرات قبول نہیں                              | ۳۹۳  | اذخر اور سوکھی گھاس قبر میں بچھانا                                 |
| ۳۵۲                 | حلال کمائی میں سے خیرات قبول ہوتی ہے                        | ۳۹۶  | کیا میت کو کسی خاص وجہ سے قبر سے نکالا جاسکتا ہے؟                  |
| ۳۵۳                 | جب کوئی صدقہ لینے والا رہے گا                               | ۳۹۶  | بلعی یا صندوقی قبر بنانا   |
| ۴۵۶                 | جہنم کی آگ سے بچو خواہ بھور صدقہ کرو                        | ۴۰۰  | ایک پچھے اسلام لایا پھر اس کا انتقال ہو گیا.....                   |
| ۴۵۸                 | تدرستی میں صدقہ دینے کی فضیلت                               | ۴۰۲  | جب ایک مشرک مرتے وقت کلمہ طیبہ پڑھ لے                              |
| ۴۶۱                 | سب کے سامنے صدقہ کرنا جائز ہے                               | ۴۰۳  | قبر پر بکھور کی ڈالیاں لگانا                                       |
|                     |   |      | قبر کے پاس عالم کا بیٹھنا اور لوگوں کو نصیحت کرنا                  |

| صفحہ | مضمون   | صفحہ | مضمون   |
|------|---|------|---|
| ۳۸۹  | پانچ او نتوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے            | ۳۶۱  | چھپ کر خیرات کرنا افضل ہے                     |
| ۳۹۱  | گائے بدل کی زکوٰۃ کا بیان                       | ۳۶۲  | لا علیٰ میں کسی بالدار کو صدقہ دے دیا         |
| ۳۹۲  | اپنے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا                   | ۳۶۳  | اگر باپ ناداقی سے اپنے بیٹے کو خیرات دے دے    |
| ۳۹۳  | حکومتوں کی زکوٰۃ ضروری نہیں ہے                  | ۳۶۴  | خیرات داہنے ہاتھ سے دینا بہتر ہے              |
| ۳۹۵  | لوٹی غلاموں میں زکوٰۃ نہیں                      | ۳۶۵  | جس نے اپنے خدمت گار کو صدقہ دینے کا.....      |
| ۳۹۶  | تینوں پر صدقہ کرنا بہت بڑا اواب ہے              | ۳۶۶  | صدقہ وہی بہتر ہے جس کے بعد بھی آدمی.....      |
| ۳۹۷  | عورت کا اپنے شوہر یا سیم بچوں کو زکوٰۃ دینا     | ۳۶۷  | احسان جانے کی نذمت                            |
| ۳۹۹  | زکوٰۃ کے کچھ مصارف کا بیان                      | ۳۶۹  | خیرات میں جلدی کرنا بہتر ہے                   |
| ۵۰۲  | سوال سے پچھنے کا بیان                           | ۳۶۹  | لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دلانا                  |
| ۵۰۵  | سورہ والذاریات کی ایک آیت کی تشریع              | ۳۷۱  | بہماں تک ہو سکے خیرات کرنا                    |
| ۵۰۵  | اگر کوئی شخص اپنی دولت .....                    | ۳۷۱  | صدقہ خیرات سے گناہ معاف ہوتے ہیں              |
| ۵۰۷  | سورہ بقرہ کی ایک آیت شریفہ کا بیان              | ۳۷۲  | جس نے حالت کفر و شرک میں صدقہ دیا.....        |
| ۵۱۰  | بھور کا درختوں پر اندازہ کر لینا درست ہے        | ۳۷۳  | صدقہ میں خادم و نوکر کا اواب                  |
| ۵۱۳  | پیداوار سے دسویں حصہ کی تفصیل                   | ۳۷۳  | عورت کا اواب جب وہ اپنے شوہر کی چیزیں سے..... |
| ۵۱۳  | پانچ و ستر سے کم میں زکوٰۃ نہیں                 | ۳۷۵  | سورہ واللیل کی ایک آیت مبارکہ                 |
| ۵۱۳  | بھور کے پھل توڑنے کے وقت زکوٰۃ لی جائے .....    | ۳۷۶  | صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال               |
| ۵۱۵  | جو شخص اپنا میوه یا بھور کا درخت بچ دا لے ..... | ۳۷۷  | محنت اور سوداگری کے مال میں سے خیرات کرنا     |
| ۵۱۶  | اپنے صدقہ کی چیز کو دا اپنی خریدنا              | ۳۷۸  | ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے               |
| ۵۱۷  | رسول کریمؐ اور آپ کی اولاد پر صدقہ کا حرام ہوتا | ۳۷۹  | زکوٰۃ یا صدقہ میں کتنا مال دینا درست ہے       |
| ۵۱۹  | جب صدقہ مجاتح کی ملک ہو جائے                    | ۳۷۹  | چاندی کی زکوٰۃ کا بیان                        |
| ۵۲۰  | مالداروں سے زکوٰۃ وصول کی جائے اور .....        | ۳۸۰  | زکوٰۃ میں دیگر اسباب کا لینا                  |
| ۵۲۱  | امام کی طرف سے زکوٰۃ دینے والے کے حق میں .....  | ۳۸۳  | زکوٰۃ لیتے وقت جو مال جدید اہول .....         |
| ۵۲۲  | بomal سند رے نکالا جائے                         | ۳۸۳  | اگر دو آدمی سا جھی ہوں تو زکوٰۃ .....         |
| ۵۲۳  | رکاز میں پانچواں حصہ واجب ہے                    | ۳۸۴  | اوٹوں کی زکوٰۃ کا بیان                        |
| ۵۲۶  | تحصیلداروں کو بھی زکوٰۃ سے دیا جائے گا          | ۳۸۵  | جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ زکوٰۃ میں .....    |
| ۵۲۶  | زکوٰۃ کے او نتوں سے مسافر لوگ کام لے سکتے ہیں   | ۳۸۶  | بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان                       |
| ۵۲۷  | زکوٰۃ کے او نتوں کو داغ رکانا                   | ۳۸۷  | زکوٰۃ میں عیوب دار جانور نہ لئے جائیں         |
| ۵۲۷  | صدقہ فطر کا فرض ہوتا                            | ۳۸۸  | بکری کا بچہ زکوٰۃ میں لینا                    |
| ۵۲۹  | صدقہ فطر کا لوٹی غلاموں پر بھی فرض ہوتا         | ۳۸۹  | وَوَقْتَهُ مل پچانٹ کرنے لیا جائے             |

| صفحہ | مضمون                                       | صفحہ | مضمون  |
|------|---|------|--|
| ۵۵۳  | محرم کو کون سے کپڑے پہننا درست نہیں         | ۵۳۰  | صدقہ فطر میں ایک صاع جو دینا                   |
| ۵۵۵  | حج کے لئے سواری کا بیان                     | ۵۳۰  | گیہوں وغیرہ بھی ایک صاع ہے                     |
| ۵۵۵  | محرم کے لئے چادر تہبند وغیرہ                | ۵۳۱  | کھجور بھی ایک صاع نکالی جائے                   |
| ۵۵۷  | ذوالحجه میں صبح تک شہر تا                   | ۵۳۱  | منقی بھی ایک صاع دیا جائے                      |
| ۵۵۷  | لبیک بلند آواز سے کہنا                      | ۵۳۱  | صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا             |
| ۵۵۹  | لبیک سے پہلے تسبیح تمہید عجیب               | ۵۳۲  | صدقہ فطر آزاد اور غلام پر                      |
| ۵۵۹  | جب سواری کھڑی ہواں وقت لبیک پکارنا          | ۵۳۲  | صدقہ فطر بڑوں اور چھوٹوں پر                    |
| ۵۶۰  | قبلہ رخ ہو کر لبیک پکارنا                   |      |  |
| ۵۶۱  | نالے میں اترتے وقت لبیک کہنا                |      |  |
| ۵۶۲  | حیض اور نفاس والی عورتوں کا احراام          | ۵۳۲  | حج اور عمرے کے مسائل کا بیان                   |
| ۵۶۳  | احراام میں آنحضرت ﷺ میں نیت کرنا            | ۵۳۸  | سورہ حج کی ایک آیت کی تفسیر                    |
| ۵۶۵  | سورہ بقرہ کی ایک آیت کی تفسیر               | ۵۳۰  | پالان پر سوار ہو کر حج کرنا                    |
| ۵۶۸  | حج تسبیح، قرآن اور افراد کا بیان            | ۵۳۲  | حج مبرور کی فضیلت                              |
| ۵۷۵  | لبیک میں حج کا نام لینا                     | ۵۳۳  | حج اور عمرہ کے میقات کا بیان                   |
| ۵۷۵  | نبی کریم ﷺ کے زمانے میں تسبیح کا جاری ہونا  | ۵۳۳  | سب سے بہتر زادراہ تقوی ہے                      |
| ۵۷۶  | تسبیح اقربانی کا حکم ان لوگوں کے لئے.....   | ۵۳۵  | کہ والنے حج اور عمرے کا احراام کہاں سے باندھیں |
| ۵۷۷  | کہہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا              | ۵۳۵  | مدپڑہ والوں کا میقات                           |
| ۵۷۸  | کہہ میں رات اور دن میں داخل ہونا            | ۵۳۶  | شام والوں کا میقات                             |
| ۵۷۸  | کہہ میں کدرہ سے داخل ہو؟                    | ۵۳۶  | نجد والوں کا میقات                             |
| ۵۷۹  | کہہ سے جاتے وقت کدرہ سے جائے؟               | ۵۳۷  | جو لوگ میقات کے ادھر رہتے ہوں.....             |
| ۵۸۱  | فضائل کہہ اور کعبہ کی تفسیر                 | ۵۳۷  | یکن والوں کا میقات                             |
| ۵۹۰  | حرم کی زمین کی فضیلت                        | ۵۳۸  | عراق والوں کا میقات                            |
| ۵۹۱  | کہہ شریف کے گھر مکان میراث ہو سکتے ہیں..... | ۵۳۸  | ذوالحجه میں احراام باندھتے وقت نماز پڑھنا      |
| ۵۹۲  | نبی کریم ﷺ کہہ میں کہاں اترتے تھے؟          | ۵۳۹  | نبی کریم ﷺ کا شجرہ پر سے گزر کر جانا           |
| ۵۹۳  | سورہ ابراہیم کی ایک آیت                     | ۵۴۰  | وادی عتیق مبارک وادی ہے                        |
| ۵۹۳  | سورہ مائدہ کی ایک آیت                       | ۵۴۰  | اگر کپڑوں پر خلوق گی ہو تو اس کو دھونا         |
| ۵۹۶  | کعبہ پر غلاف چڑھانا                         | ۵۵۲  | احراام باندھتے وقت خوشبوگنا.....               |
| ۵۹۷  | کعبہ کے گرانے کا بیان                       | ۵۵۳  | بالوں کو جما کر احراام باندھنا                 |
| ۵۹۹  | حیر اسود کا بیان                            | ۵۵۳  | مسجد ذوالحجه کے پاس احراام باندھنا             |

| صفحہ | مضمون                                      | صفحہ | مضمون   |
|------|--|------|---|
| ۶۲۷  | صفا اور مردہ کے درمیان کس طرح دوڑے         | ۶۰۲  | کعبہ کا دروازہ اندر سے بند کر لیتا اور اس کے        |
| ۶۳۳  | چیغ والی حورت طواف کے سواتام ارکان بجالائے | ۶۰۲  | کعبہ کے اندر نماز پڑھنا                             |
| ۶۳۸  | جو شخص مکہ میں رہتا ہو.....                | ۶۰۳  | جو کعبہ میں داخل نہ ہوا                             |
| ۶۳۹  | آٹھویں ذی الحجه کو نماز ظہر کہاں پڑھی جائے | ۶۰۳  | جس نے کعبہ کے چاروں کونوں میں بھیر کی               |
|      |  | ۶۰۴  | رمی کی ابتدائی ہوئی؟                                |
|      |  | ۶۰۵  | جب کوئی مکہ میں آئے تو پہلے مجر اسود کو             |
|      |  | ۶۰۶  | چ اور عمرہ میں رمل کرنے کا بیان                     |
|      |  | ۶۰۷  | مجر اسود کو چھڑی سے چھوٹا اور پوچھنا                |
|      |  | ۶۰۸  | دونوں ارکان یہاں کا استلام                          |
|      |  | ۶۰۹  | مجر اسود کو بوسہ دینا                               |
|      |  | ۶۱۰  | مجر اسود کے سامنے پہنچ کر اس کی طرف اشارہ کرنا      |
|      |  | ۶۱۱  | مجر اسود کے سامنے آ کر بھیر کہنا                    |
|      |  | ۶۱۲  | جو شخص مکہ آئے تو اپنے گھر.....                     |
|      |  | ۶۱۳  | عورتیں بھی مردوں کے ساتھ طواف کریں                  |
|      |  | ۶۱۴  | طواف میں یاتین کرنا                                 |
|      |  | ۶۱۵  | طواف میں کسی کو بندھا دیکھیے.....                   |
|      |  | ۶۱۶  | بیت اللہ کا طواف کوئی نہ گاہو کرنے کے.....          |
|      |  | ۶۱۷  | طواف کرتے ہوئے درمیان میں نٹھیر جائے.....           |
|      |  | ۶۱۸  | طواف کے سات پکروں کے بعد درکفت پڑھنا                |
|      |  | ۶۱۹  | جو شخص پہلے طواف کے بعد.....                        |
|      |  | ۶۲۰  | اس شخص کے بارے میں جس نے طواف کی.....               |
|      |  | ۶۲۱  | جس نے مقام ابراہیم کے پیچے طواف کی دور کعینیں پڑھیں |
|      |  | ۶۲۲  | صن اور صر کے بعد طواف کرنا                          |
|      |  | ۶۲۳  | مریض آدمی سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے                |
|      |  | ۶۲۴  | حاجیوں کو پانی پلانا                                |
|      |  | ۶۲۵  | زمزہم کا بیان                                       |
|      |  |      | قرآن کرنے والا ایک طواف کرے یادو کرے                |
|      |  |      | کعبہ کا طواف و ضو کر کے کرنا                        |
|      |  |      | صفا اور مردہ کی سعی واجب ہے                         |

## فہرست تشریحی مضمون

| صفحہ | مضمون   | صفحہ | مضمون                                       |
|------|---|------|---|
| ۶۵   | نافذین بخاری شریف کے لئے ایک تعبیر                  | ۲۱   | اسلام کے ابتدائی دور کا آغاز                |
| ۶۶   | ایک صحابی تاجر پارچہ کا بیان                        | ۲۲   | جلد استراحت سنت ہے                          |
| ۶۸   | دس امور فطرت کا بیان                                | ۲۵   | امام شوکانی کا ایک ارشاد گرامی              |
| ۷۰   | جمعہ کے دن نماز بھر میں سورہ بجہہ اور سورہ دھر..... | ۲۶   | حنفیہ کا ایک قیاس فاسد بمقابلہ نص           |
| ۷۲   | نماز جمعہ شہر گاؤں ہر دو جگہ درست ہے                | ۲۷   | حضرت امام ابو حنفیہؒ کی ایک وصیت            |
| ۷۳   | قریبی کی صحیح تعریف                                 | ۲۹   | قدے کا منون طریقہ                           |
| ۷۴   | تعداد کے متعلق الیٰ ظاہر کافتوئی.....               | ۳۲   | شرک کی برائی کا بیان                        |
| ۷۵   | متعلق جمعہ چند آثار                                 | ۳۳   | بہت سے مقاصد پر مشتمل ایک پاکیزہ دعا        |
| ۷۹   | وجہ تسبیب بابت جمعہ                                 | ۳۹   | ایک مترجم بخاری کا ارشاد پر تقاضا           |
| ۸۲   | عشی جمعہ مستحب ہے                                   | ۴۲   | معاذین اسلام پر ایک پھٹکار کا بیان          |
| ۸۳   | جمعہ کا وقت بعد زوال شروع ہوتا ہے                   | ۴۳   | مستحب کام کو واجب کرنا شیطان کی طرف سے ہے   |
| ۸۷   | امام بخاری اور روایت حدیث                           | ۴۶   | بے جارائے قیاس سے کام لینا.....             |
| ۸۸   | آداب جمعہ کا بیان                                   | ۴۷   | انبیاء کا خواب بھی وحی کے حکم میں ہے        |
| ۹۱   | اذان عثمانی کا بیان                                 | ۴۹   | ایک حدیث کے ترجیح میں تحریف                 |
| ۹۳   | منبر نبوی کا بیان                                   | ۵۲   | یہ ایمان ہے یا کفر کہ پیغمبر کا فرمودہ..... |
| ۹۳   | ایک مجہز نبوی کا بیان                               | ۵۳   | امام بخاری مجہد مطلق                        |
| ۹۳   | خطبہ جمعہ سامعین کی باری زبان میں                   | ۵۵   | مسجد میں نماز کے لئے عورتوں کا آزا          |
| ۹۹   | مسجد نبوی میں آخری خطبہ نبوی                        | ۵۵   | حالات حضرت عبد اللہ بن عباسؓ                |
| ۹۹   | خصوصی وصیت نبوی انصار کے متعلق                      | ۵۸   | حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے حالات              |
| ۱۰۰  | مرغی اور ائمہ کی قربانی پر ایک بیان                 | ۶۰   | فضائل یوم جمعہ                              |
| ۱۰۰  | خطبہ سننے کے آداب                                   | ۶۰   | حرام شریف میں کعب بن لوی کا وعظ             |
| ۱۰۱  | بجالت خطبہ جمعہ دور کعت تجیہ المسجد                 | ۶۲   | مرغ و ائمہ کی قربانی مجاز نہ ہے             |

| صفہ | مضمون  | صفہ | مضمون                                  |
|-----|--|-----|--|
| ۱۳۳ | عیدین میں راستہ بدلنے کی حکمت                | ۱۰۲ | حضرت شاہ ولی اللہؒ کا فیصلہ            |
| ۱۳۶ | عید گاہ میں اور کوئی نماز نفل.....           | ۱۰۳ | دعائے استقاء کا بیان                   |
| ۱۳۷ | و ترا ایک مستقل نماز ہے                      | ۱۰۵ | جمعہ میں ساعت قبولیت                   |
| ۱۳۸ | حضورؐ نے خود نمازو ترا ایک رکعت پڑھی         | ۱۰۶ | شان صحابہؓ کے متعلق ایک اعتراض.....    |
| ۱۵۱ | احناف کے دلائل                               | ۱۰۸ | قیامت صحابہؓ کا بیان                   |
| ۱۵۵ | ستر قاری جو شہید ہو گئے تھے                  | ۱۰۹ | نماز جمعہ کا وقت بعد زوال ہی ہے        |
| ۱۵۵ | قوتوت کی سچی دعائیں                          | ۱۱۰ | خوف کی نماز کا بیان                    |
| ۱۵۶ | استقاء کی تشرع                               |     | نماز خوف منسوخ نہیں ہے                 |
| ۱۵۹ | کفار قریش کے لئے بدعا.....                   | ۱۱۲ | غزوہ ذات الرقائق کا بیان               |
| ۱۶۰ | مردوں کو سیلہ بنا کر دعا جائز نہیں           | ۱۱۳ | ریلوں موڑوں وغیرہ میں نماز کے متعلق    |
| ۱۶۰ | استقیمیں حضرت عباس کی دعا                    | ۱۱۴ | جنگ تستر کا بیان                       |
| ۱۶۱ | استقیم کا مسنون طریقہ                        | ۱۱۶ | صحابہؓ کے ایک اجتہاد کا بیان           |
| ۱۶۲ | فاروقؑ اعظم انتقال کے وقت.....               | ۱۱۷ | صلوٰۃ الخوف کی مزید تفصیلات            |
| ۱۶۸ | ماپوس کن مواقع پر بدعا.....                  | ۱۱۸ | عید کی وجہ تسمیہ                       |
| ۱۷۱ | نمازاً استقاء اور امام ابو حنیفہ             | ۱۱۹ | بکریات عیدین کا بیان                   |
| ۱۷۲ | دعاؤں میں ہاتھ اٹھانے کا بیان                | ۱۲۱ | مغل شہزادوں کا ایک اشارہ               |
| ۱۷۸ | تجد سے متعلق مزید تشرع                       | ۱۲۳ | یوم بیاث کا بیان                       |
| ۱۸۰ | غیب کی سمجھیوں کا بیان                       | ۱۲۳ | خرافات صوفیہ کی تردید                  |
| ۱۸۱ | انہائی نامناسب بات                           | ۱۲۵ | منہ کی تحقیق                           |
| ۱۸۳ | علمائے ہیئت کا خیال علم یقین.....            | ۱۲۷ | حضرت ابو سعید خدریؓ اور سروان کا واقعہ |
| ۱۸۶ | صفات الہیہ کو بغیر تاویل کے تسلیم کرنا چاہئے | ۱۲۷ | آج کل خطبہ جمعہ سے پہلے ایک اور اضافہ  |
| ۱۸۸ | امام مجہد سے بھی غلطی ہو سکتی ہے             | ۱۳۰ | حجاج بن یوسف کے ایک اور ظلم کا بیان    |
| ۱۹۰ | گرہن وقت مقررہ پر ہوتا ہے                    | ۱۳۳ | ذی الحجہ کے دس دنوں میں بکیر کہنا      |
| ۱۹۱ | عذاب قبر کی تشرع                             | ۱۳۳ | لفظ منی کی تحقیق                       |
| ۱۹۲ | احناف کی ایک قابل تحسین بات                  | ۱۳۵ | عیدین کی نماز جنگل میں                 |
| ۱۹۱ | قبر کا عذاب و ثواب برجن ہے                   | ۱۳۶ | عورتوں کا عید گاہ میں جانا             |
| ۱۹۸ | معلومات سائنسی سب قدرت کی نشانیاں ہیں        | ۱۳۰ | خطبۃ النساء کا ذکر خیر                 |
| ۲۰۰ | ایک قیاسی فتویٰ کی تردید                     | ۱۳۱ | ترغیب دعاء                             |
| ۲۰۱ | خفیہ چاند گرہن میں نماز کے قائل نہیں         | ۱۳۲ | قربانی شعائر اسلام سے ہے               |

| صفحہ | مضمون   | صفحہ | مضمون                                     |
|------|---|------|---|
| ۲۵۱  | سات آیات قرآنیے سے استواء علی العرش کا ثبوت     | ۲۰۲  | حضرت عبداللہ بن زیر چوک گئے               |
| ۲۵۳  | گیارہ رکعات تراویح پر تفصیلی تبہرہ              | ۲۰۳  | نماز کسوف میں قرأت جھری سنت ہے            |
| ۲۵۸  | فضلیت بالا رضی اللہ عنہ                         | ۲۰۴  | دعا نے سجدہ تلاوت کا بیان                 |
| ۲۶۱  | رات کے وقت بیداری کی دعاء                       | ۲۰۵  | جحد کے روز نماز فجر کی مخصوص سورتیں       |
| ۲۶۲  | نظم و نثر میں سیرت نبوی کا بیان جائز ہے         | ۲۰۷  | سجدہ تلاوت واجب نہیں                      |
| ۲۶۲  | تردید حکمل میلاد مروجہ                          | ۲۱۲  | قصر کی تشریح                              |
| ۲۶۳  | لیلۃ القدر صرف ماہ رمضان میں ہوتی ہے            | ۲۱۶  | حضرت عثمان نے کیوں اتمام کیا              |
| ۲۶۴  | سنت فجر کے بعد لینے کے بارے میں ایک تبہرہ       | ۲۱۷  | قصر کی مدت                                |
| ۲۶۷  | حدیث استخارہ مسنونہ                             | ۲۲۳  | حجاج بن یوسف ظالم کی شکایت خلیفہ کے سامنے |
| ۲۷۳  | نماز چاشت کے متعلق ایک تطبیق                    | ۲۲۵  | اسکی بزرگ کے استقبال کے لئے چل کر جانا    |
| ۲۷۶  | جماعت مغرب سے قبل دور کعت نقل                   | ۲۲۶  | سفر میں سنت نہ پڑھنا بھی سنت نبوی ہے      |
| ۲۷۹  | فتح قسطنطینیہ ۱۰ میں                            | ۲۲۶  | اہم حدیث کا عمل سنت نبوی کے مطابق ہے      |
| ۲۷۹  | شیعی الدین ابن عربی کی ایک شکایت                | ۲۲۷  | سفر میں سنتوں پر نام احمدؐ کا فتویٰ       |
| ۲۸۱  | مسجد اقصیٰ کی وجہ تسلیہ                         | ۲۲۸  | حج قدیم اور حج تاخر کا بیان               |
| ۲۸۲  | حدیث لا شد الرحال پر ایک تبہرہ                  | ۲۳۳  | نماز بیٹھ کر پڑھنا                        |
| ۲۸۷  | اہل بدعت کو حوض کوثر سے دور کر دیا جائے گا      | ۲۳۷  | لفظ تبہر کی تشریح                         |
| ۲۹۰  | حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کچھ حالات | ۲۳۸  | حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ایک خواب کا بیان  |
| ۲۹۲  | السلام علیک ایہا النبی کا بیان                  | ۲۳۸  | والدہ حضرت سلیمانؒ کی فصیحت               |
| ۲۹۲  | التحیات اللہ کی وضاحت                           | ۲۳۹  | سنت فجر کے بعد لینے کا بیان               |
| ۲۹۳  | عورت کا نماز میں تالی بجانا                     | ۲۳۹  | سنت فجر کے بعد لینے کی دعا                |
| ۲۹۵  | جرتی اور اس کی ماں کا واقعہ                     | ۲۴۰  | شان نزول سورہ والفحی                      |
| ۲۹۷  | شیطان کا حضرت عمرؐ سے ذرنا                      | ۲۴۱  | لقدیر کا صحیح مطلب کیا ہے؟                |
| ۲۹۸  | خوارج کا بیان                                   | ۲۴۳  | تراویح کا عدد مسنون گیارہ رکعات ہیں       |
| ۳۰۳  | کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت میں حکمت           | ۲۴۴  | مرغ کو برامت کہو وہ نماز کے لئے جگاتا ہے  |
| ۳۰۵  | حضرت ابو ہریرہؓ اور کثرت احادیث                 | ۲۴۵  | فجر کی نماز انہیرے میں شروع کرنا          |
| ۳۰۶  | سجدہ سہو کے بعد تشهد نہیں ہے                    | ۲۴۷  | و ترکی ایک رکعت پڑھنا بھی صحیح ہے         |
| ۳۱۳  | خلافت صدقی حق بجانب تھی                         | ۲۴۹  | نبی کریم ﷺ کی رات کی عبادت                |
| ۳۱۶  | نماز جائزہ اہم میں مشروع ہوئی                   | ۲۵۰  | غافل آدمی کے کان میں شیطان کا پیشافت کرنا |
| ۳۱۷  | مرنے والے کے لئے تلقین کا مطلب                  | ۲۵۱  | اللہ کا عرش پر مستوی ہونا برحق ہے         |

| صفحہ | مضمون  | صفحہ | مضمون   |
|------|--|------|---|
| ۳۶۶  | جنازے کے شرکاء کب بیٹھیں                         | ۳۱۹  | سات ہدایات نبوی کا بیان                                       |
| ۳۶۷  | یہودیوں کے لئے بھی کس قدر رحم و شفقت تھے         | ۳۱۹  | حقوق مسلم بر مسلم پائچے ہیں                                   |
| ۳۷۰  | نماز جنازہ غائبانہ کی مزید تفصیلات               | ۳۲۱  | خطبہ صدقیتی بروفات نبوی                                       |
| ۳۷۲  | نماز جنازہ بھی ایک نماز ہے                       | ۳۲۲  | مواعنات انصار و مہاجرین                                       |
| ۳۷۴  | مکبریات جنازہ درفع الیدین کا بیان                | ۳۲۲  | ایک باطل اعتراض کا جواب                                       |
| ۳۷۵  | لقط قیراط شرعی اصطلاح میں                        | ۳۲۳  | جنازہ غائبانہ جمہور کا مسلک ہے                                |
| ۳۷۷  | اسلامی عدالت میں کسی غیر مسلم کا مقدمہ           | ۳۲۶  | نابالغ اولاد کے مرنے پر اجر عظیم                              |
| ۳۷۸  | قبر پرستی کی نہ موت پر ایک مقالہ                 | ۳۲۸  | مومن مرنے سے نپاک نہیں ہو جاتا                                |
| ۳۸۲  | نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض ہے           | ۳۳۳  | بدعات مردوجہ کی تردید   |
| ۳۸۳  | اس بارے میں علمائے احناف کا فتویٰ                | ۳۳۳  | محرم مر جائے تو اس کا حرام باقی رہے گا                        |
| ۳۸۷  | قبر کے سوالات اور ان کے جوابات                   | ۳۳۶  | عبداللہ بن ابی مشہور منافق کا بیان                            |
| ۳۸۹  | قبر پر مسجد تعمیر کرنا متعین تفصیلات             | ۳۳۷  | حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا ایک عبرت انگیز بیان                 |
| ۳۸۹  | بت پرستی کی ابتدا                                | ۳۳۸  | مصعب بن عمرؓ کا بیان  |
| ۳۹۰  | ایک انتہائی لغو اور غلط تصور                     | ۳۳۹  | عورتوں کے لئے جنازہ کے ساتھ جانا جائز نہیں                    |
| ۳۹۳  | حرمت مکہ المکرمة                                 | ۳۴۲  | علامہ عینیؒ کا ایک عبرت انگیز بیان                            |
| ۳۹۵  | چھ ماہ بعد ایک لاش قبر سے نکال گئی               | ۳۴۳  | موجودہ زمانے میں بدعاں زیارت کا بیان                          |
| ۳۹۸  | حدیث بابت ابن صیاد                               | ۳۴۶  | نوحہ کی وجہ سے میت کو عذاب ہو گایا نہیں                       |
| ۴۰۰  | ایک یہودی بچے کا قبول اسلام                      | ۳۴۸  | شان عثمانی کا بیان  |
| ۴۰۱  | ابو طالبؑ کی وفات کا بیان                        | ۳۴۹  | نوحہ جو حرام ہے اس کی تعریف                                   |
| ۴۰۳  | قبر پر کھور کی دالیاں لگانا                      | ۳۵۲  | اسلامی خاندانی نظام کے سنہری اصول                             |
| ۴۰۳  | عذاب قبر برحق ہے                                 | ۳۵۲  | حضور ﷺ کی ایک پیش گوئی جو حرف بحر ف پوری ہوئی                 |
| ۴۰۴  | قبرستان میں بھی غنائمت شعاری                     | ۳۵۷  | زمانہ نبوی کے کچھ شہدائے کرام                                 |
| ۴۰۴  | قبرستان میں ایک خطبہ نبوی                        | ۳۵۸  | ابو طلحہ اور ان کی بیوی ام سلیمؓ اور ان کے بچے کا انتقال کرنا |
| ۴۰۵  | خوب کشی تکمیل جرم ہے                             | ۳۵۹  | مصیبۃت کے وقت صبر کی فضیلت                                    |
| ۴۰۷  | منافقوں کی نماز جنازہ                            | ۳۶۰  | فرزند رسولؐ کریم ﷺ کا انتقال                                  |
| ۴۰۹  | میت کی نیکیوں کا ذکر خیر کرنا                    | ۳۶۱  | حضرت سعد بن عبادہ انصاریؓ کا انتقال                           |
| ۴۱۳  | نذاب قبر کا تفصیلی بیان                          | ۳۶۲  | حضرت زید بن حارثہ کے کچھ حالات                                |
| ۴۱۷  | چغلی اور نسبت اور پیشاب میں بے اختیاٹ.....       | ۳۶۳  | حضرت عجزت طیار رضی اللہ عنہ کے کچھ حالات                      |
| ۴۱۸  | قبر میں مردے کو اس کا آخری نہ کناد کھایا جاتا ہے | ۳۶۴  | بیعت بحقی طائف نامہ   |

| صفحہ | مضمون                                       | صفحہ | مضمون                                    |
|------|---|------|--|
| ۳۶۲  | علماء و فقهاء کی خدمت میں ایک گزارش         | ۳۲۰  | مسلمان بچے جنتی ہیں                      |
| ۳۶۵  | استوی علی العرش اور جہت فوق کا بیان         | ۳۲۲  | مشرکین کی نابالغ اولاد کے بارے میں       |
| ۳۶۶  | چکھہ اہم امور متعلقہ صدقہ و خیرات           | ۳۲۳  | امام بخاریؓ توقف کو ترجیح دیتے ہیں       |
| ۳۶۷  | حضرت کعب بن مالک کے لئے ایک ارشاد نبوی      | ۳۲۳  | ایک اخکال کا جواب                        |
| ۳۶۸  | حلال روزی کے لئے ترغیب                      | ۳۲۴  | ایک عبرت انگیز خواب رسول کریمؐ           |
| ۳۶۹  | تجیل زکوٰۃ کے متعلق                         | ۳۲۸  | حضرت صدیقؑ اکبرؐ کا آخری وقت             |
| ۳۷۳  | عورتوں کو ایک خاص ہدایت نبوی                | ۳۲۸  | مرنے کے بعد صالحین کے پڑوس کی تمنا کرنا  |
| ۳۷۴  | ایک حدیث مختلف طریقوں سے                    | ۳۳۰  | ناگہانی موت سے کوئی ضرر نہیں             |
| ۳۷۷  | ایک بچیل اور مصدقہ کی مثال ۔                | ۳۳۰  | وفات نبوی کا بیان                        |
| ۳۸۰  | چاندی وغیرہ کے نصاب کے متعلق ایک اہم بیان   | ۳۳۱  | خلافت ولید بن عبد الملک ایک واقعہ        |
| ۳۸۱  | زیور کی زکوٰۃ کے بارے میں                   | ۳۳۲  | اپنی قبر کے بارے میں حضرت عائشہؓ کی وصیت |
| ۳۸۲  | واحدہ حضرت خالدؓ کی ایک وضاحت               | ۳۳۲  | حضرت فاروقؓ اعظمؓ کے آخری لمحات          |
| ۳۸۵  | مسلمانان ہند کے لئے ایک سبق آموز حدیث       | ۳۳۲  | کچھ حالات فاروقؓ اعظمؓ رضی اللہ عنہ      |
| ۳۸۶  | زکوٰۃ کے متعلق ایک تفصیلی مکتب گرامی        | ۳۳۵  | آج کی نام نہاد جمہورتوں کے لئے ایک سبق   |
| ۳۸۹  | ان ہی کے فقیروں میں زکوٰۃ تقیم کرنے کا مطلب | ۳۳۶  | شان نزول سورۃ تبتیلی لہب                 |
| ۳۹۰  | شرط و جوب عشر                               | ۳۳۷  | تفصیلات تقيیم زکوٰۃ                      |
| ۳۹۱  | اراضی ہند کے بارے میں ایک تفصیل             | ۳۳۱  | الحمدیوں پر ایک الزم اور اس کا جواب      |
| ۳۹۲  | گائے بیل کی زکوٰۃ سے متعلق                  | ۳۳۳  | مرتدین پر جہاد صدیقؑ اکبرؐ رضی اللہ عنہ  |
| ۳۹۲  | محاج رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا               | ۳۳۳  | لفظ کنزی کی تفسیر                        |
| ۳۹۵  | تجارتی اموال میں زکوٰۃ                      | ۳۳۷  | اویہ و سُتْ مَدْ وغیرہ کی تفسیر          |
| ۳۹۷  | قانع اور حریص کی مثال                       | ۳۳۸  | حالات حضرت ابوذر غفاریؓ                  |
| ۳۹۸  | محاج اولاد پر زکوٰۃ                         | ۳۳۹  | فوائد حدیث ابوداؤد و معاویہؓ             |
| ۵۰۰  | ایک وضاحت از امام الہند مولا نا آزاد مر حوم | ۳۵۳  | اللہ کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں             |
| ۵۰۰  | فی سبیل اللہ کی تفسیر از نواب صدیق حسن خان  | ۳۵۳  | قریب قیام ایک انقلاب کا بیان             |
| ۵۰۱  | علامہ شوکانی کی وضاحت                       | ۳۵۵  | امن عام اور حکومت سعودیہ عربیہ           |
| ۵۰۱  | تین اصحاب کا ایک واقعہ                      | ۳۵۸  | ایک عورت کا اپنی بچیوں کے لئے جذبہ محبت  |
| ۵۰۳  | حالات حضرت زیبر بن عوام رضی اللہ عنہ        | ۳۵۹  | صدق خیرات تدرستی میں بہتر ہے             |
| ۵۰۳  | حالات حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ        | ۳۶۰  | ایک ام المؤمنین سے متعلق بشارت نبوی      |
| ۵۰۶  | سوال کی تین قسموں کی تفصیل                  | ۳۶۲  | بی اسرائیل کے ایک بخی کا واقعہ           |

| صفحہ | مضمون                                  | صفحہ | مضمون   |
|------|--|------|---|
| ۵۶۵  | حضرت عمرؓ کی ایک رائے پر تبرہ          | ۵۰۸  | مغیرہ بن شعبہؓ کی ایک تحریر حضرت معاویہؓ کے نام |
| ۵۶۶  | احرام میں کیا حکمت ہے؟                 | ۵۱۰  | ایک قیاسی فتویٰ                                 |
| ۵۶۶  | لبک پکارنے میں کیا حکمت ہے؟            | ۵۱۱  | امن کا ایک پوانہ بحکم سرکار دو عالم             |
| ۵۷۰  | حضرت علیؓ کا ایک ارشاد گرامی           | ۵۱۲  | جنگ توک کا کچھ بیان                             |
| ۵۷۱  | ایک ایمان افروز تقریر پر               | ۵۱۳  | ترکاریوں کی زکوٰۃ کے بارے میں                   |
| ۵۷۳  | اوٹی سنت کی بیرونی بھی بہتر ہی بہتر ہے | ۵۱۵  | ہر حال میں ماں کو اپنا مال بینداز رست ہے        |
| ۵۷۴  | حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کا ایک مسئلہ   | ۵۲۰  | اموال زکوٰۃ کے لئے امام کی تولیت ضروری ہے       |
| ۵۸۳  | حضرت آدمؑ کا بیت اللہ کو تعمیر کرنا    | ۵۲۳  | بھی اسرائیل کے دو شخصوں کا قصہ                  |
| ۵۸۶  | اکثر انبیاء نے بیت اللہ کی زیارت کی ہے | ۵۲۴  | رکاز اور معدن کی تشریع                          |
| ۵۸۶  | تعمیر ابراہیمؑ کا بیان                 | ۵۲۴  | بعض الناس کی تشریع و تردید                      |
| ۵۸۸  | تعمیر قریش وغیرہ                       | ۵۲۵  | رکاز کے متعلق تفصیلات پر ایک اشارہ              |
| ۵۹۱  | حکومت سعودیہ کا ذکر خیر                | ۵۲۹  | صاع ججازی کی تفصیل                              |
| ۵۹۳  | ایک مجرہ نبوی کا بیان                  | ۵۳۰  | گندم کا فطرہ و نصف صاع                          |
| ۵۹۳  | ابراہیمؑ دعا کا بیان                   | ۵۳۳  | صدقہ فطر کی تفصیلات                             |
| ۵۹۶  | یا جوں یا جوں پر ایک تفصیل             | ۵۳۳  | کتاب حج اور عمرہ کے بیان میں                    |
| ۵۹۷  | غلاف کعبہ کی تفصیل کیفیت               | ۵۳۳  | فضائل حج کے بارے میں تفصیلی بیان                |
| ۵۹۸  | مجرہ اسود پر کچھ تفصیلات               | ۵۳۶  | فرضیت حج کی شرائط کا بیان                       |
| ۶۰۱  | عہد جاہلیت کے ایک غلط دستور کی اصلاح   | ۵۳۷  | حج کے مہینوں اور ایام کا بیان                   |
| ۶۱۹  | چشمہ زمرم کے تاریخی حالات              | ۵۳۷  | حج بدلت کا تفصیلی بیان                          |
| ۶۲۹  | طواف کی دعائیں                         | ۵۳۹  | فضیلت کعبہ تورات شریف میں                       |
| ۶۲۹  | مسئلہ متعلق طواف                       | ۵۴۰  | سفر حج سادگی کے ساتھ ہونا چاہیے                 |
| ۶۳۱  | طواف کی قسموں کا بیان                  | ۵۴۱  | سنت ہم سے عمرہ کرنے کے متعلق                    |
| ۶۳۲  | کوہ صفا پر چڑھائی                      | ۵۴۲  | حج مبرور کی تفصیلات                             |
| ۶۳۲  | ضروری مسائل                            | ۵۴۲  | حدیث مرسل کی تعریف                              |
| ۶۳۳  | سقی کے بعد                             | ۵۵۰  | واوی عقیقیت کا بیان                             |
| ۶۳۳  | آب زمرم پینے کے آداب                   | ۵۵۲  | مقلدین جامدین کے لئے قابل غور                   |
| ۶۳۷  | ترجمہ میں محلی ہوئی تحریر              | ۵۵۵  | احرام کے فوائد و منافع                          |
| ۶۳۷  | اصل مسئلہ                              | ۵۵۸  | الفاظ بلیک کی تفصیل                             |
| ۶۳۹  | حاکم اسلام کی اطاعت واجب ہے            | ۵۶۱  | حضرت موسیؑ سے ملاقات                            |

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## چوتھا پارہ

باب کپڑوں میں گرہ لگانا اور باندھنا کیسا ہے اور جو شخص  
شرمگاہ کے کھل جانے کے خوف سے کپڑے کو جسم سے  
لپیٹ لے تو کیا حکم ہے۔

(۸۱۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں سفیان نے ابو حازم  
سلہ بن دینار کے واسطے سے خبر دی، انہوں نے سمل بن سعد سے،  
انہوں نے کہا کہ کچھ لوگ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تمہرے چھوٹے  
ہونے کی وجہ سے انہیں گردنوں سے باندھ کر نماز پڑھتے تھے اور  
عورتوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب تک مرد اچھی طرح بیٹھنے جائیں تم  
اپنے سروں کو (سجدہ سے) نہ اٹھاؤ۔

۱۳۶ - بَابُ عَقْدِ الشَّيَابِ وَشَدِّ  
هَوَمَنْ ضَمَّ إِلَيْهِ ثُوبَةً إِذَا خَافَ أَنْ  
تُنَكِّشِفَ عَوْرَتَهُ

۸۱۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ:  
أَخْبَرَنَا سَفِيَّانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ  
سَعْدٍ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يُصَلُّونَ مَعَ النَّبِيِّ  
كَلَّا وَهُنَّ عَاقِلُونَ أَزْرِهِمْ مِنَ الصَّفَرِ عَلَى  
رِقَابِهِمْ، فَقَيْلَ لِلنِّسَاءِ لَا تَرْفَعْ رُؤْسَكُنْ  
حَتَّى يَسْتَوِي الرُّجُلُ الْجَلُوسَا.

[راجع: ۳۶۲]

**تَسْبِيحٌ** اسلام کا ابتدائی دور تھا۔ صحابہ کرامؐ ہر طرح تیگیوں کا شکار تھے۔ بعض لوگوں کے پاس تن پوٹھی کے لیے صرف ایک ہی بند ہوتا تھا۔ بعض دفعہ وہ بھی ناکافی ہوتا اس لیے عورتوں کو جماعت میں شرکت کرتی تھیں یہ حکم دیا گیا۔ اس سے غرض یہ تھی کہ عورتوں کی نگاہ مردوں کے ستر پر نہ پڑے۔ ایک نگ حالت میں بھی عورتوں کا نماز با جماعت میں پرداز کے ساتھ شرکت کرنا زمانہ نبوی میں معمول تھا یہی سلسلہ آج بھی ہے اللہ یک سمجھ دے اور عمل خیر کی ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باب اس بارے میں کہ نمازی (سجدے میں) بالوں کو نہ  
سمیئے

۱۳۷ - بَابُ لَا يَكُفُّ شَعْرًا

(۸۱۵) ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ  
ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، عمرو بن دینار سے بیان کیا، انہوں نے  
طاوس سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، آپ نے فرمایا

۸۱۵ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ حَدَّثَنَا حَمَادَ  
- وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ - عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ  
عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: (أَمَّا

**النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَغْظُمٍ،  
وَلَا يَكُفُّ شَغْرَةً وَلَا ثَوْبَةً).**

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کریں اور بال اور کپڑے نہ سکیں۔

[راجع: ۸۰۹]

**لَشَرِحِ حَذْرَبِي** شارح میں لکھتے ہیں و مناسبہ هذه الترجمة لاحکام السجود من جهة ان الشعر يسجد مع الراس اذا لم يکف او يلف يعني باب اور حدیث میں مطابقت یہ ہے کہ جب بالوں کو پیٹانہ جائے تو وہ بھی سر کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں جیسے دسری روایت میں ہے سنن ابو داؤد میں مرفوعاً روایت ہے کہ بالوں کے جوڑے پر شیطان بیٹھ جاتا ہے سات اعضاء جن کا جدہ میں زمین پر لگنا فرض ہے ان کا تفصیلی بیان تیرے پارے میں گزر چکا ہے۔

### ۱۳۸ - بَابُ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهُ فِي

#### الصَّلَاةِ

(۸۱۶) ہم سے موئی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عوانہ وضاح نے عمرو بن دینار سے بیان کیا، انہوں نے طاؤس سے، انہوں نے حضرت ابن عباس سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں پر اس طرح سجدہ کا حکم ہوا ہے کہ نہ بال سکیں اور نہ کپڑے۔

۸۱۶ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَمْرِو عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَمِيرَتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةَ، لَا أَكُفُّ شَغْرَةً وَلَا ثَوْبَةً)). [راجع: ۸۰۹]

**لَشَرِحِ حَذْرَبِي** مطلب یہ ہے کہ نماز پورے انہاک اور استغراق کے ساتھ پڑھی جائے۔ سر کے بال اگر اتنے بڑے ہیں کہ سجدہ کے وقت زمین پر پڑ جائیں یا نماز پڑھتے وقت کپڑے گرد آلوہ ہو جائیں تو کپڑے اور بالوں کو گرد و غبار سے بچانے کے لیے سیستانہ چاہیے کہ یہ نماز میں خشوع اور استغراق کے خلاف ہے۔ اور نماز کی اصل روح خشوع خصوص ہی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے **الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاضِعُونَ** یعنی مومن وہ ہیں جو خشوع کے ساتھ دل لگا کر نماز پڑھتے ہیں دوسری آیت **خَافِظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلَاةُ الْوُسْطَى وَقُوْمًا اللَّهُ قَاتِلُنَّ كَمْبَحِي يَكْتَبُهُمْ** یعنی نمازوں کی حفاظت کرو خاص طور پر درمیان والی نماز کی اور اللہ کے لیے فرماتہ دار بندے بن کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہاں بھی قوت سے خشوع و خصوص ہی مراد ہے۔

### ۱۳۹ - بَابُ التَّسْبِيحِ وَالدُّعَاءِ فِي

#### السُّجُودِ

(۸۱۷) ہم سے مدد بن مسہد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے، سفیان ثوری سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے منصور بن معتمر نے مسلم بن صبح سے بیان کیا، انہوں نے مسروق سے، ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ اور رکوع میں اکثر یہ پڑھا کرتے تھے۔ **سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ**

۸۱۷ - حَدَّثَنَا مَسْدَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُنْصُورٌ عَنْ مُسْلِيمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكْبِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ: ((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ

اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِنِي (اس دعا کو پڑھ کر آپ قرآن کے حکم  
یقَاوُلُ الْقُرْآن). [راجع: ۷۹۴]

**لَشْرِيقْ** سورہ إذا جاء نَصْرُ اللَّهِ میں ہے فَسْتَخْ بِحَمْدِكَ زَبَّلَ وَاسْتَغْفِرْ (اپنے رب کی پاکی بیان کرو اور اس سے بخشش مانگ) اس حکم کی روشنی میں آپ ﷺ سجدہ اور رکوع میں مذکورہ دعا پڑھا کرتے تھے جس کا ترجیح یہ ہے کہ یا اللہ میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں اے اللہ تو مجھ کو بخش دے۔ اس دعائیں شیع اور تمجید اور استغفار میتوں موجود ہیں اس لیے رکوع اور سجدہ میں اس کا پڑھنا افضل ہے علاوہ اذیں رکوع میں شبخان زینی العظیم اور سجدہ میں شبخان زینی الاغلی مسنونہ دعائیں بھی آیات قرآنیہ ہی کی تقلیل ہیں جیسا کہ مختلف آیات میں حکم ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ سورہ إذا جاء نَصْرُ اللَّهِ کے نزول کے بعد آپ ہمیشہ رکوع و بجود میں اس دعا کو پڑھتے رہے یعنی شَبَخَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِنِي علامہ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس کا مطلب یوں بیان فرماتے ہیں بتوفیق کی و ہدایت ک و فضل ک علی سبھنک لا بحولی و قوتی یعنی یا اللہ میں محض تیری توفیق اور ہدایت اور فضل سے تیری پاکی بیان کرتا ہوں اپنی طرف سے اس کا عظیم کے لیے مجھ میں کوئی قوت نہیں ہے۔ بعض روایات میں رکوع و سجدہ میں یہ دعا پڑھنی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آله و سلم سے ثابت ہے شَبَخْ قُدُّوسَ رَبِّ الْفَلَاقِكَةَ وَ الرُّزْنَجَ (احمد مسلم وغیرہ) یعنی میرا رکوع یا سجدہ اس ذات واحد کے لیے ہے جو جملہ نقائص اور شرکاء سے پاک ہے وہ مقدس ہے وہ فرشتوں کا اور جبریل کا بھی پروردگار ہے۔

## باب دونوں سجدوں کے بیچ

### ۱۴۰ - بَابُ الْمُكْثِ بَيْنَ

#### میں ٹھہرنا

(۸۱۸) ہم سے ابوالنعمان محمد بن فضل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے ایوب سختیانی سے بیان کیا، انہوں نے ابو قلابہ عبد اللہ بن زید سے کہ مالک بن حوریث رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی نماز کیوں نہ سکھاووں۔ ابو قلابہ نے کہا یہ نماز کا وقت نہیں تھا (مگر آپ ہمیں سکھانے کے لیے) کھڑے ہوئے۔ پھر رکوع کیا اور گلکبیر کی پھر سراٹھیا اور تھوڑی دیر کھڑے رہے۔ پھر سجدہ کیا اور تھوڑی دیر کے لیے سجدہ سے سراٹھیا اور پھر سجدہ کیا اور سجدہ سے تھوڑی دیر کے لیے سراٹھیا۔ انہوں نے ہمارے شیخ عمر و بن سلمہ کی طرح نماز پڑھی ایوب سختیانی نے کہا کہ وہ عمر و بن سلمہ نماز میں ایک ایسی چیز کیا کرتے تھے کہ دوسرے لوگوں کو اس طرح کرتے میں نے نہیں دیکھا۔ آپ تیری یا چوتھی رکعت پر (سجدہ سے فارغ ہو کر کھڑے ہونے سے پہلے) بیٹھتے تھے (یعنی جلسہ) استراحت کرتے تھے پھر نماز سکھلانے کے بعد۔

(۸۱۹) (مالک بن حوریث نے بیان کیا کہ) ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی خدمت

#### السَّجْدَتَيْنِ

۸۱۸ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ أَبِي قَلَبَةَ أَنَّ مَالِكَ بْنَ الْحَوَيْرِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: أَلَا أَنْبَّكُمْ صَلَةً رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - قَالَ وَذَاكَ فِي غَيْرِ حِينٍ صَلَاةً - فَقَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَكَبَرَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هَنَيْةً، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هَنَيْةً - ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ هَنَيْةً فَصَلَّى صَلَاةً عَمْرِو بْنِ سَلِيمَةَ شَيْخِنَا هَذَا - قَالَ أَيُوبُ: كَانَ يَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ أَرَهُمْ يَفْعَلُونَهُ، كَانَ يَفْعَدُ فِي الْأَلَائِعِ أَوِ الْرَّأْبَعَةِ. [راجع: ۶۷۷]

۸۱۹ - فَاتَّيْنَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَقْمَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ

میں حاضر ہوئے اور آپ کے یہاں ٹھہرے رہے آپ نے فرمایا کہ (بکتر ہے) تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ۔ دیکھو یہ نماز فلاں وقت اور یہ نماز فلاں وقت پڑھنا۔ جب نماز کا وقت ہو جائے تو ایک شخص تم میں سے اذان دے اور جو تم میں بڑا ہو وہ نماز پڑھائے۔

((لَوْ رَجَعْتُمْ إِلَى أَهْلِيْكُمْ، صَلُّوا صَلَاةً كَذَا فِي حِينِ كَذَا، صَلُّوا صَلَاةً كَذَا فِي حِينِ كَذَا، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلَيَوْذَنْ أَحَدُكُمْ، وَلَيُؤْمِنْ أَكْبَرُكُمْ)).

[راجح: ۶۲۸]

**الشیخ** مراد جلسہ استراحت ہے جو پہلی اور تیسرا رکعت کے خاتمہ پر سجدہ سے اٹھتے ہوئے تھوڑی دیر بیٹھ لینے کو کہتے ہیں۔ بعض نسخوں میں یہ عبارت ثم سجد ثم رفع راسہ هدیۃ ایک ہی بار ہے چنانچہ نسخ قطلانی میں بھی یہ عبارت ایک ہی بار ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے اگر دوبار ہو پھر بھی مطلب یہی ہو گا کہ دوسرا سجدہ کر کے ذرا بیٹھ گئے جلسہ استراحت کیا پھر کھڑے ہوئے یہ جلسہ استراحت مستحب ہے اور حدیث ہذا سے ثابت ہے شارحین لکھتے ہیں بذالک اخذ الامام الشافعی و طائفہ من اہل الحديث و ذہبوا الی سنية جلسہ الاستراحت یعنی اس حدیث کی بنا پر امام شافعی اور جماعت اہل حدیث نے جلسہ استراحت کو سنت تسلیم کیا ہے۔ کچھ ائمہ اس کے قائل نہیں ہیں بعض صحابہ سے بھی اس کا ترک مقول ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جلسہ فرض و واجب نہیں ہے مگر اس کے سنت اور مستحب ہونے سے انکار کرنا بھی صحیح نہیں۔

(۸۲۰) ہم سے محمد بن عبد الرحیم صاعقة نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو احمد محمد بن عبد اللہ زیری نے کہا کہ ہم سے معاشر بن کدام نے حکم غنیمہ کوئی سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کا سجدہ، رکوع اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار تقریباً برابر ہوتی تھی۔

۸۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَخْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّبِيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْفَرٌ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كَانَ سُجُودُ النَّبِيِّ ﷺ وَرُسُوكُهُ وَقُعُودُهُ بَيْنَ السَّجَدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَاءِ

[راجح: ۷۹۲]

**الشیخ** قطلانی نے کہا یہ جماعت کی نماز کا ذکر ہے ایکے آدمی کو اختیار ہے کہ وہ اعتدال اور قومہ سے رکوع اور سجدہ دو گناہ کے حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے ظاہر ہے۔

(۸۲۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حملوں زید نے ثابت سے بیان کیا، انہوں نے حضرت انس بن مالک بن شہر سے، انہوں نے فرمایا کہ میں نے جس طرح نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا بالکل اسی طرح تم لوگوں کو نماز پڑھانے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑتا ہوں۔ ثابت نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک ایک ایسا عمل کرتے تھے میں تمیں کرتے نہیں دیکھتا۔ جب وہ رکوع سے سراٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ دیکھنے

۸۲۱ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: إِنِّي لَا أَلُو أَنْ أَصْلَمَ بَعْنَمْ كَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَصْلَمُ بَنَا - قَالَ ثَابِتُ: كَانَ أَنْسَ يَصْنَعُ شَيْئًا لَمْ أَرْكِمْ تَصْنَعَهُنَّهُ - كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ حَتَّى يَقُولَ الْفَاقِلُ فَذَ نَسِيَّ، وَبَيْنَ

السَّجْدَةِ حَتَّىٰ يَقُولَ الْفَاعِلُ قَدْ نَسِيَ.

والا سجدة کا بھول گئے ہیں اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان

اتنی دیر تک بیٹھے رہتے کہ دیکھنے والا سجدة کا بھول گئے ہیں۔

[راجع: ۸۰۰]

**تشیعی** حضرت مولانا وحید الزمان مرحوم فرماتے ہیں کہ ہمارے امام احمد بن حنبلؓ نے اسی پر عمل کیا ہے اور دونوں سجدوں کے بین میں بار بار رتب اغفاری کیا مستحب جانا ہے جیسے حدیث کی حدیث میں وارد ہے حافظؓ نے کماں حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں سے ثابت نے یہ گفتگو کی وہ دونوں سجدوں کے درمیان نہ بیٹھتے ہوں گے لیکن حدیث پر چلے والا جب حدیث صحیح ہو جائے تو کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتا۔ حضرت علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں و قد ترك الناس هذه السنة الثابتة بالاحاديث الصحيحة محدثهم و فقيهم و مجتهدهم و مقلدهم فليست شعرى ما الذى عوا عليهم ذالك والله المستعان يعني صد اقوس کہ لوگوں نے اس سنت کو جو احادیث صحیح سے ثابت ہے چھوڑ رکھا ہے حتیٰ کہ ان کے حدوث اور فقیہ اور مجتهد اور مقلد سب ہی اس سنت کے تارک نظر آتے ہیں مجھے نہیں معلوم کہ اس کے لیے ان لوگوں نے کون سا بہانہ تلاش کیا ہے اور اللہ ہی مددگار ہے۔

دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا بھی منون ہے اللہم اغفر لی و اذْخُنْنی و اخْبُرْنی و اذْفُنْنی

#### باب اس بارے میں کہ نمازی سجدہ میں اپنے دونوں

بَابُ لَا يَقْتَرِشُ ذِرَاعَيْهِ فِي

بازوں کو (جانور کی طرح) زمین پر نہ بچھائے اور ابو حمید نے

کہا کہ نبی کریم ﷺ نے سجدہ کیا اور دونوں ہاتھ زمین پر

رکھے بازو نہیں بچھائے نہ ان کو پہلو سے ملایا۔

(۸۲۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے قاتاہ سے سنا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سجدہ میں اعتدال کو ملحوظ رکھو اور اپنے بازو کتوں کی طرح نہ پھیلایا کرو۔

**تشیعی** کیونکہ اس طرح بازو بچھارنا سستی اور بھی نہ مرت ہے۔ اس کا پورا لحاظ رکھنا چاہیے۔ امام قسطلانی نے کہا کہ اگر کوئی اسیا کرے تو نماز مکروہ تزیی ہو گی۔

#### باب اس شخص کے بارے میں جو شخص نماز کی طاق رکعت

(پہلی اور تیسرا) میں تھوڑی دیر بیٹھے اور پھر اٹھ جائے۔

(۸۲۳) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں ششم نے خردی، انہوں نے کہا ہمیں خالد حدا نے خردی، ابو قلبہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے مالک بن حوریث لیش رضی اللہ عنہ نے خر

السُّجُودِ

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ وَوَضَعَ

يَذِيهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَلَا قَاضِهِمَا.

۸۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ

قَالَ: سَيِّفُتُ قَنَادَةً عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اغْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ

وَلَا يَنْسُطُ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ ابْسَاطَ

الْكَلْبِ)). [راجع: ۶۴۱]

بَابُ مَنِ اسْتَوَى قَاعِدًا فِي

وَنِرِ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ نَهَضَ

۸۲۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاجِ قَالَ:

أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا خَالِدُ الْحَنَدَاءَ عَنْ

أَبِي قِلَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرَثِ

دی کہ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ جب طلاق رکعت میں ہوتے اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک تھوڑی دیر بیٹھنے لیتے۔

اللَّهُ أَنْهَى رَأْيَ النَّبِيِّ ﷺ يُصَلِّي، فَإِذَا كَانَ فِي وِتْرٍ مِنْ صَلَاتِهِ لَمْ يَنْهَضْ حَتَّى يَسْتَوِي قَاعِدًا.

طلاق رکعتوں کے بعد یعنی پہلی اور تیری رکعت کے دوسرے سجدے سے جب اٹھے تو تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر انہنا، اس کو جلسہ استراحت کرتے ہیں جو سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔

### باب اس بارے میں کہ رکعت سے اٹھتے وقت زمین کا س طرح سمارا لے

(۸۲۳) ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، انہوں نے ایوب سختیانی سے، انہوں نے ابو قلابہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت مالک بن حوریث رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں تشریف لائے اور آپ نے ہماری اس مسجد میں نماز پڑھائی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نماز پڑھا رہا ہوں لیکن میری نیت کسی فرض کی ادائیگی نہیں ہے بلکہ میں صرف تم کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایوب سختیانی نے بیان کیا کہ میں نے ابو قلابہ سے پوچھا کہ مالک رضی اللہ عنہ کس طرح نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے شیخ عمرو بن سلمہ کی طرح۔ ایوب نے بیان کیا کہ شیخ تمام تکمیرات کتے تھے اور جب دوسرے سجدہ سے سراخھاتے تو تھوڑی دیر بیٹھتے اور زمین کا سمارا لے کر پھر اٹھتے۔

### ۱۴۳ - بَابُ كَيْفَ يَعْتَمِدُ عَلَى الْأَرْضِ إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَةِ

۸۲۴ - حَدَّثَنَا مَعْلَى بْنُ أَسَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهِبَّ عَنْ أَيُوبَ عَنْ أَبِي قَلَبَةَ قَالَ: جَاءَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثُ فَصَلَّى بَنَا فِي مَسْجِدِنَا هَذَا فَقَالَ: إِنِّي لِأَصَلِّي بِكُمْ وَمَا أَرِيدُ الصَّلَاةَ، لَكِنْ أَرِينَدُ أَنْ أُرِيكُمْ كَيْفَ رَأَيْتَ النَّبِيِّ ﷺ يُصَلِّي. قَالَ أَيُوبُ: فَقُلْتُ لِأَبِي قَلَبَةَ وَكَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُهُ؟ قَالَ: مِثْلُ صَلَاةِ شِيجَانَ هَذَا - يَعْنِي عَمْرَو بْنَ سَلَمَةَ - قَالَ أَيُوبُ: وَكَانَ ذَلِكَ الشِّيجَانُ يَتَمُّ التَّكْبِيرُ، وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ عَنِ السُّجْدَةِ الْأَدَيْةَ جَلَسَ وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ قَامَ.

[راجح: ۶۷۷]

شیخ بن حنبل یعنی جلسہ استراحت کر کے پھر دونوں ہاتھ نہیں پر ٹیک کر اٹھتے جیسے بوڑھا شخص دونوں ہاتھوں پر آنکوندھنے میں میکارتا یہ حدیث ضعیف ہے خلاف ترمذی کی حدیث سے دلیل ہی کہ آنحضرات اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہوتے تھے تو یہ حدیث ضعیف ہے علاوه اس کے یہ نکتہ ہے کہ کبھی آپ نے جلسہ استراحت کیا اور کبھی نہیں کیا اہل حدیث کا یہی نہ ہب ہے وہ جلسہ استراحت کو مستحب کرنے کے لئے ہے کہ آخر فرٹ نے ضعف یا علالت کی وجہ سے ایسا کیا اور یہ کہنا کہ نماز کا موضوع استراحت نہیں ہے قیاس ہے بمقابلہ نص اور وہ فاسد ہے۔ (مولانا وحید الزمال)

### باب جب دور رکعتیں پڑھ کر اٹھتے تو تکمیر کئے اور حضرت عبد اللہ بن زمیرؑ سختا تیری رکعت کے لیے اٹھتے وقت تکمیر کہا کرتے تھے۔

۱۴۴ - بَابُ يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السُّجْدَةِ وَكَانَ ابْنُ الزَّيْنِ يُكَبِّرُ فِي نَهْضَتِهِ

(۸۲۵) ہم سے بھی بن صالح نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے فتح بن سلیمان نے، انہوں نے سعید بن حارث سے، انہوں نے کہا کہ ہمیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی اور جب انہوں نے سجدہ سے سر اٹھایا تو پکار کر تکبیر کی پھر جب سجدہ کیا تو ایسا ہی کیا پھر سجدہ سے سرا اٹھایا تو بھی ایسا ہی کیا اسی طرح جب دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہوئے اس وقت بھی آپ نے بلند آواز سے تکبیر کی اور فرمایا کہ میں نے نبی کشم شیخیم کو اسی طرح کرتے دیکھا۔

(۸۲۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے غیلان بن حریر نے بیان کیا، انہوں نے مطرف بن عبد اللہ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ آپ نے جب سجدہ کیا، سجدہ سے سر اٹھایا و رکعتوں کے بعد کھڑے ہوئے تو ہر مرتبہ تکبیر کی۔ جب آپ نے سلام پھیر دیا تو عمران بن حصین نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ انہوں نے واقعی ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نماز پڑھائی ہے یا یہ کہا کہ مجھے انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلا دی۔

**تَشْرِيف** بعض ائمہ بنی امیہ نے باہم بلند اس طرح تکبیر کہنا چھوڑ دیا تھا جو اسوہ نبوی کے خلاف تھا اس واقعہ سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ دور سلف میں مسلمانوں کو اسوہ رسول کی اطاعت کا بے حد اشتیاق رہتا تھا خاص طور پر نماز کے بارے میں ان کی کوشش ہوتی کہ وہ عین سنت رسول ﷺ کے مطابق نماز ادا کر سکیں۔ اس دور آخر میں صرف اپنے اپنے فرضی اماموں کی تقلید کا جذبہ باقی رہ گیا ہے حالانکہ ایک مسلمان کا اولین مقصد سنت نبوی کی تلاش ہونا چاہیے۔ ہمارے امام ابو حنفہ و حنبل نے صاف فرمادی ہے کہ ہر وقت صحیح حدیث کی تلاش میں رہو اگر میرا کوئی مسئلہ حدیث کے خلاف نظر آئے تو اسے چھوڑ دو اور صحیح حدیث نبوی پر عمل کرو۔ حضرت امام کی اس پاکیزہ وصیت پر عمل کرنے والے آج کتنے ہیں؟ یہ ہر سمجھ دار مسلمان کے غور کرنے کی چیز ہے یونی لکیر کے فقیر ہو کر رکی نمازوں ادا کرتے رہنا اور سنت نبوی کو تلاش نہ کرنا کسی با بصیرت مسلمان کا کام نہیں وفقنا اللہ لما یحب و یرضی

### باب تشدید میں بیٹھنے کا

مسنون طریقہ!

حضرت ام درداء رئیس خان فقیہہ تحسین اور وہ نماز میں (بوقت تشدید) وَكَانَ أَمُّ الدَّرَاءِ تَجْلِسُ فِي صَلَاةِهَا

۸۲۵ - حدثنا يحيى بن صالح قال: حدثنا فليخ بن سليمان عن سعيد بن الحارث قال: صلي لنا أبو سعيد، فجهه بالتكبير حين رفع رأسه من السجدة وحين سجدة وحين رفع وحين قام من الركعتين وقال: هكذا رأيت النبي ﷺ.

۸۲۶ - حدثنا سليمان بن حرب قال: حدثنا حماد بن زيد قال: حدثنا غيلان بن حرب عن مطرف قال: صليت أنا وعمران صلاة خلف علي بن أبي طالب رضي الله عنه، فكان إذا سجدة كبيرة، وإذا رفع كبيرة، وإذا نهض من الركعتين كبيرة، فلما سلم أخذ عمران بيدي فقال: لقد صلي بنا هذا صلاة محمد ﷺ - أوز قال - لقد ذكرني هذا صلاة محمد ﷺ.

[راجع: ۷۸۳]

### ١٤٥ - بَابُ سُنَّةِ الْجُلُوسِ فِي

التشهد

مروعوں کی طرح بیٹھتی تھیں۔

(۷) ۸۲) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے، انہوں نے عبدالرحمٰن بن قاسم کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے عبداللہ بن عبد اللہ سے انہوں نے خبر دی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ ہمیشہ دیکھتے کہ آپ نماز میں چار زانو بیٹھتے ہیں میں ابھی تو عمر تھامیں نے بھی اسی طرح کرنا شروع کر دیا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے روکا اور فرمایا کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ (تشدید میں) دایاں پاؤں کھڑا رکھئے اور بیاں پھیلا دے میں نے کہا کہ آپ تو اسی (میری) طرح کرتے ہیں آپ بولے کہ (کمزوری کی وجہ سے) میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھا پاتے۔

**لَئِنْسَنَجَنْ** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ آخر میں کمزوری کی وجہ سے تشدید میں چار زانو بیٹھتے تھے یہ محض عذر کی وجہ سے تھا ورنہ بھی یہی مسنون ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

(۸) ۸۲۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیث نے بیان کیا، انہوں نے خالد سے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حملہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا (دوسری سند) اور کہا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا، اور ان سے یزید بن ابی جبیب اور یزید بن محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حملہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب رضوان اللہ علیہم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر ہونے لگا تو ابو حمید سادھی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تم سب سے زیادہ یاد ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ تکریر کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک لے جاتے، جب آپ رکوع کرتے تو گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پوری طرح پکڑ لیتے اور پینچھے کو جھکا دیتے۔ پھر جب رکوع سے سراخھاتے تو اس طرح

جلستہ الرُّجُل، وَكَانَتْ فَقِيْهَةً

۸۲۷ - حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْفَاسِمِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ يَرَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلَاةِ إِذَا جَلَسَ، فَفَعَلَتْهُ وَأَنَا يَوْمِنِي حَدِيثُ السُّنْنِ، فَهَاهَنِي عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَقَالَ : إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَصْبِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَثْبِي الْيُسْرَى، فَقُلْتُ : إِنَّكَ تَفْعَلُ ذَلِكَ، فَقَالَ : إِنَّ رِجْلِي لَا تَحْمِلَنِي.

۸۲۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَئِمَّةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ سَعِينِدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرُو بْنِ حَلْخَلَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرُو بْنِ عَطَاءٍ حَقَّ قَالَ. وَحَدَّثَنِي الْأَئِمَّةُ عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي حَيْبٍ وَيَزِيدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرُو بْنِ حَلْخَلَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرُو بْنِ عَطَاءٍ: أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ نَفْرٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرْنَا صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ أَبُو حَمِيدِ السَّاعِدِيِّ: ((أَنَا كُنْتُ أَخْفَظُكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَدَاءَ مَنْكِبِيهِ، وَإِذَا رَأَعَ رَأْمَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَيْهِ، ثُمَّ فَصَرَّ ظَهِيرَةً، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى

سیدھے کھڑے ہو جاتے کہ تمام جوڑ سیدھے ہو جاتے۔ جب آپ سجدہ کرتے تو آپ اپنے ہاتھوں کو (زمین پر) اس طرح رکھتے کہ نہ بالکل پھیلے ہوئے ہوتے اور نہ سستے ہوئے پاؤں کی انگلوں کے منہ قبلہ کی طرف رکھتے۔ جب آپ دور رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو پائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور جب آخری رکعت میں بیٹھتے تو پائیں پاؤں کو آگے کر لیتے اور داییں کو کھڑا کر دیتے پھر مقعد پر بیٹھتے۔ یسٹ نے یزید بن ابی حبیب سے اور یزید بن محمد بن حملہ سے سن اور محمد بن حملہ نے ابن عطاء<sup>ؓ</sup> اور ابو صالح نے یسٹ سے کلُّ فقارِ مکانہ نقل کیا ہے اور ابن المبارک نے یحییٰ بن ایوب سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا کہ محمد بن عمرو بن حملہ نے ان سے حدیث میں کلُّ فقار بیان کیا۔

یَغُوْدُ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَةً، فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْعَرَشٍ وَلَا قَابِضَهُمَا، وَاسْتَقْبَلَ بِأَطْرَافِ أَصْبَاعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ، فَإِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلَى رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْآخِرَى قَدْمَ رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبَ الْآخِرَى وَقَعَدَ عَلَى مَقْعَدِهِ) وَسَمِعَ الْلَّيْثُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَيْبَيْبٍ، وَيَزِيدَ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ حَلْلَةَ، وَأَنْ حَلْلَةَ مِنْ أَبْنَ عَطَاءٍ۔ وَقَالَ أَبُو صَالِحٍ عَنْ الْلَّيْثِ: كُلُّ فَقَارٍ۔ وَقَالَ أَبُنُ الْمَبَارِكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرُو بْنَ حَلْلَةَ حَدَّثَهُ (كُلُّ فَقَارٍ).

**لَشَيْخُ** صحیح ابن خریبہ میں سمل بن سعید اور ابو حمید ساعدی اور محمد بن مسلمة اور ابو ہریرہ اور ابو قادہ رضی اللہ عنہم کے نام بتائے گئے ہیں باقی کے نام معلوم نہیں ہو سکے یہ حدیث مختلف سندوں کے ساتھ کہیں مجمل اور کہیں مفصل مروی ہے اس میں دوسرے قعدے میں تو اس کا ذکر ہے یعنی سرین پر بیٹھنا ایسیں پاؤں کو کھڑا کرنا اور پائیں کو آگے کر کے تلتے سے دائیں طرف باہر نکالنا اور دونوں سرین زمین سے ملا کر پائیں ران پر بیٹھنا یہ تورک چار رکعت والی نماز میں اور نماز جم'ری آخری رکعت میں کرنا چاہیے۔ امام شافعی امام احمد بن حبل کا یہی مسلک ہے آخر حدیث میں حضرت عبد اللہ بن مبارک کی جو روایت ہے اسے فربی اور جوزی اور ابراہیم حربی نے وصل کیا ہے سنن نماز کے سلسلہ میں یہ حدیث ایک اصولی تفصیلی بیان کی حیثیت رکھتی ہے۔

**۱۴۶ - بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الشَّهَدَ**

باب اس شخص کی ولیل جو پہلے تشدید کو (چار رکعت یا تین رکعت نمازوں میں) واجب نہیں جانتا (یعنی فرض) کیونکہ آنحضرت ﷺ دور رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور بیٹھنیں۔

الأُولَ وَاجِبًا لِأَنَّ النَّبِيَ ﷺ قَامَ مِنَ

الرَّكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَرْجِعْ

باوجو دیکھ لوگوں نے سجان اللہ کما لیکن آپ نہ بیٹھے اگر تشدید پہلا فرض ہوتا تو ضرور بیٹھ جاتے جیسے کوئی رکوع یا سجدہ بھول جئے اور یاد آئے تو اسی وقت لوٹا لازم ہے ہمارے امام احمد بن حبل نے کہا کہ یہ تشدید واجب ہے کیون کہ آنحضرت نے اس کو بیٹھ کیا اور بھول گئے تو سجدہ سو سے اس کا مدارک کیا (مولانا وحید الزمان)

(۸۲۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی، انہوں نے زھری سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن حمزہ نے بیان کیا جو مولیٰ بن عبدالمطلب (یا مولیٰ ربیعہ بن حارث) تھے، کہ عبد اللہ بن جعینہ رضی اللہ عنہ جو صحابی رسول اور بنی عبد مناف کے حلیف قبیلہ ازد شنوةٰ سے تعلق رکھتے تھے، نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ظہر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتوں پر بیٹھنے کے بجائے کھڑے ہو گئے، پناہ چ سارے لوگ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے، جب نماز ختم ہونے والی تھی اور لوگ آپ کے سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے تو آپ نے اللہ اکبر کہا اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کئے، پھر سلام پھیرا۔

۸۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الرُّهْبَرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ هُرْمَنَ مَوْلَى بَنِي عَبْدِ الْمُطَلِّبِ - وَقَالَ مَوْلَةً : مَوْلَى رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ - أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ بُحْيَةَ وَهُوَ مِنْ أَزْدِ شَنْوَةَ، وَهُوَ حَلِيفُ لَبْنِي عَبْدِ الْمَنَافِ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى بِهِمُ الظَّهَرَ، فَقَامَ فِي الرَّكْعَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ! فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، حَتَّى إِذَا قَضَى الصَّلَاةَ وَأَنْتَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَةً كَبِيرَ وَهُوَ جَالِسٌ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ، ثُمَّ سَلَّمَ.

[اطرافہ فی : ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۸۳۰]

. ۶۶۷۰، ۱۲۳۰.]

**لشیخ** علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر یوں باب منعقد فرمایا ہے باب الامر بالتشهد الاول و سقوطہ بالسهو یعنی تشہد اول کے لیے حکم ہے اور وہ بھول سے رہ جائے تو سجدہ سو سے ساقط ہو جاتا ہے۔ حدیث ابن مسعودؓ میں جو لفظ "فقولا التحيات" وارد ہوئے ہیں اس پر علامہ فرماتے ہیں فیہ دلیل لمن قال بوجو ب التشہد الاول وسط و هو احمدی المشہود عینه واللیث و اسحاق و هو قول الشافعی والیہ ذهب داؤد ابو ثور و رواہ النوری عن جمهور المحدثین یعنی اس میں ان حضرات کی دلیل ہے جو درمیانی تشہد کو واجب کہتے ہیں امام احمد سے بھی یہی مخقول ہے اور دیگر ائمہ مذکورین سے بھی بلکہ امام نوویؓ نے اسے جسور محدثین کرامؓ سے نقل فرمایا ہے۔

حدیث مذکور سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی ثابت فرمایا ہے کہ تشہد اول اگر فرض ہوتا تو آپ اسے ضرور لوثاتے گریہ ایسا ہے کہ اگر رہ جائے تو سجدہ سو سے اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔ روایت میں عبد اللہ بن جعینہ کے حلیف ہونے کا ذکر ہے عبد جالیت میں اگر کوئی شخص یا قبیلہ کسی دوسرے سے یہ عمد کر لیتا کہ میں یہیشہ تمہارے ساتھ رہوں گا، تمہارے دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن تو اسے اس قوم کا حلیف کہا جاتا تھا صحابی مذکور بنی عبد مناف کے حلیف تھے۔

### باب پہلے قعدہ میں تشہد پڑھنا

(۸۳۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے کہن مضر نے جعفر بن ربیعہ سے بیان کیا، انہوں نے اعرج سے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن مالک بن جعینہ رضی اللہ عنہ نے، کہا کہ ہمیں رسول

۱۴۷ - بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الْأُولَى

۸۳۰ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ جَعْفَرٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحْيَةَ قَالَ: (صَلَّى

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ظہر پڑھائی۔ آپ کو چاہیے تھا بیٹھنا لیکن آپ (بجھوں کر) کھڑے ہو گئے پھر نماز کے آخر میں بیٹھے ہی بیٹھے دو بحدے کئے۔

بَنَ رَسُولُ اللَّهِ الظَّهَرَ، فَقَامَ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ. فَلَمَّا كَانَ فِي أَخِيرِ صَلَاةِ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ). [راجح: ۸۲۹]

اور تشدید نہیں پڑھا۔ حدیث میں علیہ الجلوس کے لفظ بتلاتے ہیں کہ آپ کو بیٹھنا چاہیے تھا مگر آپ بجھوں گئے جلوس سے تشدید مراد ہے۔ ترجمہ باب کی مطالبات ظاہر ہے۔

### باب آخری قعدہ میں تشدید پڑھنا۔

(۸۳۱) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اعمش نے شقین بن سلمہ سے بیان کیا کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پیچے نماز پڑھتے تو کتنے (ترجمہ) سلام ہو جریل اور میکائیل پر سلام ہو فلاں اور فلاں پر (اللہ پر سلام) نبی کریم ﷺ ایک روز ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ تو خود "سلام" ہے (تم اللہ کو کیا سلام کرتے ہو) اس لیے جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو یہ کہے (ترجمہ) تمام آداب بندگی تمام عبادات اور تمام بہترین تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ آپ پر سلام ہوا نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہم پر سلام اور اللہ کے تمام صالح بندوں پر سلام۔ جب تم یہ کوئے تو تمہارا سلام آسمان و زمین میں جہاں کوئی اللہ کا نیک بندہ ہے اس کو پہنچ جائے گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

### ۱۴۸ - بَابُ التَّشْهِيدِ فِي الْآخِرَةِ

۸۳۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمَ قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ عَنْدَ اللَّهِ: كَمَا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِنْكَانِيلَ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانَ وَفَلَانَ. فَأَلْفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا صَلَّى أَخْدُوكُمْ فَلَنْقُلْ: التَّحْيَاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيَّاتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَلْيَا النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ - فَإِنَّكُمْ إِذَا فَلَتَسْمُوْهَا أَصَابَتْ كُلُّ عَنْدِ اللَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَنْدَهُ وَرَسُولُهُ)).

[اطرافہ فی : ۸۳۵، ۱۲۰۲، ۶۲۳۰، ۶۲۶۵]

. ۷۳۸۱]

**لَشَيْءٍ مِنْ** یہ قعدہ کی دعا ہے جسے تشدید کرتے ہیں۔ بندہ پسلے کرتا ہے کہ تھیات۔ صلووات اور طیبات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ یہ تین الفاظ پھر نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجا گیا اور اس میں خطاب کی ضمیر اختیار کی گئی کیوں کہ صحابہ کو یہ دعا سکھائی گئی تھی اور آپ اس وقت موجود تھے۔ اب جن الفاظ کے ساتھ ہمیں یہ دعا پہنچی ہے اسی طرح پڑھنی چاہیے۔ (تفہیم البخاری) سلام در حقیقت دعا ہے یعنی تم سلامت رہو اللہ پاک کو ایسی دعا دینے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ ہر ایک آفت اور تغیر سے پاک ہے وہ اذلی ابدی ہے اس میں کوئی عیب اور نقش نہیں وہ ساری کائنات کو خود سلامتی بخشئے والا اور سب کی پرورش کرنے والا ہے اسی لیے اس کا نام سلام ہوا اسی دعا میں نظم التھیات اور صلووات اور طیبات وارد ہوتے ہیں تھیات کے معنی سلامتی بقا عظمت ہر نقش سے پاکی ہر قسم کی تنظیم مراد ہے یہ عبادات

قولی پر صلوٰت عبادات فعلی پر اور طبیبات عبادات مالی پر بھی بولا گیا ہے۔ (فتح الباری)

پس یہ تینوں قسم کی عبادات ایک اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں جو لوگ ان عبادات میں کسی غیر اللہ کو شریک کرتے ہیں وہ فرشتے ہوں یا انسان یا اور کچھ، وہ خالق کا تنقیح کر جو مخلوق کو دستیتے ہیں۔ یہی وہ ظلم عظیم ہے جسے قرآن مجید میں شرک کہا گیا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ مَن يُشْرِكُ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَاحَ وَمَا وَاهَ النَّارُ لِمَن شَرَكَ كرنے والوں پر جنت حرام ہے اور وہ یہ شدہ دوزخ میں رہیں گے عبادات قولی میں زبان سے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اس کا نام لیتا، عبادات فعلی میں رکوع سجدہ قیام، عبادات مالی میں ہر قسم کا صدقہ خیرات نیاز نہ رہا وغیرہ مراد ہے۔

### باب (تشدد کے بعد) سلام پھر نے سے پہلے کی دعائیں

(۸۳۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خردی، انہوں نے کہا کہ ہمیں عروہ بن زہیر نے خردی، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے خردی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا پڑھتے تھے (ترجمہ) اے اللہ قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ زندگی کے اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہوں سے اور قرض سے۔ کسی (یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما) نے آنحضرت ﷺ سے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو قرض سے بہت ہی زیادہ پناہ مانگتے ہیں! اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مقروض ہو جائے تو وہ جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلاف ہو جاتا ہے۔

(۸۳۳) اور اسی سند کے ساتھ زہری سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے عروہ بن زہیر نے خردی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے۔

وإذا رأى عبد أخلفَ كَمَّ بَعْضِ شُعُونِ مِنْ يَہِي عِبَارتَ زَانِدَ ہے و قال محمد بن يوسف سمعت خلف بن عامر لقول في المسيح والمسيح ليس بينهما فرق و هما واحد احد هما عیسیٰ عليه السلام والآخر الدجال یعنی محمد بن یوسف نے کہا امام بخاریؓ نے کہا میں نے خلف بن عمر سے نامسیح اور مسیح میں کچھ فرق نہیں دونوں ایک ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مسیح اور مسیح کہہ سکتے ہیں اور

### ۱۴۹ - بَابُ الدُّعَاءِ قَبْلَ السَّلَامِ

۸۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَزْرَةُ بْنُ الزُّبَيرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَنَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَغُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَغُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدُّجَالِ، وَأَغُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمُعْتَدِيِّ وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ). اللَّهُمَّ إِنِّي أَغُوذُ بِكَ مِنْ الْمَأْتِيمِ وَالْمَغْرَمِ)). فَقَالَ لَهُ قَاتِلُهُ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْعَيْنَدَ مِنَ الْمَغْرَمِ؟ فَقَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرَمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ، وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ)).

[اطرافہ فی : ۸۳۳، ۶۳۶۸، ۲۲۹۷]

۸۳۲ - وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْرَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَاتَلَتْ: ((سَيْفَتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْعَيْنَدُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّجَالِ)). [راجع: ۸۳۲]

دجال کو بھی۔

(۸۳۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یث بن سعد نے یزید بن الی حسیب سے بیان کیا، ان سے ابو الحیرہ مرشد بن عبد اللہ نے ان سے عبداللہ بن عمرو بن شریعت نے، ان سے ابو بکر صدیق بن عثیمین نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں نماز میں پڑھا کرو۔ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو (ترجمہ) اے اللہ! میں نے اپنی جان پر (گناہ کر کے) بہت زیادہ ظلم کیا پس گناہوں کو تیرے سوا کوئی دوسرا معاف کرنے والا نہیں۔ مجھے اپنے پاس سے بھرپور مغفرت عطا فرا اور مجھ پر رحم کر کے مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا بے شک و شبه توہی ہے۔

۸۳۴ - حَدَّثَنَا قَتْبِيَّةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْيَثُّ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ الْيَثِّ بْنِ أَبِي حَيْنَبٍ عَنْ أَبِي الْحَيْرَةِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو عَنْ أَبِي بَكْرِ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَلِمْتِي دُعَاءً أَذْعُورُ بِهِ فِي صَلَاتِي. قَالَ: ((قُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي طَلَّمْتُ نَفْسِي طَلَّمْتُ كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبُ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَأَرْحَمْنِي إِنْكَ أَنْتَ الْفَقُورُ الرَّجِيمُ)).

[طرفاہ فی : ۶۳۲۶ ، ۷۳۸۸]

**باب تشہد کے بعد جو دعا اختیار کی جاتی ہے اس کا بیان اور یہ بیان کہ اس دعا کا پڑھنا کچھ واجب نہیں ہے۔**

(۸۳۵) ہم سے مسدود بن مسجد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے اعمش سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے شیخ نے عبداللہ بن مسعود سے بیان کیا، انہوں نے فرمایا کہ (پہلے) جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو ہم (قدھہ میں) یہ کہا کرتے تھے کہ اس کے بندوں کی طرف سے اللہ پر سلام ہو اور فلاں پر اور فلاں پر سلام ہو۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہ کوئہ کہ ”اللہ پر سلام ہو“ کیوں کہ اللہ تو خود سلام ہے۔ بلکہ یہ کہو (ترجمہ) آداب بندگان اور تمام عبادات اور تمام پاکیزہ خیراتیں اللہ ہی کے لیے ہیں آپ پر اے نبی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام ہو اور جب تم یہ کہو گے تو آسمان پر خدا کے تمام بندوں کو پہنچے گا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ آسمان اور زمین کے درمیان تمام بندوں کو پہنچے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد

۱۵۰ - بَابُ مَا يُتَخَيِّرُ مِنَ الدُّعَاءِ

**بعد الشهادہ، وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ**

۸۳۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ حَدَّثَنِي شَفِيقٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَنَا إِذَا كَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَفُلَانٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَقُولُوا السَّلَامَ عَلَى اللَّهِ، فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ، وَلَكِنْ قُولُوا: التَّحَيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيَّاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيَّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ! فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمْ أَصَابَ كُلُّ عَبْدٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ - أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. فَمُ

اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے بعد عاکا اختیار ہے جو اے

يَتَخَيِّرُ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فِيذْغُو). .

پسند ہو کرے۔

[راجع: ۸۲۱]

یہ لفظ عام ہے دین اور دنیا کے متعلق ہر ایک قسم کی دعا مانگ سکتا ہے اور مجھ کو حیرت ہے کہ ختنے نے یہ کیسے کہا ہے کہ فلاں قسم کی دعا نماز میں مانگ سکتا ہے فلاں قسم کی نہیں مانگ سکتا۔ نماز میں بندے کو اپنے مالک کی بارگاہ میں باریابی کا شرف حاصل ہوتا ہے پھر انہی اپنی لیاقت اور حوصلے کے موافق ہر بندے اپنے مالک سے معروضہ کرتا ہے اور مالک اپنے کرم اور رحم سے عنایت فرماتا ہے اگر صرف دین کے متعلق ہی دعائیں مانگنا نماز میں جائز ہوں اور دعائیں جائز نہ ہوں تو وسرے مطلب کس سے مانگے صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ سے اپنی سب حاجیں مانگو یہاں تک کہ جوئی کا تمہ بھی نوٹ جائے یا ہائیڈی میں نہ کنک نہ ہو تو بھی اللہ سے کو۔ (مولانا وحید الزماں مترجم) مترجم کا کہنا ہے کہ ادعیہ ما ثورہ ہمارے پیشتر مقاصد و مطالب پر مشتمل موجود ہیں ان کا پڑھنا موجب صد برکت ہو گا حدیث نمبر ۸۳۲، ۸۳۳ و ۸۳۴ میں جامع دعائیں اور آخر میں سب مقاصد پر مشتمل پاکیزہ دعایہ کافی ہے رہنا اتنا فی الدنيا حسنة و فی

الآخرة حسنة و قناعذاب النار

باب اگر نماز میں پیشانی یا ناک سے مٹی لگ جائے تو نہ پوچھے جب تک نماز سے فارغ نہ ہو۔ امام بخاری نے کہا میں نے عبد اللہ بن زبیر حمیدی کو دیکھا وہ اسی حدیث سے یہ دلیل لیتے تھے کہ نماز میں اپنی پیشانی نہ پوچھے۔

(۸۳۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام دستوانی نے بیکی بن الی کثیر سے بیان کیا ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے انہوں نے کہا کہ میں نے ابو سعید خدریؓ سے دریافت کیا تو آپ نے بتلایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ مٹی کا اثر آپؓ کی پیشانی پر صاف ظاہر تھا۔

[راجع: ۶۶۹] معلوم ہوا کہ آخر پیشانی مبارک سے پانی اور کچھ کے نشانات کو صاف نہیں فرمایا تھا۔ امام حمیدی کے استدلال کی خیاری کی ہے۔

باب سلام پھیرنے کا بیان (۸۳۷) ہم سے موکی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن شاہ زہری نے ہند بنت حارث سے حدیث بیان کی کہ ام المومنین

١٥١ - بَابُ مَنْ لَمْ يَمْسَحْ جَبَّهَةَ وَأَنْفَهَ حَتَّىٰ صَلَّىٰ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : رَأَيْتُ الْحُمَيْدِيَّ يَخْتَجُ بِهَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ لَا يَمْسَحَ الْجَبَّةَ فِي الصَّلَاةِ.

(۸۳۶) - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلْمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدَ الْحُدْرَيِّ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالظِّنْنِ، حَتَّىٰ رَأَيْتُ أَنَّهُ الطَّنِّ فِي جَهَنَّمِ.

١٥٢ - بَابُ التَّسْلِينِ

(۸۳۷) - حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الرُّوفِرِيُّ عَنْ هِنْدِ بِنْتِ الْعَارِثِ أَنَّ أَمَّ

حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب (نماز سے) سلام پھیرتے تو سلام کے ختم ہوتے ہی عورتیں کھڑی ہو جاتیں (باہر آنے کے لیے) اور آپ کھڑے ہونے سے پسلے تھوڑی دیر تھرے رہتے تھے۔ ابن شاہبؓ نے کہا میں سمجھتا ہوں اور پورا علم تو اللہ ہی کو ہے آپ اس لیے تھر جاتے تھے کہ عورتیں جلدی چلی جائیں اور مرد نماز سے فارغ ہو کر ان کو نہ پائیں۔

سلمہ رضی اللہ عنہا قالت : کان رسول اللہ ﷺ إذا سلمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِيَ تَسْلِيْمَهُ، وَمَكَثَ يَسْبِيْرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ. قَالَ ابْنُ شَهَابَ : فَأَرَى - وَاللَّهُ أَعْلَمُ - أَنَّ مَكَثَهُ إِلَيْكُنِ تَقْدِيْمَ النِّسَاءِ قَبْلَ أَنْ يُذْرِكَهُنَّ مِنْ اِنْصَارَفَ مِنَ الْقَوْمِ.

[طرفہ فی : ۸۴۹، ۸۵۰].

**لشیخ** سلام پھیرنا امام احمد اور شافعی اور مالک اور جمور علماء اور اہل حدیث کے نزدیک فرض اور نماز کا ایک رکن ہے لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فقط سلام کو فرض نہیں جانتے بلکہ نماز کے خلاف کوئی کام کر کے نماز سے پہلنا فرض جانتے ہیں اور ہماری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یہی سلام پھیرا اور فرمایا کہ نماز سے نکلا سلام پھیرنا ہے (مولانا وحید الزماں مرحوم)

باب اس بارے میں کہ امام کے سلام پھیرتے ہی مقتدی کو بھی سلام پھیرنا چاہیے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس بات کو مستحب جانتے تھے کہ مقتدی بھی اسی وقت سلام پھیریں جب امام سلام پھیرے۔

(۸۳۸) ہم سے حبان بن مویٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا کہ ہمیں عمر بن راشد نے زہری سے خبر دی، انیں محمود بن ربيع النصاری نے انہیں عقبان بن مالکؓ نے آپ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی پھیرا۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصد باب یہ ہے کہ مقتدیوں کو سلام پھیرنے میں دیر نہ کرنی چاہیے بلکہ امام کے ساتھ ہی ساتھ وہ بھی سلام پھیر دیں۔

باب اس بارے میں کہ امام کو سلام کرنے کی ضرورت نہیں، صرف نماز کے دو سلام کافی ہیں۔

۸۳۸ - حَدَّثَنَا حِيَانُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَنْدُهُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَغْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: (صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)، فَسَلَّمَنَا حِينَ سَلَّمَ. [راجع: ۴۲۴]

۱۵۴ - بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ رَدَ السَّلَامُ عَلَى الْإِمَامِ ، وَأَكْتَفَى بِتَسْلِيْمِ الصَّلَاةِ

یہ باب لا کر حضرت امام بخاری نے مالکیہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ مقتدی ایک غیر اسلام امام کو بھی کرے۔

(۸۳۹) ہم سے عبدالان بن عباد نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک

نے خبردی کماکہ ہمیں سمنے زہری سے خبردی کماکہ مجھے محمود بن ربع نے خبردی، وہ کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ پوری طرح یاد ہیں اور آپ کا میرے گھر کے ڈول سے کلی کرنا بھی یاد ہے (جو آپ نے میرے منہ میں ڈالی تھی)

(۸۲۰) انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عقبان بن مالک انصاری سے سن، پھر بن سالم کے ایک شخص سے اسکی مزید تصدیق ہوئی۔ عقبان نے کماکہ میں اپنی قوم بنی سالم کی امامت کیا کرتا تھا۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور میری آنکھ خراب ہو گئی ہے اور (برسات میں) پانی سے بھرے ہوئے تالے میرے اور میری قوم کی مسجد کے بیچ میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے مکان پر تشریف لا کر کسی ایک جگہ نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اسے اپنی نماز کے لیے مقرر کر لوں آں حضور نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں تمہاری خواہش پوری کروں گا صبح کو جب دن چڑھ گیا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ ابو بکرؓ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے (اندر آئنے کی) اجازت چاہی اور میں نے دے دی۔ آپ پیٹھے نہیں بلکہ پوچھا کہ گھر کے کس حصہ میں نماز پڑھنے کیلئے پسند کیا تھا۔ ایک جگہ کی طرف جسے میں نے نماز پڑھنے کیلئے پسند کیا تھا۔ اشارہ کیا۔ آپ (نماز کیلئے) کھڑے ہوئے اور ہم نے آپ کے پیچے صاف بنائی۔ پھر آپ نے سلام پھیرا اور جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی پھیرا۔

**لشیخ** جبور فقماء کے نزدیک نماز میں دو سلام ہیں۔ لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تہا نماز پڑھنے والے کے لیے صرف ایک سلام کافی ہے اور نماز با جماعت ہو رہی ہو تو دو سلام ہونے چاہئیں۔ امام کے لیے بھی اور مقتدی کے لیے بھی۔ لیکن اگر مقتدی امام کے بالکل پیچھے ہے یعنی نہ دائیں جانب نہ بائیں جانب سے تین سلام پھیرنے پڑیں گے۔ ایک دائیں طرف کے مصلیوں کے لیے دوسرا دائیں طرف والوں کے لیے اور تیسرا امام کے لیے۔ گواہ اس سلام میں بھی انہوں نے ملاقات کے سلام کے آداب کا لحاظ رکھا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جبور کے مسک کی ترجیحی کر رہے ہیں۔ (تفہیم البخاری) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو کم جگہ لائے ہیں اور اس سے متعدد سائل کا استنباط فرمایا ہے۔ یہاں اس حدیث سے باب کامطلب یوں نکلا کہ ظاہر یہ ہے کہ مقتدیوں کا سلام بھی آنحضرت ﷺ کے سلام کی طرح تھا اور اگر مقتدیوں نے کوئی تیرسا سلام کما ہوتا تو اس کو ضرور بیان کرتے یہ بھی حدیث سے نکلا کر معدودین کے لیے اور نوافل کے لیے گھر کے کسی حصہ میں نماز کر جگہ متین کر دی جائے تو اس کی اجازت ہے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ کسی واقعی اہل اللہ بزرگ سے اس قسم کی درخواست جائز ہے۔

الله قَالَ : أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الرُّهْفِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ وَزَعْمَ أَنَّهُ عَقْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ، وَعَقْلَ مَجْهَةَ مَجْهَةً مِنْ دُلُوِّ كَانَتْ لِي دَارِهِمْ . [راجع: ۷۷]

۸۴۰ - قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَانَ بْنَ مَالِكَ الْأَنْصَارِيَّ - ثُمَّ أَخْدَى بَنَى سَالِمَ - قَالَ : كَنْتُ أَصْنَلَى لِقَوْمِيِّ بَنَى سَالِمَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ : إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِيْنِيْ ، وَإِنَّ السَّيْوَلَ تَحْوُلَتِيْ وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِيِّ ، فَلَوْدَذْتُ أَنْكَ جَنْتَ فَصَنَّتَ فِي بَيْتِي مَكَانًا أَتَخَذَهُ مَسْجِدًا . فَقَالَ : (أَفَقُلْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ ) . فَغَدَّا عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبْوَبَكْرُ مَعَهُ بَعْدَ مَا اشْتَدَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ : ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أَصْنَلَى مِنْ بَيْتِكَ؟)) فَأَشَارَ إِلَيْهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِي أَحَبَّ أَنْ يَصْنَلَ فِيهِ ، فَقَامَ فَصَقَقْنَا خَلْفَهُ ، ثُمَّ سَلَّمَ وَسَلَّمَ حِينَ سَلَّمَ . [راجع: ۴۲۴]

### باب نماز کے بعد ذکر الہی کرنا۔

(۸۳۱) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عبد الرزاق بن ہمام نے خبر دی انہوں نے کہا کہ ہمیں عبد الملک بن جرجج نے خبر دی انہوں نے کہا کہ مجھ کو عمرو بن دینار نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ابو معبد نے انہیں خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ بلند آواز سے ذکر، فرض نماز سے فارغ ہونے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جاری تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ذکر سن کر لوگوں کی نماز سے فراغت کو سمجھ جاتا تھا۔

(۸۳۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابو معبد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ختم ہونے کو تکمیر کی وجہ سے سمجھ جاتا تھا۔ علی بن مدینی نے کہا کہ ہم سے سفیان نے عمرو کے حوالے سے بیان کیا کہ ابو معبد ابن عباس کے غلاموں میں سب سے زیادہ قابلِ اعتماد تھے۔ علی بن مدینی نے بتایا کہ ان کا نام نافذ تھا۔

(۸۳۳) ہم سے محمد بن ابی ابکرنے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، ان سے کسی نے بیان کیا، ان سے ابو صالح ذکوان نے بیان کیا ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نادر لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ امیر و رئیس لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی جنت حاصل کر چکے حالانکہ جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی

### ۱۵۵ - بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

۸۴۱ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو أَنَّ أَبَا مَعْبُدِ مَوْلَى أَبْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ: (أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ - حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ - كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ).

وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: ((كُنْتُ أَغْلَمُ إِذَا أَنْصَرَهُ لَوْلَا بِذَلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ)).

[طرفة فی : ۸۴۲]

۸۴۲ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو مَعْبُدٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كُنْتُ أَغْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْتَّكْبِيرِ). قَالَ عَلَيُّ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ عَمْرُو قَالَ كَانَ أَبُو مَعْبُدٍ أَصْدِقُ مَوَالِيِّ أَبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَلَيُّ وَاسْمُهُ نَافِدٌ. [راجع: ۸۴۱]

۸۴۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عَبْيِيدِ اللَّهِ عَنْ سُمَيْ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ الْفُقَرَاءُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: ذَهَبَ أَهْلُ الدُّنْوَرِ مِنَ الْأَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلَى وَالْعُنْيَمِ الْمُقْيِمِ: يَصَلُّونَ كَمَا نَصَّلَنَا، وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ، وَلَهُمْ

رکھتے ہیں لیکن مال و دولت کی وجہ سے انہیں ہم پر فوقيت حاصل ہے کہ اس کی وجہ سے وہ حج کرتے ہیں۔ عمرہ کرتے ہیں۔ جماد کرتے ہیں اور صدقے دیتے ہیں (اور ہم محتاجی کی وجہ سے ان کاموں کو نہیں کر پاتے) اس پر آپ نے فرمایا کہ لوئیں تمہیں ایک ایسا عمل بتاتا ہوں کہ اگر تم اس کی پابندی کرو گے تو جو لوگ تم سے آگے بڑھ چکے ہیں انہیں تم پالو گے اور تمہارے مرتبہ تک پھر کوئی نہیں پہنچ سکتا اور تم سب سے اچھے ہو جاؤ گے سوا ان کے جو یہی عمل شروع کر دیں ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ تسبیح ( سبحان اللہ ) تحریم ( الحمد للہ ) تکبیر ( اللہ اکبر ) کہا کرو۔ پھر ہم میں اختلاف ہو گیا کسی نے کہا کہ ہم تسبیح تینتیس مرتبہ، تحریم تینتیس مرتبہ اور تکبیر جو نتیس مرتبہ کہیں گے۔ میں نے اس پر آپ سے دوبارہ معلوم کیا تو آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر کو۔ تا آنکہ ہر ایک ان میں سے تینتیس مرتبہ ہو جائے۔

فضلُ أَمْوَالٍ يَخْجُونَ بِهَا وَيَعْتَمِرُونَ،  
وَيَجَاهُدُونَ وَيَصَدِّقُونَ۔ فَقَالَ: ((أَلَا  
أَخْذُكُمْ بِمَا إِنْ أَخْذَتُمْ بِهِ أَذْرَكُمْ مِنْ  
سَبَقُكُمْ، وَلَمْ يُدْرِكُكُمْ أَحَدٌ بَعْدَكُمْ،  
وَكُنْتُمْ خَيْرًا مِنْ أَنْتُمْ بَيْنَ ظَهَرَانِيَّةٍ إِلَّا مَنْ  
عَمِلَ مِثْلَهُ: تُسَبِّحُونَ وَتَخْمَدُونَ  
وَتُكَبِّرُونَ خَلْفَ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثَةٍ  
وَثَلَاثَيْنَ)). فَاخْتَلَفُوا بِيَسِّنَا: فَقَالَ بَعْضُهُمْ  
نُسَبِّحُ ثَلَاثَةً وَثَلَاثَيْنَ، وَتَخْمَدُ ثَلَاثَةً  
وَثَلَاثَيْنَ، وَتُكَبِّرُ أَرْبَعًا وَثَلَاثَيْنَ۔ فَرَجَعَتْ  
إِلَيْهِ، فَقَالَ: ((تَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ  
لِلَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ حَتَّى يَكُونَ مِنْهُنْ كُلُّهُنْ  
ثَلَاثَ وَثَلَاثَيْنَ)).

[طرفة في : ٦٣٢٩]

(۸۳۳) ہم سے محمد بن یوسف فربیلی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے عبد الملک بن عمیر سے بیان کیا، ان سے مغیرہ بن شعبہ کے کاتب و رادنے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے مغیرہ بن شعبہ رض نے معاویہ رض کو ایک خط میں لکھوا یا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی لا اتن عبادت نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اس کی ہے اور تمام تعریف اسی کے لیے ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جسے تو دے اس سے روکنے والا کوئی نہیں اور جسے تو نہ دے اسے دینے والا کوئی نہیں اور کسی مال دار کو اس کی دولت و مال تیری بارگاہ میں کوئی نفع نہ پہنچا سکیں گے۔ شعبہ نے بھی عبد الملک سے اسی طرح روایت کی ہے۔ حسن نے فرمایا کہ (حدیث میں لفظ) جد کے معنی مال داری کے ہیں اور حکم، قاسم بن مخیرہ سے وہ وراد کے واسطے سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

٨٤٤ - حدثنا محمد بن یوسف قال: حدثنا سفيان عن عبد الملك بن عمير عن ورداد كاتب المغيرة بن شعبة قال: أملأ على المغيرة بن شعبة - في كتاب إلى معاوية - أن النبي ﷺ كان يقول في ذي كل صلاة مكتوبة: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شريك له، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَغْطَيْتَ، وَلَا مُغْطِيَ لِمَا مَنَّتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدْدِ مِنْكَ الْجَدُّ)). وقال شعبة عن عبد الملك بهذه وقال الحسن: جد عني وعن الحكم عن القاسم بن مخيرة عن ورداد بهذه.

[اطرافہ فی : ۱۴۷۷، ۲۴۰۸، ۵۹۷۵، ۶۳۳۰، ۶۴۷۳، ۶۶۱۵، ۷۲۹۲].

## باب امام جب سلام پھیر جکے تو لوگوں کی طرف منہ کرے

(۸۳۵) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے جریر بن عازم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو رجاء عمران بن تیم نے سره بن جندب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، انہوں نے بتایا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز (فرض) پڑھا جائے تو ہماری طرف منہ کرتے۔

. [۷۰۴۷، ۶۰۹۶]

## ۱۵۶ - بَابُ يَسْقِبُ الْإِمَامُ النَّاسَ

### إِذَا سَلَمَ

۸۴۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءَ عَنْ سَمْرَةَ بْنِ جَنْدَبٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى صَلَةً أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ.

[اطرافہ فی : ۱۱۴۳، ۱۳۸۶، ۲۰۸۵، ۲۷۹۱، ۳۳۳۶، ۴۶۷۴]

**لِتَشْرِيكَ** اس سے صاف معلوم ہوا کہ نماز فرض کے بعد سنت طریقہ یہی ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد امام دائیں یا بائیں طرف منہ پھیر کر مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے مگر صد افسون کے ایک دیوبندی صاحب ترجم و شارح بخاری فرماتے ہیں آج کل دائیں یا بائیں طرف رخ کر کے بیٹھنے کا عام طور پر رواج ہے اس کی کوئی اصل نیس نہ یہ سنت ہے نہ مستحب جائز ضرور ہے (تفصیل البخاری پ ۲۲ ص ۲۲) پھر حدیث مذکورہ و منعقدہ باب کا مفہوم کیا ہے اس کا جواب فاضل موصوف یہ دیتے ہیں کہ مصنف وہی یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اگر امام اپنے گھر جانا چاہتا ہے تو گھر جلا جائے لیکن اگر مسجد میں بیٹھنا چاہتا ہے تو سنت یہ ہے کہ دوسرے موجودہ لوگوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے (حوالہ مذکور) ناظرین خود ہی اندانہ لگا کتے ہیں کہ فاضل شارح بخاری کے ہر دو بیانات میں کس قدر تضاد ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے باب اور حدیث کا مفہوم ظاہر ہے۔

(۸۳۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، انہوں نے امام مالک سے بیان کیا، انہوں نے صالح بن کیمان سے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا، ان سے زید بن خالد جنہی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور رات کو بارش ہو چکی تھی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ صبح ہوئی تو

۸۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَالِحٍ بْنِ كَيْسَانٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجَهَنِيِّ أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبُّ بِالْحَدِيدَيْةِ - عَلَى إِلَّا سَمَاءَ كَانَتْ مِنَ الْأَيْلَةِ - فَلَمَّا أَنْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّوَجَلَ؟)) قَالُوا: أَنَّهُ وَرَسُولُهُ أَغْلَمُ. قَالَ: ((أَاصْبَحَ مِنْ

میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے۔ اور کچھ میرے منکر ہوئے جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہمارے لیے بارش ہوئی تو وہ میرا مومن ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے کہا کہ فلاں تارے کے فلاں جگہ پر آنے سے بارش ہوئی وہ میرا منکر ہے اور ستاروں کا مومن۔

عَبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ: فَأَمَا مَنْ قَالَ:  
مُطْرَنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ  
بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكُوْكَبِ، وَأَمَا مَنْ قَالَ: بِنَوْءِ  
كَذَا وَكَذَا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِيْ وَمُؤْمِنٌ  
بِالْكُوْكَبِ).

[اطرافہ فی : ۱۰۳۸ ، ۴۱۴۷ ، ۴۵۰۳].

کفر سے حقیقی کفر مراد ہے معلوم ہوا کہ جو کوئی ستاروں کو موثر جانے وہ بے نص حدیث کافر ہے۔ پانی بر سنا اللہ کا کام ہے ستارے کیا کر سکتے ہیں۔

(۷) ۸۳) ہم سے عبد اللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے یزید بن ہارون سے سنا، انہیں حمید ذیلی نے خبر دی، اور انہیں انس بن مالک بن عثیمین نے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات (عشاء کی) نماز میں دیر فرمائی تقویباً آدمی رات تک۔ پھر آخر جھر سے باہر تشریف لائے اور نماز کے بعد ہماری طرف منہ کیا اور فرمایا کہ دوسرا لوگ نماز پڑھ کر سوچ کے لیکن تم لوگ جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے گویا نماز ہی میں رہے (یعنی تم کو نماز کا ثواب ملتا رہا)۔

۸۴۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ سَمِيعٌ بْنُ يَزِيدَ بْنَ هَارُونَ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَمِيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَخْرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الصَّلَاةَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلَى شَطْرِ الْلَّيْلِ، ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا، فَلَمَّا صَلَّى أَقْلَنَ عَلَيْنَا بِوْجَهِهِ فَقَالَ: ((إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوا وَرَأَدُوا، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَرَوْلَا فِي صَلَاةٍ مَا انتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ)).

[راجح: ۵۷۲]

ان جملہ مرویات سے ظاہر ہوا کہ سلام پھیرنے کے بعد امام مقیدوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنے، پھر تسبیح تبلیل کر کے یا لوگوں کو مسئلہ مسائل بتلائے یا پھر انہوں کو چلا جائے۔

### باب سلام کے بعد امام اسی جگہ ٹھہر کر (نفل وغیرہ) پڑھ سکتا ہے۔

(۸) ۸۳۸) اور ہم سے آدم بن ابی ایاس نے کہا کہ ان سے شبہ نے بیان کیا ان سے ایوب سختیانی نے ان سے نافع نے، فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر (نفل) اسی جگہ پڑھتے تھے جس جگہ فرض پڑھتے اور قاسم بن محمد بن ابی بکر نے بھی اسی طرح کیا ہے اور ابو ہریرہ بن عبید سے مرفوع اور ایت ہے کہ امام اپنی (فرض پڑھنے کی) جگہ پر نفل نہ پڑھے اور یہ صحیح نہیں۔

(۹) ۸۳۹) ہم سے ابوالولید ہشام بن عبد الملک نے بیان کیا، انہوں نے

### ۱۵۷ - بَابُ مُكْثِ الْإِمَامِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ السَّلَامِ

۸۴۸ - وَقَالَ لَنَا آدُمُ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عَمْرَ يُصَلِّي فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْقَرِبَةَ، وَقَعَلَهُ الْقَاسِمُ، وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: لَا يَتَطَوَّعُ الْإِمَامُ فِي مَكَانِهِ، وَلَمْ يَصْنَعْ.

۸۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا

کما کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے زہری نے ہند بنت حارث سے بیان کیا ان سے ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو کچھ دیر اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے۔ ابن شاہب نے کہا اللہ بہتر جانے ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ آپ اس لیے کرتے تھے تاکہ عورتیں پہلے چل جائیں۔

(۸۵۰) اور ابو سعید بن ابی مریم نے کہا کہ ہمیں یافع بن یزید نے خبر دی انہوں نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا کہ ابن شاہب زہری نے انہیں لکھ بھیجا کہ مجھ سے ہند بنت حارث فرایہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک یوں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے (ہند ان کی صحبت میں رہتی تھیں) انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیرتے تو عورتیں لوٹ کر جانے لگتیں اور نبی کریم ﷺ کے اخٹے سے پہلے اپنے گھروں میں داخل ہو چکی ہوتیں۔

اور ابن وہب نے یونس کے واسطے سے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا اور انہیں ہند بنت حارث فرایہ نے خبر دی اور عثمان بن عمر نے کہا کہ ہمیں یونس نے زہری سے خبر دی انہوں نے کہا کہ مجھ سے ہند قرشیہ نے بیان کیا محمد بن ولید زبیدی نے کہا کہ مجھ کو زہری نے خبر دی کہ ہند بنت حارث قرشیہ نے انہیں خبر دی۔ اور وہ بنو زہرہ کے حليف معبد بن مقداد کی یوں تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطررات کی خدمت میں حاضر ہوا کرتی تھی اور شعیب نے زہری سے اس حدیث کو روایت کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ہند قرشیہ نے حدیث بیان کی، اور ابن ابی عقیق نے زہری کے واسطے سے بیان کیا اور ان سے ہند فرایہ نے بیان کیا۔ یاث نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا اور ان سے قرشیہ کی ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بیان کیا۔

ابراهیم بن سعید قال حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ هَنْدِ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَمَ يَمْكُثُ فِي مَكَانِهِ يَسِيرًا). قَالَ ابْنُ شَهَابٍ: فَتَرَى - وَاللَّهُ أَعْلَمُ - إِلَكَنِي يَنْفُذُ مِنْ يَنْصَرِفُ مِنَ النِّسَاءِ)). [راجع: ۸۷۳]

۸۵۰۔ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَافَعُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ أَنَّ ابْنَ شَهَابٍ كَتَبَ إِلَيْهِ قَالَ: حَدَّثَنِي هَنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفَرَاسِيَّةُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ - وَكَانَتْ مِنْ صَوَّاحِ بَابَهَا - قَالَتْ: (كَانَ يُسْلِمُ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ فَيَذْخُلُنَّ بَيْوَتَهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَنْصَرِفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ). [راجع: ۸۳۷]

وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَخْبَرَنِي هَنْدُ الْفَرَاسِيَّةُ. وَقَالَ غُشَّانُ بْنُ غُمَرَ أَخْبَرَنَا يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي هَنْدُ الْفَرَاسِيَّةُ. وَقَالَ الرَّبِيعِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ هَنْدَ بِنْتَ الْحَارِثِ الْفَرَاسِيَّةَ أَخْبَرَتْهُ - وَكَانَتْ تَحْتَ مَغْبُدَ بْنِ الْمَقْدَادِ وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي زَهْرَةَ - وَكَانَتْ تَذَخُّلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ. وَقَالَ شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي هَنْدُ الْفَرَاسِيَّةُ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي عَقِيقٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هَنْدِ الْفَرَاسِيَّةِ. وَقَالَ الْلَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَهُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ امْرَأَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ حَدَّثَتْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

**لَشَفِيج** ان سندوں کے بیان کرنے سے حضرت امام بخاریؓ کی غرض یہ ہے کہ ہند کی نسبت کا اختلاف ثابت کریں کسی کی نے ان کو فرایہ کما کسی نے قرشیہ اور روکیا اس شخص پر جس نے قرشیہ کو تصحیح قرار دیا کیونکہ یہ کی روایت میں اس کے قرشیہ ہونے کی تصریح ہے مگر یہ کی روایت موصول نہیں ہے اس لیے کہ ہند فرایہ یا قرشیہ نے آنحضرت سے نہیں ساقعہ باب و حدیث ظاہر ہے کہ جہاں فرض نماز پڑھی گئی ہو وہاں نقل بھی پڑھی جاسکتی ہے مگر دیگر روایات کی بنا پر ذرا جگہ بدلتی جائے یا کچھ کلام کر لیا جائے تاکہ فرض اور نقل نمازوں میں اختلاط کا وہم نہ ہو سکے۔

**بَابُ أَكْرَامِ الْوَوْกُونَ كُونِمَازِ پَڑَهَاكَرْ كَسِيْ كَامِ كَاخِيَالِ كَرِيْ**  
بَثَرِيْ نَهِيْ بَلَكَهْ لَوْكُونَ كَيْ گَرْدَنِيْ چَهَانَدَ تَأْجِلَاجَائَهْ تَوْكِيَا

ہے

(۸۵) (۸۵) ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عیسیٰ بن یونس نے عمر بن سعید سے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ مجھے ابن ابی ملیکہ نے خبر دی ان سے عقبہ بن حارثؓ نے فرمایا کہ میں نے مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپؐ جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے آپ اپنی کسی بیوی کے جھروں میں گئے۔ لوگ آپؐ کی اس تیزی کی وجہ سے گھبرا گئے۔ پھر جب آپؐ باہر تشریف لائے اور جلدی کی وجہ سے لوگوں کے تجھ کو محبوس فرمایا تو فرمایا کہ ہمارے پاس ایک سونے کا ڈالا ( تقسیم کرنے سے ) نجیگیا تھا مجھے اس میں دل لگا رہنا برا معلوم ہوا، میں نے اس کے بات دینے کا حکم دے دیا۔

**۱۵۸ - بَابُ مَنْ صَلَّى بِالنَّاسِ فَذَكَرَ حاجَةَ فَتَحَطَّاهُمْ**

۸۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْيَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْيَدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبْنُ أَبِي مُلِيقَةَ عَنْ عَقْبَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ وَرَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ الْعَصْرَ، فَسَلَّمَ، فَقَامَ مُسْرِغًا فَتَحَطَّى رِقَابَ النَّاسِ إِلَى بَعْضِ حَجَرِ نِسَائِهِ، فَفَزَعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهِ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَرَأَى أَنَّهُمْ عَجِبُوا مِنْ سُرْعَتِهِ قَالَ: ((ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْيَرٍ عِنْدَنَا، فَكَرِهْتُ أَنْ يَخْبِسَنِي، فَأَمْرَتُ بِيَقْسِمَتِهِ)).

[اطرافہ فی : ۱۲۲۱، ۱۴۳۰، ۶۲۷۵]

**لَشَفِيج** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض کے بعد امام کو اگر کوئی فوری ضرورت معلوم ہو جائے تو وہ کھڑا ہو کر جا سکتا ہے کیوں کہ فرضوں کے سلام کے بعد امام کو خواہ اپنی جگہ بھرے رہتا کچھ لازم یا واجب نہیں ہے۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو اپنی پیغمبرانہ مذہب داریوں کا کس شدت سے احساس رہتا تھا کہ سونے کا ایک تولا بھی گھر میں شخص بطور امانت ہی ایک رات کے لیے رکھ لینا گا اور معلوم ہوا۔ پھر ان معاذین پر پھٹکار ہو جو ایسے پاک پیغمبر فداہ الی و ای کی شان میں گستاخی کرتے اور نعوذ بالله آپؐ پر دنیا داری کا غلط حرام لگاتے رہتے ہیں ہذا اہم اللہ

**بَابُ نِمَازِ پَڑَهُ كَرَادَائِيْ مِيْ يَا بَائِيْ دُونُوْنِ طَرْفِ**

پَهْرِ بِلْهَنْنَايَا لَوْنَادَارِسْتَ ہے

اور حضرت انس بن مالکؓ پر نثار دائیں اور بائیں دونوں طرف مرتے

**۱۵۹ - بَابُ الْإِنْقَاتَالِ وَالْإِنْجَوَافِ**

عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَالِ

وَكَانَ آنَسٌ يَنْقِيلُ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الْيَسَارِ،

تھے اور اگر کوئی دائیں طرف خواہ خواہ قصد کر کے مرتقاوں پر آپ اعتراض کرتے تھے۔

(۸۵۲) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے سلیمان سے بیان کیا، ان سے عمارہ بن عمر نے، ان سے اسود بن زیند نے بیان کیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھی شیطان کا حصہ نہ لگائے اس طرح کہ داہنی طرف ہی لوٹا اپنے لیے ضروری قرار دے لے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر بائیں طرف سے لوٹتے دیکھا۔

**لشیخ** معلوم ہوا کہ کسی مباح یا مستحب کام کو لازم یا واجب کر لینا شیطان کا اغوا ہے ابن منیر نے کہا مستحب کام کو اگر کوئی لازم قرار دے تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے جب مباح کام لازم قرار دینے سے شیطان کا حصہ سمجھا جائے تو جو کام مکروہ یا بدعت ہے اس کو کوئی لازم قرار دے لے اور اس کے نہ کرنے پر خدا کے بندوں کو ستائے یا ان کا عیب کرے تو اس پر شیطان کا کیا تسلط ہے کبھی لینا چاہیے۔ ہمارے زمانہ میں یہ بلا بست پھیلی ہے۔ بے اصل کاموں کو عوام کیا بلکہ خواص نے لازم قرار دے لیا ہے (مولانا وحید الزمال) تجھ، فاتح چشم وغیرہ سب اسی قسم کے کام ہیں۔

## باب لسن، پیاز اور گندنے کے متعلق جو روایات آئی ہیں

### ان کا بیان

اور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے لسن یا پیاز بھوک یا اس کے علاوہ کسی وجہ سے کھائی ہو وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پہنچے۔

(۸۵۳) ہم سے مسدود بن مسہد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھیجیں بن سعید قطان نے عبداللہ بن عاصی سے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خیر کے موقع پر کھاتا کہ جو شخص اس درخت یعنی لسن کو کھائے ہوئے ہو اسے ہماری مسجد میں نہ آنا چاہیے (کچھ لسن یا پیاز کھانا مراد ہے کہ اس سے منه میں بو پیدا ہو جاتی ہے)

. ۵۵۲۱، ۵۵۲۲ [۵۵۲۲]

(۸۵۴) ہم سے عبداللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو

ویغیبُ عَلَى مَنْ يَتَوَحَّى - أَوْ مَنْ يَغْمِدُ  
- الْإِنْفَتَالَ عَنْ يَمْنِيهِ.

- ۸۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْأَسْنَدِ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاتِهِ يَرَى أَنْ حَقًا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمْنِيهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ كَثِيرًا يَنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهِ.

**لشیخ** معلوم ہوا کہ کسی مباح یا مستحب کام کو لازم یا واجب کر لینا شیطان کا اغوا ہے ابن منیر نے کہا مستحب کام کو اگر کوئی لازم قرار دے تو وہ مکروہ ہو جاتا ہے جب مباح کام لازم قرار دینے سے شیطان کا حصہ سمجھا جائے تو جو کام مکروہ یا بدعت ہے اس کو کوئی لازم قرار دے لے اور اس کے نہ کرنے پر خدا کے بندوں کو ستائے یا ان کا عیب کرے تو اس پر شیطان کا کیا تسلط ہے کبھی لینا چاہیے۔ ہمارے زمانہ میں یہ بلا بست پھیلی ہے۔ بے اصل کاموں کو عوام کیا بلکہ خواص نے لازم قرار دے لیا ہے (مولانا وحید الزمال) تجھ، فاتح چشم وغیرہ سب اسی قسم کے کام ہیں۔

- ۱۶۰ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الثُّومِ النَّبِيُّ

### وَالبَصَلِ وَالْكُرَاثِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ الثُّومَ أَوِ الْبَصَلَ مِنَ الْجُوعِ أَوْ غَيْرِهِ فَلَا يَقْرَبُ مَسْجِدَنَا)).

- ۸۵۳ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْرٍ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ - يَعْنِي الثُّومَ - فَلَا يَقْرَبُ مَسْجِدَنَا)).

[أطرافه في : ۴۲۱۵، ۴۲۱۷، ۴۲۱۸]

- ۸۵۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ:

عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ابن جرج نے خبر دی کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے ساکر نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ درخت کھائے (آپ کی مراد لسن سے تھی) تو وہ ہماری مسجد میں نہ آئے عطا نے کہا میں نے جابر سے پوچھا کہ آپ کی مراد اس سے کیا تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی مراد صرف کچھ لسن سے تھی۔ مخلد بن یزید نے ابن جرج کے واسطے سے (الانیہ کے بجائے) الانتہ نقل کیا ہے (یعنی آپ کی مراد صرف لسن کی بدبو سے تھی)

حدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ - يُرِينَهُ الْفُومَ - فَلَا يَغْشَانَا فِي مَسَاجِدِنَا)). قَلْتُ: مَا يَغْنِي بِهِ؟ قَالَ: مَا أَرَاهُ يَغْنِي إِلَّا نِيَّتُهُ وَقَالَ مَحْمُدٌ بْنُ يَزِيدٍ عَنْ أَبْنِ جُرَيْجٍ: إِلَّا نِسْتَهُ [اطرافہ فی : ۸۵۵، ۵۴۵۲، ۷۳۵۹].

**لشیخ من** کسی بھی بدبو دار چیز کو مسجد میں لے جانا یا اس کے کھانے کے بعد مسجد میں جانا برا ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ لوگ اس کی بدبو سے تکلیف محسوس کریں گے اور پھر مسجد ایک پاک اور مقدس جگہ ہے جہاں خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ آج کل بیزی سگریٹ والوں کے لیے بھی لازم ہے کہ منه صاف کر کے بدبو دور کر کے مسوک سے منه کو رگڑ رگڑ کر مسجد میں آئیں اگر نمازوں کو ان کی بدبو سے تکلیف ہوئی تو ظاہر ہے کہ یہ کتنا آنکھ ہو گا۔ کچا لسن، پیاز اور سگریٹ بیزی وغیرہ بدبو دار چیزوں کا ایک ہی حکم ہے اتنا فرق ضرور ہے کہ پیاز لسن کی بو اگر دور کی جائے تو ان کا استعمال جائز ہے جیسا کہ پاک کران کی بو کو دفع کر دیا جاتا ہے۔

(۸۵۵) ہم سے سعید بن عفیں نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن وہب نے یونس سے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے کہ عطاء جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو لسن یا پیاز کھائے ہوئے ہو تو وہ ہم سے دور رہے یا (یہ کہا کہ اسے) ہماری مسجد سے دور رہنا چاہیے یا اسے اپنے گھر میں ہی بیٹھنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بانڈی لائی گئی جس میں کئی قسم کی ہری ترکاریاں تھیں۔ (پیاز یا گندنا بھی) آپ نے اس میں بو محسوس کی اور اس کے متعلق دریافت کیا۔ اس سالن میں جتنی ترکاریاں ڈالی گئی تھیں وہ آپ کو بتاوی کیئیں۔ وہاں ایک صحابی موجود تھے آپ نے فرمایا کہ اس کی طرف یہ سالن بڑھا دو۔ آپ نے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگ کھالو۔ میری جن سے سرگوشی رہتی ہے تمہاری نہیں رہتی اور احمد بن صالح نے ابن وہب سے یوں نقل کیا کہ تھا آپ کی خدمت میں لائی گئی تھی۔ ابن وہب نے کہا کہ طبق جس میں ہری ترکاریاں تھیں اور یہ اور ابو صفوان نے یونس سے روایت

۸۵۵ - حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفَّيْرَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهَبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ زَعْمَ عَطَاءَ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ زَعْمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلَأَ فَلَيَغْتَرِّنَا - أَوْ فَلَيَغْتَرِّنَ مَسْجِدَنَا - وَلَيَقْعُدَنَ فِي نِيَّتِهِ)). وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى بِقَدْرٍ فِيهِ حَضَرَاتٍ مِنْ بُقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا، فَسَأَلَ، فَأَخْبَرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ: ((فَرَبُوهَا)) - إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعْهُ - فَلَمَّا رَأَهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ: ((كُلْ، فَإِنِّي أَنَجِي مَنْ لَا تَنَاجِي)). وَقَالَ أَخْمَدُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ أَبْنِ وَهَبٍ (أَتَى بِقَدْرٍ) قَالَ أَبْنُ وَهَبٍ: يَغْنِي طَبَقًا فِيهِ حَضَرَاتٍ، وَلَمْ يَذْكُرِ الْلَّيْثُ وَأَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ

میں ہاندھی کا قصہ نہیں بیان کیا ہے۔ امام بخاریؓ نے (یا سعید یا ابن وہب نے کہا) میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ خود زہری کا قول ہے یا حدیث میں داخل ہے۔

(۸۵۶) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، ان سے عبد الوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، کہ حضرت انس بن مالک رض سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لسن کے بارے میں کیا نہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس درخت کو کھائے وہ ہمارے قریب نہ آئے ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

مقصد یہی ہے کہ ان چیزوں کو کچا کھانے سے منہ میں جو بوپیدا ہو جاتی ہے وہ دسرے ساتھیوں کیلئے تکلیف دہ ہے لہذا ان چیزوں کے کھانے والوں کو چاہیے کہ جس طور ممکن ہو ان کی بدبو کا ازالہ کر کے مسجد میں آئیں۔ بیڑی سگریٹ کیلئے بھی یہی حکم ہے۔

باب اس بارے میں کہ بچوں کے لیے وضواہ ان پر غسل اور وضواہ جماعت، عیدین، جنائز میں ان کی حاضری اور ان کی صفوں میں شرکت کب ضروری ہوگی اور کیوں کر ہوگی۔

(۸۵۷) ہم سے محمد بن شنیؓ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غدر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے سلیمان شیانی سے نہ، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی جو (ایک مرتبہ) نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک اکیل الگ تھلک ٹوٹی ہوئی قرب سے گذر رہے تھے وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور لوگ آپ کے چیچھے صفات باندھے ہوئے تھے۔ سلیمان نے کہا کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ ابو عمرو آپ سے یہ کس نے بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ ابن عباس رض نے بتاتے۔

قصةُ الْقِذْرِ، فَلَا أَذْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ الرُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيثِ۔ [راجع: ۸۵۴]

-۸۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو مَغْمِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَنْ عَنْ أَبْدِ الْغَزِيرِ قَالَ: سَأَلَ رَجُلًا أَنَّسَ: مَا سَمِعْتَ نَبِيًّا اللَّهُ تَعَالَى فِي الشَّوْمِ؟ فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَا وَلَا يُصْلِّيْنَ مَعَنَا)).

[طرفة فی : ۵۴۵۱]

-۱۶۱ - بَابُ وُضُوءِ الصَّبِيَّانِ، وَمَتَى يَجْبُ عَلَيْهِمُ الْغُسْلُ وَالظَّهُورُ؟ وَ حُضُورِهِمُ الْجَمَاعَةُ وَالْعِيدَيْنِ وَالْجَنَائزُ وَصَفْوَفِهِمْ

-۸۵۷ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُشْنِيَ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنَدْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ سَلَيْمَانَ الشَّيَاطِينِيَ قَالَ: (سَمِعْتُ الشَّفَّيِّيَ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَبْرِ مَنْبُوذٍ فَأَمْهُمْ وَصَفُوا عَلَيْهِ فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَمْرُو مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَقَالَ: أَبْنُ عَبَّاسٍ).

[أطراfe في : ۱۲۴۷، ۱۳۱۹، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۳۶، ۱۳۴۰].

حضرت امام بخاری رض نے اس حدیث سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ پچے اگرچہ نابالغ ہوں مگر ۸۔ ۱۰ سال کی عمر میں جب وہ میں حضرت ابن عباس رض کا ذکر ہے جو ابھی نابالغ تھے مگر ہمیں ان کا صاف میں شامل ہونا ثابت ہے پس اگرچہ پچے نابالغ ہونے پر یہ ممکن

لشیخ

ہوں گے مگر عادت ڈالنے کے لیے نابالغی کے زمانہ ہی سے ان کو ان باقتوں پر عمل کرنا چاہیے حضرت مولانا وحید الزماں صاحب مردوم فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاری نے صاف یوں نہیں کہا کہ لڑکوں پر وضو واجب ہے یا نہیں کیونکہ صورت ثانی میں لڑکوں کی نماز بے وضو درست ہوتی اور صورت اولیٰ میں لڑکوں کو وضو اور نماز کے ترک پر عذاب لازم آتا صرف اس قدر بیان کردیا جتنا حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں نماز وغیرہ میں شریک ہوتے اور یہ ان کی کمال احتیاط ہے۔ اہل حدیث کی شان یہی ہونی چاہیے کہ آیتہ کریمہ لَا تَقْدِمُوا تَبَيْنَ يَنْدِي اللَّهُ وَ رَسُولُهُ (الحجرات: ۱) (اللہ اور اس کے رسول سے آگے مت یوں) کے تحت صرف اسی پر اتفاکریں جو قرآن و حدیث میں وارد ہو آگے بے جارائے، قیاس، تاویل فاسدہ سے کام نہ لیں خصوصاً نص کے مقابلہ پر قیاس کرنا بطلیں کا کام ہے۔

(۸۵۸) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے صفوان بن سلیم نے عطا سے بیان کیا، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بارے کے لیے غسل ضروری ہے۔

۸۵۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّاً قَالَ: حَدَّثَنِي صَفَوَانَ بْنَ سُلَيْمَ عَنْ عَطَاءَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((الْفَسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُحْتَلِمٍ)).

[اطرافہ فی: ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۹۵]

[۲۶۶۵]

**لشیخ** معلوم ہوا کہ غسل واجب اس وقت ہوتا ہے جب کہ بچے بالغ ہو جائیں وہ بھی بصورت احتلام غسل واجب ہو گا اور غسل بعد کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کے پاس شروع اسلام میں کپڑے بہت کم تھے اس لیے کام کرنے میں نیبند سے کپڑوں میں بدبو پیدا ہو جاتی تھی اور اسی لیے اس وقت جمعہ کے دن غسل کرنا واجب تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فراغی دی تو یہ وجوب باقی نہیں رہا اب بھی ایسے لوگوں پر غسل ضروری ہے جن کے پیسے کی بدبو سے لوگ تکلیف محسوس کریں۔ غسل صرف بالغ پر واجب ہوتا ہے اسی کو بیان کرنے کیلئے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ یہ حدیث یہاں لائے ہیں۔ امام مالکؓ کے نزدیک جمعہ کا غسل واجب ہے۔

(۸۵۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے عمرو بن دینار سے بیان کیا، کہا کہ مجھے کریب نے خبر دی ابن عباس سے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک رات میں اپنی خالہ میمونہ بنت ابی ایوفی کے یہاں سویا اور رسول کریم ﷺ بھی وہاں سو گئے۔ پھر رات کا ایک حصہ جب گزر گیا آپ کھڑے ہوئے اور ایک لکھی ہوئی مشک سے ہلاکا سا وضو کیا۔ عمرو (راوی حدیث نے) اس وضو کو بہت ہی ہلاکا بتالیا (یعنی اس میں آپؓ نے بہت کم پانی استعمال فرمایا) پھر آپؓ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اس کے بعد میں نے بھی اٹھ کر اسی طرح وضو کیا

۸۵۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفِيَّاً عَنْ عَمْرِو قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرْتَبَ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : (بِتٍّ عِنْدَ خَالَتِي مِنْمُونَةَ لَيْلَةً، فَنَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَضَّأَ مِنْ شُنْ مُعْلَقٍ وَضُوءًا حَفِيفًا۔ يَحْفَفُهُ عَمْرُو وَيُقْلِلُهُ جَدًا - ثُمَّ قَامَ يُصْلِي، فَقَمْتُ فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا

جیسے آپ نے کیا تھا پھر میں آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ لیکن آپ نے مجھے داہنی طرف پھیر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا آپ نے نماز پڑھی پھر آپ لیٹ رہے پھر سو گئے۔ یہاں تک کہ آپ خراٹے لینے لگے۔ آخر موذن نے آکر آپ کو نماز کی خبر دی اور آپ اسکے ساتھ نماز کے لیے تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی مگر (نیا) وضو نہیں کیا سفیان نے کہا۔ ہم نے عمرو بن دینار سے کہا کہ لوگ کتنے ہیں کہ (سوتے وقت) آپ کی (صرف) آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا تھا۔ عمرو بن دینار نے جواب دیا کہ میں نے عبید بن عمر سے سنا وہ کہتے تھے کہ انبیاء کا خواب بھی وحی ہوتا ہے پھر عبید نے اس آیت کی تلاوت کی (ترجمہ) میں نے خواب دیکھا ہے کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔

**لشیخ** ترجمہ باب اس سے نکلا کہ حضرت ابن عباس نے وضو کیا اور نماز میں شریک ہوئے حالانکہ اس وقت وہ نابالغ بزرگ کے تھے آیت مذکورہ سورہ صافات میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا تھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں یہاں خواب بمعنی وحی ہے صاحب خیز جاری لکھتے ہیں ولما کانت وحیا لم یکن نومہم نوم غفلة مودیۃ الی الحدث بل نوم تبہ و یقظ و انتباہ و انتظار للوحی الخ اور جب خوبی کا خواب بھی وحی ہے تو ان کا سونا نہ ایسی غفلت کا سونا جس سے وضو کرنا فرض لازم آئے بلکہ وہ سونا محض ہو شیار ہونا اور وحی کا انتظار کرنے کا سونا ہے۔

(۸۶۰) ہم سے اسماعیل بن اولیس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے بیان کیا، ان سے انس بن مالک بہتر نے کہ (ان کی ماں) اسحاق کی دادی ملیکہ بنت ابی شیخ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر بلایا جسے انسوں نے آپ کے لیے بطور ضیافت تیار کیا تھا۔ آپ نے کھانا کھایا پھر فرمایا کہ چلو میں تمہیں نماز پڑھا دوں۔ ہمارے یہاں ایک بوری تھا جو پرانا ہونے کی وجہ سے سیاہ ہو گیا تھا۔ میں نے اسے پانی سے صاف کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور پیچھے میرے ساتھ یتیم لڑکا (ضیغمہ بن سعد) کھڑا ہوا۔ میری بوڑھی (پیچھے) میرے ساتھ یتیم لڑکا کھڑی ہوئیں پھر رسول اللہ ﷺ دادی (ملیکہ ام سلیم) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دور کعت نماز پڑھائی۔

**لشیخ** یہاں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یتیم کے لفظ سے بچپن سمجھ میں آتا ہے کیوں کہ بالغ کو یتیم نہیں کہتے۔ گویا ایک بچہ جماعت میں شریک ہوا اور نبی کرم ﷺ نے اس پر ناپسندیدگی کا انظمار نہیں فرمایا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دن کو نفل نماز ایسے موقع پر جماعت سے بھی پڑھی جاسکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مکان پر نفل وغیرہ نمازوں کے لئے کوئی جگہ

مِمَّا تَوَضَّأَ، ثُمَّ جِنْتَ فَقَمْتُ عَنْ يَسَارِهِ،  
فَحَوَّلَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ، ثُمَّ فَصَلَّى مَا  
شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ اضطَجَعَ فَقَامَ حَتَّى نَفَخَ.  
فَأَتَاهُ الْمَنَادِي يَأْذُنَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ مَعَهُ إِلَى  
الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ). فَلَمَّا لَعَمِرَوْ  
إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَنَامُ عَيْنَهُ  
وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ. قَالَ عَمِرَوْ: سَمِعْتُ عَيْنَهُ  
بَنَ عَمِيرَ يَقُولُ: (إِنَّ رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْنِي)  
ثُمَّ قَرَأَ: (إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي  
أَذْبَحُكُمْ). [راجع: ۱۱۷]

۸۶۰ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي  
مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي  
طَلْحَةَ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّهُ مُلِينَكَةَ  
دَعَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِطَعَامِ صَنَعَتْهُ، فَأَكَلَ  
مِنْهُ فَقَالَ: ((قُومُوا فَلَا أَصْلَنِي بِكُمْ)).  
فَقَمْتُ إِلَى حَصِيرٍ لَّا قَدِ اسْنَدَ مِنْ طُولِ  
مَا لَبِثَ، فَنَضَحَتْهُ بَمَاءً، (لَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ مَعِيَ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا، فَصَلَّى بِنَا  
رَكْعَيْنِ). [راجع: ۳۸۰]

**لشیخ** یہاں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یتیم کے لفظ سے بچپن سمجھ میں آتا ہے کیوں کہ بالغ کو یتیم نہیں کہتے۔ گویا ایک بچہ جماعت میں شریک ہوا اور نبی کرم ﷺ نے اس پر ناپسندیدگی کا انظمار نہیں فرمایا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ دن کو نفل نماز ایسے موقع پر جماعت سے بھی پڑھی جاسکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مکان پر نفل وغیرہ نمازوں کے لئے کوئی جگہ

خصوص کر لینا بھی درست ہے۔ صحیح یہی ہے کہ حضرت ام ملکہ اسحاق کی دادی یہی جرم بد جماعتہ و صحیحہ النووی بعض لوگوں نے ان کو انس کی دادی قرار دیا ہے، ابن حجر کا یہ قول ہے۔

(۸۶۱) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قبّنی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب زہری نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، آپ نے فرمایا کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا۔ ابھی میں جوانی کے قریب تھا (لیکن بالغ نہ تھا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ کے سامنے دیوار وغیرہ (آڑ) نہ تھی۔ میں صف کے ایک حصے کے آگے سے گزر کر اتر۔ گدھی چرنے کے لئے چھوڑ دی اور خود صف میں شامل ہو گیا۔ کسی نے مجھ پر اعتراض نہیں کیا (حالانکہ میں بالغ تھا)۔

٦٦١ - حدَثَنَا عبدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَيْنِيْدِ اللَّهِ بْنِ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ عَتْبَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ : (أَقْبَلَتْ رَأْكِنَةً عَلَى جَمَارِ أَتَانِيْ وَأَنَا يَوْمِيْذِ فَذَ نَاهَرْتُ الْإِخْلَامَ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِعِنْيٍ إِلَى غَيْرِ جَدَارٍ، فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ، فَنَزَلْتُ وَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْقَعَ، وَدَحَلَتْ لِي الصَّفُّ، فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ). [راجع: ۷۶]

لشیخ اس حدیث سے بھی امام بخاری رض نے باب کا مطلب ثابت کیا ہے۔ حضرت ابن عباس اس وقت نبالغ تھے، ان کا صرف میں شریک ہونا اور وضو کرنا نماز پڑھنا ثابت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بلوغت سے پہلے بھی لڑکوں کو ضرور ضرور نماز کی عادت ڈالوائی چاہئے۔ اسی لئے سات سال کی عمر سے نماز کا حکم کرنا ضروری ہے اور دس سال کی عمر ہونے پر ان کو دھکا کر بھی نماز کا عادی بناتا چاہئے۔

(۸۶۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شیعہ نے زہری سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات عشاء میں دیر کی اور عیاش نے ہم سے عبد الاعلیٰ سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے معمر نے زہری سے بیان کیا، ان سے عروہ نے، اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء میں ایک مرتبہ دیر کی۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آواز دی کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر آئے اور فرمایا کہ (اس وقت) روئے زمین پر تمہارے سوا اور کوئی اس نماز کو نہیں پڑھتا، اس زمانہ میں مدینہ والوں کے سوا اور کوئی نماز

٦٦٢ - حدَثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ : أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي عِزْوَةُ بْنُ الرُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ : (أَعْتَمَ النَّبِيَّ ﷺ . ) . قَالَ عَيَّاشٌ حَدَثَنَا عَنْدَ الْأَعْلَى قَالَ حَدَثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عِزْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : (أَعْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْعِشَاءِ حَتَّى نَادَاهُ عَمَرٌ : فَذَ نَامَ النِّسَاءُ وَالصَّيَّانُ). قَالَ لَهُ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ : ((إِنَّهُ لَيْسَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يُصَلِّي هَذِهِ الصَّلَاةَ غَيْرُكُمْ . وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ يَوْمِيْذِ يُصَلِّي غَيْرَ

نهیں پڑھتا تھا۔ [راجع: ۵۶۶] أهل المَدِينَةِ).

اس لئے کہ اسلام صرف مدینہ میں محدود تھا، خاص طور پر نماز بالجماعت کا سلسلہ مدینہ میں میں تھا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ اس وقت عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے بچے بھی آتے رہتے ہوں گے، جبھی تو حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ عورتیں اور بچے سو گئے۔ پس جماعت میں عورتوں کا مامن پچوں کے شریک ہوتا بھی ثابت ہوا والظاهر من کلام عمر "انہ شاهد النساء اللاتی حضرن فی المسجد قد نمن وصیبا نهن معهن (عائشہ بخاری) یعنی ظاہر کلام عمر سے یہی ہے کہ انہوں نے ان عورتوں کا مشاہدہ کیا جو مسجد میں اپنے بچوں سمیت نماز عشاء کے لئے آئی تھیں اور وہ سو گئیں جب کہ ان کے بچے بھی ان کے ساتھ تھے۔

(۸۲۳) ہم سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن عابس نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن عباس علیہ السلام سے سنا اور ان سے ایک شخص نے یہ پوچھا تھا کہ کیا تم نے (عورتوں کا) نکلنای عید کے دن آنحضرت ﷺ کے ساتھ دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے اگر میں آپ کا رشتہ دار عزیز نہ ہوتا تو کبھی نہ دیکھتا (یعنی میری کم سنی اور قربات کی وجہ سے آنحضرت مجھ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے) کیا بن صلت کے مکان کے پاس جو نشان ہے پسلے وہاں آپ تشریف لائے وہاں آپ نے خطبہ سنایا پھر آپ عورتوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں بھی وعظ و نصیحت کی۔ آپ نے ان سے خیرات کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ عورتوں نے اپنے چھلے اور انگوٹھیاں اتار اتار کر بلال بن عقبہ کے کپڑے میں ڈالنی شروع کر دیے۔ آخر آنحضرت ﷺ بلال بن عقبہ کے ساتھ گھر تشریف لائے۔

[راجع: ۹۸]

**لشیح** حضرت ابن عباس کمن تھے، باوجود اس کے عید میں شریک ہوئے، میں سے ترجمہ باب نکلتا ہے اور اس سے عورتوں کا عید گاہ میں جانا بھی ثابت ہوا۔ چونکہ احتراف کے ہاں عید گاہ میں عورتوں کا جانا جائز نہیں ہے، اس لئے ایک دیوبندی ترجمہ بخاری میں یہاں ترجمہ ہی بدلا دیا گیا ہے جانچہ وہ ترجمہ یوں کرتے ہیں ”ان سے ایک شخص نے یہ پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ عید گاہ گئے تھے“ حالانکہ پوچھا یہ جارہا تھا کہ کیا تم نے عید کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ عورتوں کا نکلنادیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ضرور دیکھا ہے۔ یہ بدلا ہوا ترجمہ دیوبندی تفسیر البخاری، پارہ: ۳/ ص: ۳۲ پر دیکھا جا سکتا ہے۔ غالباً ایسے ہی حضرات کے لئے کہا گیا ہے خود بدلتے نہیں قرآن کو بدلتے ہیں وفقنا اللہ لما یحب ویرضی آمن

باب عورتوں کا رات میں اور (صحیح کے وقت) اندر ہیرے میں

مسجدوں میں جانا

۸۶۳ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلَيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ سَمِعْتُ أَبْنَ عَابِسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ لَهُ رَجُلٌ: شَهَدْتَ الْغَرْوَحَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَلَوْلَا مَكَانِي مِنْهُ مَا شَهَدْتُهُ - يَعْنِي مِنْ صِفَرِهِ - ((الْعَلَمُ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَبِيرٍ بْنِ الصَّلَتِ، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ وَأَمْرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُهُوِي بِيَدِهَا إِلَى حَلْقِهَا تُلْقِي فِي نَوْبِ بِلَالٍ، ثُمَّ أَتَى هُوَ وَبِلَالُ النَّبِيَّ)).

الْمَسَاجِدِ بِاللَّيلِ وَالْفَلَسَ

(۸۶۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہ ہمیں شیعہ نے زہری سے خردی، انہوں نے کہا کہ مجھے عروہ بن زیر نے عائشہؓ پر عین حجہ سے بیان کیا، آپؐ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں اتنی دری کی کہ عمرؓ پر عین حجہ کو کہنا پڑا کہ عورتیں اور پسچے سو گئے۔ پھر بنی کریمؓ پر عین حجہ (حجرے سے) تشریف لائے اور فرمایا کہ دیکھو روزے زمین پر اس نماز کا (اس وقت) تمہارے سوا اور کوئی انتظار نہیں کر رہا ہے۔ ان دونوں مہینہ کے سوا اور کہیں نماز نہیں پڑھی جاتی تھی اور لوگ عشاء کی نماز شفقت ڈوبنے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی گزرنے تک پڑھا کرتے تھے۔

٨٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرُوفٌ بْنُ الزُّبَيرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: أَغْتَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْعَقْمَةِ حَتَّى نَادَاهُ عُمَرُ: نَامَ النِّسَاءُ وَالصَّيْبَانُ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ غَيْرُكُمْ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ)). وَلَا يَصْنَلِي يَوْمَدِي إِلَّا بِالْمَدِينَةِ، وَكَانُوا يُصْلُونَ الْعَقْمَةَ فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَغْبِيَ الشَّفَقَ إِلَى ثُلُثِ الْلَّيْلِ الْأَوَّلِ.

[راجع: ۵۶۶]

**تشریف لائن** معلوم ہوا کہ عورتیں بھی نماز کے لئے حاضر تھیں، تب ہی تو حضرت عمرؓ پر عین حجہ نے یہ جملہ باواز بلند فرمایا تاکہ آپؐ پر عین حجہ تشریف لائیں اور نماز پڑھائیں۔ ترجمہ باب اسی سے نکتا ہے کہ عورتیں اور پسچے سو گئے کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں بھی رات کو عشاء کی نماز کے لئے مسجد میں آیا کرتیں۔ اس کے بعد جو حدیث امام بخاریؓ نے بیان کی، اس سے بھی یہی نکتا ہے کہ رات کو عورت مسجد میں جا سکتی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔ یہ حدیث اس کو خاص کرتی ہیں لیکن رات کو روکنا منع ہے۔ اب عورتوں کا جماعت میں آٹا صحیب ہے یا مباح اس میں اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا جوان عورت کو مباح ہے اور بوڑھی کو متحب۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ عورتیں ضرورت کے لئے باہر نکل سکتی ہیں۔ امام ابو حیینؓ نے کہا میں عورتوں کا جماعت میں آتا کروہ جانتا ہوں اور یہ دھیا عشاء اور فجر کی جماعت میں آسکتی ہے اور نمازوں میں نہ آئے اور ابو یوسفؓ نے کہا بڑھیا ہر ایک نماز کے لئے مسجد میں آسکتی ہے اور جوان کا آتا کروہ ہے۔ قطلانی (مولانا وحید الزماں مرعوم) حضرت امام ابو حیینؓ پر عین حجہ کا قول خلاف حدیث ہونے کی وجہ سے جھٹ نہیں جیسا کہ خود حضرت امامؓ کی وصیت ہے کہ میرا قول خلاف حدیث چھوڑ دو۔

(۸۶۵) ہم سے عبید اللہ بن موئی نے حنظله بن ابی سفیان سے بیان کیا، ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر نے، ان سے ان کے باب ابی عمر عین حجہ نے، وہ نبی کریمؓ پر عین حجہ سے روایت کرتے تھے کہ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تمہاری بیویاں تم سے رات میں مسجد آنے کی اجازت مانگیں تو تم لوگ انہیں اس کی اجازت دے دیا کرو۔

عبداللہ کے ساتھ اس حدیث کو شعبہ نے بھی اغوش سے روایت کیا، انہوں نے مجدد سے، انہوں نے ابن عمرؓ پر عین حجہ سے اور انہوں نے نبی کریمؓ پر عین حجہ سے۔

٨٦٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا اسْتَأْذَنْتُمْ نِسَاءَكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَذْنُوا لَهُنَّ)).

تابعہ شعبہ عَنِ الأَغْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[اطرافہ فی : ۸۷۳، ۸۹۹، ۹۰۰]

## باب لوگوں کا نماز کے بعد امام کے اٹھنے کا انتظار کرنا

(۸۶۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں یونس بن یزید نے زہری سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے ہند بنت حارث نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عورتیں فرض نماز سے سلام پھیرنے کے فوراً بعد (باہر آنے کے لئے) اٹھ جاتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اور مرد نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔ جب تک اللہ کو منظور ہوتا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تو دوسرے مرد بھی کھڑے ہو جاتے۔

اس حدیث سے ہمیں عورتوں کا جماعت میں شریک ہونا ثابت ہوا۔

(۸۶۷) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، انہوں نے امام مالک سے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیغی نے بیان کیا، انہیں امام مالک نے یحییٰ بن سعید النصاری سے خبر دی، انہیں عمرہ بنت عبدالرحمن نے، ان سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھ لیتے پھر عورتیں چادریں پیٹھ کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو جاتی تھیں۔ اندھیرے سے ان کی پہچان نہ ہو سکتی۔

(۸۶۸) ہم سے محمد بن مسکین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بشر بن بکر نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام او زاعی نے خبر دی، کہا کہ مجھ سے محبی بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی قادة النصاری نے، ان سے ان کے والد ابو قادة النصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نماز کے لئے کھڑا ہو تھوں، میرا

## ۱۶۳ - بَابُ انتِظَارِ النَّاسِ قِيَامِ الْإِمَامِ الْعَالَمِ

(۸۶۶) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي هِنْدُ بْنَتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ أَخْبَرَتْهَا (رَأَتِ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ كُنْ إِذَا سَلَمْنَ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ قَمْنَ وَتَبَتْ رَسُولُ اللَّهِ كَمْ وَمَنْ صَلَّى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَاءَ اللَّهُ، فَإِذَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ كَمْ قَامَ الرِّجَالُ).

(۸۶۷) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ ح. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَةَ بْنِتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: (إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ كَمْ لِيَصْلِيَ الصُّبْحَ فَيَصْرِفُ النِّسَاءَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمَرْوِطِهِنَّ مَا يُعْرَفُنَ مِنَ الْفَلَسِ).

[راجح: ۳۷۲]

(۸۶۸) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِينٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَشْرِيْ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ كَمْ: ((إِنِّي لِأَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ

وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَطْوَلَ فِيهَا، فَاسْمَعْ بُكَاءَ  
الصَّبِيِّ فَاتَّجُوزُ فِي صَلَاتِي كِرَاهِيَّةَ أَنْ  
أَشْقَى عَلَى أُمِّهِ)). [راجح: ٧٠٧]

ارادہ یہ ہوتا ہے کہ نماز لمبی کروں لیکن کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز کو منتحر کر دیتا ہوں کہ مجھے اس کی ماں کو تکلیف دینا برا معلوم ہوتا ہے۔

**لتشریف** فاتحوزا سے فاخفف قال ابن سابط التجوزہ هنہ یراد به تقلیل القراءة والدلیل علیہ ما رواه ابن ابی شیبة ان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قرأ فی الرکعة الاولی بسورة نحو سنتین آیۃ فسمع بكاء صبی فقرأ فی الثانية بثلاث آیات و مطابقة الحديث للترجمة تفهم من قوله کراهیہ ان اشق علی امة لانہ يدل علی حضور النساء الى المساجد مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو عم من ان یکون بالليل او بالنهار قاله العینی (حاشیہ بخاری شریف) ص: (۱۲۰) یعنی یہاں تخفیف کرنے سے قرأت میں تخفیف مراد ہے جیسا کہ ابن ابی شیبة کی روایت میں ہے کہ آنحضرت نے پہلی رکعت میں تقریباً ساٹھ آئیں پڑھیں جب کسی بچے کا رونا معلوم ہوا تو دوسرا رکعت میں آپ نے صرف تین آیتوں پر اکتفا فرمایا اور باب اور حدیث میں مطابقت اس سے ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں عورتوں کی تکلیف کو مکروہ جانتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ آنحضرت کے ساتھ عورتیں مساجد میں حاضر ہوا کرتی تھیں رات ہو یا دن یا عام ہے۔

**لتشریف** ۸۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: (۸۶۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کما کہ ہمیں امام مالک نے میکی بن سعید سے خبر دی، ان سے عمرہ بنت عبد الرحمن نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے، انہوں نے فرمایا کہ آج عورتوں میں جو نئی باشیں پیدا ہو گئی ہیں اگر رسول کشم **لتشریف** انہیں دیکھ لیتے تو ان کو مسجد میں آنے سے روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ میں نے پوچھا کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَعْتَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : (لَوْ أَذْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ **لتشریف** مَا أَخَذَتِ النِّسَاءَ لَمْنَعْهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنْعِتْ نِسَاءَ بَنِي إِسْرَائِيلَ).  
قُلْتُ لِعُمَرَةَ : أَوْ مُنْعِنَ ؟ قَالَتْ : نَعَمْ.

**لتشریف** حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس سے یہ نہیں نکلتا کہ ہمارے زمانے میں عورتوں کو مسجد میں جانا منع ہے کیونکہ آنحضرت نے نہ یہ زمانہ پیانہ منع کیا اور شریعت کے احکام کسی کے قیاس اور رائے سے نہیں بدلتے۔ مولانا وحید الزمال مرحوم فرماتے ہیں کہ یہ امومنین کی رائے تھی کہ اگر آنحضرت یہ زمانہ پاتے تو ایسا کرتے اور شاید ان کے نزدیک عورتوں کا مسجد میں جانا منع ہو گا اس لئے بتیری ہے کہ فداد اور فتنے کا خیال رکھا جائے اور اس سے پرہیز کیا جائے کیونکہ آنحضرت نے بھی خوبیوں کا اور زمینت کر کے عورتوں کو نکلنے سے منع کیا۔ اسی طرح رات کی قید بھی لگائی اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی کہ اللہ کی لوٹیوں کو اللہ کی مسجدوں میں جانے سے نہ روکو تو ان کے بیٹے واقد یا بلاں نے کہا تم تو روکیں گے۔ عبد اللہ نے ان کو ایک گھونسہ لگایا اور سخت ست کما اور ایک روایت میں یوں ہے کہ مرنے تک بات سے کی اور یہی سزا ہے اس تلاوت کی جو آنحضرت کی حدیث سن کر سر نہ جھکائے اور ادب کے ساتھ تسلیم نہ کرے۔ وکیع نے کما کہ شعار یعنی قریانی کے اونٹ کا کوہاں چیز کر خون نکال دینا سنت ہے۔ ایک شخص بولا ابو حنیفہ تو اس کو مثلہ کرتے ہیں۔ وکیع نے کما تو اس لائق ہے کہ قید ہے جب تک توبہ نہ کرے، میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو ابو حنیفہ کا قول لاتا ہے۔ اس روایت سے مقلدین بے انصاف کو سبق لینا چاہئے اگر حضرت عمر فاروق **لتشریف** زندہ ہوتے اور ان کے سامنے کوئی حدیث کے خلاف کسی مجدد کا قول لاتا تو گردن مارنے کا حکم دیتے اورے لوگو ہائے خرابی یہ ایمان ہے یا کفر کہ پیغمبر کا فرمودہ سن کر پھر دوسروں کی رائے اور قیاس کو اس کے خلاف منظور کرتے ہو تم جانو اپنے پیغمبر کو جواب

قیامت کے دن وینا ہو وہ دے لینا و ماعلینا الا البلاغ (مولانا وحید الزمان)

## ۱۶۴ - بَابُ صَلَاةِ النِّسَاءِ خَلْفَ

### الرَّجَالِ

#### باب عورتوں کا مردوں کے پیچھے

##### نماز پڑھنا

(۸۷۰) ہم سے یحییٰ بن قزوع نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے زہری سے بیان کیا، ان سے ہند بنت حارث نے بیان کیا، ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو آپ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں جانے کے لئے اٹھ جاتی تھیں اور آنحضرت تھوڑی دیر ٹھہرے رہتے کھڑے نہ ہوتے۔ زہری نے کہا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں، آگے اللہ جانے، یہ اس لئے تھا تاکہ عورتیں مردوں سے پہلے نکل جائیں۔

(۸۷۱) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ابن عبیینہ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے، ان سے حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے (میری مال) ام سلیم کے گھر میں نماز پڑھائی۔ میں اور نعیم مل کر آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ام سلیم پڑھنا ہمارے پیچھے تھیں۔

#### باب صبح کی نماز پڑھ کر عورتوں کا

##### جلدی سے چلا جانا اور مسجد

##### میں کم ٹھہرنا

(۸۷۲) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید بن منصور نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے فتح بن سلیمان نے عبد الرحمن بن قاسم سے بیان کیا، ان سے ان کے باپ (قاسم بن محمد بن ابی بکر) نے ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز منہ اندھیرے پڑھتے تھے۔ مسلمانوں کی عورتیں جب (نماز پڑھ کر) واپس ہوتیں تو اندھیرے کی وجہ سے ان کی پہچان نہ ہوتی یا وہ ایک دوسری

۸۷۰ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ فَرَعَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ هَنْدِ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : (كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَمَ قَامَ النِّسَاءُ حِينَ يَقْضِي تَسْلِيْمَةً، وَيَمْكُثُ هُوَ فِي مَقَامِهِ يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ). قَالَ : نَرَى - وَاللَّهُ أَعْلَمُ - أَنَّ ذَلِكَ كَانَ لِكَنِّي يَنْصَرِفُ النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُنَّ الرِّجَالَ.

۸۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : (صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَ فَقَمَتْ وَيَتَمِ خَلْفَهُ). وَأُمُّ سَلَمَ خَلْفَنَا).

[راجع: ۳۸۰]

## ۱۶۵ - بَابُ سُرْعَةِ اِنْصِرَافِ النِّسَاءِ

### مِنَ الصُّبْحِ وَقَلْةٌ مُقَامِهِنَّ فِي الْمَسَاجِدِ

۸۷۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا فَلَيْثٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْفَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ غَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَصْلَى الصُّبْحَ بِغَلْسٍ فَيَنْصَرِفُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنِينَ لَا يُعْرَفُنَّ مِنَ الْغَلَسِ، أَوْ

لَا يَعْرِفُ بِغَضْهَنْ بِغَضْهَنْ (بِغَضْهَنْ). [راجع: ۳۷۲] کونہ پچان سکتیں۔

**لشیخ** نماز ختم ہوتے ہی عورتوں واپس ہو جاتی تھیں۔ اس لئے ان کی واپسی کے وقت بھی اتنا اندر ہیرا رہتا تھا کہ ایک دوسری کو پچان نہیں سکتی تھی۔ لیکن مرد فجر کے بعد عام طور سے نماز کے بعد مسجد میں کچھ دیر کے لئے ٹھرتے تھے۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا درج کامل عطا فرمایا تھا۔ اسی بنا پر آپ نے اپنی جامع الصبح میں ایک ایک حدیث سے بہت سے مسائل کا اخراج فرمایا ہے حدیث مذکور پیچھے بھی کئی بار مذکور ہو چکی ہے۔ حضرت امام نے اس سے فجر کی نماز اول وقت غسل میں پڑھنے کا ثابت فرمایا ہے۔ اور یہاں عورتوں کا شریک جماعت ہوتا اور سلام کے بعد ان کا فوراً مسجد سے چلے جانا وغیرہ مسائل بیان فرمائے ہیں۔ تجب ہے ان عقل کے دشمنوں پر جو حضرت امام جیسے مجتہد مطلق کی درایت کا انکار کرتے اور آپ کو صرف روایت کا امام تسلیم کرتے ہیں حالانکہ روایت اور درایت ہردو میں آپ کی مہارت تامہ ثابت ہے اور مزید خوبی یہ کہ آپ کی درایت و تقدیم کی بنیاد مخفی قرآن و حدیث پر ہے رائے اور قیاس پر نہیں جیسا کہ دوسرے ائمہ مجتہدین میں سے بعض حضرات کا حال ہے جن کے تقدیم کی بنیاد مخفی رائے اور قیاس پر ہے۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے جو مقام عطا فرمایا تھا وہ امت میں بہت کم لوگوں کے حصہ میں آیا ہے۔ اللہ نے آپ کو پیدا ہی اس لئے فرمایا تھا کہ شریعت محمدیہ کو قرآن و سنت کی بنیاد پر اس درجہ منضبط فرمائیں کہ قیامت تک کے لئے امت اس سے بے نیاز ہو کر بے دھڑک شریعت پر عمل کرتی رہے۔ آیت شریفہ «وَآخِرُنَّ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْقَوْنَا يَوْمًا» (الجمعد: ۳) کے مصدق ہے شک و شبہ ان ہی محدثین کرام رحمہم اللہ انہیں کی جماعت ہے۔

## باب عورت مسجد جانے کے لئے اپنے خاوند سے اجازت لے

(۸۷۳) ہم سے مسدود بن مسہد بن بیان کیا کہا کہ ہم سے بیزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر نے، ان سے ان کے باپ نے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی بیوی (نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آنے کی) اس سے اجازت مانگنے تو شوہر کو چاہئے کہ اس کو نہ روکے۔

[راجع: ۸۶۵]

**لشیخ** اجازت دے اس لئے کہ بیوی کوئی ہماری لوڈی نہیں ہے بلکہ ہماری طرح وہ بھی آزاد ہے صرف معاملہ نکاح کی وجہ سے وہ ہمارے ماتحت ہے۔ شریعت محمدی میں عورت اور مرد کے حقوق برابر تسلیم کئے گئے ہیں اب اگر اس زمانہ کے مسلمان اپنی شریعت کے برخلاف عورتوں کو قیدی اور لوڈی بنا کر رکھیں تو اس کا الزام ان پر ہے نہ کہ شریعت محمدی پر۔ جن پادریوں نے شریعت محمدی کو بدنام کیا ہے کہ اس شریعت میں عورتوں کو مطلق آزادی میں یہ ان کی نادانی ہے۔ (مولانا وحید الزماں مرحوم) ختنی کے ہاں مساجد میں نماز کے لئے عورتوں کا آنا درست نہیں ہے، اس سلسلہ میں ان کی بڑی دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں قالت لوادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت النساء بنی اسرائیل اخرجه الشیخان یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہ اگر نبی کریم ﷺ ان چیزوں کو پالیتے جو آج عورتوں نے نئی ایجاد کر لی ہیں تو آپ ان کو مساجد سے منع فرمادیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں الحدث الکبیر علامہ عبدالرحمن

## ۱۶۶ - بَابُ اسْتِئْذَانِ الْمَرْأَةِ رَوْجَهَا بِالْخُرُوجِ إِلَى الْمَسْجِدِ

(۸۷۳) - خَدَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ خَدَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْبَعَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَيِّنِهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا اسْتَأْذَنْتِ امْرَأَةً أَحْدِكُمْ فَلَا يَمْنَعُهَا)).

مبارک پوری صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مشورہ کتاب البخاری المتن فی تعمید آثار السنن، ص: ۱۵۱ پر فرماتے ہیں لا یترتب علی ذالک تغیر الحکم لانها علقتہ علی شرط لم يوجد بناء علی ظرفته فقالت لورای لمنع فيقال لم يرد ولم يمنع فاستمر الحكم حتى ان عائشة لم تصرح بالمنع وان كان كلامها يشعر بانها كانت ترى المنع وايضا فقد علم الله سبحانه ما يحدثن فيما اوحى الى نبیه منعهم ولو كان ما احدثن يستلزم منعهم من المساجد لكان منعهم من غيرها كالأسواق اولی وايضا فالاحادث ائمما وقع من بعض النساء لا من جميعهن فان تعين المنع فليكن لم احدثت قاله الحافظ في فتح الباري (ج: ۲۱) و قال فيه والاولی ان ينظر الى ما يخشى منه الفساد فيجب لاشارة صلی الله علیہ وسلم الى ذالک بمنع التطیب والزینۃ وكذلك التقيید باللیل انتہی اس عبارت کا خلاصہ یہ کہ اس قول عائشہ رض کی بنا پر مساجد میں عورتوں کی حاضری کا حکم متغیر نہیں ہو سکتا اس لئے کہ حضرت عائشہ رض نے اسے جس شرط کے ساتھ معلق فرمایا وہ پائی نہیں گئی۔ انہوں نے یہ گمان کیا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو منع فرمادیتے۔ پس کہا جاسکتا ہے کہ نہ آپ نے دیکھانہ منع فرمایا پس حکم نبوی اپنی حالت پر جاری رہا یہاں تک کہ خود حضرت عائشہ رض نے بھی منع کی صراحت نہیں فرمائی اگرچہ ان کے کلام سے منع کے لئے اشارہ نکلتا ہے اور یہ بھی ہے کہ اللہ پاک کو ضرور معلوم تھا کہ آئندہ عورتوں میں کیا کیا نہیں امور پیدا ہوں گے مگر پھر بھی اللہ پاک نے اپنے رسول کیم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف عورتوں کو مساجد سے روکنے کے بارے میں وہی نازل نہیں فرمائی اور اگر عورتوں کی تین نبی باتوں کی ایجاد پر ان کو مساجد سے روکنا لازم آتا تو مساجد کے علاوہ دوسرے مقابلات بازار وغیرہ سے بھی ان کو ضرور ضرور منع کیا جاتا اور یہ بھی ہے کہ نئے نئے امور کا احداث بعض عورتوں سے وقوع میں آیا نہ سب ہی سے۔ پس اگر منع کرنا ہی مقصین ہوتا تو صرف ان ہی عورتوں کے لئے ہونا تھا جو احداث کی مرکب ہوتی ہوں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں ایسا فرمایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ان امور پر غور کیا جائے جن سے فساد کا ذرہ ہو پس ان سے پرہیز کیا جائے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ عورتوں کے لئے خوبصور استعمال کر کے یا زیب و زینت کر کے نکلنے منع ہے، اسی طرح رات کی بھی قید لگائی گئی۔ مقدمہ یہ کہ حفیہ کا قول عائشہ رض کی بنا پر عورتوں کو مساجد سے روکنا درست نہیں ہے اور عورتیں قیود شرعی کے تحت مساجد میں جا کر نماز بامساجد میں شرکت کر سکتی ہیں۔ عید گاہ میں ان کی حاضری کے لئے خصوصی تاکید ہوئی ہے جیسا کہ اپنے مقام پر مفصل بیان کیا گیا ہے۔

عورات بنی اسرائیل کی مخالفت کے بارے میں حضرت مولانا مرحوم فرماتے ہیں قلت منع النساء المساجد کان فی بنی اسرائیل ثم اباح الله لهن الخروج الى المساجد لامة محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعض القیود کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا استاذنکم النساء باللیل الى المساجد فاذنوا لهن وقال لا تمنعوا اماء الله مساجد الله الخ (حوالہ مذکور) یعنی میں کہتا ہوں کہ عورتوں کو بنی اسرائیل کے دور میں مساجد سے روک دیا گیا تھا پھر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اسے بعض قیود کے ساتھ مباح کر دیا گیا جیسا کہ فرمان رسالت ہے کہ رات میں جب عورتیں تم سے مساجد میں نماز پڑھنے کی اجازت مانگیں تو تم ان کو اجازت دے دو اور فرمایا کہ اللہ کی مساجد سے اللہ کی بنی یوں کو منع نہ کرو جیسا کہ یہاں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی مرویات بکثرت آئی ہیں اس لئے مناسب ہو گا کہ قارئین کرام کو ان بزرگوں کے مختصر حالات زندگی سے واقف کر دیا جائے تاکہ ان حضرات کی زندگی ہمارے لئے بھی مشعل راہ بن سکے یہاں بھی متعدد احادیث ان حضرات سے مروی ہیں۔

### حضرت عبد اللہ بن عباس رحمۃ اللہ علیہ !

حضور بنی کریم کے چچا زاد بھائی تھے والدہ گرائی کا نام ام فضل لبابہ اور باب کا نام حضرت عباس تھا۔ بھرت سے صرف تین سال پیشتر اس احاطہ میں پیدا ہوئے جان حضور بنی کریم اپنے تمام خاندان والوں کے ساتھ قید گن میں محصور تھے۔ آپ کی والدہ گرائی بہت پیشتر ایمان لا چکی تھیں اور گو آپ کا اسلام لانا فتح مکہ کے بعد کا واقعہ بتایا جاتا ہے تاہم ایک مسلم مان کی آگوش میں آپ اسلام سے

پوری طرح مانوس ہو پکھتے اور پیدا ہوتے ہی حضور نبی کریمؐ کا العاب وہن آپ کے منہ میں پڑھاتا تھا۔ بچپن تھی سے آپ کو حضور نبی کریمؐ سے استفاضہ و صحبت کا موقع ملا اور اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں آتے اور حضور کی دعائیں لیتے رہے، اسی عمر میں کئی بار حضورؐ کے ساتھ نماز پڑھنے کا بھی اتفاق ہوا۔

ایمی تیرہ ہی سال کے تھے کہ حضورؐ نے رحلت فرمائی۔ عمد فاروقی میں سن شاپ کو پہنچ کر اس عمد کی علمی صحبتوں میں شریک ہوئے اور اپنے جو ہر دن اپنی کام مظاہرہ کرنے لگے۔ حضرت عمر بن حفصہؓ آپ کو شیوخ بدر کے ساتھ بھٹھلایا کرتے تھے اور برادر ہمت افرائی کرتے۔ پیچیدہ مسائل حل کرتے اور ذہانت کی داد دیتے تھے۔ ۷۴ھ میں یہ عالم ہو گیا تھا کہ جب مم مصیر میں شاہ افریقہ جرجیہ سے مکالہ ہوا تو وہ آپ کی قابلیت علمی دیکھ کر متغیرہ گیا تھا۔ ۲۵ھ میں آپ امیر الحج بنا کر کہ معظمه بھیجے گئے اور آپ کی عدم موجودگی ہی میں حضرت عثمان غنیؓ کی شادست کا واقعہ ہاںکل پیش آگیا۔

علم و فضل میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ ایک وحید العصر اور یگانہ روزگار ہستی تھے۔ قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، شاعری آیات قرآنی کے شان نزول اور ناخ و منسوخ میں اپنی نظریہ رکھتے تھے۔ ایک وفعہ شیق تابعی کے بیان کے مطابق حج کے موقع پر سورہ نور کی تفسیر جو بیان کی وہ اتنی بہتر تھی اگر اسے فارس اور روم کے لوگ سن لیتے تو یقیناً اسلام لے آتے (مدرسہ رک حاکم)

قرآن کریم کے فہم میں بڑے بڑے صحابہ سے بازی لے جاتے تھے۔ تفسیر میں آپ بھی شہزادی جامع اور قرین عقل مفہوم کو اختیار کیا کرتے تھے۔ سورہ کوثر میں لفظ کوثر کی مختلف تفاسیر کی گئیں مگر آپ نے اسے خیر کثیر کے مفہوم سے تعبیر کیا۔ قرآن کریم کی آیہ پاک لا تَحْسِبُ الَّذِينَ يَنْفَرُونَ بِمَا أَنْتَ تَعْلَمُ (آل عمران: ۱۸۸) اُنچھی عینی ”جو لوگ اپنے کئے پر خوش ہوتے ہیں اور جو نہیں کیا ہے اس پر تعریف چاہتے ہیں تو ایسے لوگوں کی نسبت ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ عذاب سے نجی جائیں گے بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔“ یہ چیز فطرت انسانی کے خلاف ہے اور بہت کم لوگ اس جذبہ سے خالی نظر آتے ہیں۔ مسلمان اس پر پریشان تھے۔ آخر مردان نے آپ کو بلا کر پوچھا کہ ہم میں سے کون ہے جو اس جذبہ سے خالی ہے۔ فرمایا تم لوگوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نیز بتایا یہ ان اہل کتاب کے متعلق ہے جن سے حضور نبی کریمؐ نے کسی امر کے متعلق استفسار کیا، انہوں نے اصل بات کو جوان کی کتاب میں تھی، چھپا کر ایک فرضی جواب دے دیا اور اس پر خوشنودی کے طالب ہوئے اور اپنی اس چالاکی پر مسرور ہوئے۔ ہمارے نزدیک عام طور پر اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جو لوگ خفیہ طور پر درپے آزار رہتے ہیں بظاہر ہم روشن کر جزیں کاٹتے رہتے ہیں اور منہ پر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں خدمت کی، فلاں احسان کیا اور اس پر شکریہ کے طالب ہوتے ہیں اور اپنی چالاکی پر خوش ہوتے اور دل میں کہتے ہیں کہ خوب بے تو قوف بنا یا وہ لوگ عذاب الٰہی سے ہرگز نہیں بچ سکتے کہ یہ ایک فریب ہے۔

علم حدیث کے بھی اساطین سمجھے جاتے تھے۔ ۱۲۶۰ھ احادیث آپ سے مردی ہیں۔ عرب کے گوشہ گوشہ میں پہنچ کر خرمن علم کا انبار لگایا۔ فقہ و فرائض میں بھی یہاں حیثیت حاصل تھی۔ ابو بکر محمد بن موسیٰ (علیہ السلام) مامون رشید کے پوتے (نے آپ کے فتویٰ میں جلدیوں میں جمع کئے تھے۔ علم فرائض اور حساب میں بھی ممتاز تھے۔ عربوں میں شاعری لازمہ شرافت تکمیلی تھی جاتی تھی بالخصوص قریش کی آتش بیانی تو مشور تھی۔ آپ شعر گوئی کے ساتھ فصیح بھی تھے۔ تقریر اتنی شیرس ہوتی تھی کہ لوگوں کی زبان سے بے ساختہ مرجاً نکل جاتا تھا۔ غرض یہ کہ آپ اس عمد کے جملہ علوم کے منتسبی اور فاضل اجل تھے۔

آپ کا مدرسہ یا حلقة درس بہت وسیع اور بہت مشہور تھا اور دور دور سے لوگ آتے اور اپنی دلچسپی اور نمائی کے مطابق مختلف علوم کی تحصیل کرتے۔ مکان کے سامنے اتنا اژدها مامون رشید کا آمد و رفت بند ہو جاتی تھی۔ ابوصالح تابعی کا بیان ہے کہ آپ کی علمی مجلس وہ مجلس تھی کہ اگر سارا قریش اس پر فخر کرے تو بھی بجا ہے، ہر فن کے طالب و سائل باری باری آتے اور آپ سے شفیع بخش جواب پا کر واپس لوئے۔ واضح رہے کہ اس وقت تک کتابی تعلیم کا رواج نہ ہوا تھا اور نہ کتابیں موجود تھیں، علوم و فنون کا انحصار

محض حافظ پر تھا۔ خدا نے اس عمد کی ضرورتوں کے مطابق لوگوں کے حافظے بھی اتنے قوی کر دیئے تھے کہ آج اس کا تصویر بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ایک ایک شخص کو دس دس میں بیس ہزار احادیث اور اشعار کایاد کر لینا تو ایک عامۃ الورود واقعہ تھا، سات سات اور آٹھ آٹھ لاکھ احادیث کے حافظ موجود تھے۔ جنہیں حافظ کے ساتھ فہم ذہانت سے بھی حصہ ملا تھا، وہ مطلع انوار بن جاتے تھے۔ آج دو ہزار احادیث کے حافظ بھی بمشکل ہی کہیں نظر آتے ہیں اور ہمیں اس زمانے کے بزرگوں کے حافظہ کی داستانیں افسانہ معلوم ہوتی ہیں۔ سفر و حضر ہر حالت میں فیضِ رسانی کا سلسہ جاری تھا اور طالبانِ بحوم کا ایک سیالب امنڈا رہتا تھا۔

نو مسلموں کی تعلیم و تلقین کے لئے آپ نے مخصوص ترجمان مقرر کر رکھے تھے تاکہ انہیں اپنے سوال میں زحمت نہ ہو ایران و روم تک سے لوگ بوق در بوق چلے آتے تھے، تلافہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچ چکی تھی اور ان میں کثرت ان بزرگوں کی تھی جو حافظ کے ساتھ فہم و فراست اور ذہانت کے بھی حامل تھے۔ علمی مذاکروں کے وہ مقرر تھے۔ کسی روز واقعات مغازی کا تذکرہ کرتے۔ کسی دن شعرو شاعری کا چرچہ ہوتا۔ کسی روز تفسیر قرآن پر روشنی ڈالتے۔ کسی روز فقة کا درس دیتے۔ کسی روز ایامِ عرب کی داستان سناتے۔ بڑے سے بڑا عالم بھی آپ کی صحبت میں بیٹھتا، اس کی گردن بھی آپ کے کمال علم کے سامنے جمک جاتی۔

تمام طیلی القدر اور ذی مرتبہ صحابہ کرام کو آپ کی کم سنی کے باوجود آپ کے فضل و علم کا اعتراف تھا۔ حضرت فاروق اعظم آپ کے ذہن رسائی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے۔ حضرت طاؤس یمانی فرمایا کرتے تھے میں نے پانچوں صحابہ کو دیکھا۔ ان میں جب کسی مسئلہ پر اختلاف ہوا تو آخری فیصلہ آپ ہی کی رائے پر ہوا۔ حضرت قاسم بن محمد کا بیان ہے کہ آپ سے زیادہ کسی کا فتویٰ سنت نبوی کے مشابہ نہیں دیکھا۔ حضرت مجاهد تابعی کہا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کے فتویٰ سے بہتر کسی شخص کا فتویٰ نہیں دیکھا۔ ایک بزرگ تابعی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے زیادہ سنت کا عالم، صائب الرائے اور بہادرنقیض النظر کسی کو نہیں پایا۔ حضرت ابن کعب بھی بت بڑے تھے۔ انہوں نے ابتداء میں آپ کی ذہانت و طبائی دیکھ کر فرمادیا تھا کہ ایک روز یہ شخص امت کا زبردست عالم اور منسیٰ فاضل ہو گا۔

تمام معاصرین آپ کی حد درجہ عزت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ سوار ہونے لگے تو حضرت زید بن ثابت نے پسلے تو آپ کی رکاب تھام لی اور پھر بڑھ کر ہاتھ چوئے۔

حضور نبی کریم کی ذاتِ کرم سے غیر معمولی شیفٹگی و گرویدگی حاصل تھی۔ جب حضور کی بیماری کی کرب اور وفات کی حالت یاد ہوتی بے قرار ہو جاتے۔ روتے اور بعض اوقات اس قدر روتے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔ بچپن ہی سے خدمتِ نبوی میں سرت حاصل ہونے لگی اور خود حضور بھی آپ سے خدمت لے لیا کرتے تھے۔ احترام کی یہ حالت تھی کہ کم سنی کے باوجود نماز میں بھی آپ کے برابر کھڑا ہونا گستاخی تصور کرتے تھے اور بے حد ادب ملاحظہ رکھتے تھے۔ امہات المؤمنینؓ کے ساتھ بھی عزت و حکم کے ساتھ پیش آتے رہتے تھے۔ رسول کریمؐ نے دعا و ندایہ میں نو مسلم عبیدوں کے ذریعہ سے خیر و شر اور قضاؤ قدر کی بخشش عراق روزگار بن گئے اور مطلع اخلاق روش ہو گیا۔ صحابہ کے آخر زمانہ میں نو مسلم عبیدوں کے ذریعہ سے خیر و شر اور قضاؤ قدر کی بخشش عراق میں پیدا ہو چکی تھی۔ آپ نامینا ہو چکے تھے مگر جب معلوم ہوا کہ ایک شخص تقدیر کا منکر ہے تو آپ نے فرمایا مجھے اس کے پاس لے چلو۔ عرض کی کیا کرو گے؟ فرمایا تاک کات لوں گا اور گردان ہاتھ میں آگئی تو اسے توڑوں گا کیوں کہ میں نے حضور نبی کریمؐ سے سنا کہ ”تقدیر کا انکار اس امت کا پہلا شرک ہے۔“ میں اس ذات کی قسم کھا کر کتنا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ایسے لوگوں کی بری رائے یہیں تک محدود نہ رہے گی بلکہ جس طرح انہوں نے خدا کو شرکی تقدیر سے معطل کر دیا ہے۔ اسی طرح اس کی خیر کی تقدیر سے بھی منکر ہو جائیں گے۔

یوں تو آپ کی زندگی کا ہر شعبہ اہم و دلکش ہے لیکن جو چیز سب سے زیادہ نمایاں ہے وہ یہ ہے کہ کبی کی طرف سے برائی و مقامت کا ظہور اس کی حقیقی عظمت اور خوبیوں کے اعتراف میں مانع نہیں ہوتا تھا۔

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے خلافت کا دعویٰ کیا اور آپ کو بھی اپنی بیعت پر مجبور کرنے کی سمجھی کی، اس زور و شور کے ساتھ کہ جب آپ نے اس سے انکار کیا تو یہ نہیں کہ آپ کو زندہ آگ میں جلاڑائے کی وہ حکمی دی بلکہ آپ کے کاشانہ معالیٰ کے ارد گرد خشک لکڑیوں کے انبار بھی اسی مقدار سے لگوا دیئے اور بمشکل آپ کی جاہبیری ہو سکی۔ اس سے بھی زیادہ یہ کہ انہی کی بدولت جوار حرم چھوڑ کر آپ کو طائف نقل وطن کرنا پڑی۔ غاہبر ہے کہ یہ زیادتیاں تھیں اور آپ کو ان کے ہاتھ سے بہت تکلیف اٹھانا پڑی تھی۔ لیکن جب ابن ملیکؑ نے آپ سے کہا ہے کہ لوگوں نے ابن زبیرؓ کے ہاتھ پر بیعت شروع کر دی ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے اندر آخر وہ کون سی خوبیاں اور مفاخر ہیں جن کی بنا پر انہیں ادعائے خلافت کی جرأت ہوئی ہے اور اتنے بڑے حوصلہ سے کام لیا ہے۔ فرمایا : ”یہ تم نے کیا کہا۔ ابن زبیرؓ سے زیادہ مفاخر کا حال کون ہو سکتا ہے۔ باپ وہ ہیں جو حواری رسول کے معزز لقب سے ملقب تھے۔ مال اساء ذات النلاق تھیں۔ ننانا وہ ہیں جن کا اسم گرامی ابو بکرؓ پنځو اور ”لتقب“ رفتغ نام ہے۔ ان کی خالہ حضورؐ کی محبوب ترین زوجہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ تھیں اور ان کے والد محترم کی پھوی بھی ام المؤمنین حضرت بی بی خدیجہؓ حرم محترم رسول اکرم تھیں اور دادی حضرت صفیہؓ خود حضور نبی کریمؐ کی پھوپھی تھیں“ یہ تو ہیں ان کے خاندانی مفاخر۔ ذاتی حیثیت سے بہت پابند اور بے حد متاز ہیں، قاری قرآن ہیں، بے مثل بہادر اور عدمِ النظیر مدبر ہیں، وہاہ العرب میں سے ہیں۔ بہت پاکباز ہیں۔ ان کی نمازیں پورے خشوع و خضوع کی نمازیں ہیں۔ پھر ان سے زیادہ خلافت کا مستحق کون ہو سکتا ہے، وہ کھڑے ہوئے ہیں اور بجا طور پر کھڑے ہوئے ہیں، ان کا بیعت لینا بجا ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ میرے ساتھ کوئی احسان کریں گے تو یہ ایک عزیزانہ احسان ہو گا اور میری پروردش کریں گے تو یہ اپنے ایک ہمار محترم کی پروردش ہوگی۔ ۶۸ھ میں آپ نے وفات پائی۔ انتقال کے وقت آیات کریمہ ﴿يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الظَّمِينَ﴾ (الغفران) کے صدقائق ہوئے پنځو وارضہ۔

### حضرت عبد اللہ بن عمرؓ

حضرت فاروق اعظم کے یگانہ روزگار صاحبزادے اور اپنے عمد کے زبردست جید عالم تھے۔ باپ کے اسلام لانے کے وقت آپ کی عمر صرف پانچ سال تھی۔ زمانہ بعثت کے دوسرے سال کتم عدم سے پرداہ وجود پر جلوہ افروز ہوئے۔ ہوش سنجھا تو گھر کے دروازام اسلام کی شعاعوں سے منور تھے۔ باپ کے ساتھ غیر شوری طور پر اسلام قبول کیا۔ چونکہ مکہ میں ظلم و طغیان کی گرج برابر بڑھتی جا رہی تھی اس لئے اپنے خاندان والوں کے ساتھ آپ بھی بھرت کر گئے۔ تیرہ برس ہی کی عمر تھی کہ غزوہ بدرا میں شرکت کے لئے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور کم سنی کی وجہ سے واپس کر دیئے گئے۔ اگلے سال غزوہ احد میں بھی اسی بنا پر شریک نہ کئے گئے۔ البتہ پندرہ سال کی عمر ہو جانے پر غزوہ احزاب میں ضرور شریک ہوئے جو ۵ھ میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ ۶ھ میں بیعت رضوان کا بھی شرف حاصل کیا۔ غزوہ خیبر میں بھی بڑی جانبازی کے ساتھ لڑا۔ اسی سفر میں حلال و حرام کے متعلق خواہ حکام و باربار رسالت سے صادر ہوئے تھے آپ ان کے رادی ہیں۔ اس کے بعد فتحِ کفار کے ساتھ خین اور حاصہ طائف میں بھی شریک رہے۔ غزوہ توبک میں جاری ہے تھے کہ حضور نبی کریمؐ نے جمر کی طرف سے گزرتے ہوئے جمال قدیم عاد و ثمود کی آبادیوں کے کھنڈرات تھے، فرمایا کہ :

”ان لوگوں کے مساکن میں داخل نہ ہو جنموں نے خدا کی ناقابلی کر کے اپنے اور ظلم کیا کہ مباراً تم بھی اس عذاب میں بیٹلا ہو جاؤ جس میں وہ بیٹلا ہوئے تھے اور اگر گرنا ہاں ہے تو یہ کرو کہ خوف خدا اور خیش اللہ سے روتے ہوئے گزر جاؤ۔“

جو ش جہاد! عمد فاروقی میں جو فتوحات ہوئیں اس میں آپ سپاہیانہ حیثیت سے برابر لڑتے رہے، جنگ نماوند میں بیمار ہوئے تو آپ نے از خود یہ کیا ”پیاز کو“ دوا میں پکاتے تھے اور جب اس میں پیاز کا مزہ آ جاتا تھا تو اسے نکال کر دوا پی لیتے تھے۔ غالباً پیچش کا

مرض لاحق ہو گیا ہو گا۔ شام و مصر کی نفحات میں بھی مجہاد ان حصے لیتے رہے لیکن انتظامی امور میں حصہ لینے کا کوئی موقع نہ ملا کہ حضرت فاروق اعظم اپنے خاندان و قبلہ کے افراد کو الگ رکھتے رہے۔ عمد عثمانی میں آپ کی قابلیت کے مد نظر آپ کو عمد قضا پیش کیا گیا لیکن آپ نے یہ فرمایا کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں جاہل، عالم مائل الی الدینیا کہ یہ دونوں جنمی ہیں۔ تیسرا ہے وہ ہیں جو صحیح اجتہاد کرتے ہیں انہیں نہ عذاب ہے نہ ثواب اور صاف کہ دیا کہ مجھے کہیں کا عامل نہ ہیا یہ اس کے بعد امیر المؤمنین نے بھی اصرار نہ کیا البتہ اس عمد کے معزز کے ہائے جادوں میں ضرور شریک ہوتے رہے۔ تیونس، الجزاير، مراکش، خراسان اور طبرستان کے معزز کوں میں لڑے۔ جس قدر مناصب اور عمدوں کی قبولیت سے گھبرا تھے جادووں میں اسی قدر جوش و خروش اور شوق و دل بیکی کے ساتھ حصہ لیتے تھے۔

آخر عمد عثمانی میں جو فتنے رونما ہوئے آپ ان سے بالکل کنارہ کش رہے۔ ان کی شہادت کے بعد آپ کی خدمت میں خلافت کا اعزاز پیش کیا اور عدم قبولیت کے سلسلے میں قتل کی دھمکی دی گئی لیکن آپ نے فتوں کے نشووار قاکے پیش نظر اس عظیم الشان اعزاز سے بھی انکار کر دیا اور کوئی اعتنا نہ کی۔ اس کے بعد آپ نے اس شرط پر حضرت علی کرم اللہ وجہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی کہ وہ خانہ بنکیوں میں کوئی حصہ نہ لیں گے۔ چنانچہ جنگ جمل و صفين میں شرکت نہ کی۔ تاہم متأسف تھے اور کہا کرتے تھے کہ:

”گوئیں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی طرف سے اپنا ہاتھ آگے نہیں بڑھایا لیکن حق پر مقابلہ بھی افضل ہے“ (مصدر رک) فیصلہ غالی سننے کے لئے دو مرتبہ الجندل میں تشریف لے گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے بعد امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور شوق جادو میں اس عمد کے تمام معزز کوں میں نیز مم قسطنطینیہ میں شامل ہوئے۔ یزید کے ہاتھ پر فتنہ اختلاف امت سے دامن بچائے رکھنے کے لئے بلا تامل بیعت کری اور فرمایا یہ خیر ہے تو ہم اس پر راضی ہیں اور اگر یہ شر ہے تو ہم نے صبر کیا۔ آج کل لوگ فتوں سے بچتا تو درکنار اپنے مقاصد ذاتی کے لئے فتنے پیدا کرتے ہیں اور خدا کے خوف سے ان کے جسم پر لرزہ طاری نہیں ہوتا۔ پھر یہ بیعت حقیقتنا نہ کسی خوف کی بنا پر تھی اور نہ آپؐ کسی لاج میں آئے تھے۔ ظفہ اور حق پرستی کا یہ عالم تھا کہ امرحق کے مقابلہ پر کسی بڑی شخصیت کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے۔

## باب عورتوں کا مردوں کے پیچھے

### نماز پڑھنا

(۸۷۳) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ابن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے، ان سے حضرت انس بن مالک نے فرمایا کہ نبی کرم ﷺ نے (میری ماں) ام سلیم کے گھر میں نماز پڑھائی۔ میں اور یتیم مل کر آپؐ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور ام سلیم رعنی ہمارے پیچھے تھیں۔

(۸۷۵) ہم سے یحییٰ بن قریب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے زہری سے بیان کیا، ان سے ہند بنت حارث نے بیان کیا، ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو

## ۱۶۷- بَابُ صَلَاةِ النِّسَاءِ خَلْفَ الرِّجَالِ

۸۷۴- حدَثَنَا أَبُو نُعِيمَ قَالَ: حدَثَنَا أَبْنُ عَيْنَةَ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ (صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلِيمٍ، فَقَمَتْ وَتَبَيَّمَ خَلْفَهُ. وَأُمُّ سَلِيمٍ خَلْفَهَا).

۸۷۵- حدَثَنَا يَحْيَى بْنُ قَرْبَةَ حَدَثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هِنْدِ بَنْتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلِيمَ قَالَتْ: (كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا سَلَمَ قَامَ النِّسَاءُ حَيْنَ

آپ کے سلام پھیرتے ہی عورتیں جانے کے لئے اٹھ جاتی تھیں اور آنحضرت تھوڑی دیر تھرے رہتے کھڑے نہ ہوتے۔ زہری نے کہا کہ ہم یہ سمجھتے ہیں، آگے اللہ جانے، یہ اس لئے تھا تاکہ عورتیں مردوں سے پہلے نکل جائیں۔

يَقْضِي تَسْلِيمَةً، وَهُوَ يَمْكُثُ فِي مَقَامِهِ  
يَسِيرًا قَبْلَ أَنْ يَقُومَ). قَالَتْ تُرَى - وَاللَّهُ أَعْلَمُ - أَنَّ ذَلِكَ كَانَ لِكَنِّي يَنْصَرِفُ  
النِّسَاءُ قَبْلَ أَنْ يُذْرِكَهُنَّ الرُّجَالُ.

[راجع: ۳۸۰]

## ۱۰۔ کھاب الچمعہ

# کتاب جمعہ کے بیان میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

**لشیخ شیخ** لفظ جمعہ میم کے ساکن کے ساتھ اور جمع میم کے فتح کے ساتھ ہر دو طرح سے بولا گیا ہے۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں قال فی الفتح قد اختلف فی تسمیۃ اليوم بالجمعة مع الاتفاق علی انه كان لیسمی فی الجماۃلیة والعربیة بفتح العین وضم الراء وبالوحدة لغتی جمعہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے اس پر سب کا اتفاق ہے کہ عمد جاہلیت میں اس کو یوم عروہ کہا کرتے تھے۔ حضرت امام ابو حنفیہؓ نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس دن مخلوق کی خلقت مجیل کو پہنچی اس لئے اسے جمعہ کہا گیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تخلیق آدم کی مجیل اسی دن ہوئی اس وجہ سے اسے جمعہ کہا گیا۔ ابن حمید میں سند صحیح سے مروی ہے کہ حضرت اسعد بن زرارہ کے ساتھ انصار نے جمع ہو کر نماز ادا کی اور حضرت اسعد بن زرارہ نے ان کو وعظ فرمایا پس اس کا نام انہوں نے جمع رکھ دیا کیوں کہ وہ سب اس میں جمع ہوئے یہ بھی ہے کہ کعب بن لوی اس دن اپنی قوم کو حرم شریف میں جمع کر کے ان کو وعظ کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ اس حرم سے ایک نبی کا ظہور ہونے والا ہے۔ یوم عروہ کا نام سب سے پہلے یوم جمعہ کعب بن لوی ہی نے رکھا۔ یہ دن بڑی فضیلت رکھتا ہے اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں جو نیک دعا کی جائے قول ہوتی ہے۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی روشن کے مطابق نماز جمعہ کی فرضیت کے لئے آیت قرآنی سے استدلال فرمایا جیسا کہ باب ذیل سے ظاہر ہے۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکبوری فرماتے ہیں وذکر ابن القیم فی الہدی ص ۱۰۲ ج ۱ یوم الجمعة ثلاثة وثلاثین خصوصیۃ ذکر بعضہما الحافظ فی الفتح ملخصا من احب الوقوف علیها فلیرجع اليهما (مرعاة ج ۲ / ص ۲۷۲) یعنی جمعہ کے دن کے لئے ۳۳ خصوصیات ہیں جیسا کہ علامہ ابن قیمؓ نے ذکر فرمایا ہے کچھ ان میں سے حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں بھی نقل کی ہیں، تفصیلات کے شانستھین ان کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں۔

## ۱ - بَابُ فَرْضِ الْجُمُعَةِ

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ  
فَاسْتَغْوِا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا النَّبِيِّ، ذَلِكُمْ  
خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۝ فَاسْتَغْوِا:  
فَامْضُوا [سُورَةُ الْجُمُعَةِ: ۹].

(ہو)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ ”جمعہ کے دن جب نماز کے لئے اذان دی جائے تو تم اللہ کی یاد کے لئے چل کھڑے ہو اور خرید و فروخت چھوڑ دو کہ یہ تمہارے حق میں ہے اگر تم کچھ جانتے ہو۔“ (آیت میں) فاسعو افامضوا کے معنی میں ہے (یعنی چل کھڑے ہو)۔

**لَشِیْخ** ایک دفعہ ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ خطبہ جمعہ دے رہے تھے۔ اچانک تجارتی قافلہ اموال تجارت لے کر مدینہ میں آگیا اور اطلاع پا کر لوگ اس قافلے سے مال خریدنے کے لئے جمعہ کا خطبہ و نماز چھوڑ کر چلے گئے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی رہ گئے، اس وقت عتاب کے لئے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر یہ بارہ نمازی بھی مسجد میں نہ رہ جاتے تو مدینہ والوں پر یہ وادی آگ بن کر بھڑک اٹھی۔“ نہ جانے والوں میں حضرات شیخین بھی تھے (ابن کثیر) اسی واقعہ کی بنا پر خرید و فروخت چھوڑنے کا بیان ایک اتفاقی چیز ہے جو شان نزول کے اعتبار سے سامنے آئی، اس سے یہ استدلال کہ جمعہ صرف یہاں فرض ہے جہاں خرید و فروخت ہوتی ہو یہ استدلال صحیح نہیں بلکہ صحیح یہی ہے کہ جہاں مسلمانوں کی جماعت موجود ہو وہاں جمعہ فرض ہے وہ جگہ شر ہو یا رسالت تفصیل آگے آرہی ہے۔

۸۷۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ : أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ هُرْمَزَ الْأَغْرَجَ مَوْلَى رَبِيعَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَاهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: يَنْذَلُهُمْ أُولُو الْكِتَابُ مِنْ قَبْلِنَا، ثُمَّ هُنَّ هُنَّ يَوْمَهُمْ الَّذِي فَرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ، فَهَذَا نَا اللَّهُ أَعْلَمُ، فَالنَّاسُ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ: الْيَهُودُ غَدَاءُ، وَالصَّارَائِي بَعْدَ غَدَاءِ)). [راجع: ۲۲۸]

## ۲ - بَابُ فَضْلِ الْفُسْلِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ

وَهَلْ عَلَى الصَّبِيِّ شَهُودُ يَوْمِ  
الْجُمُعَةِ، أَوْ عَلَى النِّسَاءِ؟

۸۷۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ:

بچوں اور عورتوں پر جمعہ کی نماز کے لئے  
آنافرض ہے یا نہیں؟

(۸۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تھیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا

کہ ہمیں امام مالک نے نافع سے خبر دی اور ان کو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص جمعہ کی نماز کے لئے آتا چاہے تو اسے غسل کر لینا چاہئے۔

(۸۷۸) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن امام نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے جویریہ بن امام نے امام مالک سے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سے اہن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن کھڑے خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے صحابہ مهاجرین میں سے ایک بزرگ تشریف لائے (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا جلا لیا کون سا وقت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں مشغول ہو گیا تھا اور کھر واپس آتے ہی اذان کی آواز سنی، اس لئے میں وضو سے زیادہ اور پچھ (غسل) نہ کر سکا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اچھا وضو بھی۔ حالانکہ آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے لئے فرماتے تھے۔

أخبرنا مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهم ما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم فرمى قال: ((إذا جاء أحدكم الجمعة فليغسل)). [طرفہ فی : ۸۹۴، ۹۱۹]

-۸۷۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنَ أَسْمَاءَ قَالَ: حَدَّثَنَا جُوبَرِيَّةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (أَنَّ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ بَيْنَمَا هُوَ قَائِمٌ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْأُولَئِينَ مِنْ أَصْنَابِ النَّبِيِّ ﷺ، فَنَادَاهُ عَمْرٌ: (آيَةُ سَاعَةِ هَذِهِ؟) قَالَ: إِنِّي شَفِيلٌ فَلَمْ أَنْقِلِبْ إِلَى أَهْلِي حَتَّى سَيْغَتُ التَّاذِينَ، فَلَمْ أَرِدْ أَنْ تَوَضَّأَنَّ). قَالَ: وَالْوُضُوءُ أَيْضًا؟ وَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِالْفَسْلِ).

[طرفہ فی : ۸۸۲].

**تشییع** | یعنی حضرت عمر نے انہیں تاخیر میں آنے پر نوکا۔ آپ نے غدر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں غسل بھی نہ کر سکا بلکہ صرف وضو کر کے چلا آیا ہوں۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا کہ گویا آپ نے صرف دری میں آنے پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ ایک دوسری فضیلت غسل کو بھی چھوڑ آئے ہیں۔ اس موقع پر قائل غور بات یہ ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے ان سے غسل کے لئے پھر نہیں کہا۔ ورنہ اگر جمعہ کے دن غسل فرض یا واجب ہوتا تو حضرت عمر کو ضرور کھانا چاہئے تھا اور یہی وجہ تھی کہ دوسرے بزرگ صحابی جن کا نام دوسری روایتوں میں حضرت عثمان بن عاصی آتا ہے، نے بھی غسل کو ضروری نہ سمجھ کر صرف وضو پر اکتفا کیا تھا۔ ہم اس سے پہلے بھی جمعہ کے دن غسل پر ایک نوٹ لکھ آئے ہیں۔ حضرت عمر کے طرز عمل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ کے دوران امام امر و نهى کر سکتا ہے لیکن عام لوگوں کو اس کی اجازت نہیں ہے۔ بلکہ انہیں خاموشی اور اطمینان کے ساتھ خطبہ سننا چاہئے (تفہیم البخاری)

(۸۷۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں مالک نے صفووان بن سلیم کے واسطے سے خبر دی، انہیں عطاء بن یسار نے، انہیں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بانگ کے

-۸۷۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:

((غُسلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَىٰ كُلِّ مُخْتَلِفٍ)). [راجع: ۸۰۸]

### باب جمعہ کے دن نماز کے لئے خوشبوگاتا

(۸۸۰) ہم سے علی بن مديني نے بیان کیا، انسوں نے کماکہ ہمیں حری بن عمارہ نے خبر دی انسوں نے کماکہ ہم سے شعبہ بن حجاج نے ابو بکر بن مکدر سے بیان کیا، انسوں نے کماکہ مجھ سے عمرو بن سلیم النصاری نے بیان کیا، انسوں نے کماکہ میں گواہ ہوں کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں گواہ ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر جوان پر غسل، مساوک اور خوشبوگاتا اگر میرہ ہو، ضروری ہے۔ عمرو بن سلیم نے کماکہ غسل کے متعلق تو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ واجب ہے لیکن مساوک اور خوشبو کا علم اللہ تعالیٰ کو زیادہ ہے کہ وہ بھی واجب ہیں یا نہیں۔ لیکن حدیث میں اسی طرح ہے۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ عنہ) نے فرمایا کہ ابو بکر بن مکدر محمد بن مکدر کے بھائی تھے اور ان کا نام معلوم نہیں (ابو بکر ان کی کنیت تھی) کبیر بن اش-سعید بن ابی ہلال اور بہت سے لوگ ان سے روایت کرتے ہیں۔ اور محمد بن مکدر ان کے بھائی کی کہیت ابو بکر اور ابو عبد اللہ بھی تھی۔

### باب جمعہ کی نماز کو جانے کی فضیلت

(۸۸۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کماکہ ہمیں امام مالک نے ابو بکر بن عبد الرحمن کے غلام کی سے خبر دی، جنہیں ابو صالح سان نے، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کر کے نماز پڑھنے جائے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی دی (اگر اول وقت مسجد میں پہنچا) اور اگر بعد میں گیا تو گویا ایک گائے کی قربانی دی اور جو تیرسے نمبر پر گیا تو گویا

### ۳۔ بَابُ الطَّيِّبِ لِلنِّجْمَةِ

۸۸۰ - حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ: أَخْبَرَنَا حَرَمَيْهُ  
بْنُ عَمَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ  
بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سُلَيْمَ  
الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَىٰ أَبِي سَعِيدِ  
قَالَ: أَشْهَدُ عَلَىٰ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ :  
((الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَىٰ كُلِّ  
مُخْتَلِفٍ، وَأَنْ يَسْتَنِنَ، وَأَنْ يَمْسَ طَبِيتَانِ  
وَجَدَ)). قَالَ عَمْرُو : أَمَا الْغُسْلُ فَأشْهَدُ  
أَنَّهُ وَاجِبٌ، وَأَمَا الإِسْتَنَانُ وَالطَّيِّبُ فَإِنَّهُ  
أَغْلَمُ أَوْاجِبَ هُوَ أَمْ لَا، وَلَكِنْ هَكَذَا فِي  
الْحَدِيثِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : هُوَ أَخْوَ  
مُحَمَّدٌ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، وَلَمْ يُسَمِّ أَبُو بَكْرٍ  
هَذَا. رَوَاهُ عَنْ بَكْرَيْ بْنَ الأَشْجَحِ وَسَعِيدَ  
بْنَ أَبِي هَلَالٍ وَعَدَةً. وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ  
الْمُنْكَدِرِ يُنْكِتُ بِأَبِي بَكْرٍ وَأَبِي عَبْدِ اللَّهِ.

[راجع: ۸۰۸]

### ۴۔ بَابُ فَضْلِ الْجُمُعَةِ

۸۸۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ:  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيْ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي صَالِحِ السَّمَانِ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ قَالَ: ((مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَانَمَا قَرُبَ بَذَنَةَ،

اس نے ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی۔ اور جو کوئی چوتھے نمبر پر گیا تو اس نے گویا ایک مرغی کی قربانی دی اور جو کوئی پانچویں نمبر پر گیا اس نے گویا اندا اللہ کی راہ میں دیا۔ لیکن جب امام خطبہ کے لئے باہر آ جاتا ہے تو ملائکہ خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَانَمَا قَرْبَ  
بَقْرَةً، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ التَّالِيَةِ فَكَانَمَا  
قَرْبَ كَبَشًا أَفْرَنْ، وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ  
الرَّابِعَةِ فَكَانَمَا قَرْبَ دَجَاجَةً، وَمَنْ رَاحَ  
فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَانَمَا قَرْبَ يَنْصَبَةً.  
فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلِئَكَةُ  
يَسْتَعْمِلُونَ الدَّكْرَ).

**لشیخ** اس حدیث میں ثواب کے پانچ درجے بیان کئے گئے ہیں جعد میں حاضری کا وقت صبح ہی سے شروع ہو جاتا ہے اور سب سے پہلا ثواب اسی کو ملے گا جو اول وقت جمع کے لئے مسجد میں آ جائے۔ سلف امت کا اسی پر عمل تھا کہ وہ جمع کے دن صبح سویرے مسجد میں چلے جاتے اور نماز کے بعد گھر جاتے، پھر کھانا کھاتے اور تیلوہ کرتے۔ دوسری احادیث میں ہے کہ جب امام خطبہ کے لئے نکلا ہے تو ثواب لکھنے والے فرشتے بھی مسجد میں آ جاتے اور سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ مرغ کے ساتھ انڈے کا بھی ذکر ہے اسے حقیقت پر محبوں کیا جائے تو انڈے کی بھی حقیقی قربانی جائز ہو گی جس کا کوئی بھی قائل نہیں۔ ثابت ہوا کہ یہاں مجازاً قربانی کا لفظ بولا گیا ہے جو تقرب الٰی اللہ کے معنی میں ہے (کمیاتی) ۵۔ بَابُ

(۸۸۲) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شیبان بن عبدالرحمن نے تیجی بن الی کیشیر سے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رض نے کہ عمر بن خطاب رض جمع کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک بزرگ (حضرت عثمان) داخل ہوئے۔ عمر بن خطاب نے فرمایا کہ آپ لوگ نماز کے لئے آنے میں کیوں دیر کرتے ہیں۔ (اول وقت کیوں نہیں آتے) آنے والے بزرگ نے فرمایا کہ دیر صرف اتنی ہوئی کہ اذان سننے ہی میں نے وضو کیا (اور پھر حاضر ہوا) آپ نے فرمایا کہ کیا آپ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آله و سلم سے یہ حدیث نہیں سنی ہے کہ جب کوئی جمعہ کے لئے جائے تو عسل کر لینا چاہئے۔

۸۸۲ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى هُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ : أَنَّ عُمَرَ رض يَنْهَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَقَالَ عُمَرُ: (لِمَ تَخْبِسُونَ عَنِ الصَّلَاةِ؟) فَقَالَ الرَّجُلُ: مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ و آله و سلم يَقُولُ: ((إِذَا رَأَخَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْجُمُعَةِ فَلَا يَغْسِلُ)).

[رجوع: ۸۷۸]

**لشیخ** اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حضرت عمر حضرت عثمان ایسے جلیل الشان صحابی پر خفا ہوئے اگر جمعہ کی نماز فضیلت والی نہ ہوتی تو خشنگی کی ضرورت کیا تھی، پس جمعہ کی نماز کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے۔ بعضوں نے کہا کہ اور نمازوں کے لئے قرآن شریف میں یہ حکم ہوا (إِذَا فَمَثَمَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وَجْهَكُمْ) (الملک: ۲۶) یعنی وضو کرو اور جمعہ کی نماز کے لئے آخر حضرت صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے غسل کرنے کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کا درجہ اور نمازوں سے بڑھ کر ہے اور دوسری نمازوں پر اس کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہی ترجمہ باب ہے (وہیدی)

یہاں ادنیٰ تاہل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت سید المحدثین امام بخاری رضی اللہ پاک نے حدیث نبوی کے مطالب پر کس قدر گھری تظر عطا فرمائی تھی۔ اسی لئے حضرت علامہ عبد القدوس بن ہمام اپنے چند مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام بخاریؓ نے اپنی کتاب کے فقی تراجم و ابواب بھی مسجد نبوی کے اس حصہ میں بیٹھ کر لکھے ہیں جس کو آنحضرت ﷺ نے جنت کی ایک کیاری بتلیا ہے۔ اس جانکاری اور ریاضت کے ساتھ سولہ سال کی مدت میں یہ عدم النظیر کتاب مکمل ہوئی جس کا لقب بغیر کسی تردد کے اصح الكتب بعد کتاب اللہ قرار پایا امت کے لاکھوں کروڑوں محدثین اور علماء نے سخت سخت کوئی پر اسے کسماگر جو لقب اس تصنیف کا مشهور ہو چکا تھا وہ پتھر کی لکیر تھا نہ مٹا تھا نہ مٹا۔ اس حقیقت باہر کے باوجود ان سطحی تاذقین زمانہ پر سخت افسوس ہے جو آج قلم ہاتھ میں لے کر حضرت امام بخاریؓ اور ان کی عدمی الشامل کتاب پر تقدیم کرنے کیلئے جارت کرتے اور اپنی کم عقلی کو ظاہر کرتے ہیں۔ ایسے حضرات دیوبند سے متعلق ہوں یا کسی اور جگہ سے، ان پر واضح ہونا چاہئے کہ ان کی یہ سی لا حاصل حضرت امام بخاری اور ان کی جلیل التدریک کتاب کی ذرہ برابر بھی شان نہ گھٹا سکے گی۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو کوئی آسان کی طرف تھوکے اس کا تھوک الثاں بکے منہ پر آئے گا کہ قانون قدرت یہی ہے۔ بخاری شریف کی علمی خصوصیات لکھنے کے لئے ایک مستقل تصنیف اور ایک روشن ترین فاضلۃ الدین کی ضرورت ہے۔ یہ کتاب صرف احادیث صحیح ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ اصول و عقائد، عبادات و معاملات، غزوات و سیر، اسلامی معاشرت و تمدن، مسائل سیاست و سلطنت کی ایک جامع انسائیکلو پیڈیا ہے۔ آج کے نوجوان روشن دلاغ مسلمانوں کو اس کتاب سے جو کچھ تشفی حاصل ہو سکتی ہے وہ کسی دوسری جگہ نہ ملے گی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بڑے لوگوں کو چاہئے کہ نیک کاموں کا حکم فرماتے رہیں اور اس بارے میں کسی کا لحاظ نہ کریں۔ جن کو نصیحت کی جائے ان کا بھی فرض ہے کہ تسلیم کرنے میں کسی قسم کا دریغ نہ کریں اور بلاچوں و چرانیک کاموں کے لئے سرتسلیم خم کر دیں۔ حضرت عمر بن الخطابؓ کی دانائی دیکھئے کہ حضرت عثمانؓ کا جواب سنتے ہی تاز گئے کہ آپ بغیر غسل کے جمعہ کے لئے آگئے ہیں۔ اس سے غسل جمعہ کی اہمیت بھی ثابت ہوئی۔

### باب جمعہ کی نماز کے لئے بالوں میں تیل کا استعمال

(۸۸۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن ابی ذسب نے سعید مقبری سے بیان کیا، کہا کہ مجھے میرے باپ ابو سعید مقبری نے عبد اللہ بن ولیعہ سے خبر دی، ان سے حضرت سلمان فارسیؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور خوب اچھی طرح سے پاکی حاصل کرے اور تیل استعمال کرے یا گھر میں جو خوشبو میسر ہو استعمال کرے پھر نماز جمعہ کے لئے نکلے اور مسجد میں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے، پھر جتنی ہو سکے نفل نماز پڑھے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموش سنتا رہے تو اس کے اس جمعہ سے لیکر دوسرے جمعہ تک سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن ایک بچے مسلمان کے لئے ظاہری و باطنی ہر قسم کی مکمل پاکی حاصل کرنے کا دن ہے۔

(۸۸۴) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شعیب

### ۶- بَابُ الدُّهْنِ لِلنِّجْمَةِ

۸۸۳- حَدَّثَنَا أَدْمَمُ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْهُ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ أَبْنِ وَدِينَةَ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارَسِيِّ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَطَهَّرُ مَا سُتَطِعَ مِنْ طَهْرٍ وَيَدْهُنُ مِنْ دُهْنِهِ أَوْ يَمْسُ مِنْ طَيْبِ بَيْتِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يَفْرَقُ بَيْنَ النِّنْعَنِ، ثُمَّ يَصْلِي مَا كُبِّبَ لَهُ، ثُمَّ يُنْصَتُ إِذَا تَكَلَّمَ الْإِمَامُ، إِلَّا غَفَرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى)). [طرفة فی : ۹۱۰].

۸۸۴- حَدَّثَنَا أَبْوُ الْيَمَانِ قَالَ : أَخْبَرَنَا

نے زہری سے خبردی کہ طاؤس بن کیسان نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن اگرچہ جتابت نہ ہو لیکن غسل کرو اور اپنے سردھویا کرو اور خوشبو لگایا کرو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ غسل کا حکم تو ثیک ہے لیکن خوشبو کے متعلق مجھے علم نہیں۔

شَيْقَةُ عَنِ الرَّهْرِيِّ قَالَ طَاؤسٌ : قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ : ذَكَرُوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((أَغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوا رُؤُوسَكُمْ وَإِنْ لَمْ تَكُونُوا جُنُبًا وَأَصْبِرُوا مِنَ الطَّيْبِ)). قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : أَمَا الْفَسْلُ فَعَمَّ، وَأَمَا الطَّيْبُ فَلَا أَذْرِي،

[طرفة فی : ۸۸۵]

(۸۸۵) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں ہشام بن یوسف نے خبردی کہ انہیں ابن جریر نے خبردی انہوں نے کہا کہ مجھے ابراہیم بن میسرہ نے طاؤس سے خبردی اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے، آپ نے جمعہ کے دن غسل کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا ذکر کیا تو میں نے کہا کہ کیا تیل اور خوشبو کا استعمال بھی ضروری ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔

۸۸۵ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ : أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جَرِيرٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ : أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ طَاؤسٍ : (عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْفَسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ : أَيْمَسْ طَيْبًا أَوْ دُهْنًا إِنْ كَانَ عِنْدَ أَهْلِهِ؟ فَقَالَ : لَا أَعْلَمُ).

[راجع: ۸۸۴]

تیل اور خوشبو کے متعلق حضرت سلمان فارسی کی حدیث اور ذکر ہوئی ہے غالباً حضرت ابن عباس کو اس کا علم نہ ہو سکا۔  
باب جمعہ کے دن عمدہ سے عمدہ کپڑے پہنے جو اس کو مل

## ۷- بَابُ يَلْبِسُ أَحْسَنَ

مَا يَجِدُ

۸۸۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ : أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَأَى حَلْمًا سَبِيرًا عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ اشْتَرَيْتَ هَذِهِ فَلَبِسْنَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَلْوَفْدِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ). فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنَّمَا يَلْبِسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ)). ثُمَّ جَاءَتْ رَسُولُ

(۸۸۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نقیبی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے نافع سے خبردی، انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ریشم کا) دھاری دار جو زامبجد نبوی کے دروازے پر بلکا دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بتہ ہو اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور وفاد جب آپ کے پاس آئیں تو ان کی ملاقات کے لئے آپ اسے پہن کریں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے تو وہی پہن سکتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کے بعد رسول

اللہ ﷺ کے پاس اسی طرح کے کچھ جوڑے آئے تو اس میں سے ایک جوڑا آپ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! آپ مجھے یہ جوڑا پہنار ہے ہیں حالانکہ اس سے پہلے عطارو کے جوڑے کے بارے میں آپ نے کچھ ایسا فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسے تمہیں خود پہنے کے لئے نہیں دیا ہے، چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب نے اسے اپنے ایک مشرک بھائی کو پہنادیا جو کے میں رہتا تھا۔

اللہ ﷺ مِنْهَا حَلَّ، فَاغْطَى غُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْهَا حَلَّةً، فَقَالَ غُمَرٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِي حَلَّةِ عَطَارِدٍ مَا قُلْتَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (إِنِّي لَمْ أَكُسْكُهَا لِتَلْبِسَهَا). فَكَسَاهَا غُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ هَذِهِ أَخَا لَهُ بِمِكَّةَ مُشْرِكًا.

[اطرافہ فی: ۹۳۸، ۲۱۰۴، ۲۶۱۲، ۵۹۸۱، ۳۰۵۴، ۵۸۴۱، ۲۶۱۹].  
[۶۰۸۱]

**عطارو بن حاجب بن زرارہ** تھیں جوڑے کے بیویوں کے چادریں فروخت کر رہے تھے، اس لئے اس کو ان کی طرف منسوب کیا گیا یہ وفد بنی تمیم میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ ترجیح باب یہاں سے لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت شریف میں حضرت عزیزؑ نے جد کے دن عمدہ کپڑے پہننے کی درخواست پیش کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جوڑے کو اس لئے تاپسند فرمایا کہ وہ ریشی تھا اور مرد کے لئے خالص ریشم کا استعمال کرنا حرام ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب نے اپنے مشرک بھائی کو اسے بطور بدیہ دے دیا اس سے معلوم ہوا کہ جب تک اسلام قبول نہ کریں وہ فروعات اسلام کے مکلف نہیں ہوتے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے مشرک کافروں رشتہ داروں کے ساتھ احسان سلوک کرنا منع نہیں ہے بلکہ ممکن ہو تو زیادہ سے زیادہ کرنا چاہئے تاکہ ان کو اسلام میں رغبت پیدا ہو۔

باب جمعہ کے دن مسواک کرنا  
اور ابو سعیدؓ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ مسواک کرنی چاہئے

(۸۸۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام مالکؓ نے ابو الزناد سے خبر دی، ان سے اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لئے ان کو مسواک کا حکم دے دیتا۔

- بَابُ السُّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: يَسْتَأْنَ.

۸۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الرَّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي - أَوْ عَلَى النَّاسِ - لِأَمْرَنَاهُمْ بِالسُّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَوةٍ)). [طرفة فی : ۷۲۴۰]

حجۃ المسند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رضی اللہ عنہ اپنی مشورہ کتاب جوۃ اللہ البالغہ میں بذیل احادیث مرویہ متعلق مسواک فرماتے ہیں۔ اقول معناہ لولا خوف الحرج لجعلت المسواك شرطا للصلوة كالوضوء وقد ورد بهذا الاسلوب احادیث كثيرة جدا وهي دلائل واضحة على ان

اجتہاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مدخلہ فی الحدود الشرعیة وانہا منوطہ بالمقاصد وان رفع الحرج من الاصول التي بني علیه الشائع قول الروای فی صفة تسوکه صلی اللہ علیہ وسلم اع اع کانہ یتهوی القول یتهوی للانسان ان یبلع بالسوک اقصی الفم فیخرج الحلق والصلدو لاستقصاء فی السواک ینذهب بالقلاع ویصفی الصوت ویطیب النکھہ اخ' جع' اللہ البالغ'، ص: ۳۵۰، ۹۲۹)

یعنی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ جانتا تو ان کو ہر نماز کے وقت سواک کرنے کا حکم دیتا، اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر لئے کا ذرہ نہ ہوتا تو سواک کرنے کو وضو کی طرح نماز کی صحت کے لئے شرط قرار دے دیتا اور اس طرح کی بہت سی احادیث وارد ہیں جو اس امر پر صاف و لالت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہاد کو حدود شرعیہ میں داخل ہے اور حدود شرعیہ مقاصد پر مبنی ہیں اور امت سے لئے کارفع کرنا من جملہ ان اصول کے ہے جن پر احکام شرعیہ مبنی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سواک کرنے کی کیفیت کے متعلق جو روایی کا بیان ہے کہ آپ سواک کرتے وقت اع اع کی آواز نکالتے چیزے کوئی تقدیر کرتے وقت کرتا ہے، اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ انسان کو مناسب ہے کہ اچھی طرح سے منہ کے اندر سواک کرے اور طلق اور سینہ کا بغشم لکالے اور منہ میں خوب اندر نکل سواک کرنے سے مرض طلاق دور ہو جاتا ہے اور آواز صاف ہو جاتی ہے اور منہ خوشبودار ہو جاتا ہے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر من الفطرة قص الشوارب واعفاء اللحمة والسوک اخ' جع' اللہ البالغ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس باتیں فطرت میں سے ہیں موچھوں کا ترشوانا اور داؤٹی کا بڑھانا اور سواک کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور ناخن کتروانا اور الگبیوں کے جوڑوں کا دھونا اور بغل کے بال اکھاڑنا اور زیر ناف کے بال صاف کرنا اور پانی سے استخخارنا کرنا۔ روایت کہ دسویں بات مجھ کو یاد نہیں رہی وہ غالباً لئے کرنا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ طمارتیں حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم سے مnocول ہیں اور تمام امم حنفیہ میں برابر جاری ہیں اور ان کے دلوں میں پیوست ہیں اسی وجہ سے ان کا نام فطرت رکھا گیا ہے (جع' البالغ، ج: ۱ / ص: ۷۷)

(۸۸۸) ہم سے ابو معمر عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعیب بن جحاب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے انس بن ثور نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے سواک کے بارے میں بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔

(۸۸۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کما کہ ہمیں سفیان ثوری نے منصور بن معمر اور حسین بن عبد الرحمن سے خردی، انس بن ابو داکل نے، انسیں حذیفہ بن یمان صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو منہ کو سواک سے خوب صاف کرتے۔

۸۸۸- حدَّثَنَا أَبُو مَعْنَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعِيبُ بْنُ الْخَبَّابِ  
قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((أَكْثَرُهُمْ فِي السُّوَاقِ)).

۸۸۹- حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَبِيرٍ قَالَ:  
أَخْبَرَنَا سَفِيَانُ عَنْ مُنْصُورٍ وَخَصِيفَ عَنْ  
أَبِي وَاتِّيلِ عَنْ حَدِيفَةَ قَالَ: (كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم  
إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوشُ فَاهُ).

[راجح: ۲۴۵]

ان جملہ احادیث سے حضرت امام صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نکلا کہ جحد کی نماز کے لئے بھی سواک کرنا چاہئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر نماز کے لئے سواک کی تائید فرمائی تو جحد کی نماز کے لئے بھی اس کی تائید ثابت ہوئی۔ اس لئے بھی کہ جحد زیادہ لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے، اس لئے منہ کا صاف کرنا ضروری ہے تاکہ منہ کی پربو سے لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔

### باب جو شخص دوسرے کی مسوک استعمال کرے

(۸۹۰) ہم سے اسٹیلیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سلیمان بن ہلال نے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے میرے باپ عروہ بن زیر نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ عبد الرحمن بن ابی بکر (ایک مرتبہ) آئے۔ ان کے ہاتھ میں مسوک تھی تھی وہ استعمال کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بیماری کی حالت میں ان سے کما عبد الرحمن یہ مسوک مجھے دے دے۔ انہوں نے دے دی۔ میں نے اس کے سرے کو پہلے توڑا یعنی اتنی لکڑی نکال دی جو عبد الرحمن اپنے منہ سے لگایا کرتے تھے، پھر اسے چبا کر رسول اللہ ﷺ کو دے دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دانت صاف کئے اور آپ اس وقت میرے سینے پر نیک لگائے ہوئے تھے۔

۹- بَابُ مَنْ تَسْوَكَ بِسِوَاكٍ غَيْرِهِ  
 ۸۹۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي  
 سُلَيْمَانُ بْنُ بَلَالٍ قَالَ: قَالَ هِشَامُ بْنُ  
 غُرْزَةً أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهَا قَالَتْ : (دَخَلَ عَنْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي  
 بَكْرٍ وَمَقْعَدَ سِوَاكٍ يَسْتَنِي بِهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ  
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقُلْتُ لَهُ : أَغْطِنِي هَذَا  
 السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، فَأَغْطَانِيهِ،  
 فَقَصَمْتَهُ ثُمَّ مَضَعْتَهُ، فَأَغْطَيْتَهُ رَسُولُ اللَّهِ  
 ﷺ، فَاسْتَنَ بِهِ وَهُوَ مَسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِي).  
 [اطرافہ فی : ۱۳۸۹، ۳۱۰۰، ۳۷۷۴،  
 ۴۴۳۸، ۴۴۴۶، ۴۴۴۹، ۴۴۵۰، ۵۲۱۷، ۶۵۱۰].

**تَسْبِيحٌ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دوسرے کی مسوک اس سے لے کر استعمال کی جاسکتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دوسرا جن پر ہم کو بھروسہ و اعتماد ہو کوئی ضرورت کی چیز اس سے طلب کر سکتے ہیں۔ تعاون باہمی کا یہی مفہوم ہے۔ اس حدیث سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ مرض الموت میں ان کو آنحضرت ﷺ کی خصوصی خدمات کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ خدا کی مار ان بد شعاروں پر جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان القدس میں کلمات گستاخی استعمال کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔

### باب جمعہ کے دن نماز فجر میں کونسی سورۃ

### ۱۰- بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَةِ الْفَجْرِ

#### یوم الجمعة

۸۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا  
 سُفِيَّانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ  
 الرَّحْمَنِ - ابْنِ هُرْمَزَ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ  
 فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ هَذَا مِنْ تَنزِيلِ  
 السَّجْدَةِ وَهَذِهِ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ)).

[طرفة فی : ۱۰۶۸].

#### پڑھی جائے؟

(۸۹۱) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے سعد بن ابراہیم کے واسطے سے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ہرمز نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الہ تنزیل اور ہل اتی علی الانسان پڑھا کرتے تھے۔

**لشیخ** طبرانی کی روایت ہے کہ آپ بیشہ ایسا کیا کرتے تھے۔ ان سورتوں میں انسان کی پیدائش اور قیامت وغیرہ کا ذکر ہے اور یہ جحد کے دن ہی واقع ہو گی۔ اس حدیث سے مالکیہ کارو بہا جو نماز میں سجدہ والی سورت پڑھنا مکروہ جانتے ہیں۔ ابو داؤد کی روایت ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز میں بھی سجدے کی سورت پڑھی اور سجدہ کیا (وحیدی) علامہ شوکانی اس بارے میں کہی احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ وہذه الاحادیث فيها مشروعة فوارة تنزيل السجدة و هل اتى على الانسان قال العراقي ومن كان يفعله من الصحابة عبدالله بن عباس ومن التابعين ابراهيم بن عبد الرحمن بن عوف وهو مذهب الشافعى وأحمد وأصحاب الاحادیث (تل الاوطار) یعنی ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جحد کے دن فجر کی نماز کی پہلی رکعت میں الہ تنزيل سجدہ اور دوسرا میں هل اتی علی الانسان پڑھنا مشروع ہے، صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن عباس اور تابعین میں سے ابراہیم بن عبد الرحمن کا یہ عمل تھا اور امام شافعی اور امام احمد اور اہل حدیث کا یہی مذهب ہے۔

علامہ قطلانی فرماتے ہیں والتعییر بکان یشعر بمواظبه عليه الصلوة والسلام على القراء بهما فيها یعنی حدیث ذکر میں لفظ کان بتلا رہا ہے کہ آنحضرت **لشیخ** نے جحد کے دن فجر کی نماز میں ان سورتوں پر مواظبت یعنی بیکھی فرمائی ہے۔ اگرچہ کچھ علماء مواظبت کو نہیں مانتے مگر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے یہ دیدم بذالک لفظ موجود ہے یعنی آپ نے اس عمل پر مادامت فرمائی (قطلانی) کچھ لوگوں نے دعویٰ کیا تھا کہ اللہ مذہب نے یہ عمل ترک کر دیا تھا، اس کا جواب علامہ ابن حجر نے ان لفظوں میں دیا ہے واما دعواه ان الناس تركوا العمل به فباطلة لأن أكثر أهل العلم من الصحابة والتابعين قد قالوا به كما نقله ابن المنذر وغيره حتى انه ثابت عن ابراهيم ابن عوف والاسعد وهو من كبار التابعين من أهل المدينة انه ام الناس بالمدينة بهما في الفجر يوم الجمعة اخرجه ابن ابي شيبة باسناد صحيح الخ (فتح الباري) یعنی یہ دعویٰ کہ لوگوں نے اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا تھا باطل ہے۔ اس لئے کہ أكثر أهل علم صحابة وتابعين اس کے قائل ہیں جیسا کہ ابن منذر وغیرہ نے نقل کیا ہے حتیٰ کہ ابراہیم ابن عوف سے بھی یہ ثابت ہے جو مذہب کے کبار تابعین سے ہیں کہ انہوں نے جمعہ کے دن لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور ان ہی دو سورتوں کو پڑھا۔ ابن ابی شيبة نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

## باب گاؤں اور شرودنوں جگہ جمعہ

## ۱۱- بَابُ الْجُمُعَةِ فِي الْقُرَى

### وَالْمَدْنَن

(۸۹۲) ہم سے محمد بن شٹی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، ان سے ابو جره نفر بن عبد الرحمن صبی نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے، آپ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے بعد سب سے پہلا جمعہ بنو عبد القیس کی مسجد میں ہوا جو بحرین کے ملک جواثی میں تھی۔

۸۹۲- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْتَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرِ الْمَقْدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الصَّبَاعِيِّ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ جَمْعَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - فِي مَسْجِدِ عَنْدِ الْقَنِيْسِ بِجُوَانِيِّ مِنَ الْبَحْرَيْنِ).

[طرفة فی : ۴۳۷۱]

(۸۹۳) ہم سے بشر بن محمد مروزی نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خردی، کہا کہ ہمیں یونس بن یزید نے زہری سے خردی،

۸۹۳- حَدَّثَنِي بَشْرُ بْنُ مُحَمَّدِ الْمَرْوُزِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ

انہیں سالم بن عبد اللہ نے ابن عمر بن حیثہ سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے سنائے کہ تم میں سے ہر شخص نگبان ہے اور یہی نے اس میں یہ نیادیتی کی کہ یونس نے بیان کیا کہ رزیق بن حکیم نے ابن شاب کو لکھا۔ ان دونوں میں بھی وادی القری میں ابن شاب کے پاس ہی تھا کہ کیا میں جمعہ پڑھا سکتا ہوں۔ رزیق (ایلہ کے اطراف میں) ایک زمین کاشت کروار ہے تھے۔ وہاں جب شہ وغیرہ کے کچھ لوگ موجود تھے۔ اس زمانہ میں رزیق ایلہ میں (حضرت عمر بن عبد العزیز کی طرف سے) حاکم تھے۔ ابن شاب ﷺ نے انہیں لکھوایا، میں وہیں سن رہا تھا کہ رزیق جمعہ پڑھائیں۔ ابن شاب رزیق کو یہ خبر دے رہے تھے کہ سالم نے ان سے حدیث بیان کی کہ عبد اللہ بن عمر بن حیثہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہو گا۔ امام نگران ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہو گا۔ انسان اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔ ابن عمر بن حیثہ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان اپنے باپ کے مال کا نگران ہے اور اس کی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہو گا اور تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور سب سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہو گا۔

عن الزهْفِيِّ أَخْبَرَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ)). وَزَادَ الْلَّيْثُ قَالَ يُونُسُ كَتَبَ رَزِيقَ بْنَ حَكِيمٍ إِلَى أَبْنِ شِهَابٍ - وَأَنَا مَعْهُ يَوْمَئِذٍ بِوَادِي الْقُرَى - : هَلْ تَرَى أَنَّ أَجْمَعَ؟ وَرَزِيقَ عَامِلٌ عَلَى أَرْضٍ يَعْمَلُهَا وَفِيهَا جَمَاعَةٌ مِنْ السُّودَانِ وَغَيْرِهِمْ، وَرَزِيقَ يَوْمَئِذٍ عَلَى أَيْلَةٍ، فَكَتَبَ أَبْنَ شِهَابٍ - وَأَنَا أَسْمَعُ - يَأْمُرُهُ أَنْ يَجْمِعَ، يُخْبِرُهُ أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ: الْإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ وَهُوَ مَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْؤُلَةٌ عَنْ رَعِيَّهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ وَمَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) - قَالَ: وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ: ((وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي مَالِ أَبِيهِ وَمَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)).

[اطرافہ فی : ۲۴۰۹، ۲۵۰۴، ۲۲۵۱، ۵۲۰۰، ۵۱۸۸، ۷۱۳۸].

**مجہد مطلق حضرت امام بخاری** ﷺ نے ان لوگوں کا رد فرمایا ہے جو جمعہ کی صحت کے لئے شر اور حاکم وغیرہ کی قیود لگاتے ہیں اور گاؤں میں جس کے لئے اکار کرتے ہیں۔ حضرت مولانا وحید الزمال صاحب شارح بخاری فرماتے ہیں کہ اس سے امام بخاری نے ان لوگوں کا رد کیا جو جمعہ کے لئے شر کی قید کرتے ہیں۔ اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ جمعہ کی شرطیں جو حنفیوں نے لگائی ہیں وہ سب بے دلیل ہیں اور جمعہ دوسری نمازوں کی طرح ہے صرف جماعت اس میں شرط ہے یعنی امام کے سوا ایک آدمی

اور ہونا اور نماز سے پسلے دو خطے پڑھانتے ہے باقی کوئی شرط نہیں ہے۔ دار الحرب اور کافروں کے ملک میں بھی حضرت امام نے باب میں لفظ قریٰ اور مدن استعمال فرمایا ہے قریٰ قریٰ کی جمع ہے جو عموماً گاؤں ہی پر بولا جاتا ہے اور مدن نمیں کی جمع ہے جس کا اطلاق شرپ ہوتا ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں فی هذه الترجمة اشارة الى خلاف من خص الجماعة بالمدن دون القرى يعني اس باب میں حضرت امام بخاریؓ نے ان لوگوں کے خلاف اشارہ فرمایا ہے جو جمہ کو شروں کے ساتھ خاص کرنے کے دعیات میں اقامۃ جمہ کا انکار کرتے ہیں۔ آپ نے اس حدیث کو بطور دلیل پیش فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے نامے میں مسجد نبوی کے بعد پسلا جمہ عبد القیس نبی قبیلہ کی مسجد میں قائم کیا گیا جو جوائی نبی اور وہ گاؤں علاقہ بحرین میں واقع تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ جمہ آنحضرت ﷺ کی اجازت ہی سے قائم کیا گیا۔ صحابہؓ کی مجال نہ تھی کہ آنحضرت ﷺ کی اجازت کے بغیر وہ کوئی کام کر سکتیں۔ جوائی اس وقت ایک گاؤں تھا۔ مگر حفی حضرات فرماتے ہیں کہ وہ شرط حالانکہ حدیث مذکور سے اس کا گاؤں ہوتا ظاہر ہے جیسا کہ وکیج کی روایت میں صاف موجود ہے۔ انہا قریہ من قریٰ البحرين یعنی جوائی بحرین کے دعیات میں ایک گاؤں تھا۔ بعض روایتوں میں قریٰ عبد القیس بھی آیا ہے کہ وہ قبیلہ عبد القیس کا ایک گاؤں تھا (قطلانی)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ممکن ہے بعد میں اس کی آبادی بڑھ گئی ہو اور وہ شر ہو گیا ہو مگر اقامۃ جمہ کے وقت وہ گاؤں ہی تھا۔ حضرت امامؓ نے مزید وضاحت کے لئے حضرت ابن شاہؓ کا فرمان ذکر فرمایا کہ انہوں نے رزیق نبی ایک بزرگ کو جو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایلہ کے گورنر تھے اور ایک گاؤں میں جہاں ان کی زمینداری تھی، سکونت پذیر تھے ان کو اس گاؤں میں جمہ قائم کرنے کے لئے اجازت نامہ تحریر فرمایا۔

امام قطلانی فرماتے ہیں واملہ ابن شہاب من کاتبہ فسمعہ یونس منه یعنی ابن شاہ زہری نے اپنے کاتب سے اس اجازت نامے کو لکھوا یا اور یونس نے ان سے اس وقت اسے سن۔ اور ابن شاہ نے یہ حدیث پیش کر کے ان کو بتایا کہ وہ گاؤں اور دعیات ہی میں ہے لیکن اس کو جمہ پڑھنا چاہئے کیونکہ وہ اپنی رعایا کا جو وہاں رہتی ہے، اس طرح اپنے نوکر چاکروں کا تمہبان ہے جیسے بادشاہ تمہبان ہوتا ہے تو بادشاہ کی طرح اس کو بھی احکام شرعیہ قائم کرنا چاہئے جن میں سے ایک اقامۃ جمہ بھی ہے۔ ابن شاہ زہری وادی قریٰ میں تھے جو مدینہ منورہ کے قریب ایک گاؤں ہے جسے آنحضرت ﷺ نے یہ بہا جادوی الآخری میں فتح کیا تھا۔ فتح الباری میں ہے کہ زین بن منیر نے کہا کہ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جمہ بادشاہ کی اجازت کے بغیر بھی منعقد ہو جاتا ہے۔ جب کوئی جمہ قائم کرنے کے قابل امام خطیب وہاں موجود ہو اور اس سے گاؤں میں بھی جمہ کا سمجھ ہوتا ثابت ہوا۔

گاؤں میں جمہ کی صحت کے لئے سب سے بڑی دلیل قرآن پاک کی آیت کریمہ ہے جس میں فرمایا۔ (يَا أَيُّهُ الَّذِينَ امْتَأْنَأُوا إِذَا نَوَدُوا للصَّلُوةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ وَذِرُوا النَّبِيَّ) الآیۃ (الحمد: ۹) یعنی اے ایمان والو! جب جمہ کے درن نماز جمہ کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کو یاد کرنے کے لئے چلو اور خرید و فروخت چھوڑو۔ اس آیت کریمہ میں ”ایمان والے“ عام ہیں وہ شری ہوں یا دعیاتی سب اس میں داخل ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں الجماعة حق واجب على كل مسلم في جماعة الاربعة عبد مملوك او امراء او صبی او مریض (دواہ ابو داود و الحاکم) یعنی جمہ ہر مسلمان پر فتح اور واجب ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ ادا کرے مگر غلام، عورت، بچے اور مریض پر جمہ فرض نہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے من کان یومن بالله والیوم الاخر فعلیہ الجماعة الا مریض او مسافر او امراء او صبی او مملوک فمن استغنى بلهو او تجارة اسفنجي الله عنه والله الغنی حميد (دواہ الدارقطنی) یعنی جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے اس پر جمہ فرض ہے مگر مریض مسافر غلام اور بچے اور عورت پر جمہ فرض نہیں ہے پس جو کوئی کھل تماشہ یا تجارت کی وجہ سے بے پرواہی کرے تو اللہ پاک بھی اس سے بے پرواہی کرے گا کیونکہ اللہ بے نیاز اور محمود ہے۔

آیت شریفہ میں خرید و فروخت کے ذکر سے بعض دواغوں لے جمد کے لئے شر ہونا نکالا ہے حالانکہ یہ استدلال بالکل غلط ہے۔ آیت شریفہ میں خرید و فروخت کا اس لئے ذکر آیا کہ نزول آیت کے وقت ایسا واقعہ پیش آیا تھا کہ مسلمان ایک تجارتی قالہ کے آجائے سے جمد چھوڑ کر خرید و فروخت کے لئے دوڑ پڑے تھے۔ اس لئے آیت میں خرید و فروخت چھوڑنے کا ذکر آگیا اور اگر اس کو اسی طرح مان لیا جائے تو کونسا گاؤں آج ایسا ہے جمال کم و بیش خرید و فروخت کا سلسلہ جاری نہ رہتا ہو پس اس آیت سے جمد کے لئے شر کا خاص کرنا بالکل ایسا ہے جیسا کہ کوئی ڈوبنے والا نکنے کا سارا حاصل کرے۔

ایک حدیث میں صاف گاؤں کا لفظ موجود ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں الجمعة واجبة على كل قرية فيها امام و ان لم يكُنوا الا اربعاء رواه الدارقطني' ص: ۲۶ یعنی ہر ایسے گاؤں والوں پر جس میں نماز پڑھانے والا امام موجود ہو جمعہ واجب ہے اگرچہ چار ہی آدمی ہوں۔ یہ روایت گو قدرے کمزور ہے مگر کمپلی روایتوں کی تائید و تقویت اسے حاصل ہے۔ لہذا اس سے بھی استدلال درست ہے اس میں ان لوگوں کا بھی رہے جو صحت جمد کے لئے کم از کم چالیس آدمیوں کا ہونا شرط قرار دیتے ہیں۔

اکابر صحابہ سے بھی گاؤں میں جمد پڑھنا ثابت ہے چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ "تم جمال کمیں ہو جمد پڑھ لیا کرو" عطاء بن میمون ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ ان اباہربرہ کتب الی عمر رسالہ عن الجمعة وهو بالعربين فكتب اليهم ان جمعوا حيث ما كنتم اخرجه ابن خزيمة وصححه وابن ابی شيبة والبیهقی وقال هذا الانفر استاده حسن فتح الباری' ص: ۳۸۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عربین سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس خط لکھ کر دریافت فرمایا تھا کہ عربین میں جمد پڑھیں یا نہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا کہ تم جمال کمیں بھی ہو جمد پڑھ لیا کرو۔

اس کا مطلب حضرت امام شافعی بیان فرماتے ہیں قال الشافعی معناه فی ای قریۃ کشم لام مقامهم بالعربین انما كان في القرى (التعليق المعني على الدارقطني) یعنی حيث ما كنتم کے یہ معنی ہیں کہ تم جس گاؤں میں بھی موجود ہو (جمد پڑھ لیا کرو) کیونکہ حضرت ابوہریرہ (سوال کرنے والے) گاؤں میں ہی مقام تھے اور حافظ ابن حجر بیان فرماتے ہیں وهذا ما يشتمل العدن والقرى (فتح الباری' ص: ۳۸۲) فاروقی حکم شروں اور دساتوں کو برابر شامل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سفر قائل تھے بلکہ سب کو حکم دیتے تھے۔ چنانچہ یاث بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ان اهل الاسكندریة ومدائن مصر و مدائن سواحلها كانوا يجتمعون الجمعة على عهد عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان بامرهما وفيهما رجال من الصحابة (التعليق المعني على الدارقطني' جلد: ۱/ ص: ۲۲۲) اسكندریہ اور مصر کے آس پاس والے حضرت عمرو و عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں ان دونوں کے ارشاد سے جمد پڑھا کرتے تھے حالانکہ وہاں صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی موجود تھی اور ولید بن مسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سالت الليث بن سعد (ای عن التجمعیع فی القرى) فقال كل مدينة او قریۃ فیها جماعة امروا بالجمعة فان اهل مصر و سواححلها كانوا يجتمعون الجمعة على عهد عمر و عثمان بامرهما وفيهما رجال من الصحابة (بیهقی والتعليق المعني على الدارقطني' ص: ۲۲۲: وفتح الباری' ص: ۲۸۱)

نیز حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گاؤں اور شر کے باہر رہنے والوں پر جمد کی نماز فرض ہونے کے قائل تھے چنانچہ عبد الرزاق رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انه كان يروي اهل المياه بين مكة والمدينة يجتمعون فلا يعيّب عليهم (فتح الباری' ج: ۱/ ص: ۲۸۱: والتعليق المعني على الدارقطني' ص: ۲۲۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ وہیں کے درمیان پلنی کے پاس اترتے ہوئے وہاں کے دیہاتی لوگوں کو جمد پڑھتے دیکھتے تو بھی ان کو نہ منع کرتے اور نہ ان کو برداشت کرے اور ولید بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ یروی عن شبیان عن مولیٰ لال سعید بن العاص انه سوال ابن عمر عن القرى التي بين مكة والمدينة ما ترى في الجمعة قال نعم اذا كان عليهم امير فليجمع (رواہ البیهقی والتعليق' ص: ۲۲۲)

سعید بن عاص کے مولیٰ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کے گاؤں کے بارہ میں دریافت کیا جو کہ وہیں کے درمیان میں ہیں کہ

ان گاؤں میں جمع ہے یا نہیں؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ ہاں جب کوئی امیر (امام نماز پڑھانے والا) ہو تو جمع ان کو پڑھائے۔ نیز حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ بھی وہ سات میں جمع پڑھنے کا حکم صادر فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جعفر بن بر قال رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ کتب عمر بن عبد العزیز الی عدی بن عدی الکندی انصار کل قریۃ اهل فراری لیسو هم باہل عمود یعنی قبور فامر عليهم امیراً ثم مرہ فلیجتمع بهم (رواہ البیهقی فی المعرفة والتعليق المفہوم علی الدارقطنی، ص: ۱۳۶) حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے عدی ابن عدی الکندی کے پاس لکھ کر بھیجا کہ ہر ایسے گاؤں کو دیکھو جمال کے لوگ اسی جگہ مستقل طور پر رہتے ہیں۔ ستون والوں (خانہ بدوشون) کی طرح ادھر ادھر پھرتے و منتقل نہیں ہوتے۔ اس گاؤں والوں پر ایک امیر (امام) مقرر کر دو کہ ان کو جمع پڑھاتا رہے۔ اور حضرت ابو ذر (صحابی) رضی اللہ عنہ بذہ گاؤں میں رہنے کے باوجود وہیں چند صحابہ کے ساتھ برابر جمع پڑھتے تھے۔ چنانچہ ابن حزم رضی اللہ عنہ مغلی میں فرماتے ہیں کہ صبح انہ کان یعنیمان عبد اسود امیر له علی الرید یصلی خلقہ ابوذر رضی اللہ عنہ من الصحابة الجماعة وغيرہ (کبیری شرح منه ص: ۵۰۲) صبح سند سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک سیاہ قام غلام رذہ میں حکومت کی طرف سے امیر (امام) تھا۔ حضرت ابوذر و دیگر صحابہ کرام اس کے پیچے جمع وغیرہ پڑھا کرتے تھے۔

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ شریفہ کے قریب موضع "زاویہ" میں رہتے تھے۔ کبھی تو جمع کی نماز پڑھنے کے لئے بصرہ آتے اور کبھی جمع کی نماز موضع زاویہ ہی میں پڑھ لیتے تھے۔ بخاری شریف، ج: ۱ / ص: ۱۲۳ میں ہے وکان انس فی قصر احیانا یجمع واحیانا لا یجمع و هو بالزاویۃ علی فرسخین اس عبارت کا مختصر مطلب یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نماز کبھی زاویہ ہی میں پڑھ لیتے اور کبھی زاویہ میں بھی نہیں پڑھتے تھے بلکہ بصرہ میں آکر جمع پڑھتے۔ حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ فی الباری میں کی مطلب بیان فرماتے ہیں قولہ یجمع ای یصلی الجمعة بمن معہ او یشهد الجمعة البصرة یعنی کبھی جمع کی نماز (مقام زاویہ میں) اپنے ساتھیوں کو پڑھاتے یا جمع کے لئے بصرہ تشریف لاتے۔ اور کی مطلب علامہ عینیؒ نے عمدة القاریؒ، ص: ۲۷۳ / جلد: ۳ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ عید کی نماز بھی اسی زاویہ میں پڑھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ بخاری شریف، ص: ۱۳۳ میں ہے کہ وامر انس بن مالک مولاہ ابن ابی عتبۃ بالزاویۃ فجمع اہله و بنیہ و صلی کصلوۃ المصروف تکبیر ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے آزاد کردہ غلام ابن ابی عتبہ کو زاویہ میں حکم دیا اور اپنے تمام گھروالوں میٹیں وغیرہ کو جمع کر کے شروالوں کی طرح عید کی نماز پڑھی۔ علامہ عینیؒ نے بھی عمدة القاریؒ، ص: ۲۰۰ / جلد: ۳ میں اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ ان آثار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام جمعہ اور عیدین کی نماز شروالوں کی طرح گاؤں میں بھی پڑھا کرتے تھے۔

### نبی ﷺ نے خود گاؤں میں جمعہ پڑھا ہے:

رسول اللہ ﷺ جب کہ مکرمہ سے بھرت گر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تھے تو بنی مالک کے گاؤں میں جمع کی نماز پڑھی تھی۔ ابن حزم رضی اللہ عنہ مغلی میں فرماتے ہیں کہ ومن اعظم البرهان علی صحتها فی القری ان النبي ﷺ اتی المدینۃ وانما هی قریۃ صغار متفرقۃ قبیل مسجدہ فی بنی مالک بن نجار و جمع لیہ فی قریۃ لیست بالکبریۃ ولا معرهنالک (عون المعبد شرح ابی داود، ج: ۱ / ص: ۱۳۲) وہ سات گاؤں میں جمع پڑھنے کی صحت پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت مدینہ کے چھوٹے چھوٹے الگ الگ گاؤں بے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنی مالک بن نجار میں مسجد بنائی اور اسی گاؤں میں جمع پڑھا جو نہ تو شریعت اور نہ بڑا گاؤں ہی تھا۔

اور حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ تخلیص الحجر، ص: ۱۳۲ میں فرماتے ہیں کہ وروی البیهقی فی المعرفة عن مغازی ابن اسحاق و موسی ابن عقبۃ

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین رکب من بنی عمر بن عوف فی هجرتہ الی المدینہ فمر علی بن سالم وہی قریۃ بین قباو المدینہ فادرکنہ الجمعة فصلے بهم الجمعة وکانت اول جمعة صلاھا حین قدم امام یا ہقی رحمہ اللہ نے المعرفہ میں ابن اسحاق و موسیٰ بن عتبہ کے مخازی سے روایت کیا ہے کہ هجرت کے وقت رسول اللہ ﷺ جس وقت بنی عمر بن عوف (قبا) سے سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو بنی سالم کے پاس سے آپ کا گزر ہوا وہ قبا و مدنہ کے درمیان ایک گاؤں تھا تو اسی جگہ جمع نے آپ کو پالیا یعنی جمع کا وقت ہو گیا تو سب کے ساتھ (اسی گاؤں میں) جمع کی نماز پڑھی۔ مدینہ تشریف لانے کے وقت سب سے پہلا بھی جمع آپ نے پڑھا ہے۔

خلاصہ الوفاء ص: ۱۹۶ میں ہے ولابن اسحاق الجمعة فی بنی سالم بن عوف فصلہ هافی بطن الوادی وادی ذی رانونا فکانت اول جمعة صلاھا بالمدینہ اور سیرہ ابن ہشام میں ہے کہ فادرکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجمعة فی بنی سالم بن عوف فصلہ هافی المسجد الذی فی بطن الوادی وادی ذی رانونا یعنی وادی (میدان) رانونا کی مسجد میں آپ نے جمع کی نماز پڑھی۔ اور آپ کے هجرت کرنے سے پہلے بعض وہ صحابہ کرام جو پسلے هجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لاٹھے تھے وہ اپنے اجتماد سے بعض گاؤں میں جمع پڑھتے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا جیسے اسد بن زرارہ بن شوہر نے ہرم ائیت (گاؤں) میں جمع پڑھایا۔ ابو داؤد شریف میں ہے۔ لانہ اول من جمع بنا فی هرم النبیت من حرہ بنی بیاضة فی نفع یقال نفع الخضمات (الحدیث) حرہ بنی بیاضہ ایک گاؤں کا نام تھا جو مدینہ طیبہ سے ایک میل کے فاصلہ پر آباد تھا۔

حافظ ابن حجر تلخیص الحیر، ص: ۱۳۳ میں فرماتے ہیں۔ حرہ بنی بیاضہ قریۃ علی میل من المدینہ اور خلاصہ الوفاء میں ہے والصواب انه بهزم النبیت من حرہ بنی بیاضہ وهی الحرة الغربیۃ التی بها قریۃ بنی بیاضہ قبل بنی سلمة ولذا قال النبیو انه قریۃ بقرب المدینہ على میل من منازل بنی سلمة قاله الامام احمد کمانقلہ الشیخ ابو حامد اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حرہ بنی بیاضہ مدینہ کے قریب ایک میل کے فاصلہ پر گاؤں ہے۔ اسی گاؤں میں اسد بن زرارہ بن شوہر نے جمع کی نماز پڑھائی تھی۔

اسی لئے امام خطابی ریثیہ شرح الی داؤد میں فرماتے ہیں وفی الحدیث من الفقه ان الجمیع جوازها فی القری، کجوازها فی المدن والامصار اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دیسات میں جمع پڑھنا جائز ہے جیسے کہ شہروں میں جائز ہے۔

ان احادیث و آثار سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرام ریثیہ دیسات میں یہیش جمع پڑھا کرتے تھے اور از خود حضور ﷺ نے پڑھایا اور پڑھنے کا حکم دیا ہے کہ الجمعة واجہ علی کل قریۃ (دارقطنی، ص: ۱۲۵) ہر گاؤں والوں پر جمع فرض ہے۔ حضرت عمر فاروق ریثیہ نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں دیسات میں جمع پڑھنے کا حکم دیا اور حضرت عثمان بن عفان ریثیہ کے زمانہ میں بھی صحابہ کرام ریثیہ گاؤں میں جمع پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر ریثیہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز ریثیہ نے بھی دیسات میں جمع پڑھنے کا حکم دیا۔

ان تمام احادیث و آثار کے ہوتے ہوئے بعض لوگ دیسات میں جمع بند کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں حالانکہ جمع تمام مسلمانوں کے لئے عید ہے خواہ شری ہوں یا دیساتی۔ ترغیب و تہذیب، ص: ۱۹۵ / ج: ۱ میں ہے کہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال ما عرضت الجمعة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاء بها جبرائیل ریثیہ فی کفہ کالمرأۃ البیضاء فی وسطہا کالکتہ السواداء فقال ما هذا يا جبرائیل قال هذه الجمعة يعرضها عليك ریک لتكون لك عیدا ولقومك من بعدك (الحدیث رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد جد ترغیب، ص: ۱۹۵ / ج: ۱) حضرت انس بن مالک ریثیہ فرماتے ہیں کہ جبرائیل ریثیہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع کو سفید آئینہ کی طرف ایک پلہ میں لا کر پیش فرمایا۔ اس کے درمیان میں ایک سیاہ لکھتے ساتھا۔ نبی ریثیہ نے دریافت فرمایا کہ اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب دیا کہ یہ وہ جمع ہے جس کو آپ کا رب آپ کے سامنے پیش کرتا ہے تاکہ آپ کے اور آپ کے امت کے واسطے یہ عید ہو کر رہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جحد تمام امت محمدیہ کے لئے عید ہے، اس میں شری و دیناتی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اب دیناتیوں کو اس عید (جمد) سے محروم رکھنا انصاف کے خلاف ہے۔ ایمان، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ جیسے دیناتی پر برابر فرض ہیں اسی طرح جحد بھی دیناتی و غیر دیناتی پر برابر فرض ہے۔ اگر گاؤں والوں پر جحد فرض نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ علیہم السلام کو کے خارج کر دیتے۔ جیسے مسافرو مریض وغیرہ کو خارج کیا گیا ہے حالانکہ کسی آئیت یا حدیث مرفوع صحیح میں اس کا اتنا شاء نہیں کیا گیا۔  
ما نعین جمعہ کی دلیل!

حضرت علی رضاؑ کا اثر (قول) لا جمعة ولا تشريق الا في مصر جامع مانعین کی سب سے بڑی دلیل ہے مگر یہ قول مذکورہ بالا احادیث و آثار کے معارض و مخالف ہونے کے علاوہ ان کا ذائق اجتہاد ہے اور حرمت و وجوب اجتہاد سے ثابت نہیں ہوتے کیونکہ اس کے لئے نفس قطعی ہونا شرط ہے۔ چنانچہ مجع الامصار، ص: ۱۰۹ میں اس اثر کے بعد لکھا ہے۔ لکن ہذا مشکل جدا لان الشرط ہو فرض لا یثبت الا بقطعی

پھر مصر جامع کی تعریف میں اس قدر اختلاف ہے کہ اگر اس کو معتبر سمجھا جائے تو دینات میں ہی ہے آج کل ہندوستان کے بڑے بڑے شرکوں میں بھی جمود پڑھانا ناجائز ہو جائے گا۔ کیونکہ مصر جامع کی تعریف میں امیر و قاضی و احکام شرعی کا فنازو اور حدود کا جاری ہونا شرط ہے حالانکہ اس وقت ہندوستان میں نہ کوئی شرعی حاکم و قاضی ہے نہ حدودی کا اجراء ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ اکثر اسلامی ملکوں میں بھی حدود کا فنازو نہیں ہے تو اس قول کے مطابق شرکوں میں بھی جمود نہ ہونا چاہیے اور ان شرکوں کا ثبوت نہ قرآن مجید سے ہے نہ صحیح حدیثوں سے ہے۔

اور لا جمدة الخ میں لا نفی کمال کا بھی ہو سکتا ہے یعنی کامل جمود شرکی میں ہوتا ہے کیونکہ وہاں جماعت زیادہ ہوتی ہے اور شرکے اعتبار سے دینات میں جماعت کم ہوتی ہے۔ اس لئے شرکی حیثیت سے دینات میں ثواب کم ملے گا۔ جیسے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے ۲۷ درجے زیادہ ثواب ملتا ہے اور تما پڑھنے سے اتنا ثواب نہیں ملتا تو لا جمدة الخ میں کمال اور زیادتی ثواب کی نفی ہے فرضیت کی نفی نہیں ہے۔

اگر بالفرض اس توجیہ کو تسلیم نہ کیا جائے تو دیناتوں کے لئے قربانی اور بترعید کے دونوں کی تکمیل وغیرہ بھی ناجائز ہونی چاہیں کیونکہ قربانی نماز عید کے تالیع و ماتحت ہے اور جب متبع (نماز عید) ہی نہیں تو تالیع (قربانی) کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ جو لوگ دینات میں جمود پڑھنے سے روکتے ہیں ان کو چاہئے کہ دیناتوں کو قربانی سے بھی روک دیں۔

اور اثر مذکور پر ان کا خود بھی عمل نہیں کیونکہ تمام فقراء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر امام کے حکم سے گاؤں میں مسجد بنائی جائے تو اسی کے حکم سے گاؤں میں جمود بھی پڑھ سکتے ہیں چنانچہ ردا لخوار، جلد: اول / ص: ۷۶ میں ہے۔ اذا بني مسجد فى الرستاق باسم الامام فهو امر بالجمعة اتفاقا على ما قاله السرخسى والرستاق القرآن كما في القاموس جب گاؤں میں امام کے حکم سے مسجد بنائی جائے تو وہاں بااتفاق فقراء جمود کی نماز پڑھی جائے گی۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمود کے لئے مصر (شہر) ہونا ضروری نہیں بلکہ دینات میں بھی جمود ہو سکتا ہے۔ امام محمدؓ بھی اسی طرح فرماتے ہیں۔ حتیٰ لو بعث الى قریبة نائب لاقامة الحلود والقصاص تصیر مصر اذا عزله تلحق بالقری (عنی شرح بخاری، ص: ۲۶)۔ وکیبری شرح منه، ص: ۵۳۔ اگر کسی نائب کو حدود و قصاص جاری کرنے کے لئے کسی گاؤں میں بھیجی تو وہ گاؤں مصر (شہر) ہو جائے گا۔ جب نائب کو معزول (علیہ) کر دے گا تو وہ گاؤں کے ساتھ مل جائے گا یعنی پھر گاؤں ہو جائے گا۔

بہر کیف جمود کے لئے مصر ہونا (شرعاً) شرط نہیں ہے۔ بلکہ آبادی و بستی و جماعت ہونا ضروری ہے اور ہو سکتا ہے کہ حضرت علی رضاؑ کے قول فی مصر جامع سے بستی ہی مراد ہو کیونکہ بستی شرکو دینات دونوں کو شامل ہے اس لئے لفظ قریہ سے بھی شراور کبھی

کاؤں مراد یتے ہیں۔ لیکن اس کے اصلی معنی وہی بستی کے ہیں۔

علامہ قسطلاني دھنثیہ شرح بخاری، جلد: دوم / ص: ۱۳۸ میں لکھتے ہیں والقریۃ واحدۃ القریۃ کل مکان اتصلت فیہ الابنیۃ واتخذ قراراً ویقع ذلک علی المدن وغیرہا اور لسان العرب، ص: ۲۳۷ ح میں ہے۔ والقریۃ من المسکن و الابنیۃ والضیاع وقد تطلق علی المدن و فی الحديث امرت بقربة تاکل القریۃ وهی مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اہ ایضا وجاء فی کل قارو بادی الذی بنزل القریۃ والبادی ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قریۃ کے معنی مطلق بستی کے ہیں اور مصر جامع کے معنی بھی بستی کے ہیں۔ کیونکہ الہ لفت نے قریۃ کی تفسیر میں لفظ مصر جامع الفیار کیا ہے۔

چنانچہ اسی لسان العرب میں ہے قال ابن سیدہ القریۃ والقریۃ لفستان المصر الجامع التهذیب المنسکورۃ بیمانیۃ ومن لم اجتمعوا لی جمعها علی القریۃ اور قاموس، ص: ۲۸۵ میں ہے القریۃ المصر المصرا الجامع اور المجد، ص: ۲۶۱ میں ہے القریۃ والقریۃ الضیعۃ المصر الجامع۔

ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قریۃ اور مصر جامع دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ اور قریۃ کے معنی بستی کے تو مصر جامع کے معنی بھی بستی کے ہیں اور بستی شروہ کاؤں دونوں کو شامل ہے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اثر کا مطلب یہ ہوا کہ جمہ بستی میں ہونا چاہئے۔ یعنی شروعہات دونوں جگہ ہونا چاہئے۔

مناسب ہو گا۔ اس بحث کو ختم کرتے ہوئے حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکپوری مدظلہ العالی کا فاضلانہ تبرہ (آپ کی قابل قدر کتاب مرعاۃ، جلد: ۲ / ص: ۲۸۸ سے) شائعین کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ حضرت موصوف فرماتے ہیں واختلفوا ایضاً فی محل اقامة الجمعة فقال ابوحنیفة واصحابه لا تصح الا فی مصر جامع وذهب الانہة الثالثة الى جوازها وصحتها فی المدن والقریۃ جمیعاً واستدل لابی حنیفة بماروی عن علی مرفوعاً لا جمیعة ولا تشریق الا فی مصر جامع وقد ضعف احمد وغيره رفعه وصحح ابن حزم وغيره وفقہ وللاجتہاد فی مسرح فلا ینتھی للاحتجاج به فضلاً عن ان یخصص به عموم الایة او یقید به اطلاقها فی المدن قد تخطبوطا فی تحديد المصر الجامع وضبطه الی القوال کثیرة متباعدة متناقضۃ مختلفۃ جداً كما لا یخفی علی من طالع کتب فروعهم وهذا یدل علی انه لم یتعین عندهم معنی الحدیث والراجح عندنا ما ذہب اليه الانہة الثالثة من عدم الشتراط المصر وجوازها فی القریۃ لم یعمم الایة واطلاقها وعدم وجود ما یدل علی تخصیصها ولا بد لمن یقید ذالک بال المصر الجامع ان یاتی بدلیل قاطع من کتاب او سنۃ متواترة اور خبر مشهور بالمعنى المصطلح عند المحدثین وعلى التنزیل بغير واحد مرفوع صریح یدل علی التخصیص بال المصر الجامع

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ علماء نے محل اقامت جمہ میں اختلاف کیا ہے چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہ دھنثیہ اور آپ کے اصحاب کا قول ہے کہ جمہ صرف مصر جامع ہی میں صحیح ہے اور ائمہ ملائی حضرت امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حبل وشیعہ فرماتے ہیں کہ شروہ کے علاوہ کاؤں بستیوں میں بھی جمہ ہر جگہ صحیح اور جائز ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے اس حدیث سے دلیل لی ہے جو مرفوعاً حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ جمہ اور عید صحیح نہیں مگر مصر جامع میں۔ امام احمد وغيرہ نے اس روایت کے مرفوع ہونے کو ضعیف کہا ہے اور علامہ ابن حزم وغيرہ نے اس کا موقف ہونا صحیح تسلیم کیا ہے جو نکلے یہ موقف ہے اور اس میں اجتہاد کے لئے کافی گنجائش ہے لہذا یہ احتجاج کے قابل نہیں ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اس سے قرآن پاک کی آیت اذ انودی للصلوٰۃ من یوم الجمعة فاسعو الی ذکر اللہ جو مطلق ہے اس کا مقید ہونا لازم آتا ہے۔ پھر حنفیہ خود مصر کی تعریف میں بھی مختلف ہیں۔ جبکہ ان کے ہاں پر مسلم تعریف مصر جامع اقوال ہے حد متضاد اور متناقض نیز تباہیں ہیں جیسا کہ ان کی کتب فروع کے مطالعہ کرنے والے حضرات پر مخفی نہیں ہے۔ یہ دلیل ہے کہ فی الحیثیت اس حدیث کے کوئی صحیح معنی ان کے ہاں بھی متعین نہیں ہیں پس ہمارے نزدیک یہی راجح ہے کہ تنیس امام جدھر گئے ہیں کہ جمہ کے لئے مصر کی شرط نہیں ہے اور جمہ شرکی طرح کاؤں بستیوں میں بھی جائز ہے یہی فتنی صحیح ہے۔ کیونکہ

قرآن مجید کی آیت مذکور جس سے جمعہ کی فرضیت ہر مسلمان پر ثابت ہوتی ہے (سو ان کے جن کو شارع نے مستحب کر دیا ہے) یہ آیت عام ہے جو شری وہیں جملہ مسلمانوں کو شامل ہے اور مصراجع کی شرط کے لئے جو آیت کے عموم کو خاص کرے کوئی دلیل قاطع قرآن یا حدیث متواتر یا خبر مشهور ہو محدثین کے نزدیک قتل قبول اور لائق استدلال ہو، نہیں ہے نیز کوئی خرواجد مرفع صریح بھی ایسی نہیں ہے جو آیت کو مصراجع کے ساتھ خاص کر سکے۔

تعداد کے بارے میں حضرت مولانا شیخ الحدیث مدظلہ فرماتے ہیں۔ والراجح عندي ما ذهب اليه اهل الظاهر انه تصح الجمعة باثنين لانه لم یقم دلیل على اشتراط عدد مخصوص وقد صحت الجمعة فيسائر الصلوات باثنين ولا فرق بينهما وبين الجمعة في ذلك ولم یات نص من رسول الله صص بان الجمعة لا تعقد الا بكتاب الله (مرعاة، ج: ۲/ ص: ۲۸۸) یعنی اس بارے میں کہ جمعہ کے لئے نمازوں کی کتنی تعداد ضروری ہے، میرے نزدیک اس کو ترجیح حاصل ہے جو اہل ظاہر کا فوٹی ہے کہ بلا تک جمعہ دونمازوں کے ساتھ بھی صحیح ہے اس لئے کہ عدد مخصوص کے شرط ہونے کے بارے میں کوئی دلیل قائم نہیں ہو سکتی اور دوسرا نمازوں کی جماعت بھی دونمازوں کے ساتھ صحیح ہے اور پیو قوت نماز اور جمعہ میں اس بارے میں کوئی فرق نہیں ہے اور نہ کوئی نص صریح رسول کریم ﷺ سے اس بارے میں وارد ہوئی ہے کہ جمعہ کا انعقاد اتنی تعداد کے بغیر صحیح نہیں۔ اس بارے میں کوئی حدیث صحیح مرفع رسول اللہ ﷺ سے مقول نہیں ہے۔

اس مقالہ کو اس لئے طول دیا گیا ہے کہ حالات موجودہ میں علائے کرام غور کریں اور جہاں بھی مسلمانوں کی جماعت موجود ہو وہ قصہ ہو یا شریا گاؤں ہر جگہ جمعہ قائم کرائیں کیونکہ شان اسلام اس کے قائم کرنے میں ہے اور جمعہ ترک کرانے میں بہت سے نقصانات ہیں جبکہ امامان حدایت میں سے تینوں امام امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبل بھی گاؤں میں جمعہ کے حق میں ہیں پھر اس کے ترک کرانے پر زور دیکر اپنی تقلید جامد کا ثبوت دینا کوئی عکھنندی نہیں ہے۔

﴿وَاللَّهُ يَهْدِي مِنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ﴾

۱۲- بَابُ هَلْ عَلَى مَنْ لَمْ يَشْهُدْ  
بَابُ جُو لوگ جمعہ کی نماز کے لئے نہ آئیں جیسے عورتیں  
وَغَيْرُهُمْ؟  
بچے، مسافر اور معذور وغیرہ ان پر غسل واجب  
نہیں ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا غسل اسی کو واجب ہے  
جس پر جمعہ واجب ہے

(۸۹۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے (اپنے والد) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سناؤہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سناؤ کہ تم میں سے جو شخص جمعہ پڑھنے آئے تو غسل کرے۔

وَقَالَ أَنِّي عُمَرٌ: إِنَّمَا الْغُسْلُ عَلَى مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ.

۸۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ بْنُ عَنْدَ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: ((مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)). [راجح: ۸۷۷]

(۸۹۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے مفوہان بن سلیم نے، ان سے عطاء بن یسار

حَدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ

نے، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بارگاہ کے اوپر جمعہ کے دن غسل واجب ہے۔

یَسَارٌ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((غُسْلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُخْتَلِفٍ)).

[راجع: ۸۰۸]

(۸۹۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ طاؤس نے، ان سے ابو ہریرہ بن ٹھہر نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم (دو نیامیں) تو بعد میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہونے کے فرق صرف یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں بعد میں۔ تو یہ دن (جمعہ) وہ ہے جس کے بارے میں اہل کتاب نے اختلاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دن بتلا دیا (اس کے بعد) دوسرا دن (ہفتہ) یہود کا دن ہے اور تیسرا دن (التوار) نصاریٰ کا۔ آپ پھر خاموش ہو گئے۔

(۸۹۷) اس کے بعد فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہے (اللہ تعالیٰ کا) ہر سات دن میں ایک دن جمعہ میں غسل کرے جس میں اپنے سراور بدن کو دھوئے۔

(۸۹۸) اس حدیث کی روایت ابیان بن صالح نے مجہد سے کی ہے، ان سے طاؤس نے، ان سے ابو ہریرہ بن ٹھہر نے کہ نبی کرمہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ ہر سات دن میں ایک دن (جمعہ میں) غسل کرے۔

۸۹۶ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهِبْتُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاؤِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَبْدِلُنَا اللَّهُ أَعْلَمُ أَنَّمَا أَنْتُمُ فِي الْأَيَّامِ الْمُكَفَّرُونَ وَأَوْتَيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ، فَهَذَا الْيَوْمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَذَا نَا اللَّهُ أَعْلَمُ، فَقَدَا لِلْيَهُودُ، وَبَغَدَ عَلَيْهِ الْنَّصَارَى)) فَسَكَتَ.

[راجع: ۲۳۸]

۸۹۷ - ثُمَّ قَالَ: ((حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا يَغْسِلُ فِيهِ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ)).

[طرفاہ فی: ۸۹۸، ۳۴۸۷] .

۸۹۸ - رواه أبا بن صالح عن مجاهيد عن طاؤسٍ عن أبي هريرة قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُ تَعَالَى عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقٌّ أَنْ يَغْسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا)).

[راجع: ۸۹۷]

**لِتَشْرِيكِهِ** ثابت ہوتا ہے کہ موئی یا لیاقت نے اپنی امت کو خاص دن اللہ کی عبادت کے لئے مقرر کیا تھا اور وہ جمعہ کا دن تھا لیکن ہبہ نافرمانی کے اپنے اجتماع کو دھل دے کر اسے ترک کر دیا اور کہنے لگے کہ ہفتہ کا دن ایسا ہے کہ اس میں اللہ نے بعد پیدائش تمام کائنات کے آرام فرمایا تھا۔ پس ہم کو بھی مناسب ہے کہ ہم ہفتہ کو عبادت کا دن مقرر کریں اور نصاریٰ کہنے لگے کہ اتوار کے دن اللہ نے تخلوق کی پیدائش شروع کی۔ مناسب ہے کہ اس کو ہم اپنی عبادت کا دن ٹھہرائیں۔ پس ان لوگوں نے اس میں اختلاف کیا اور ہم کو

اللہ نے صراحتاً تلا دیا کہ جمعہ کا دن بہتر دن ہے۔ ابھی سیرین سے مروی ہے کہ مدینہ کے لوگ آنحضرت ﷺ کے آنے سے پہلے جبکہ ابھی سورہ جمعہ بھی نازل نہیں ہوئی تھی، ایک دن جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ یہود و نصاریٰ نے ایک ایک دن جمع ہو کر عبادت کے لئے مقرر کئے ہوئے ہیں، کیوں نہ ہم بھی ایک دن مقرر کر کے اللہ کی عبادت کیا کریں۔ سوانحون نے عربہ کا دن مقرر کیا اور اسد بن زرادہ کو امام بنا لیا اور جمعہ ادا کیا۔ اس روز یہ آیت نازل ہوئی۔ (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ فَاسْعُوا إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ) (الجمعة: ۹) اس کو علامہ ابن عبد الرزاق سے ساقہ عبد الرزاق سے نقل فرمایا ہے اور کہا ہے کہ اس کا شاہد اسناد حسن کے ساتھ احمد، ابو داؤد و ابن ماجہ نے نکلا۔

استاذنا و مولانا حضرت محدث عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سمیت الجمعة لاجتماع الناس فيها و كان يوم الجمعة يسمى العروبة يعني جمعہ اس لئے نام ہوا کہ لوگ اس میں جمع ہوتے ہیں اور عبد جالیت میں اس کا نام یوم الحروبہ تھا اس کی فضیلت کے بارے میں امام ترمذی یہ حدیث لائے ہیں۔ عن ابی هریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خیر یوم طلعت فیہ الشمس یوم الجمعة فیہ خلق ادم و فیہ ادخل الجنة و فیہ اخرج منها و لا تفوت الساعۃ الا فی یوم الجمعة یعنی تمام نذول میں ہوتا ہے اور اس دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا ہوئے اور اس دن میں جنت میں داخل کئے گئے اور اس دن ان کا جنت سے خروج ہوا اور قیامت بھی اس دن قائم ہو گی۔

فعائل جمعہ پر مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، یہ امت کی ہفتہ داری عید ہے۔ مگر صد افسوس کہ جن حضرات نے دہمات میں جمعہ بند کرنے کی تحریک چلائی اس سے کتنے ہی دہمات کے مسلمان جمعہ سے اس درجہ غافل ہو گئے کہ ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ آج جمعہ کا دن ہے۔ اس کی ذمہ داری ان علماء پر عائد ہوتی ہے۔ کاش یہ لوگ حالات موجودہ کا جائزہ لے کر مفاد امت پر غور کر سکتے۔

### باب

### ۱۳ - باب

(۸۹۹) ہم سے عبد اللہ بن محمد منذری نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ورقاء بن عمرو نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دیبار نے، ان سے مجاهد نے، ان سے ابی عمر بن جہاں نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورتوں کو رات کے وقت مسجدوں میں آنے کی اجازت دے دیا کرو۔

(۹۰۰) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ ابن عمر نے بیان کیا۔ ان سے نافع نے، ان سے عبد اللہ بن عمر بن جہاں نے، انسون نے کہا کہ حضرت عمر بن جہاں کی ایک یوں تھیں جو صبح اور عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے کے لئے مسجد میں آیا کرتی تھیں۔ ان سے کہا گیا کہ باوجود اس علم کے کہ حضرت عمر بن جہاں اس بات کو مکروہ جانتے ہیں اور وہ غیرت محسوس کرتے ہیں پھر آپ مسجد میں کیوں جاتی ہیں۔ اس پر انسون نے جواب دیا کہ

۸۹۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِذْنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللِّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ)). [راجح: ۸۶۵]

۹۰۰- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَاطِةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَتْ امْرَأَةٌ لِعُمَرَ تَشَهَّدُ صَلَاةَ الصُّبْحِ وَالعِشَاءِ فِي الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسَجِدِ. فَقَبَّلَ لَهَا: لَمْ تَخْرُجْنِي وَلَذِ تَعْلَمَنِي أَنْ عُمَرَ يَكْرَهُ ذَلِكَ وَيَهْرَأُ؟ قَالَتْ: وَمَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْهَايِ؟ قَالَ:

پھر وہ مجھے منع کیوں نہیں کر دیتے۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں میں آنے سے مت روکو۔

### باب اگر بارش ہو رہی ہو تو جمعہ میں حاضر ہونا واجب نہیں

(۹۰) ہم سے مسدود بن مسہد نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہمیں صاحب الزیادی عبد الحمید نے خبر دی، کہا کہ ہم سے محمد بن سیرن کے پچاڑا زاد بھائی عبد اللہ بن حارث نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے موزن سے ایک دفعہ بارش کے دن کہا کہ اشہد ان محمدما رسول اللہ کے بعد حسی علی الصلوٰۃ (نماز کی طرف آؤ) نہ کہنا بلکہ یہ کہنا کہ صلواتی بیوتوکم (اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو) لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا تو آپ نے فرمایا کہ اسی طرح مجھ سے بہتر انسان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے کیا تھا۔ بے شک جمعہ فرض ہے اور میں مکروہ جانتا ہوں کہ تمہیں گھروں سے باہر نکال کر مٹی اور کچپڑ پھسلوں میں چلاوں۔

یمنعہ قول رسول اللہ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ)). [راجح: ۸۶۵]

### ۱۴- باب الرُّخْصَةِ إِن لَمْ يَخْضُرِ الْجُمُعَةُ فِي الْمَطَرِ

۹۰۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ صَاحِبُ الزَّيَادِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحَارِثِ ابْنُ عَمِّ مُحَمَّدٍ بْنِ سِيرِينَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسَ لِمُؤْذِنِهِ فِي يَوْمِ مَطَرٍ: إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولَ اللَّهِ فَلَا تَقُلْ: حَسِّيْ عَلَى الصَّلَاةِ، قُلْ: صَلُّوا فِي يَوْمِكُمْ فَكَانَ النَّاسُ اسْتَكْرُوا، فَقَالَ: فَعَلَّمَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي، إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزَمَةٌ، وَإِنِّي كَرِهُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمَشُّونَ فِي الطَّينِ وَالدَّخْنِ.

[راجح: ۶۱۶]

**تَسْبِيحُ** حضرت ابن عباسؓ کا مطلب یہ تھا کہ بے شک جمعہ فرض ہے۔ مگر حالات بارش میں یہ عزیمت رخصت سے بدلت جاتی ہے لہذا کیوں نہ اس رخصت سے تم کو فائدہ پہنچاؤں کر تم کچپڑ میں پھسلنے اور بارش میں بیکنے سے فیج جاؤ۔

### باب جمعہ کے لئے کتنی دور والوں کو آنا چاہئے اور کن لوگوں پر جمعہ واجب ہے؟

کیونکہ خداوند تعالیٰ کا (سورہ جمعہ میں) ارشاد ہے ”جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان ہو (تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو) عطاء بن رباح نے کہا کہ جب تم اسی بستی میں ہو جمال جمعہ ہو رہا ہے اور جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو تمہارے لئے جمعہ کی نماز پڑھنے آتا واجب ہے۔ اذان سنی ہو یا نہ سنی ہو۔ اور حضرت انس ابن مالک بن شرشر

### ۱۵- باب مِنْ أَنَّ تُقْنَى الْجُمُعَةُ ، وَعَلَى مَنْ تَجْبُ؟

لقول اللہ تعالیٰ: ((إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ)) [سورة الجمعة: ۹].  
وقال عطاء : إذا كُنت في قرية جامعية فنُودي بالصلوة من يوم الجمعة فحق عليك أن تشهدها، سيفت النداء أو لم

(بصہر سے) چھ میل دور مقام زاویہ میں رہتے تھے، آپ یہاں بھی اپنے گھر میں جمعہ پڑھ لیتے اور کبھی یہاں جمعہ نہیں پڑھتے۔

(بلکہ بصہر کی جامع مسجد میں جمعہ کے لئے تشریف لایا کرتے تھے)

تَسْمَعَةً . وَكَانَ أَنْسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي  
قَصْرِهِ أَحْيَا نَاسًا يُجَمِّعُونَ، وَأَحْيَا نَاسًا لَا يُجَمِّعُونَ،  
وَهُوَ بِالزَّاوِيَةِ عَلَى قَرْنَخِينِ.

**لَشَيْخُ** آیت مذکورہ سورہ جمد سے جسور علاء نے یہ ثابت کیا ہے کہ جمال تک اذان پہنچ سکتی ہو وہاں تک کے لوگوں کو جمعہ میں حاضر ہونا فرض ہے۔ امام شافعیؓ نے کہا کہ آواز پہنچنے سے یہ مراد ہے کہ موذن بلند آواز ہو اور کوئی غل نہ ہو اسکی حالت میں جتنی دوڑ تک بھی آواز پہنچے۔ الوداع میں حدیث ہے کہ جمعہ ہر اس شخص پر واجب ہے جو اذان سنے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ شر ہو یا دوست جمل بھی مسلمان رہتے ہوں اور اذان ہوتی ہو وہاں جمعہ کی ادائیگی ضروری ہے (وحیدی) اذان کا سنتا بطور شرط نہیں ہے قرآن میں لفظ اذانودی ہے۔ فلسفہ۔

(۹۰۲) ہم سے احمد بن صالحؓ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے عبید اللہ بن ابی جعفر نے کہ محمد بن جعفر بن زینیر نے ان سے بیان کیا، ان سے عروہ بن زینیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کرم کی زوجہ مطہرہ نے، آپ نے کہا کہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے اپنے گھروں سے اور اطراف مدینہ گاؤں سے (مسجد نبوی میں) باری باری آیا کرتے تھے۔ لوگ گرد و غبار میں چلے آتے، گرد میں اٹے ہوئے اور پہیں میں شرابوں۔ اس قدر پہیں ہوتا کہ تمہتا نہیں تھا۔ اسی حالت میں ایک آدمی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس دن (جمعہ میں) غسل کر لیا کرتے تو بتہو تا۔

٩٠٢ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جَعْفَرٍ بْنِ الزَّبِيرِ حَدَّثَهُ عَنْ عَرْوَةَ بْنِ الزَّبِيرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ يَتَابُونَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ مَنَازِلِهِمْ وَالْعَوَالِيَ فَيَاتُونَ فِي الْفَبَارِ يُصَبِّهِمُ الْفَبَارُ وَالْعَرَقُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُمُ الْعَرَقُ، فَلَتَّنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنْسَانٌ مِنْهُمْ - وَهُوَ عِنْدِي - لَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: (لَوْ أَنْكُمْ تَطَهَّرُنَّ لَيَوْمِكُمْ هَذَا).

**لَشَيْخُ** جمعہ کے دن غسل کرنا موجب اجر و ثواب ہے مگر یہ غسل واجب ہے یا مستحب، اس میں اختلاف ہے۔ بعض احادیث میں اس کے لئے لفظ واجب استعمال ہوا ہے اور بعض میں مسند امر بھی ہے جس سے اس کا واجب ثابت ہوتا ہے مگر ایک روایت میں سره ابن جندبؓ سے ان لفظوں میں بھی مروی ہے۔ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من توضأ للجمعة فبها ونعمت ومن اغتنسل فذلك افضل (رواہ الخمسة لا ابن ماجة) یعنی آخر ضرر شیخہ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے لئے وضو کیا پس اچھا کیا اور بہت ہی اچھا کیا اور جس نے غسل بھی کر لیا پس یہ غسل افضل ہے۔ اس حدیث کو تنفسی نے حسن کہا ہے اسی ہاؤ پر علامہ شوکانی فرماتے ہیں۔ قال التزوی لفکی وجوہہ عن طائفۃ من السلف حکوہ عن بعض الصحابة و به قال اهل الظاهر یعنی (حدیث بخاری کے تحت) سلف میں سے ایک جماعت سے غسل جمعہ کا واجب نقل ہوا ہے بعض صحابہ سے بھی یہ منقول ہے اور اہل ظاہر کا یہ فتوی ہے۔

مگر دسری روایت کی بنا پر حضرت علامہ شوکانی فرماتے ہیں وذهب جمهور العلماء من السلف والخلف وفقہاء الامصار الى انہا مستحب (نیل) یعنی سلف اور خلف سے جسور علاء فقيماء انصار اس طرف گئے ہیں کہ یہ مستحب ہے جن روایات میں حق اور واجب کا لفظ آیا ہے اس سے مراد تأکید ہے اور وہ واجب مراد نہیں ہے جن کے تک سے گناہ لازم آئے (نیل) ہاں جن لوگوں کا یہ حال ہو وہ

ہفتہ بھرن نہاتے ہوں اور ان کے جسم و لباس سے بدبو آری ہو، ان نے لئے عُشل جمعہ ضروری ہے۔ حضرت علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحلیہ فرماتے ہیں۔ قلت قد جاء في هذا الباب احاديث مختلفة بعضها يدل على ان الفصل يوم الجمعة واجب وبعضها يدل على انه مستحب والظاهر عندي انه سنة مؤكدة وبهذا يحصل الجمع بين الاحاديث المختلفة والله تعالى اعلم (التحفة الاحوذى)، یعنی میں کتنا ہوں کہ اس مسئلہ میں مختلف احادیث آئی ہیں بعض سے وجوہ عُشل ثابت ہوتا ہے اور بعض سے صرف استحباب اور میرے نزدیک ظاہر مسئلہ یہ ہے کہ عُشل جمعہ سنت مؤکدہ ہے اور اسی طرح سے مختلف احادیث وارده میں تطیق دی جاسکتی ہے۔ احادیث ذکورہ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اہل دینات جمعہ کے لئے ضرور حاضر ہوا کرتے تھے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی اقتداء ان کے لئے باعث صدقہ تھی اور وہ اہل دینات بھی ایسے کہ اونٹ اور بکریوں کے چرانے والے، عزت کی زندگی گزارنے والے، بعض دفعہ عُشل کے لئے موقع بھی نہ ملتا اور بدن کے پیسوں کی بوآتی رہتی تھی۔

اگر اسلام میں اہل دینات کے لئے جمعہ کی ادائیگی معاف ہوتی تو ضرور کبھی نہ کبھی آخرپرست ﷺ ان سے فرمادیتے کہ تم لوگ اس قدر محنت مشقت کیوں اٹھاتے ہو، تمہارے لئے جمعہ کی حاضری فرض نہیں ہے مگر آپ ﷺ نے ایک وحد بھی ایسا نہیں فرمایا جس سے صاف ظاہر ہے کہ جمعہ ہر مسلمان پر فرض ہے ہاں جن کو خود صاحب شریعت نے مشتمل فرمادیا، ان پر فرض نہیں ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ عُشل جمعہ برعکالت ہونا چاہئے کیونکہ اسلام میں صفائی سترہائی کی بڑی تائید ہے۔

قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا (إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ التَّوَابِينَ وَيَعْلَمُ الْمُتَظَاهِرِينَ) (آل عمرہ: ۲۲۲) ”بے شک اللہ پاک توبہ کرنے والوں اور پاکی حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“ عُشل بھی پاکی حاصل کرنے کا اہم ذریعہ ہے، اسلام میں یہ اصول مقرر کیا گیا کہ بغیر پاکی حاصل کئے نماز ہی درست نہ ہوگی جس میں بوقت ضرورت استغاء، عُشل، وضو سب طریقے داخل ہیں۔

جعہ المند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی فرماتے ہیں۔ قال النبي صلی الله علیہ وسلم الطهور شطر الایمان. اقول المراد بالایمان ہبناہینہ نفسانیہ مرکبہ من نور الطہارہ والاخبات والاحسان او سخا اوضع منه في هذا المعنى ولا شك ان الطهور شطره (جعہ اللہ البالغة) یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”طہارت نصف ایمان ہے“ میں کتنا ہوں کہ یہاں ایمان سے ایک ایسی بیت نفسانیہ مراد ہے جو نور طہارت اور خشوع سے مرکب ہے اور لفظ احسان اس معنی میں ایمان سے زیادہ واضح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طہارت اس کا نصف ہے۔

خلاصہ المرام یہ کہ جمعہ کے دن خاص طور پر نہاد ہو کر خوب پاک صاف ہو کر نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جانا موجب صد اجر و ثواب ہے اور نمانے دھونے سے صفائی سترہائی کا حصول صحت جسمانی کے لئے بھی مفید ہے۔ جو لوگ روزانہ عُشل کے عادی ہیں ان کا تو ذکر ہی کیا ہے مگر جو لوگ کسی وجہ سے روزانہ عُشل نہیں کر سکتے کم از کم جمعہ کے دن وہ ضرور ضرور عُشل کر کے صفائی حاصل کریں۔ جمعہ کے دن عُشل کے علاوہ بوقت جذبات مردوں ہورت دونوں کے لئے عُشل واجب ہے، یہ مسئلہ اپنی جگہ پر تفصیل سے آپ کا ہے۔

**۱۶- بَابُ وَقْتِ الْجُمُعَةِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَذَلِكَ يُذَكَّرُ عَنْ غَمَرَ وَغَلَيٍ**  
اور حضرت عمر اور حضرت علی اور نعمان بن بشیر اور عمرو بن حرب  
**وَالنَّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ وَغَمَرُو بْنُ حَرْبَيْثٍ**  
رسوان اللہ علیم اجمعین اسی طرح مردی ہے۔  
**رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ**

(۹۰۳) ہم سے عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا، کما کہ ہمیں عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کما کہ ہمیں یحییٰ بن سعید نے خبر دی  
اللہ قائل: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَأَلَ

کہ انہوں نے عمرہ بنت عبدالرحمن سے جمعہ کے دن غسل کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ لوگ اپنے کاموں میں مشغول رہتے اور جمعہ کے لئے اسی حالت (میل کپیل) میں چلے آتے، اس لئے ان سے کہا گیا کہ کاش تم لوگ (کبھی) غسل کر لیا کرتے۔

**لئے** باب اور حدیث میں مطابقت لفظ حدیث کانوا اذا ارادوا الى الجمعة سے ہے۔ علامہ عینی فرماتے ہیں لان الرواح لا يكون الا بعد الزوال امام بخاری نے اس سے ثابت فرمایا کہ صحابہ کرام جمعہ کی نماز کے لئے زوال کے بعد آیا کرتے تھے معلوم ہوا کہ جمعہ کا وقت بعد زوال ہوتا ہے۔

(۹۰۲) ہم سے سرتنج بن نعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے فتح بن سلیمان نے بیان کیا ان سے عثمان ابن عبدالرحمن بن عثمان تھی نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج ڈھل جاتا۔

(۹۰۵) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خردی، کہا کہ ہمیں حیدر طویل نے انس بن مالکؓ سے خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ ہم جمعہ سویرے پڑھ لیا کرتے اور جمعہ کے بعد آرام کرتے تھے۔

عمرۃ عن الفصل یوم الجمعة فقالت:  
قالت عائشة رضي الله عنها: (كان  
الناس مهنة أنفسهم، وكانوا إذا رأحوا  
إلى الجمعة راحوا في هبتهم، فقيل  
لهم: لو اغتصبتهم). [طرفة في : ۲۰۷۱]

٤ - حدثنا سُرِيجُ بْنُ النَّعْمَانَ قَالَ:  
حدثنا فليخُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُثْمَانَ التِّبِيِّ عَنْ أَنَسِ  
بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: (أَنَّ النَّبِيَّ  
كَانَ يَصْلِي الْجُمُعَةَ حِينَ تَمَيلُ الشَّمْسِ).

٥ - حدثنا عبدان قال : أخبرنا عبد الله قال : أخبرنا عبد الله قال : أخبرنا حميد عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال : (كُنَّا نُبَكِّرُ بالجمعة، وَنَقِيلُ بَعْدَ الجمعة).

[طرفة في : ۹۴۰].

**لئے** امام بخاریؓ نے وہی ذہب اختیار کیا جو جموروں کا ہے کہ جمعہ کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے کیونکہ وہ ظهر کا قائم مقام ہے بعض احادیث سے جمعہ قبل الزوال بھی جائز معلوم ہوتا ہے یہاں لفظ نبکر بالجمعة یعنی صحابہ کرتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز کے لئے جلدی جیلا کرتے تھے (اس سے قبل الزوال کے لئے گنجائش نہیں ہے) اس کے بارے میں علامہ امام شوکلی مرحوم فرماتے ہیں۔ ظاهر ذلک انہم کانوا يصلون الجمعة باکر النہار قال الحافظ لکن طریق الجمع اولی من دعوى التعارض وقد تقرر ان التبکير يطلق على فعل الشئ في اول وقت او تقديمها على غيره وهو المراد هبنا المعنى انهم كانوا يبدلون بالصلوة قبل القبلة بهخلاف ما جرت به عادتهم في صلوة الظهر في الحر فإنهم كانوا يقبلون ثم يصلون لمشروعية الابرااد

یعنی حدیث بلا سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ جمعہ اول دن میں ادا کر لیا کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ہر دو احادیث میں تعارض پیدا کرنے سے برتر یہ ہے کہ ان میں تبکیر دی جائے۔ یہ امر حق ہے کہ تبکیر کا لفظ کسی کام کا اول وقت میں کرنے پر بولا جاتا ہے یا اس کا غیرہ مقدم کرنا۔ یہاں کی مراد ہے معنی یہ ہوا کہ وہ قبولہ سے قبل جمعہ کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے بخلاف ظهر کے کیونکہ گریبوں میں ان کی عادت یہ تھی کہ پہلے قبولہ کرتے پھر ظہر کی نماز ادا کرتے تاکہ تبعذ اوقات کرنے کی مشروعت پر عمل ہو۔

گر لفظ حین تمیل الشمس (یعنی آخر نصف شبیل) سورج ڈھلنے پر جمعہ ادا فرمایا کرتے تھے پر علامہ شوکلی فرماتے ہیں فیہ اشعار

بمواظیبہ صلی اللہ علیہ وسلم علی صلوٰۃ الجمعة اذا زالت الشمس يعني اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ زوال شمس کے بعد نماز جمعہ ادا فرمایا کرتے تھے امام بخاری اور جمودر کامسلک یہی ہے، اگرچہ بعض صحابہ اور سلف سے زوال سے پہلے بھی جمعہ کا جواز منقول ہے مگر امام بخاری کے نزدیک ترجیح اسی مسلک کو حاصل ہے۔ ایسا ہی علامہ عبدالرحمٰن مبارکبوریؒ فرماتے ہیں والظاهر المعلوم علیہ هو ماذهب الیه الجمهور من انه لا تجوز الجمعة الا بعد زوال الشمس واما ما ذهب اليه بعضهم من انها تجوز قبل الزوال فليس فيه حديث صحيح صریح والله اعلم (تحفۃ الاحوڑی)

## باب جمعہ جب سخت گرمی میں

آن پڑے

۱۷ - بَابُ إِذَا اشْتَدَ الْحَرُّ يَوْمَ

الْجُمُعَةِ

(۹۰۶) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے حری بن عمارہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو خلدہ بن کاتام خالد بن دینار ہے، نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ اگر سردی زیادہ پڑتی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سوریے پڑھ لیتے۔ لیکن جب گرمی زیادہ ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز پڑھتے۔ آپ کی مراد جمعہ کی نماز سے تھی۔ یونس بن بکیر نے کہا کہ ہمیں ابو خلدہ نے خبر دی۔ انہوں نے صرف نماز کہا۔ جمعہ کا ذکر نہیں کیا اور بشر بن ثابت نے کہا کہ ہم سے ابو خلدہ نے بیان کیا کہ امیر نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز کس وقت پڑھتے تھے؟

۹۰۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرِ الْمُقْدَمِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا حَرَمَيُّ بْنُ عَمَارَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ - هُوَ خَالِدُ بْنُ دِينَارٍ - قَالَ: سَمِعْتَ أَنَسَّ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ : (كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اشْتَدَ الْبَرْدُ بَكْرٌ بِالصَّلَاةِ. وَإِذَا اشْتَدَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ) يَعْنِي الْجُمُعَةَ. قَالَ يُونُسُ بْنُ بَكْرٍ : أَخْبَرَنَا أَبُو خَلْدَةَ وَقَالَ: (بِالصَّلَاةِ) وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ. وَقَالَ بِشْرٌ بْنُ ثَابَتٍ: حَدَّثَنَا أَبُو خَلْدَةَ قَالَ: (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْلَّى الظُّفَرَ؟).

**لیشیخ** امیر سے حکم بن ابو عقیل ثقیل مزاد ہیں جو حاجی بن یوسف کی طرف سے نائب تھے استدلل بہ ابن بطال علی ان وقت الجمعة وقت الظہر لان انسا سوی بینہما فی جوابہ للحكم المذکور حین قیل کیف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصلی الظہر (یعنی) اس سے ابن بطال نے استدلال کیا کہ جمعہ اور ظہر کا وقت ایک ہی ہے۔ کیونکہ حضرت انس نے جواب میں جمعہ اور ظہر کو برابر کیا جبکہ ان سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ ظہر کی نماز کس وقت ادا فرمایا کرتے تھے؟

## باب جمعہ کی نماز کے لئے چلنے کا بیان

اور خداوند تعالیٰ نے (سورہ جمعہ) میں فرمایا کہ ”اللہ کے ذکر کی طرف تیزی کے ساتھ چلو“ اور اس کی تفسیر جس نے یہ کہا کہ ”سعی“ کے معنی عمل کرنا اور چلتا جیسے سورہ بنی اسرائیل میں ہے ”سعی لہا

۱۸ - بَابُ الْمَشْنِيِّ إِلَى الْجُمُعَةِ،

وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: (فَاسْفَعُو إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ) وَمَنْ قَالَ السَّفْنَى الْعَمَلَ وَالذَّهَابَ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: (وَوَسَعَ لَهَا سَعِيهَا).

سعیہا۔” یہاں سعی کے کیسی معنی ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ خرید و فروخت جمعہ کی اذان ہوتے ہی حرام ہو جاتی ہے۔ عطاء نے کہا کہ تمام کاروبار اس وقت حرام ہو جاتے ہیں۔ ابراہیم بن سعد نے زہری کا یہ قول نقل کیا کہ جمعہ کے دن جب موزون اذان دے تو مسافر بھی شرکت کرے۔

وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : يَحْرُمُ الْبَيْعُ حِينَلِهِ . وَقَالَ عَطَاءُ : تَحْرُمُ الصَّنَاعَاتُ كُلُّهَا . وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ : إِذَا أَذْنَ الْمُؤْذِنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ مُسَافِرٌ فَعَلَيْهِ أَنْ يَسْتَهِدَ .

لشیخ یہاں سعی کے معنی عمل کے ہیں یعنی جس نے عمل کیا آخرت کے لئے وہ عمل جو درکار ہے۔ ان نے اسی کا کہ جب سعی کا حکم ہوا اور بعض منع ہوئی تو معلوم ہوا کہ سعی سے وہ محل مراد ہے جس میں خدا کی عبادت ہو۔ مطلوب آیت کا یہ ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو خدا کا کام کرو دنیا کا کام چھوڑ دو۔

(۹۰۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یزید بن ابی مريم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبایہ بن رفاحہ بن رافع بن خدنگ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں جمعہ کے لئے جا رہا تھا۔ راستے میں ابو عبس رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہے کہ جس کے قدم خدا کی راہ میں غبار آکو ہو گئے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کر دے گا۔

۹۰۷ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي مَرِيمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبَايَةُ بْنُ رَفَاعَةَ قَالَ : أَذْرَكَهُ أَبُو عَبْسٍ وَأَنَا أَذْهَبُ إِلَيَّ الْجُمُعَةَ فَقَالَ : سَمِعْتُ رَمْزَلَ اللَّهُ يَقُولُ : ((مَنْ اغْبَرَتْ لَدْنَمَاهَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَرَمَةَ اللَّهِ عَلَى النَّارِ)).

[ طرفہ فی : ۲۸۱۱ ]

لشیخ حدیث اور ترجمہ میں مطابقت لفظ فی سبیل اللہ سے ہوتی ہے اس لئے جمعہ کے لئے چلانی سبیل اللہ ہی میں چلانا ہے گویا حضرت ابو عبس عبد الرحمن رضی اللہ عنہ انصاری بدرا مصالی مشہور نے جمعہ کو بھی جماد کے حکم میں داخل فرمایا۔ پھر انہوں نے ان حضرات پر جنوں نے کتنے ہی دعائیں میں جمعہ نہ ہونے کا فتویٰ دے کر دیساتی مسلمانوں کو جمعہ کے ثواب سے محروم کر دیا۔ دعائیں میں بت کم لوگ ایسے ہیں جو شروع میں جمعہ ادا کرنے کے لئے جائیں۔ وہ نماز بخوبت تک میں سستی کرتے ہیں۔ نماز جمعہ کے لئے ان حضرات علماء نے چھوٹ دے دی جس سے ان کو کافی سارا مل گیا۔ انا لله

(۹۰۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زہری نے سعید اور ابو سلمہ سے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (دوسری سند سے بیان کیا) امام بخاری نے کہا اور ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے اور انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے خبر دی، وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے تھے کہ آپ

۹۰۸ - حَدَّثَنَا آدُمَ قَالَ : حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم . وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ : أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ

نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب نماز کے لئے عجیب کی جائے تو دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ (اپنی معمولی رفتار سے) آؤ پورے اطمینان کے ساتھ پھر نماز کا جو حصہ (امام کے ساتھ) پالاوے پڑھ لو اور جو رہ جائے تو اسے بعد میں پورا کرو۔

قالَ سَمِيعُتْ رَسُولُ اللَّهِ يَقُولُ: (إِذَا أَقِيمَتِ الصَّلَاةَ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعُونَ، وَأَتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ، فَمَا أَذْرَكُمْ فَصَلُوا، وَمَا فَلَكُمْ فَأَلِسْمُوا).

[راجع: ٦٣٦]

یہیں سے ترجمہ باب حلقا ہے کیونکہ جمعہ کی نماز بھی ایک نماز ہے اور اس کے لئے دوڑنا منع ہو کر معمولی چال سے چلنے کا حکم ہوا کی ترجیح باب ہے۔

(٩٠٩) ہم سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو قتیبہ بن قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے علی بن مبارک نے بھی بن ابی کثیر سے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی قادہ نے --- (امام بخاری رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ عبد اللہ نے اپنے باپ ابو قادہ سے روایت کی ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا جب تک مجھے دیکھ نہ لوم بندی کے لئے کڑے نہ ہوا کرو اور آہنگی سے چنان لازم کرلو۔

٩٠٩ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ فَيَقُولُ: حَدَّثَنَا أَبُو قَتِيبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَادَةَ لَا أَغْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ فَلَمَّا قَالَ لَا تَقُومُوا حَتَّى تَرَوْنِي وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةَ. [راجع: ٦٣٧]

**لشیخ** حضرت امام بخاریؓ نے احتیاط کی رہا ہے اس میں شک کیا کہ یہ حدیث ابو قادہ کے بیٹے عبد اللہ نے اپنے باپ سے موصولاً روایت کی یا عبد اللہ نے اس کو مرسلًا روایت کیا، شاید یہ حدیث انہوں نے اس کتاب میں اپنی یاد سے لکھی، اس وجہ سے ان کو شک رہا لیکن اساعلیٰ نے اسی سند سے اس کو کھلا اس میں شک نہیں ہے عبد اللہ سے انہوں نے ابو قادہ سے روایت کی موصولة ایسے بہت سے بیانات سے واضح ہے کہ حضرت امام بخاریؓ روایت حدیث میں انتہائی احتیاط ملحوظ رکھتے تھے پھر تھے ہے ان لوگوں پر جو صحیح مرفوع احادیث کا انکار کرتے ہیں ہذا ہم اللہ

١٩ - بَابُ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَ النِّينِ يَوْمَ

### الْجُمُعَةُ

٩١٠ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بْنِ وَدِينَةِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((مَنْ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَتَطَهَّرَ بِمَا اسْتَطَاعَ مِنْ طَهْرٍ، ثُمَّ اذْهَنَ أَوْ مَسَّ مِنْ

باب جمعہ کے دن جمل دو آدمی بیٹھے ہوئے ہوں ان کے بیچ میں نہ داخل ہو

(٩١٠) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خردی انہوں نے کہا کہ ہمیں ابی ذبب نے خردی، انہیں سعید مقربی نے، انہیں ان کے باپ ابوسعید نے، انہیں عبد اللہ بن ودیعہ نے، انہیں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور خوب پاکی حاصل کی اور تیل یا خوشبو استعمال کی، پھر جمعہ کے

طیب، ثُمَّ رَاحَ وَلَمْ يُفْرَقْ بَيْنَ النِّسَاءِ  
لَعْلَى مَا كُتِبَ لَهُ، ثُمَّ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ  
أَنْصَتَ، غُفْرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَمْعَةِ  
الْأُخْرَى). [راجع: ۸۸۳]

**لِتَشْرِيفِ** آداب جمع میں سے ضروری ادب ہے کہ آنے والا نامیت ہی ادب و ممتازت کے ساتھ جمال جگہ پائے بیٹھ جائے۔ کسی کی گرون چلاگ کر آگے نہ بڑھے کیونکہ یہ شرعاً منوع اور معیوب ہے۔ اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ شریعت اسلامی میں کسی کو ایسا پہنچانا خواہ دہ ایذا بیان عبادت نمازی کیوں نہ ہو، وہ عند اللہ گناہ ہے۔ اسی مضمون کی اگلی حدیث میں مزید تفصیل آرہی ہے۔

۲۰۔ بَابُ لَا يُقْيِيمُ الرَّجُلُ أَخَاهُ يَوْمَ

### الْجَمْعَةِ وَيَقْعُدُ فِي مَكَانِهِ

۹۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلُدُ  
بْنُ يَزِيدَ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ:  
سَمِعْتُ نَافِعًا قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ  
أَنْ يُقْيِيمَ الرَّجُلُ أَخَاهُ مِنْ مَقْعِدِهِ وَيَجْلِسَ  
فِيهِ)). قَلْتُ لِنَافِعٍ: الْجَمْعَةُ؟ قَالَ:  
الْجَمْعَةُ وَغَيْرُهَا.

[طرفہ فی : ۶۲۶۹، ۶۲۷۰].

تعجب ہے ان لوگوں پر جو اللہ کی مساجد حتیٰ کہ کعبہ معظمہ اور مدینہ المنورہ میں ثواب کے لئے دوڑتے ہیں اور دوسروں کو تکلیف پہنچا کر ان کی جگہ پر قبضہ کرتے ہیں بلکہ بعض دفعہ جھگڑا فسا توک نبوت پہنچا کر پھر وہاں نماز پڑھتے اور اپنے نفس کو خوش کرتے ہیں کہ وہ عبادت الہی کر رہے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ انہوں نے عبادت کا صحیح مضموم نہیں سمجھا بلکہ بعض نمازی تو ایسے ہیں کہ ان کو حقیقی عبادت کا پتہ نہیں ہے اللهم ارحم علی امة حبیک صلی اللہ علیہ وسلم

یہاں مولانا وحید الزماں مرحوم فرماتے ہیں کہ مسجد خدا کی ہے کسی کے باوا دادا کی ملک نہیں جو نمازی پہلے آیا اور کسی جگہ بیٹھ گیا وہی اس جگہ کا حقدار ہے، اب باادشاہ یا وزیر بھی آئے تو اس کو اٹھانے کا حق نہیں رکھتا۔ (وحیدی)

### بَابُ جَمْعَهِ كَوْنِ اِذَانِ كَابِيَانِ

۹۱۲۔ حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي  
ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ  
قَالَ: (كَانَ النَّدَاءُ يَوْمَ الْجَمْعَةِ أَوْلَهُ إِذَا

### خُود وہاں نہ بیٹھے

(۹۱۱) ہم سے محمد بن سلام پیکنندی رض نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں مخلد بن یزید نے خبر دی، کہا کہ ہمیں ابن جرتج نے خبر دی، کہا کہ میں نے نافع سے سنا، انہوں نے کہا میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جائے۔ میں نے نافع سے پوچھا کہ کیا یہ جمع کے لئے ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ جمع اور غیر جمع سب کے لئے یہی حکم ہے۔

### ۲۱۔ بَابُ الْأَذَانِ يَوْمَ الْجَمْعَةِ

۹۱۲۔ حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: (كَانَ النَّدَاءُ يَوْمَ الْجَمْعَةِ أَوْلَهُ إِذَا

عنہما کے زمانے میں جمع کی پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر خطبہ کے لئے بیٹھتے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب مسلمانوں کی کثرت ہو گئی تو وہ مقام زوراء سے ایک اور اذان دلوانے لگے۔ ابو عبد اللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زوراء عمدۃ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔

جَلَسَ الْإِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ  
وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.  
فَلَمَّا كَانَ غُثْمَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَثُرَ  
النَّاسُ - زَادَ النَّدَاءُ الْفَالِثُ عَلَى الرُّوزَاءِ  
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الرُّوزَاءُ مَوْضِعَهُ بِالسُّوقِ  
بِالْمَدِينَةِ). [اطرافہ فی: ۹۱۳، ۹۱۵، ۹۱۶].

**لشیخ** معلوم ہوا کہ اصل اذان جمعہ وہی ہو آنحضرت ﷺ و شیخین کے مبارک نمازوں میں امام کے منبر پر آنے کے وقت دی جاتی تھی۔ بعد میں حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے بازار میں ایک اذان کا اور اضافہ کروایا۔ تاکہ وقت سے لوگ جمعہ کے لئے تیار ہو سکیں۔ حضرت عثمانؓ کی طرح بوقت ضرورت مسجد سے باہر کی مناسب جگہ پر یہ اذان اگر آپ بھی دی جائے تو جائز ہے مگر جہاں ضرورت نہ ہو وہاں سنت کے مطابق صرف خطبہ ہی کے وقت خوب بلند آواز سے ایک ہی اذان دینی چاہئے۔

### باب جمعہ کے لئے ایک مؤذن

#### مقرر کرنا

(۹۱۳) ہم سے ابو قیم فضل بن دکین نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالعزیز بن ابو سلمہ ماجشوں نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے سائب بن زید نے کہ جمعہ میں تیری اذان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جبکہ عمدۃ میں لوگ زیادہ ہو گئے تھے جبکہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ہی مؤذن تھے۔ (آپ کے دور میں) جمعہ کی اذان اس وقت دی جاتی جب امام منبر پر بیٹھتا۔

### ۲۲- بَابُ الْمُؤَذِّنِ الْوَاحِدِ يَوْمَ

#### الجمعۃ

۹۱۳- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٌ قَالَ : حَدَّثَنَا عَنْ  
الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي سَلْمَةَ الْمَاجِشُونَ عَنْ  
الرُّهْفَرِيِّ عَنِ السَّابِقِ بْنِ يَزِيدٍ : (أَنَّ الَّذِي  
زَادَ التَّاذِينَ الْفَالِثُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عُثْمَانَ  
بْنَ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - حِينَ كَثُرَ أَهْلُ  
الْمَدِينَةِ - وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ ﷺ مُؤَذِّنٌ  
غَيْرُ وَاحِدٍ، وَكَانَ التَّاذِينَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ  
جِنِّينَ يَحْجِسُ الْإِمَامَ) يعنی علی المنبر.

[راجح: ۹۱۲]

اس سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب منبر پر جاتے تو تمیں مؤذن ایک کے بعد ایک اذان دیتے۔ ایک مؤذن کا مطلب یہ کہ جمعہ کی اذان خاص ایک مؤذن حضرت بالا ہی دیا کرتے تھے ورنہ دیے تو عدم نبوی میں کئی مؤذن مقرر تھے جو باری باری اپنے وقوں پر اذان دیا کرتے تھے۔

### باب امام منبر پر بیٹھے بیٹھے اذان سن کر

#### اس کا جواب وے

(۹۱۳) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں

### ۲۳- بَابُ يُجِيبُ الْإِمَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ

#### إِذَا سَمِعَ النَّدَاءَ

۹۱۴- حَدَّثَنَا أَبْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا

عبداللہ بن مبارک نے خبردی، انہوں نے کہا کہ ہمیں ابو بکر بن عثمان بن سل بن حنفی نے خبردی، ائمہ ابو امامہ بن سل بن حنفی نے، انہوں نے کہا میں نے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ منبر پر بیٹھے، موزون نے اذان دی "اللہ اکبر اللہ اکبر" معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "اللہ اکبر اللہ اکبر" موزون نے کہا "اشد ان لا الہ الا اللہ" معاویہ نے جواب دیا وانا اور میں بھی توحید کی گواہ دیتا ہوں موزون نے کہا "اشد ان محمد رسول اللہ" معاویہ نے جواب دیا وانا "اور میں بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہ دیتا ہوں" جب موزون اذان کہ چکا تو آپ نے کہا حاضرین! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی جگہ یعنی منبر پر آپ بیٹھے تھے موزون نے اذان دی تو آپ یہی فرمادے تھے جو تم نے مجھ کو کہتے ہوں۔

[راجح: ۶۱۲] اذان کے جواب میں سنتے والے بھی وہی الفاظ کہتے جائیں جو موزون سے سنتے ہیں، اس طرح ان کو وہی ثواب ملے گا جو موزون کو ملتا ہے۔

## باب جمعہ کی اذان ختم ہونے تک

امام منبر پر بیٹھا رہے

(۹۱۵) ہم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یسٹ بن سخنے عقیل کے واسطے سے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے کہ سائب بن یزید نے ائمہ خبردی کہ جمعہ کی دوسری اذان کا حکم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس وقت دیا جب نمازی بہت زیادہ ہو گئے تھے اور جمعہ کے دن اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھا کرتا تھا۔

صاحب تفہیم البخاری حنفی دیوبندی کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی اذان کا طریقہ پہلوتہ اذان سے مختلف تھا۔ اور دونوں میں اذان نماز سے کچھ پسلے دی جاتی تھی۔ لیکن جمعہ کی اذان کے ساتھ ہی خطبہ شروع ہو جاتا تھا اور اس کے بعد فوراً نماز شروع کر دی جاتی۔ یہ یاد رہے کہ آجکل جمعہ کا خطبہ شروع ہونے پر امام کے ساتھ آہستہ سے موزون جو اذان دیتے ہیں یہ خلاف ہوتا ہے۔ خطبہ کی اذان بھی بلند جگہ پر بلند آواز سے ہوئی جاتی ہے۔ میں نہیں کہتے ہیں کہ امام بخاریؓ نے اس حدیث سے کوفہ والوں کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ خطبہ سے پسلے منبر پر بیٹھنا شروع نہیں ہے۔

ابو نکر بن عثمان بن سهیل بن حنفی عن أبي أمامة بن سهيل بن حنفي قال: سمعت معاوية بن أبي سفيان وهو جالس على المنبر أذن المؤذن قال: الله أكبير الله أكبير قال: أشهد أن لا إله إلا الله فقل معاوية قال أشهد أن محمدًا رسول الله قال معاوية وآنا فلماً أن قضى العاذن قال: يا أيها الناس، إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على هذا المجلس - حين أذن المؤذن - يقول ما سمعتم متى من مقالي. [راجح: ۶۱۲]

اذان کے جواب میں سنتے والے بھی وہی الفاظ کہتے جائیں جو موزون سے سنتے ہیں، اس طرح ان کو وہی ثواب ملے گا جو موزون کو ملتا ہے۔

## ۴- باب الجلوس على المنبر

عِنْدَ التَّاذِينَ

(۹۱۵) - حدثنا يحيى بن يكير قال: حدثنا الليث عن عقيل عن ابن شهاب أن السائب بن يزيد أخبره (أن التاذين يوم الجمعة أمر به عثمان - حين كثر أهل المسجد - وكان التاذين يوم الجمعة حين ي مجلس الإمام). [راجح: ۶۱۲]

صاحب تفہیم البخاری حنفی دیوبندی کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی اذان کا طریقہ پہلوتہ اذان سے مختلف تھا۔ اور دونوں میں اذان نماز سے کچھ پسلے دی جاتی تھی۔ لیکن جمعہ کی اذان کے ساتھ ہی خطبہ شروع ہو جاتا تھا اور اس کے بعد فوراً نماز شروع کر دی جاتی۔ یہ یاد رہے کہ آجکل جمعہ کا خطبہ شروع ہونے پر امام کے ساتھ آہستہ سے موزون جو اذان دیتے ہیں یہ خلاف ہوتا ہے۔ خطبہ کی اذان بھی بلند جگہ پر بلند آواز سے ہوئی جاتی ہے۔ میں نہیں کہتے ہیں کہ امام بخاریؓ نے اس حدیث سے کوفہ والوں کا رد کیا جو کہتے ہیں کہ خطبہ سے پسلے منبر پر بیٹھنا شروع نہیں ہے۔

## باب جمعہ کی اذان خطبہ کے وقت دینا

(۹۱۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم کو یونس بن یزید نے زہری سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ میں نے سابق بن یزید رضی اللہ عنہ سے یہ ساختا کہ جمعہ کی پہلی اذان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر بیٹھتا۔ جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دور آیا اور نمازوں کی تعداد بڑھ گئی تو آپ نے جمعہ کے دن ایک تیسری اذان کا حکم دیا، یہ اذان مقام زوراء پر دی گئی اور بعد میں یہی دستور قائم رہا۔

## ۲۵- باب التأذين عند الخطبة

٩١٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: سَمِعْتُ السَّابِطَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: ((إِنَّ الْأَذَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كَانَ أَوْلَهُ حِينَ يَجْلِسُ الْإِمَامُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَلَمَّا كَانَ فِي خَلَاقَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَسَكَرُوا - أَمْرَ عُثْمَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْأَذَانِ الثَّالِثِ، فَأَذَنَ بِهِ عَلَى الزُّورَاءِ، فَبَتَّ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ). [راجح: ٩١٢]

**تشریح** تیسری اس کو اس لئے کہا کہ تکمیر بھی اذان ہے۔ حضرت عثمان بن عفان کے بعد سے پھر یہی طریقہ جاری ہو گیا کہ جمعہ میں ایک پہلی اذان ہوتی ہے پھر جب امام منبر پر جاتا ہے تو دوسرا اذان دیتے ہیں پھر نماز شروع کرتے وقت تیسری اذان یعنی تکمیر کہتے ہیں گو حضرت عثمانؓ کا فعل بدعت نہیں ہو سکا اس لئے کہ وہ خلافتے راشدین میں سے ہیں۔ مگر انہوں نے یہ اذان ایک ضرورت سے بڑھائی کہ مدینہ کی آبادی دور دور تک بہت گئی تھی اور خطبہ کی اذان سب کے جمع ہونے کے لئے کافی نہ تھی، آتے آتے ہی نماز ختم ہو جاتی۔ مگر جمال یہ ضرورت نہ ہو وہاں بموجب سنت نبوی صرف خطبہ ہی کی اذان دیتا چاہئے اور خوب بلند آواز سے نہ کہ جیسا جاہل لوگ خطبہ کے وقت آہستہ اذان دیتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہا تھا تیسری اذان بدعت ہے۔ یعنی ایک نئی بات ہے جو آخر حضرت مسیح موعودؐ کے عهد میں نہ تھی اب اس سنت نبوی کو سوائے اہل حدیث کے اور کوئی بجا نہیں لاتے۔ جمال دیکھو سنت عثمانی کا رواج ہے (مولانا وحید الرملہ) حضرت عبد اللہ بن عمر نے جو اسے بدعت کہا اس کی توجیہ میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ فیحتمل ان یکون ذالک علی سبیل الانکار و یتحمل ان یوں ادله لم یکن فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکل مالم یکن فی زمنہ یسمی بدعة (نبی الاولان)

یعنی احتمال ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے انکار کے طور پر ایسا کہا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی مراد یہ ہو کہ یہ اذان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمد مبارک میں نہ تھی اور جو آپ کے زمانہ میں نہ ہواں کو (تفوی حیثیت سے) بدعت یعنی نئی چیز کہا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ بلغتی ان اہل المغرب الادنی الان لا تاذین عندهم سوی مرہ یعنی مجھے خرپچی ہے کہ مغرب والوں کا عمل اب بھی صرف سنت نبوی یعنی ایک نئی اذان پر ہے۔

جمور علمائے اہل حدیث کا مسلک بھی یہی ہے کہ سنت نبوی پر عمل بستر ہے اور اگر حضرت عثمانؓ کے زمانے جیسی ضرورت محسوس ہو تو مسجد سے باہر کسی مناسب جگہ پر یہ اذان کہہ دی جائے تو کوئی مصائب نہیں ہے۔

جن لوگوں نے اذان عثمانی کو بھی مسنون قرار دیا ان کا قول محل نظر ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا عبد الرحمن مبارک پوری رخی نے

بڑی تفصیل سے اس امر پر روشنی ڈالی ہے۔ آخر میں آپ فرماتے ہیں ان الاستدلال علی کون الاذان الثالث ہو من مجتهدات عثمان امر مسنونا لیس بتام الاتری ان ابن عمر قال الاذان الاول يوم الجمعة بدعة فلو كان هذا الاستدلال تماما و كان الاذان الثالث امرا مسنونا لم يطلق عليه لفظ البدعة لاعلى سبيل الانكار ولا على سبيل غير الانكار فان الامر المسنون لا يجوز ان يطلق عليه لفظ البدعة باى معنی کان ففكرا

(تحفة الاحزوی)

**باب خطبه منبر پڑھنا**  
اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کما کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے منبر پر خطبہ پڑھا۔

(۹۱) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ بن عبدالقاری قرشی اسکندرانی نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے ابو حازم بن دینار نے بیان کیا کہ کچھ لوگ حضرت سلیمان بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان کا آپس میں اس پر اختلاف تھا کہ منبر نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی لکڑی کس درخت کی تھی۔ اس لئے سعد رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا خدا گواہ ہے میں جانتا ہوں کہ منبر نبوی کس لکڑی کا تھا۔ پہلے دن جب وہ رکھا گیا اور سب سے پہلے جب اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو میں اس کو بھی جانتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی فلاں عورت کے پاس جن کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے نام بھی بتایا تھا۔ آدمی بھیجا کہ وہ اپنے بڑھی غلام سے میرے لئے لکڑی جوڑ دینے کے لئے کمیں۔ تاکہ جب مجھے لوگوں سے کچھ کہنا ہو تو اس پر بیٹھا کروں چنانچہ انہوں نے اپنے غلام سے کما اور وہ غلبے کے جھاؤ کی لکڑی سے اسے بنایا۔ انصاری خاتون نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہاں رکھوایا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر (کھڑے ہو کر) نماز پڑھائی۔ اسی پر کھڑے کھڑے سمجھیر کی۔ اسی پر رکوع کیا۔ پھر اٹھ پاؤں لوٹے اور منبر پر جڑیں سجدہ کیا اور پھر دوبارہ اسی طرح کیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو خطاب

**۲۶ - بَابُ الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ**  
**وَقَالَ أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: خَطَبَ النَّبِيُّ**  
**عَلَى الْمِنْبَرِ.**

۹۱۷ - حدثنا قتيبة بن سعيد قال: حدثنا  
يعقوب بن عبد الرحمن بن محمد بن عبد الله بن عبد القاري القرشي  
الإسكندراني قال: حدثنا أبو حازم بن دينار: أن رجالاً أتوا سهلاً بن سعيد  
السعديي، وقد امتهروا في المنبر مم  
غودة؟ فسألوه عن ذلك فقال: والله  
لأغفر بمن هو، ولقد رأيت أول يوم  
وضع، وأول يوم جلس عليه رسول الله  
ﷺ: أرسل رسول الله ﷺ إلى فلانة -  
امرأة من الأنصار قد سماها سهل -  
مرى غلام النجار أن يعمل لي أغوازا  
أجلس عليهم إذا كلنت الناس، فأمرته  
عميلها من طرقه الغابة، ثم جاء بها  
فأرسلت إلى رسول الله ﷺ فامر بها  
فوضعها هنا. ثم رأيت رسول الله  
ﷺ صلى عليها، وكثير وهو عليها، ثم  
ركع وهو عليها، ثم نزل الفقيرى  
فسبح في أصل المنبر. ثم غاد. فلما  
فرغ أقبل على الناس فقال: ((آيها

النَّاسُ، إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْلُمُوا بِهِ، فَرِمَايَا لَوْكُو! مِنْ نَيْدِ اسْ لَئِے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری طرح نماز پڑھنی سیکھ لو۔

[راجع: ۳۷۷] [تَسْبِيحَ]

یعنی کھڑے کھڑے ان لکڑیوں پر وعظ کما کروں جب بیٹھنے کی ضرورت ہو تو ان پر بیٹھ جاؤں۔ پس تربصہ باب تکل آیا بغضون نے کما کہ امام بخاری نے یہ حدیث لا کر اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو طبرانی نے کلا کہ آپ نے اس منبر پر خطبہ پڑھا۔ غائب نای ایک گاؤں مدینہ کے قریب تھا وہاں جماو کے درخت بنت تھے۔ آپ اس لئے اٹھے پاؤں اترے تاکہ منہ قبل عی کی طرف رہے۔

(۹۱۸) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے محمد بن عفر بن ابی کثیر نے بیان کیا، کما کہ مجھے یحییٰ بن سعید نے خبر دی، کما کہ مجھے حفص بن عبد اللہ بن انس نے خبر دی، انسوں نے جابر بن عبد اللہ بن عثیمین سے سنا کہ ایک سمجھور کاتنا تھا جس پر نبی کریم ﷺ نیک لگا کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ جب آپ کے لئے منبر بن گیا (آپ نے اس تنے پر نیک نہیں لگایا) تو ہم نے اس سے رونے کی آواز سنی جیسے دوس میںے کی گا بھن او منٹی آواز کرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے منبر سے اتر کر اپنا ہاتھ اس پر رکھا (تب وہ آواز موقوف ہوئی) اور سلیمان نے یحییٰ سے یوں حدیث بیان کی کہ مجھے حفص بن عبد اللہ بن انس نے خبر دی اور انسوں نے جابر سے سنا۔

[راجع: ۴۴۹] [۹۱۸] حدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْتَبَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبْنُ أَنْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : (كَانَ جَذْعَ يَقُومَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ سَمِعَنَا لِلْجَذْعِ مِثْلَ أَصْوَاتِ الْعِشَارِ، حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ). قَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى أَخْبَرَنِي حَفْصُ بْنُ عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ أَنْسٍ سَمِعَ جَابِرًا.

(۹۱۹) سلیمان کی روایت کو خود امام بخاری نے علامات النبوة میں نکلا اس حدیث میں انس کے بیٹے کا نام ذکر ہے۔ یہ لکڑی آنحضرت ﷺ کی جداگانی میں روتے تھے: ب آپ نے اپنا دست مبارک اس پر رکھا تو اس کو تلی ہو گئی کیا مومنوں کو اس لکڑی برابر بھی آنحضرت ﷺ سے محبت نہیں۔ جو آپ کے کلام پر دوسروں کی رائے اور قیاس کو مقدم سمجھتے ہیں (مولانا وحید الزہابی مرحوم) آنحضرت ﷺ کی جداگانی میں اس لکڑی کا روایا یہ میغزات نبوی میں سے ہے۔

[۹۱۹] حدَّثَنَا آدُمُ بْنُ أَبِي إِيَّاسٍ قَالَ : حدَّثَنَا أَنْ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَمِعَتُ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ : ((مَنْ جَاءَ إِلَيَّ الْجَمْعَةَ فَلَيَقْتِسِلْ)). [راجع: ۸۷۷]

(اس حدیث سے منبر ثابت ہوا)

## ۲۷- بَابُ الْخُطْبَةِ قَائِمًا

وَقَالَ أَنْسٌ: يَبْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا.

باب خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا  
اور حضرت انس بن عثیمین نے کما کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دے

رہتے۔

(۹۲۰) ہم سے عبید اللہ بن عمر قواریٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ بن عمر نے نافع سے بیان کیا، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے، پھر بیٹھ جاتے اور پھر کھڑے ہوتے جیسے تم لوگ بھی آج کل کرتے ہو۔

۹۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْيَضُ إِنَّ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ الْقَوَارِنِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ : حَدَّثَنَا عَبْيَضُ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ قَائِمًا، ثُمَّ يَقْعُدُ، ثُمَّ يَقُولُ، كَمَا يَفْعَلُونَ الآن.

[طرفة فی : ۹۲۸]

شافعیہ نے کہا کہ قیام خطبہ کی شرط ہے کیونکہ قرآن شریف «وَتَرْكُوكَ قَاتِلَ» (الجمع: ۱۱) اور حدیثوں سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے یہی شہ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ عبدالرحمن بن ابی الحمیم بیٹھ کر خطبہ پڑھ رہا تھا تو کعب بن عبرہ صحابی نے اس پر اعتراض کیا۔

### باب امام جب خطبہ دے تو لوگ

امام کی طرف منہ کر لیں اور عبد اللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہما نے خطبہ میں امام کی طرف منہ کیا۔

(۹۲۱) ہم سے معاذ بن فضال نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام و ستواں نے بیکی بن ابی کثیر سے بیان کیا، ان سے ہلال بن ابی میمون نے، انہوں نے کہا ہم سے عطاء بن یاسار نے بیان کیا، انہوں نے ابوسعید خدربی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کرم شلیلہ ایک دن منبر پر تشریف فرمابوئے اور ہم سب آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔

### ۲۸- بَابُ يَسْتَقْبِلُ الْإِمَامُ الْقَوْمَ،

وَاسْتِقبَالُ النَّاسِ الْإِمَامَ إِذَا خَطَبُوا استقبل

ابن عمر و انس رضی اللہ عنہما امام

۹۲۱ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَّالَةَ قَالَ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ هَلَالٍ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدِ الْعَدْرَنِيَّ قَالَ : إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبُرِ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ.

[اطرافہ فی : ۱۴۶۵، ۲۸۴۲، ۶۴۲۷]۔

اور سب نے آپ کی طرف منہ کیا۔ باب کا یہی مطلب ہے۔ خطبہ کا اولین مقدمہ امام کے خطاب کو پوری توجہ سے سننا اور دل میں جگہ دینا اور اس پر عمل کرنے کا عزم کرنا ہے، اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ امام کا خطاب اس طور پر ہو کہ سامعین اسے سمجھ لیں۔ اسی سے سامعین کی مادری زبان میں خطبہ ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن آیات و احادیث پڑھ کر سامعین کی مادری زبان میں سمجھائی جائیں اور سامعین امام کی طرف منہ کر کے پوری توجہ سے سنیں۔

### باب خطبہ میں اللہ کی حمد و شکر کے بعد اما بعد کتنا

اس کو عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا انہوں نے آنحضرت شلیلہ سے۔

۲۹- بَابُ مَنْ قَالَ فِي الْخُطْبَةِ بَعْدَ

الثَّنَاءِ : أَمَّا بَعْدُ رَوَاهُ عِكْرُمَةُ عَنْ أَبْنِ

عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۹۲۲ - وَقَالَ مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ

(۹۲۲) اور محمود بن غیلان (امام بخاری کے استاذ) نے کہا کہ ہم سے ابو

اسامہ نے بیان کیا کہ ہم نے بشام بن عروہ نے بیان کیا کہ مجھے فاطمہ بنت منذر نے خبر دی، ان سے اسماع بنت ابی بکر بنت حیثیت نے انہوں نے کما کہ میں عائشہ بنت حیثیت کے پاس گئی۔ لوگ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے (اس بے وقت نماز پر تعب سے پوچھا کر) یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہ بنت حیثیت نے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے پوچھا کیا کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے سر کے اشارہ سے ہاں کہا (کیونکہ سورج کمن ہو گیا تھا) اسماع بنت کما کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم دریں تک نماز پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھ کو غشی آنے لگی۔ قریب ہی ایک مسک میں پانی بھرا رکھا تھا۔ میں اسے کھول کر اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ پھر جب سورج صاف ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے نماز ختم کر دی۔ اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا۔ پسلے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مناسب تعریف بیان کی۔ اس کے بعد فرمایا امابعد! اتنا فرمانا تھا کہ کچھ الفصاری عورتیں شور کرنے لگیں۔ اس لئے میں ان کی طرف بڑھی کہ انہیں چپ کراؤں (تاکہ رسول اللہ ﷺ کی بات اچھی طرح سن سکوں مگر میں آپ کا کلام نہ سن سکی) تو پوچھا کر رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ بہت سی چیزوں جو میں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں، آج اپنی اس جگہ سے میں نے انہیں دیکھ لیا۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ تک میں نے آج دیکھی۔ مجھے وہی کے ذریعہ یہ بھی بتایا گیا کہ قبور میں تمہاری انکی آزمائش ہو گی جیسے کانے دجال کے سامنے یا اس کے قریب قریب۔ تم میں سے ہر ایک کے پاس فرشتہ آئے گا اور پوچھے گا کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ مومن یا یہ کما کہ یقین والا (بسام کوشک تھا) کے گا کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں، ہمارے پاس ہدایت اور واضح دلائل کے کر آئے، اس لئے ہم ان پر ایمان لائے، ان کی دعوت قبول کی، ان کی ایجاد کی اور ان کی تقدیق کی۔ اب اس سے کما جائے گا کہ تو تو صلح ہے، آرام سے سو جا۔ ہم پسلے ہی جانتے تھے کہ تمرا ان پر ایمان ہے۔ بشام نے شک کے اظہار کے ساتھ کما کہ رہا منافق یا شک کرنے

قال: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ غُزَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي فَاطِمَةُ بْنَتُ الْمُنَبِّرِ عَنْ أَسْمَاءَ بْنَتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَالنَّاسُ يُصْلُوْنَ، قَلَّتْ: مَا هَذَا النَّاسُ؟ فَأَشَارَتْ بِرِأسِهَا إِلَى النِّسَاءِ، قَلَّتْ أَيْدِيَهَا؟ فَأَشَارَتْ بِرِأسِهَا - أَيْ نَعْمَ - قَالَتْ: فَأَطْلَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جِدًا حَتَّى تَجَلَّتِي الْغَشْنُ وَإِلَى جَنْبِي قِرْبَةً فِيهَا مَا لَفَتَتْهَا، فَجَعَلَتْ أَصْبَحَ مِنْهَا عَلَى رَأْسِي، فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَعَطَبَ النَّاسُ وَحَمِدَ اللَّهَ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا بَعْدُ)). قَالَتْ: وَلَعْظَةُ يَسْنَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْكَفَّتْ إِلَيْهِنَّ لِأَسْكَنَهُنَّ، فَلَقِلتُ لِعَائِشَةَ: مَا قَالَ؟ قَالَتْ قَالَ: ((مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ أَكُنْ أَرِيَتْهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ، وَإِنَّهُ فَدَ أُونِحَى إِلَيَّ أَنْكُمْ تُفَقَّدُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ - أَوْ قَرِيبَ مِنْ - بَيْتِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، يُؤْنِي أَحَدُكُمْ فَيَقَالُ لَهُ: مَا عِلْمُكَ بِهَذَا الرَّجُلِ؟ فَأَمَّا الْمُزْدَمُ - أَوْ قَالَ: الْمُؤْقَنُ، شَكْ هِشَامٌ - فَيَقُولُ هُوَ رَسُولُ اللَّهِ، هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ، جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهَدَى فَأَمَّا وَأَجَبْنَا، وَأَنْبَنَا وَصَدَّقْنَا، فَيَقَالُ لَهُ: نَمَ مَثَالِعَ، فَذَكَّرَنَا نَعْلَمُ إِنْ كَتَّلَنَا بِهِ، وَأَمَا الْمُنَافِقُ - أَوْ قَالَ: الْمُرْنَابُ، شَكْ هِشَامٌ - فَيَقَالُ لَهُ: مَا عِلْمُكَ بِهَذَا

وala to job as se pochha jaaye ga ke to as mohs n ka bарь meiں kia  
 khetta hе to wo jawab de ga ke مجھے nis mعلوم میں نے لوگوں ko aik  
 baat khetta sаas ki mطابق میں نے بھی کما. ہشام نے بیان کیا کہ  
 فاطمہ بنت منذر نے جو کچھ کما تھا. میں نے وہ سب یاد رکھا. لیکن  
 انسوں نے قبر میں منافقوں پر سخت عذاب کے بارے میں جو کچھ کما وہ  
 مجھے یاد نہیں رہا۔

الرَّجُلُ؟ فَيَقُولُ: لَا أَذْرِي، سَمِعْتُ النَّاسَ  
يَقُولُونَ شَيْئًا، قَلَّتْ)). قَالَ هِشَامٌ: فَلَقَدْ  
قَالَتْ لِي فَاطِمَةُ فَأَوْعِنْتُهُ، غَيْرَ أَنَّهَا ذَكَرَتْ  
مَا يَعْلَظُ عَلَيْهِ. [رَاجِعٌ: ٨٦]

مَا يُهْلِكُ عَلَيْهِ. [رَاجِعٌ: ٨٦]

یہ حدیث یہاں اس لئے لائی گئی ہے کہ اس میں یہ ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے خطبہ میں اما بعد کا لفظ استعمال فرمایا۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ بتاتا چاہتے ہیں کہ خطبہ میں اما بعد کہنا سنت ہے۔ کما جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت داؤد رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا۔ آپ کا "فصل خطاب" بھی یہی ہے پہلے خداوند قدوس کی حمد و تعریف پھر نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجا گیا اور اما بعد نے اس تمیذ کو اصل خطاب سے جدا کر دیا۔ اما بعد کا مطلب یہ ہے کہ حمد و صلوٰۃ کے بعد اب اصل خطبہ شروع ہو گا۔

(۹۲۳) ہم سے محمد بن معمر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو عاصم نے جریر بن حازم سے بیان کیا، انسوں نے کما کہ میں نے امام حسن بصری سے سنا، انسوں نے بیان کیا کہ ہم نے عمرو بن تغلب شیخو سے سنائے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال آیا یا کوئی چیز آئی۔ آپ نے بعض صحابہ کو اس میں سے عطا کیا اور بعض کو کچھ نہیں دیا۔ پھر آپؐ کو معلوم ہوا کہ جن لوگوں کو آپ نے نہیں دیا تھا انہیں اس کارنچ ہوا، اس لئے آپؐ نے اللہ کی حمد و تعریف کی پھر فرمایا امام بعد! خدا کی قسم میں بعض لوگوں کو دینتا ہوں اور بعض کو نہیں دینتا لیکن میں جس کو نہیں دینتا وہ میرے نزدیک ان سے زیادہ محبوب ہیں جن کو میں دینتا ہوں۔ میں تو ان لوگوں کو دینتا ہوں جن کے دلوں میں بے صبری اور لالج پاتا ہوں لیکن جن کے دل اللہ تعالیٰ نے خیر اور بے نیاز بنائے ہیں، میں ان پر بھروسہ کرتا ہوں۔ عمرو بن تغلب بھی ان ہی لوگوں میں سے ہیں۔ خدا کی قسم میرے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ ایک کلمہ سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

٩٢٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَغْفِرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ جَرِيْنَ بْنَ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتَ الْحَسَنَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَعْلِبَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ أَتَى بِمَالَ - أَوْ سَهْيَ - لِفَسَسَةَ، فَأَغْطَى رِجَالًا وَرَجَلَةً رِجَالًا. فَبَلَّغَهُ أَنَّ الَّذِينَ تَرَكَ عَنْهُمَا ((فَحِمَدَ اللَّهُ ثُمَّ أَتَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا بَعْدَ فَوَّ اللَّهُ إِنِّي لَأَغْطِي الرِّجَلَ وَأَدْعُ الرِّجَلَ وَالَّذِي أَدْعُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الَّذِي أَعْطَيْتُ، وَلَكِنَّ أَعْطَيْتُ أَقْوَامًا لِمَا أَرَى فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ، وَأَكَلَّ أَقْوَامًا إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمُ الْغَنِيَّ وَالْخَيْرُ، فِيهِمْ عَمْرُو بْنُ تَعْلِبَ)) فَوَّ اللَّهُ مَا أَحَبُّ أَنْ لِي بِكَلِمَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ عَلَيْهِ السَّلَامَ حُمْرَ النَّعْمَ.

[طرفاه فی : ۳۱۴۵، ۷۰۳۵]

**سبحان اللہ مخلب** کے نزدیک آنحضرت ﷺ کا ایک حکم فرمایا، جس سے آپ کی رضا مندی ہو، ساری دنیا کا مال دولت ملنے سے زیادہ پسند تھا، اس حدیث سے آنحضرت ﷺ کا مکمل خلق ثابت ہوا کہ آپ کسی کی ناراضگی پسند نہیں فرماتے تھے نہ کسی کی دل ٹھنڈی۔ آپ نے ایسا خطبہ سنایا کہ جن لوگوں کو نہیں دیا تھا وہ ان سے بھی زیادہ خوش ہوئے جن کو دیا تھا (وحیدی) آپ نے

یہاں بھی لفظ امابعد! استعمال فرمایا۔ یہی مقصود باب ہے۔

۹۲۴- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا  
اللَّذِيْثُ عَنْ غَفِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ:  
أَخْبَرَنِي عَزْوَةٌ أَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ لَيْلَةً مِنْ جَوْفِ  
اللَّيْلِ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ، فَصَلَّى رِجَالٌ  
بِصَلَاهِهِ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ فَتَحَدَّثُوا، فَاجْتَمَعَ  
أَكْثَرُهُمْ فَصَلَوْا مَعَهُ، فَأَصْبَحَ النَّاسُ  
فَتَحَدَّثُوا، فَكَثُرَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ الْلَّيْلَةِ  
الثَّالِثَةِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ فَصَلَوْا بِصَلَاهِهِ.  
فَلَمَّا كَانَتِ الْلَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ  
عَنْ أَهْلِهِ حَتَّى خَرَجَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ. فَلَمَّا  
قَضَى الْفَجْرَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَشَهَدَ ثُمَّ  
قَالَ: ((أَمَا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَخْفَ عَلَيْنِي  
مَكَانُكُمْ، لَكُنِي خَشِيتُ أَنْ تُفَرَّضَ عَلَيْكُمْ  
فَتَعْجِزُوا عَنْهَا)). تَابَعَهُ يُونُسُ.

[رجاء: ۷۲۹]

یہ حدیث کمی جگہ آئی ہے یہاں اس مقصد کے تحت لائی گئی کہ آخر ہفت نیل نے وعظ میں لفظ امابعد استعمال فرمایا۔

۹۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنِي  
شَعِيبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْوَةُ  
عَنْ أَبِي حَمِيدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ عَشِيَّةَ بَعْدَ الصَّلَاةِ  
فَشَهَدَ وَأَتَشَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ  
قَالَ: ((أَمَا بَعْدُ)). تَابَعَهُ أَبُو مَعَاوِيَةَ وَأَبُو  
أَسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَمِيدِ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَمَا بَعْدُ)). تَابَعَهُ  
الْعَدَدِيُّ عَنْ سُفِيَّانَ فِي ((أَمَا بَعْدُ)).

(۹۲۳) ہم سے بھی بن کیرنے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یہاں نے عقلی سے بیان کیا، ان سے ابن شاہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھے عروہ نے خبر دی کہ حضرت عائشہ رض نے انسیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت اٹھ کر مسجد میں نماز پڑھی اور چند صحابہ بھی آپ کی اقدامے میں نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ صبح کو ان صحابہ (رضوان اللہ علیہم) نے دوسرے لوگوں سے اس کا ذکر کیا چنانچہ (دوسرے دن) اس سے بھی زیادہ جمع ہو گئے اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ دوپہری صبح کو اس کا چرچا اور زیادہ ہوا پھر کیا تھا تیری رات بڑی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو صحابہ رض نے آپ کے پیچھے نماز شروع کر دی۔ چوتھی رات جو آئی تو مسجد میں نمازوں کی کثرت سے قل رکھنے کی بھی جگہ نہیں تھی۔ لیکن آج رات نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز نہ پڑھائی اور پھر کی نماز کے بعد لوگوں سے فرمایا، پہلے آپ نے کلمہ شادوت پڑھا پھر فرمایا۔ امابعد! مجھے تمہاری اس حاضری سے کوئی ڈر نہیں لیکن میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کر دی جائے، پھر تم سے یہ اداہ ہو سکے۔ اس روایت کی متابعت یونس نے کی ہے۔

(۹۲۴) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شیعہ نے زہری سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے عروہ نے ابو حمید ساعدی رض سے خبر دی کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد کھڑے ہوئے۔ پہلے آپ نے کلمہ شادوت پڑھا، پھر اللہ تعالیٰ کے لائق اس کی تعریف کی، پھر فرمایا امابعد! زہری کے ساتھ اس روایت کی متابعت ابو معاویہ اور ابو اسماء نے ہشام سے کی، انہوں نے اپنے والد عروہ سے اس کی روایت کی، انہوں نے ابو حمید سے اور انہوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا امابعد! اور ابوالیمان کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن بھی نے بھی سفیان سے روایت کیا۔ اس میں صرف امابعد ہے۔

[أطْرَافُهُ فِي : ١٥٠٠، ٦٦٣٦، ٢٥٩٧، ٧١٧٤، ٦٩٧٩]

یہ ایک بھی حدیث کا نکلا رہے ہے جسے خود حضرت امام<sup>ؐ</sup> نے ایمان اور نذور میں نکلا ہے۔ ہوا یہ کہ آنحضرت ﷺ نے ابن بیٹہ تاریخی کو زکوٰۃ و صول کرنے کے لئے بھیجا تھا جب وہ زکوٰۃ کامال لایا تو بعض چیزوں کی نسبت کرنے لگا کہ یہ مجھ کو بطور تحفہ ملی ہیں، اس وقت آپ نے عشاء کے بعد یہ خطبہ سنایا اور بتایا کہ اس طرح سرکاری سفر میں تم کو ذاتی تحائف لینے کا حق نہیں ہے جو بھی ملا ہے وہ سب بیت المال میں داخل کرنا ہوگا۔

(۹۲۶) ہم ابوالیمان نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی، کہا کہ مجھ سے علی بن حسین نے سور بن مخرمة رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ میں نے سنا کہ کلمہ شادوت کے بعد آپ نے فرمایا امّا بعد! شعیب کے ساتھ اس روایت کی متابعت محمد بن ولید نبیدی نے زہری سے کی ہے۔

۹۲۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلَيْهِ بْنُ حُسَيْنٍ عَنِ الْمُسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَمِعَتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ وَ يَقُولُ: ((أَمَّا بَعْدُ)). تَابِعُهُ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

[أطْرَافُهُ فِي : ٣١١٠، ٣٧١٤، ٣٧٢٩، ٥٢٣٠، ٣٧٦٧]

نبیدی کی روایت کو طبرانی نے شایوں کی سند میں وصل کیا ہے۔

(۹۲۷) ہم سے اسٹیلیل بن ابان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن غیل عبدالرحمٰن بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عکرمه نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے، منبر پر یہ آپ کی آخری بیٹھک تھی۔ آپ دونوں شانوں سے چاہر پیٹھے ہوئے تھے اور سرمارک پر ایک پیٹھ باندھ رکھی تھی۔ آپ نے حد و شنا کے بعد فرمایا لوگو! میری بات سو۔ چنانچہ لوگ آپ کی طرف کلام مبارک سننے کے لئے متوجہ ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا امّا بعد! یہ قبلیہ انصار کے لوگ (آنے والے دور میں) تعداد میں بہت کم ہو جائیں گے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا جو شخص بھی حاکم ہو اور اسے نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت ہو تو انصار کے نیک لوگوں کی نیکی قبول کرے اور ان کے برے کی برائی سے درگذر کرے۔

۹۲۷ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ الْفَسِيلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَعَدَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِنْبَرَ وَكَانَ آخِرُ مَجْلِسٍ جَلَسَهُ مُتَعَظِّفًا مِلْحَقًا عَلَى مِنْكِبِيهِ فَذَعَبَ رَأْسَهُ بِعَصَابَةِ دَسْمَةٍ، فَحَمِدَ اللَّهُ وَأَتَقَنَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ إِلَيَّ)). فَأَتَبْرُوا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ يَقُولُونَ وَيَكْتُرُ النَّاسُ. فَمَنْ وَلَى شَيْئًا مِنْ أَمْلَأَ مُحَمَّدٌ ﷺ فَاسْتَطَاعَ أَنْ يَضْرُرْ فِيهِ أَحَدًا أَزْيَفَ فِيهِ أَحَدًا فَلَيُقْبَلَ مِنْ مُخْسِنِهِمْ، وَيَتَجَوَّزُ عَنْ

مُسَيْئِهِمْ). [طرفہ فی: ۳۶۲۸، ۳۸۰۰].

**لشیخ** یہ آپ کا مسجد نبوی میں آخری خطبہ تھا۔ آپ کی اس پیشین گوئی کے مطابق انصار اب دنیا میں کی میں ہی ملتے ہیں۔ دوسرے شیوخ عرب کی نسلیں تمام عالم اسلامی میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس شان کریمی پر قربان جائیے۔ اس احسان کے بدالے میں کہ انصار نے آپ کی اور اسلام کی کمپرسی اور مصیبت کے وقت مدد کی تھی، آپ اپنی تمام امت کو اس کی تلقین فرمائے ہیں کہ انصار کو اپنا محض سمجھو۔ ان میں جو اچھے ہوں ان کے ساتھ حسن معاملت بڑھ چکہ کر کرو اور بروں سے درگذر کرو کہ ان کے آباء نے اسلام کی بڑی کمپرسی کے عالم میں مدد کی تھی۔ اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں یہاں ان کا ذکر صرف اسی وجہ سے ہوا ہے کہ کسی خطبہ وغیرہ کے موقع پر اما بعد کا اس میں ذکر ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ حدیث کامطلب یہ نہیں ہے کہ انصار پر سے حدود شرعیہ اٹھادی جائیں حدود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر امیر غریب سب پر قائم کرنے کی تائید فرمائی ہے۔ یہاں انصار کی خفیف غلطیاں مراد ہیں کہ ان سے درگذر کیا جائے۔

حضرت امام الائمه امام بخاری رض نے اس باب کے تحت یہ مختلف احادیث روایت فرمائی ہیں۔ ان سب میں ترجیح باب لفظ اما بعد سے نکلا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہر خطبہ میں اللہ کی حمد و شکر کے بعد لفظ اما بعد کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ گذشتہ سے پیوستہ حدیث میں عشاء کے بعد آپ کے ایک خطبہ عام کا ذکر ہے جس میں آپ نے لفظ اما بعد استعمال فرمایا۔ آپ نے این بیتیہ کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا جب وہ اموال زکوٰۃ لے کر واپس ہوئے تو بعض چیزوں کے بارے میں وہ کہنے لگے کہ یہ مجھ کو بطور تحائف ملی ہیں۔ اس وقت آپ نے عشاء کے بعد یہ وعظ فرمایا اور اس پر سخت اطمینان راضکی فرمایا کہ کوئی شخص سرکاری طور پر تحصیل زکوٰۃ کے لئے جائے تو اس کا کیا حق ہے کہ وہ اس سفر میں اپنی ذات کے لئے تحائف قبول کرے حالانکہ اس کو جو بھی ملے گا وہ سب اسلامی بیت المال کا حق ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے ایمان و نذور میں پورے طور پر نقل فرمایا ہے۔

غرضتہ حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک آخری خطبہ عام کا ذکر ہے جو آپ نے مرض الموت کی حالت میں پیش فرمایا اور جس میں آپ نے حمد و شکر کے بعد لفظ اما بعد استعمال فرمایا۔ پھر انصار کے بازارے میں وصیت فرمائی کہ مستقبل میں مسلمان ذی القدر لوگوں کا فرض ہو گا کہ وہ انصار کے حقوق کا خاص خیال رکھیں۔ ان میں اچھے لوگوں کو نگاہ احترام سے دیکھیں اور برے لوگوں سے درگذر کریں۔ فی الواقع انصار قیامت تک کے لئے امت مسلمہ میں اپنی خاص تاریخ کے مالک ہیں جس کو اسلام کا سنہی دور کا جاسکتا ہے۔ یہ انصار ہی کی تاریخ ہے پس انصار کی عزت و احترام ہر مسلمان کا نہیں فریضہ ہے۔

### باب جمعہ کے دن دونوں خطبوں کے

### ۳۰- بَابُ الْقَعْدَةِ بَيْنَ الْخُطُبَتَيْنِ

#### بَوْمَ الْجُمُعَةِ

(۹۲۸) ہم سے مسدود بن مسہد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن عمری نے بیان سے بیان کیا۔ ان سے عبد اللہ بن عمر بن حین نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم (جمعہ میں) دو خطبے دیتے اور دونوں کے بیچ میں بیٹھتے تھے۔

(خطبہ جمعہ کے بیچ میں یہ بیٹھنا بھی منسون طریقہ ہے)

### باب جمعہ کے روز خطبہ کا ان لگا کر

۹۲۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ بْنُ الْمُفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍ قَالَ: ((كَانَ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ قَالَ: (كَانَ الَّذِي يَخْطُبُ خُطُبَتَيْنِ يَقْعُدُ بَيْنَهُمَا)).

[راجح: ۹۲۰]

### ۳۱- بَابُ الْإِسْتِمَاعِ إِلَى الْخُطْبَةِ

### یوم الجمعة

۹۲۹ - حَدَّثَنَا آدُمْ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغْرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمُلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأُولَاءِ فَالْأُولَاءِ وَمَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهَدِّي بَذَنَةً، ثُمَّ كَالَّذِي يُهَدِّي بَقَرَةً، ثُمَّ كَبَشًا، ثُمَّ دَجَاجَةً، ثُمَّ بَيْضَةً. فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَّوَا صُحْفَهُمْ وَيَسْتَمِعُونَ إِلَيْهِ)).

[طرفة في : ۳۲۱۱].

### سنّا

(۹۲۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابو عبد اللہ سلیمان افرغ نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے جامع مسجد کے دروازے پر آنے والوں کے نام لکھتے ہیں، سب سے پہلے آنے والا اونٹ کی قربانی دینے والے کی طرح لکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی دینے والے کی طرح پھر مینڈھے کی قربانی کا ثواب رہتا ہے، اس کے بعد مرغی کا، اس کے بعد انڈے کا۔ لیکن جب امام (خطبہ دینے کے لئے) باہر آ جاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے فاتر بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

**لَشِیْخُ** اس حدیث میں بہ سلسلہ ذکر ثواب مختلف جانوروں کے ساتھ مرغی اور انڈے کا بھی ذکر ہے۔ اس کے متعلق حضرت مولانا شیخ الحدیث عبداللہ صاحب مبارک پوری فرماتے ہیں۔ والمشکل ذکر الدجاجة والبيضة لأن الهدى لا يكون منها واجيب بانہ من باب المشاكلة اي من تسمية الشني باسم قربنه والمراد بالاحداث هنا التصدق لمادل عليه لفظ قرب فى رواية اخرى وهو يجوز بهما (مرعاة) ج : ۲ / ص : ۴۹۲، یعنی مرغی اور انڈے کا بھی ذکر آیا حالانکہ ان کی قربانی نہیں ہوتی، اس کا جواب دیا گیا کہ یہاں یہ ذکر بباب مشاكلہ میں ہے یعنی کسی چیز کا ایسا نام رکھ دینا جو اس کے قرین کا نام ہو یہاں قربانی سے مراد صدقہ کرنا ہے جس پر بعض روایات میں آمده لفظ قرب دلالت کرتا ہے اور قربت میں رضائے الہی حاصل کرنے کے لئے ان ہر دو چیزوں کو بھی خیرات میں دیا جا سکتا ہے۔ حضرت امام الحمد شیخ نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا کہ نمازیوں کو خطبہ کان لگا کر سننا چاہئے کیونکہ فرشتے بھی کان لگا کر خطبہ سننے ہیں۔ شافعیہ کے نزدیک خطبہ کی حالت میں کلام کرنا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے۔ حنفیہ کے نزدیک خطبے کے وقت نماز اور کلام دونوں منع ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ دنیا کا بے کار کلام منع ہے مگر ذکر یا دعا منع نہیں ہے اور امام احمد کا یہ قول ہے کہ جو خطبہ سنتا ہو یعنی خطبہ کی آواز اس کو پہنچتی ہو اس کو منع ہے جو نہ سنتا ہو اس کو منع نہیں۔ شوکانی نے ابحدیث کا مذہب یہ لکھا ہے کہ خطبے کے وقت خاموش رہے۔ سید علامہ نے کما تھیۃ المسجد مستحق ہے جو شخص مسجد میں آئے اور خطبہ ہو رہا ہو تو وہ رکعت تھیۃ المسجد کی پڑھ لے۔ اسی طرح امام کا کسی ضرورت سے بات کرنا جیسے صحیح احادیث میں وارد ہے۔ مسلم کی روایت میں یہ زیادہ ہے کہ (تھیۃ المسجد) کی ہلکی چھکلی دو رکعتیں پڑھ لے۔ یہی ابحدیث اور امام احمد کی دلیل ہے کہ خطبہ کی حالت میں تھیۃ المسجد پڑھ لینا چاہئے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ امام خطبہ کی حالت میں ضرورت سے بات کر سکتا ہے اور یہی ترجیح باب ہے۔ ہلکی چھکلی کا مطلب یہ کہ قرأت کو طول نہ دے۔ یہ مطلب نہیں کہ جلدی جلدی پڑھ لے۔

باب امام خطبہ کی حالت میں کسی شخص کو جو آئے  
دور رکعت تھیۃ المسجد پڑھنے کا حکم

۳۲ - بَابُ إِذَا رَأَى الْإِمَامُ رَجُلًا  
جَاءَ وَهُوَ يَخْطُبُ أَمْرَةً أَنْ يُصَلِّيَ

## دے سکتا ہے

(۹۳۰) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کما کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص آیا نبی کریم ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ اے فلاں! کیا تم نے (تحیۃ المسجد کی) نماز پڑھ لی۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا اٹھ اور دو رکعت نماز پڑھ لے۔

## باب جب امام خطبہ دے رہا ہو اور کوئی مسجد میں آئے تو ہلکی سی دور رکعت نماز پڑھ لے

(۹۳۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو سے بیان کیا، انسوں نے جابر بن شوشہ سے سنا کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں آیا۔ نبی کریم ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے (تحیۃ المسجد کی) نماز پڑھ لی ہے؟ آنے والے نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اٹھو اور دور رکعت نماز (تحیۃ المسجد) پڑھ لو۔

**لشیخ** جعہ کے دن حالت خطبہ میں کوئی شخص آئے تو اسے خطبہ ہی کی حالت میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے بغیر نہیں بیٹھنا چاہئے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو حدیث جابر بن عبد اللہ سے --- ہے حضرت امام الحدیثین نے یہاں نقل فرمایا ہے --- روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے باب فی الرکعتین اذا جاء الرجل والامام يخطب کے تحت اسی حدیث کو نقل فرمایا ہے، آخر میں فرماتے ہیں کہ هذا حدیث حسن صحیح یہ حدیث بالکل حسن صحیح ہے، اس میں صاف بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ کی ہی حالت میں ایک آنے والے شخص (سیلک ناہی) کو دو رکعت پڑھنے کا حکم فرمایا تھا۔ بعض ضعیف روایتوں میں مذکور ہے کہ جس حالت میں اس شخص نے دو رکعت ادا کیں آنحضرت ﷺ نے اپنا خطبہ بند کر دیا تھا۔ یہ روایت سند کے اعتبار سے لا تلقی جلت نہیں ہے اور مختاری شریف کی مذکورہ حدیث حسن صحیح ہے جس میں آنحضرت ﷺ کی حالت خطبہ ہی میں اس کے دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔ لہذا اس کے مقابلہ پر یہ روایت قابل جلت نہیں۔

دیوبندی حضرات فرماتے ہیں کہ آنے والے شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز کا حکم بے شک فرمایا مگر ابھی آپ نے خطبہ شروع ہی نہیں فرمایا تھا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ حدیث کے روایی حضرت جابر بن عبد اللہ جو صاف لفظوں میں النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ شروع کیا تھا (یعنی آنحضرت ﷺ لوگوں کو خطبہ سارہ ہے تھے) نقل فرمारہے ہیں نہوڑ باللہ ان کا یہ بیان غلط ہے اور ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ شروع ہی نہیں فرمایا تھا۔ یہ کس قدر جرأت ہے کہ ایک محالی رسول کو غلط بیانی کا

## رَكْعَتَيْنِ

۹۳۰ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنِّبِيُّ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: ((أَصَنِيتْ يَا فَلَانَ؟)) فَقَالَ: لَا. قَالَ: ((قُمْ فَارْتَكَنْ)).

[طرفاہ فی : ۹۳۱، ۹۳۲، ۱۱۶۲].

## ۳۳ - بَابُ مَنْ جَاءَ وَالإِمَامُ يَخْطُبُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

۹۳۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهْيَانَ عَنْ عَمْرُو سَمِعَ جَابِرًا قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنِّبِيُّ يَخْطُبُ فَقَالَ: ((أَصَنِيتْ؟)) قَالَ: لَا. قَالَ: قُمْ ((فَصَلَّ رَكْعَتَيْنِ)).

[راجح: ۹۳۰]

مرتکب گردانا جائے اور بعض ضعیف روایات کا سارا لے کر محمد شین کرام کی نقاہت اور حضرت جابر بن عبد اللہ کے بیان کی نہایت بے باکی کے ساتھ تغییر کی جائے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ کی دوسری حدیث عبد اللہ بن ابی مرح سے یوں نقل فرمائی ہے۔ ان ابا سعید الخدروی دخل یوم الجمعة و مروان يخطب فقام يصلی فوجاء الحرس ليجلسونه فابی حتی صلی لله انصرف اتباه فقلنا رحمک الله ان کادوا اليقوابک فقال ما كنت لاتر کہما بعد شنی رایته من رسول الله صلی الله علیہ وسلم ثم ذکر ان رجلا جاءہ يوم الجمعة فی هیئتہ بذة والنبوی صلی الله علیہ وسلم يخطب يوم الجمعة فامرہ فصلی رکعتین والنبوی صلی الله علیہ وسلم يخطب لیعنی ابو سعید خدری رحمہ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن مسجد میں اس حالت میں آئے کہ مروان خطبہ دے رہا تھا یہ نماز (تحیۃ المسجد) پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر سپاہی آئے اور ان کو زبردست نماز سے باز رکھنا چاہا گریہ نہ مانے اور پڑھ کر ہی سلام پھیرا، عبد اللہ بن ابی مرح کہتے ہیں کہ نماز کے بعد ہم نے حضرت ابو سعید خدری رحمہ اللہ علیہ سے ملاقات کی اور کہا کہ وہ سپاہی آپ پر حملہ آور ہوتا ہی چاہتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں بھی ان دو رکعتوں کو چھوڑنے والا ہی نہیں تھا۔ خواہ سپاہی لوگ کچھ بھی کرتے کیونکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے آپ بحمد کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی پریشان شکل میں داخل مسجد ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی حالت میں دو رکعت پڑھ لینے کا حکم فرمایا۔ وہ نماز پڑھتا رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے۔

**دو عامل گواہ!** حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم ہر دو عامل گواہوں کا بیان قارئین کے سامنے ہے۔ اس کے بعد مختلف تاویلات یا کنزور روایات کا سارا لے کر ان ہر دو صحابیوں کی تغییر کے درپے ہوتا کسی بھی اہل علم کی شان کے خلاف ہے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ آگے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عیینہ اور حضرت ابو عبد الرحمن مقری ہر دو بزرگوں کا یہی معقول تھا کہ وہ اس حالت مذکورہ میں ان ہر دو رکعتوں کو ترک نہیں کیا کرتے تھے۔ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طبقے کی دیگر روایات کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جن میں حضرت جابر کی ایک اور روایت طبرانی میں یوں مذکور ہے عن جابر قال دخل النعمان بن نوبل و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم على المنبر يخطب يوم الجمعة فقال له النبي صلی الله علیہ وسلم صلی رکعتين وتتجاوز فيهما فاذا اتي احدكم يوم الجمعة والامام يخطب فليصل رکعتين وليخففهمما كذافي قوت المعتذى وتحفة الاحدوى ج: ۲ ص: ۲۴۳۔ یعنی ایک بزرگ نعمان بن نوبل ناہی مسجد میں داخل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے ان کو حکم فرمایا کہ اٹھ کر دو رکعت پڑھ کر بیٹھیں اور ان کو ہلکا کر کے پڑھیں اور جب بھی کوئی تمہارا اس حالت میں مسجد میں آئے کہ امام خطبہ دے رہا ہو تو وہ ہلکی دو رکعتیں پڑھ کر ہی بیٹھے اور ان کو ہلکا پڑھئے۔ حضرت علامہ نووی شارح مسلم شریف فرماتے ہیں ہذه الاحادیث کلھا یعنی التي روحاها مسلم صریحتہ فی الدلالة لمذهب الشافعی واحمد واسحق فقهاء المحدثین انه اذا دخل الجامع يوم الجمعة والامام يخطب يستحب له ان يصلی رکعتین تحیۃ المسجد ویکرہ الجلوس قبل ان یصلیہما وانه یستحب ان یتجاوز فیہما یسمع بعدہما الخطبة وحکی هذا المذهب عن الحسن البصری وغیره من المتقدمین (تحفۃ الاحدوی) یعنی ان جملہ احادیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہے کہ امام جب خطبہ جمعہ دے رہا ہو اور کوئی آنے والا آئے تو اسے چاہئے کہ دو رکعتین تحیۃ المسجد ادا کر کے ہی بیٹھے۔ بغیر ان دو رکعتوں کے اس کا بیٹھنا کروہ ہے اور مستحب ہے کہ ہلکا پڑھے تاکہ پھر خطبہ نہیں۔ یہی مسلک امام حسن بصری وغیرہ محدثین کا ہے۔ حضرت امام ترمذی نے دوسرے حضرات کا مسلک بھی ذکر فرمایا ہے جو ان دو رکعتوں کے قائل نہیں ہیں پھر حضرت امام ترمذی نے اپنا فیصلہ ان لفظوں میں دیا ہے والقول الاول اصح یعنی ان ہی حضرات کا مسلک صحیح ہے جو ان دو رکعتوں کے پڑھنے کے قائل ہیں۔ اس تفصیل کے بعد بھی اگر کوئی شخص ان دو رکعتوں کو ناجائز تصور کرے تو یہ خود اس کی ذمہ داری ہے۔

آخر میں مجہ المند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی بھی سن لیجئے، آپ فرماتے ہیں فاذا جاءہ والامام يخطب فلیکع رکعتین ویتجاوز فیہما رعایة لسنة الراتبة وادب الخطبة جمیعا بقدر الامکان ولا تغتر فی هذه المسالہ بما یلهج به اهل بلدک فان

الحادیث صحیح وابع اتباعه (حجۃ اللہ البالغة، جلد: دوم / ص: ۱۰۱) یعنی جب کوئی نمازی ایسے حال میں مسجد میں داخل ہو کہ امام خطبہ وہ رہا ہو تو وہ رکعت ہلکی خفیف پڑھ لے تاکہ سنت راتبہ اور ادب خطبہ ہر دو کی رعایت ہو سکے اور اس منکر کے پارے میں تمہارے شتر کے لوگ جو شور کرتے ہیں (اور ان رکعتوں کے پڑھنے سے روکتے ہیں) ان کے دھوکائیں نہ آنا کیونکہ اس منکر کے حق میں حدیث صحیح وارد ہے جس کا اتباع واجب ہے وبالله التوفیق

### باب خطبہ میں دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

(۹۳۲) ہم سے مدد بن مسہد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن انس نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، (دوسری سند) اور حماد نے یونس سے بھی روایت کی عبد العزیز اور یونس دونوں نے ثابت سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص کھڑا ہو گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مویشی اور بکریاں ہلاک ہو گئیں (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بارش بر سارے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور دعا کی۔

### ۴- بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الْخُطْبَةِ

۹۳۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنْسٍ، وَعَنْ يُونُسَ عَنْ قَابِتٍ بْنِ أَنْسٍ قَالَ: ((يَبْيَنُّ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ رَجُلٌ لِقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْكَ الْكُرَاعُ هَلْكَ الشَّاءُ، فَأَذْعُ� اللَّهَ أَنْ يَسْتَقِنَا، لَمَّا دَعَ يَدَنِيهِ وَدَعَاهُ)).

[اطرافہ فی : ۹۳۳، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۱، ۱۰۲۹، ۱۰۳۳، ۳۵۸۲، ۶۰۹۳، ۶۲۴۲]

### باب جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دعائِ کرنا

(۹۳۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے امام ابو عمرو او زای نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ مجھ سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قحط پڑا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے کما یا رسول اللہ! جانور مر گئے اور اہل و عیال داؤں کو ترس گئے۔ آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے،

### ۵- بَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۹۳۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْدِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرُو قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَتْ النَّاسَ سَنَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَيَبْيَنُ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَامَ أَعْرَابِيٌّ لِقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْكَ الْمَالُ، وَجَاعَ الْعِيَالُ، فَأَذْعُ� اللَّهَ لَنَا. ((فَرَفَعَ

اس وقت بادل کا ایک مکڑا بھی آسمان پر نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ابھی آپ نے ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح گھٹائی آئی اور آپ ابھی منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ریش مبارک سے ٹکپک رہا تھا۔ اس دن اس کے بعد اور متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی

(دوسرے جمع کو) یہی دسرا تی پھر کھڑا ہوا یا کما کہ کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! عمارتیں منہدم ہو گئیں اور جانور ڈوب گئے۔ آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ! اب دوسری طرف بارش برسا اور ہم سے روک دے۔ آپ ہاتھ سے باول کے لئے جس طرف بھی اشارہ کرتے، ادھر مطلع صاف ہو جاتا۔ سارا مدینہ تالاب کی طرح بن گیا تھا اور قناتہ کا نالا میینہ بھر بھتارہ اور ارد گرد سے آنے والے بھی اپنے یہاں بھر بھر بارش کی خبر دیتے رہے۔

فَقَامَ ذَلِكَ الْأَغْرَابِيُّ - أَوْ قَالَ عَيْرُهُ - فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهْدِمُ الْبَنَاءَ، وَغَرِيقَ الْمَالَ، فَادْعُ اللَّهَ لَنَا. فَرَفَعَ يَدِيهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوْالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)). فَمَا يُشِيرُ بِيَدِيهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابَ إِلَّا افْرَجَتْ، وَصَارَتِ الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْجَوَيْبَةِ. وَسَالَ الْوَادِي قَنَاهُ شَهْرًا، وَلَمْ يَجِدْ أَحَدًا مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا حَدَثَ يَالْجَوْدِ).

[٩٣٢: راجع]

**لیٹریچر** باب اور نقل کردہ حدیث سے ظاہر ہے کہ امام بوقت ضرورت جمہ کے خطبہ میں بھی بارش کے لئے دعا کر سکتا ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی ایسی عوای ضرورت کے لئے دعا کرنے کی درخواست بحال خطبہ امام سے کی جاسکتی ہے اور یہ بھی کہ امام ایسی درخواست پر خطبہ ہی میں توجہ کر سکتا ہے۔ جن حضرات نے خطبہ کو نماز کا درجہ دے کر اس میں بوقت ضرورت تکمیل کو بھی منع جلایا ہے، اس حدیث سے ظاہر ہے کہ ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔

علامہ شوکانی اس واقعہ پر لکھتے ہیں وفی الحديث فواند منها جواز المکالمۃ من الخطیب حال الخطبة وتکر، الدعاء و ادخال الاستسقاء فی خطبة والدعاء به علی المبر وترك تحويل الرداء والاستقبال والاجتزاء بصلوة الجمعة عن صلاة الاستسقاء كما تقدم وفيه علم من اعلام النبوة فيه اجابة الله تعالى دعاء نبیه وامتنال السحاب امرہ کما وقع کثیر من الروایات وغیر ذلک من الفواند (نیل الاولطار) یعنی اس حدیث سے بہت سے مسائل لکھتے ہیں مثلاً حالات خطبہ میں خطب سے بات کرنے کا جواز تیز دعا کرنا (اور اس کے لئے ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کرنا) اور خطبے بعد میں استسقاء کی دعا اور استسقاء کے لئے ایسے موقع پر چادر اتنے پتھنے کو چھوڑ دینا اور کعبہ رخ بھی نہ ہونا اور نماز جمعہ کو نماز استسقاء کے بد لے کافی سمجھنا اور اس میں آپ کی نبوت کی ایک اہم دلیل بھی ہے کہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور بادلوں کو آپ کا فرمان تسلیم کرنے پر یا مأمور فرمادیا اور بھی بست سے فوائد ہیں۔ آپ نے کن لفظوں میں دعائے استسقاء کی۔ اس بارے میں بھی کئی روایات ہیں جن میں جامع و عامیں یہ ہیں۔ الحمد لله رب العلمین الرحمن الرحيم مالک یوم الدین لا اله الا الله يفعل الله ما

برید اللہم انت الہ لا الہ الا انت انت الفنی و نحن الفقراء انزل علینا الغیث ما انزلت لنا قوۃ و بلاغاً لی حین۔ اللہم اسقنا عیشاً مفیضاً مربیاً مربیعاً طبقاً غدقاً عاجلاً غیر راثت اللہم اسق عبادک وبهانمک و انشر رحمتك و احیي بلدک المیت یہ بھی امر مشروع ہے کہ ایسے موقع پر اپنے میں سے کسی نیک بزرگ کو دعا کئے لئے اگر بڑھایا جائے اور وہ اللہ سے رو رو کر دعا کرے اور لوگ بیچپے سے آمین آمین کر کر تقریع وزاری کے ساتھ اللہ سے یافی کا سوال کریں۔

## بآ جمعہ کے دن خطیبہ کے وقت

حہ رہنا

اور یہ بھی لغور کرت ہے کہ اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص سے کوئی کہ کہ ”چپ رہ“ سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نبی کرم صلوات اللہ علیہ و آله و سلم سے نقل کیا کہ امام جب خطیبہ شروع کرے تو خاموش ہو جانا چاہئے۔

(۹۳۴) ہم سے بھی بن بکر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یہ بن سحد نے عقیل سے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، انہوں کما کہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فریلایا جب امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہوا اور تو اپنے پاس بیٹھے ہوئے آدمی سے کہے کہ ”چپ رہ“ تو تو نے خود ایک لغو حرکت کی۔

بآپ جمعہ کے دن وہ گھری جس میں

دعا قبول ہوتی ہے

(۹۳۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعیبی نے امام مالک سے بیان کیا، ان سے ابو الزناد نے، ان سے عبدالرحمن اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ بن موثق نے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے ذکر میں ایک وفعہ فرمایا کہ اس دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں اگر کوئی مسلمان بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی چیز اللہ پاک سے ملتے تو اللہ پاک اسے وہ چیز ضرور دینتا ہے۔ ہاتھ کے اشارے سے آپ نے بتلایا کہ وہ ساعت بہت تھوڑی کی ہے۔

**لشیخ** اس گھری کی تعین میں اختلاف ہے کہ یہ گھری کس وقت آتی ہے بعض روایات میں اس کے لئے وہ وقت بتالیا گیا ہے جب امام نماز جمع شروع کرتا ہے۔ گویا نماز ختم ہونے تک درمیان میں یہ گھری آتی ہے بعض روایات میں طلوں فجر سے اس کا وقت بتالیا گکا ہے۔ بعض روایات میں عصر سے مغرب تک کا وقت اس کے لئے بتالیا گکا ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں

٣٦ - بَابُ الْإِنْصَاتِ يَوْمُ الْجُمُعَةِ

وَالإِمَامُ يَخْطُبُ

وإذا قال لصاحبه أنيست فقد لغا. وقال سلمان عن النبي ﷺ: ((ينصت إذا تكلم الإمام)).

٩٣٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا  
اللَّاثِثُ عَنْ عَفِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ:  
أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسِيبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ  
أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قُلْتَ  
لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: أَنْصَتْ - وَالإِمَامُ  
يَخْطُبُ - فَقَدْ لَغَوْتَ)).

٣٧ - بَابُ السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمٍ

الْجُمُعَةُ

٩٣٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلِمَةَ عَنْ  
مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ عَنْهُ  
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ يَوْمَ  
الْجُمُعَةِ فَقَالَ: ((فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا  
عَبْدُ مُسْلِمٍ وَهُوَ قَاتِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ  
شَتِّنَا إِلَّا أَغْطَاهُ إِيمَانُهُ)) وَأَشَارَ بِيَدِهِ تَقْلِيلًا.

[٦٤٠٠، ٥٢٩٤] طرفاہ فی :

بہت تفصیل کے ساتھ ان جملہ روایات پر روشنی ڈالی ہے اور اس بارے میں علمائے اسلام و فقہاء عظام کے ۱۳۲۳ اقوال نقش کے ہیں۔ امام شوکانی نے علامہ ابن میر کا خیال ان لفظوں میں نقش فرمایا ہے قال ابن المنیر اذا علم ان فائدة الابهام لهذه الساعة ولليلة القدر بعث الدواعى على الاكتمار من الصلاة والدعاة ولووقع البيان لاتكل الناس على ذلك وتركوا ما عادها فالعجب بعد ذلك من يتكل فى طلب تحديدتها وقال فى موضع آخر يحسن جمع الاقوال فتكون ساعة الاجابة واحدة منها لا يعنينا فى فصاحتها من اجتهاد فى جميعها (نيل الاوطان) یعنی اس گھری کے پوشیدہ رکھنے میں اور اسی طرح لیلة القدر کے پوشیدہ ہونے میں فائدہ یہ ہے کہ ان کی تلاش کے لئے بکثرت نماز نفل ادا کی جائے اور دعائیں کی جائیں، اس صورت میں ضرور ضرور وہ گھری کسی نہ کسی ساعت میں اسے حاصل ہو گی۔ اگر ان کو ظاہر کر دیا جاتا تو لوگ بھروسہ کر کے بیٹھ جاتے اور صرف اس گھری میں عبادت کرتے۔ پس تعجب ہے اس فحض پر جو اسے محدود وقت میں پائیں پر بھروسہ کے ہوئے ہے۔ بہتر ہے کہ مذکورہ بلا اقوال کو پہنچ سوت جمع کیا جائے کہ اجابت کی گھری وہ ایک ہی ساعت ہے جسے متعین نہیں کیا جاسکتا پس جو تمام اوقات میں اس کے لئے کوشش کرے گا وہ ضرور اسے کسی نہ کسی وقت میں پائے گا۔ امام شوکانی نے اپنا فیصلہ ان لفظوں میں دیا ہے والقول بانہا آخر ساعتہ من اليوم هو ارجح الاقوال ولیه ذهب الجمهور (من الصحابة والتابعین والانتمة) یعنی اس بارے میں راجح قول یہی ہے کہ وہ گھری آخر دن میں بعد عصر آتی ہے اور جسور صحابہ و تابعین و ائمہ دین کا یہی خیال ہے۔

### باب اگر جمعہ کی نماز میں کچھ لوگ امام کو چھوڑ کر چلے جائیں تو امام اور باقی نمازوں کی نماز صحیح ہو جائے گی

(۹۳۶) ہم سے معاویہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زائدہ نے حصین سے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی جعد نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں غله لادے ہوئے ایک تجارتی قافلہ ادھر سے گزرا۔ لوگ خطبہ چھوڑ کر ادھر چل دیئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کل بارہ آدمی رہ گئے۔ اس وقت سورہ جمعہ کی یہ آیت اتری۔ ترجمہ ”اور جب یہ لوگ تجارت اور کھیل دیکھتے ہیں تو اس طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔“

### ٣٨ - بَابُ إِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الْإِمَامِ فِي صَلَةِ الْجُمُعَةِ فَصَلَةُ الْإِمَامِ وَمَنْ بَقِيَ جَائِزَةً

٩٣٦ - حدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ: حدَّثَنَا زَائِدٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ سَالِمٍ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ: حدَّثَنَا جَابِرٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: يَبْيَنُمَا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا أَقْبَلَتْ عِزْرَى تَحْمِلُ طَعَاماً، فَالْتَّفَعُوا إِلَيْهَا حَتَّىٰ مَا بَقِيَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَّا إِنَّا عَشَرَ رَجُلًا. فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ : (وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهُوا افْنَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكُمْ قَائِمًا). [اطرافہ فی: ۴۸۹۹، ۲۰۶۴، ۲۰۵۸]

**لشیخ** ایک مرتبہ مسیہ میں غله کی سخت کی تھی کہ ایک تجارتی قافلہ غله لے کر مدینہ آیا، اس کی خبر سن کر کچھ لوگ جمعہ کے دن عین خطبہ کی حالت میں باہر نکل گئے، اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ حضرت امام نے اس واقعہ سے یہ ثابت فرمایا کہ احتلاف اور شوافع جمعہ کی صحت کے لئے جو خاص قید لگاتے ہیں وہ صحیح نہیں ہے، اتنی تعداد ضرور ہو جسے جماعت کما جائے۔ آخر ضرورت میں کے ساتھ سے اکثر لوگ چلے گئے پھر بھی آپ نے نماز جمعہ ادا فرمائی۔ یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ صحابہ کی شان خود قرآن میں

یوں ہے «(رَجَالٌ لَا تُنْهِمُهُمْ بِخَاجَةٍ إِلَّا) (النور: ٣) یعنی میرے بندے تجارت وغیرہ میں غافل ہو کر میری یاد کبھی نہیں چھوڑ دیتے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے بعد میں وہ حضرات اپنے کاموں سے رک گئے اور صحیح مسنون میں اس آیت کے صدقان بن گئے تھے مجھ نہیں دار شاہم (آئین)

## باب جمعہ کے بعد اور اس سے پہلے

### سنن پڑھنا

(۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے نافع سے خبر دی، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعت، اس کے بعد دو رکعت اور مغرب کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھتے اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھتے اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں جب گھر واپس ہوتے تب پڑھا کرتے تھے۔

## ۳۹ - بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

### وقبلہ

۹۳۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يُصَلِّي قَبْلَ الظُّهُرِ رَكْعَتَيْنِ وَيَعْدِهَا رَكْعَتَيْنِ، وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ فِي بَيْتِهِ، وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ. وَكَانَ لَا يُصَلِّي بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ)).

[اطرافہ فی: ۱۱۶۵، ۱۱۷۲، ۱۱۸۰].

چونکہ ظہر کی جگہ جمعہ کی نماز ہے، اس لئے حضرت امام بخاری نے ارشاد فرمایا کہ جو سننی ظہر سے پہلے اور پچھے مسنون ہیں، وہی جمعہ کے پہلے اور پچھے بھی مسنون ہیں، بعض دوسری احادیث میں ان سننوں کا ذکر بھی آیا ہے جمعہ کے بعد کی سننیں اکثر آپ گھر میں پڑھا کرتے تھے۔

باب اللہ عزوجل کا (سورہ جمعہ میں) یہ فرمائا کہ جب جمعہ کی  
نمازو ختم ہو جائے تو اپنے نکام کاج کے لئے زمین میں پھیل  
جاو اور اللہ کے فضل (روزی، رزق یا علم) کو ڈھونڈو

(۹۳۸) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو غسان محمد بن مطر مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے ابو حازم سلمہ بن دینار نے سهل بن سعد کے واسطے سے بیان کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں ایک عورت تھی جو نالوں پر اپنے ایک کھیت میں پھندر بوتی۔ جمعہ کا دن آتا تو وہ پھندر اکھاڑا لاتیں اور اسے ایک ہانڈی میں پکاتیں پھر اوپر سے ایک مٹھی جو کا آٹا چڑک دیتیں۔ اس طرح یہ پھندر گوشت کی طرح ہو جاتے۔ جمعہ سے واپس

۹۳۸ - بَابُ قُبْلَةِ الصَّلَاةِ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ

۹۳۸ - حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: كَانَتْ فِتْنَةً امْرَأَةً تَجْعَلُ عَلَى أَرْبَعَاءِ فِي مَزَرَعَةِ لَهَا سِلْقًا، فَكَانَتْ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ تَنْرُعُ أَصْوَلُ السِّلْقِ لَتَجْعَلُهُ فِي قِنْدِرٍ ثُمَّ تَجْعَلُ عَلَيْهِ قَبْضَةً مِنْ شَعِيرٍ تَطْحَنُهَا فَكُوْنُ

میں ہم انسیں سلام کرنے کے لئے حاضر ہوتے تو یہی پکوان ہمارے آگے کر دیتیں اور ہم اسے چاٹ جاتے۔ ہم لوگ ہر جمعہ کو ان کے اس کھانے کے آرزو مند رہا کرتے تھے۔

أَصْوُلُ السُّلْقِ عَرْقَةَ، وَكُنَا نَصْرِفُ مِنْ صَلَةِ الْجَمْعَةِ فَسَلَمْ عَلَيْهَا، فَتَقْرُبُ ذِلِّكَ الطَّعَامَ إِلَيْنَا فَلَعْقَةَ، وَكُنَا نَتَمَنِي يَوْمَ الْجَمْعَةِ لِطَعَامِهَا ذَلِكَ.

[أطرافہ فی : ۹۳۹، ۹۴۱، ۲۲۴۹، ۶۲۷۹، ۵۳۰۴]

**لشیخ** باب کی مناسبت اس طرح ہے کہ صحابہ جمعہ کی نماز کے بعد رزق کی تلاش میں نکتے اور اس عورت کے گھر پر اس امید پر آتے کہ وہاں کھانا ملتے گا۔ اللہ اکبر۔ آخر پرست شیخیہ کے زمانہ میں بھی صحابہ نے کیسی تکلیف اٹھائی کہ چند رکی جڑیں اور مٹھی بھر جو کامان غنیمت سمجھتے اور اسی پر قناعت کرتے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۹۳۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالعزیز بن الی حازم نے بیان کیا اپنے باپ سے اور ان سے سل بن سعد نے بیان کیا اور فرمایا کہ دوپر کا سونا اور دوپر کا کھانا جمعہ کی نماز کے بعد رکھتے تھے۔

۹۳۹ - حَدَثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَثَنَا أَبْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بِهَدَا وَقَالَ: مَا كُنَّا نَقِيلُ وَلَا نَغْدُلُ إِلَّا بَعْدَ الْجَمْعَةِ. [راجع: ۹۳۸]

#### باب جمعہ کی نماز کے بعد سونا

(۹۳۰) ہم سے محمد بن عقبہ شبیانی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو احراق فراری ابراہیم بن محمد نے بیان کیا، ان سے حمید طولیں نے انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ ہم جمعہ سوریے پڑھتے، اس کے بعد دوپر کی نیزد لیتے تھے۔

۹۴۰ - حَدَثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَفْيَةَ الشَّيْبَانِيُّ قَالَ: حَدَثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ حَمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّسًا يَقُولُ: كُنَّا نُبَكِّرُ يَوْمَ الْجَمْعَةِ ثُمَّ نَقِيلُ. [راجع: ۹۰۵]

(۹۳۱) ہم سے سعید بن الی مریم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو غسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابو حازم نے سل بن سعد بن عثیمین سے بیان کیا، انہوں نے بتایا کہ ہم نبی کریم شیخیہ کے ساتھ جمعہ پڑھتے، پھر دوپر کی نیزد لیا کرتے تھے۔

۹۴۱ - حَدَثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرِيمٍ قَالَ: حَدَثَنَا أَبُو غَسَانَ قَالَ: حَدَثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ الْجَمْعَةَ، ثُمَّ نَكُونُ الْقَاتِلَةَ. [راجع: ۹۳۸]

**لشیخ** حضرت امام شوکانی فرماتے ہیں۔ وظہر ذالکب انہم کانوا يصلون الجمعة باکر النہار قال الحافظ تکن طریق الجمع اولی من دعوى التعارض وقد تقرر ان التبکير يطلق على جعل الشئ فى اول وقته و تقديمها على غيره وهو المراد ههنا انهم کانوا یصلون الصلوة قبل القبلة بخلاف ما جرت به عادتهم فى صلوة الظهر فى الحر کانوا یصلون ثم یصلون لمشروعية الابراد و المراد بالقائلة المذکورة في الحديث نوم نصف النہار (نیل الاوطار) یعنی ..... ظاہریہ کہ وہ صحابہ کرام جمعہ کی نماز چڑھتے ہوئے دن میں ادا کر لیتے تھے۔ ملکہ این مجرم فرماتے ہیں کہ تعارض پیدا کرنے سے بہتر ہے کہ ہر دو قسم کی احادیث میں تطبیق دی جائے اور یہ مقرر ہو چکا ہے کہ تبکیر

کا لفظ کسی کام کو اس کے اول وقت میں کرنے یا غیر اسے مقدم کرنے پر بولا جاتا ہے اور یہاں کی مراد ہے کہ وہ صحابہ کرامؐ بعد کی نماز روزانہ کی عادت قیولہ کے اول وقت میں پڑھ لیا کرتے تھے حالانکہ گرمیوں میں ان کی عادت تھی کہ وہ مھٹدا کرنے کے خیال سے پسلے قیولہ کرتے بعد میں ظہر کی نماز پڑھتے مگر جمع کی نماز بعض وغیرہ خلاف عادت قیولہ سے پسلے ہی پڑھ لیا کرتے تھے، قیولہ دوپر کے سونے پر بولا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جمع کو بعد زوال اول وقت پڑھنا ان روایات کا مطلب اور فٹا ہے۔ اس طرح جمع اول وقت اور آخر وقت ہر دو میں پڑھا جا سکتا ہے بعض حضرات قبل زوال بھی جمع کے قائل ہیں۔ مگر ترجیح بعد زوال ہی کو ہے اور یہ امام بخاریؓ کا مسلک معلوم ہوتا ہے۔ ایک طویل تفصیل کے بعد حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شیخ الحدیث مد فیوضہ فرماتے ہیں وقد ظہر بما ذکرنا انه ليس في صلوٰة الجمعة قبل الزوال حدیث صحيح صریح فالقول الرابع هو ما قال به الجمهور قال شیخنا في شرح الترمذی والظاهر المعمول عليه هو ما ذهب اليه الجمهور من انه لا تجوز الجمعة البعد زوال الشمس واما ما ذهب اليه بعضهم من تجوز قبل زوال فليس فيه حدیث صحيح صریح انتہی (مرعایۃ ج: ۲ / ص: ۲۰۳) خلاصہ یہ ہے کہ جمع زوال سے پسلے درست نہیں اسی قول کو ترجیح حاصل ہے۔ زوال سے پسلے جمع کے صحیح ہونے میں کوئی حدیث صحیح صریح وارد نہیں ہوئی پس جمیور ہی کا مسلک صحیح ہے (والله اعلم) باصواب

## ۱۲۔ کتاب الحروف

# خوف کا بیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
الْحُكْمُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## ۱۔ بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ إِلَى قَوْلِهِ نَهِيْسَ أَكْرَمَنِكُمْ كُرُدوْ فَرْمَانُ اللّٰهِ (عِذَابَاهُمْ) تَكَّـ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ [النساء: ۱۰۱-۱۰۲].

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی روشن کے مطابق صلوٰۃ الخوف کے اثبات کے لئے آیت قرآنی کو نقل فرمایا کہ آگے آنے والی احادیث کو اس آیت کی تفسیر سمجھنا چاہئے۔

خوف کی نماز اس کو کہتے ہیں جو حالت جہاد میں ادا کی جاتی ہے جب اسلام اور دشمنان اسلام کی بجائی ہو اور فرض نماز کا وقت آجائے اور خوف ہو کہ اگر ہم نماز میں کھڑے ہوں گے تو دشمن پیچھے ملے آور ہو جائے گا اسی حالت میں خوف کی نماز ادا کرنا۔

جاگر ہے اور اس کا جواز کتاب و سنت ہر دو سے ثابت ہے۔ اگر مقابلہ کا وقت ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ فوج دو حصے ہو جائے مجاہدین کا ہر حصہ نماز میں امام رکے ساتھ شریک ہو اور آدمی نماز جدا پڑھ لے۔ جب تک دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر رہے اور اس حالت نماز میں آمد و رفت معاف ہے اور تھیمار اور زرہ اور پرساتھ رکھیں اور اگر اتنی بھی فرصت نہ ہو تو جماعت موقوف کریں تھا پڑھ لیں، پیادہ پڑھیں یا سوار یا شدت جنگ ہو تو اشاروں سے پڑھ لیں اگر یہ بھی فرصت نہ ملے تو توقف کریں جب تک جنگ ختم ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں! فرض الله الصلوة على نبیکم فی الحضرة بعده فی السفر رکعت و فی الخوف رکعة (رواه احمد و مسلم و ابو داؤد و التسلی) یعنی اللہ نے ہمارے نبی ﷺ پر حضرت میں چار رکعت نماز فرض کی اور سفر میں دو رکعت اور خوف میں صرف ایک رکعت۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کے منعقدہ باب میں وارد پوری آیات یہ ہیں «وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَا يَسْتَأْنِمْ جُنَاحَ أَنْ تَفْصِرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ جُنَاحَمْ أَنْ يَقْتَبِسُكُمُ الظَّالِمُونَ كَفَرُوا إِنَّ الْكُفَّارِ إِنَّهُمْ عَذَّلُوا مُبْتَدِئِينَ وَإِذَا نَكَتَ فِيمُونَ فَاقْتَلُتْ لَهُمُ الصَّلَاةُ» (النساء: ۱۰۲، ۱۰۳) یعنی صلواتہ اللہ علیہ السلام کے مطابق ایک میں کافر کی کلمہ عذلہ میں ایک نماز کا قصر کرنا جائز ہے اگر تمیں ذر ہو کہ کافر تم کو ستائیں گے۔ واقعی کافر لوگ تمہارے صریح دشمن ہیں اور جب تو اے نبی! انہا میں ہو اور نماز خوف پڑھانے لگے تو چاہئے کہ ان حاضرین میں سے ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی ہو جائے اور اپنے تھیمار بھی ساتھ لئے رہیں پھر جب پہلی رکعت کا دوسرا سجدہ کر چکیں تو تم سے پہلی جماعت پہچے چلی جائے اور دوسری جماعت والے جنوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی وہ آ جائیں اور تیرے ساتھ ایکھی نماز پڑھ لیں اور اپنا پچاؤ اور تھیمار ساتھ ہی رکھیں۔ کافروں کی یہ دلی آرزو ہے کہ کسی طرح تم اپنے تھیماروں اور سامان سے غافل ہو جاؤ تو تم پر وہ ایک ہی دفعہ ثوٹ پڑیں۔ آخر آیت تک۔

نماز خوف حدیثوں میں پانچ چھ طرح سے آئی ہیں جس وقت جیسا موقع ملے پڑھ لینی چاہئے۔ آگے حدیثوں میں ان صورتوں کا بیان آ رہا ہے۔ مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں کہ اکثر علماء کے نزدیک یہ آیت قصر سفر کے بارے میں ہے بعضوں نے کما خوف کی نماز کے باب میں ہے، امام بخاریؓ نے اس کو اختیار کیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ ہم خوف کا قصر تو اللہ کی کتاب میں پاتے ہیں مگر سفر کا قصر نہیں پاتے۔ انہوں نے کہا ہم نے اپنے پیغمبر ﷺ کو جیسا کرتے دیکھاویا ہیں ہم بھی کرتے ہیں یعنی گویا یہ حکم اللہ کی کتاب میں نہ کسی پر حدیث میں تو ہے اور حدیث بھی قرآن شریف کی طرح واجب العمل ہے۔

حضرت ابن قیم نے زاد المعاد میں نماز خوف کی جملہ احادیث کا تجویز کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ان سے نماز چھ طریقہ کے ساتھ ادا کرنا معلوم ہوتا ہے۔ امام احمد بن خبل فرماتے ہیں کہ جس طریق پر چاہیں اور جیسا موقع ہو یہ نماز اس طرح پڑھی جاسکتی ہے۔ کچھ حضرات نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ نماز خوف آنحضرت ﷺ کے بعد منسون ہو گئی مگری ہے غلط ہے۔ جموروں علیٰ اسلام کا اس کی مشروعیت پر اتفاق ہے۔ آپ کے بعد بھی صحابہ مجاہدین نے کتنی مرتبہ میدان جنگ میں یہ نماز ادا کی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب مبارک پوری فرماتے ہیں فان الصحابة جمعوا على صلوة الخوف فروي ان عليا صلی صلوة الخوف ليلة الہریرو صلاها ابو موسی الاشعري باصحابہ روى ان سعيد بن العاص كان اميرا على الجيش بطریق سنان فقال ایکم صلی مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم صلوة الخوف فقال حذیفة انا فقدمه فصلی بهم قال الزبیلی دلیل الجمهور وجوب الاتباع والناسی بالنسی صلی اللہ علیہ وسلم وقوله صلوا کما رایتمنی اصلی الخ (مرعاة) ج: ۲/ ص: ۳۸۶ یعنی صلوة خوف پر صحابہ کا اجماع ہے جیسا کہ مردی ہے کہ حضرت علیؓ نے لیلۃ الریر میں خوف کی نماز ادا کی اور ابو موسی اشعریؓ نے اصنمان کی جنگ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی اور حضرت سعید بن عاص نے جو جنگ طبرستان میں امیر لٹکر تھے، فوجیوں سے کہا کہ تم میں کوئی ایسا

بزرگ ہے جس نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ خوف کی نماز ادا کی ہو۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں موجود ہوں۔ پس ان ہی کو آگے بڑھا کر یہ نماز ادا کی گئی۔ زملیٰ نے کہا کہ صلوٰۃ خوف پر جسمور کی دلیل ہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ایجاع اور اقتداء واجب ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جیسے تم نے مجھ کو نماز ادا کرتے دیکھا ہے ویسے ہی تم بھی ادا کرو پس ان لوگوں کا قول غلط ہے جو صلوٰۃ خوف کو اب منسوخ کرتے ہیں۔

مطلوب یہ ہے کہ اول سب نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نماز کی نیت باندھی، وصف ہو گئے۔ ایک صفت تو آنحضرت ﷺ کے متصل، دوسرا صفت ان کے پیچے اور یہ اس حالت میں ہے جب دشمن قبلے کی جانب ہو اور سب کامنہ قبلے ہی کی جانب ہو۔ خیراب پہلی صفت والوں نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کیا اور دوسرا صفت والے کھڑے کھڑے ان کی حفاظت کرتے رہے، اس کے بعد پہلی صفت والے رکوع اور سجدہ کر کے دوسرا صفت والوں کی جگہ پر حفاظت کے لئے کھڑے رہے اور دوسرا صفت والے ان کی جگہ پر آ کر رکوع اور سجدہ میں گئے۔ رکوع اور سجدہ کر کے قیام میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شریک ہو گئے اور دوسرا رکعت کا رکوع اور سجدہ آنحضرت ﷺ کے ہمراہ کیا جب آپ احیات پڑھنے لگے تو پہلی صفت والے رکوع اور سجدہ میں گئے پھر سب نے ایک ساتھ سلام پھیرا جیسے ایک ساتھ نیت باندھی تھی۔ (شرح وحیدی)

(۹۳۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا کہما کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خردی، انہوں نے زہری سے پوچھا کیا نبی کرم ﷺ نے صلوٰۃ خوف پڑھی تھی؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ ہمیں سالم نے خردی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نجد کی طرف نبی کرم ﷺ کے ساتھ غزوہ (ذات الرقع) میں شریک تھا۔ دشمن سے مقابلہ کے وقت ہم نے صیفی باندھیں، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خوف کی نماز پڑھائی (تو ہم میں سے) ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز پڑھنے میں شریک ہو گئی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہا۔ پھر رسول کرم ﷺ نے اپنی اقتداء میں نماز پڑھنے والوں کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے۔ پھر یہ لوگ لوٹ کر اس جماعت کی جگہ آگئے جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اب دوسرا جماعت آئی۔ ان کے ساتھ بھی آپ نے ایک رکوع اور دو سجدے کئے۔ پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔ اس گروہ میں سے ہر شخص کھڑا ہوا اور اس نے اکیلے اکیلے ایک رکوع کیا اور دو سجدے ادا کئے۔

۹۴۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الرُّهْبَرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُهُ هَلْ صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ - يَعْنِي صَلَاةَ الْخَوْفِ - قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: (غَوْنَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ نَجْدِي، فَوَازَنَا الْعَدُوُ فَصَافَقْنَا لَهُمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَنِّلُ لَنَا، فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ، وَأَبْقَيْتَ طَائِفَةً عَلَى الْعَدُوِّ، وَرَسَّعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسْمِ مَعَهُ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انصَرَ لَنَا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ تُصَنِّلْ، فَجَازَوَا فَرَسَّعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِهِمْ رَسْكُنَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ كُلُّ وَاجِدٍ مِنْهُمْ فَرَسَّعَ لِنَفْسِهِ رَسْكُنَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ).

[اطرافہ فی: ۹۴۳، ۴۱۳۲، ۴۱۳۲]

[۴۵۳۵]

نجد لغت میں بلندی کو کہتے ہیں اور عرب میں یہ علاقہ وہ ہے جو تمام اور یمن سے لے کر عراق اور شام تک پھیلا ہوا ہے

جناد مذکورہ میں بنی غطفان کے کافروں سے ہوا تھا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فوج کے دو حصے کے گئے اور ہر حصہ نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ ایک ایک رکعت پاری ادا کی پھر دوسری رکعت انہوں نے اکیلے اکیلے ادا کی۔ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ ہر حصہ ایک رکعت پڑھ کر چلا گیا اور جب دوسرا گروہ پوری نماز پڑھ گیا تو یہ گروہ دوبارہ آیا اور ایک رکعت اکیلے اکیلے پڑھ کر سلام پھیرا۔

فٹ پٹ ہو جائیں یعنی بھر جائیں صفائحہ میں کامیابی کا موقع نہ طے تو جو جمل کھڑا ہو وہیں نماز پڑھ لے۔ بعضوں نے کما قیامت کا لظیہ یہاں (راوی کی طرف سے) غلط ہے صحیح قائم ہے اور پوری عبارت یوں ہے اذا اخْتَلَطُوا قَانِمًا فَإِنَّمَا هُوَ الذِّكْرُ وَالاشْهَادُ بِالرَّاسِ یعنی جب کافروں اور مسلمان لڑائی میں خلط ملط ہو جائیں تو صرف زبان سے قرأت اور رکوع سجدے کے بدل سر سے اشارہ کرنا کافی ہے (شرح وحیدی)

قال ابن قدامة پھوزان بصلی صلوٰۃ الخوف علیٰ کل صفة صلٰاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال احمد کل حدیث یروی فی ابواب صلوٰۃ الخوف فالعمل به جائز و قال متة اوجه اوصيحة یروی فیها كلها جائز (مرعاۃ المصانع، ج ۲: ص: ۳۹) یعنی ابن قدامة نے کما کہ جن جن طریقوں سے خوف کی نماز آنحضرت ﷺ سے نقل ہوئی ہے ان سب کے مطابق جیسا موجود ہو خوف کی نماز ادا کرنا جائز ہے۔ امام احمد نے بھی ایسا یعنی کہا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ نماز چھ سلت طریقوں سے جائز ہے جو مختلف احادیث میں مردی ہیں قال ابن عباس و الحسن البصري و عطا طاوس و مجاهدوں و الحکم بن عتبة و قنادة و اسحاق و الضحاک و الشوری انہا رکعة عند شدة القتال یومی ایماء (حوالہ مذکور) یعنی مذکورہ جملہ اکابر اسلام کتے ہیں کہ شدت قتال کے وقت ایک رکعت بلکہ محض اشاروں سے بھی ادا کر لینا جائز ہے۔

## ۲- بَابُ صَلَوةِ الْخَوْفِ رِجَالًا

### وَرُكْبَانًا رَاجِلٌ : قَائِمٌ

یعنی قرآنی آیت کریمہ «فَإِنْ خَفْتُمْ فِرْجَالًا أَوْ رِكْبَانًا» میں لفظ رجالاً راجل کی جمع ہے (یعنی پاپیادہ) والا اور رجل کے معنی مرد۔ اسی فرق کو ظاہر کرنے کے لئے حضرت امام نے بتلایا کہ آیت شریفہ میں رجالاً راجل کی جمع ہے یعنی پریل چلنے والے رجل بمعنی مرد کی جمع نہیں ہے۔

(۹۲۳) ہم سے سعید بن یحییٰ بن سعید قرشی نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے میرے باپ یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے ابن جریر نے بیان کیا، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے نافع نے، ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جہاں کے قول کی طرح بیان کیا کہ جب جنگ میں لوگ ایک دوسرے سے گھٹ جائیں تو کھڑے کھڑے نماز پڑھ لیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بنی کریم ﷺ سے اپنی روایت میں اضافہ اور کیا ہے کہ اگر کافر بہت سارے ہوں کہ مسلمانوں کو دم نہ لینے دیں تو کھڑے کھڑے اور سوارہ کر (جس طور ممکن ہو) اشاروں سے ہی سی گمراز پڑھ لیں۔

۹۴۳ - حَدَّثَنَا سَعِينَةُ بْنُ يَحْيَى بْنُ سَعِينَةِ الْقَرْشَيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجَ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْعَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ نَحْوًا مِنْ قَوْلِ مُجَاهِدٍ إِذَا اخْتَلَطُوا قِيَامًا وَرَأَدَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَلْيَصُلُّوا قِيَامًا وَرُكْبَانًا)).

[راجح: ۹۴۲]

بل تصلی علی ای وجہ حصلت القدرة علیہ بدلیل الایة (فُقْهُ الباری) یعنی مقصود یہ ہے کہ نماز اس وقت بھی ساقط نہیں ہوتی جبکہ نمازوں سواری سے اترنے سے عاجز ہو اور نہ وہ وقت سے مورخ کی جاسکتی ہے بلکہ ہر حالات میں اپنی قدرت کے مطابق اسے پڑھنا ہی ہو گا جیسا کہ آئت بلا اس پر دال ہے۔

زمان حاضر میں ریلوؤں، موٹروؤں، ہوائی جہازوں میں بہت سے ایسے ہی موقع آجاتے ہیں کہ ان سے اترنا ناممکن ہو جاتا ہے بہر حال نماز جس طور بھی ممکن ہو وقت مقررہ پر پڑھ ہی لینی چاہئے۔ ایسی ہی دشواریوں کے پیش نظر شارع علیہ السلام نے دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کر کے ادا کرنا جائز قرار دیا ہے اور سفر میں قصر اور بوقت جادا اور بھی مزید رعایت دی گئی گرنماز کو معاف نہیں کیا گیا۔

### باب خوف کی نمازوں نمازی ایک دوسرے کی حفاظت کرتے ہیں

۳- بَابُ يَخْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي

#### صَلَاةِ النَّحْوَفِ

یعنی اگر ایک گروہ نماز پڑھے اور دوسرا ان کی حفاظت کرے پھر وہ گروہ نماز پڑھے اور پہلا گروہ ان کی جگہ آجائے۔

(۹۲۳) ہم سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے

محمد بن حرب نے زبیدی سے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے، ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور دوسرے لوگ بھی آپ کی اقتداء میں کھڑے ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکمیر کی تو لوگوں نے بھی تکمیر کی۔ آپ نے رکوع کیا تو لوگوں نے آپ کے ساتھ رکوع اور سجدہ کر لیا تھا وہ کھڑے کھڑے اپنے بھائیوں کی غرائب کرتے رہے۔ اور دوسرا گروہ آیا۔ (جواب تک حفاظت کے لئے دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہا بعد میں) اس نے بھی رکوع اور سجدے کئے۔ سب لوگ نماز میں تھے لیکن لوگ ایک دوسرے کی حفاظت کر رہے تھے۔

باب اس بارے میں کہ اس وقت (جب دشمن کے) قلعوں

کی فتح کے امکانات روشن ہوں اور جب دشمن سے مدد بھیز

ہو رہی ہو تو اس وقت نماز پڑھے یا نہیں

اور امام اوزاعیؓ نے کہا کہ جب فتح سامنے ہو اور نماز پڑھنی ممکن نہ رہے تو اشارہ سے نماز پڑھ لیں۔ ہر شخص اکیلے اکیلے اگر اشارہ بھی نہ کر سکیں تو اٹائی کے ختم ہونے تک یا امن ہونے تک نماز موقف

۴- حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شَرِيعَ قَالَ:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الرُّهْبَرِيِّ عَنْ عَبْيَنِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْنَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَكَبَرُوا مَعَهُ، وَرَكَعُوا مَعَهُ، وَسَجَدُوا مَعَهُ. ثُمَّ قَامَ لِلثَّانِيَةِ فَكَبَرُوا مَعَهُ، وَرَكَعُوا مَعَهُ، وَسَجَدُوا مَعَهُ. ثُمَّ قَامَ لِلثَّالِثِيَةِ فَكَبَرُوا مَعَهُ، وَرَكَعُوا إِخْوَانَهُمْ، وَأَتَتِ الطَّائِفَةُ الْآخِرَى فَرَكَعُوا وَسَجَدُوا مَعَهُ، وَالنَّاسُ كُلُّهُمْ فِي صَلَاةٍ وَلَكِنْ يَخْرُسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا:

۴- بَابُ الصَّلَاةِ عِنْدَ مُنَاهَضَةِ

#### الْحُصُونِ وَلِقَاءِ الْعَدُوِّ

وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ : إِنْ كَانَ تَهْيَا الْفَتْحُ وَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الصَّلَاةِ صَلَوَا إِيمَانَ كُلِّ امْرِيٍّ بِنَفْسِهِ، فَإِنْ لَمْ يَقْدِرُوا عَلَى

رکھیں، اس کے بعد دو رکتیں پڑھ لیں۔ اگر دو رکعت نہ پڑھ سکیں تو ایک ہی رکوع اور دو سجدے کر لیں اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو صرف تکبیر تحریکہ کافی نہیں ہے، امن ہونے تک نماز میں دیر کریں۔ مکحول تابعی کا یہ قول ہے

اور حضرت انس بن مالک نے کہا کہ صحیح روشنی میں تستر کے قلعہ پر جب چڑھائی ہو رہی تھی اس وقت میں موجود تھا۔ لڑائی کی آگ خوب بہڑک رہی تھی تو لوگ نماز نہ پڑھ سکے۔ جب دن چڑھ گیا اس وقت صحیح کی نماز پڑھی گئی۔ ابو موسیٰ اشعری بھی ساتھ تھے پھر قلعہ فتح ہو گیا۔ حضرت انسؓ نے کہا کہ اس دن جو نماز ہم نے پڑھی (گودہ سورج نکلنے کے بعد پڑھی) اس سے اتنی خوشی ہوئی کہ ساری دنیا ملنے سے اتنی خوشی نہ ہوگی۔

تستر اہواز کے شروں میں سے ایک شر ہے۔ وہاں کا قلعہ سخت جگ کے بعد بعد خلافت فاروقی ۲۰ھ میں فتح ہوا۔ اس تعلیق کو ابن سعد اور ابن الیثیب نے وصل کیا۔ ابو موسیٰ اشعری اس فوج کے افراد تھے جس نے اس قلعہ پر چڑھائی کی تھی۔ اس نماز کی خوشی ہوئی تھی کہ یہ مجاہدوں کی نماز تھی نہ آجکل کے بزدل مسلمانوں کی نماز۔ بعضوں نے کہا کہ حضرت انسؓ بٹھنے نے نماز فوت ہونے پر افسوس کیا ہیں اگر یہ نماز وقت پر پڑھ لیتے تو ساری دنیا کے ملنے سے زیادہ مجھ کو خوشی ہوتی مگر پہلے معنی کو ترجیح ہے۔

(۹۳۵) ہم سے تھی ابن جعفر نے بیان کیا کہ ہم سے وکیع نے علی بن مبارک سے بیان کیا، ان سے تھی بن الیثیب نے، ان سے ابو سلمہ نے، ان سے جابر بن عبد اللہ النصاری بٹھنے نے کہ حضرت عمر بٹھنے غزوہ خندق کے دن کفار کو برا بھلا کتھے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ! سورج ڈوبنے ہی کو ہے اور میں نے تواب تک عصر کی نماز نہیں پڑھی، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا میں نے بھی ابھی تک نہیں پڑھی انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ بظہران کی طرف گئے (جو مدینہ میں ایک میدان تھا) اور وضو کر کے آپ نے وہاں سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی، پھر اس کے بعد نماز مغرب پڑھی۔

الإِيمَاءُ أَخْرُوا الصَّلَاةَ حَتَّى يَنْكِشِفَ  
الْقِتَالُ أَوْ يَأْمُنُوا فَيَصْلُوا رَكْعَتَيْنِ، فَإِنْ لَمْ  
يَقْدِرُوا صَلَوَا رَكْعَةً وَسَجَدَتَيْنِ فَإِنْ لَمْ  
يَقْدِرُوا لَا يَجْزِئُهُمُ التَّكْبِيرُ، وَيَنْخُرُونَهَا  
حَتَّى يَأْمُنُوا. بِهِ قَالَ مَكْحُولٌ.

وَقَالَ أَنَّسٌ: حَضَرْتُ عِنْدَ مَنَاهِضَةِ حِصْنِ  
تُسْتَرَ عِنْدَ إِضَاءَةِ الْفَجْرِ - وَأَشَدَّ اشْتِعَالَ  
الْقِتَالِ - فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَى الصَّلَاةِ، فَلَمْ  
نُصَلِّ إِلَّا بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ، فَصَانَّيْنَاهَا  
وَتَخَنَّ مَعَ أَبِي مُوسَىٰ فَفَسَحَ لَنَا. قَالَ أَنَّسٌ  
وَمَا تَسْرُّتِي بِتِلْكَ الصَّلَاةِ الَّذِي أَوْمَأْتَهَا فِيهَا.

تستر اہواز کے شروں میں سے ایک شر ہے۔ وہاں کا قلعہ سخت جگ کے بعد بعد خلافت فاروقی ۲۰ھ میں فتح ہوا۔ اس تعلیق کو عن علی بن المبارک عن يحيى بن أبي كثیر قال : حدثنا وَكِنْعَانٌ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ الْمَبَارِكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: (جَاءَ عُمَرُ يَوْمَ الْخِنْدَقِ فَجَعَلَ يَسْبُ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَيَقُولُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا صَلَّيْتَ الْعَصْرَ حَتَّى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْيِبَ. فَقَالَ: النَّبِيُّ ﷺ: ((وَأَنَا وَاللَّهُ مَا صَلَّيْتُهَا بَعْدَ)). قَالَ: فَنَزَلَ إِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ صَلَّى الْمَغْرِبَ بَعْدَهَا).

[راجح: ۵۹۶]

باب کا ترجمہ اس حدیث سے تلاکہ آنحضرتؐ کو لڑائی میں مصروف رہنے سے بالکل نماز کی فرصت نہ ملی تھی تو آپ نے نماز تشریح

میں دیر کی۔ قسطلاني نے کامنکن ہے کہ اس وقت تک خوف کی نماز کا حکم نہیں اتنا ہو گا۔ یا نماز کا آپ کو خیال نہ رہا ہو گا یا خیال ہو گا مگر طمارت کرنے کا موقع نہ ملا ہو گا۔

قبل اخیرہا عمدًا لانہ کانت قبل نزول صلوٰۃ الخوف ذهب اليه الجمهور كما قال ابن رشد و به جزم ابن القیم في الهدى والحافظ في الفتح والقرطبي في شرح مسلم وعياض ففي الشفاء والزيلعى في نصب الرایة وابن القصار وهذا هو الراجح عندنا (مرعاة المفاتيح، ج ۲، ص: ۳۱۸) یعنی کما گیا (شدت جگ کی وجہ سے) آپ ﷺ نے عمر آنماز عصر کو مؤخر فرمایا، اس لئے کہ اس وقت تک صلوٰۃ خوف کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ بقول ابن رشد جسور کا یہی قول ہے اور علامہ ابن قیمؒ نے زاد العاد میں اس خیال پر جزم کیا ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں اور قرطبی نے شرح مسلم میں اور قاضی عیاض نے شفاعة میں اور زیلعی نے نصب الرایہ میں اور ابن قصار نے اسی خیال کو ترجیح دی ہے اور حضرت مولانا عبداللہ صاحب شیخ الحدیث مؤلف مرعاۃ المفاتیح فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بھی اسی خیال کو ترجیح حاصل ہے۔

## بابِ جود شمن کے پیچھے لگا ہو یاد شمن اس کے پیچھے لگا ہو وہ

### سوارہ کراشارے ہی سے نماز پڑھ لے

اور ولید بن مسلم نے کامیں نے امام اوزاعی سے شرحبیل بن سمعان اور  
ان کے ساتھیوں کی نماز کا ذکر کیا کہ انہوں نے سوارہ پر ہی نماز پڑھ لی، تو انہوں نے کہا ہمارا بھی یہی مذہب ہے جب نماز کے قضاہونے کا ڈر ہو۔ اور ولید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اشارے سے دلیل لی کہ کوئی تم میں سے عصر کی نماز نہ پڑھے مگر فی قریظہ کے پاس پہنچ کر

(۹۳۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جو یہیہ بن اسماء نے نافع سے، ان سے عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ جب نبی کبھی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے فارغ ہوئے (ابو سفیان لوٹا) تو ہم سے آپ نے فرمایا کوئی شخص بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچنے سے پہلے نماز عصر نہ پڑھے لیکن جب عصر کا وقت آیا تو بعض صحابہؓ نے راستہ ہی میں نماز پڑھ لی اور بعض صحابہؓ نے کہا کہ ہم بنو قریظہ کے محلہ میں پہنچنے پر نماز عصر پڑھیں گے اور کچھ حضرات کا خیال یہ ہوا کہ ہمیں نماز پڑھ لینی چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ نہیں تھا کہ نماز قفا کر لیں۔ پھر جب آپ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر بھی ملامت نہیں فرمائی۔

## ۵- بَابُ صَلَاةِ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ

### رَاكِبًا وَإِيمَاءً

وَقَالَ الْوَلِيدُ: ذَكَرْتُ لِلأَوْزَاعِيِّ صَلَاةَ شَرَحِيْلَ بْنِ السُّمْطِ وَأَصْحَابِهِ عَلَى ظَهْرِ الدَّائِبَةِ قَالَ: كَذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا إِذَا تُحُوقَ الْفَوْتُ. وَأَخْبَجَ الْوَلِيدَ بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا يُصَلِّيَ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةِ)).

۹۴۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا جُوَنِيَّةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَنَّهُ عَمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْأَخْرَابِ: ((لَا يُصَلِّيَ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةِ)) فَأَذْرَكَ بَعْضَهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي، لَمْ يُرِدْ مِنْ ذَلِكَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُعْنِ أَحَدًا مِنْهُمْ.

[اطرافہ فی: ۴۱۱۹]

**لشیخ** طالب یعنی دشمن کی تلاش میں نکلنے والے مطلوب یعنی جس کی تلاش میں دشمن لگا ہو۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب غزوہ احزاب ختم ہو گیا اور کفار ناکام چلے گئے تو آنحضرت ﷺ نے فوراً ہمیج مجاہدین کو حکم دیا کہ اسی حالت میں بون قریظہ کے محلہ میں چلیں جہاں مدینہ کے یہودی رہتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان یہودیوں نے ایک معاہدہ کے تحت ایک دوسرے کے خلاف کسی جنگی کارروائی میں حصہ نہ لینے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر خمیط طور پر یہودی پہلے بھی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہے اور اس موقع پر توہینوں نے کھل کر کفار کا ساتھ دیا۔ یہود نے یہ سمجھ کر بھی اس میں شرکت کی تھی کہ یہ آخری اور فیصلہ کن لڑائی ہو گی اور مسلمانوں کی اس میں شکست یقینی ہے۔ معاہدہ کی رو سے یہودیوں کی اس جگہ میں شرکت ایک سمجھنے جرم تھا، اس لئے آنحضرت ﷺ نے چالاک بغیر کسی مملت کے ان پر حملہ کیا جائے اور اسی لئے آپ نے فرمایا تھا کہ نماز عصر بون قریظہ میں جا کر پڑھی جائے کیونکہ راستے میں اگر کہیں نماز کے لئے تمہرے تو دیر ہو جاتی چانچھے بعض صحابہؓ نے بھی اس سے یہی سمجھا کہ آپ کا مقصد صرف جلد تر بون قریظہ پہنچنا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ بحالت مجبوری طالب اور مطلوب ہر دو سواری پر نماز اشارے سے پڑھ سکتے ہیں، امام بخاری کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک جس کے پیچھے دشمن لگا ہو وہ تو اپنے بجائے کئے سواری پر اشارے ہی سے نماز پڑھ سکتا ہے اور جو خود دشمن کے پیچھے لگا ہو تو اس کو درست نہیں اور امام مالکؓ نے کہا کہ اس کو اس وقت درست ہے جب دشمن کے نکل جانے کا ذرہ ہو۔ ولید نے امام اوزاعیؓ کے مذہب پر حدیث لا یصلین احادیث العصر الخ سے دلیل لی کہ صحابہ بون قریظہ کے طالب تھے یعنی ان کے پیچھے اور بنی قریظہ مطلوب تھے اور آنحضرت ﷺ نے نماز قضا ہو جانے کی ان کے لئے پرواہ نہ کی۔ جب طالب کو نماز قضا کر دینا درست ہوا تو اشارہ سے سواری پر پڑھ لیتا بطریق اولی درست ہو گا حضرت امام بخاریؓ کا استدلال اسی لئے اس حدیث سے درست ہے۔ بون قریظہ پہنچنے والے صحابہؓ میں سے ہر ایک نے اپنے اجتہاد اور رائے پر عمل کیا بعضوں نے یہ خیال کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا یہ مطلب ہے کہ جلد جاؤچھے میں تمہرو نہیں تو ہم نماز کیوں قضا کریں، انہوں نے سواری پر پڑھ لی بعضوں نے خیال کیا کہ حکم بجالانا ضروری ہے نماز بھی خدا اور اس کے رسول کی رضامندی کے لئے پڑھتے ہیں تو آپ کے حکم کی تعلیم میں اگر نماز میں دیر ہو جائے گی تو ہم کچھ گنہگار نہ ہوں گے (الغرض) فریقین کی نیت بخیر تھی اس لئے کوئی ملامت کے لائق نہ ٹھہرا۔ معلوم ہوا کہ اگر مجہد غور کرے اور پھر اس کے اجتہاد میں غلطی ہو جائے تو اس سے موّاخذہ نہ ہو گا۔ نووی نے کہا اس پر اتفاق ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر مجہد صواب پر ہے۔

## ٦- بَابُ التَّبْكِيرِ وَالْفَلَسِ بِالصَّيْحَ

## وَالصَّلَاةِ عِنْدَ الْإِغْارَةِ وَالْحَرْبِ

٩٤٧ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادَ

بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صَهْبَيْرٍ وَثَابَتِ

الْبَنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى الصَّيْحَ بِغَلَسِ، ثُمَّ رَأَيَ لَقَالَ:

((إِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ، خَرَبَتْ خَيْرَتُ، إِنَّا إِذَا نَوَّلْنَا

بِسَاحَةَ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَّاخُ الْمُنْذَرِينَ)).

فَخَرَجُوا يَسْتَوْنُ فِي السَّكَكِ وَيَقُولُونَ:

باب حملہ کرنے سے پہلے صبح کی نماز اندھیرے میں جلدی پڑھ لینا اسی طرح لڑائی میں (طلوع فجر کے بعد فوراً ادا کر لینا) (۷/۹۳) ہم سے مدد بن سرہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن صہبیب اور ثابت بنی حماد نے بیان کیا ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز اندھیرے ہی میں پڑھا دی، پھر سوار ہوئے (پھر آپ خیر پیچھے گئے اور وہاں کے یہودیوں کو آپ کے آئے کی اطلاع ہو گئی) اور فرمایا اللہ اکبر خیر پر بربادی آگئی۔ ہم توجہ کسی قوم کے آنکن میں اتر جائیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح

منہوس ہو گی۔ اس وقت خیر کے یہودی گلیوں میں یہ کہتے ہوئے بھاگ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سمیت آگئے۔ راوی نے کہا کہ (روایت میں) لفظ خمیس لشکر کے معنی میں ہے۔ آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح ہوتی۔ لڑنے والے جوان قتل کر دیئے گئے، عورتیں اور بچے قید ہوئے۔ اتفاق سے صفیہ و حبیہ کلبی کے حصہ میں آئیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو ملیں اور آپ نے ان سے نکاح کیا اور آزادی ان کا مرقرار پایا۔ عبد العزیز نے ثابت سے پوچھا ابو محمد! کیا تم نے انس بن عثیم سے دریافت کیا تھا کہ حضرت صفیہ کا مر آپ نے مقرر کیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ خود انہیں کو ان کے میر میں دے دیا تھا۔ کہا کہ ابو محمد اس پر مسکرا دیئے۔

**مُحَمَّدُ وَالْخَمِيسُ - قَالَ: وَالْخَمِيسُ الْجَيْشُ - فَظَهَرَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَتَلَ الْمُقَاتَلَةَ وَسَيِّدَ الظَّارِيَّ، فَصَارَتِ صَفِيَّةُ لِدِيْخِيَّةَ الْكَلْبِيَّ، وَصَارَتِ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ تَرَوَّجَهَا، وَجَعَلَ صَدَاقَهَا عِنْهَا. فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزَ لِثَابِتٍ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ، أَنْتَ سَأَلْتَ أَنْسًا مَا أَمْهَرَهَا؟ فَقَالَ: أَمْرَهَا نَفْسَهَا. قَالَ فَبَتَسَمَّ بِعَوْنَى تَعَالَى تَمَّ الْجُزُءُ الْأَوَّلُ وَتَبَلَّغَ الْجُزُءُ الْثَّانِي وَأَوْلَهُ كِتَابُ الْعَيْدَيْنِ. [راجع: ۳۷۱]**

**لِشَرِيفِهِ** ترجمہ باب اس سے ہے کہ آپ نے صحیح کی نماز سویرے اندھیرے منہ پڑھ لی اور سوار ہوتے وقت نفرہ بکیر بلند کیا۔ خمیس لشکر کو اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں پانچ لکڑیاں ہوتی ہیں مقدمہ، ساقہ، میمہ، میسرہ، قلب۔ صفیہ شاہزادی تھی آنحضرت ﷺ نے ان کی دلجوئی اور شرافت نبی کی بنا پر انہیں اپنے حرم میں لے لیا اور آزاد فرمادیا ان ہی کو ان کے میر میں دینے کا مطلب ان کو آزاد کر دیتا ہے، بعد میں یہ خلوت ایک بسترن و فدار ثابت ہوئی۔ اہمات المؤمنین میں ان کا بھی بڑا مقام ہے۔ بیانات وارضاها۔ علامہ خطیب بغدادی لکھتے ہیں کہ حضرت صفیہ حبی بن اخطب کی بیٹی ہیں جو بنی اسرائیل میں سے تھے اور ہارون ابن عمران ﷺ کے نواسہ تھے۔ یہ صفیہ کنانہ بن ابی الحقین کی بیوی تھیں جو جنگ خیر میں بہا محروم ہے قتل کیا گیا اور یہ قید ہو گئیں تو ان کی شرافت نبی کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے حرم میں داخل فرمایا، پہلے دحیہ بن خلیفہ کلبی کے حصہ غنیمت میں لگادی گئی تھیں۔ بعد میں آنحضرت نے ان کا حال معلوم فرمایا کہ سات غلاموں کے بدلے ان کو دحیہ کلبی سے حاصل فرمایا اس کے بعد یہ برضا و رغبت اسلام لے آئیں اور آنحضرت نے اپنی زوجیت سے ان کو مشرف فرمایا اور ان کو آزاد کر دیا اور ان کی آزادی ہی کو ان کا مر مقرر فرمایا۔ حضرت صفیہ نے ۵۰ھ میں وفات پائی اور جنت المبعیج میں سپرد خاک کی گئیں۔ ان سے حضرت انس اور ابن عمرو وغيرہ روایت کرتے ہیں جی میں یائے مملہ کا پیش اور نیچے دلقوں والی یاء کا زبر اور دوسرا یاء پر تشذیب ہے۔

صلوٰۃ الخوف کے متعلق علامہ شوکانی نے بہت کافی تفصیلات پیش فرمائی ہیں اور جو سات طریقوں سے اس کے پڑھنے کا ذکر کیا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں (وقد اختلف في عدد الانواع الواردة في صلوٰۃ الخوف فقال ابن قصار المالكي ان النبي صلی الله علیہ وسلم صلاها في عشرة مواطن وقال النووي انه يبلغ مجموع انواع صلوٰۃ الخوف ستة عشر وجها كلها جانزة وقال الخطابي صلوٰۃ الخوف انواع صلاها النبي صلی الله علیہ وسلم في ایام مختلفة واشكال متباينة يتجزى في كلها ما هو احاطة للصلوة وبلغ في الحرامة الخ (نیل الاولیا)

یعنی صلوٰۃ خوف کی قسموں میں اختلاف ہے جو وارد ہوئی ہیں ابن قصار مالکی نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے اسے دس جگہ پڑھا ہے اور نووی کہتے ہیں کہ اس نماز کی تمام تسمیں سولہ تک پہنچی ہیں اور وہ سب جائز درست ہیں۔ خطابی نے کہا کہ صلوٰۃ الخوف کو آنحضرت ﷺ نے ایام مختلفہ میں مختلف طریقوں سے ادا فرمایا ہے۔ اس میں زیادہ تر قتل غور چیز کی روی ہے کہ نماز کے لئے بھی ہر ممکن احتیاط

سے کام لیا جائے اور اس کا بھی خیال رکھا جائے کہ حفاظت اور نگرانی میں بھی فرق نہ آنے پائے۔ علامہ ابن حزم نے اس سے چودہ طریقے بتائے ہیں اور ایک مستقل رسالہ میں ان سب کا ذکر فرمایا ہے۔

الحمد للہ کہ اوآخر حرم ۱۴۸۹ھ میں کتاب صلوٰۃ الغوف کی تیپس سے فراغت حاصل ہوئی، اللہ پاک ان لغزشوں کو معاف فرمائے جو اس مبارک کتاب کا ترجمہ لکھنے اور تشریحات پیش کرنے میں متوجہ سے ہوئی ہو گئی۔ وہ غلطیاں یقیناً میری طرف سے ہیں۔ اللہ کے جیب ملکہ کے فرائیں علیہ کا مقام بلند و برتر ہے، آپ کی شان اوتیت جوامع الكلم ہے۔ اللہ سے مکر دعا ہے کہ وہ میری لغزشوں کو معاف فرمائے اپنے دامن رحمت میں ڈھانپ لے اور اس مبارک کتاب کے جملہ قدر دانوں کو برکات دارین سے نوازے آمین یارب العالمین۔

## ۳۳۔ کتاب العیدین

# کتاب عیدین کے مسائل کے بیان میں

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا إِلَهَ مِثْلُهُ  
شَهِيدٌ بِمَا يَصُوَّرُ

**تَبَرِّع** عید کی وجہ تسمیہ کے پارے میں حضرت مولانا عید اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارک پوری دام فیضہ فرماتے ہیں واصل العید عود لانہ مشتق من عاد بعود عودا و هو الرجوع قلب الواویاء لسكنها والکسوار ما قبلها كما في المیزان والمیقات وجمعه عياد لزوم الیاء في الواحد او للفرق بينه وبين اعاد الخشب وسمیا عیدین لکثرة عوائد الله تعالى فيهمما اولانهم بعودون اليهمما مرة بعد اخری او لذکرهمما وعودهمما لكل عام او لعود السرور بعودهمما قال في الاذهار كل اجتماع للسرور فهو عند العرب عید بعود السرور بعودی وقيل ان الله تعالى يعود على العياد بالمفترة والرحمة وقيل ثنا لا بعوده على من ادركه كما سميت القائلة تفاولا لرجوعها وقيل لعوده بعض المباحثات فيهمما واجبا كالغطرو وقيل لانه يعاد فيهمما التكبيرات والله تعالى اعلم (مرعاة ج ۲: ص ۳۲۷)

یعنی عید کی اصل لفظ ثنو ہے جو عاد بعود سے مشتق ہے جس کے معنی رجوع کرنے کے ہیں، عود کا وادیاء سے بدل گیا ہے اس لئے کہ وہ ساکن ہے اور ما قبل اس کے کرو ہے جیسا کہ لفظ میزان اور میقات میں وادیاء سے بدل گیا ہے عید کی جمع اعياد ہے، اس لئے کہ واحد میں لفظ "یاء" کا لزوم ہے یا لفظ عود بمعنی لکڑی کی جمع اعادے سے فرق ظاہر کرنا مقصود ہے۔ ان کا عیدین نام اس لئے رکھا گیا کہ ان دونوں میں عتیلات الہی بے پیاس ہوتی ہیں یا اس لئے ان کو عیدین کہا گیا کہ مسلمان ہر سال ان دونوں کی طرف لوٹتے رہتے ہیں یا یہ کہ یہ دونوں دن ہر سال لوٹ کر مر آتے رہتے ہیں یا یہ کہ ان کے لوٹنے سے مسرت لوٹتی ہے۔ عربوں کی اصطلاح میں ہر وہ اجلاع جو خوشی اور مسرت کا اجتماع ہو عید کہلاتا تھا، اس لئے ان دونوں کو بھی جو مسلمان کے لئے انتہائی خوشی کے دن ہیں عیدین کہا

گیا۔ یا یہ بھی کہ ان دونوں میں اپنے بندوں پر اللہ اپنی بے شمار رحمتوں کا اعادہ فرماتا ہے یا اس لئے کہ جس طرح بطور نیک قال جانے والے گروہ کو قافلہ کہا جاتا ہے جس کے لفظی معنی آنے والے کے ہیں یا اس لئے بھی کہ ان میں بعض مباح کام و جوب کی طرف لوٹ جاتے ہیں جیسے کہ اس دن عید الفطر میں روزہ رکھنا واجب طور پر نہ رکھنے کی طرف لوٹ گیا ہے یا اس لئے کہ ان دونوں میں عجیبات کو بار بار لوٹا کر کہا جاتا ہے اس لئے ان کو لفظ عیدین سے تعبیر کیا گیا ہے ان دونوں کے مقرر کرنے میں کیا کیا فوائد اور مصالح ہیں اسی مضمون کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے اپنی مشہور کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں بڑی تفصیل کے ساتھ احسن طور پر بیان فرمایا ہے۔ اس کو وہاں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے نماز عیدین کے متعلق عجیبات کی بابت کچھ نہیں بتالیا اگرچہ اس بارے میں اکثر احادیث و اقوال صحابہ موجود ہیں مگر وہ حضرت امام کی شرائط پر نہیں تھے۔ اس لئے آپ نے ان میں سے کسی کا بھی ذکر نہیں کیا۔ امام شوکانی رضی اللہ عنہ نے نیل الاؤطار میں اس سلسلہ کے دس قول نقل کئے ہیں جن میں جب ترجیح حاصل ہے وہ یہ ہے۔ احمدہ انہیں یکبر فی الاولی سبعاً قبل القراءة وفي الثانية خمساً قبل القراءة قال العراقي وهو قوله أعلم من الصحابة والتابعين والآئمة قال وهو مروي عن عمرو على وابي هريرة وابي سعيد الخدیجی پلا قول یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات عجیبیں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ عجیبیں کی جائیں۔ صحابہ اور تابعین اور ائمہ کرام میں سے اکثر اہل علم کا یہی مسئلہ ہے، اس بارے جو احادیث مروی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی عید ثنتی عشرہ تکبیرہ سبعاً فی الاولی و خمساً فی الآخرة ولم يصل قبلها ولا بعدها (رواہ احمد و ابن ماجہ) قال احمد ادا اذہب الی هذہ

یعنی حضرت عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے، انسوں نے اپنے والوں سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے عید میں بارہ عجیبیوں سے نماز پڑھائی پہلی رکعت میں آپ نے سات عجیبیں اور دوسری رکعت میں پانچ عجیبیں کیں۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ میرا عمل بھی کی ہے۔ و عن عمرو بن عوف المزنی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی العیدین فی الاولی سبعاً قبل القراءة وفي الثانية خمساً قبل القراءة الترمذی و قال هو احسن شئی فی هذا الباب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی عمرو بن عوف مزنی سے روایت ہے کہ بے شک نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات عجیبیں کیں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ عجیبیں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کے بارے میں یہ بہترین حدیث ہے جو نبی کرم ﷺ سے مروی ہے۔

علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ امام ترمذی نے کتاب العلل المفردة میں فرمایا سالت محمد بن اسماعیل (البخاری) عن هذا الحديث فقال ليس في هذا الباب شيء أصح منه وبه أقول انتهى

یعنی اس حدیث کے بارے میں میں نے حضرت امام بخاریؓ سے پوچھا تو انسوں نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے متعلق اس سے زیادہ کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور میرا بھی یہی ذہب ہے، اس بارے میں اور بھی ائمہ احادیث مروی ہیں۔

خنیفہ کا مسئلہ اس بارے میں یہ ہے کہ پہلی رکعت میں عجیب تحریکہ کے بعد قرأت سے پہلے تین عجیبیں کی جائیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد تین عجیبیں۔ بعض صحابہ سے یہ مسئلہ بھی نقل کیا گیا ہے جیسا کہ نیل الاؤطار، ص: ۲۹۹ پر منقول ہے مگر اس بارے کی روایات ضعف سے خالی نہیں ہیں جیسا کہ علامہ شوکانی نے تصریح فرمائی ہے فعن شاء فلیرجع اليه حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مبارک پوریؒ فرماتے ہیں واما ما ذهب اليه اهل الكوفة فلم يرد فيه حديث مرفوع غير حديث ابی موسی الشععری وقد عرفت انه لا يصلح للاحتجاج (تحفۃ الاحوزی) یعنی کوفہ والوں کے مسئلہ کے بہوت میں کوئی حدیث مرفوع وارد نہیں ہوئی صرف

حضرت ابو موسیٰ اشعریٰ سے روایت کی گئی ہے جو قابل جلت نہیں ہے۔

جۃ المندر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی بارے میں بتہی بہتر فیصلہ دیا ہے۔ چنانچہ آپ کے الفاظ مبارک یہ ہیں۔  
یکبر فی الاولیٰ سبعاً قبل القراءة والثانیة خمساً قبل القراءة وعمل الكوفین ان یکبر اربعاً تکبیر الجنائز فی الاولیٰ قبل القراءة وفی الثانية بعدھا وھما سنتان وعمل الحرمین ارجح (جۃ اللہ البالغہ، ج: ۲ / ص: ۱۰۶) یعنی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیریں کہنی چاہئیں مگر کوئی والوں کا عمل یہ ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیرات جنازہ کی طرح قرأت سے پہلے چار تکبیر کی جائیں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد یہ دونوں طریقے سنت ہیں۔ مگر حرمین شریفین یعنی کہ مدینہ والوں کا عمل جو پہلے بیان ہوا ترجیح اس کو حاصل ہے (کوفہ والوں کا عمل مروجہ ہے)

عید کی نماز فرض ہے یا سنت اس بارے میں علماء مختلف ہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک جن پر جمع فرض ہے ان پر عیدین کی نماز فرض ہے۔ امام مالک اور امام شافعی اسے سنت مؤکدہ قرار دیتے ہیں۔ اس پر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارک پوری فرماتے ہیں۔ والراجح عندي ما ذهب اليه ابو حنیفة من انها واجحة على الاعيان لقوله تعالى فصل لربك وانحر والامر بقتضي الوجوب ولسدادمة البی صلی اللہ علیہ وسلم علی فعلها من غير ترك ولا نها من اعلام الدین الظاهرۃ فکانت واجحة الخ (مرعاة، ج: ۲ / ص: ۳۲۷)  
یعنی میرے نزدیک ترجیح اسی خیال کو حاصل ہے جس کی طرف حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ گئے ہیں کہ یہ اعیان پر واجب ہے جیسا کہ اللہ پاک نے قرآن میں بصیرت امر فرمایا (فصل لربک وانحر) (الکوثر: ۲) اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔ ”صیرت امر و جوب کو چاہتا ہے اور اس لئے بھی کہ نبی کرم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ہمیکی فرمائی اور یہ دین کے ظاہر ثانوں میں سے ایک اہم ترین نشان ہے۔

## باب دونوں عیدوں کا بیان اور ان میں زیب و زینت کرنے

### ۱ - بَابُ فِي الْعِينَيْنِ وَالتَّجَمِيلِ

#### کا بیان

#### فِيهِمَا

(۹۳۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خردی، انہوں نے کہا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک موٹے ریشمی کپڑے کا چغلے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو بازار میں بک رہا تھا کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ اسے خرید لجھے اور عید اور وحدو کی پذیری آئی کے لئے اسے پہن کر زینت فرمایا تکھی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو وہ پہنے گا جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔ اس کے بعد جب تک خدا نے چاہا عمر رہی پھر ایک دن رسول اللہ ﷺ نے خود ان کے پاس ایک ریشمی چغلہ تھے میں بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے لئے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تو یہ فرمایا کہ اس کو وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پھر آپ نے یہ

۹۴۸ - حدَثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: أَخَذَ عُمَرَ جَمَةً مِنْ إِسْتِرَاقٍ تَبَاعُ فِي السُّوقِ فَأَخْذَهَا، فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَبْنَعَ هَذِهِ، تَحْمِلُ بِهَا لِلْعِينَ وَالْوُفُودَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذِهِ لِيَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ)). فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَلْبَثَ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِجَمَةً دِيَّاجَ، فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ فَأَتَى بِهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي قُلْتُ هَذِهِ

لِبَاسٌ مَنْ لَا خَالقَ لَهُ، وَأَرْسَلْتَ إِلَيْهِ  
بِهَذِهِ الْجِبَّةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:  
كَيْفَ يَمْلِأُ أَهْلَكَهُ اسْتِهْنَانًا  
إِذَا كَانَ مِنْ لَوْدٍ؟

میرے پاس کیوں بھیجا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسے  
تیرے پسند کو نہیں بھیجا بلکہ اس لئے کہ تم اسے سچ کر اس کی قیمت  
اپنے کام میں لاو۔

[راجع: ۸۸۶]

اس حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ جب آپ عید کے دن پہنچ کیجئے، اسی طرح وفاد آتے رہتے ہیں ان سے ملاقات کے لئے بھی آپ اس کا استعمال کیجئے۔ لیکن وہ جب ریشی خاں لئے آنحضرت ﷺ نے اس سے انکار فرمایا کہ ریشی مردوں کے لئے حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کے دن جائز لباسوں کے ساتھ آرائش کرنی چاہئے اس سلسلے میں دوسری احادیث بھی آئی ہیں۔

مولانا وحید الزماں اس حدیث کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ سبحان اللہ! اسلام کی بھی کیا عمده تعلیم ہے کہ مردوں کو جھوٹا موٹا سوتی اونی کپڑا کافی ہے ریشی اور باریک کپڑے یہ عورتوں کو سزاوار ہیں۔ اسلام نے مسلمانوں کو مقبول مخفی جفاش سپاہی بننے کی تعلیم دی نہ عورتوں کی طرح بناً سکھار اور نازک بدن بننے کی۔ اسلام نے عیش و عشرت کا ناجائز اسباب مثلاً نہ شراب خوری وغیرہ بالکل بند کر دیا لیکن مسلمان اپنے پیغمبر کی تعلیم چھوڑ کر نہ اور رندی بازی میں مشغول ہوئے اور عورتوں کی طرح چکن اور مملل اور گوناگوناری کے کپڑے پہنے لگے۔ ہاتھوں میں کڑے اور پاؤں میں مندی، آخر اللہ تعالیٰ نے ان سے حکومت چھین لی اور دوسری مردانہ قوم کو عطا فرمائی ایسے زنانے مسلمانوں کو ڈوب مرتا چاہئے بے غیرت بے حیا کم بخت (وحیدی) مولانا کا اشارہ ان مغل شہزادوں کی طرف ہے جو عیش و آرام میں پڑ کر زوال کا سبب بنے، آج کل مسلمانوں کے کالج زدہ نوجوانوں کا کیا حال ہے جو زنانہ بننے میں شاید مغل شہزادوں سے بھی آگے بڑھنے کی کوششوں میں معروف ہیں جن کا حال یہ ہے۔

نَهْ لَرْجَعَتْ تَوْكِيدَتْ سَوْ طَرَحْ كَمْ كَرْ  
وَهْ كَوْنَتْ كَعَنْ إِلَهْ تَعْلِيمْ پَا كَرْ

### باب عید کے دن پر صحیوں اور ڈھالوں

سے کھیانا

### ۲۔ بَابُ الْحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ

الْعِيدِ

(۹۳۹) ہم سے احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی کہ محمد بن عبد الرحمن اسدی نے ان سے بیان کیا، ان سے عروہ نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے، انہوں نے بتایا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اس وقت میرے پاس (النصاری کی) دلوڑ کیاں جنگ بحاث کے قصور کی نظیں پڑھ رہی تھیں، آپ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا چڑھو دوسری طرف پھیر لیا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے ڈانتا اور فرمایا کہ یہ شیطانی باجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

۹۴۹ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ  
وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَسْدِيَّ حَدَّثَنِي عَنْ عَزْرَوَةَ  
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ))  
وَعِنْدِي جَارِيَاتٍ تُفْنِيَنَ بِفَنَاءِ بَعَاثَ،  
فَاضْطَبَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ.  
وَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَاتَّهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ  
الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ! فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ

موجودوگی میں؟ آخر نبی کریم ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جانے دو خاموش رہو پھر جب حضرت ابو بکر و سرے کام میں لگ گئے تو میں نے انسیں اشارہ کیا اور وہ چل گئیں۔

اللَّهُ قَالَ: ((ذَغْهُمَا)). فَلَمَّا غَفَلَ عَنْزَتْهُمَا لَعَنَّجَّا). [۳۹۳۱، ۳۵۳۰، ۲۹۰۸]

[اطرافہ فی : ۹۵۲، ۹۸۷، ۲۹۰۷، ۳۹۳۱، ۳۵۳۰، ۲۹۰۸]

(۹۵۰) اور یہ عید کا دن تھا۔ جب شہ سے کچھ لوگ ڈھالوں اور برچھوں سے کھیل رہے تھے۔ اب یا خود میں نے کہا یا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم یہ کھیل دیکھوگی؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ فرمائے تھے کھلیو کھلیو اے بنی (ارفادہ) یہ جب شہ کے لوگوں کا لقب تھا پھر جب میں تھک گئی تو آپ نے فرمایا ”بس!“ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ۔

۹۵۰ - وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْقَبُ السُّوَادَانَ بِالدُّرْقِ وَالْحِرَابِ، فَإِمَّا سَأَلَ النَّبِيَّ وَإِمَّا قَالَ: ((أَشْتَهِنَّ تَنْظُرِنِ؟)) فَقَلَّتْ: نَعَمْ. وَ أَقَامَنِي وَرَاءَهُ، خَدْنِي عَلَى خَدِّهِ وَهُنَّ يَقُولُونَ: ((دُونَكُمْ يَا نَبِيَّ أَزْلَدَهُ)). حَتَّى إِذَا مَلَّتْ قَالَ: ((حَسْبِكَ؟)) قَلَّتْ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَلَادِبِي)). [راجح: ۴۵۴]

**الشیخ** بعض لوگوں نے کماکہ حدیث اور ترجمہ الباب میں مطابقت نہیں واجاب ابن المنیر فی العاشیۃ بان مراد البخاری الاستدلال علی ان العید یعنی عید ما لا ینتصر فی غیره وليس فی الترجمة ایضاً تقيیدہ بحال الخروج الی العید بل الظاهر ان لعب الحبشة ان کان بعد رجوعه صلی اللہ علیہ وسلم عن المصلی لانہ کان یخرج اول النہار (فتح الباری) یعنی ابن منیر نے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال اس امر کے لئے ہے کہ عید میں اس قدر سرت ہوتی ہے جو اس کے غیر میں تھیں ہوتی اور ترجمہ میں جھشیوں کے کھیل کا ذکر عید سے قبل کے لئے نہیں ہے بلکہ ظاہر ہے کہ جھشیوں کا یہ کھیل عید گاہ سے واپسی پر تھا کیونکہ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شروع دن ہی میں نماز عید کے لئے نکل جیا کرتے تھے۔

۳- بَابُ سُنَّةِ الْعَيْدِيْنِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ

### سنن کیا ہے

(۹۵۱) ہم سے مجاج بن منہاں نے بیان کیا، کماکہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انسیں زید بن حراث نے خبر دی، انہوں نے کماکہ میں نے شعبی سے نہ، ان سے براء بن عازب بن شٹو نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سن۔ آپ نے عید کے دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ پلا کام جو ہم آج کے دن (عید الاضحی) میں کرتے ہیں، یہ ہے کہ پسلے ہم نماز پڑھیں پھر واپس آ کر قربانی کریں۔ جس نے اس طرح کیا وہ ہمارے طریق پر چلا۔

### (الدُّعَاءُ فِي الْعَيْدِ)

۹۵۱ - حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ أَخْبَرَنِي رَبِيعَدَ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّفَعِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ يَخْطُبُ فَقَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا نَنْدَا بِهِ مِنْ يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ تَوْجِعَ فَسْحَرَ، فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ شَسْتَنَا)).

[اطرافہ فی : ۹۰۵، ۹۶۵، ۹۶۸، ۹۷۶، ۹۷۶، ۹۸۳، ۵۵۵۷، ۵۵۵۶، ۵۵۴۵]

.۶۶۷۳، ۵۵۶۰

(۹۵۲) ہم سے عبید بن اسملیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے بشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ (عروہ بن زیبر) نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے، آپ نے بتایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میرے پاس انصار کی دلوں کیاں وہ اشعار گاری ہی تھیں جو انصار نے بعاث کی جگ کے موقع پر کئے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ گانے والیں نہیں تھیں، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں یہ شیطانی باجے اور یہ عید کا دن تھا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا اے ابو بکر! ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور آج یہ ہماری عید ہے۔

٩٥٢ - حَدَّثَنَا عَيْدَ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَاطِةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: دَخَلَ أَبُوبَكْرَ وَعَنْدِي جَارِيَاتٍ مِّنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغْنِيَانِ بِمَا تَقَوَّلْتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بَعَثَتِي، قَالَتْ: وَلَيْسَتَا بِمُغْنِيَتِيْنِ. فَقَالَ أَبُوبَكْرٌ: أَمْزَأْمِيزُ الشَّيْطَانَ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ وَذَلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((بِاً أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ لِكُلْ قَوْمٍ عِيْدًا، وَهَذَا عِيْدُنَا)). [راجح: ۹۴۹]

قال الخطابي يوم بعاث يوم مشهود من أيام العرب كانت فيه مقتلة عظيمة للodos والخررج ولقيت الحرية قائمة مائة وعشرين سنة على الإسلام على ما ذكر ابن اسحق وغيره يعني خطابي نے کہا کہ یوم بعاث تاریخ عرب میں ایک عظیم اڑائی کے نام سے مشور ہے جس میں اوس اور خزرج کے دو بڑے قبائل کی جگ ہوئی تھی جس کا سلسہ نسل بعد نسل ایک سو میں سال تک جاری رہا یہاں تک اسلام کا دور آیا اور یہ قبائل مسلمان ہوئے۔

دوسری روایت میں ہے کہ یہ گاتا دف کے ساتھ ہو رہا تھا۔ بعاث ایک قلعہ ہے جس پر اوس اور خزرج کی جگ ایک سو میں برس سے جاری تھی۔ اسلام کی برکت سے یہ جگ موقف ہو گئی اور دونوں قبیلوں میں الفت پیدا ہو گئی۔ اس جگ کی مظلوم روداد تھی جو یہ پچیال گاری تھی جن میں ایک حضرت عبد اللہ بن سلام کی لڑکی اور دوسری حسان بن ثابت کی لڑکی تھی (فتح الباری) اس حدیث سے معلوم یہ ہوا کہ عید کے دن ایسے گانے میں مضافہ نہیں کیونکہ یہ دن شرعاً خوشی کا دن ہے پھر اگر چھوٹی لڑکیاں کسی کی تعریف یا کسی کی بہادری کے اشعار خوش آواز سے پڑھیں تو جائز ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی رخصت دی۔ لیکن اس میں بھی شرط یہ ہے کہ گانے والی جوان عورت نہ ہو اور راگ کا مضمون شرع شریف کے خلاف نہ ہو اور صوفیوں نے جو اس باب میں خرافات اور بدعتات نکالی ہیں ان کی حرمت میں بھی کسی کا اختلاف نہیں ہے اور نفوس شوانیہ بست صوفیوں پر غالب آگئے یہاں تک کہ بست صوفی دیوانوں اور بچوں کی طرح ناچلتے ہیں اور ان کو تقرب الی اللہ کا وسیلہ جانتے ہیں اور نیک کام سمجھتے ہیں اور یہ بلاشک و شبہ زناقہ کی علامت ہے اور بے ہودہ لوگوں کا قول۔ واللہ المستعان (تسیل القاری، پ: ۲/ ۳۶۲، ص: ۳۶۹)

بنوارفہ جبیشیوں کا لقب ہے آپؐ نے برقھوں اور ڈھالوں سے ان کے جنگی کرتیوں کو ملاحظہ فرمایا اور ان پر خوشی کا انعام کیا۔ حضرت امام بخاریؓ کا مقصد باب یہی ہے کہ عید کے دن اگر ایسے جنگی کرتب دکھلائے جائیں تو جائز ہے۔ اس حدیث سے اور بھی بستی باتوں کا ثبوت ملتا ہے۔ مثلاً یہ کہ خالد کی موجودگی میں باپ اپنی بیٹی کو ادب کی بات بتا سکتا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے بیووں کے سامنے بات کرنے میں شرم کرنی مناسب ہے، یہ بھی ظاہر ہوا کہ شاگرد اگر استاذ کے پاس کوئی امر مکروہ دیکھے تو وہ از راہ ادب نیک نہیں سے اصلاح کا مشورہ دے سکتا ہے اور بھی کمی امور پر اس حدیث سے روشنی پڑتی ہے۔ جو معمول غور و فکر سے واضح ہو سکتے ہیں۔

## باب عید الفطر میں نماز کے لئے جانے سے پہلے کچھ کھالینا

(۹۵۳) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا کہ ہم کو سعید بن سلیمان نے خبر دی کہ ہمیں شیم بن بشیر نے خبر دی، کہا کہ ہمیں عبداللہ بن ابی بکر بن انس نے خبر دی اور انہیں انس بن مالک بن الحشرونے، آپ نے بتالیا کہ رسول کرم ﷺ عید الفطر کے دن نہ نکلتے جب تک کہ آپ چند کھجوریں نہ کھائیتے اور مریم بن رجاء نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے انس بن الحشرونے نبی کرم ﷺ سے پھر یہی حدیث بیان کی کہ آپ طلاق عدو کھجوریں کھاتے تھے۔

معلوم ہوا کہ عید الفطر میں نماز کے لئے نکلنے سے پہلے چند کھجوریں اگر میسر ہوں تو کھالیتا ہست۔

## باب بقر عید کے دن کھانا

اس باب میں حضرت امام بخاریؓ وہ صاف حدیث نہ لاسکے جو امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ بقر عید کے دن آپ لوٹ کر اپنی قربانی میں سے کھاتے۔ وہ حدیث بھی تھی مگر ان شرائط کے مطابق نہ تھی جو حضرت امام بخاریؓ کی شرائط ہیں، اسی لئے آپ اس کو نہ لاسکے۔

(۹۵۴) ہم سے مدد بن مسجد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسماعیل بن علیے نے ایوب سختیانی سے انہوں نے محمد بن سیرین سے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز سے پہلے قربانی کر دے اسے دوبارہ کرنی چاہئے۔ اس پر ایک شخص (ابو بردہ) نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ ایسا دن ہے جس میں گوشت کی خواہش زیادہ ہوتی ہے اور اس نے اپنے پڑوسیوں کی تنگی کا حال بیان کیا۔ نبی کرم ﷺ نے اس کو سچا سمجھا اس شخص نے کہا کہ میرے پاس ایک سال کی بچھیا ہے جو گوشت کی دو بکریوں سے بھی مجھے زیادہ پیاری ہے۔ نبی کرم ﷺ نے اس پر اسے اجازت دے دی کہ وہی قربانی کرے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ یہ اجازت دوسروں کے لئے بھی ہے یا نہیں۔

یہ اجازت خاص ابو بردہ کے لئے تھی جیسا کہ آگے آ رہا ہے حضرت انسؓ کو ان کی خبر نہیں ہوئی، اس لئے انہوں نے ایسا کہا۔

## ۴- بَابُ الْأَكْلِ يَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوفَ

۹۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا  
هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْيَدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ  
بْنُ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْدُو يَوْمَ الْفِطْرِ حَتَّى يَاكُلَّ  
تَمَرَاتٍ)). وَقَالَ مُرَاجِعًا بْنُ رَجَاءَ حَدَّثَنِي  
عَبْيَدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسٌ  
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَكْلُهُنَّ وَنَرَاهُ)).

## ۵- بَابُ الْأَكْلِ يَوْمَ النُّخْرِ

اس باب میں حضرت امام بخاریؓ وہ صاف حدیث نہ لاسکے جو امام احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ بقر عید کے دن آپ لوٹ کر اپنی قربانی میں سے کھاتے۔ وہ حدیث بھی تھی مگر ان شرائط کے مطابق نہ تھی جو حضرت امام بخاریؓ کی شرائط ہیں، اسی لئے آپ اس کو نہ لاسکے۔

۹۵۴- حَدَّثَنَا مُسْتَدْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا  
إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَيُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيْرِينَ  
عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ ذَبَحَ  
قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ)). فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ:  
هَذَا يَوْمٌ يُشَهِّي فِيهِ اللَّحْمُ، وَذَكَرَ مِنْ  
جِيرَانِهِ، فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَهُ، قَالَ:  
وَعَنِي جَذَعَةً أَحَبَّ إِلَيْيَّ مِنْ شَاتِي لَحْمٍ.  
فَرَخَضَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَا أَذِرِي أَنْلَفْتَ  
الرُّخْصَةَ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا  
[أَطْرَافَهُ فِي: ۹۸۴، ۵۰۴۶، ۵۰۴۹، ۵۰۵۶۱].

(۹۵۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے شعبی نے، ان سے براء بن عاذب رضی اللہ عنہما قال: خطبنا النبی ﷺ یوم الأضحیٰ بعد الصلاۃ فقل: ((من صلی صلایتہ و نسک نسکنا فلذ أصاب النسک، ومن نسک قبل الصلاۃ فلأنه قبل الصلاۃ ولا نسک له)). فقل: آئو بُرْدَةٌ بن نیار خال البراء: یا رسول اللہ فلأني نسکت شاتی قبل الصلاۃ وَغَرِفْتُ أَنْ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلِ وَشْرِبِ، وَأَخْبَتْ أَنْ تَكُونُ شاتی أَوْلَ شَاهِ تَذَبَّحَ فِي يَتَّبِعِي، لَذَبَحْتُ شاتی وَتَذَبَّحْتُ قَبْلَ أَنْ آتَى الصلاۃ. قَالَ: ((شاتک شاه لَخْمٌ)). قَالَ: یا رسول اللہ فلآن عَنَّا عَنَّا لَنَا جَذَعَةً أَحَبُّ إِلَيْيَ منْ شَاهَنِينِ أَقْتَبْزِي عَنِي؟ قَالَ: ((نعم: وَلَنْ تَجْزِيَ عَنِ أَحَدٍ بَعْدَكَ)).

[راجع: ۹۵۱]

**لَذَبَحْتُ شاتک شاه لَخْمٌ** کیونکہ قربانی میں منہ بکری ضروری ہے جو دوسرے سال میں ہو اور دانت نکال چکی ہو۔ بغیر دانت نکالے بکری قربانی کے لائق نہیں ہوتی۔ علامہ شوکانی نسل الاوطار میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں قوله الامستہ قال العلماء المسنة هي الشیة من كل شئی من الابل والبقر والغنم فما فوقها الخ سجد میں ہے۔ کہ الشیة جمعه ثنایا وہی استان مقدم الفم ثنان من فوق و ثنان من اسفل یعنی ثنیہ کے سامنے کے اوپر پیچے دانت کو کہتے ہیں، اس لحاظ سے حدیث کے یہ معنی ہوئے کہ دانت والے جانوروں کو قبولی کرد اس سے لازم یہی نتیجہ تکلا کہ کھیرے کی قربانی نہ کرو اس لئے ایک روایت میں ہے یعنی من الضحايا التي لم تُسنن قربانی کے جانوروں میں سے وہ جانور نکال ڈالا جائے گا جس کے دانت نہ اگے ہوں گے اگر جبوري کی حالت میں منہ نہ ملے مشکل و دشوار ہو تو جذعہ من الصنان بھی کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ اسی حدیث کے آخر میں آپ نے فرمایا ان بعشر عليکم فلذبھوا جذعہ من الصنان لغات الحدیث میں لکھا ہے پانچویں برس میں جو اونٹ لگا ہو اور دوسرے برس میں جو گائے بکری گئی ہو اور چوتھے برس میں جو گھوڑا لگا ہو۔ یعنوں نے کما جو گائے تیسرا برس میں گئی ہو اور جو بھیڑا ایک برس کی ہو گئی جیسا کہ حدیث میں ہے۔

صحیبنا من رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بالجذع من الصنان والثی من المعز ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ایک برس کی بھیڑ اور دو برس کی (جو تیسرا میں گئی ہیں) بکری قربانی کی اور تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ بکری تھی وہ ہے جو دو سال گزار چکی ہو اور جذعہ

## بَابِ عِيدِ الْجَاهِ مِنْ خَلَى جَانَامْبَر نَهْ لِجَانَا

(۹۵۶) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے زید بن اسلم نے خبر دی، انہیں عیاض بن عبد اللہ بن ابی سرح نے، انہیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے، آپ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن (مدینہ کے باہر) عید گاہ تشریف لے جاتے تو سب سے پہلے آپ نماز پڑھاتے، نماز سے فارغ ہو کر آپ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے۔ تمام لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، آپ انہیں وعظ و نصیحت فرماتے، اچھی باتوں کا حکم دیتے۔ اگر جہاد کے لئے کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ ہو تو اس کو الگ کرتے۔ کسی اور بات کا حکم دینا ہوتا تو وہ حکم دیتے۔ اس کے بعد شرکو و اپس تشریف لاتے۔ ابو سعید خدری رض نے بیان کیا کہ لوگ برابر اسی سنت پر قائم رہے لیکن معاویہ کے زمانہ میں مروان جو مدینہ کا حاکم تھا پھر میں اس کے ساتھ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کے لئے نکلا، ہم جب عید گاہ پہنچ تو وہاں میں نے کثیرین صلت کا بنا ہوا ایک منبر دیکھا۔ جاتے ہی مروان نے چاہا کہ اس پر نماز سے پہلے (خطبہ دینے کے لئے چڑھے) اس لئے میں نے ان کا دامن پکڑ کر کھینچا اور لیکن وہ جھٹک کر اوپر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ واللہ تم نے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو) بدی دیا۔ مروان نے کہا کہ اے ابو سعید! اب وہ زمانہ گزر گیا جس کو تم جانتے ہو۔ ابو سعید نے کہا کہ بخدا میں جس زمانہ کو جانتا ہوں اس زمانہ سے بہتر ہے جو میں نہیں جانتا۔ مروان نے کہا کہ ہمارے دور میں لوگ نماز کے بعد نہیں بیٹھتے، اس لئے میں نے نماز سے پہلے خطبہ کو کر دیا۔

**تَسْبِيحٌ** حضرت امام تخاری رض کا مقصد باب یہ بتلانا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عهد میں عید گاہ میں منبر نہیں رکھا جاتا تھا اور نماز کے لئے کوئی خاص عمارت نہ تھی۔ میدان میں عید الفطر اور بقر عید کی نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔ مروان جب مدینہ کا حاکم ہوا تو

## ۶- بَابُ الْخُرُوجِ إِلَيِ الْمُصَلَّى

### بِغَيْرِ مِنْبَرٍ

۹۵۶- حدیثی سعید بن ابی مریم قال: حدثنا محمد بن جعفر قال : أخبرني زينة عن عياض بن عبد الله بن أبي سرح عن أبي سعيد الخدري قال : ((كان النبي ﷺ يخرج يوم الفطر والأضحى إلى المصلى، فاؤ شيء يندا به الصلاة، ثم ينصرف فيقوم مقابل الناس - والناس جلوس على صوفوفهم - فيعطيهم ويؤمرهم، ويأمرهم. فإن كان يرينه أن يقطع بعضاًقطعة أو يأمر بشيء أمر به، ثم ينصرف)). فقال أبو سعيد : فلم ينزل الناس على ذلك حتى خرجت مع مروان - وهو أمير المدينة - في أضحي أو فطر، فلما أتانا المصلى إذا منبر بناء كثيراً بن الصلت، فإذا مروان يرينه أن يرتفع قبل أن يصلى، فجذبت بثوبه، فجذبني، فارتفع فخطب قبل الصلاة، فقلت له: غيرتم والله، فقال: يا أبا سعيد قد ذهب ما تعلم، فقلت ما أعلم والله خيراً مما لا أعلم. فقال: إن الناس لم يكونوا يجلسون لنا بعد الصلاة، فجعلتها قبل الصلاة.

اس نے عیدگاہ میں خطبہ کے لئے منبر بھجوایا اور عیدین میں خطبہ نماز کے بعد دنباہٹے تھا۔ لیکن مردان نے مت کے خلاف پہلے ہی خطبہ شروع کر دیا۔ صد افسوس کہ اسلام کی فطری سادگی جلد ہی بدلتی گئی پھر ان میں دن بدن اضافے ہوتے رہے۔ علمائے احتجاف نے آج کل نیا اضافہ کر ڈالا کہ نماز اور خطبہ سے قبل کچھ وعظاً کرتے ہیں اور گھنٹہ آدھ گھنٹہ اس میں صرف کر کے بعد میں نماز اور خطبہ محض رسی طور پر چند منٹوں میں ختم کر دیا جاتا ہے۔ آج کوئی کیش بن ملت نہیں جوان اختراعات پر نوش لے۔

### باب نماز عید کے لئے پیدل یا سوار ہو کر جانا

اور نماز کا خطبہ سے پہلے اذان

اور اقامت کے بغیر ہونا

(۹۵۷) ہم سے ابراہیم بن منذر حرامی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، انہوں نے عبید اللہ بن عمر سے بیان کیا، ان سے تابع نے، ان سے عبد اللہ بن عمر بن حنبل نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفتح یا عید الفطر کی نماز پہلے پڑھتے اور خطبہ نماز کے بعد دیتے تھے۔

**لئے سچ** باب کی حدیثوں میں سے نہیں لکھا کہ عید کی نماز کے لئے سواری پر جانا یا پیدل جانا گرامام بخاری<sup>ؒ</sup> نے سواری پر جانے کی ممانعت مذکورہ ہونے سے یہ نکلا کہ سواری پر بھی جانا منع نہیں ہے کوپیدل جانا افضل ہے۔ شافعی نے کہا ہمیں زہری سے پہنچا کہ آخرت<sup>ؐ</sup> عید میں یا جائزے میں کبھی سوار ہو کر نہیں گئے اور ترمذی نے حضرت علی سے نکلا کہ عید کی نماز کے لئے پیدل جانا سنت ہے (وحیدی)

اس باب کی روایات میں نہ پیدل چلنے کا ذکر ہے نہ سواری پر چلنے کی ممانعت ہے جس سے امام بخاری<sup>ؒ</sup> نے اشارہ فرمایا کہ ہر دو طرح سے عیدگاہ جانا درست ہے، اگرچہ پیدل چلانے سے ای میں زیادہ ثواب ہے کیونکہ زمین پر جس قدر بھی نقش قدم ہوں گے ہر قدم کے بدله دس دس نیکیوں کا ثواب ملے گا لیکن اگر کوئی مذدور ہو یا عیدگاہ دور ہو تو سواری کا استعمال بھی جائز ہے۔ بعض شارحین نے آخرت<sup>ؐ</sup> کے بال بیٹھ پر کیا کیا ہے۔ والله اعلم

(۹۵۸) ہم سے ابراہیم بن موئی نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ہشام نے خبردی کہ ابن جریر نے ائمہ خبردی، انہوں نے کہا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے جابر بن عبد اللہ بن عثیمین سے خبردی کہ آپ کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> عید الفطر کے دن عیدگاہ تشریف لے گئے اور پہلے نماز پڑھی پھر خطبہ سنایا۔

۷- بَابُ الْمَسْنَى وَالرُّكُوبِ إِلَى  
الْعِيدِ وَالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ  
وَبِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ

۹۵۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ عَنْ عَبْيِدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يُصْلِي فِي الْأَكْنَحِي وَالْفِطْرِ, ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَ الصَّلَاةِ)). [طرفہ فی: ۹۶۳].

**لئے سچ** باب کی حدیثوں میں سے نہیں لکھا کہ عید کی نماز کے لئے سواری پر جانا یا پیدل جانا گرامام بخاری<sup>ؒ</sup> نے سواری پر جانے کی ممانعت مذکورہ ہونے سے یہ نکلا کہ سواری پر بھی جانا منع نہیں ہے کوپیدل جانا افضل ہے۔ شافعی نے کہا ہمیں زہری سے پہنچا کہ آخرت<sup>ؐ</sup> عید میں یا جائزے میں کبھی سوار ہو کر نہیں گئے اور ترمذی نے حضرت علی سے نکلا کہ عید کی نماز کے لئے پیدل جانا سنت ہے (وحیدی)

۹۵۸ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جَرِيرٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَيِّفُهُ يَقُولُ : ((أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَبَدَا بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ)).

[طرفہ فی: ۹۶۱، ۹۷۸].

(۹۵۹) پھر ابن جریر نے کہا کہ مجھے عطاء نے خبردی کہ ابن عباس<sup>ؓ</sup> نے این زیر<sup>ؓ</sup> کے پاس ایک شخص کو اس زمانہ میں بھجو جب

قال: وَأَخْبَرَنِي عَطَاءُ أَنَّ ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَبَّاسٍ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيرِ فِي أَوَّلِ مَا

(شروع شروع ان کی خلافت کا زمانہ تھا آپ نے کھلایا کہ) عید الفطر کی نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی اور خطبہ نماز کے بعد ہوتا تھا۔

(۹۶۰) اور مجھے عطا نے ابن عباس اور جابر بن عبد اللہ بن عثیمین کے واسطے سے خبر دی کہ عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز کے لئے نبی کرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے عمد میں اذان نہیں دی جاتی تھی۔

(۹۶۱) اور جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ (عید کے دن) نبی کرم ﷺ اور عثیمین کھڑے ہوئے، پسلے آپ نے نماز پڑھی پھر خطبہ دیا، اس سے فارغ ہو کر آپ ﷺ عورتوں کی طرف گئے اور انہیں نصیحت کی۔ آپ بلال بن زیٹ کے ہاتھ کا سارا لئے ہوئے تھے اور بلال نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا تھا، عورتوں میں خیرات ڈال رہی تھیں۔ میں نے اس پر عطا نے پوچھا کہ کیا اس زمانہ میں بھی آپ امام پر یہ حق سمجھتے ہیں کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ عورتوں کے پاس آ کر انہیں نصیحت کرے۔ انہوں نے فرمایا کہ بے شک یہ ان پر حق ہے اور سب کیا جو وہ ایسا نہ کریں۔

بیزید بن معاویہ کی وفات کے بعد ۶۲ھ میں عبد اللہ بن زبیر کی بیت کی گئی۔ اس سے بعضوں نے یہ نکلا ہے کہ امام بخاریؓ کا ترجیح باب یوں ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بلال پر دیکا دیا معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت عید میں سوار ہو کر بھی جانا درست ہے۔ روایت میں عورتوں کو الگ و عتل بھی مذکور ہے، لہذا امام کو چاہئے کہ عید میں مردوں کو وعظ سنائے کہ عورتوں کو بھی دین کی باشن سمجھائے اور ان کو تیک کاموں کی رغبت دلائے۔

### عید میں نماز کے بعد خطبہ پڑھنا

(۹۶۲) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں ابن حجر ترجیح نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھے حسن بن مسلم نے خبر دی، انہیں طاؤس نے، انہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے، آپؐ نے فرمایا کہ میں عید کے دن نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سب کے ساتھ گیا ہوں، یہ لوگ پسلے نماز پڑھتے، پھر خطبہ دیا کرتے تھے۔

(۹۶۳) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم

بُویْعَ لَهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَؤْذِنُ بِالصَّلَاةِ يَوْمَ الْفِطْرِ، وَإِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلَاةِ.

۹۶۰ - وَأَخْبَرَنِي عَطَاءُ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَمْ يَكُنْ يَؤْذِنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحَى.

۹۶۱ - وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ فَبِدَا بِالصَّلَاةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ بَعْدَهُ، فَلَمَّا فَرَغَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ نَزَلَ فَأَتَى النِّسَاءَ فَلَدَّكَرْهُنْ وَهُوَ يَقُولُ كَمَا عَلَى يَدِ بَلَالَ، وَبِلَالَ بَاسِطًا ثَوْبَهُ يُلْقِي فِيهِ النِّسَاءَ صَدَقَةً)) قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءَ: أَتَرِي حَقًا عَلَى الْإِمَامِ الْآنَ أَنْ يَأْتِي النِّسَاءَ فَلَدَّكَرْهُنْ حِينَ يَفْرَغُ؟ قَالَ: إِنِّي ذَلِكَ لَعْنَهُ عَلَيْهِمْ، وَمَا لَهُمْ أَنْ لَا يَفْعَلُوا؟. [راجع: ۹۵۸]

### ۸- بَابُ الْخُطْبَةِ بَعْدَ الْعِيدِ

۹۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبْنُ حُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤِسٍ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ، فَكُلُّهُمْ كَانُوا يَصْنَعُونَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ)).

[راجع: ۹۸]

۹۶۳ - حَدَّثَنَا يَقْوُبُ بْنُ إِنْزَاهِيمَ قَالَ:

سے ابو اسامہ حماد بن ابو اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ نے نافع سے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ، ابو بکر اور عمرؓ عیدین کی نماز خطبے سے پسلے پڑھا کرتے تھے۔

حدَّثَنَا أَبُو أَسْأَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْيَضُ الدِّهْنِيُّ  
عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ إِنْدِرَةَ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ  
اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوبَكْرٌ وَعَمْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
يُصَلُّونَ الْعَيْدَيْنَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ)).

[راجع: ۹۵۷]

(۹۶۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے عدی بن ثابت سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباسؓ سے کہ آخرت میں نے عید الفطر کے دن دو رکعتیں پڑھیں نہ ان سے پسلے کوئی نقل پڑھانہ ان کے بعد، پھر (خطبہ پڑھ کر) آپ عورتوں کے پاس آئے اور بالآخر آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے عورتوں سے فرمایا خیرات کرو، وہ خیرات دینے لگیں کوئی اپنی بالی پیش کرنے لگی کوئی اپنا ہار دینے لگی۔

۹۶۴ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ:  
حَدَّثَنَا شَبَّابَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ  
بْنِ جَبَّارٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ: ((أَنَّ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكَعَيْنِ لَمْ يُصَلِّ  
قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا. ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ  
بَلَانَ، فَأَمْرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ، فَجَعَلُنَّ يُلْقِيْنَ،  
تُلْقِيَ الْمَرْأَةُ خُرْصَهَا وَسِخَابَهَا)).

[راجع: ۹۸]

(۹۶۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زید نے بیان کیا، کہا کہ میں نے شعبی سے سنا، ان سے براء بن عازب نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس دن پسلے نماز پڑھیں گے پھر خطبہ کے بعد واپس ہو کر قربانی کریں گے۔ جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت کے مطابق عمل کیا اور جس نے نماز سے پسلے قربانی کی تو اس کا ذیجہ گوشت کا جانور ہے جسے وہ گھروالوں کے لئے لایا ہے، قربانی سے اس کا کوئی بھی تعلق نہیں۔ ایک انصاریؓ جن کا نام ابو بردہ بن نیار تھا بولے کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو (نماز سے پسلے ہی) قربانی کر دی لیکن میرے پاس ایک سال کی پٹھیا ہے جو دوندی ہوئی کبری سے بھی اچھی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا اسی کو کبری کے بدله میں قربانی کرو اور تمہارے بعد یہ کسی اور کے لئے کافی نہ ہوگی۔

۹۶۵ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَّابَةُ  
قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّفَعِيَّ  
عَنِ الْأَبْرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى  
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا تَبَدَّأُ فِي يَوْمَنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّ  
ثُمَّ نَرْجِعَ لِتَسْحَرٍ. فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ أَصَابَ  
سُسْتَهُ، وَمَنْ نَحَرَ قَبْلَ الْعُصْلَةِ فَلَيْلَهُ هُوَ  
لِبَخْمٍ قَدْمَةً لِأَهْلِهِ، تَيْسَ مِنْ النَّسْكِ لِهِ  
شَيْءٍ)). فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يَقَالُ لَهُ  
أَبُو بُرْذَةَ بْنُ نِيَارٍ: يَا رَسُولَ اللهِ ذَبَحْتُ  
وَعِنْدِي جَلْدَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسْتَهٌ. قَالَ:  
((اجْعَلْهُ مَكَانَهُ وَلَمْ تُوْفِيْ - أَوْ تَجْزِيْ -  
عَنْ أَحَدٍ بَغْدَكَ)). [راجع: ۹۵۱]

روایت میں لفظ اول مانبدہ فی یومنا هذا سے ترجیح باب نکلتا ہے کیونکہ جب پہلا کام نماز ہوا تو معلوم ہوا کہ نماز خطبے سے پسلے پڑھنی چاہئے۔

## باب عید کے دن اور حرم کے اندر ہتھیار باندھنا مکروہ ہے

اور امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عید کے دن ہتھیار لے جانے کی ممانعت تھی مگر حرب و شمن کا خوف ہوتا (۹۶۶) ہم سے ذکریاب بن سعید بن ابی الکھن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرحمن عماری نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن سوقہ نے سعید بن جبیر سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں (حج کے دن) ابن عمر بن عثیمین کے ساتھ تھا جب نیزے کی الی آب کے تنوے میں چھپ گئی جس کی وجہ سے آپ کا پاؤں رکاب سے چپک گیا۔ تب میں نے اتر کر اسے نکالا۔ یہ واقعہ منی میں پیش آیا تھا۔ جب حاج جو معلوم ہوا جو اس زمانہ میں ابن زبیر عثیمین کے قتل کے بعد جاز کا امیر تھا تو وہ بیمار پر سی کے لئے آیا۔ حاج نے کہا کہ کاش ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کس نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ اس پر ابن عمر نے فرمایا کہ تو نے ہی تو مجھ کو زخمی ہوا رہا ہے۔ حاج نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ تم اس دن ہتھیار اپنے ساتھ لائے جس دن پہلے کبھی ہتھیار ساتھ نہیں لایا جاتا تھا (عیدین کے دن) تم ہتھیار حرم میں لائے حالانکہ حرم میں ہتھیار نہیں لایا جاتا تھا۔

(۹۶۷) ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاصی نے اپنے باپ سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ حاج عبد اللہ بن عمر عثیمین کے پاس آیا میں بھی آپ کی خدمت میں موجود تھا۔ حاج نے مزاج پوچھا عبد اللہ بن عمر عثیمین نے فرمایا کہ اچھا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ آپ کو یہ برچھا کس نے مارا؟ ابن عمر نے فرمایا کہ مجھے اس شخص نے مارا جس نے اس دن ہتھیار ساتھ لے جانے کی اجازت دی۔ جس دن ہتھیار ساتھ نہیں لے جایا جاتا تھا۔ آپ کی مراد حاج ہی سے تھی۔

**لشیخ** تقلیل کرنے پر ملامت کی تھی۔ دوسرے عبد الملک بن مروان نے جو خلیفہ وقت تھا، حاج کو یہ کہلا بھجا تھا کہ عبد اللہ بن عمر

## ۹- بَابُ مَا يُنْكِرُهُ مِنْ حَمَلٍ

### السَّلَاحُ فِي الْعَيْدِ وَالْحَرَمِ

وَقَالَ الْحَسَنُ: نَهَا، أَنْ يَخْمُلُوا السَّلَاحَ  
يَوْمَ عِيدٍ، إِلَّا أَنْ يَخْافُوا عَذَابًا.

۹۶۶- حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى أَبُو السُّكِينِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمَحَارِبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُوْفَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّابِ قَالَ: ((كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ حِينَ أَصَابَهُ سَيْرَانُ الرُّفْحَ فِي أَخْمَصِ قَدْمَهُ، فَلَزِقَ قَدْمَهُ بِالرُّكَابِ، فَتَرَأَّسَ لِغَعْلَةً وَذَلِكَ بِحُونَ - فَبَلَغَ الْحَجَّاجُ لَهُ نَعْلَمُ مَنْ يَعُودُهُ. فَقَالَ الْحَجَّاجُ: لَوْ نَعْلَمُ مَنْ أَصَابَكَ، لَقَدْ أَنْتَ أَصَابَتِنِي. فَقَالَ: وَكَيْفَ؟ قَالَ: حَمَلْتَ السَّلَاحَ فِي يَوْمٍ لَمْ يَكُنْ يَحْمَلُ فِيهِ، وَأَذْخَلْتَ السَّلَاحَ الْحَرَمَ، وَلَمْ يَكُنْ السَّلَاحُ يَذْخَلُ الْحَرَمَ)). [طرفة في : ۹۶۷].

۹۶۷- حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدٍ بْنِ عَمْرُو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((ذَخَلَ الْحَجَّاجُ عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَأَنَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: كَيْفَ هُوَ؟ فَقَالَ: صَالِحٌ. فَقَالَ: مَنْ أَصَابَكَ؟ قَالَ: أَصَابَنِي مَنْ أَمْرَ بِحَمْلِ السَّلَاحِ فِي يَوْمٍ لَا يَجْلِلُ فِيهِ حَمْلَهُ)) يَعنِي الْحَجَّاجَ [راجع: ۹۶۶].

کی اطاعت کرتا رہے، یہ امر اس مردود پر شاق گزرا اور اس نے چکے سے ایک ٹھنڈ کو اشارہ کر دیا اس نے زہر آلود برچا عبد اللہ بن عمر بن حفیظ کے پاؤں میں گھیر دیا۔ خود ہی تو یہ شرات کی اور خود ہی کیا مسکین بن کر عبد اللہ کی عیادت کو آیا۔ وہ رے مکار خدا کو کیا جواب دے گا۔ آخر عبد اللہ بن عمر بن حفیظ نے جو اللہ کے پڑے مقبول ہندے اور پڑے عالم اور عابد اور زاہد اور صحابی رسول تھے، ان کا سکر پہچان لیا اور فرمایا کہ تم نے ہی تو مارا ہے اور تو ہی کہتا ہے ہم مجرم کو پالیں تو اس کو سخت سزا دیں۔

جنا کروی و خود کشتی بہ تقہ ظلم مارا  
بمانہ میں برائے پرش بیماری آئی

(مولانا وحید الزماں مرحوم)

اس سے اندازہ لکایا جا سکتا ہے کہ دنیا وار مسلمانوں نے کس طرح سے علمائے اسلام کو تکالیف دی ہیں پھر بھی وہ مردان حق پرست امر حن کی دعوت دیتے رہے، آج بھی علماء کو ان بزرگوں کی اقتداء لازمی ہے۔

### باب عید کی نماز کے لئے سوریے جانا

اور عبد اللہ بن برس صحابی نے (ملک شام میں امام کے دریے سے لٹکنے پر اعتراض کیا اور) فرمایا کہ ہم تو نماز سے اس وقت فارغ ہو جائیا کرتے تھے۔ یعنی جس وقت نماز پڑھنا درست ہوتا ہے۔

**لئنی شرق** عید کی نماز میں دری کرتے ہیں وہ بدعتی ہیں خصوصاً عید الاضحیٰ کی نماز اور جلد پڑھنا چاہئے تاکہ لوگ قربانی وغیرہ سے جلدی فارغ ہو جائیں اور سنت کے موافق قوانین میں سے کھائیں۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ عید الفطر کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج دو نیزے بلند ہوتا اور عید الاضحیٰ کی نماز جب ایک نیزہ بلند ہو جاتا (مولانا وحید الزماں)

۹۶۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: (۹۶۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے زید سے بیان کیا، ان سے شعبی نے، ان سے براء بن عازب بن الحوش نے، انہوں نے کہا کہ نبی کرم ﷺ نے قربانی کے دن خطبہ دیا اور آپ نے فرمایا کہ اس دن سب سے پہلے ہمیں نماز پڑھنی چاہیے پھر (خطبہ کے بعد) واپس آکر قربانی کرنی چاہئے جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت کے مطابق کیا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا تو یہ ایک ایسا گوشت ہو گا جسے اس نے اپنے گھروں کے لئے جلدی سے تیار کر لیا ہے، یہ قربانی قطعاً نہیں۔ اس پر میرے ماموں ابو بردہ بن نیار نے کھڑے ہو کر کہا کہ یا رسول اللہ! میں نے تو نماز کے پڑھنے سے پہلے ہی ذبح کر دیا۔ البتہ میرے پاس ایک سال کی ایک پڑھیا ہے جو دانت نکلی بکری سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ اس کے

وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ بُشْرٍ : إِنَّ كُنَّا فَرَغْنَا  
فِي هَذِهِ السَّاعَةِ . وَذَلِكَ حِينَ النَّصِيفِ .

### ۱۰ - بَابُ التَّبْكِيرِ إِلَى الْعِيدِ

-أَوْ قَالَ: ((إذْبَخْهَا - وَلَنْ تَجْزِيَ  
بَدْلَهُ مِنْ أَسْبَحَهُ لَوْيَا يَهْ فَرِمَاكَرَ اَسْتَذَنْ كَرْ لَوْ اُورْ تَهَارَے بَعْدَهُ  
جَذَعَةَ عَنْ أَحَدِ بَعْدَهُ)). [راجع: ۹۵۱]

**لشیخ** اس حدیث کی مطابقت ترجیہ باب سے یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس دن پسلے جو کام ہم کرتے ہیں وہ نماز ہے۔ اس سے یہ لکھا کہ عید کی نماز صحیح سوریے پڑھنا چاہئے کیونکہ جو کوئی دیر کر کے پڑھے گا اور وہ نماز سے پسلے دوسرے کام کرے گا تو پہلا کام اس دن نماز ہے گا۔ یہ استبطان حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی گھری بصیرت کی دلیل ہے (رسد اللہ)

اس صورت میں آپ نے خاص ان ہی ابو بردہ بن نیار نامی محلبی کے لئے جذع کی قربانی کی اجازت بخشی، ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ تیرے بعد یہ کسی اور کے لئے کافی نہ ہو گی۔ یہاں جذع سے ایک سال کی بکری مراد ہے لفظ جذع ایک سال کی بھیز بکری پر بولا جاتا ہے۔ حضرت علامہ شوکانی فرماتے ہیں الجذعة من الصنان ماله سنة تامة هذا هو الاشهر عن اهل اللغة و جمهور اهل العلم من غيرهم یعنی جذعہ وہ ہے جس کی عمر پورا ایک سال گزر چکا ہو۔ اہل سنت اور جمصور اہل علم سے یہی منقول ہے۔ بعض چھ اور آٹھ اور دس ماہ کی بکری پر بھی لفظ جذع بولتے ہیں۔

دیوبندی تراجم بخاری میں اس مقام پر جگہ جگہ جذع کا ترجمہ چار میں سے کی بکری کا کیا گیا ہے۔ تفہیم البخاری میں ایک جگہ نہیں بلکہ متعدد مقالات پر چار میں سے کی بکری لکھا ہوا موجود ہے۔ علامہ شوکانی کی تصریح بالا کے مطابق یہ غلط ہے اسی لئے اہل حدیث تراجم بخاری میں ہر جگہ ایک سال کی بکری کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے۔

لفظ جذع کا اطلاق مسلک حنفی میں بھی چھ ماہ کی بکری پر کیا گیا ہے دیکھو تہیل القاری، پ: ۲/ ص: ۳۰۰ مگر چار ماہ کی بکری پر لفظ جذع یہ خود مسلک حنفی کے بھی خلاف ہے۔ قطلانی شرح بخاری، ص: ۷۶۸ مطبوعہ نول کشور میں ہے (جذعة من المعز ذات سنة) یعنی جذعہ ایک سال کی بکری کو کہا جاتا ہے۔

## باب ایام تشریق میں عمل کی فضیلت کا بیان

## ۱۱- بَابُ فَضْلِ الْعَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہیں نے کہا کہ (اس آیت) ”اوْرَ اللَّهُ تَعَالَى كَاذْكِرْ مَعْلُومَ دُنُوْنَ مِنْ كَرْبَوْلَه“ میں ایام معلومات سے مراد ذی الحجه کے دس دن ہیں اور ایام محدودات سے مراد ایام تشریق ہیں۔ ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہیں ان دس دنوں میں بازار کی طرف نکل جاتے اور لوگ ان بزرگوں کی تکمیر کرتے اور محمد بن یا قریشی نفل نمازوں کے بعد بھی تکمیر کرتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَذَكَرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامِ مَعْلُومَاتٍ هُوَ يَذَكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامِ مَعْلُومَاتٍ هُوَ يَذَكُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامِ الْمَعْذُوذَاتِ : أَيَّامُ التَّشْرِيقِ. وَكَانَ ابْنُ عَمَرَ وَأَبُو هُرَيْرَةَ يَخْرُجُانِ إِلَى السُّوقِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرُانِ وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيرِهِمَا وَكَبَرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلَيْ خَلْفَ النَّافِلَةِ.

(۹۶۹) ہم سے محمد بن عرعہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے سلیمان کے واسطے سے بیان کیا، ان سے مسلم بن میمن نے، ان

۹۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْغَرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُسْلِمٍ

سے سعید بن جبیر نے، ان سے عبد اللہ بن عباس بھی بتانے کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں کے عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں فضیلت نہیں۔ لوگوں نے پوچھا اور جہاد میں بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں جہاد میں بھی نہیں سوا اس شخص کے جو اپنی جان و مال خطرہ میں ڈال کر نکلا اور واپس آیا تو ساتھ پکھ بھی نہ لایا۔ (سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا)

الْبَطِئِينَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبِيرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ : ((مَا الْأَعْمَلُ فِي أَيَّامِ الْفَضْلِ مِنْهَا فِي هَذَا الْقُشْرَاءِ)). قَالُوا: وَلَا الْجَهَادُ؟ قَالَ : ((وَلَا الْجَهَادُ، إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهِ وَمَا لَهُ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشِئْرِهِ)).

**لشیحؐ** اور ایک خوبی فتوی! ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں عبادت سال کے تمام دونوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ کما گیا ہے کہ ذی الحجہ کے دن تمام دونوں میں سب سے زیادہ افضل ہیں اور رمضان کی راتوں میں سے سب سے افضل ہیں۔ ذی الحجہ کے ان دس دونوں کی خاص عبادت جس پر سلف کا عمل تھا بکیر کتنا اور روزے رکھنا ہے۔ اس عنوان کی تشریحات میں ہے کہ ابو ہریرہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم جب بکیر کرتے تو عام لوگ بھی ان کے ساتھ بکیر کرتے تھے اور بکیر میں مطلوب بھی یہی ہے کہ جب کسی کرتے ہوئے کوئی نہ تو اردو گرد بھی آدی ہوں سب بلند آواز سے بکیر کہیں (تفہیم البخاری) عام طور پر برادران احتاف نویں تاریخ سے بکیر شروع کرتے ہیں، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ خود ان کے علماء کی تحقیق کے مطابق ان کا یہ طرز عمل سلف کے عمل کے خلاف ہے جیسا کہ یہاں صاحب تفہیم البخاری دیوبندی خونی نے صاف لکھا ہے کہ ذی الحجہ کے ان دس دونوں میں بکیر کتنا سلف کا عمل تھا (الله نیک توفیق دے) آئین۔ بلکہ بکیروں کا سلسہ ایام تشریق میں بھی جاری ہی رہنا چاہئے جو گیارہ سے تیرہ تاریخ تک کے دن ہیں۔ بکیر کے الفاظ یہ ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا اله الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد اور یوں بھی مروی ہیں اللہ اکبر کبیرا والحمد لله کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ واصیلا

## باب تکبیر منی کے دونوں میں اور جب نویں تاریخ کو عرفات میں جائے

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ منی میں اپنے ذیرے کے اندر بکیر کرتے تو مسجد میں موجود لوگ اسے سنتے اور وہ بھی بکیر کرنے لگتے پھر بازار میں موجود لوگ بھی بکیر کرنے لگتے اور سارا منی تکبیر سے گونج امتحتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منی میں ان دونوں میں نمازوں کے بعد، بستر پر، خیمه میں، مجلس میں، راستے میں اور دن کے تمام ہی حصوں میں بکیر کرتے تھے اور امام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا دسویں تاریخ میں بکیر کرتی تھیں اور عورتیں اباں بن عثمان اور عبد العزیز کے پیچھے مسجد میں مردوں کے ساتھ بکیر کما کرتی تھیں۔

## ۱۲ - بَابُ التَّكْبِيرِ فِي أَيَّامِ مِنِي، وَإِذَا غَدَأَا إِلَى عَرَفَةَ

وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَكْبِرُ فِي قَبْيَةٍ بِمِنِي قِيَسْمَةً أَهْلَ الْمَسْجِدِ فِي كِبِرَوْنَ وَيَكْبِرُ أَهْلَ الْأَسْوَاقِ حَتَّى تَرْتَجَ مِنِي تَكْبِيرًا. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْبِرُ بِمِنِي تِلْكَ الْأَيَّامِ وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ وَعَلَى فِرَاشِهِ وَفِي فُسْطَاطِهِ وَمَجْلِسِهِ وَمَمْشَاهِ تِلْكَ الْأَيَّامِ جَمِيعًا. وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ تُكَبِّرُ يَوْمَ النَّحْرِ، وَكُنَّ النِّسَاءُ يَكْبَرُنَّ خَلْفَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْغَزِيزِ لِيَالِي التَّشْرِيقِ مَعَ الرُّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ.

(۹۷۰) ہم سے ابو عیم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے امام مالک بن انس نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے محمد بن ابی بکر ثقفی نے بیان کیا، کما کہ میں نے انس بن مالک بن شہر سے تبلیغ کے متعلق دریافت کیا کہ آپ لوگ حضرت نبی کریم ﷺ کے عمد میں اسے کس طرح کرتے تھے۔ اس وقت ہم منی سے عرفات کی طرف جا رہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ تبلیغ کرنے والے تبلیغ کرتے اور تکمیر کرنے والے تکمیر، اس پر کوئی اعتراض نہ کرتا۔

۹۷۰ - حَدَّثَنَا أَبُو ثَعِيمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرِ الثَّقْفَيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَسَّا - وَنَحْنُ خَادِيَانٌ مِنْ مَنِي إِلَى عَرَفَاتٍ - عَنِ التَّبْلِيغِ: كَيْفَ كُتُبْتُمْ تَصْنَعُونَ مَعَ النَّبِيِّ؟ قَالَ: كَانَ يُلَيِّنِي الْمُلَيِّنَ لَا يُنَكِّرُ عَلَيْهِ، وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرَ فَلَا يُنَكِّرُ عَلَيْهِ.

[طرفة فی : ۱۶۵۹].

**لَشِیخِ حَنَفَی** لفظ منی کی تحقیق حضرت علامہ قطلانی شارح مختاری کے لفظوں میں یہ ہے منابکسر المیم یہ ذکر و یوں نہ فان قصد الموضع فیذکر و یکتب بالالف و یتصرف و ان قصد البقعة فمونث ولا یتصرف و یکتب بالياء والمعتخار تذکرہ یعنی لفظ منا میم کے زیر کے ساتھ اگر اس سے منا موضع مراد لیا جائے تو یہ ذکر ہے اور منصرف ہے اور یہ الف کے ساتھ (منا) لکھا جائے گا اور اگر اس سے مراد بقعة (مقام خاص) لیا جائے تو پھر یہ موثق ہے اور لفظ یاء کے ساتھ منی لکھا جائے گا مگر مختار یہی ہے کہ یہ ذکر ہے اور منا کے ساتھ اس کی کتابت بتر ہے۔ پھر فرماتے ہیں وسمی منی لاما یعنی فیہ ای برآف من الدعاء یعنی یہ مقام لفظ منی سے اس لئے موسم ہوا کہ یہاں خون بھانے کا قصد ہوتا ہے۔

(۹۷۱) ہم سے محمد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے میرے باپ نے عاصم بن سلیمان سے بیان کیا، ان سے حفصة بنت سیرین نے، ان سے ام عطیہ نے، انہوں نے فرمایا کہ (آنحضرت کے زمانہ) میں ہمیں عید کے دن عید گاہ میں جانے کا حکم تھا۔ کنوواری لڑکیاں اور حاضرہ عورتیں بھی پردہ میں باہر آتی تھیں۔ یہ سب مردوں کے پیچھے پردہ میں رہتیں۔ جب مرد تکمیر کرتے تو یہ بھی کہتیں اور جب وہ دعا کرتے تو یہ بھی کرتیں۔ اس دن کی برکت اور پاکیزگی حاصل کرنے کی امید رکھتیں۔

۹۷۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمَّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كَمَا نُؤْمِنُ أَنَّ نَخْرُجَ يَوْمَ الْأَيْمَنِ، حَتَّى نُخْرُجَ الْبَكَرَ مِنْ خِدْرَهَا، حَتَّى نُخْرُجَ الْحَيْضَ فَإِنْ كَانَ خَلْفَ النَّاسِ فِي كَبَرِنَ بِتَكْبِيرِهِمْ وَيَذْعُونَ بِدُعَائِهِمْ، يَرْجُونَ بَرَكَةَ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَطَهْرَتَهُ۔ [راجع: ۳۲۴]

**لَشِیخِ حَنَفَی** باب کی مطابقت اس سے ہوئی کہ عید کے دن عورتیں بھی تکمیر کرتی تھیں اور مسلمانوں کے ساتھ دعاوں میں بھی شریک ہوتی تھیں۔ درحقیقت عیدین کی روح ہی بلند آواز سے تکمیر کرنے میں مضر ہے تاکہ دنیا والوں کو اللہ پاک کی بڑائی اور بزرگی بنائی جائے اور اس کی عظمت کا سکھ دل میں بھایا جائے۔ آج بھی ہر مسلمان کے لئے نعمۃ تکمیر کی روح کو حاصل کرنا ضروری ہے۔ مردہ قلوب میں زندگی پیدا ہو گی۔ تکمیر کے لفظ یہ ہیں اللہ اکبر کبیرا والحمد لله کبیرا و سبحان اللہ بکرة واصحلا یا یوں کہتے اللہ اکبر اللہ اکبر لا اله الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر والله الحمد

باب عید کے دن برچھی کو سترہ بنا کر نماز پڑھنا

۱۳ - بَابُ الصَّلَاةِ إِلَى الْحَرَبَةِ

(۹۷۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد الوہاب ثقفی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر مجتہد نے کہ نبی کرم ﷺ کے سامنے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی نماز کیلئے برچھی آگے آگے اٹھائی جاتی اور وہ عید گاہ میں آپ کے سامنے گاڑ دی جاتی آپ اسی کی آڑ میں نماز پڑھتے۔

**شیخ** کیونکہ عید میدان میں پڑھی جاتی تھی اور میدان میں نماز پڑھنے کے لئے سترہ ضروری ہے، اس لئے چھوٹا سا نیزہ لے لیتے تھے جو سترہ کے لئے کافی ہو سکے اور اسے آنحضرت ﷺ کے سامنے گاڑ دیتے تھے نیزہ اس لئے لیتے تھے کہ اسے گاڑنے میں آسانی ہوتی تھی۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ اس سے پہلے لکھ آئے ہیں کہ عید گاہ میں ہتھیار نہ لے جانا چاہئے۔ یہاں یہ بتانا چاہئے ہیں کہ ضرورت ہو تو لے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سترہ کے لئے نیزہ لے جیا جاتا تھا (تفہیم البخاری)

### باب امام کے آگے آگے عید کے دن

#### عنزہ یا حربہ لے کر چلنا

(۹۷۳) ہم سے ابراہیم بن منذر حزاوی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ولید بن سلم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو عمر اوزاعی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے نافع نے ابن عمر مجتہد سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ نبی کرم ﷺ عید گاہ جاتے تو برچھا (ڈنڈا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا ہو) آپ کے آگے آگے آگے لے جیا جاتا تھا پھر یہ عید گاہ میں آپ کے سامنے گاڑ دیا جاتا اور آپ اس کی آڑ میں نماز پڑھتے۔

ترشیح اور گزر چکی ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ عیدین کی نماز جنگل (میدان) میں پڑھا کرتے تھے پس مسنون یہی ہے جو لوگ بلاعذر بارش وغیرہ مساجد میں عیدین کی نماز ادا کرتے ہیں وہ سنت کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

### باب عورتوں اور حیض والیوں کا

#### عید گاہ میں جانا

(۹۷۴) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن انس سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے، آپ نے فرمایا کہ ہمیں حکم تھا کہ پرده والی دو شیزوں کو عید گاہ کے لئے نکالیں اور ایوب سختیانی نے حفظ سے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ حفظ کی حدیث میں یہ زیادتی ہے کہ

۹۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّهَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَيْنَدُ اللَّهِ عَنْ نَالِعَنْ أَبْنَى عَمْرَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ تُوْكِرُ لَهُ الْحَرْبَةُ فَدَامَهُ يَوْمُ الْفِطْرِ وَالنَّعْرِ, ثُمَّ يَصْنَلُ. [راجح: ۴۹۴]

### ۱۴ - بَابُ حَمْلِ الْعَنْزَةِ - أَوِ

#### الْحَرْبَةُ بَيْنَ يَدَيِ الْإِمَامِ يَوْمَ الْعِيدِ

۹۷۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرُو قَالَ: أَخْبَرَنِي نَالِعَنْ أَبْنَى عَمْرَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعُدُ إِلَى الْمُصْلَى وَالْعَنْزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تَحْمُلُ وَتَنْصَبُ بِالْمُصْلَى بَيْنَ يَدَيْهِ, فَيَصْنَلُ إِلَيْهَا. [راجح: ۴۹۴]

ترشیح اور گزر چکی ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ عیدین کی نماز جنگل (میدان) میں پڑھا کرتے تھے پس مسنون

یہی ہے جو لوگ بلاعذر بارش وغیرہ مساجد میں عیدین کی نماز ادا کرتے ہیں وہ سنت کے ثواب سے محروم رہتے ہیں۔

### ۱۵ - بَابُ خُرُوجِ النَّسَاءِ

#### وَالْحِيَضِ إِلَى الْمُصْلَى

۹۷۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّهَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ أَيُوبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ الْحَلَيْلِ قَالَتْ: أَمِرْنَا أَنْ نُغْرِجَ الْعَوَاقِقَ وَذَوَاتَ الْحُدُورِ. وَعَنْ أَيُوبٍ عَنْ حَفْصَةَ بْنَ حَوْرِهِ, وَزَادَ فِي حَدِيثِ

**حَفْصَةَ قَالَ: أَوْ قَالَتْ: الْفَوَاقِقُ وَذَوَاتُ  
الْخُدُورِ، وَيَغْتَرِلُنَّ الْحَيْضُ الْمُصَلَّى.**

[راجع: ۳۲۴]

**لِشَجَرَةِ حِلْيَةِ** حضرت امام بخاری رض نے عورتوں کے عیدین میں شرکت کرنے کے متعلق تفصیل سے صحیح احادیث کو نقل فرمایا ہے جن میں کچھ قبیل و قال کی تجویز ہی نہیں۔ متعدد روایات میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جملہ یوں اور صاحزادیوں کو عیدین کے لئے نکالتے تھے۔ یہاں تک فرمادیا کہ حیض والی بھی نکلیں اور وہ نماز سے دور رہ کر مسلمانوں کی دعاؤں میں شرکت کریں اور وہ بھی نکلیں جن کے پاس چادر نہ ہو، چاہئے کہ ان کی ہم جولیاں ان کو چادر یا دوپٹہ دے دیں۔ بہر حال عورتوں کا عیدگاہ میں شرکت کرنا ایک اہم ترین سنت اور اسلامی شعار ہے۔ جس سے شوکت اسلام کا مظاہرہ ہوتا ہے اور مرد و عورت اور بچے میدان عیدگاہ میں اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر دعائیں کرتے ہیں۔ جن میں سے کسی ایک کی بھی دعا اگر قبولیت کا درجہ حاصل کر لے تو تمام حاضرین کے لئے باعث صد برکت ہو سکتی ہے۔

اس بارے میں کچھ لوگوں نے فرضی شکوک و شبہات اور مفروضہ خطرات کی بنا پر عورتوں کا عیدگاہ میں جانا کرہہ قرار دیا ہے۔ مگر یہ جملہ مفروضہ باقی میں ہیں جن کی شرعاً کوئی اصل نہیں ہے۔ عیدگاہ کے منتظرین کا فرض ہے کہ وہ پردے کا انتظام کریں اور ہر فاد و خطرہ کے انسداد کے لئے پلے ہی سے بندوبست کر رکھیں۔

حضرت علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں مفصل مدلل بحث کے بعد فرمایا ہے اما فی معناه من الاحدادیت قاضیہ بمشروعۃ خروج النساء فی العیدین الی المصلى من غیر فرق بین البکر واللیب والشابة والعجوز والحانض وغيرها مالم تکن مفتدة او کان فی خروجها فتنۃ او کان لها عذر لعنی احادیث اس میں فیصلہ دے رہی ہیں کہ عورتوں کو عیدین میں مروون کے ساتھ عیدگاہ میں شرکت کرنا مشروع ہے اور اس بارے میں شادی شدہ اور کنواری اور بیوڑھی اور جوان اور حانض وغیرہ کا کوئی امتیاز نہیں ہے جب تک ان میں سے کوئی عدت میں نہ ہو یا ان کے نکلنے میں کوئی فتنہ کا ذرہ ہو یا کوئی اور عذر نہ ہو تو بلاشبک جملہ مسلمان عورتوں کو عیدگاہ میں جانا مشروع ہے پھر فرماتے ہیں والقول بکراہیہ الخروج علی الاطلاق رد للحادیث الصحیحة بالاراء الفاسدة لعن مطلق عورتوں کے لئے عیدگاہ میں جانے کو کرہہ قرار دنایا اپنی فاسد رایوں کی بنا پر احادیث صحیح کو رد کرنا ہے۔

آج کل جو علماء عیدین میں عورتوں کی شرکت ناجائز قرار دیتے ہیں، ان کو اتنا غور کرنے کی توفیق نہیں ہوتی کہ یہی مسلمان عورتیں بے تحاشا بازاروں میں آتی جاتی، میلوں عرسوں میں شریک ہوتیں اور بہت سی غریب عورتیں جو محنت مزدوری کرتی ہیں۔ جب ان سارے حالات میں یہ مفاسد مفروضہ سے باہر ہیں تو عیدگاہ کی شرکت میں جبکہ وہاں جانے کے لئے بارہہ و بادوب ہونا ضروری ہے کون سے فرضی خطرات کا تصور کر کے ان کے لئے عدم جواز کا فتویٰ لگایا جا سکتا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبید اللہ صاحب مبارک پوری دام فیضہ فرماتے ہیں، عورتوں کا عیدگاہ میں عید کی نماز کے لئے جانا سنت ہے، شادی شدہ، ہوں یا غیر شادی شدہ جوان ہوں یا اویڑیا بیوڑھی۔ عن ام عطیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بخراج الابکار والعواائق وذوات الخدور والحيض فی العیدین فاما الحیض لیعترلن المصلى وبیشدن دعوة المسلمين قالت احذاهن يارسول الله ان لم یکن لها جلباب قال فلتصرها اختها من جلبابها (حیمن وغیره) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں دوشیزہ جوان کنواری حیض والی عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم دیتے تھے حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہتیں اور مسلمانوں کی دعائیں شریک رہتیں۔ ایک عورت نے عرض کیا اگر کسی عورت کے پاس چادر نہ ہو تو آپ نے فرمایا کہ اس کی مسلمان بن اپنی چادر میں لے جائے۔ جو لوگ کراہت کے قائل ہیں یا جوان یا

بوزمی کے درمیان فرق کرتے ہیں وہ صحیح حدیث کو اپنی فاسد اور باطل روایوں سے روکرتے ہیں۔ حافظ نے فتح الباری میں اور ابن حزم نے اپنی محلی میں بالتفصیل مخالفین کے جوابات ذکر کئے ہیں عورتوں کو عیدگاہ میں سخت پرودہ کے ساتھ بغیر کسی قسم کی خوشبو لگائے اور بغیر بجتنے والے زیوروں اور زینت کے لباس کے جانا چاہئے تاکہ قفتہ کا باعث نہ بنیں قال شیخنا فی شرح الفرمذی لیکن امن کی منع الخروج الی العید للشواب مع الامن من المفاسد مما حذر فی هذا الزمان بل هو مشروع لهن وهو القول الراجح انتہی لیکن امن کی حالت میں جوان عورتوں کو شرکت عیدین سے رونکا اس کے متعلق مانعین کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ وہ مشروع ہے اور قول راجح یہی ہے۔

### باب بچوں کا عید گاہ جانا

(۹۷۵) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن مددی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے عبدالرحمٰن بن عابس سے بیان کیا، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہ، انہوں نے فرمایا کہ میں نے عید الفطریا عید الاضحیٰ کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ نے نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا پھر عورتوں کی طرف آئے اور انہیں نصیحت فرمائی اور صدقہ کے لئے حکم فرمایا

### باب امام عید کے خطبے میں لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو

(۹۷۶) ہم سے ابو قیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا، ان سے زید نے، ان سے عجیب نے، ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ عید الاضحیٰ کے دن بقیع کی طرف تشریف لے گئے اور دو رکعت عید کی نماز پڑھائیں۔ پھر ہماری طرف چہرہ مبارک کر کے فرمایا کہ سب سے مقدم عبادت ہمارے اس دن کی یہ ہے کہ پہلے ہم نماز پڑھیں پھر (نماز اور خطبے سے لوٹ) کرتیانی کریں، اس لئے جس نے اس طرح کیا اس نے ہماری سنت کے مطابق کیا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کر دیا تو وہ ایسی چیز ہے جسے اس نے اپنے گھروں کے کھلانے کے لئے جلدی سے مپا کر دیا ہے اور اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پر ایک

### ۱۶- باب خروج الصّيَّانِ إلَى المُصلَّى

۹۷۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ : حَدَّثَنَا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ : حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ  
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : سَمِعْتَ  
ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ : خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ  
فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى، فَصَلَّى الْعِيدَ، ثُمَّ خَطَبَ،  
ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ،  
وَأَمْرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ۔ [راجع: ۹۸]

### ۱۷- باب استقبال الإمام الناس في خطبة العيد

۹۷۶ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ : حَدَّثَنَا  
مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زَيْنِدِ عَنْ الشَّافِعِيِّ  
عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ : خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ  
أَضْحَى إِلَى تَقْعِيْفِ فَصْلِ الْعِيدِ رَكْنَيْنِ، ثُمَّ  
أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوْجَهِهِ وَقَالَ : ((إِنَّ أَوَّلَ نُسُكِنَا  
فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نَبْدَأَ بِالصَّلَاةِ ثُمَّ نَزِجَعَ  
لِتَشْحِيرِهِ، فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ وَاقَ سُنْتَهُ،  
وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ ذَلِكَ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ عَجَّلَهُ  
لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ السُّلُكِ فِي شَيْءٍ)). فَقَامَ  
رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي ذَبَحْتُ

عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے تو پسلے ہی ذبح کر دیا۔ لیکن میرے پاس ایک سال کی پٹھیا ہے اور وہ دوندی بکری سے زیادہ بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خیر تم اسی کو ذبح کرو لیکن تمہارے بعد کسی کی طرف سے ایسی پٹھیا جائز نہ ہوگی۔

وَعَنْدِيْ جَلْدَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّسْتَهْدَةٍ۔ قَالَ: ((اذْبَخْهَا، وَلَا تَفْيِ عَنْ أَحَدٍ بِغَدَكَ)).

[راجع: ۹۵۱]

سوال کرنے والے ابو رہدہ بن نیار انصاری تھے۔ حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

### باب عید گاہ میں نشان لگانا

یعنی کوئی اونچی چیز جیسے لکڑی وغیرہ اس سے یہ غرض تھی کہ عید گاہ کا مقام معلوم رہے۔

(۷۷) ہم سے مدد بیان کیا کہا کہ ہم سے مجھی بن سعید قطان نے سفیان ثوری سے بیان کیا کہا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن عابس نے بیان کیا کہا کہ میں نے ابن عباس رض سے سنا۔ ان سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید گاہ گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں اور اگر باوجود کم عمری کے میری قدر و نیزت آپ کے یہاں نہ ہوتی تو میں جانسیں سکتا تھا۔ آپ اس نشان پر آئے جو کثیر بن صلت کے گھر کے قریب ہے۔ آپ نے وہاں نماز پڑھائی پھر خطبہ سنایا۔ اس کے بعد عورتوں کی طرف آئے۔ آپ کے ساتھ بالا بھی تھے۔ آپ نے انہیں وعظ اور نصیحت کی اور صدقہ کے لئے کہا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ عورتیں اپنے ہاتھوں سے بالا نکے کپڑے میں ڈالے جا رہی تھیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بالا گھر واپس ہوئے۔

کثیر بن صلت کامکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنایا گیا۔ ابن عباس رض نے لوگوں کو عید گاہ کا مقام بتانے کیلئے اس کا پتہ دیا۔

### باب امام کا عید کے دن عورتوں کو نصیحت کرنا

(۷۸) ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن نصر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عبدالرازاق نے بیان کیا کہا کہ ہمیں ابن جریر نے خبر دی، کہا کہ مجھے عطا نے خبر دی کہ جابر بن عبد اللہ رض کو میں نے یہ کہتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کی نماز پڑھی۔ پسلے آپ نے

### ۱۸- بابُ الْعِلْمِ الَّذِي بِالْمُصْلَنِ

۹۷۷ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى  
عَنْ سُفِيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ  
قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَابِسٍ قَيْلَ لَهُ  
أَشْهَدْتُ الْعِنْدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ،  
وَلَوْلَا مَكَانِي مِنَ الصَّفَرِ مَا شَهَدْتُهُ، حَتَّى  
أَتَى الْعِلْمُ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرٍ بْنِ الصَّلَتِ  
فَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ، ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعْنَةً  
بِلَالَ فَوَاعْظَهُنَّ وَذَكَرَهُنَّ وَأَمْرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ  
فِرَائِيْهِنَّ يَهْوِنُنَّ بِإِيمَانِهِنَّ يَقْدِيقُهُ فِيْ ثَوْبِ  
بِلَالِ، ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَبِلَالُ إِلَى بَيْهِ۔

[راجع: ۹۸]

### ۱۹- بابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ النِّسَاءَ

#### یوم العین

۹۷۸ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِنْرَاهِيمَ بْنَ  
نَصْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ: أَنَا  
أَنْجَرِيْجُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ عَنْ جَابِرِ  
بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُولُ: [ قَامَ

نماز پڑھی اس کے بعد خطبہ دیا۔ جب آپ خطبہ سے فارغ ہو گئے تو اترے اور عورتوں کی طرف آئے۔ پھر انہیں نصیحت فرمائی۔ آپ اس وقت بالا بیٹھ کے باقہ کا سارا لئے ہوئے تھے۔ بالا نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا تھا جس میں عورتیں صدقہ ڈال رہی تھیں۔ میں نے عطا سے پوچھا کیا یہ صدقہ فطرہ رہی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ صدقہ کے طور پر دے رہی تھیں۔ اس وقت عورتیں اپنے چھلے (وغیرہ) برابر ڈال رہی تھیں۔ پھر میں نے عطا سے پوچھا کیا آپ اب بھی امام پر اس کا حق سمجھتے ہیں کہ وہ عورتوں کو نصیحت کرے؟ انہوں نے فرمایا ہاں ان پر یہ حق ہے اور کیا وجہ ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتے۔

(۹۷۹) ابن جریح نے کہا کہ حسن بن مسلم نے مجھے خردی، انہیں طاؤس نے، انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ عید الفطر کی نماز پڑھنے گیا ہوں۔ یہ سب حضرات خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے اور بعد میں خطبہ دیتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نے، میری نظروں کے سامنے وہ منظر ہے، جب آپ لوگوں کو باقہ کے اشارہ سے بخمار ہے تھے۔ پھر آپ صفوں سے گزرتے ہوئے عورتوں کی طرف آئے۔ آپ کے ساتھ بالا تھے۔ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کے لئے آئیں“ الآیہ۔ پھر جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم ان باتوں پر قائم ہو؟ ایک عورت نے جواب دیا کہ ہاں۔ ان کے علاوہ کوئی عورت نہ بولی، حسن کو معلوم نہیں کہ بولنے والی خاتون کون تھیں؟ آپ نے خیرات کے لئے حکم فرمایا اور بالا نے اپنا کپڑا پھیلا دیا اور کہا کہ لااؤ تم پر میرے مل باب ندا ہوں۔ چنانچہ عورتیں چھلے اور انگوٹھیاں بالا کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔ عبد الرزاق نے کہا ”فتح“ بڑے (چھلے) کو کہتے ہیں جس کا جاہلیت کے زمانہ میں استعمال تھا۔

النَّبِيُّ ﷺ يَوْمُ الْفِطْرِ فَصَلَى، فَبَدَا بِالصَّلَاةِ ثُمَّ خَطَبَ. فَلَمَّا قَرَأَ نَزْلَةَ فَاتِنَةِ النِّسَاءِ فَلَدَكَرْهَنْ وَهُوَ يَتَوَسَّاً عَلَى يَدِ بَلَالٍ، وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَةٍ يُلْقِي فِيهِ النِّسَاءَ الصَّدَقَةَ. قَلَّتِ لِعَطَاءٍ : زَكَاةً يَوْمَ الْفِطْرِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ صَدَقَةً يَصَدِّقُنَّ حِينَئِذٍ: تُلْقِي فَخَجَهَا وَتَلْقِيَنَّ. قَلَّتِ لِعَطَاءٍ أُثْرَى: حَقًا عَلَى الْإِمَامِ ذَلِكَ وَيَدَكَرْهَنْ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَحَقٌ عَلَيْهِمْ، وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُونَ؟.

[راجح: ۹۵۸]

۹۷۹ - قَالَ ابْنُ جُرَيْجَ: وَأَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤِسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((شَهَدْتُ الْفِطْرَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يَصَدِّقُونَهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ، ثُمَّ يَخْطُبُ بَعْدَهُ خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ كَانَتْ أَنْظَرُ إِلَيْهِ حِينَ يَجْلِسُ بِيَدِهِ. ثُمَّ أَقْبَلَ يَسْقُفُهُمْ حَتَّى أَتَى النِّسَاءَ مَعَهُ بَلَالٌ فَقَالَ: ((هُبَا إِلَيْهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكُ الْمُؤْمِنَاتُ يَأْتِيْنَكُمْ)) الْآيَةُ ثُمَّ قَالَ حِينَ قَرَأَ مِنْهَا: ((آتُنَّنَّ عَلَى ذَلِكَ؟)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ - لَمْ يُعْجِنْهُ غَيْرُهَا - : نَعَمْ. لَا يَنْدِرِي حَسَنَ مَنْ هِيَ. قَالَ: ((فَصَدِّقُنَّ)) فَبَسَطَ بَلَالٌ ثَوْبَةً ثُمَّ قَالَ: هَلْمُ، لَكُنْ فَدَاءُ أَبِي وَأَمِي. فَلَقِيَنَّ الْفَتْحَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بَلَالٍ. قَالَ عَبْدُ الرَّزْقِ: الْفَتْحُ: الْخَوَاتِيمُ الْعِظَامُ

کائن فی الْجَاهِلِيَّةِ۔ [راجع: ۵۷]

**لشیخ** اگرچہ عمد نبوی میں عید گاہ کے لئے کوئی عمارت نہیں تھی اور جمل عیدین کی نماز پڑھی جاتی تھی وہاں کوئی منبر بھی نہیں تھا

جب آنحضرت ﷺ مروون کے سامنے خطبہ دے چکے تو لوگوں نے سمجھا کہ اب خطبہ ختم ہو گیا ہے اور انہیں واپس جانا چاہئے، چنانچہ لوگ واپسی کے لئے اٹھے لیکن نبی اکرم ﷺ نے انسین ہاتھ کے اشارہ سے روکا کہ ابھی بیٹھے رہیں۔ کیونکہ آپ عورتوں کو خطبہ دینے جا رہے تھے

دوسری روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جواب دیئے والی خاتون اسماء بنت زید تھیں جو اپنی فصاحت و بلاغت کی وجہ سے "خطبیۃ النساء" کے نام سے مشہور تھیں۔ انہیں کی ایک روایت میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ عورتوں کی طرف آئے تو میں بھی ان میں موجود تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ عورتو! تم جسم کا ایندھن زیادہ بخوبی۔ میں نے آپ کو پکار کر کہا کیونکہ میں آپ کے ساتھ ہست تھی کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہو گا؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ تم لوگی لعن طعن، بت زیادہ کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ماشکری کرتی ہو۔

## ۲۰۔ بَابُ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ بَابُ أَكْرَسِي عورت کے پاس عید کے دن دوپٹہ

(یا چادر) نہ ہو

فِي الْعِينِ

(۹۸۰) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ایوب سختیانی نے حفصہ بنت سیرین کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم اپنی لڑکیوں کو عید گاہ جانے سے منع کرتے تھے۔ پھر ایک خاتون باہر سے آئی اور قصر بنو خلف میں انہوں نے قیام کیا میں ان سے ملنے کے لئے حاضر ہوئی تو انہوں نے بیان کیا کہ ان کی بہن کے شوہرنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ لڑکیوں میں شریک رہے اور خود ان کی بہن اپنے شوہر کے ساتھ چھ لڑکیوں میں شریک ہوئی تھیں، ان کا بیان تھا کہ ہم مریضوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور زخمیوں کی مرہم پڑی کرتے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا ہم میں سے اگر کسی کے پاس چادر نہ ہو اور اس وجہ سے وہ عید کے دن (عید گاہ) نہ جائے تو کوئی حرج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کی سیلی اپنی چادر کا ایک حصہ اسے اڑھا دے اور پھر وہ خیر اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں۔ حفصہ نے بیان کیا کہ پھر جب ام عطیہ بیان تشریف لائیں تو میں ان کی خدمت میں بھی حاضر ہوئی اور دریافت کیا کہ آپ نے

۹۸۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْنَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْيَوبُ عَنْ حَفْصَةِ بُنْتِ سَبِّيْنَ قَالَتْ: ((كَتَأْنَمْنَعُ جَوَارِيْنَا أَنْ يَغْرِيْنَ يَوْمَ الْعِينِ، فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ فَنَزَّلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلَفٍ، فَأَتَيْتُهَا، فَحَدَّثَتْ أَنْ زَوْجَ أَخْتِهَا غَرَّاً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَنَقَنِ عَشْرَةَ غَرْوَةً، فَكَانَتْ أَخْتَهَا مَعَةً فِي سِتِّ غَرَوَاتٍ، قَالَتْ: فَكَتَأْنَمْنَعُ عَلَى الْمَرْضَنِيِّ، وَنَدَاوِيِ الْكَلْمَنِيِّ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عَلَى إِخْدَانِي بَائِسٌ - إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ - أَنْ لَا تَخْرُجْ؟ فَقَالَ: ((لَتَبْسِنَهَا صَاحِبُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا، فَلَيَشْهَدَنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُزْمِنِينَ)). قَالَتْ حَفْصَةُ: قَلَمَا قَيْمَتَ أُمَّ عَطِيَّةَ أَنْتُهَا فَسَأَلَتْهَا: أَسْمَيْتِ فِي كَذَا وَكَذَا؟

فلان فلاں بات سنی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میرے باپ آپ پر فدا ہوں۔ ام عطیہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتیں تو یہ ضرور کہتیں کہ میرے باپ آپ پر فدا ہوں ہاں تو انہوں نے بتلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوان پر وہ والی یا جوان اور پر وہ والی باہر نکلیں۔ شبہ ایوب کو تھا۔ البتہ حافظہ عورتیں عید گاہ سے علیحدہ ہو کر بیٹھیں انہیں خیر اور مسلمانوں کی دعا میں ضرور شریک ہوتا چاہئے۔ حفظ نے کہا کہ میں نے ام عطیہ سے دریافت کیا کہ حافظہ عورتیں بھی؟ انہوں نے فرمایا کیا حافظہ عورتیں عرفات نہیں جاتیں اور کیا وہ فلاں فلاں جگہوں میں شریک نہیں ہوتیں۔

(پھر اجتماع عیدِ دین کی شرکت میں کون سی قباحت ہے)

لفقائی: نعم، نبأی - وَقَلَّمَا ذَكَرْنَتِ  
النَّبِيُّ ﷺ إِلَّا قَالَتْ: يَأْبَى - قَالَ:  
((لِتَخْرُجَ الْعَوَاقِقُ ذَوَاتُ الْخَدُورِ - أَوْ  
قَالَ: الْعَوَاقِقُ وَذَوَاتُ الْخَدُورِ، شَكْ  
أَيُّوبُ - وَالْحَيْضُ، تَغْتَلُنَ الْحَيْضُ  
الْمُصَلَّى، وَلَيَشَهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ  
الْمُؤْمِنِينَ)). قَالَتْ: فَلَمَّا لَهَا: الْحَيْضُ؟  
قَالَتْ: نَعَمْ، أَلَيْسَ الْحَيْضُ تَشَهَّدُ عَرَفَاتٍ  
وَتَشَهَّدُ كَذَا وَتَشَهَّدُ كَذَا؟).

[راجع: ۳۲۴]

**لَشَبِيج** حفظ کے سوال کی وجہ یہ تھی کہ جب حافظہ پر نمازی فرض نہیں اور نہ وہ نماز پڑھ سکتی ہے تو عید گاہ میں اس کی شرکت سے کیا فائدہ ہو گا۔ اس پر حضرت ام عطیہ نے فرمایا کہ جب حیض والی عرفات اور دیگر مقابلات مقدسہ میں جاسکتی ہیں اور جاتی ہیں تو عید گاہ میں کیوں نہ جائیں، اس جواب پر آج کل کے ان جزرات کو غور کرنا چاہئے جو عورتوں کو عید گاہ میں جانا جائز قرار دیتے ہیں اور اس کے لئے سوچیے بانے تراشتے ہیں حالانکہ مسلمانوں کی عورتیں میلوں میں اور فتن و فجور میں دھڑلے سے شریک ہوتی ہیں۔

خلاصہ یہ کہ حیض والی عورتوں کو بھی عید گاہ جانا چاہئے۔ وہ نماز سے الگ رہیں مگر دعاوں میں شریک ہوں۔ اس سے مسلمانوں کی اجتماعی دعاوں کی اہمیت بھی ثابت ہوتی ہے۔ بلاشبی دعا مومن کا تھیار ہے اور جب مسلمان مرد و عورت مل کر دعا کریں تو نہ معلوم کس کی دعا قول ہو کر جملہ اہل اسلام کے لئے پاٹ برکت ہو سکتی ہے۔ حالات موجودہ جبکہ مسلمان ہر طرف سے مصالحت کا فکار ہیں، بالغ عورتوں کا سارا ضروری ہے۔ امام عید کا فرض ہے کہ خشوع خضوع کے ساتھ اسلام کی سر بلندی کے لئے دعا کرے "خاص طور پر قرآنی دعائیں زیادہ مؤثر ہیں پھر احادیث میں بھی بڑی پاکیزہ دعائیں دارد ہوئی ہیں۔ ان کے بعد سامنین کی مادری زہافوں میں بھی دعا کی جاسکتی ہے۔ (وبالله التوفيق)

## باب حافظہ عورتیں عید گاہ سے

علیحدہ رہیں

## ۶۹- بَابُ اغْتِزَالِ الْحَيْضِ

بِالْمُصَلَّى

(۹۸۱) ہم سے محمد بن شیعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن ابراہیم اہنابی عدی نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عون نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہمیں حکم تھا کہ حافظہ عورتوں، دو شیراؤں اور پر وہ والیوں کو عید گاہ لے جائیں۔ ابین عون نے کہا کہ یا (حدیث میں) پر وہ والی

۹۸۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّقِيِّ قَالَ:  
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ أَبِي عَوْنَ عَنْ  
مُحَمَّدٍ قَالَ : قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: أَمْرَنَا أَنْ  
نَخْرُجَ فَتَخْرُجَ الْحَيْضُ وَالْعَوَاقِقُ وَذَوَاتُ  
الْخَدُورِ - قَالَ أَبْنُ عَوْنِ: أَوْ الْعَوَاقِقُ

دو شیرائیں ہے ---- البتہ حافظہ سورتیں مسلمانوں کی جماعت اور دعاوں میں شریک ہوں اور (نماز سے) الگ رہیں۔

### باب عید الاضحیٰ کے دن عید گاہ میں خر اور فزع کرنا

(۹۸۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف تھیسی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یسٹ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے کثیرین فرقہ نافع سے بیان کیا، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہی میں خر اور ذبح کیا کرتے۔

**ذواتِ العذور - قَاتَّا الْعَيْضَ فَيُشَهَّدُنَّ**  
**جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِينَ وَذَخْوَتُهُمْ وَيَغْتَلُنَّ**  
**مُصَلَّاهُمْ** [راجع: ۳۲۴]

### ۲۲- بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ بِالْمُصَلَّى

#### یوم النَّحْرِ

۹۸۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ فَرَقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْحَرُ - أَوْ يَذْبَحُ - بِالْمُصَلَّى)).

[اطرافہ فی : ۱۷۱۱، ۱۷۱۰، ۵۰۰۱]

.۵۰۰۲

خر اونٹ کا ہوتا ہے بالی جانوروں کو لٹا کر ذبح کرتے ہیں۔ اونٹ کو کھڑے کھڑے اس کے سینہ میں خبر مار دیتے ہیں اس کا نام خر ہے۔ قریانی شاعر اسلام میں ہے۔ حسب موقع و محل بلاشبہ عید گاہ میں بھی خر اور قریانی مسنون ہے گر جلالات موجودہ اپنے گروں یا مقررہ مقامات پر یہ سنت ادا کرنی چاہئے، حالات کی مناسبت کے لئے اسلام میں گنجائش رکھی گئی ہے۔

### باب عید کے خطبے میں امام کا اور لوگوں کا باتیں کرنا

اور امام کا حواب رہنا جب خطبے میں اس سے کچھ پوچھا (۹۸۳) ہم سے مدد بن سہد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابوالاوصاص سلام بن سليم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے منصور بن معتمر نے بیان کیا کہ ان سے عامر شعبی نے، ان سے براء بن عاذب بن شٹر نے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے بقر عید کے دن نماز کے بعد خطبہ سنایا اور فرمایا کہ جس نے ہماری طرح کی نماز پڑھی اور ہماری طرح کی قریانی کی، اس کی قریانی درست ہوئی۔ لیکن جس نے نماز سے پہلے قریانی کی تو وہ ذیجہ صرف گوشت کھانے کے لئے ہو گا۔ اس پر ابو ہرده بن نیار نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ قسم اللہ کی میں نے تو نماز کے لئے آنے سے پہلے قریانی کر لی میں نے یہ سمجھا کہ آج کا دن

وإذا سُئِلَ الْإِمَامُ عَنْ شَيْءٍ وَهُوَ يَخْطُبُ ۖ ۹۸۳ - حَدَّثَنَا مُسْنَدُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الشَّفَعِيِّ عَنْ الْبَوَاءِ بْنِ خَازِبٍ قَالَ: خَطَّطَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا، وَسَكَنَ سَكَنَتَنَا، فَلَقَدْ أَهَبَ النُّسُكَ). وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقِيلَ لَهُ لَعْنُهُ).

فَقَامَ أَبُو بُرَزَةَ بْنَ نَيَارَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَإِنَّمَا لَقَدْ سَكَنَتْ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ

کھانے پنیتے کادن ہے، اسی لئے میں نے جلدی کی اور خود بھی کھایا اور گھروالوں کو اور پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہر حال یہ گوشت (کھانے کا) ہوا (قریانی نہیں) انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک بکری کا سال بھر کا پچ ہے وہ دو بکریوں کے گوشت سے زیادہ بہتر ہے۔ کیا میری (طرف سے اس کی) قربانی درست ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں مگر تمہارے بعد کسی کی طرف سے ایسے پنچ کی قربانی کافی نہ ہو گی۔

اس سے یہ ثابت فرمایا کہ امام اور لوگ عید کے خطبہ میں سائل کی بات کر سکتے ہیں اور آگے کے فتویں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خطبہ کی حالت میں اگر امام سے کوئی شخص مسئلہ پوچھے تو جواب دے۔

(۹۸۳) ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا، ان سے حماد بن زید نے، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد نے، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بقر عید کے دن نماز پڑھ کر خطبہ دیا آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز سے پسلے جانور ذبح کر لیا اسے دوبارہ قربانی کرنی ہو گی۔ اس پر الفصار میں سے ایک صاحب اٹھے کہ یا رسول اللہ! میرے کچھ غریب بھوکے پڑوں ہیں یا یوں کیا وہ محتاج ہیں۔ اس لئے میں نے نماز سے پسلے ذبح کر دیا البتہ میرے پاس ایک سلی کی ایک چمیا ہے جو دو بکریوں کے گوشت سے بھی زیادہ مجھے پسند ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دتے وہی۔

(۹۸۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے، ان سے جذب نے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے بقر عید کے دن نماز پڑھنے کے بعد خطبہ دیا پھر قربانی کی۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے نماز سے پسلے ذبح کر لیا ہو تو اسے دوسرے جانور بدله میں قربانی کرنا چاہئے اور جس نے نماز سے پسلے ذبح نہ کیا ہو وہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

إِلَى الصَّلَاةِ، وَعَرَفْتُ أَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ أَكْلِ وَشَرْبٍ، لَقَعْدَلَتْ، وَأَكْلَتْ وَأَطْفَلَتْ أَهْلِي وَجِيرَانِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّكَ هَذَا لَحْمٌ)). قَالَ: إِنَّ عِنْدِي عَنَاقٌ جَذَعَةٌ لَهُ خَيْرٌ مِنْ هَاتَيْنِ لَحْمَيْ، فَهَلْ تَعْزِيزِي عَنْيْ؟ قَالَ: ((تَعْمَمُ، وَلَنْ تَعْزِيزِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)). [راجع: ۹۵۱].

(۹۸۴) - حَدَّثَنَا حَمِيدٌ بْنُ عُمَرَ عَنْ حَمَادَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيبٍ عَنْ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى يَوْمَ التَّخْرِي، ثُمَّ خَطَبَ فَأَمَرَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَنْ يُعْيِنَ ذَبْحَهُ). فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، جِئْرَانِي لَيْ - إِنَّمَا قَالَ: بِهِمْ خَصَاصَةً، وَإِنَّمَا قَالَ: بِهِمْ لَفَقَرْ - وَإِنَّمَا ذَبَحَتْ قَبْلَ الصَّلَاةِ، وَعِنْدِي عَنَاقٌ لَيْ أَحَبُّ إِلَيْيَّ مِنْ هَاتَيْنِ لَحْمَيْ. لَرَخْصَنَ اللَّهِ فِيهِا)). [راجع: ۹۵۴].

(۹۸۵) - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هَبَّةُ عَنِ الْأَسْنَدِ عَنْ جَنْدِبٍ قَالَ: ((صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ التَّخْرِي، ثُمَّ خَطَبَ، ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ: مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّي فَلَيَذْبَحْ أَخْرَى مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلَيَذْبَحْ يَاسِنَ اللَّهِ)). [اطرافہ فی: ۵۰۰۰، ۵۵۶۲]. [۷۴۰۰، ۶۶۷۴]

## بابِ جو شخص عید کا گھر کا ایک راستے سے جائے وہ گھر کو دوسرے راستے سے آئے

(۹۸۶) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں ابو تمیلہ بیگی بن واضح نے خبر دی، انہیں فتح بن سلیمان نے، انہیں سعید بن حارث نے، انہیں جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن ایک راستے سے جاتے پھر دوسرا راستہ بدل کر آتے۔ اس روایت کی متابعت یونس بن محمد نے فتح سے کہ ان سے سعید نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا لیکن جابر کی روایت زیادہ صحیح ہے۔

یعنی جو شخص سعید کا شیخ جابر کو قرار دتا ہے اس کی روایت اس سے زیادہ صحیح ہے جو ابو ہریرہؓ کو سعید کا شیخ کرتا ہے۔ یونس کی اس روایت کو اسماعیل نے وصل کیا ہے۔

راستہ بدل کر آنا جانا بھی شرعی مصالح سے غالی نہیں ہے جس کا مقصد علماء نے یہ سمجھا کہ ہر دو راستوں پر عبادت الہی کے لئے نمازی کے قدم پریں گے اور دونوں راستوں کی زینیں خدا اللہ اس کے لئے گواہ ہوں گی (والله اعلم)

## بابِ اگر کسی کو جماعت سے عید کی نمازنہ ملے تو پھر دو

### رکعت پڑھ لے

اور عورتیں بھی ایسا ہی کریں اور وہ لوگ بھی جو گھروں اور دیساوں وغیرہ میں ہوں اور جماعت میں نہ آ سکیں (وہ بھی ایسا ہی کریں) کیونکہ نبی کرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اسلام والو! یہ ہماری عید ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام ادن ابی عتبہ زاویہ نامی گاؤں میں رہتے تھے۔ انہیں آپ نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھروں اور بچوں کو جمع کر کے شر والوں کی طرح نماز عید پڑھیں اور سمجھیر کیں۔ عکرمہ نے شر کے قرب و جوار میں آپلوں کو کے لئے فرمایا کہ جس طرح امام کرتا ہے یہ لوگ بھی عید کے دن جمع ہو کر دو رکعت نماز پڑھیں۔ عطاء نے کہا کہ اگر کسی کی عید کی نماز (جماعت) چھوٹ جائے تو دو رکعت (تمہارا پڑھ لے۔

امام تخاری نے یہاں یہ ثابت فرمایا ہے کہ عید کی نماز سب کو پڑھنا چاہئے خواہ گاؤں میں ہوں یا شر میں اور اس کی تفصیل پلے گزر چکی ہے۔ زاویہ بصرہ سے چھ میل پر ایک گاؤں تھا۔ حضرت انس بن مالک نے اپنا مکان وہاں پر ہی بنوایا تھا۔

## ۲۴- بَابُ مَنْ خَالَفَ الطَّرِيقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ الْعِيدِ

۹۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو تُمِيلَةَ يَعْقُوبَ بْنَ وَاضِعٍ عَنْ فَلَيْحَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِينِدِ بْنِ الْخَارِثِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ يَوْمُ عِيدٍ خَالَفَ الطَّرِيقَ)). تَابَعَهُ يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ فَلَيْحَ عَنْ سَعِينِدِ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَحَدَّيْنِيْتُ جَابِرَ أَصْحَحَ.

## ۲۵- بَابُ إِذَا فَاتَهُ الْعِيدُ يُصْلِي رَكْعَتَيْنِ

وَكَلَّذَكَ النِّسَاءُ وَمَنْ كَانَ فِي النِّيَّوَتِ وَالْأَقْرَى، لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((هَذَا عِيدُنَا يَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ)). وَأَتَرَ أَنْسُ بْنُ مَالِكٍ مُؤْلَأَهُمْ أَبْنَ أَبِيهِ عَفْهَةَ بِالرَّأْوِيَّةِ لِجَمْعِ أَهْلَهِ وَبَيْهِ وَمَثْلِهِ كَصْلَاهُ أَهْلُ الْمَصْرِ وَكَثِيرُهُمْ. وَقَالَ عَكْرَمَةُ: أَهْلُ السُّوَادِ يَجْتَمِعُونَ فِي الْعِيدِ يُصْلِلُونَ رَكْعَتَيْنِ كَمَا يَصْنَعُ الْإِلَامُ. وَقَالَ عَطَاءُ: إِذَا فَاتَهُ الْعِيدُ صَلَلَ رَكْعَتَيْنِ.

(۹۸۷) ہم سے یعنی بن بکیر نے بیان کیا، کما کہ ان سے یاث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عروہ نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کما ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پیارے (مناکے دنوں میں) تشریف لائے اس وقت گھر میں دو لاڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور بعاثت کی لڑائی کی نظیں گاریتی تھیں۔ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک پر کپڑا ڈالے ہوئے تشریف فرماتھے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان دنوں کو ڈانتا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا کہ ابو بکر جانے بھی دو یہ عید کے دن ہیں (اور وہ بھی مٹا میں)

(۹۸۸) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کما میں نے (ایک دفعہ) نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے مجھے چھار کھاتھا اور میں جوشہ کے لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں تیروں سے کھیل رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انسیں ڈانتا لیکن نبی کرم شاہزادہ نے فرمایا کہ جانے دو اور ان سے فرمایا۔ے: بوار فدہ! تم بے فکر ہو کر کھیل دکھاؤ۔

شاید امام تخاری نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ جب ہر ایک شخص کے لئے یہ دن خوشی کے ہوئے تو ہر ایک کو عید کی نماز بھی پڑھنی ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ اور بعد کے ایام تشریق گیارہ، بارہ، تیرہ سب کو عید کے ایام فرمایا اور ارشاد ہوا کہ ایک تو عید کے دن خود خوشی کے دن ہیں اور پھر منی میں ہونے کی اور خوشی ہے کہ اللہ نے جو نصیب فرمایا۔

## باب عید گاہ میں عید کی نماز سے پہلے یا اس کے بعد نفل نماز

پڑھنا کیسا ہے

اور ابو معلی یحییٰ بن میمون نے کما کہ میں نے سعید سے سنا، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ آپ عید سے پہلے نفل نماز پڑھنا مکروہ جانتے تھے۔

حافظ نے کما کہ یہ اثر مجھ کو موصولة نہیں ملا اور ابو المعلی سے اس کتاب میں اس کے سوا اور کوئی روایت نہیں ہے۔

(۹۸۹) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کما کہ مجھے عذر بن ثابت نے خبر دی، انہوں نے کما کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ نبی کرم شاہزادہ عید الفطر کے دن نکلے اور (عید گاہ) میں دور کعت نماز عید پڑھی۔

۹۸۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْيَثُّ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ غُزْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ: (أَنَّ أَبَابِكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْهَا جَارِيَاتٍ فِي أَيَّامٍ مِنْ تَذَفَّقَانَ وَتَضَرِّبَانَ - وَالنَّبِيُّ ﷺ مُفَشِّ بَغْوَيْهِ - فَإِنَّهُمْ هُمَا أَبُوبِكْرَ فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ: ((دَغْهُمَا يَا أَبَابِكْرِ، فَإِنَّهَا أَيَّامٌ عِنْدِهِ: وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامٌ مِنِّي)).

[راجع: ۹۴۹]

۹۸۸ - وَقَالَتْ عَائِشَةَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَرِنِي وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبْشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُونَ فِي الْمَسْجِدِ، فَزَجَرَهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَغْهُمٌ أَمْنًا بَنِي أَرْفَدَةَ)) يَعْنِي مِنَ الْأَمْنِ. [راجع: ۴۵۴]

شاید امام تخاری نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ جب کا مطلب یوں نکلا کہ جب ہر ایک شخص کے لئے یہ دن خوشی کے ہوئے تو ہر ایک کو عید کی نماز بھی پڑھنی ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ اور بعد کے ایام تشریق گیارہ، بارہ، تیرہ سب کو عید کے ایام فرمایا اور ارشاد ہوا کہ ایک تو عید کے دن خود خوشی کے دن ہیں اور پھر منی میں ہونے کی اور خوشی ہے کہ اللہ نے جو نصیب فرمایا۔

## ۲۶ - بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْعِيدِ

وَعَنْدَهَا

وَقَالَ أَبُو الْمَعْلَى: سَمِعْتَ سَعِيدًا عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ كَرْهَ الصَّلَاةَ قَبْلَ الْفِطْرِ.

۹۸۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابَتٍ قَالَ: سَمِعْتَ سَعِيدًا بْنَ جَبَرًا عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ: ((أَنَّ النَّبِيًّا ﷺ خَرَجَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلَّى

وَكُفَيْنِ لَمْ يُصْلِ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا، وَمَعْنَى آپ نے اس سے پہلے نفل نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد۔ آپ کے ساتھ بالاں پڑھ بھی تھے۔  
بِلَالٌ)).

**لئے مرح** علامہ شوکلی فرماتے ہیں قولہ لم يصل قبلها ولا بعدها له وهي بقية احاديث الباب دليل على كراهة الصلوة قبل صلاة العيد وبعدها اليه ذهب اصحابین خبیل قال ابن قدامة وهو من هب ابن عباس و ابن عمر الخ (نبی الاوطار) یعنی اس حدیث اور اس بارے میں دیگر احادیث سے ثابت ہوا کہ عید کی نماز کے پہلے اور بعد نفل نماز پڑھنی کروہ ہے۔ امام احمد بن خبیل کا بھی یہی مسلم ہے اور بقول ابن قدامة حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت علی و حضرت عبد اللہ بن مسعود اور بت سے اکابر صحابة و تابعین کا بھی یہی مسلم ہے۔ امام زہری فرماتے ہیں لم اسمع احداً من علماء نايمذكرون أحد من سلف هذه الامة كان يصلى قبل تلك الصلوة ولا بعدها (نبی الاوطار)

یعنی اپنے زمانہ کے علماء میں میں نے کسی عالم سے نہیں سن کہ سلف امت میں سے کوئی بھی عید سے پہلے یا بعد میں کوئی نماز پڑھتا ہو۔ ہال عید کی نماز پڑھ کر اور والبیں گمراہ کر گریں دو رکعت نفل پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ ابن ماجہ میں حضرت ابوسعید بیٹھے سے ثابت ہے، وہ فرماتے ہیں عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه کان لا يصلی قبل العید شيئا فاذا ارجع الى منزله صلی وكمتن درواہ ابن ماجہ و احمد بمعبنه یعنی آنحضرت بیٹھیں نے عید سے پہلے کوئی نماز نفل نہیں پڑھی جب آپ آپنے گمراہیں ہوئے تو آپ نے دو رکعتیں ادا فرمائیں۔ اس کو ابن ماجہ اور احمد نے بھی اس کے قریب قریب روایت کیا ہے۔ علامہ شوکلی فرماتے ہیں وحدیث ابی سعید اخراجہ ایضا الحاکم وصححه وحسنه الحالاظ فی الفتح وطی اسناده عبدالله بن محمد بن عقبہ وفی الباب عن عبدالله بن عمرو بن العاص عند ابن ماجہ بنحو حديث ابن عباس الخ (نبی الاوطار)، یعنی ابوسعید والی حدیث کو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح ہذا یا ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح المباری میں اس کی تحسین کی ہے اور اس کی سند میں عبد اللہ بن محمد بن عقبہ ایک روایی ہے جن کے متطلک کچھ کہا گیا ہے اور اس مسئلہ میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی بھی ایک روایت حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت کی مانند ہے۔

خلاصہ یہ کہ عیدگاہ میں صرف نماز عید اور خطبہ نیز دعا کرنا مسنون ہے عیدگاہ مزید نفل نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے۔ یہ تو وہ مقام ہے جس کی حاضری عی اللہ کو اس قدر محبوب ہے کہ وہ اپنے بندوں اور بندیوں کو میدان عیدگاہ میں دیکھ کر اس قدر خوش ہوتا ہے کہ جملہ حالات جاننے کے باوجود اپنے فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ یہ میرے بندے اور بندیاں آج یہاں کیوں جمع ہوئے ہیں؟ فرشتے کتے ہیں کہ یہ تیرے مزدور ہیں جنہوں نے رمضان میں تیرا فرض ادا کیا ہے، تیری رضا کے لئے روزے رکھے ہیں اور اب میدان میں تھو سے مزدوری مانگنے آئے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! گواہ رہو میں نے ان کو بخش دیا اور ان کے روزوں کو قبول کیا اور ان کی دعاویں کو بھی شرف قبولت آقیامت عطا کیا۔ پھر اللہ کی طرف سے ندا ہوتی ہے کہ میرے بندوں! جاؤ اس محل میں کہ تم بخش دیئے گئے

۔۶۰۔

خلاصہ یہ کہ عیدگاہ میں بجز دو گانہ عید کے کوئی نماز نفل نہ پڑھی جائے کیسی اسوہ حسنے ہے اور اسی میں اجر و ثواب ہے۔

والله اعلم وعلمه اتم

## ۱۳۔ کتاب الورث

# نمازوٰ و تر کے مسائل کا بیان

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

اور وتر کے متنی طلاق یعنی بے جوڑ کے ہیں۔ یہ ایک مستقل نماز ہے جو عشاء کے بعد سے فجر تک رات کے کسی حصہ میں پڑھی جاسکتی ہے۔ اس نمازو کی کم سے کم ایک رکعت پھر تین ’پانچ‘ سات ’نوجیارہ‘ تیرو رکعت تک پڑھی جاسکتی ہیں۔ الحدیث اور امام احمد اور شافعی اور سب علماء کے نزدیک وترست ہے اور امام ابو حنیفہؓ اس کو واجب کہتے ہیں حالانکہ حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علیؓؑ کے کلام سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وترست ہے لیکن اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہؓ نے ان دونوں صحابیوں کا بھی خلاف کیا ہے۔

### باب و تر کا بیان

### ۹ - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوَرَثَةِ

(۹۹۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مافع اور عبداللہ ابن دینار سے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے کے ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رات میں نماز کے متعلق معلوم کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ رات کی نمازو دو رکعت ہے پھر جب کوئی صبح ہو جانے سے ڈرے تو ایک رکعت پڑھ لے، وہ اس کی سادی نمازو طلاق بدلے گی۔

(۹۹۱) اور اسی سند کے ساتھ مافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ وتر کی جب تین رکعتیں پڑھتے تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے یہاں تک کہ ضرورت سے بلت بھی کرتے۔

اس حدیث سے دو باتیں لٹیں ایک یہ کہ رات کی نمازو دو رکعت کے پڑھنا چاہئے یعنی ہر دو گانہ کے بعد سلام پھیرے، دوسرے وتر کی ایک رکعت بھی پڑھ سکتا ہے اور حنفی نے اس میں خلاف کیا ہے اور ان کی دلیل ضعیف ہے۔ صحیح حدیثوں سے وتر کی ایک رکعت پڑھنا ثابت ہے اور تفصیل امام محمد بن نصر مرحوم کی کتاب الورث والخلاف میں ہے (مولانا وحید الزہابی)

۹۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا مَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلَاةِ اللَّيلِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ اللَّيلِ مُشَنِّي مُشَنِّي، فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلَّى رَسُولُهُ ﷺ وَاجْدَهُ تُؤْتُرُ لَهُ مَا قَدْ صَلَّى)). [راجع: ۴۷۲]

۹۹۱ - وَعَنْ نَافِعٍ : أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ كَانَ يُسَلِّمُ بَيْنَ الرَّسْكَعَةِ وَالرَّسْكَعَتَيْنِ . فِي الْوَرَثَةِ حَتَّى يَأْمُرَ بِتَعْفِيْضِ حَاجِيْهِ .

اسی حدیث سے دو باتیں لٹیں ایک یہ کہ رات کی نمازو دو رکعت کے پڑھنا چاہئے یعنی ہر دو گانہ کے بعد سلام پھیرے، دوسرے وتر کی ایک رکعت بھی پڑھ سکتا ہے اور حنفی نے اس میں خلاف کیا ہے اور ان کی دلیل ضعیف ہے۔ صحیح حدیثوں سے وتر کی ایک رکعت پڑھنا ثابت ہے اور تفصیل امام محمد بن نصر مرحوم کی کتاب الورث والخلاف میں ہے (مولانا وحید الزہابی)

(۹۹۲) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے مخرمہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے کربنے اور انسیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ آپ ایک رات اپنی خالہ ام المُؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہما کے یہاں سوئے (آپ نے کہا کہ) میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی لمبائی میں لیٹیں، آپ سو گئے جب آدمی رات گزر گئی یا اس کے لگ بھگ تو آپ بیدار ہوئے، نیند کے اثر کو چڑھ مبارک پر ہاتھ پھیر کر آپ نے دور کیا۔ اس کے بعد آل عمران کی دس آسمیں پڑھیں۔ پھر ایک پرانی مشک پانی کی بھری ہوئی لٹک رہی تھی۔ آپ اس کے پاس گئے اور اچھی طرح وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ آپ پیار سے اپنا دہنا ہاتھ میرے سر رکھ کر اور میرا کان پکڑ کر اسے ملنے لگے۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت سب بارہ رکعتیں پھر ایک رکعت و تر پڑھ کر آپ لیٹ گئے، یہاں تک کہ موزن صبح صادق کی اطلاع دینے آیا تو آپ نے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت سنت نماز پڑھی۔ پھر باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھائی۔

۹۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مَعْرُومَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرْتَبَيْ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسَ أَخْبَرَهُ ((أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ - وَهِيَ حَالَةً - فَاضْطَجَعَ فِي عَرْضِ وِسَادَةٍ - وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا، فَنَامَ حَتَّى اتَّصَافَ الظَّلَلُ أَذْ قَرَيْتَا مِنْهُ، فَاسْتَيْقَظَ يَمْسَحُ النُّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَرَأَ عَشْرَ آياتٍ مِنْ آلِ عِمْرَانَ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى شَنَّ مَعْلَقَةً فَتَوَضَّأَ فَأَخْسَنَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، فَصَنَعَتْ مِثْلَهُ، فَقَمْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخْدَأَ بَأْذِنِي يَقْتِلُهَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ، ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ).

**لَشَّبَّهَ** بعض محدثین نے لکھا ہے کہ چونکہ این عباس ہبھٹا بچے تھے اس لئے لاعلی کی وجہ سے بائیں طرف کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے آپ کا کان بائیں طرف سے دائیں طرف کرنے کے لئے پکڑا تھا۔ اس تفصیل کے ساتھ بھی روایتوں میں ذکر ہے۔ لیکن ایک دوسری روایت میں ہے کہ میرا کان پکڑ کر آپ اس لئے ملنے لگے تھے تاکہ رات کی تاریکی میں آپ کے دست مبارک سے میں مانوس ہو جاؤں اور گھبراہت نہ ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں روایتیں الگ ہیں۔ آپ نے این عباس ہبھٹا کا کان بائیں سے دائیں طرف کرنے کے لئے بھی پکڑا تھا اور پھر تاریکی میں انسیں مانوس کرنے کے لئے آپ کا کان ملنے بھی لگے تھے۔ آپ کو آپ کے والد حضرت عباس ہبھٹا نے آنحضرت ﷺ کے گھر سونے کے لئے بھیجا تھا تاکہ آپ کی رات کے وقت کی عبادت کی تفصیل ایک عینی شاہد کے ذریعہ معلوم کریں چونکہ آپ بچے تھے اور پھر آنحضرت کی ان کے یہاں سونے کی باری تھی۔ آپ بے تکلفی کے ساتھ چلے گئے اور وہیں رات بھر رہے۔ بچپنے کے باوجود انتہائی ذکی فیض تھے۔ اس لئے ساری تفصیلات یاد رکھیں (تفصیل البخاری) یہ نماز تجدی تھی جس میں آپ ﷺ نے دو دو رکعت کر کے بارہ رکعت کی تکمیل فرمائی پھر ایک رکعت و تر پڑھا۔ اس طرح آپ نے تجدی کی تیہ رکعتیں ادا کیں مطابق بیان حضرت عائشہ ہبھٹا آپ کی رات کی نماز گیارہ اور تیہ سے کبھی زیادہ نہیں ہوئی۔ رمضان شریف میں اس کو تراویح کی شکل میں ادا کیا گیا، اس کی بھی ہبھٹہ آٹھ رکعت سنت تین و تر یعنی کل گیارہ رکعتات کا ثبوت ہے جیسا کہ

(۹۹۳) ہم سے بھی بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عمرو بن حارث نے خبر دی، ان سے عبد الرحمن بن قاسم نے اپنے باپ قاسم سے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رات کی نمازیں دو دور کتعین ہیں اور جب تو ختم کرنا چاہے تو ایک رکعت و ترپڑھ لے جو ساری نماز کو طلاق بنا دے گی۔ قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ ہم نے بہت سوں کو تین رکعت و ترپڑھتے بھی پایا ہے اور تین یا ایک سب جائز اور مجھ کو امید ہے کہ کسی میں قباحت نہ ہو گی۔

پارہ میں مفصل گزرا چکا ہے۔

٩٩٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ حَارِثٍ أَنَّ عَنْ عَنْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْفَاقِسِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَنْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَلَّةُ اللَّيْلِ مُشْتَىً مُشْتَىً، فِإِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْصِرِ فَلَازِمَكَ رَكْعَةٌ تُؤْتَرُ لَكَ مَا صَلَّيْتَ)). قَالَ الْفَاقِسُ: وَرَأَيْنَا أَنَّاسًا مُنْذَ أَذْرَكَنَا يُوتَرُونَ بِغَلَاثَةِ، وَإِنَّ كُلَّاً لَوَاسِعَةَ، أَزْجُوا أَنَّ لَا يَكُونُ بِشَيْءٍ مِنْهُ بِالْأَسْ]. [راجع: ۴۷۲]

**نشیخ** یہ قاسم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ بڑے عالم اور فقیر تھے۔ ان کے کلام سے اس شخص کی غلطی معلوم ہو گئی جو ایک رکعت و ترپڑھتے جاتا ہے اور مجھ کو حیرت ہے کہ صحیح حدیث دیکھ کر پھر کوئی مسلمان یہ کہے کہ گا کہ ایک رکعت و ترپڑھتے ہے۔

اس روایت سے گو عبداللہ بن عمر کا تین رکعتیں و ترپڑھنا ثابت ہوتا ہے مگر حنفیہ کے لئے کچھ بھی مفید نہیں کیونکہ اس میں یہ نہیں ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیشہ و ترکی تین ہی رکعتیں پڑھتے۔ علاوہ بھی اس کے دو سلام سے تین رکعتیں و ترکی ثابت ہیں اور حنفیہ ایک سلام سے کہتے ہیں (م وحیدی) یہی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں جن سے صحیح مسلم شریف ص ۲۵۷ میں صراحتاً ایک رکعت و ترپڑھتے ہے۔ عن عبداللہ بن عمر قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الوتر رکعة من آخر الليل رواه مسلم حضرت عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ و ترپڑھ رات میں ایک رکعت ہے۔ دوسری حدیث میں مزید وضاحت موجود ہے عن ابوبدری ضمی الله عنہ قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الوتر حلق علی کل مسلم ومن احب ان يوتر بخمس فلی فعل ومن احب ان يوتر بثلاث فلی فعل ومن احب ان يوتر بواحدة فلی فعل (رواہ ابو داود و النسانی او ابن ماجہ) یعنی حضرت ابو بیوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ و ترکی نماز حق ہے جو ہر مسلم کے لئے ضروری ہے اور جو چاہے پانچ رکعات و ترپڑھ لے جو چاہے تین رکعات اور جو چاہے ایک رکعت و تردا کر لے۔ اور بھی اس قسم کی کئی روایات مختلفہ کتب احادیث میں موجود ہیں۔ اسی لئے حضرت مولانا عبداللہ شیخ الحدیث بذیل حدیث حضرت عائشہ صدیقہ لفظ و یوترا بواحدة (آپ ایک رکعت و ترپڑھتے) فرماتے ہیں فیہ ان اقل الوتر رکعة و ان الرکعة الفردۃ صلوٰۃ صحیحة و هو مذهب الانتمۃ الثالثۃ و هو الحق و قال ابو حنیفۃ لا یصح الایثار بواحدة فلا تكون الرکمة الواحدة صلوٰۃ قط قال النبوی والاحادیث الصحیحة ترد علیہ (مرعاۃ ج: ۲ / ص: ۱۵۸) یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ و ترکی کم از کم ایک رکعت ہے اور یہ کہ ایک رکعت پڑھنا بھی نماز صحیح ہے، ائمہ ملاش کا یہی مذہب ہے اور یہی حق ہے (ائمہ ملاش سے حضرت امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ مراد ہیں) حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رکعت و ترپڑھتے صحیح نہیں کیونکہ ایک رکعت نماز ہی نہیں ہوتی۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ احادیث صحیح سے حضرت امام کے اس قول کی ترویید ہوتی ہے۔

و تر کے واجب فرض سنت ہونے کے متعلق بھی اختلاف ہے، اس بارے میں جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں والحق ان الوتر سنتہ ہو او کد السنن بینہ علی وابن عمر و عبادۃ ابن الصامت رضی اللہ عنہم اور حق یہ ہے کہ نماز و تر سنت ہے اور وہ سب سننوں سے زیادہ موکَد ہیں۔ حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہم نے ایسا یعنی پیان فربلا ہے (بجہ البالغ، ج: ۲ / ص: ۱۲۳)

و تر تین رکعت پڑھنے کی صورت میں پہلی رکعت میں سورہ سبیح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری میں قل یا بھا الکفرون اور تیسرا  
میں قل هو اللہ احمد پڑھنا مسنون ہے۔ و تر کے بعد باؤاز بلند تین مرتبہ مسبحان الملک القدس کا لفظ ادا کرنا بھی مسنون ہے۔ ایک  
رکعت و تر کے بارے میں مزید تفصیلات حضرت تواب صدیق حنفی کی مشہور کتاب هدایۃ السائل ہی ادلة المسائل مطبوعہ  
بھجوپال، ص: ۲۵۵ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں

(۹۹۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے انسیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کیارہ رکعتیں (وترا اور تجدی کی) پڑھتے تھے، آپؐ کی یہی نماز تھی۔ مراد ان کی رات کی نماز تھی۔ آپؐ کا سجدہ ان رکعتوں میں اتنا لباہوتا تھا کہ سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص بھی پچاس آیتیں پڑھ سکتا اور فجر کی نماز فرض سے پہلے آپؐ سنت دو رکعتیں پڑھتے تھے اس کے بعد (ذرادی) واپس پہلو پر لیٹ رہتے یہاں تک کہ موڈن بلاں کے لئے آپؐ کے پاس آتا۔

٩٩٤ - حدثنا أبو اليمان قال: أخبرنا شعيب عن الزهري قال حدثني غروة أن عائشة أخبرته : ((أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلّى إحدى عشرة ركعة كانت تلك صلاته - تغنى بالليل - فيسجد المساجدة من ذلك فلن ما يقرأ أحدكم خمسين آية قبل أن يرفع رأسه، ويمرّكع ركعتين قبل صلاة الفجر، ثم يضطجع على شفاه الأئمّ حتى يأتيه المؤذن للصلوة)).

[رائع: ٦٢٦]

**لیستہ مختصر** پس گیارہ رکعتیں انتباہیں۔ و تر کی دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت رضوان یا غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اب این عیاں کی حدیث میں جو تمیہ رکعتیں مذکورہ ہیں تو اس کی رو سے بعضوں نے اتنا وتر کی تمیہ رکعت قرار دی ہیں۔ بعضوں نے کہا ان میں دو رکعتیں عشاء کی سنت تھیں تو وتر کی وہی گیارہ رکعتیں ہوئیں۔ غرض وتر کی ایک رکعت سے لے کر تین پانچ نو گیارہ رکعتوں تک متقول ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان گیارہ رکعتوں میں آٹھ تجدی کی تھیں اور تین وتر کی اور سچھ یہ ہے کہ تراویح تجدید و ترسلوة اللیل سب ایک ہی ہیں (وجید الزہام)

بپ و تریڑھنے کے اوقات کا بیان

اور ابو ہریرہ رض نے کہا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے یہ وصیت فرمائی کہ سونے سے ملے و تردد نہ لیا کرو۔

٤ - بَابُ سَاعَاتِ الْوَتْرِ

قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : أَوْصَانِي رَسُولُ اللَّهِ بِكُلِّ  
بِالْأَوْنَرِ قَبْلِ النَّوْمِ .

(۹۹۵) ہم سے ابوالعنان نے بیان کیا، کماکہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کماکہ ہم سے انس بن سیرن نے بیان کیا، کماکہ میں نے ابن

سینہنَ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: أَرَيْتَ الرَّكْعَيْنِ قَبْلَ صَلَوةِ الْفَدَاءِ أَطْيَلُ فِيهِما الْقِرَاءَةُ؟ فَقَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَشْتَى مَشْتَى، وَيُوَرِّثُ بِرْكَةً، وَيُصَلِّي الرَّكْعَيْنِ قَبْلَ صَلَوةِ الْفَدَاءِ وَكَانَ الْأَذَانُ بِأَذْنِيهِ)) قَالَ حَمَادٌ: أَيْ بِسُرْعَةٍ.

[راجع: ۴۲]

**لَشْبِيج** اس سلسلے کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد ساری رات و ترکیتے ہے۔ طلوع صبح صارق سے پہلے جس وقت بھی چاہے پڑھ سکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا معمول آخر شعب میں صلوٰۃ میل کے بعد اسے پڑھنے کا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آخر شعب میں اٹھنے کا پوری طرح یقین نہیں ہوتا تھا، اسے وہ عشاء کے بعد بھی پڑھ لیتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کا معمول آخر شعب میں پڑھنے کا تھا۔

اس حدیث کے ذیل میں علامہ شوکانی فرماتے ہیں والحدیث یدل علی مشروعیۃ الایتاز برکعہ واحدة عند مخافة هجوم الصبح و سیانی ما بدل علی مشروعیۃ ذالک من غیر تقيید وقد ذهب الى ذالک الجمهور قال العراقي ومنن كان يوتر برکعہ من الصحابة الخلفاء الاربعة الخ یعنی اس حدیث سے ایک رکعت و تر مشروع ثابت ہوا جب صبح کی پونچھے کا ذرہ ہو اور عنقریب دوسرے والاکل آرہے ہیں جن سے اس قید کے بغیر ہی ایک رکعت و تر کی مشروعیۃ ثابت ہے اور ایک رکعت و تر پڑھنا خلقاء اربہ (حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق عثمان غنی و علی الرضا) اور سعد بن ابی و قاسم بیس صحابہ کرام سے ثابت ہے، یہاں علامہ شوکانی نے سب کے نام تحریر فرمائے ہیں اور تقویا میں ہی تابعین و تبع تابعین و ائمہ دین کے نام بھی تحریر فرمائے ہیں جو ایک رکعت و تر پڑھا کرتے تھے۔

**حُنَيفَیَہ کَهْ دَلَالَ!** علامہ نے حنفیہ کے ان دلائل کا جواب دیا ہے جو ایک رکعت و تر کے قائل نہیں جن کی پہلی دلیل حدیث یہ ہے (عن محمد بن کعب ان النبی صلی الله علیہ وسلم نہی عن البتراء) یعنی رسول کرم ﷺ نے بتیراء نماز سے منع فرمایا لفظ (بتیراء) دم کئی نماز کو کہتے ہیں۔ عراقی نے کمایہ حدیث مرسل اور ضعیف ہے۔ علامہ ابن حزم نے کہا کہ حضرت ﷺ نے نماز بتیراء کی نئی ثابت نہیں اور کہا کہ محمد بن کعب کی حدیث باوجود دیکھ استدلال کے قابل نہیں مگر اس میں بھی بتیراء کا بیان نہیں ہے بلکہ ہم نے عبد الرزاق سے، انہوں نے سفیان بن عبینہ سے، انہوں نے اعش سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عباس سے مثبت روایت کیا کہ بتیراء تین رکعت و تر بھی بتیراء (یعنی دم کئی) نماز ہے فعاد البتراء علی المحتج بالخبر الكاذب فیها

حنفیہ کی دوسری دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود کا یہ قول ہے انه قال ما اجزات رکعة فقط یعنی ایک رکعت نماز بھی بھی کافی نہیں ہوتی۔ امام نووی شرح منذب میں فرماتے ہیں کہ یہ اثر عبد اللہ بن مسعود سے ثابت نہیں ہے اگر اس کو درست بھی مانا جائے تو اس کا تعلق حضرت ابن عباس کے اس قول کی تردید کرنا تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ حالت خوف میں چار فرض نمازوں میں ایک ہی رکعت کافی ہے۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ایک رکعت کافی نہیں ہے! الفرض اس قول سے استدلال درست نہیں اور اس کا تعلق صلوٰۃ خوف کی ایک رکعت سے ہے۔ ابن الیث شیہہ میں ہے ایک مرتبہ ولید بن عقبہ امیر کہ کے ہاں حضرت خدیجه اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کافی دیر یک گفتگو کرتے رہے۔ جب وہاں سے وہ نکلے تو انہوں نے نماز (وتر) ایک ایک رکعت ادا کی (مثل الاول اطار)

**بڑی مشکل!** یہاں بخاری شریف میں جن جن روایات میں ایک رکعت و تر کا ذکر آیا ہے ایک رکعت و تر کے ساتھ ان کا ترجمہ کرنے میں ان حنفی حضرات کو جو آج کل بخاری شریف کے ترجیح شائع فرمارہے ہیں، بڑی مشکل پیش آئی ہے اور انہوں نے

پوری کوشش کی ہے کہ ترجمہ اس طرح کیا جائے کہ ایک رکعت و ترپڑھنے کا لفظ ہی نہ آئے پائے بایں طور کر اس سے ایک رکعت و ترکا ثبوت ہو سکے اس کوشش کے لئے ان کی محنت قاتل داد ہے اور اہل علم کے مطالعہ کے قاتل، مگر ان بزرگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ قسم و تکلف و عبارت آرائی سے حقیقت پر پردہ ڈالنا کوئی دشمندی نہیں ہے۔

۹۹۶ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: (۹۹۶) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مسلم بن کیسان نے بیان کیا، ان سے مسروق نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں بھی و ترپڑھی ہے اور اخیر میں آپ کا و تر صبح کے قریب پہنچا۔ **لشیخ** دوسری روایتوں میں ہے کہ آپ نے وتر اول شب میں بھی اور آخر شب میں بھی۔ گواہ شاء کے بعد سے صبح صادق کے پہلے تک و ترپڑھنا آپ سے ثابت ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ عقائد حالات میں آپ نے وتر مختلف اوقات میں پڑھے۔ غالباً تکلیف اور مرض وغیرہ میں اول شب میں پڑھتے تھے اور سافرت کی حالت میں درمیان شب میں لیکن عام معمول آپ کا اسے آخر شب ہی میں پڑھنے کا تھا (تفہیم البحاری) رسول کرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے امت کی آسانی کے لئے عشاء کے بعد رات میں جب بھی ممکن ہو وتر ادا کرنا جائز قرار دیا۔

### باب وتر کے لئے نبی کرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم کا گھر والوں کو جگانا

(۹۹۷) ہم سے مدد بن مسجد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا نبی کرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم (تجد کی) نماز پڑھتے رہتے اور میں آپ کے بستر پر عرض میں لیٹی رہتی۔ جب و ترپڑھنے لگتے تو مجھے بھی جگا دیتے اور میں بھی و ترپڑھ لیتی۔

**باب نمازو و ترات کی تمام نمازوں کے بعد پڑھی جائے**

(۹۹۸) ہم سے مدد بن مسجد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے تیجی بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ عمری نے ان سے تافع نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور ان سے نبی کرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا کہ وتر رات کی تمام نمازوں کے بعد پڑھا کرو۔

### باب نمازو و ترسواری پر پڑھنے کا بیان

(۹۹۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امام بالک

۹۹۷ - حَدَّثَنَا مُسَدِّدٌ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْتَى قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ((كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ و آله و سلم يَصْنَلِي وَأَنَا رَاقِدَةً مُغَتَرِضَةً عَلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُوَتِّرَ أَيْقَاظِي فَأُوَتَرُنُّ)). [راجح: ۳۸۲]

۴ - بَابُ لِيَجْعَلَ آخِرَ صَلَاتِهِ وَتَرًا

۹۹۸ - حَدَّثَنَا مُسَدِّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْتَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ و آله و سلم قَالَ: ((اجْعَلُوا آخِرَ صَلَاتِكُمْ بِاللَّيْلِ وَتَرًا)).

### باب الوتر علی الدائمة

۹۹۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي

نے بیان کیا، انہوں نے ابو بکر بن عمر بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن عمر بن خطاب سے بیان کیا اور ان کو سعید بن یمار نے بتلایا کہ میں نے کہا کہ جب راستے میں مجھے طلوع نجیر کا خطہ ہوا تو سواری سے اتر کر میں نے وتر پڑھ لیا اور پھر عبد اللہ بن عمر بن حفاظہ سے جالا۔ آپ نے پوچھا کہ کہاں رک گئے تھے؟ میں نے کہا کہ اب صحیح کا وقت ہونے والی اتحادس لئے میں سواری سے اتر کرو تو پڑھنے لگا۔ اس پر حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ کیا تمہارے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اچھا نمونہ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں ہے بلکہ ہے۔ آپ نے بتلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اونٹ ہی پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

فَالْمَالِكُ عَنْ أَبِي هُكْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ: ((كَتَبَ أَسْبِرٌ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَقَالَ سَعِيدٌ: لَلَّمَّا خَشِيتُ الصَّبَحَ نَزَلتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ لَحِقْتُهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمَرَ: أَيْنَ كُنْتَ؟ قَلَّتْ: خَشِيتُ الصَّبَحَ فَنَزَلتُ فَأَوْتَرْتُ. فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: أَيْنَسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْنَوَ حَسَنَةً؟ قَلَّتْ: بَلَى وَاللَّهُ قَالَ: فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْتَّغْيِيرِ)).

أطراقة في : ١٠٩٠، ١٠٩٥، ١٠٩٧، ١٠٩٩

معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کا اسوہ حسنہ ہی بہر حال قتل افداء اور پاٹھ صد برکات ہے۔

پاپ نمازو تر سفر میں بھی پڑھنا

(۱۰۰۰) ہم سے موسیٰ بن اسملیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جو یہ  
بن اسماء نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر بن حنبل  
نے کہ نبی کریم ﷺ سفر میں اپنی سواری ہی پر رات کی نماز اشاروں  
سے پڑھ لیتے تھے خواہ سواری کا رخ کسی طرف ہو جاتا آپ اشاروں  
سے پڑھتے رہتے مگر فرانس اس طرح نہیں پڑھتے تھے اور وہ تراپی  
او نہیں پڑھ لیتے۔

١٠٠ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ  
 قَالَ : حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ عَنْ نَالِعَ  
 عَنْ أَبْنِ عُمَرَ قَالَ : ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ  
 يَصْلِي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ حِيثُ  
 تَوَجَّهُتْ بِهِ يُومِئُ إِيمَاءَ صَلَاةَ اللَّيْلِ إِلَّا  
 الْفَرَائِضُ، وَيَوْمَئُ عَلَى رَاحِلَتِهِ)).

[٩٩٩: راجع]

٧- بَابُ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوع

وَبَعْدَهُ

باب (و تراور ہر نماز میں) قنوت رکوع سے پہلے اور رکوع  
کے بعد بڑھ سکتے ہیں

١٠٠١ - حَدَّثَنَا مُسْتَدْدَ قَالَ: حَدَّثَنَا  
حَمَادَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ:

کما کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح کی نماز میں قوت پڑھا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہیں پھر پوچھا گیا کہ کیا رکوع سے پلے؟ تو آپ نے فرمایا کہ رکوع کے بعد تھوڑے دنوں تک۔

((سَيْلَانُ أَنْسٍ بْنِ مَاكِلِكَ أَقْتَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الصَّبْرَى؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقَتَلَ لَهُ أَوْقَتَ قَبْلَ الرُّكُوعِ؟ قَالَ: بَعْدَ الرُّكُوعِ يَسْقِفُ)).  
[اطراfeہ فی: ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۳۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۱۴، ۳۰۶۴، ۳۱۷۰، ۴۰۸۸، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۳، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۶۲۹۴، ۷۳۴۱].

صحیح کی نماز میں قوت پڑھنا شافعیہ کے ہیں ضروری ہے، اس لئے وہ اس کے ترک ہونے پر بجهہ سو کرتے ہیں۔ حنفیہ کے ہیں صحیح کی نماز میں قوت پڑھنا کروہ ہے، الحدیث کے ہیں گہے گہے قوت پڑھ لینا بھی جائز اور ترک بھی جائز۔ اسی لئے ملک الحدیث افراط و تفرطاً سے ہٹ کر ایک صراط مستقیم کا ہام ہے۔ اللہ پاک ہم کو سچا الحدیث بنائے (آئین)

(۱۰۰۲) ہم سے مدد بن مسہد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ میں نے انس بن مالک شیخو سے قوت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ دعائے قوت (حضور اکرم شیخو) کے دور میں پڑھی جاتی تھی۔ میں نے پوچھا کہ رکوع سے پلے یا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا کہ رکوع سے پلے۔ عاصم نے کما کہ آپ علی کے حوالہ سے فلاں شخص نے خبر دی ہے کہ آپ نے رکوع کے بعد فرمایا تھا۔ اس کا جواب حضرت انس نے یہ دیا کہ انہوں نے غلط سمجھا۔ رسول اللہ شیخو نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ دعائے قوت پڑھی تھی۔ ہوا یہ تھا کہ آپ نے محلہ میں سے ستر قاریوں کے قریب مشرکوں کی ایک قوم (ابنی عامر) کی طرف سے ان کو تعلیم دینے کے لئے بیجی تھی، یہ لوگ ان کے سواتھ جن پر آپ نے بد دعا کی تھی۔ ان میں اور آخر پرست شیخو کے درمیان عمد تھا، لیکن انہوں نے عمد خلکنی کی (اور قاریوں کو مار ڈالا) تو آخر پرست شیخو ایک مہینہ تک (رکوع کے بعد) قوت پڑھتے رہے ان پر بد دعا کرتے رہے۔

(۱۰۰۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کما کہ ہم سے زائدہ نے

۱۰۰۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْهُ الْوَاجِدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَّ بْنَ مَاكِلٍ عَنِ الْقُوتِ فَقَالَ: قَدْ كَانَ الْقُوتُ. قَلَتْ: قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَهُ؟ قَالَ: قَبْلَهُ. قَالَ: فَإِنْ فَلَّا تَأْخِذْنِي عَنْكَ أَنْكَ قَلَتْ: بَعْدَ الرُّكُوعِ. فَقَالَ: كَذَبَ، إِنَّمَا قَنَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا، أَرَاهُ كَانَ بَعْثَ قَوْمًا يَقَالُ لَهُمُ الْقُرَاءَ رَهَاءُ سَبْعِينَ رَجُلًا إِلَى قَوْمٍ مُشْرِكِينَ ذُونَ أُولَئِكَ، وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ، فَقَنَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَذْغُو عَلَيْهِمْ).

[راجح: ۱۰۰۱]

۱۰۰۳ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ:

بیان کیا، ان سے تھی نے، ان سے ابو مجلد نے، ان سے انس بن مالک  
بیٹھ کر نبی کرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے ایک مہینہ تک دعا قوت پڑھی اور اس میں  
قبائل رعل و ذکوان پر بد دعا کی تھی۔

حدَّثَنَا زَيْنُ الدِّينُ عَنِ النَّبِيِّ عَنْ أَبِيهِ مَجْلِزِهِ  
عَنْ أَنَسِ قَالَ: ((قَتَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ و آله و سلم شَهْرًا  
بَذَنْغُو عَلَى دِعَلِ وَذَكْوَانَ)).

[راجع: ۱۰۰۱]

(۱۰۰۳) ہم سے مسدود بن مسدود نے بیان کیا، کما کہ ہمیں استعمل بن علیہ نے خبر دی، کما کہ ہمیں خالد حذاء نے خبر دی، انسیں ابو قلابہ نے، انسیں انس بن مالک بیٹھ نے، آپ نے فرمایا کہ آنحضرت کے عمد میں قوت مغرب اور فجر میں پڑھی جاتی تھی۔

۱۰۰۴ - حدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا  
إِسْمَاعِيلُ قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِيهِ قَلَابَةَ  
عَنْ أَنَسِ قَالَ: ((كَانَ الْقُوَّتُ فِي  
الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ)).

لَفْظُ بَشِّرَ مگر ان حدیثوں میں جو امام بخاری اس پاب میں لائے خاص و تر میں قوت پڑھنے کا ذکر نہیں ہے مگر جب فرض نمازوں میں قوت پڑھنا جائز ہوا تو وتر میں بطريق اولی جائز ہو گا اور بعضوں نے کما مغرب دن کا وتر ہے۔ جب اس میں قوت پڑھنا ثابت ہوا تو رات کے وتر میں بھی ثابت ہوا۔ حاصل یہ ہے کہ امام بخاری نے یہ پاب لا کر ان لوگوں کا رد کیا جو قوت کو بدعت کہتے ہیں گذشت حدیث کے ذیل مولانا وحید الزمال صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یعنی ایک مہینے تک۔ الحدیث کا ذہب یہ ہے کہ قوت رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں طرح درست ہے اور صحیح کی نماز میں اور اسی طرح ہر نماز میں جب مسلمانوں پر کوئی آفت آئے، قوت پڑھنا چاہئے۔ عبدالرازاق اور حاکم نے ہاندہ صحیح روایت کیا کہ آنحضرت صحیح کی نماز میں قوت پڑھتے رہے یہاں تک کہ دنیا سے تشریف لے گئے۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ قوت یہیش رکوع کے بعد پڑھے اور حنفیہ کہتے ہیں یہیش رکوع سے پہلے پڑھے اور الحدیث سب متواتر کامرا لوئتے ہیں۔ گذشت حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کافروں اور ظالمون پر نماز میں بد دعا کرنے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا۔ آپ نے ان قاریوں کو نجد والوں کی طرف بھیجا تھا، راہ میں بر مسوونہ پر یہ لوگ اترے تو عامر بن طبل نے رعل اور ذکوان اور عصہ کے لوگوں کو لے کر ان پر حملہ کیا تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ و آله و سلم سے اور ان سے عذر تھا۔ لیکن انہوں نے دعا کی۔

قوت کی صحیح دعایہ ہے جو حضرت صن بیٹھ و تر میں پڑھا کرتے تھے:

اللهم اهدنی فیمن هدیت و عالقی فیمن عالقیت و تولنی فیمن تولیت و بارک لی فیما اعطيت و قنی شر ما قضیت فانک تقضی ولا يقضی علیک و انہ لا یتل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا و تعالیٰ نستغفرک و نتوب اليک و صلی الله علی النبی محمد یہ دعا بھی منقول ہے:

اللهم اغفر لنا وللمؤمنين والمومنات والمؤمنات والمسلحين والمسلمات اللهم الف بين قلوبهم واصلح ذات بينهم وانصرهم على علوک وعدوهم اللهم عن الكفارة الذين يصلون عن سبیلک ویقاتلون اولیاک اللهم خالف بين كلمتهم ونزل اقدامهم وانزل بهم باسک الذى لا ترده عن القوم المجرمين اللهم انح المستضعفین من المؤمنین اللهم اشد و طاک على فلاان واجعلها عليهم سنین کسنی يوسف قال کی جگہ اس شخص کا یا اس قوم کا نام لے جس پر بد دعا کرنا منظور ہو۔ (مولانا وحید الزمال)

## ۱۵۔ کتاب استستقاء

# استستقاء یعنی پانی مانگنے کے ابواب

الْمُسْتَقْبَلُ مِنْهُ مَا يَرَى  
وَمَا يَرَى مِنْهُ مَا يَعْلَمُ

**لَذِّيْحَةٌ مُتَّسِّرَّةٌ** استقاء کی تحریر میں حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شیخ الحدیث مدظلہ فرماتے ہیں۔ وہ لغہ طلب سقی الماء من الماء للنفس او لغير و شرعا طلبه من الله عند حصول الجدب على الرجه المبين في الأحاديث قالالجزري في النهاية هو استفعال من طلب السقايا اي انزال الغيث على البلاد والعباد يقال سقی الله عباده الغيث واسقاهم والاسم السقياء بالضم واستستقبت فلا نا اذا طلبت منه ان يسقیك انتہی قال القسطلانی الاستستقاء ثلاثة انواع احدها وهو (ادناها) ان يكون بالدعاء مطلقا اي من غير صلوٰۃ فرادی او مجتمعین وثانیها (وهو افضل من الاول) ان يكون بالدعاء خلف الصلوات ولو نافلة كما في البيان وغيره عن الاصحاب خلافا لما وقع في شرح مسلم من تقيیده بالفرائض وفي خطبة الجمعة وثالثها (وهو اکملها وافضلها) ان يكون بصلوة رکعتين والخطيبين قال التووی بتاہب قبله لصدقة وصيانت وتبة واقبال على الخير ومجانية الشرونحو ذلك من طاعة الله قال الشاه ولی الله المஹی قد استستقی النبي صلی اللہ علیہ وسلم لامته مرات على انجاء کثیرہ لكن الوجه الذي سنه لامته ان خرج الناس الى المصلى مبتلاً متضرعاً فصلی بهم رکعتین جھر فیہما بالقراءۃ ثم خطب واستقبل فيها القبلۃ یدعوا ویرفع یديه وحول رداءہ وذاکر لان لاجتماع المسلمين في مکان واحد راغبین فی شئ واحد باقصی هممہم واستففارہم فعلمهم الخیرات اثرا فی استجابة الدعاء والصلوة اقرب احوال العبد من الله ورفع الیدين حکایۃ من التضرع النام والابتھال العظیم تنبه النفس علی التخشیع وتحویل ردائہ حکایۃ عن تقلب احوالہم کما یفعل المستفیث بحضورة الملوك انتہی (مرعاة ج: ۲ / ص: ۲۹۰)

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ استبقاء لغت میں کسی سے اپنے لئے یا کسی غیر کے لئے پانی طلب کرنا اور شریعت میں قحط سالی کے وقت اللہ سے بارش کی دعا کرنا جن جن طریقوں سے احادیث میں وارد ہے۔ امام جزری نے نہایہ میں کما کہ شروع اور بندوں کے لئے اللہ سے بارش کی دعا کرنا۔ حاوارہ ہے اللہ اپنے بندوں کو بارش سے سیراب فرمائے۔ قطلانی نے کما کہ استبقاء شرعی کے تین طریقے ہیں۔ اول طریقہ جو اونی ترین ہے یہ کہ مطلقاً بارش کی دعا کی جائے ان لفظوں میں اللهم اسق عبادک وبہیمتک وانشودحتک واحی بلذک العیت یا اللہ! اپنے بندوں کو اور اپنے بانوروں کو بارش سے سیراب فرمادے اور اپنی باران رحمت کو پھیلا اور مردہ کیتوں کو ہرا بھرا سر بز و شاداب کر دے۔“ یہ دعائیں نمازوں کے بعد ہو یا بغیر نمازوں کے تباہ عاکی جائے یا اجتماعی حالت میں بہرحال پہلی صورت یہ ہے دوسری صورت جو اول سے افضل ہے یہ کہ نفل و فرض نمازوں کے بعد اور خطبے جمع میں دعا کی جائے اور تیسرا کامل ترین

صورت یہ کہ امام جملہ مسلمانوں کو ہمراہ لے کر میدان میں جائے اور وہاں دو رکعت اور دو خطبوں سے فارغ ہو کر دعا کی جائے اور مناسب ہے کہ اس سے قبل کچھ صدقہ خیرات قوبہ اور نیک کام کئے جائیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے لئے کئی طریقوں سے بارش کی دعا فرمائی ہے لیکن جو طریقہ اپنی امت کے لئے منسون قرار دیا وہ یہ کہ امام لوگوں کو ہمراہ لے کر نمائیت ہی فقیری مسکینی حالت میں خشوع و خضوع کی حالت میں عید گاہ جائے وہاں دو رکعت جری پڑھائے اور خطبہ کے پھر قبلہ رخ ہو کر ہاتھوں کو بلند اٹھا کر دعا کرے اور چادر کو اٹھئے۔ اس طرح مسلمانوں کے جمیع ہوتے اور استغفار وغیرہ کرنے میں قبولیت دعا کے لئے ایک خاص اثر ہے اور نماز وہ چیز ہے جس سے بندہ کو اللہ سے حد درجہ قرب حاصل ہوتا ہے اور ہاتھوں کا اٹھانا تصرع تام خشوع و خضوع کے لئے نفس کی ہوشیاری کی دلیل ہے اور چادر کا اٹھانا حالات کے تبدیل ہونے کی دلیل ہے جیسا کہ فرمادی بادشاہوں کے سامنے کیا کرتے ہیں۔ مزید تفصیلات آگے آرہی ہیں۔

### باب پانی مانگنا اور نبی کریم ﷺ کا قبول کا پانی کے لئے (جنگل میں) نکلنا

(۱۰۰۵) ہم سے ابو نعیم فضل بن وکیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے عبد اللہ بن ابی بکر سے بیان کیا۔ ان سے عباد بن تیم نے اور ان سے ان کے پچھا عبد اللہ بن زید نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی کی دعا کرنے کے لئے تشریف لے گئے اور انپر چادر اٹھائی۔

### ۱ - بَابُ الْإِسْتِقْنَاءِ، وَخُرُوجِ

#### النَّبِيُّ ﷺ فِي الْإِسْتِقْنَاءِ

۱۰۰۵ - حَدَّثَنَا أَبُو تَعْمِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَعْمِيرٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَقْنَى وَحَوْلَ رَدَاءَةَ)).

[اطرافہ فی: ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴]

۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸]

. [۶۳۴۳: ۱۰۲۸]

چادر اٹھنے کی کیفیت آگے آئے گی اور الحدیث اور اکثر فتاویٰ کا یہ قول ہے کہ امام استبقاء کے لئے نکلے تو دو رکعت نماز پڑھے پھر دعا اور استغفار کرے۔

باب نبی کریم ﷺ کا قریش کے کافروں پر بد دعا کرنا کہ الٰہ ان کے سال ایسے کر دے جیسے یوسف علیہ السلام کے سال (قطط) کے گزرے ہیں

### ۲ - بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ ((اجْعَلْهَا

#### عَلَيْهِمْ سَبِّينَ كَسِّيْنِيْ یُوسُفَ))

۱۰۰۶ - حَدَّثَنَا فَيْحَيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُهَمَّةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنِ الْأَغْرِيَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ أَنْجِ عَيَاشَ بْنَ أَبِي زَيْنَةَ، اللَّهُمَّ

یا اللہ سلمہ بن ہشام کو چھوڑوا دے۔ یا اللہ ولید بن ولید کو چھوڑوا دے۔ یا اللہ بے بس تاؤ ان مسلمانوں کو چھوڑوا دے۔ یا اللہ معز کے کافروں کو خت پکڑ۔ یا اللہ ان کے سال یوسف علیہ السلام کے سے سال کرو۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا غفار کی قوم کو اللہ نے بخش دیا اور اسلام کی قوم کو اللہ نے سلامت رکھا۔ ابن ابی الزناد نے اپنے باپ سے صحیح کی نماز میں یہی دعا نقل کی۔

اتجع سلمة بن هشام، اللهم انجو الوليد بن الوليد، اللهم انج المستضعفين من المؤمنين. اللهم اشدذ وطائل على مضر، اللهم اجعلها مبين كمسني يوسف). وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((غَفَارَ غَفَرَ اللَّهُ لَهَا، وَأَسْلَمَ مَا لَمْ يَهَا اللَّهُ)). قَالَ أَنَّ أَبِي الزَّنَادَ عَنْ أَبِيهِ هَذَا كُلُّهُ فِي الصِّبْعِ. [راجع: ۷۹۷]

(۱۰۰) ہم سے امام حمیدؒ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے سلیمان امیش نے، ان سے ابوالضھی نے، ان سے مسروق نے، ان سے عبد اللہ بن مسعود نے (دوسری سند) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جریر بن عبد الحمید نے منصور بن مسعود بن معتز سے بیان کیا اور ان سے ابوالضھی نے، ان سے مسروق نے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم عبد اللہ بن مسعود و بنیٹھ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہی کرم ﷺ نے جب کفار قریش کی سرکشی دیکھی تو آپ نے بدعا کی کہ اے اللہ! سات برس کا قحط ان پر بھیج ہیے یوسفؑ کے وقت میں بھیجا تھا چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ ہر چیز تباہ ہو گئی اور لوگوں نے چڑے اور مردار تک کھائے۔ بھوک کی شدت کا یہ عالم تھا کہ آسمان کی طرف نظر اٹھائی جاتی تو دھویں کی طرح معلوم ہوتا تھا آخر مجبور ہو کر ابوسفیان حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمدؐ! آپ لوگوں کو اللہ کی اطاعت اور صدر حسی کا حکم دیتے ہیں۔ اب تو آپ ہی کی قوم برپا ہو رہی ہے، اس لئے آپ خدا سے ان کے حق میں دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس دن کا انتظار کر جب آسمان صاف دھواں نظر آئے گا آئیں انکم عائدوں تک (نیز) جب ہم بختی سے ان کی گرفت کریں گے (اکفار کی) بخت گرفت بدر کی لاوائی میں ہوئی۔ دھویں کا بھی محلہ گزر چکا (جب بخت قحط پڑا تھا) جس میں پکڑا اور قید کا ذکر ہے وہ سب ہو چکے اسی

۱۰۰۷ - حَدَّثَنَا غُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ أَبِيهِ الضَّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: كَمَا عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا قَالَ: ((اللَّهُمَّ سَعَيْ كَسْبَكَ عَيْنَ يُوسُفَ)). فَأَخْذَهُمْ سَنَةً حَصَّتْ كُلُّ شَيْءٍ، حَتَّى أَكْلُوا النَّجْدَةَ وَالْمِيَّةَ وَالْجِيفَ، وَيَنْتَرُ أَحْدُهُمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرِي الدُّخَانَ مِنَ الْجُوْعِ. فَأَتَاهُ أَبُو سَفِيَّانَ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّكَ تَأْمُرُ بِطَاعَةَ اللَّهِ وَيَنْهَا الرُّجُمِ، وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَّكُوا، فَاذْغِ اللَّهَ لَهُمْ. قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَلَقِي السَّمَاءَ بِدُخَانِ مَيِّنِ). - إِلَى قَوْلِهِ - (عَادُوْنَ). يَوْمَ تَبَطَّشُ الْبَطَشَةُ الْكَبِيرَى) فَالْبَطَشَةُ يَوْمَ بَنِرٍ، وَقَدْ مَضَتِ الدُّخَانُ وَالْبَطَشَةُ وَاللَّزَامُ وَآيَةُ الرُّؤْمِ.

[اطرافہ فی : ۱۰۲۰، ۴۶۹۳، ۴۷۶۷، ۴۸۲۰، ۴۸۰۹، ۴۷۷۴]

طرح سورہ روم کی آیت میں جو ذکر ہے وہ بھی ہو چکا۔ [۴۸۲۲، ۴۸۲۳، ۴۸۲۴، ۴۸۲۵]

**لَئِنْ يَرَنَّ** یہ بھرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کہ میں تشریف رکھتے تھے۔ قحط کی شدت کا یہ عالم تھا کہ قحط زدہ علاقت دیرانے بن گئے تھے۔ ابوسفیان نے اسلام کی اخلاقی تعلیمات اور صل رحمی کا واسطہ دے کر رحم کی درخواست کی۔ حضور اکرم ﷺ نے پھر دعا فرمائی اور قحط ختم ہوا یہ حدیث امام بخاری "استقامة میں اس لئے لائے کہ جیسے مسلمانوں کے لئے بارش کی دعا کرنا منون ہے اسی طرح کافروں پر قحط کی بد دعا کرنا جائز ہے۔ روایت میں جن مسلمان مظلوموں کا ذکر ہے یہ سب کافروں کی قید میں تھے۔ آپ کی دعا کی برکت سے اللہ نے ان کو چھوڑا دیا اور وہ مدینہ میں آپ کے پاس آگئے۔ سال سکھ حضرت یوسفؑ کے زمانہ میں قحط پڑا تھا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ غفار اور اسلم یہ دو قویں میں کے ارد گرد رہتی تھیں۔ غفار قدیم سے مسلمان تھے اور اسلم نے آپ سے ملنے کری تھی۔

پوری آیت گاتر جس یہ ہے "اس دن کا مختار رہ جس دن آسمان کھلا ہوا دھواں لے کر آئے گا جو لوگوں کو گیرے گا۔ یہی تکلیف کا عذاب ہے اس وقت لوگ کیسی کے مالک ہمارے؟ یہ عذاب ہم پر سے اٹھادے ہم ایمان لاتے ہیں" آخر تک۔ یہ میں سورہ دخان میں بھی اور دخان کا ذکر ہے۔

اور سورہ فرقان میں **(فَسُوفٌ يَنْكُنُ لِّيَوْمًا)** (الفرقان: ۱۷) لرام یعنی کافروں کے لئے قید ہونے کا ذکر ہے۔ یہ تینوں باتیں آپ کے عمد میں ہی پوری ہو گئی تھیں۔ دخان سے سراو قحط تھا جو الٰہ کہ پر نازل ہوا جس میں بیوک کی وجہ سے آسمان دھواں نظر آتا تھا اور **(بَطْشَةُ الْكَبُورِ)** (بڑی پکڑ) سے کافروں کا جنگ بدر میں مارا جانا مراد ہے اور لرام ان کا قید ہوتا۔ سورہ روم کی آیت میں یہ بیان تھا کہ روی کافر اپر انہوں سے مغلوب ہو گئے لیکن چند سال میں روی پھر غالب ہو جائیں گے۔ یہ بھی ہو چکا۔ آئندہ حدیث میں شعر (ستقی المقام الحج) ابو طالب کے ایک طویل قصیدے کا ہے جو قصیدہ ایک سو دس (۱۱۰) اشعار پر مشتمل ہے جسے ابو طالب نے آنحضرت ﷺ کی شکن میں کامقا۔

### باب قحط کے وقت لوگ امام سے پانی کی دعا کرنے کے لئے

کہہ سکتے ہیں

(۱۰۰۸) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو قتبیہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار نے، ان سے ان کے والد نے، کہا کہ میں نے ان عمر رضی اللہ عنہما کو ابو طالب کا یہ شعر پڑھتے سناتا (ترجمہ) گورا ان کا رنگ ان کے منہ کے واسطے بارش کی (اللہ سے) دعا کی جاتی ہے۔ قبیلوں کی پناہ اور بیواؤں کے سارے۔

### ۳- بَابُ مُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامِ

الإِمْسَقَةَ إِذَا قَحَطُوا

۱۰۰۸ - حَدَّثَنَا عَزْرُوْ بْنُ عَلَيْهِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشَغْرِ أَبِيهِ طَالِبِيْ: وَأَتَيْهُنَّ يُسْتَسْقَى الْفَمَاءُ بِوَجْهِهِ بِمَالِ الْيَتَامَى عِصْنَمَةَ لِلأَرْأَمِيلِ.

[طرفة فی: ۱۰۹]

(۱۰۰۹) اور عمر بن حمزة نے بیان کیا کہ ہم سے سالم نے اپنے والدے بیان کیا وہ کہا کرتے تھے کہ اکثر مجھے شاعر (ابو طالب) کا شعر بیاد آ جاتا ہے۔ میں نبی کریم ﷺ کے منہ کو دیکھ رہا تھا کہ آپ دعاء استقاء (منبر پر) کر رہے تھے اور ابھی (دعائے فارغ ہو کر) اترے بھی نہیں تھے کہ تمام نالے لبریز ہو گئے۔

وابیض يستقی الفمام بوجهه  
تمال الیتامی عصمة للارامل  
یہ ابو طالب کا شعر ہے جس کا ترجمہ ہے کہ ”گورا رنگ ان کا“ وہ حای تیموں پیاؤں کے، لوگ پانی مانگتے ہیں ان کے منہ کے صدقے سے۔“ [راجح: ۱۰۰۸]

(۱۰۱۰) ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محمد بن عبد اللہ بن شٹی النصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ عبد اللہ بن شٹی نے بیان کیا، ان سے ثمامة بن عبد اللہ بن انس نے، ان سے انس بن مالک بن شٹی نے کہ جب کبھی حضرت عمر بن شٹی کے زمانہ میں قحط پڑتا تو عمر بن شٹی حضرت عباس بن عبد المطلب بن شٹی کے وسیلہ سے دعا کرتے اور فرماتے کہ اے اللہ! پسلے ہم تم رے پاس اپنے نبی شٹی کا وسیلہ لایا کرتے تھے۔ تو تو پانی بر ساتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی کریم شٹی کے چچا کا وسیلہ بناتے ہیں تو تو ہم پر پانی بر سا۔ انس بن شٹی نے کہا کہ چنانچہ بارش خوب ہی برستی۔

۱۰۰۹ - وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ: وَرَبَّمَا ذَكَرْنَا قَوْلَ الشَّاعِرِ وَأَنَا أَنْظَرُ إِلَيْيَ وَجْهَ النَّبِيِّ يَسْتَسْقِي، لَمَّا يَنْزَلُ حَتَّى يَجِدْنِي كُلُّ مِيزَابٍ: وَأَيْضًا يَسْتَسْقِي الْفَمَامُ بِوَجْهِهِ تِمَالُ الْيَتَامَى عَصْمَةً لِلْأَرَاملِ هُوَ قَوْلُ أَبِيهِ طَالِبٍ. [راجح: ۱۰۰۸] یہ ابو طالب کا شعر ہے جس کا ترجمہ ہے کہ ”گورا رنگ ان کا“ وہ حای تیموں پیاؤں کے، لوگ پانی مانگتے ہیں ان کے منہ کے صدقے سے۔“

۱۰۱۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِيهِ، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُسْقِيِّ عَنْ ثَمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنْسِ عَنْ أَنْسٍ: ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَهَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَيَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَلَّبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِسَيِّئَاتِنَا فَسُقِّنَا ، وَإِنَا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمَّ نَسِيَّا فَاسْقِنَا. قَالَ: فَسُقِّنُوكُمْ)).

[طرفة فی : ۳۷۱]

**لشیخ** خیر القرون میں دعا کا یہی طریقہ تھا اور سلف کا عمل بھی اسی پر رہا کہ مردوں کو وسیلہ بنا کر وہ دعائیں کرتے تھے کہ انہیں تو عام حالات میں دعا کا شعور بھی نہیں ہوتا بلکہ کسی زندہ مقرب بارگاہ ایزدی کو آگے بڑھادیتے تھے۔ آگے بڑھ کر وہ دعا کرتے جاتے اور لوگ ان کی دعا پر آمین کہتے جاتے۔

حضرت عباس بن شٹی کے ذریعے اس طرح توسل کیا گیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر موجود یا مردوں کو وسیلہ بنا کے کوئی صورت حضرت عمر کے سامنے نہیں تھی۔ سلف کا یہی معمول تھا۔ اور حضرت عمر کا طرز عمل اس مسئلہ میں بہت زیادہ واضح ہے۔ حافظ ابن حجر رملی نے حضرت عباس کی دعا بھی نقل کی ہے آپ نے استقاء کی دعا اس طرح کی تھی ”اے اللہ! آفے اللہ! آفت اور مصیبت بغیر گناہ کے نازل نہیں ہوتی اور توہبے کے بغیر نہیں چھپتی۔ آپ کے نبی کے میل میری قدرو منزالت تھی اس لئے قوم مجھے آگے بڑھا کر تھی بارگاہ میں حاضر ہوئی ہے۔ یہ ہمارے ہاتھ ہیں جن سے ہم نے گناہ کئے تھے اور توہبے کے لئے ہماری پیشانیاں سجدہ ریز ہیں، باران رحمت سے سیراب کیجئے۔“ دوسری روایتوں میں ہے کہ حضرت عمر بن شٹی نے اس موقع پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا

حضرت عباس بویہ کے ساتھ ایسا معاملہ تھا جیسے بیٹے کا باپ کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس لوگو! رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرو اور خدا کی بارگاہ میں ان کے بچا کو وسیلہ ہاؤ۔ چنانچہ دعاء استقاء کے بعد اس زور کی بارش ہوئی کہ تمام نظرپابنی ہی پانی تھا۔ (ملخص)

### باب استقاء عیں

#### چادر اللہ

(۱۰۱) ہم سے احراق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی، انہیں محمد بن ابی بکر نے، انہیں عباد بن تمیم نے، انہیں عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا استقاء کی تو اپنی چادر کو بھی اٹا۔

(۱۰۲) ہم سے علی بن عبد اللہ میتی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عبینہ نے عبد اللہ بن ابی بکر سے بیان کیا، انہوں نے عباد بن تمیم سے سنا، وہ اپنے باپ سے بیان کرتے تھے کہ ان سے ان کے چچا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ عید گاہ گئے۔ آپ نے وہاں دعائے استقاء قبلہ رو ہو کر کی اور آپ نے چادر بھی پٹی اور در رکعت نماز پڑھی۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) کہتے ہیں کہ ابن عبینہ کہتے تھے کہ (حدیث کے یہ راوی عبد اللہ بن زید) وہی ہیں جنہوں نے اذان خواب میں دیکھی تھی لیکن یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ یہ عبد اللہ ابن زید بن عاصم مازنی ہے جو النصار کے قبیلہ مازن سے تھے۔

**لشیخ** یہ مضمون احادیث کی اور کتابوں میں بھی موجود ہے کہ دعائے استقاء میں آنحضرت ﷺ نے چادر کا نیچے کا کوتا پکڑ کر اس کو الثا اور چادر کو دائیں جانب سے گھما کر باکیں طرف ڈال لیا۔ اس میں اشارہ تھا کہ اللہ اپنے فضل سے ایسے ہی قحط کی حالت کو بدلتے گا۔ اب بھی دعائے استقاء میں احادیث کے ہاں یہی مسنون طریقہ معمول ہے گراحتاف اس کے قائل نہیں ہیں۔ اسی حدیث میں استقاء کی نمازو در رکعت کا بھی ذکر ہے۔ استقاء کی نماز بھی نماز عید کی طرح ہے۔

باب جب لوگ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں  
کا خیال نہیں رکھتے تو اللہ تعالیٰ قحط بھیج کر

ان سے بدلہ لیتا ہے

### ۴- بَابُ تَحْوِيلِ الرِّدَاءِ فِي

#### الإِسْتِسْقَاءِ

۱۰۱۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهَبَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَعْمِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى فَلَقَبَ رِدَاءً)). [راجح: ۱۰۰۵]

۱۰۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَفِيَّاً قَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ تَعْمِيرَ يَعْدِدُ أَبَاهُ عَنْ عَمِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصْلَى فَاسْتَسْقَى فَاسْتَفْلَى الْفِيلَةَ، وَلَقَبَ رِدَاءً، وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كَانَ أَبْنُ عَبِّينَ يَقُولُ: هُوَ صَاحِبُ الْأَذَانِ، وَلَكِنَّهُ وَهُمْ لَأَنَّهُ هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ بْنُ عَاصِمِ الْمَازِنِيِّ مَازِنُ الْأَنْصَارِ۔ [راجح: ۱۰۰۵]

### ۵- بَابُ انتِقامِ الرَّبِّ جَلَّ وَعَزَّ

مِنْ خَلْقِهِ بِالْقَحْطِ إِذَا اتَّهَمَكَ

مَحَارِمُ اللَّهِ

حضرت امام بخاری رض نے اس ترجمہ باب میں کوئی حدیث بیان نہیں کی شاید کوئی حدیث یہاں لکھنا چاہتے ہوں گے مگر موقع

نہیں ملا بعض نخوں میں یہ عبارت بالکل نہیں ہے۔ باب کا مضمون اس حدیث سے لکھتا ہے جو اپر مذکور ہوئی کہ قریش کے کفار پر آنحضرت ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب آیا۔

## باب جامع مسجد میں استقاء یعنی پانی کی دعا کرنا

(۱۰۳) ہم سے محمد بن مرحوم بیکنبدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو ضمیر انس بن عیاض نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے بیان کیا کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تا، آپ نے ایک شخص (کعب بن مرہیا ابوسفیان) کا ذکر کیا جو منبر کے سامنے والے دروازہ سے جمعہ کے دن مسجد نبوی میں آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے، اس نے بھی کھڑے کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ! (بارش نہ ہونے سے) جانور مر گئے اور راتے بند ہو گئے، آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا فرمائیے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہتے ہی ہاتھ اٹھادیے آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمیں سیراب کر۔ اے اللہ! ہمیں سیراب کر۔ اے اللہ! ہمیں سیراب کر۔ انس بن حوش نے کہا بخدا کیمیں دور دور تک آسمان پر بادل کا کوئی نکلا نظر نہیں آتا تھا اور نہ کوئی اور چیز (ہوا وغیرہ جس سے معلوم ہو کہ بارش آئے گی) اور ہمارے اور سلح پہاڑ کے درمیان کوئی مکان بھی نہ تھا (کہ ہم بادل ہونے کے باوجود نہ دیکھ سکتے ہوں) پہاڑ کے پیچے سے ڈھال کے برابر بادل نمودار ہوا اور نیچے آسمان تک پہنچ کر چاروں طرف پھیل گیا اور بارش شروع ہو گئی، خدا کی قسم ہم نے سورج ایک ہفتہ تک نہیں دیکھا۔ پھر ایک شخص دوسرے جمعہ کو اسی دروازے سے آیا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے، اس شخص نے پھر آپ کو کھڑے کھڑے ہی مخاطب کیا کہ یا رسول اللہ! (بارش کی کثرت سے) مال و مثال پر ٹھاکی آگئی اور راتے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش روک دے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ یا اللہ اب

## ۶۷ - بَابُ الْإِسْتِقْاءِ فِي الْمَسْجِدِ

### الْجَامِعُ

۱۰۱۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو ضَمِيرَةَ أَنَّسُ بْنَ عَيَاضٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَعْمَانِ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ يَذَكُّرُ ((أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابِ كَانَ وِجَاهَ الْمَبَرِّ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاتِمٌ يَخْطُبُ ، فَاسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاتِمًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْكَتِ الْمَوَاشِي ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يُغْيِّرَهَا . قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اسْتَقِنَا ، اللَّهُمَّ اسْتَقِنَا ، اللَّهُمَّ اسْتَقِنَا)) . قَالَ: أَنَّسَ: فَلَا وَاللَّهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَعَابٍ وَلَا فَزْعَةٍ وَلَا شَنِينَ ، وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعَيْ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارِ . قَالَ: فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ الْأَنْوَسِ . فَلَمَّا تَوَسَّطَ السَّمَاءُ اتَّسَرَتْ ، ثُمَّ أَمْطَرَتْ - قَالَ: وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا الشَّمْسَ سِتَّاً . ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذَلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبَلَةِ - وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاتِمٌ يَخْطُبُ - فَاسْتَقْبَلَهُ قَاتِمًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ، هَلْكَتِ الْأَمْوَالُ ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يُمْسِكَنَّا . قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوْالَنَا وَلَا عَلَيْنَا ، اللَّهُمَّ

ہمارے ارد گرد بارش بر سا ہم سے اسے روک دے۔ ٹیلوں پر پاڑوں پہاڑیوں وادیوں اور پانوں کو سیراب کر۔ انہوں نے کما کہ اس دعا سے بارش ختم ہو گئی اور ہم نکلے تو دھوپ نکل چکی تھی۔ شریک نے کما کہ میں نے انس بنیٹھ سے پوچھا کہ یہ وہی پہلا شخص تھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں۔

عَلَى الْإِكَامِ وَالْجِنَالِ وَالظَّرَابِ وَالْأُذَدِيَّةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ). قَالَ: فَانْقَطَعَتْ، وَخَرَجَنَا نَهْشِي فِي الشَّفَنِ. قَالَ شُرِيكٌ: فَسَأَلْتُ أَنْسًا: أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ؟ قَالَ: لَا أَذْرِي؟ [راجح: ۹۲۲]

سلع میں کا پہاڑ۔ مطلب یہ کہ کسی بلند مکان یا گھر کی آڑ بھی نہ تھی کہ ابر ہو اور ہم اسے نہ دیکھ سکیں بلکہ آسمان شیشے کی طرح صاف تھا، برسات کا کوئی نشان نہ تھا۔ اس حدیث سے حضرت امامؐ نے یہ ثابت فرمایا کہ بعد میں بھی استقاء یعنی پانی کی دعا مانگنا درست ہے۔ نیز اس حدیث سے کہی ایک میجرات نبوي کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ نے اللہ پاک سے بارش کے لئے دعا فرمائی تو وہ فوراً قبول ہوئی اور بارش شروع ہو گئی۔ پھر جب کثرت باراں سے نقصان شروع ہوا تو آپ نے بارش بند ہونے کی دعا فرمائی اور وہ بھی فوراً قبول ہوئی۔ اس سے آپ کے عند اللہ درجہ، قبولت و صداقت پر روشنی پڑتی ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

## باب جمعہ کا خطبہ پڑھتے وقت جب منہ قبلہ کی طرف نہ ہو

پانی کے لئے دعا کرنا

(۱۰۱۳) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شریک نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا۔ اب جہاں دار القضاۓ ہے اسی طرف کے دروازے سے وہ آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے، اس نے بھی کھڑے کھڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا۔ کما کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جانور مر گئے اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم پر پانی بر سائے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پاہت اٹھا کر دعا فرمائی اے اللہ! ہم پر پانی بر سا۔ اے اللہ! ہمیں سیراب کر۔ انس بنیٹھ نے کما خدا کی قسم آسمان پر بادل کا کہیں نشان بھی نہ تھا اور ہمارے اور سلع پہاڑ کے بیچ میں مکاتب بھی نہیں تھے، اتنے میں پہاڑ کے پیچے سے بادل نمودار ہوا اٹھاں کی طرح اور آسمان کے بیچ میں پہنچ کر چاروں طرف پھیل گیا اور برنسے لگا۔ خدا کی قسم ہم نے ایک ہفتہ تک سورج نہیں دیکھا۔ پھر دوسرے جمڈ کو ایک شخص اسی

## الْجُمُعَةِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

۱۰۱۴ - حَدَّثَنَا قُبَيْلَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكٍ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ ((أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ جُمُعَةَ مِنْ بَابِ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَاءِ - وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاتِمٌ يَخْطُبُ - فَاسْتَقْبَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَاتِمًا ثُمَّ قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلَكَتِ الْأُمَوَالُ، وَانْقَطَعَ السُّبُلُ، فَادْعُ اللَّهَ يُغْفِنَا. فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَغْفِنَا، اللَّهُمَّ أَغْفِنَا)). قَالَ: أَنْسٌ: وَلَا وَاللَّهِ مَا نَرَى فِي السَّمَاءِ مِنْ سَحَابَةٍ وَلَا فَرَعَةً، وَمَا يَبْتَلِنَا وَيَبْتَلِنَا سَلَعٌ مِنْ بَيْتِ وَلَا دَارٍ. وَقَالَ فَطَلَقَتْ مِنْ وَرَائِهِ سَحَابَةٌ مِثْلُ الْفُرُسِ. فَلَمَّا تَوَسَّطَ السَّمَاءُ اشْتَرَتْ، ثُمَّ أَنْطَرَتْ، فَلَا وَاللَّهِ مَا رَأَيْنَا

دروازے سے داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے خطبہ دے رہے تھے، اس لئے اس نے کھڑے کھڑے کمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (کثرت بارش سے) جاؤرتا ہو گئے اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش بند ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ اٹا کر دعا کی اے اللہ! ہمارے اطراف میں بارش برسا (جل صرورت ہے) ہم پر نہ برسا۔ اے اللہ! ٹیلوں پپارٹیوں وادیوں اور باغوں کو سیراب کر چنانچہ بارش کا سلسلہ بند ہو گیا اور ہم باہر آئے تو دھوپ نکل چکی تھی۔ شریک نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا یہ پہلا ہی شخص تھا؟ انہوں نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں۔

الشمسِ سِنَّا。 ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ ذَلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ - وَرَسُولُ اللَّهِ قَاتِمٌ يَخْطُبُ - فَاسْتَفْلَأَهُ قَاتِمًا فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْكَتِ الْأَمْوَالُ، وَانْقَطَعَتِ السُّبُّلُ، فَادْعُ اللَّهَ يُمْسِكُهَا عَنَّا。 قَالَ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ يَدِيهِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَّالَنَا وَلَا غَلَنَا، اللَّهُمَّ عَلَى الْأَكَامِ وَالظَّرَابِ وَتَطُونَ الْأَوْذِيَةَ وَمَنَابَتِ الشَّجَرِ))。 قَالَ: فَاقْلَعْتَ وَخَرَجْنَا نَمْشِي فِي الشَّمْسِ。 قَالَ شَرِيكٌ: فَسَأَلَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ : أَهُوَ الرَّجُلُ الْأَوَّلُ؟ قَالَ : مَا أَذْرِي؟ [راجع: ۹۳۲]

**لِتَشْرِيفِ** سلح کی مشور پہاڑی ہے اور ہر یعنی سمندر تھا۔ راوی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بادل کا کہیں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ سلح کی طرف بادل کا امکان ہو سکتا تھا۔ لیکن اس طرف بھی بادل نہیں تھا۔ کیونکہ پہاڑی صاف نظر آری تھی درمیان میں مکالمات وغیرہ بھی نہیں تھے اگر بادل ہوتے تو ضرور نظر آتے اور حضور اکرم ﷺ کی دعا کے بعد بادل اور ہر ہی سے آئے۔ دارالقناعاء ایک مکان تھا جو حضرت عمرؓ نے بنوایا تھا۔ جب حضرت عمرؓ انتقال ہونے لگا تو آپؑ نے وصیت فرمائی کہ یہ مکان بچ کر میرا قرض ادا کر دیا جائے جو بیت المال سے میں نے لیا ہے۔ آپؑ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہؓ نے اسے حضرت معاویہؓ کے ہاتھ بچ کر آپؑ کا قرض ادا کر دیا، اس وجہ سے اس گھر کو دارالقناعاء کہنے لگے یعنی وہ مکان جس سے قرض ادا کیا گیا۔ یہ حال تھا مسلمانوں کے خلیفہ کا کہ دنیا سے رخصتی کے وقت ان کے پاس کوئی سرمایہ نہ تھا۔

### باب منبر پر پانی کے لئے دعا کرنا

(۱۰۵) ہم سے مدد بن مسرد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قلادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک نہیں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پانی کا لقطہ پڑ گیا ہے، اللہ سے دعا کیجئے کہ ہمیں سیراب کر دے۔ آپؑ نے دعا کی اور بارش اس طرح شروع ہوئی کہ گھروں تک پہنچنا مشکل ہو گیا، دوسرے جمعہ تک برابر بارش ہوتی رہی۔ انس نے کہا کہ پھر

-۸- بَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ عَلَى الْمِنْبَرِ  
۱۰۱۵- حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَاتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَطَطَ الْمَطَرُ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِنَا فَدَعَاهُ، فَمُطْرِنَا، فَمَا كَدَنَا أَنْ نَصِلَ إِلَى مَنَازِلِنَا، فَمَا زِلْنَا نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ

(دوسرے جمع میں) وہی شخص یا کوئی اور کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یار رسول اللہ! عاصکجھے کہ اللہ تعالیٰ بارش کا رخ کسی اور طرف موڑ دے۔ رسول اللہ عاصکجھے دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمارے اروگرد بارش بر سا ہم پر نہ برسا۔ انس نے کماکہ میں نے دیکھا کہ بادل نکلے نکلے ہو کر دوائیں باسیں طرف چلے گئے پھر وہاں بارش شروع ہو گئی اور مدینہ میں اس کا سلسہ بند ہوا۔

المُقْبَلَةَ. قَالَ فَقَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ - أَوْ غَيْرُهُ - فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَذْعُ اللَّهَ أَنْ يَصْرُفَهُ عَنَّا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((اللَّهُمَّ حَوَّالِنَا وَلَا عَلَيْنَا)). قَالَ : فَلَقَدْ رَأَيْتُ السَّحَابَ يَقْطَعُ يَمِينَ وَشِمَاءً، يُمْطَرُونَ وَلَا يُمْنَطُرُ أَهْلُ الْمَدِينَةَ)).

[راجع: ۹۳۲]

اس حدیث میں بظاہر منبر کا ذکر نہیں ہے آپ کے خطبہ جمعہ کا ذکر ہے جو آپ منبری پر دیا کرتے تھے کہ اس سے منبر ثابت ہو گیا۔

باب پانی کی دعا کرنے میں جمعہ کی نماز کو کافی سمجھنا (یعنی علیحدہ استبقاء کی نمازنہ پڑھنا اور اس کی نیت کرنا یہ بھی استبقاء کی ایک شکل ہے)

(۱۰۱۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قبñی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے، ان کو انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک آدمی رسول کشم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جانور ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے۔ آپ نے دعا کی اور ایک ہفت تک بارش ہوتی رہی پھر ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ (بارش کی کثرت سے) گھر گر گئے، راستے بند ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے پھر کھڑے ہو کر دعا کی کہ اے اللہ! بارش میلوں، پھاڑیوں، وادیوں اور باغوں میں برسا (دعا کے نتیجہ میں) بادل مدینہ سے اس طرح پھٹ گئے جیسے کپڑا پھٹ کر نکلے نکلے ہو جاتا ہے۔

باب اگر بارش کی کثرت سے راستے بند ہو جائیں تو پانی تھنے کی دعا کر سکتے ہیں

(۱۰۱۷) ہم سے اسماعیل بن ابی ایوب نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ

۹- بَابُ مَنْ اكْتَفَى بِصَلَةِ الْجَمْعَةِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ

۱۰۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ شَرِيكٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ : ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَيَّ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : هَلْ كَتَ المَوَاشِي، وَتَقْطَعَتِ السَّبِيلُ، فَدَعَاهُ، فَمُطْرَنَا مِنَ الْجَمْعَةِ إِلَى الْجَمْعَةِ. ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ : تَهَذَّمَتِ الْبَيْوتُ، وَتَقْطَعَتِ السَّبِيلُ، وَهَلْ كَتَ المَوَاشِي، فَقَامَ ﷺ فَقَالَ : ((اللَّهُمَّ عَلَى الْإِكَامِ وَالظَّرَابِ وَالْأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ)). فَأَنْجَاهُتَ عنِ الْمَدِينَةِ أَنْجِيَاتِ التَّوْبِ)).

[راجع: ۹۳۲]

۱۰- بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا تَقْطَعَتِ السَّبِيلُ مِنْ كَثْرَةِ الْمَطَرِ

۱۰۱۷- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ : حَدَّثَنِي

مجھ سے امام مالک<sup>ؓ</sup> نے بیان کیا، انہوں نے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر کے واسطے سے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مویشی ہلاک ہو گئے اور راستے بند ہو گئے، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو ایک جمہ سے دوسرے جمہ تک بارش ہوتی رہی پھر دوسرے جمہ کو ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (کثرت باراں سے بستے) مکاتب گر گئے، راستے بند ہو گئے اور مویشی ہلاک ہو گئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! پھاڑوں ٹیلوں وادیوں اور باغات کی طرف بارش کا رخ کرو۔ (جمال بارش کی کی ہے)۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے باول کپڑے کی طرح پھٹ گیا۔

[راجح: ۹۳۲] اور پانی پر ورگار کی رحمت ہے، اس کے بالکل بند ہو جانے کی دعائیں فرمائی بلکہ یوں فرمایا کہ جمال مفید ہے وہاں برسے۔

### باب جب نبی کریم ﷺ نے جمہ کے دن مسجد ہی میں پانی کی دعا کی تو چادر نہیں الثانی

(۱۰۱۸) ہم سے حسن بن بشیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے معافی بن عمران نے بیان کیا کہ ان سے امام او زائی نے، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (قطع سے) مال کی بربادی اور اہل و عیال کی بھوک کی شکایت کی۔ چنانچہ آپ نے دعائے استبقاء کی۔ راوی نے اس موقع پر نہ چادر پلنے کا ذکر کیا اور نہ قبلہ کی طرف منہ کرنے کا۔

معلوم ہوا کہ چادر الثانی اس استبقاء میں سنت ہے جو میدان میں نکل کر کیا جائے اور نماز پڑھی جائے۔

### باب جب لوگ امام سے دعائے استبقاء کی درخواست

مالك عن شریک بن عبد اللہ بن أبي نمر عن أنس بن مالک قال ((جاء رجل إلى رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله، هلكت المواشي، وانقطعت السبل فاذغ الله. فدعى رسول الله ﷺ فمطروا من جمعة إلى جمعة. فجاء رجل إلى رسول الله ﷺ فقال : يا رسول الله، تهدمت البيوت، وتقطعت السبل، وهلكت المواشي. فقال رسول الله ﷺ: ((اللهم على رؤوس الجبال والآكام، وبطون الأودية، ومنابت الشجر)). فأنجابت عن المدينة أنجياب التوب.

[راجح: ۹۳۲]

### ۱۱- بَابُ مَا قِيلَ إِنَّ النَّبِيَّ لَمْ يَحُولْ رِدَاءَهُ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

۱۰۱۸- حدثنا الحسن بن بشير قال : حدثنا معاذى بن عمراً عن الأوزاعي عن إسحاق بن عبد الله عن أنس بن مالك ((أن رجلاً شكَّا إلى النبي ﷺ هلاك المال وجهد العيال، فدعا الله يستنقى. ولم يذكر أنه حمل رداءه، ولا استقبل القبة)). [راجح: ۹۳۲]

۱۲- بَابٌ إِذَا اسْتَشْفَعُوا إِلَيْهِ الْإِمَامِ

## کریں تو رونہ کرے

(۱۰۱۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تھیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر کے واسطے سے خبر دی اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! (قطح سے) جانور ہلاک ہو گئے اور راستے بند، اللہ سے دعا کیجئے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور ایک جمود سے اگلے جمعہ تک ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (بارش کی کثرت سے) راستے بند ہو گئے اور مویشی ہلاک ہو گئے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! بارش کا رخ پہاڑوں ٹیلوں وادیوں اور باغات کی طرف موڑ دے، چنانچہ بادل مدینہ سے اس طرح چھٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جایا کرتا ہے۔

**باب اس بارے میں کہ اگر قحط میں مشرکین مسلمانوں سے دعا کی درخواست کریں؟**

اگر قحط پڑے اور غیر مسلم مسلمانوں سے دعا کے طالب ہوں تو بلا دریغ دعا کرنی چاہئے کیونکہ کسی بھی غیر مسلم سے انسانی سلوک کرنا اور ان کے ساتھ یہکہ برداشت کرنا اسلام کا عین مٹا ہے اور اسلام کی عزت بھی اسی میں ہے۔

(۱۰۲۰) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے منصور اور اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو الحسنی نے، ان سے مسروق نے، آپ نے کہا کہ میں ابن معبد بن شعور کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے فرمایا کہ قریش کا اسلام سے اعراض برداشت کیا تو نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں بد دعا کی۔ اس بد دعا کے نتیجہ میں ایسا قحط پڑا کہ کفار مرنے لگے اور مردار اور بہیاں کھانے لگے۔ آخر ابو سفیان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمد! (اللہیم) آپ صدر رحمی کا حکم دیتے ہیں لیکن آپ کی قوم

## یَسْتَشْتَقِي لَهُمْ لَمْ يَرَدُهُمْ

۱۰۱۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَعِيرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلَّكَتِ الْمَوَاشِي، وَتَقْطَعَتِ السُّبُلُ، فَادْعُ اللَّهَ. فَدَعَ اللَّهَ فَمُطْرِنَا مِنَ الْجَمْعَةِ. إِلَى الْجَمْعَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَيَّ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَهْدَمَتِ الْبَيْتُ، وَتَقْطَعَتِ السُّبُلُ، وَهَلَّكَتِ الْمَوَاشِي. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اللَّهُمَّ عَلَى ظُهُورِ الْجِبَالِ وَالْأَكَامِ وَبَطْوَنِ الْأَوَدِيَّةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ)). فَأَنْجَابَتْ عَنِ الْمَدِينَةِ أَنْجِيَابَ التُّوبَ.

۱۳ - بَابُ إِذَا اسْتَشْفَعَ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُسْلِمِينَ عِنْدَ الْقَحْطِ

۱۰۲۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ سَفِيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الصُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ: أَتَيْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ: إِنَّ قُرْيَشًا أَبْطَلُوا عَنِ الْإِسْلَامِ، فَلَدُعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ، فَأَخْذَتْهُمْ سَنَةً حَتَّى هَلَّكُوا فِيهَا، وَأَكْلُوا الْمَيْتَةَ وَالْعَظَامَ. فَجَاءَهُ أَبُو سَفِيَّانَ قَالَ: يَا مُحَمَّدًا، جِئْتَ تَأْمُرُ بِصِلَةِ الرَّحِيمِ، وَإِنَّ

مرہی ہے۔ اللہ عزوجل سے دعا بکھر جائے۔ آپ نے اس آیت کی تلاوت کی (ترجمہ) اس دن کا انتظار کر جب آسمان پر صاف کھلا ہوادھواں نمودار ہو گا الایہ (خیر آپ نے دعا کی بارش ہوئی قحط جاتا رہا) لیکن وہ پھر کفر کرنے لگے اس پر اللہ پاک کا یہ فرمان نازل ہوا (ترجمہ) جس دن ہم انہیں سختی کے ساتھ پکڑ کریں گے اور یہ پکڑدہر کی لڑائی میں ہوئی اور اس باط بن محمد نے منصور سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعائے استقاء کی ( مدینہ میں) جس کے نتیجے میں خوب بارش ہوئی کہ سات دن تک وہ برابر جاری رہی۔ آخر لوگوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت کی تو حضور اکرم نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے اطراف و ہوانب میں بارش برسا، مدینہ میں بارش کا سلسہ ختم کر، چنانچہ بادل آسمان سے چھٹ گیا اور مدینہ کے ارد گرد خوب بارش ہوئی۔

فَوْمَكْ هَلَكُوا، فَاذْغَى اللَّهُ تَعَالَى.  
﴿فَإِذَا نَبَقَتِ يَوْمَ ثَانِي السَّمَاءُ بِذَخَانِ مُبِينٍ﴾  
لَمْ يَعْدُوا إِلَى كُفْرِهِمْ، فَلَذِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى:  
﴿لَيَوْمٍ نَبْطَشُ الْبَطْشَةَ الْكَبِيرَ﴾ يَوْمَ بَذْرٍ  
وَزَادَ أَسْبَاطٌ عَنْ مَنْصُورٍ: فَلَدَعَا رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ فَسُقُوا الْقِيَثَ، فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ  
سَبَقاً. وَشَكَّا النَّاسُ كَثْرَةَ الْمَطَرِ قَالَ:  
﴿اللَّهُمْ حَوَّلْنَا وَلَا عَلَيْنَا﴾. فَانْحَدَرَتِ  
السَّحَابَةُ عَنْ رَأْسِهِ، فَسُقُوا النَّاسُ  
حَوْلَهُمْ. [راجع: ۱۰۰۷]

**لَشَيْخِ** شروع میں جو واقعہ بیان ہوا، اس کا تعلق مکہ سے ہے۔ کفار کی سرکشی اور نافرمانی سے عاجز آکر حضور اکرم ﷺ نے جب بدعا کی اور اس کے نتیجے میں سخت قحط پڑا تو ابوسفیان جو ابھی تک کافر تھے، حاضر خدمت ہوئے اور کما کہ آپ صدر حکمی کا حکم دیتے ہیں۔ لیکن خود اپنی قوم کے حق میں اتنی سخت بدعا کر دی۔ اب کم از کم آپ کو دعا کرنی چاہئے کہ قوم کی یہ پریشانی دور ہو۔ حدیث میں اس کی تصریح نہیں ہے کہ آپ نے ان کے حق میں دوبارہ دعا فرمائی لیکن حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دعا کی تھی جبھی تو قحط کا سلسہ ختم ہوا لیکن قوم کی سرکشی برابر جاری رہی اور پھر یہ آیت نازل ہوئی (یوْمَ نَبْطَشُ الْبَطْشَةَ الْكَبِيرَ) (الدخان: ۲۸) یہ بطل کبری بدر کی لڑائی میں وقوع پذیر ہوئی۔ جب قریش کے بہترین افراد لڑائی میں کام آئے اور انہیں بری طرح پہاڑا۔ دمیاطی نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے بد دعا حضور اکرم نے اس وقت کی تھی جب کفار نے حرم میں سجدہ کی حالت میں آپ پر او جھڑی ڈال دی تھی اور پھر خوب اس "کارنائے" پر خوش ہوئے اور قشقے لگائے تھے۔ قوم کی سرکشی اور فرماں درجہ بڑھ گیا تو حضور اکرم ﷺ جیسے حليم الطیع اور برباد اور صابر نبی کی زبان سے بھی بد دعا نکل گئی۔ جب ایمان لانے کی کسی درجہ میں بھی امید نہیں ہوتی بلکہ قوم کا وجود دنیا میں صرف شرو فساد کا باعث بن کر رہ جاتا ہے تو اس شر کو ختم کرنے کی آخری تدبیر بدعا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے پھر بھی بھی لکی بد دعا نہیں نکلی جو ساری قوم کی تباہی کا باعث ہوتی کیونکہ عرب کے اکثر افراد کا ایمان مقدار تھا۔ اس روایت میں اس باط کے واسطے سے جو حصہ بیان ہوا ہے اس کا تعلق مکہ سے نہیں بلکہ مدینہ سے ہے۔ اس باط نے منصور کے واسطے سے جو حدیث نقل کی ہے اس کی تفصیل اس سے پہلے متعدد ابواب میں گزر چکی ہے۔ مصنف نے دو حدیثوں کو ملا کر ایک جگہ بیان کر دیا، یہ خط کسی راوی کا نہیں بلکہ جیسا کہ دمیاطی نے کہا ہے خود مصنف کا ہے (تفہیم البخاری)

پیغمبروں کی شخصیت بہت ارفع و اعلیٰ ہوتی ہے، وہ ہر مشکل کو ہر دکھ کو ہنس کر برداشت کر لیتے ہیں مگر جب قوم کی سرکشی حد سے گزرنے لگے اور وہ ان کی ہدایت سے مایوس ہو جائیں تو وہ اپنا آخری تھیار بد دعا بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ایسے موقع پر بست سے نبیوں کی دعائیں منقول ہیں۔ ہمارے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی مایوس کن موقع پر بد دعا کی ہے جن کے نتائج بھی فور آئی ظاہر ہوئے ان عی میں سے ایک یہ واقعہ مذکورہ بھی ہے (والله اعلم)

### باب جب بارش حد سے زیادہ ہو تو اس بات کی دعا کہ

ہمارے یہاں بارش بند ہو جائے اور اردو گردبر سے

(۱۰۲۱) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے معمتن بن سلیمان نے عبد اللہ عمری سے بیان کیا، ان سے ثابت نے، ان سے انس بن مالک بن شہر نے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں لوگوں نے کھڑے ہو کر غل مچایا، کئے لگے کہ یا رسول اللہ! بارش کے نام بوند بھی نہیں درشت سرخ ہو چکے (عن تمام پتے خشک ہو گئے) اور جانور تباہ ہو رہے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہمیں سیراب کرے۔ آپ نے دعا کی اے اللہ! ہمیں سیراب کر دو مرتبہ آپ نے اس طرح کہا۔ قسم خدا کی اس وقت آسمان پر باول کہیں دور دور نظر نہیں آتا تھا لیکن دعا کے بعد اچاہک ایک بادل آیا اور بارش شروع ہو گئی۔ آپ منبر سے اترے اور نماز پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو بارش ہو رہی تھی اور دوسرے جمعہ تک بارش برابر ہوتی رہی پھر جب حضور اکرم صورتے جمعہ میں خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے بتایا کہ مکاتب مندم ہو گئے اور راستے بند ہو گئے، اللہ سے دعا کیجئے کہ بارش بند کر دے۔ اس پر نبی کریم ﷺ مکارے اور دعا کی اے اللہ! ہمارے اطراف میں اب بارش برسا، مدینہ میں اس کا سلسہ بند کر آپؐ کی دعا سے مدینہ سے باول چھٹ گئے اور بارش ہمارے اردو گرد ہونے لگی۔ اس شان سے کہ اب مدینہ میں ایک بوند بھی نہ پڑتی تھی میں نے مدینہ کو دیکھا اب تاج کی طرح گرد تھا اور مدینہ اس کے بیچ میں۔

### باب استقاء میں کھڑے ہو کر خطبہ میں

دعا مانگنا

(۱۰۲۲) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، ان سے زہیر نے، ان سے ابو اسحاق نے کہ عبد اللہ بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ استبقاء کے لئے باہر نکلے۔ ان کے ساتھ براء بن عازب اور زید بن

### ۱۴- بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا كَثُرَ الْمَطَرُ

((حَوَّأْيْنَا وَلَا عَلَيْنَا))

۱۰۲۱- حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ثَابِتٍ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ جُمُعَةً، فَقَامَ النَّاسُ فَصَاحُوا فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ قَطَحَ الْمَطَرُ، وَأَخْرَمَ الشَّجَرُ، وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ، فَادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِنَا، فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اسْقِنَا)) (مرتبتين). وَإِيمَانُ اللَّهِ مَا نَرَى لِي السَّمَاءُ فَرَعَةٌ مِنْ سَحَابَ، فَسَأَلَتْ سَحَابَةً وَأَنْفَرَتْ، وَنَزَلَ عَنِ الْمِبْرِ فَصَلَّى. فَلَمَّا انْصَرَفَ لَمْ تَرَنْ تُنْظَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلَيْهَا. فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ صَاحُوا إِلَيْهِ تَهَدَّمَ الْبَيْوَتُ وَانْقَطَعَتِ السَّبِيلُ، فَادْعُ اللَّهَ يُخْسِنُهَا عَنْا. فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَّأْنَا وَلَا عَلَيْنَا)). وَ تَكَثَّفَتِ الْمَدِينَةُ، فَجَعَلَتْ تُنْظَرُ حَوْلَهَا، وَ مَا تُنْظَرُ بِالْمَدِينَةِ قَطْرَةٌ، فَنَظَرَتْ إِلَى الْمَدِينَةِ وَإِنَّهَا لَفِي مِثْلِ الْإِكْلِيلِ)). [راجع: ۹۳۲]

### ۱۵- بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْإِمْتِسَاقِ

قَائِمًا

۱۰۲۲- وَقَالَ لَنَا أَبُو نُعِيمٍ عَنْ زُهْبَرٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقٍ ((خَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْأَنْصَارِيُّ وَخَرَجَ مَعَهُ التَّرَاءُ بْنُ عَازِبٍ

وَزَيْنُدُ بْنُ أَرْقَمَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَاسْتَسْقَى،  
فَقَامَ بِهِمْ عَلَى رِجْلَيْهِ عَلَى غِيرِ مِنْبَرٍ،  
فَاسْتَفَرَ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ،  
وَلَمْ يُؤْذَنْ وَلَمْ يُقْمَ. قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ:  
وَرَأَى عَنْدَ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ النَّبِيَّ ﷺ).

وہ صحابی تھے اور ان کا یہ واقعہ ۱۰۲۳ سے تعلق رکھتا ہے جبکہ وہ عبد اللہ بن زید کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ ۱۰۲۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا  
شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبَادُ بْنُ  
تَمِيمٍ أَنَّ عَمَّةً - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ  
النَّبِيِّ ﷺ - أَخْبَرَهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ  
بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِي لَهُمْ، فَقَامَ لِدَعْغَةِ اللَّهِ  
فَإِنَّمَا، ثُمَّ تَوَجَّهَ قَبْلَ الْقِبْلَةِ وَحَوْلَ رِدَاءَهُ  
فَاسْتَقَرَ)). [راجع: ۱۰۰۵]

## باب استقاء کی نمازوں میں بلند آواز سے قرأت کرنا

۱۰۲۴ - حَدَّثَنَا أَبُونُعْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ  
ابنِ ذَبَابَ نَبِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ  
عَنْ عَمَّةٍ قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَسْقِي  
فَتَوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ يَذْغُو، وَحَوْلَ رِدَاءَهُ،  
ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِهِمَا بِالْقِرَاءَةِ)).

[راجع: ۱۰۰۵]

## باب استقاء میں نبی کرم مسیح موعیم نے لوگوں کی طرف پشت مبارک کس طرح موڑی تھی؟

۱۰۲۵ - حَدَّثَنَا آدُمَ بْنَ أَبِي إِيَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي  
ذَبَابَ نَبِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ  
عَمَّةٍ قَالَ: ((رَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا خَرَجَ

## ۱۶- بَابُ الْجَهَرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الإِسْتِسْقَاءِ

۱۰۲۴ - حَدَّثَنَا أَبُونُعْيَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ  
ابنِ ذَبَابَ نَبِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ  
عَنْ عَمَّةٍ قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَسْقِي  
فَتَوَجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ يَذْغُو، وَحَوْلَ رِدَاءَهُ،  
ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَجْهَرُ بِهِمَا بِالْقِرَاءَةِ)).

## ۱۷- بَابُ كَيْفُ حَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ ظَهَرَةُ إِلَى النَّاسِ

۱۰۲۵ - حَدَّثَنَا آدُمَ بْنَ أَبِي إِيَّاسٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي  
ذَبَابَ نَبِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ  
عَمَّةٍ قَالَ: ((رَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا خَرَجَ

علیہ وسلم کو جب آپ استقاء کے لئے باہر نکلے، دیکھا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ آپ نے اپنی پیٹھے صحابہ کی طرف کر دی اور قبلہ رخ ہو کر دعا کی۔ پھر چار پڑی اور دور کعت نماز پڑھائی جس کی قرأت قرآن میں آپ نے جر کیا تھا۔

یَسْتَسْقِي ، قَالَ : لَهُوَ إِلَى النَّاسِ ظُفْرَةٌ  
وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَذْعُو ، ثُمَّ حَوَّلَ رِدَاءَهُ ،  
ثُمَّ صَلَّى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرًا فِيهِمَا  
بِالْقِرَاءَةِ )۔ [راجح: ۱۰۰۵]

## باب استقاء کی نمازوں کے عقاید

پڑھنا

(۱۰۳۶) مجھ سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے عبد اللہ بن ابی بکر سے بیان کیا کہ ان سے عباد بن تمیم نے، ان سے ان کے پچھا عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے استبقاء کی تو دور کعت نماز پڑھی اور چار پڑی۔

## ۱۸ - بَابُ صَلَّةِ الْإِسْتِسْقَاءِ

رَكْعَتَيْنِ

۱۰۲۶ - حَدَّثَنَا فُقَيْةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ :  
حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ تَعْمِيرٍ عَنْ عَمِّهِ : ((أَنَّ النَّبِيَّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْقَى فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ، وَقَلَّبَ  
رِدَاءَهُ ))۔ [راجح: ۱۰۰۵]

شیخ استبقاء کی دو رکعت نماز سنت ہے۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمیور کا یہی قول ہے حضرت امام ابو حیفہ رحمۃ اللہ علیہ استبقاء کے لئے نماز ہی نہیں تعلیم کرتے مگر صحابین نے اس بارے میں حضرت امام کی مخالفت کی ہے اور صلوٰۃ استبقاء کے سنت ہونے کا اقرار کیا ہے۔

صاحب عرف الشذی نے اس بارے میں تفصیل سے لکھا ہے۔ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شیخ الحدیث مظلہ العالی جملہ اختلافات کی تشریع کے بعد فرماتے ہیں:

وقد عرف بما ذكرنا من وجه تجربة الحفيفية في بيان مذهب امامهم وهو انه قد نفي الصلوة في الاستبقاء معلقاً كما هو مصرح في کلام ابی يوسف و محمد في بيان مذهب ابی حنفیة ولا شك ان قوله هذا مخالف و منا بد للسنة الصحيحة الثابتة الصريحة فاضطررت الحفيفية للذالک وتخبطوا في تشريع مذهبهم وتعليله حتى اضطرب بعضهم الى الاعتراف بان الصلوة في الاستبقاء بجماعة سنة وقال لهم ينكرو ابی حنفیة سنتها و استحبابها و انما انکر کونها سنة متوکدة وهذا کما ترى من باب توجیہ الكلام بما لا یرضی به قاله لانه لو کار الامر كذلك لم یکن یہی و بین صحابیہ خلاف مع انه قد صرخ جميع الشراوح وغیرهم من کتب فی اختلاف الانتماء بالخلاف یہی و بین الجمهور فی هذه المسألة قال شیخنا فی شرح الترمذی قول الجمهور وهو الصواب والحق لانه قد ثبت صلوٰۃ صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین فی الاستبقاء من احادیث کثیرة صحیحة (مرعایۃ ج: ۲ / ص: ۳۹۰)

خلاصہ یہ کہ حضرت امام ابو حیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مطلقاً صلوٰۃ استبقاء کا انکار کیا ہے تم پر واضح ہو گیا ہو گا کہ اس بارے میں حنفیہ کو کس قدر پریشان ہونا پڑا ہے حالانکہ حضرت امام ابویوسف و حضرت امام محمدؐ کے کلام سے صراحتاً ثابت ہے کہ حضرت امام ابو حیفہ کا یہی مذهب ہے اور کوئی شک نہیں کہ آپ کا یہ قول سنت صحیح کے صراحتاً خلاف ہے۔ اس لئے اس کی تاویل اور تشریع اور تقلیل بیان کرنے میں علمائے احتجاف کو بڑی مشکل پیش آئی ہے حتیٰ کہ بعض نے اعتراف کیا ہے کہ نماز استبقاء جماعت کے ساتھ سنت ہے اور حضرت امام ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف سنت مؤکدہ ہونے کا انکار کیا ہے۔ یہ قائل کے قول کی الکی توجیہ ہے جو خود قائل کو بھی پسند نہیں ہے۔ اگر حقیقت یہی ہوتی تو صحابین اپنے امام سے اختلاف نہ کرتے۔ اختلافات ائمہ بیان کرنے والوں نے اپنی کتابوں میں صاف انکھا ہے کہ۔

صلوٰۃ استقاء کے بارے میں حضرت امام ابو حنفیہؑ کا قول جسحور امت کے خلاف ہے۔ ہمارے شیخ حضرت مولانا عبدالرحمن مبارک پوری فرماتے ہیں کہ جسحور کا قول ہی درست ہے اور یہی حق ہے کہ نماز استقاء کی دو رکعتیں رسول کریم ﷺ کی سنت ہیں جیسا کہ بہت سی احادیث صحیح سے ثابت ہے پھر حضرت مولانا مرحوم نے اس سلسلہ کی پیشتر احادیث کو تفصیل سے ذکر فرمایا ہے، شاً تعلیم مزید تحفہ الاحوزی کا مطالعہ فرمائیں۔ حضرت امام شافعیؓ کے نزدیک استقاء کی دو رکعتیں عیدین کی نمازوں کی طرح عکبیرات زوائد کے ساتھ ادا کی جائیں مگر جسحور کے نزدیک اس نماز میں عکبیرات زوائد نہیں ہیں بلکہ ان کو اسی طرح ادا کیا جائے جس طرح دیگر نمازوں ادا کی جاتی ہیں، قول جسحور کو ہی ترجیح حاصل ہے۔ نماز استقاء کے خطبہ کے لئے منبر کا استعمال بھی مستحب ہے جیسا کہ حدیث عائشہؓ؎ میں صراحت کے ساتھ موجود ہے تھے ابو داؤد نے روایت کیا ہے اس میں صاف فقعد علی المنبر کے لفظ موجود ہیں۔

### باب عید گاہ میں بارش کی دعا کرنا

(۱۰۲۷) ہم سے عبداللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے عبداللہ ابن ابی بکر سے بیان کیا، انسوں نے عباد بن تیم سے سنا اور عباد اپنے چچا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعائے استقاء کے لئے عید گاہ کو نکلے اور قبلہ رخ ہو کر دور کعت نماز پڑھی پھر چادر پٹھی۔ سفیان ثوری نے کہا مجھے عبدالرحمن بن عبداللہ مسعودی نے ابو بکر کے حوالے سے خبر دی کہ آپ نے چادر کا داہنا کو نابائیں کندھے پر ڈالا۔

افضل تو یہ ہے کہ جنگل میدان میں استقاء کی نماز پڑھی کیونکہ وہاں سب آئتے ہیں اور عید گاہ اور مسجد میں بھی درست ہے۔

### باب استقاء میں قبلہ کی طرف

#### منہ کرنا

(۱۰۲۸) ہم سے محمد بن سلام یکنندی نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد الوہاب ثقفی نے خبر دی، انسوں نے کہا کہ ہمیں یحییٰ بن سعید انصاری نے حدیث بیان کی، کہا کہ مجھے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے خبر دی کہ عباد بن تیم نے انسیں خبر دی اور انہیں عبداللہ بن زید انصاری نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ (استقاء کے لئے) عید گاہ کی طرف نکلے وہاں نماز پڑھنے کو جب آپ دعا کرنے لگے یا راوی نے یہ کہا عاكا ارادہ کیا تو قبلہ رو ہو کر چادر مبارک پٹھی۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی عبداللہ بن زید ماننی ہیں اور

### ۱۹- باب الإِسْتِسْقَاءِ فِي الْمُصَلَّى

۱۰۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفيَّانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ سَمِعَ عَبَادَ بْنَ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي، وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، وَقَلْبَ رِدَاءَهُ - قَالَ سُفيَّانُ: وَأَخْبَرَنِي الْمَسْفُودِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ قَالَ - جَعَلَ الْيَمِينَ عَلَى الشَّمَاءِ)). [راجح: ۱۰۰۵]

### ۲۰- باب اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فِي

#### الإِسْتِسْقَاءِ

۱۰۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرٍ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ عَبَادَ بْنَ تَمِيمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدَ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ النَّبِيُّ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَصْلَى، وَأَنَّهُ لَمَّا دَعَ - أَوْ أَرَادَ أَنْ يَذْغُورَ - اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: أَنِّي زَيْدٌ هَذَا

اس سے پہلے باب الدعائی الاستقاء میں جن کا ذکر گزرا وہ عبداللہ بن زید ہیں کوفہ کے رہنے والے۔

### باب الاستقاء میں امام کے ساتھ لوگوں کا بھی ہاتھ اٹھانا

(۱۰۲۹) ایوب بن سلیمان نے کہا کہ مجھ سے ابو بکر بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے سلیمان بن بلاں سے بیان کیا کہ مجھی بن سعید نے کہا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نہ انہوں نے کہا کہ ایک بدھی (کاؤں کا رہنے والا) جمود کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! بھوک سے موئی تباہ ہو گئے، اہل و عیال اور تمام لوگ مر رہے ہیں۔ اس پر نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے۔ اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اپنے ہاتھ اٹھائے، دعا کرنے لگے، انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابھی ہم مسجد سے باہر لکھے بھی نہ تھے کہ بارش شروع ہو گئی اور ایک ہفتہ برابر بارش ہوتی رہی۔ دوسرے جمود میں پھر وہی شخص آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! (بارش بت ہونے سے) مسافر گھبرا گئے اور راستے بند ہو گئے (بشق بمعنی مل)

(۱۰۳۰) عبد العزیز اویسی نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا ان سے مجھی بن سعید اور شریک نے، انہوں نے کہا کہ ہم نے انس بن شہر سے ناکہ نبی کرم ﷺ نے استبقاء میں دعا کرنے کے لئے اس طرح ہاتھ اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

### باب امام کا استبقاء میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا

(۱۰۳۱) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مجھی بن سعید قطان اور محمد بن ابرائیم بن عدی ہیں عروبة نے بیان کیا، ان

مازینی، وال AOL نجفی هم اہن نزینہ۔

[راجح: ۱۰۰۵]

### ۲۱- بَابُ رَفِيعِ النَّاسِ أَيْدِيهِمْ مَعَ الإِمَامِ فِي الْإِسْتِقَاءِ

۱۰۲۹- قَالَ أَيُوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي أَوْتَسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ يَحْتَى بْنُ سَعِيدٍ سَمِعَتْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: ((أَتَى رَجُلٌ أَغْرَابِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْبَدْنِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْكَتِ الْمَاشِيَةُ هَلْكَ الْأَبِيَالُ، هَلْكَ النَّاسُ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدِيهِ يَذْعُو، وَرَفَعَ النَّاسُ أَيْدِيهِمْ مَعَهُ يَذْعُونَ). قَالَ: فَمَا خَرَجْنَا مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّى مُطْرَنَا، فَمَا زَلَّنَا تُمْطَرَ حَتَّى كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْآخِرَى، فَلَمَّا الرَّجُلُ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ بَشِّقْ الْمُسَافِرُ، وَمَنْعِ الطَّرِيقِ)).

[راجح: ۹۳۲]

۱۰۳۰- وَقَالَ الْأَوْتَسِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَفْفَرٍ عَنْ يَحْتَى بْنِ سَعِيدٍ وَشَرِيكٍ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((أَنَّهُ رَفَعَ يَدِيهِ حَتَّى رَأَيْتُ بِيَاضَ إِنْطِينَ)).

### ۲۲- بَابُ رَفِيعِ الْإِمَامِ يَدَهُ فِي الْإِسْتِقَاءِ

۱۰۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْتَى وَأَبْنُ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ

سے سعید نے، ان سے قادہ اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی  
کریم ﷺ دعائے استقاء کے سوا اور کسی دعا کے لئے ہاتھ (زیادہ)  
نہیں اٹھاتے تھے اور استقاء میں ہاتھ اتنا اٹھاتے کہ بغلوں کی سفیدی  
نظر آ جاتی۔

فَتَادَهُ عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ((كَانَ  
النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِّنْ دُعَائِه  
إِلَّا فِي الْإِسْتِسْقَاءِ، وَإِنَّهُ يَرْفَعُ حَتَّى يُرَى  
بِيَاضِ إِنْطَهِي)).

[طرفاه في: ٤٥٦٥، ٦٣٤١]

**لشیخ** ابو داؤد کی مرسل روایتوں میں یہی حدیث اسی طرح ہے کہ ”استقاء کے سوا پوری طرح آپ کسی دعائیں بھی ہاتھ نہیں لٹھاتے تھے“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی اس روایت میں ہاتھ اٹھانے کے انکار سے مراد یہ ہے کہ بمالٹہ ہاتھ نہیں اٹھاتے اس روایت سے یہ کسی بھی طرح ثابت نہیں ہو سکا کہ آپ دعاوں میں ہاتھ ہی نہیں اٹھاتے تھے۔ خود امام بخاری و مسلم نے کتاب الدعوات میں اس کے لئے ایک باب قائم کیا ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ استقاء کی دعائیں آپ نے ہٹھی کی پشت آسان کی طرف کی اور شافعیہ نے کماکر قحط وغیرہ بليات کے رفع کرنے کے لئے اس طرح دعا کرتا ہے (قطلانی) علامہ نووی فرماتے ہیں

هذا الحديث يوهم ظاهره انه لم يرفع صص الا في الاستسقاء وليس الامر كذلك بل قد ثبت رفع يديه صص في مواطن غير الاستسقاء وهي أكثر من ان تحصر وقد جمعت منها نحو من ثلاثين حديثا من الصحيحين او احدهما وذكرتها في اواخر باب صفة الصلوة من شرح المذهب ويتناول هذا الحديث على انه لم يرفع الرفع البليغ بعيت ترى بياض ابطيه الافي الاستسقاء واما المراد لم اره رفع وقد راي غيره رفع فيقدم المثبتون في مواضع كثيرة وجماعات على واحد يحضر ذلك ولا بد من تاویله كما ذكرناه والله اعلم (نحوی / ج ۱: ص ۲۹۳)

خلاصہ یہ کہ اس حدیث میں اٹھانے سے بمالٹہ کے ساتھ ہاتھ اٹھانا مراد ہے استبقاء کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے۔ میں نے اس بارے میں تین احادیث جمع کی ہیں دیگر آنکہ حضرت انس بن مالٹہ نے صرف اپنی روایت کا ذکر کیا ہے جبکہ ان کے علاوہ بہت سے صحابہ سے بر ثابت ہے۔

یا مینہ پرستے وقت کیا کے

٤٣ - يَابُ مَا يُقَالُ إِذَا أَمْطَرَتْ

اور حضرت ابن عباس رضي الله عنهما نے (سورہ بقرہ میں) کصیب (کے لفظ

وَقَالَ ابْنُ عَائِمٍ: كَصَّهُ الْمَطْرُ.

صیب) سے منہ کے معنی لئے ہر اور دوسروں نے کہا ہے کہ صیب

وَقَالَ غَيْثٌ: صَابَ وَأَصَابَ نَصَابٌ.

صائب یہ سے مشتق ہے اور اسے بے اضافہ۔

آن شرف میں بھی سے لفظ آتا ہے۔ اس لئے حضرت امامؐ نے اپنی عادت کے

آشیانہ میں صب کا لفظ آتا ہے

بن اپی طلکے طریق سے وصل کیا، انہوں نے این عباس سے جن کے قول

موافق اس کی تفسیر کر دی، اس کو طبری.

کے افواں سے صبب کا انتقال بیان کیا کہ یہ فلمہ اجوف و اوی ہے اس کا مجرد

سے آپ نے صیب کے معنی بیان کر دیئے اور دوسرے

حاب یصوب اور مزید اصحاب ہے۔

(۱۷) میں سے مجبن حساسی کے پیشان یا امیوں سے مدد نہیں

۱۷۶۶ - حمدہ محمد بن سعیلی کا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِنَّ بِيْدَهُمْ مَا لَهُمْ بِلَهٗ  
خَلَقُوهُ وَلَا يُنْهَىٰ عَنِ الْحُكْمِ وَلَا يُنْهَىٰ عَنِ الْعِلْمِ فَإِنَّهُ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ

**ألفه غير القادر** من **مُحَمَّد** **عَزِيز** **عَلَيْهِ الْكَفَافُ**

بارش بر سا۔

اس روایت کی متابعت قاسم بن حبیب نے عبید اللہ عمری سے کی اور اس کی روایت اوزاعی اور عقیل نے نافع سے کی ہے۔

باب اس شخص کے بارے میں جو بارش میں قصد آتی دیر  
ٹھہرا کہ بارش سے اس کی داڑھی (بھیگ گئی اور اس) سے

### پانی بننے لگا

(۱۰۳۳) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام اوزاعی نے خبر دی، کہا کہ ہم سے احراق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ انصاری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں پر ایک دفعہ قحط پڑا، انہی دنوں آپ ﷺ جمعہ کے دن منیر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک دیسانی نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ؟ جانور مر گئے اور بال بنچے فاقہ پر فاقہ کر رہے ہیں، اللہ سے دعا کیجئے کہ پانی بر سائے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر دعا کے لئے دنوں ہاتھ اٹھادیے۔ آسمان پر دور دور تک اپر کا پتہ تک نہیں تھا۔ لیکن (آپ کی دعا سے) پھاڑوں کے برابر بادل گر جتھے ہوئے آگئے ابھی حضور اکرم ﷺ منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ کی داڑھی سے بہ رہا ہے۔ انس نے کہا کہ اس روز بارش دن بھر ہوتی رہی۔ دوسرے دن، تیرے دن بھی اور برابر اسی طرح ہوتی رہی۔ اس طرح دوسرا جمعہ آگیا۔ پھر بھی بدھی یا کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! (کثرت باراں سے) عمارتیں گر گئیں اور جانور ڈوب گئے، ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دنوں ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ! ہمارے اطراف میں برسا اور ہم پر نہ برسا۔ حضرت انس نے کہا کہ حضور اکرم

قال: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ)).

تَابَعَةُ الْفَاقِسِ بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ.

وَرَوَاهُ الْأَوزَاعِيُّ وَعَقِيلٌ عَنْ نَافِعٍ.

٤- ۲۴ - بَابُ مَنْ تَمَطَّرَ فِي الْمَطَرِ

حَتَّى يَتَحَادَرَ عَلَى لِحْيَتِهِ

۱۰۳۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقاَبِلٍ قَالَ:

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوزَاعِيُّ

قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي

طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ

مَالِكٍ قَالَ: (أَصَابَتِ النَّاسَ مَسَّةً عَلَى

عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَبَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ

ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمُنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَامَ

أَغْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَذِهِ

الْمُعَالُ، وَجَاجُ الْعِيَالُ، فَادْعُ اللَّهَ لَنَا أَنْ

يَسْقِينَا. قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ

وَمَا فِي السَّمَاءِ فَزَعَةً. قَالَ: فَتَارَ

السَّحَابَ أَنْشَالَ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ

مُنْبَرِهِ حَتَّى رَأَيْتَ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى

لِحْيَتِهِ. قَالَ: فَمَطَرَنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ وَفِي الْفَدِ

وَمِنْ بَعْدِ الْفَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ

الْأُخْرَى. فَقَامَ ذَلِكَ الْأَغْرَابِيُّ أَوْ رَجُلُ

غَيْرُهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَهْنَمُ الْبِنَاءَ

وَغَرِقُ الْمَعَالَ، فَادْعُ اللَّهَ لَنَا، فَرَفَعَ رَسُولُ

اللَّهِ ﷺ يَدَيْهِ وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَّا إِنَّا وَلَا

عَلَيْنَا)). قَالَ: لَمَّا جَعَلَ يَسْبِيرَ يَدِهِ إِلَى

نَاجِيَةٌ مِنَ السُّنَّاءِ إِلَّا تَفَرَّجَتْ، حَتَّى  
صَارَتِ الْمَدِينَةُ فِي مِثْلِ الْجَوَيْةِ، حَتَّى  
سَالَ الْوَادِيَ - وَادِيَ قَنَّةً - شَهْرًا،  
قَالَ: فَلَمْ يَعْجِزْ أَحَدٌ مِنْ نَاجِيَةٍ إِلَّا حَدَثَ  
بِالْجُودِ). [راجح: ۹۳۲]

**لِشَرِيفِهِ** حضرت امام بخاریؓ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے باران رحمت کا پانی اپنی ریش مبارک پر بھایا۔ مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ آپ نے بارش میں اپنا کپڑا کھول دیا اور یہ پانی اپنے جد اطہر رکھیا اور فرمایا کہ انه حدیث عهد بروہ یہ پانی ابھی ابھی تمازہ اپنے پور دگار کے ہاں سے آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ بارش کا پانی اس خیال سے جنم پر لگاتا ہے تو یہی ہے۔ اس حدیث سے خطبۃ الجمعہ میں بارش کے لئے دعا کرنا بھی ثابت ہوا۔

### باب جب ہوا چلتی

(۱۰۳۳) ہم سے سعید بن الی مریم نے بتان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھے حمید طویل نے خبر دی اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے بتان کیا کہ جب تیز ہوا چلتی تو حضور اکرم ﷺ کے چرہ مبارک پر ڈر محسوس ہوتا تھا۔

### ۲۵- بَابُ إِذَا هَبَّ الرِّيحُ

۱۰۳۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرِيمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حَمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: ((كَانَتِ الرِّيحُ الشَّدِيدَةُ إِذَا هَبَّتْ عَرِفَ ذَلِكَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ)).

**لِشَرِيفِهِ** آندھی کے بعد جو کہ اکثر بارش ہوتی ہے، اس مناسبت سے حضرت امام بخاریؓ نے اس حدیث کو بتائی گیا۔ قوم عاد پر آندھی کا عذاب آیا تھا۔ اس لئے آندھی آنے پر آپ عذاب الہی کا تصور فرمایا کہ گھبرا جاتے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ جب آندھی چلتی تو آپ ان لفظوں میں دعا فرماتے اللہم انی استلک خیرها و خیر ما فیہا و اعوذ بک من هرہا و شر ما فیہا و خیر ما ارسلت به و شر ما ارسلت به یعنی "یا اللہ میں اس آندھی میں تمحص سے خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس کے نتیجے میں بھی خیری چاہتا ہوں اور یا اللہ میں تمحص سے اس کی اور اس کے اندر کی برائی سے تمیری پناہ چاہتا ہوں اور جو شریے لے کر آئی ہے اس سے بھی تمیری پناہ چاہتا ہوں۔" ایک روایت میں ہے کہ جب آپ آندھی دیکھتے تو دو زانوں ہو کر بیٹھ جاتے اور یہ دعا فرماتے اللہم اجعلہم ریاحا ولا تجعلہم ریحا لینیں یا اللہ اس ہوا کو قائدہ کی ہوا بتانہ کہ عذاب کی ہوا اور رتیع عذاب کی ہوا پر بولا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں وارد ہوا ہے۔

### باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ پرواہو اکے ذریعہ مجھے مدد پہنچائی گئی

(۱۰۳۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بتان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے حکم سے بتان کیا، ان سے مجاہد نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پروا

### ۲۶- بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ (الْنُّصِيرَةُ بِالصَّبَّاءِ)

۱۰۳۵- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: (الْنُّصِيرَةُ بِالصَّبَّاءِ، وَأَهْلِكَتْ

ہوا کے ذریعہ مدد پہنچائی گئی اور قوم عاد پھووا کے ذریعہ ہلاک کر دی گئی  
تھی۔ [اطرافہ فی: ۴۱۰۵، ۳۲۰۵، ۳۳۴۳] (عاذ باللہور)۔

بُنگ خندق میں بارہ ہزار کافروں نے مدینہ کو ہر طرف سے گھیر لیا تھا آخر اللہ نے پرداہ وہ بھیجی، اس زور کے ساتھ کہ ان کے ذریعے اکٹھ گئے، آگ بجھ گئی، آنکھوں میں خاک حصہ گئی جس پر کافر پریشان ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ کا یہ اشارہ اسی ہوا کی طرف ہے۔

## باب بھونچال اور قیامت کی نشانیوں کے بیان میں

(۱۰۳۶) ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، کما کہ ہمیں شعیب نے خردی، کما کہ ہم سے ابو الزناد (عبداللہ بن ذکوان) نے بیان کیا۔ ان سے عبد الرحمن بن ہرمز اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ بن ہاشم نے بیان کیا کہ بنی کرمہ بنی ہاشم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہ آئے گی جب تک علم دین نہ اٹھ جائے گا اور زلزلوں کی کثرت نہ ہو جائے گی اور زمانہ جلدی جلدی نہ گزرے گا اور فتنے فساد پھوٹ پڑیں گے اور ”ہرج“ کی کثرت ہو جائے گی اور ہرج سے مراد قتل ہے۔ قتل اور تمارے درمیان دولت و مال کی اتنی کثرت ہو گی کہ وہ امل پڑے گا۔

**لَشِیْخ** سخت آندھی کا ذکر آیا تو اس کے ساتھ بھونچال کا بھی ذکر کر دیا، دو نوں آفیں ہیں۔ بھونچال یا گرج یا آندھی یا زمین دھنے میں ہر شخص کو دعا اور استغفار کرنا چاہئے اور زلزلے میں نماز بھی پڑھنا بہتر ہے لیکن ایکیلے۔ جماعت اس میں مسنون نہیں اور حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ زلزلے میں انسوں نے جماعت سے نماز پڑھی تو یہ صحیح نہیں ہے (مولانا وحید الزبان مرحوم) (۷) (۱۰۳) مجھ سے محمد بن شنی نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ ہم سے حسین بن حسن نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ ہم سے عبد اللہ بن عون نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے اللہ! ہمارے شام اور یمن پر برکت نازل فرم۔ اس پر لوگوں نے کما اور ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا کیجئے لیکن آپ نے پھر وہی کہا ”اے اللہ! ہمارے شام اور یمن پر برکت نازل فرم۔“ پھر لوگوں نے کما اور ہمارے نجد میں؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا

## ۲۷۔ بَابُ مَا قِيلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالآياتِ

۱۰۳۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الرَّنَادَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقْبَضَ الْعِلْمُ، وَتُكْثَرُ الزَّلَازُلُ، وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ، وَتَظْهَرَ الْفَنَنُ، وَيُكْثَرَ الْهَرَجُ - وَهُوَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ - حَتَّى يُكْثَرَ فِيْكُمُ الْمَالُ فِيْفِيْضُ)). [راجع: ۸۵]

۱۰۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَشَّى قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنَى عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا)). قَالَ: قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا. قَالَ: قَالَ: ((اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا)). قَالَ: قَالُوا: وَفِي نَجْدِنَا. قَالَ: قَالَ: ((هَذَا الزَّلَازُلُ وَالْفَنَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قُرْنَانُ

سینگ و پیس سے طلوع ہو گا۔ [الشیطان] طرفہ فی: ۷۰۹۴۔

**شیخ** نجد عرب حجاز سے مشرق کی طرف واقع ہے خاص وہ علاقہ مراد نہیں ہے جو کہ آج کل نجد کہلاتا ہے بلکہ نجد سے تمام مالک شرقیہ مراد ہیں۔ علامہ قسطلاني فرماتے ہیں وہ تھامہ و کل کما درتفع من بلاد تھامہ الی ارض العراق یعنی نجد سے تمام کا علاقہ مراد ہے جو بلاد تھامہ سے ارض عراق تک سطح مرتفع میں پھیلا ہوا ہے۔ درحقیقت یہ اشارہ نبوی ارض عراق کیلئے تھا جملہ ہرے ہرے فتنے پیدا ہوئے اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو اس علاقے سے مسلمانوں کا افتراق و انتشار شروع ہوا جو آج تک موجود ہے اور شاید ابھی عرصہ تک یہ انتشار پاتی رہے گا، یہ سب ارض عراق کی پیداوار ہے۔ یہ روایت یہاں موقوفاً بیان ہوئی ہے اور درحقیقت مرفوع ہے۔ ازہر سال نے اس کو مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اسی کتاب یعنی بخاری شریف کتاب الفتن میں یہ حدیث آئے گی اور وہاں اس پر مفصل تبھر کیا جائے گا ان شاء اللہ۔ صاحب فضل الباری ترجمہ بخاری حنفی تحریر فرماتے ہیں شام کا ملک مدینہ کے اتر کی طرف ہے اور یمن دکن کی طرف اور نجد کا ملک پورب کی طرف ہے۔ آپ نے شام کو اپنی طرف اس واسطے منسوب کیا کہ وہ کہ تھامہ کی زمین ہے اور تھامہ یمن سے متعلق ہے۔ آنحضرتؐ نے یہ حدیث اس وقت فرمائی تھی کہ ابھی تک نجد کے لوگ مسلمان نہیں ہوئے تھے اور آنحضرتؐ کے ساتھ فتنہ و فساد میں مشغول تھے جب وہ لوگ اسلام لائے اور آپ کی طرف صدقہ بھیجا تو آپ نے صدقہ کو دیکھ کر فرمایا اسدا صدقہ قومی یہ میری قوم کا صدقہ ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ قوی نسبت شامنا و یمننا کی نسبت سے قوی تر ہے۔

سینگ شیطان سے مراد اس کا گروہ ہے، یہ الفاظ آپ نے اسی واسطے فرمائے کہ وہ یہیش آپ کے ساتھ فساد کیا کرتے تھے اور کما کعب نے کہ عراق سے یعنی اس طرف سے دجال نکلے گا (فضل الباری، ص: ۳۵۳ / پ: ۳) اسی دور آخر بدر قہ نجد سے وہ تحريك اٹھی جس نے زمانہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم اور عمد خلفائے راشدین کی یاد کو تازہ کر دیا جس سے مجدد اسلام حضرت الشیخ محمد بن عبد الوہاب نجی و محدث کی تحريك مراد ہے جنہوں نے از سرنو مسلمانوں کو اصل اسلام کی دعوت دی اور شرک و بدعتات کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ نجیوں سے قبل جاز کی حالت جو کچھ تھی وہ تاریخ کے اور اراق پر ثبت ہے۔ جس دن سے وہاں نجدی حکومت قائم ہوئی ہر طرح کامن و امان قائم ہوا اور آج تو حکومت مودودیہ نے حرمین شریفین کی خدمات کے سلسلے میں وہ کارہائے نمایاں انعام دیئے ہیں جو ساری دنیا کے اسلام میں یہیش یاد رہیں گے۔ ایدھم اللہ بنصرہ العزیز (آمین)

## ۲۸۔ بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَيْ تَشْرِيع

﴿وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمْ تُكَذِّبُونَ﴾ [الواقعة: ۸۲]

یعنی تمہارا شکری ہے کہ تم اللہ کو جھلاتے ہو (یعنی تمہارے حصہ میں جھلانے کے سوا اور کچھ آیا ہی نہیں) حضرت عبد اللہ بن عباس قال ابن عباس: شکر کم۔ پیشتنا نے کہا کہ ہمارے رزق سے مراد شکر ہے۔

**شیخ** اس کو عبد بن متصور اور ابن مردویہ نے نکلا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کے فضل و کرم سے پانی بر سے تو تم کو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے لیکن تم تو شکر کے بد لے یہ کرتے ہو کہ اللہ کو تو جھلاتے ہو جس نے پانی بر سلیا اور ستاروں کو مانتے ہو، کہتے ہو ان کی گردش سے پانی پڑا۔ اس آیت کی مناسبت باب استقاء سے ظاہر ہو گئی۔ اب زید بن خالد کی حدیث جو اس باب میں لائے وہ بھی بارش سے متعلق ہے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرتؐ کے عمد میں بارش ہوئی۔ پھر آپ نے یہی فرمایا جو حدیث میں ہے۔ پھر

سورہ واقعہ سے یہ آیت پڑھی (فَلَا إِقْسَمٌ بِمَوْعِدِ النَّجُومِ) سے لے کر (وَتَجَلَّوْنَ رِزْقَكُمْ إِنْ كُمْ تَكْدِبُونَ) تک (وحیدی) (۱۰۳۸) ہم سے اسماعیل بن ایوب نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، انہوں نے صالح بن کیمان سے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا ان سے زید بن خالد جنپی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں ہم کو صبح کی نماز پڑھائی۔ رات کو بارش ہو چکی تھی نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا معلوم ہے تمہارے زب نے کیا فیصلہ کیا ہے؟ لوگ بولے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار فرماتا ہے آج میرے دو طرح کے بندوں نے صبح کی۔ ایک مومن ہے ایک کافر، جس نے کما اللہ کے فضل و رحم سے پانی پڑا وہ تو مجھ پر ایمان لا لیا اور ستاروں کا منکر ہوا اور جس نے کما فلاں تمارے کے فلاں جگہ آنے سے پانی پڑا اس نے میرا کفر کیا، تاروں پر ایمان لا لیا۔

### باب اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں کہ بارش کب ہو گی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کرم ﷺ سے نقل کیا پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔

(۱۰۳۹) ہم سے محمد بن یوسف فرمایا نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم نے سفیان ثوری نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ کسی کو نہیں معلوم کہ کل کیا ہونے والا ہے، کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے (بڑا یا بڑی) کل کیا کرتا ہو گا، اس کا کسی کو علم نہیں۔ نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ

۱۰۳۸ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَتَّبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجَهْنَى أَنَّهُ قَالَ : ((صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الصَّبْرِ بِالْحَدِيدَيْنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً الصَّبْرِ بِالْحَدِيدَيْنَ عَلَى إِبْرِيْ سَمَاءَ كَانَتْ مِنَ الظِّلَّةِ، فَلَمَّا أَنْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ : ((هَلْ تَذَرُونَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ، فَأَمَا مَنْ قَالَ: مُطَرِّنَا بِفَضْلِ اللَّهِ وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ، وَأَمَا مَنْ قَالَ: مُطَرِّنَا بِبَوْءَةٍ كَذَّا وَكَذَّا فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ)). [راجع: ۸۴۶]

### ۲۹ - بَابُ لَا يَذْرِي مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ إِلَّا اللَّهُ

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ).

۱۰۳۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُبْيَانٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِنِ عَمْرٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسَةٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ: لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي غَدِ، وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الْأَزْخَامِ، وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ بِإِيمَانٍ أَرْضِ

تَمُوتُ، وَمَا يَذْرِي أَحَدٌ مَّنْ يَجِدُهُ  
الْمَطْرُ). [أطراوه في: ٤٦٢٧، ٤٦٩٧، ٤٧٧٨]

**لَشَرِح** جب اللہ تعالیٰ نے صاف قرآن میں اور پیغمبر صاحب نے حدیث میں فرمادیا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو یہ علم نہیں ہے کہ برسات کب پڑے گی تو جس شخص میں ذرا بھی ایمان ہو گا وہ ان دھوئی بندپڑتوں کی بات کیوں مانے گا اور جو مانے اور ان پر اعتقاد رکھے معلوم ہوا وہ دائرۃِ ایمان سے خارج ہے اور کافر ہے۔ لفظ یہ ہے کہ رات دن پڑتوں کا جھوٹ اور بے تکا پن دیکھتے جاتے ہیں اور پھر ان کا چھپا نہیں چھوڑتے اگر کافر لوگ ایسا کریں تو چند اس تجھ نہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ باوجود دعویٰ اسلام مسلمان بادشاہ اور امیر نجومیوں کی باتیں نہتے ہیں اور آئندہ واقعات پوچھتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ ان نام کے مسلمانوں کی عقل کیاں تشریف لے گئی ہے۔ صدھا مسلمان بادشاہیں انہی نجومیوں پر اعتقاد رکھنے سے تباہ اور برباد ہو چکی ہیں اور اب بھی مسلمان بادشاہ اس حرکت سے باز نہیں آتے جو کفر صریح ہے لا ح Howell ولا قوۃ الا بالله العظیم (مولانا وحید الزماں)

آیت کریمہ میں غیب کی پائچ کنجیوں کو بیان کیا گیا ہے جو خاص اللہ ہی کے علم میں ہیں اور علم غیب خاص اللہ ہی کو حاصل ہے۔ جو لوگ اخیاء اولیاء کے لئے غیب وافی کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ قرآن و حدیث کی رو سے صریح کفر کا ارتکاب کرتے ہیں۔

پوری آیت شریفہ یہ ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيَنْزَلُ الْغِيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْضَ وَمَا تَنْدَرِيَ نَفْسٌ مَّا دَرَأَ تَكْسِبُ غَدَاءً وَمَا تَنْدَرِيَ نَفْسٌ بِأَيِّ أَذْنِ تَنْفُثُ مَاءً إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِمْ خَيْرٌ﴾ (القان: ٣٣) یعنی ”بے شک قیامت کب قائم ہو گی یہ علم خاص اللہ پاک ہی کو ہے اور وہی بارش اتنا رتا ہے (کسی کو صحیح علم نہیں کہ بالضور فلاں وقت بارش ہو جائے گی) اور صرف وہی جانتا ہے کہ وہ کے پیش میں نہ ہے یا مادہ“ اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا اور یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ کونی زمین پر انتقال کرے گا، ”بے شک اللہ ہی جانے والا اور خبر رکھنے والا ہے“ یہ غیب کی پائچ کنجیاں ہیں جن کا علم سوائے اللہ پاک کے اور کسی کو حاصل نہیں ہے۔“

قیامت کی علامات تو احادیث اور قرآن میں بہت کچھ بتلائی گئی ہیں اور ان میں سے اکثر نشانیاں ظاہر بھی ہو رہی ہیں مگر خاص دن تاریخ وقت یہ علم خاص اللہ پاک ہی کو حاصل ہے، اسی طرح بارش کے لئے بہت سی علامات ہیں جن کے ظہور کے بعد اکثر بارش ہو جاتی ہے پھر بھی خاص وقت نہیں بتلایا جاسکتا۔ اس لئے کہ بعض دفعہ بہت سی علامتوں کے باوجود بارش مل جیا کرتی ہے اور مال کے پیش میں نہ ہے یا مادہ اس کا صحیح علم بھی کسی حکیم ڈاکٹر کو حاصل ہے نہ کسی کاہن نجومی پنڈت ملا کو یہ خاص اللہ پاک ہی جانتا ہے، اسی طرح ہم کل کیا کام کریں گے یہ بھی خاص اللہ ہی کو معلوم ہے جبکہ ہم روزانہ اپنے کاموں کا نقشہ بناتے ہیں مگر پیشراو قات وہ جملہ نقشہ نہیں ہو جاتے ہیں اور یہ بھی کسی کو معلوم نہیں کہ اس کی قبر کمال بننے والی ہے۔ الغرض علم غیب جزوی اور کلی طور پر صرف اللہ پاک ہی کو حاصل ہے ہاں وہ جس قدر چاہتا ہے کبھی کبھار اپنے محبوب بندوں کو کچھ چیزیں بتلادیا کرتا ہے مگر اس کو غیب نہیں کہا جاسکتا یہ تو اللہ کا عطیہ ہے وہ جس قدر چاہے اور جب چاہے اور جسے چاہے اس کو بخش دے۔ اس کو غیب وافی کہنا بالکل جھوٹ ہے۔ حضرت امام بخاریؓ نے یہاں باب کی مناسبت سے اس حدیث کو نقل فرمाकر ثابت فرمایا کہ بارش ہونے کا صحیح علم صرف اللہ پاک ہی کو حاصل ہے اور کوئی نہیں بتلا سکتا کہ یقینی طور پر فلاں دن فلاں وقت بارش ہو جائے گی۔

## ۱۲۔ کتاب الکسوف

### سورج گرہن کے متعلق ابواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

**لَذِيقَة** کسوف لغت میں سیاہ ہو جانے کو کہتے ہیں۔ جس شخص کی حالت متغیر ہائے اور منہ پر سیاہی آجائے اس کے لئے عربی محاورہ یہ ہے فلاں کسف و جهہ و حالہ یعنی فلاں کا چہرہ اور اس کی حالت سیاہ ہو گئی۔ اور سورج گرہن کے وقت بولتے ہیں کسف الشمس (سورج سیاہ ہو گیا) چناند اور سورج کے ظاہری اسباب کچھ بھی ہوں مگر حقیقت میں یہ غافلوں کے لئے قدرت کی طرف سے تنبیہ ہے کہ وہ خدا کے عذاب سے نذر نہ ہوں اللہ پاک جس طرح چناند اور سورج جیسے اجرام فلکی کو متغیر کر دیتا ہے ایسے ہی گنگاروں کے دلوں کو بھی کلا کر دیتا ہے اور اس پر بھی تنبیہ ہے کہ چناند اور سورج اپنی ذات میں خود مختار نہیں ہیں بلکہ یہ بھی مخلوق ہیں اور اپنے خالق کے تابع ہیں پھر بھلا یہ عبادات کے لائق کیسے ہو سکتے ہیں۔ گرہن کے وقت نماز کے مشروع ہونے پر جملہ علمائے اسلام کا اتفاق ہے جہاں اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں اور فضالے حنفیہ نے اسے سنت گردانا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ! اخناف کا مسلک اس نمازوں کے بارے میں یہ ہے کہ عام نمازوں کی طرح پڑھی جائی گی مگر یہ مسلک صحیح نہیں ہے جس کی تفصیل علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے لفظوں میں یہ ہے جسے صاحب تفہیم البخاری نے نقل کیا ہے کہ سورج گرہن سے متعلق روایتیں متعدد اور مختلف ہیں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے اس نمازوں میں بھی عام نمازوں کی طرح ایک رکوع کیا۔

بہت سی روایتوں میں ہر رکعت میں دو رکوع کا ذکر ہے اور بعض میں تین اور پانچ تک بیان ہوئے ہیں۔ علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس باب کی تمام روایتوں کا جائزہ لینے کے بعد صحیح روایت وہی علوم ہوتی جو بخاری میں موجود ہے یعنی آپ نے ہر رکعت میں دو رکوع کئے تھے۔ آگے چل کر صاحب تفہیم البخاری نے علامہ مرحوم کی یہ تفصیل نقل کی ہے۔

انتہائی نامناسب بات! جن روایتوں میں متعدد رکوع کا ذکر ہے اس کے متعلق بعض احافاف نے یہ کہا ہے کہ چونکہ آپ نے طویل رکوع کیا تھا اور اسی وجہ سے صحابہ کرام رکوع سے سر اٹھا اٹھا کر یہ زیکر تھے کہ انہضور کھڑے ہو گئے یا نہیں اور اسی طرح بعض صحابہ نے جو پیچھے تھے یہ سمجھ لیا کہ کئی رکوع کئے گئے ہیں۔ شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ یہ بات انتہائی نامناسب اور متأخرین کی ایجاد ہے (تفہیم البخاری، پ: ۳ / صفحہ ۱۳۵)۔

صحابہ کرام کی شان میں ایسا کہنا ان کی انتہائی تخفیف ہے۔ بخلاف مسلمان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم امتعتم جو سرپا خشوع و

خضوع سے نماز پڑھا کرتے تھے ان کے بارے میں حاشا و کلایا گل کیا جاسکتا ہے ہرگز نہیں۔

لقط کسوف اور خسوف کے بارے میں علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کسوف ہو التغیر الى السواد ومنه کسف وجهه اذا تغير والخسوف بالخلاء المعجمة النقصان قاله الاصمعي والخسفة ايضاً الذل والجمهور على انهما يكتنان لذهب ضوء الشمس والقمر بالكلية وقيل بالكاف في الابتداء وبالخلاء في الانتهاء وزعم بعض علماء الهيئة ان كسوف الشمس لا حقيقة له فانها لا تغير في نفسها وإنما القمر يحول بيننا وبينها ونورها باق وأما كسوف القمر فحقيقة فان ضوئه من ضوء الشمس وكسوفه بحلولة ظل الأرض من بين الشمس وبينه بنقطة التقاطع فلا يبقى فيه ضوء البتة فخسوفه ذهب ضوئه حقيقة انتهى الخ

قال الحافظ عبد العظيم المنذري ومن قبله القاضي ابو بکر بن العربي حديث الكسوف رواه عن النبي صلیک اللہ علیہ وسلم سبعة عشر نفسا رواه جماعة منهم بالكاف وجماعة بالخلاء وجماعة باللغطين جميعاً انتهى ولا رب ان مدلول الكسوف لغة غير مدلول الخسوف لان الكسوف بالكاف التغیر الى سواد و الخسوف بالخلاء النقص والزوال یعنی کسوف کے معنی سیاہی کی طرف متغیر ہو جاتا ہے جب کسی کا چہرہ متغیر ہو جائے تو لقط کسوف ووجهہ بولا کرتے ہیں اور خسوف خائے تمیج کے ساتھ تقصان کو کہتے ہیں اور لقط خفت ڈلت کے معنی میں بولا گیا ہے یہ بھی کہا گیا کہ گرہن کی ابتدائی حالت پر کسوف اور انتہائی حالت پر خسوف بولا گیا ہے بعض علمائے ہیئت کا ایسا خیال ہے کہ کسوف نہ کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات میں متغیر نہیں ہوتا چاند اس کے اور ہمارے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اس کا نور باتی رہتا ہے (یہ علمائے ہیئت کا خیال ہے کہ کوئی شرعی بات نہیں ہے حقیقت حال سے اللہ ہی واقف ہے) کسوف قرکی حقیقت ہے اس کی روشنی سورج کی روشنی ہے جب زمین اس کے اور چاند کے درمیان حائل ہو جاتی ہے تو اس میں روشنی نہیں رہتی۔

حافظ عبد العظیم منذری اور قاضی ابو بکر نے کماکہ حدیث کسوف کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سترہ صحابیوں نے روایت کیا ہے۔ ایک جماعت نے ان میں سے کاف کے ساتھ یعنی لقط کسوف کے ساتھ اور ایک جماعت نے خاء لقط خسوف کے ساتھ اور ایک جماعت نے ہر دو لفظوں کے ساتھ۔ لغوی اعتبار سے ہر دو لفظوں کا مدلول الگ الگ ہے کسوف سیاہی کی طرف متغیر ہوتا۔ اور خسوف نقص اور زوال کی طرف متغیر ہوتا۔ ہر حال اس بارے میں شارع میں کام کا جامع ارشاد کافی ہے کہ ہر دو اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جن کے ذریعہ اللہ پاک اپنے بندوں و کھاتا ہے کہ یہ چاند اور سورج بھی اس کے قبیلے میں ہیں اور عبادت کے لائق صرف وہی اللہ تبارک و تعالیٰ ہے جو لوگ چاند سورج کی پرستش کرتے ہیں وہ بھی انتہائی حماقت میں جلتا ہیں کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کو معبد بناتے ہیں، مج ہے لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقُهُمْ إِنَّ كُلَّ شَمْسٍ إِنَّهَا تَغْبُدُونَ (فصلت: ۷۷) یعنی ”چاند اور سورج کو سجدہ نہ کرو۔ بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو۔ جس نے ان کو پیدا کیا ہے اگر تم خاص اس اللہ ہی کی عبادت کرتے ہو۔“ معلوم ہوا کہ ہر قسم کے سجدے خاص اللہ ہی کے لئے کرنے ضروری ہیں۔

## باب سورج گرہن کی نماز

### کا بیان

### ۱ - بَابُ الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ

#### الشَّمْسِ

(۱۰۳۰) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے

خلیل بن عبد اللہ نے یونس سے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے بیان کیا، ان سے ابو بکرہ فتح بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نبی

۱۰۴۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنَ قَالَ:

حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ يُونُسَ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ بَكْرَةَ قَالَ: كَمَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ

کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ سورج کو گرہن لگنا شروع ہوا۔ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم (انٹھ کر جلدی میں) چادر گھسیتے ہوئے مسجد میں گئے۔ ساتھ ہی، ہم بھی گئے، آپ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی تا آنکہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں گرہن کسی کی موت وہلاکت سے نہیں لگتا لیکن جب تم گرہن دیکھو تو اس وقت نماز اور دعا کرتے رہو جب تک گرہن کھل نہ جائے۔

فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ يَحْرُرُ رِدَاءَهُ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجَدَ، فَذَهَلَنَا، فَصَلَّى بِنًا رَكْعَيْنِ حَتَّى انْجَلَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكِسِفَانِ لِمَوْتٍ أَحَدٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُّوا وَادْعُوا حَتَّى يَنْكِشِفَ مَا بَعْنَمِ)). [اطراfe في: ۱۰۴۸، ۱۰۶۲، ۵۷۸۵، ۱۰۶۳]

(۱۰۳۱) ہم سے شاہ بن عباد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں ابراہیم بن حمید نے خبر دی، انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے، انہیں قیس بن ابی حازم نے اور انہوں نے کہا کہ میں نے ابو مسعود النصاری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند میں گرہن کسی شخص کی موت سے نہیں لگتا۔ یہ دونوں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ اس لئے اسے دیکھتے ہی کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔

۱۰۴۱ - حَدَّثَنَا شِيهَابُ بْنُ عَبَادٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكِسِفَانِ لِمَوْتٍ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنْهُمَا آيَاتٌ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهَا فَقُومُوا فَصَلُّوا)).

[طراfe في: ۱۰۵۷، ۳۲۰۴]

**لشیخ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گرہن کی نماز کا وقت وہی ہے جب گرہن لگے خواہ وہ کسی وقت ہو اور حنفیوں نے اوقات آنفہ کے ڈھلنے تک ہے اور مالکی حدیث نے اول مذہب کو اختیار کیا ہے اور وہی راجح ہے (وجیدی)

(۱۰۳۲) ہم سے امین بن فرح نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے عمرو بن حراث نے عبدالرحمن بن قاسم سے خبر دی، انہیں ان کے باپ قاسم بن محمد نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا سورج اور چاند میں گرہن کسی کی موت و زندگی سے نہیں لگتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دونوں نشانیاں ہیں، اس لئے جب تم یہ دیکھو تو نماز پڑھو۔

۱۰۴۲ - حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْفَاقِسِ حَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتٍ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاةٍ، وَلَكِنْهُمَا آيَاتٌ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، فَإِذَا

رَأَيْتُمُوهَا فَصَلُوا۔)

[اطرفہ فی: ۳۲۰۱]

(۱۰۳۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ہاشم بن قاسم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شیبان ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے زیاد بن علاقہ نے بیان کیا، ان سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سورج گرہن اس دن لگا جس دن (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحزادے) حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا بعض لوگ کہنے لگے کہ گرہن حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرہن کسی کی موت و حیات سے نہیں لگتا۔ البتہ تم جب اسے دیکھو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔

١٠٤٣ - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْفَاقِسِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبْوَ مُعَاوِيَةَ عَنْ زَيْدَ بْنِ عِلَّاجَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شَعْبَةَ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمَ فَقَالَ النَّاسُ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَكْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاةِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ فَصَلُوا وَادْعُوا اللَّهَ)).

[طرفاہ فی: ۱۰۶۰، ۶۱۹۹]

**لَشَّبَّهَ** اتفاق سے جب حضرت ابراہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحزادے گزر گئے تو سورج گرہن لگا۔ بعض لوگوں نے پڑنے کا اعتقاد رکھتے تھے ہماری شریعت نے اسے باطل قرار دیا۔ حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ گرہن کی نماز کا وقت وہی ہے جب بھی گرہن لگے خواہ کسی وقت ہو، یہی مذہب رائج ہے۔ یہاں گرہن کو اللہ کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔ مند امام احمد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ میں اتنا زیادہ منقول ہے کہ اللہ عزوجل جب کسی چیز پر جعل کرتا ہے تو وہ عاجزی سے اطاعت کرتی ہے۔ جعل کا اصل مفہوم و مطلوب اللہ ہی کو معلوم ہے۔ یہ خیال کہ گرہن یا چاند یا زمین کے سامنے کوئی علم ہیئت کا مسئلہ یا ان کرتا تو وہ کہتا کہ کیا آپ آسمان سے اترے ہیں۔ برعکس حضرت مولانا وید الزماں مرحوم علمائے ہیئت جو کہتے ہیں کہ زمین یا چاند حائل ہو جانے سے گرہن ہوتا ہے، یہ حدیث کے خلاف نہیں ہے پھر بھی آئیہ من آیات اللہ کا اطلاق اس پر صحیح ہے۔ روایت میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ مادہ رنجی الاول یا ماہ رمضان میں ہوا تھا۔ والله اعلم بالصواب۔

صاحب تسلیل القاری لکھتے ہیں کہ اگر ایسا ہوتا جیسے کفار کا اعتقاد تھا تو گرہن سورج اور چاند کا اپنے مقرہ وقت پر نہ ہوتا بلکہ جب دنیا میں کسی بڑے کی موت کا حادثہ پیش آتا یا کوئی بڑا آدمی پیدا ہوتا، گرہن لگا کرتا۔ حالانکہ اب کاظمین علم ہیئت نے سورج اور چاند کے گرہن کے اوقات ایسے دریافت کئے ہیں کہ ایک منٹ ان سے آگے پیچھے گرہن نہیں ہوتا اور سال بھر کی بیشتر جنزوں میں لکھ دیتے ہیں کہ اس سال سورج گرہن فلاں تاریخ اور فلاں وقت ہو گا اور چاند گرہن فلاں تاریخ اور فلاں وقت میں اور یہ بھی لکھ دیتے ہیں کہ سورج یا چاند کی بھی گرہن سے کلچھ پ جائے گی یا ان کا اتنا حصہ۔ اور یہ بھی لکھ دیتے ہیں کہ کس ملک میں کس قدر گرہن لگے گا۔

بہر حال یہ دونوں اللہ کی قدرت کی اہم نشانیاں ہیں اور قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا ہے «وَمَا نَزَّلْنَا بِالذِّي أَنْخَوْنَا» (عن اسرائیل: ۵۹) کہ ہم اپنی قدرت کی کتنی ہی نشانیاں لوگوں کو ڈرانے کے لئے بھیجتے ہیں جو اہل ایمان ہیں وہ ان سے اللہ کے وجود برحق پر دلیل لے کر اپنا ایمان مضبوط کرتے ہیں اور جو الخاد و دہریت کے فکار ہیں وہ ان کو مادی عینک سے دیکھ کر اپنے الہاد و دہریت میں ترقی کرتے ہیں مگر حقیقت یہی ہے کہ «وَفِي كُلِّ شَنِيْلِ لِهِ ابَةٌ تَدْلِيْلٌ عَلَى إِنَّهُ وَاحِدٌ» یعنی کائنات کی ہر چیز میں اس امر کی نشانی موجود ہے کہ اللہ پاک اکیلا ہے علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ ولی هذا الحديث ابطال ماقام اهل الجahلیyah یعتقدونہ من تالیف الكراکب قال الخطابی كانوا في الجahلیyah يعتقدون ان الكسوف يوجب حدوث تغير الأرض من موته او ضرر فاعلم النبي صلی الله عليه وسلم انه اعتقاد باطل وان الشمس والقمر خلقان مسخران لله تعالى ليس لهما سلطان في غيرهما ولا قدرة على الدفع عن انفسهما (تبل الاوطار) یعنی عدم جاہلیت والے ستاروں کی تاثیر کا جو اعتقاد رکھتے تھے اس حدیث میں اس کا ابطال ہے۔ خطابی نے کہا کہ جاہلیت کے لوگ اعتقاد رکھتے کہ گرہن سے زمین پر موت یا اور کسی نقصان کا حادثہ ہوتا ہے۔ حضور ﷺ نے بتایا کہ یہ اعتقاد باطل ہے اور سورج اور چاند اللہ پاک کی دو مخلوق جو اللہ پاک ہی کے تالیع ہیں ان کو اپنے غیر میں کوئی اختیار نہیں اور نہ وہ اپنے ہی نفوں سے کسی کو دفع کر سکتے ہیں۔ آج کل بھی عوام الناس جاہلیت جیسا ہی عقیدہ رکھتے ہیں، اہل اسلام کو ایسے غلط خیال سے بالکل دور رہنا چاہئے اور جانتا چاہئے کہ ستاروں میں کوئی طاقت قدرت نہیں ہے۔ ہر قسم کی قدرت صرف اللہ پاک ہی کو حاصل ہے۔ والله اعلم.

### باب سورج گرہن میں صدقہ خیرات کرنا

(۱۰۳۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے شام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے پلے آپ کھڑے ہوئے تو بڑی دیر تک کھڑے رہے، قیام کے بعد رکوع کیا اور رکوع میں بست دیر تک رہے۔ پھر رکوع سے اٹھنے کے بعد دیر تک دوبارہ کھڑے رہے لیکن آپ کے پلے قیام سے کچھ کم، پھر رکوع کیا تو بڑی دیر تک رکوع میں رہے لیکن پلے سے مختصر، پھر سجدہ میں گئے اور دیر میں سجدہ کی حالت میں رہے۔ دوسری رکعت میں بھی آپ نے اسی طرح کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو گرہن کھل چکا تھا، اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت و حیات سے ان میں گرہن نہیں لگتا۔ جب تم گرہن لگا ہوا دیکھو تو اللہ سے دعا کرو تکبیر کرو اور نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔ پھر آپ نے فرمایا

### ۲- بَابُ الصَّدَقَةِ فِي الْكُسُوفِ

۱۰۴۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: ((خَسَقَتِ الشَّمْسُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ لِقَامَ فَأَطَّالَ الْقِيَامَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَّالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ قَامَ فَأَطَّالَ الْقِيَامَ - وَهُوَ ذُوْنُ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ - ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الْوُكُوعَ وَهُوَ ذُوْنُ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُودَ، ثُمَّ فَعَلَّ لِهِ الرُّكْنَةُ التَّانِيَةُ مِثْلُ مَا فَعَلَ فِي رُكْنَةِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ اَنْصَرَفَ وَقَدْ نَجَّلَ الشَّمْسَ، فَخَطَبَ النَّاسَ، فَحَمَدَ اللَّهَ وَأَتَقَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ أَبَيَا مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْخَسِفُانِ لِمَوْتٍ أَخِيدُ وَلَا لِعَيَّاهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْعُوا اللَّهَ وَكَبُرُوا وَصَلُّوا

اے محمد کی امت کے لوگو! دیکھو اس بات پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت اور کسی کو نہیں آتی کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے۔ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! واللہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں بھی معلوم ہو جائے تو تم ہستے کم اور روتے زیادہ۔

وَأَصَدَّقُوا) فُمْ قَالَ: ((يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ،  
وَاللَّهُ مَا مِنْ أَحَدٍ أَغْنَى مِنَ اللَّهِ أَنْ يَرْزُقَنِي  
عَبْدَهُ أَوْ تَرْزُقَنِي أَمْنَةً. يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ، وَاللَّهُ  
لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِّكُتُمْ قَلِيلًا  
وَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)).

[اطرافہ فی: ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۵۰، ۱۰۵۶، ۱۰۵۸، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۲۱۲، ۳۲۰۳، ۴۶۲۴، ۵۲۲۱، ۶۶۳۱].

**شیخ** یعنی ہر رکعت میں دو دو رکوع کئے اور دو دو قیام اگرچہ بعض روایتوں میں تین تین رکوع اور بعض میں چار چار اور بعض میں پانچ پانچ ہر رکعت میں وارد ہوئے ہیں۔ مگر دو دو رکوع کی روایت صحت میں بڑھ کر ہیں اور الہحدیث اور شافعی کا اس پر عمل ہے اور حنفیہ کے نزدیک ہر رکعت میں ایک ہی رکوع کرے۔ امام ابن قیمؒ نے کما ایک رکوع کی روایت صحت میں دو دو رکوع کی روایتوں کے برابر نہیں ہیں اب جن روایتوں میں دو دو رکوع سے زیادہ متفق ہیں یا تو وہ روایوں کی غلطی ہے یا کوف کا واقعہ کئی پار ہوا ہو گا۔ بعض علماء نے یہی اختیار کیا ہے کہ جن جن طرحوں سے کوف کی نماز متفق ہے ان سب طرحوں سے پڑھنا درست ہے۔

قطلانی نے پچھلے مشکلین کی طرح غیرت کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ غیرت غصے کے جوش کو کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے تغیرات سے پاک ہے۔ احادیث کا یہ طریق نہیں، اہل حدیث اللہ تعالیٰ کی ان سب صفات کو جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں اپنے ظاہری معنی پر محول رکھتے ہیں اور ان میں تاویل اور تحریف نہیں کرتے جب غضب اللہ تعالیٰ صفات میں سے ہے تو غیرت بھی اس کی صفات میں سے ہو گی غضب زائد اور کم ہو سکتا ہے اور تغیر اللہ کی ذات اور صفات حقیقتی میں نہیں ہوتا لیکن صفات افعال میں تو تغیر ضرور ہے مثلاً گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے پھر توبہ کرنے سے راضی ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کلام کرتا اور کبھی کلام نہیں کرتا کبھی اترتا ہے کبھی چڑھتا ہے غرض صفات افعالیہ کا حدوث اور تغیر الہحدیث کے نزدیک جائز ہے (مولانا وحید الزمان مرحوم)

بابُ الْنِّدَاءِ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً فِي

۳- بَابُ النِّدَاءِ بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً فِي

### جماعت سے نماز پڑھو

(۱۰۳۵) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں سیجی بن صالح نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہم سے معاویہ بن سلام بن ابی سلام رحمہم اللہ تعالیٰ جبشی دمشقی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سیجی بن ابی کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ سمجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف زہری نے خبر دی، ان سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج

### الْكُسُوفِ

۱۰۴۵- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ صَالَحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامَ بْنِ أَبِي سَلَامٍ الْحَبْشَيِّ الدَّمْشَقِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو

گرہن لگاتو یہ اعلان کیا گیا کہ نماز ہونے والی ہے۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: (إِنَّمَا كُسِّفَتِ  
الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ الْأَنْبَيِّ نُودِيَ  
(بِالصَّلَاةِ جَامِعَةً)). [طرفة فی: ۱۰۵۱].

مقدمہ باب یہ ہے کہ گرہن کی نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی مگر لوگوں میں اس طور اعلان کرنا کہ یہ نماز گرہن جماعت سے ادا کی جانے والی ہے لذا لوگو شرکت کے لئے تیار ہو جاؤ اس طرح پر اعلان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کونکہ ایسا اعلان کرنا حدیث ذیل سے ثابت ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گرہن کی نماز خاص اہتمام جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئے۔

**باب گرہن کی نماز میں امام کا خطبہ پڑھنا**  
اور حضرت عائشہ اور اسماءؓؑ نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن میں خطبہ سنایا۔

(۱۰۳۶) ہم سے عین بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب شاہب نے (دوسری سند) اور مجھ سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہ ہم سے عبیش بن خالد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عروہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سورج گرہن لگا، اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ لوگوں نے حضور اکرمؐ کے پیچھے صفائی اور بست لبارکوں کیا پھر سمع اللہ من حمدہ کہہ کر کھڑے ہو گئے اور سجدہ نہیں کیا (رکوع سے اٹھنے کے بعد) پھر بست دیر تک قرآن مجید پڑھتے رہے پھر بکیر کی اور بست لبارکوں کیا پھر سمع اللہ من حمدہ کہہ کر کھڑے ہو گئے اور سجدہ نہیں کیا (رکوع سے اٹھنے کے بعد) پھر بکیر کے ساتھ رکوع میں چلے گئے اور دیر تک رکوع میں رہے، یہ رکوع بھی پسلے رکوع سے کم تھا۔ اب سمع اللہ من حمدہ اور ربنا ولک الحمد کما پھر سجدہ میں گئے۔ آپ نے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا (ان دونوں رکعتوں میں) پورے چار رکوع اور چار سجدے کئے۔ نماز بے فرش ہونے سے پسلے ہی سورج صاف ہو چکا تھا۔ نماز کے بعد آپؐ نے

**٤ - بَابُ خُطْبَةِ الْإِمَامِ فِي الْكُسُوفِ**  
وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ: خَطَبَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

١٠٤٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْلَّيْثُ عَنْ عَفِيلٍ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ ح. وَحَدَّثَنِي أَخْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْيَسْتَهُ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَزْرَوَةُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَسَفتِ الشَّمْسُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ، فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَصَفَّ النَّاسَ وَرَأَءَاهُ، فَكَبَرَ، فَاقْتَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ كَبَرَ فَرَكَعَ رَكْعَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقَامَ وَلَمْ يَسْجُدْ وَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً هِيَ أَذْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأَوَّلِيِّ، ثُمَّ كَبَرَ وَرَكَعَ رَكْعَةً طَوِيلَةً وَهُوَ أَذْنَى مِنَ الرِّمْكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَالَ فِي الرِّمْكُوعِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذَلِكَ فَاسْتَكْمَلَ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ، وَأَنْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَنْصَرِفَ، ثُمَّ قَامَ فَأَتَتِي

کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا اور پسلے اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کی پھر فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی دو نشانیاں ہیں ان میں گرہن کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں لگتا لیکن جب تم گرہن دیکھا کرو تو فوراً نماز کی طرف لپکو۔ زہری نے کہا کہ کثیر بن عباس اپنے بھائی عبد اللہ بن عباس سے روایت کرتے تھے وہ سورج گرہن کا تھے اس طرح بیان کرتے تھے جیسے عروہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا۔ زہری نے کہا میں نے عروہ سے کہا تمارے بھائی عبد اللہ بن زبیر نے جس دن مدینہ میں سورج گرہن ہوا صبح کی نماز کی طرح دور کعت پڑھی اور کچھ زیادہ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ان مگر وہ سنت کے طریق سے چوک گئے۔

علیَّ اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ) ثُمَّ قَالَ: ((هُمَا آيَاتٌ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْخَسِقُانِ الْمَوْتُ أَحَدٌ وَلَا لِحَيَاةِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَافْرُغُوا إِلَى الصَّلَاةِ)۔ وَكَانَ يُحَدِّثُ كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ يَوْمَ خَسْفَتِ الشَّمْسِ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَزْوَةِ عَنْ عَائِشَةَ، فَقُلْتُ لِعَزْوَةِ: إِنَّ أَخَاكَ يَوْمَ خَسْفَتِ الشَّمْسِ بِالْمَدِينَةِ لَمْ يَنِدِّ عَلَى رَسْكَنَيْنِ مِثْلِ الصُّبْحِ، قَالَ: أَجَلُّ، لَأَنَّهُ أَخْطَأَ السُّنَّةَ.

[راجح: ۱۰۴]

**تَسْبِيحُ** ان کو حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث نہ پہنچی ہو گی حالانکہ عبد اللہ بن زبیر صحابیؓ تھے اور عروہ تابعی ہیں مگر عروہ نے آخرت میں غلطی کی حدیث نقل کی اور حدیث کی پیروی سب پر مقدم ہے۔ اس روایت سے یہ بھی لکھا کر بڑے بڑے جملہ القدر صحابیؓ جیسے عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس ہیں ان سے بھی غلطی ہو جاتی تھی تو اور مجتہدوں سے جیسے امام ابو حیفیظؓ یا امام شافعی ہیں غلطی کا ہونا کچھ بعد نہیں اور اگر منصف آدمی امام اہن قیم کی اعلام الموقعین الناصف سے دیکھے تو اس کو ان مجتہدوں کی غلطیاں بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں (وحیدی)

## ۵- بَابُ هَلْ يَقُولُ: كَسَفَ

الشَّمْسُ أَوْ خَسْفَتْ؟

وَقَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: هَوَ خَسْفَ الْقَمَرِ

[القيامة : ۸]

باب سورج کا کسوف و خسوف  
دونوں کہہ سکتے ہیں  
اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ قیامہ میں) فرمایا  
”وَخَنَقَ الظَّرْفَ“

**تَسْبِيحُ** اس باب سے امام بخاریؓ کا مطلب یہ ہے کہ لفظ کسوف اور خسوف چاند اور سورج دونوں کے گرہن میں مستعمل ہوتے ہیں اور جن لوگوں نے سورج گرہن کو کسوف یا خسوف کہنے سے منع کیا ہے ان کا قول صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح جن لوگوں نے چاند گرہن کو خسوف کہنے سے کیونکہ اللہ نے خود سورہ قیامہ میں چاند گرہن کو خسوف فرمایا (وحیدی)

(۷۰۳) ہم سے سعید بن عفیرنے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یہ شاہ بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے بخردی اور انہیں بھی کشم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ، مطہرہ

۱۰۴- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفْيَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْبَيْنُ عَنْ حَدَّثِنِي عَقِيلَ عَنْ أَبِنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَزْوَةُ بْنُ الرَّبِيعِ أَنَّ عَذْشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ أَخْبَرَنَاهُ (أَنَّ رَسُولَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ جس دن سورج میں خوف (گر، ہن) لگا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی آپ کھڑے ہوئے تکبیر کی پھر دیر تک قرآن مجید پڑھتے رہے۔ لیکن اس کے بعد ایک طویل رکوع کیا۔ رکوع سے سراخھایا تو کما سعی اللہ لمن حمدہ پھر آپ پہلے ہی کی طرح کھڑے ہو گئے اور دیر تک قرآن مجید پڑھتے رہے لیکن اس مرتبہ کی قرأت پہلے سے کچھ کم تھی۔ پھر آپ سجدہ میں گئے اور بست دیر تک سجدہ میں رہے پھر دوسرا رکعت میں بھی آپ نے اسی طرح کیا پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ سورج اور چاند کا "کسوف" (گر، ہن) اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے اور ان میں "خوف" (گر، ہن) کسی کی موت و زندگی پر نہیں لگتا۔ لیکن جب تم اسے دیکھو تو فوراً نماز کے لئے لپکو۔

الله ﷺ صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ لِقَاءً  
كَبِيرًا فَقَرَأَ قِرَاءَةً طَوِيلَةً، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا  
طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ لِقَاءً : سَمِعَ اللَّهُ  
لِعْنَ حَمْدَةٍ، وَقَامَ كَمَا هُوَ، ثُمَّ قَرَأَ قِرَاءَةً  
طَوِيلَةً وَهِيَ أَذْنَى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْأُولَى، ثُمَّ  
رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهِيَ أَذْنَى مِنَ الرَّكْعَةِ  
الْأُولَى، ثُمَّ سَجَدَ سُجُودًا طَوِيلًا، ثُمَّ فَعَلَ  
فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ سَلَّمَ -  
وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ - فَخَطَبَ النَّاسَ  
لِقَاءً فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ:  
(إِنَّهُمَا آيَاتٌ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفُانَ  
لِمَوْتٍ أَحَدٌ وَلَا لِحَيَاةٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا  
فَافْرَغُوا إِلَى الصَّلَاةِ). [رَاجِعٌ: ١٠٤٤]

٦ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((يُخَوِّفُ

أَللّٰهُ عِبَادَةً بِالْكُسُوفِ))

قاله أبو موسى عن النبي ﷺ.

٤٨ - حَدَّثَنَا قَتْبِيَّةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتٌ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَنْكِسِفَانِ لِمَوْتٍ أَحَدٍ، وَلَكِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَةً)).

لَمْ يَذْكُرْ عَنْدَ الْوَارِثِ وَشَعْبَةَ وَخَالِدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَحَمَادَ بْنَ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ: ((يَحْوِفُ اللَّهُ بِهَا عِبَادَةً)). وَتَابِعَةُ مُوسَى

ستھان فرمائے۔ پس باب کا مطلب ثابت ہوا۔  
**باب نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو سورج گر ہن کے ذریعہ ڈرا تائے۔**

یہ ابو موسیٰ اشعری نقشبند نے نبی کرم ﷺ سے روایت کیا ہے  
 (۱۴۳۸) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کما کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یونس بن عیید نے، ان سے امام حسن بصری نے، ان سے ابو بکر بن عبد اللہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت و حیات سے ان میں گر ہن نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈرا تا ہے۔ عبد الوارث، شعبہ، خالد بن عبد اللہ اور حماد بن سلمہ ان سب حافظوں نے یونس سے یہ جملہ کہ ”اللہ ان کو گر ہن کرے“ پہنچ بندوں کو ڈرا تا ہے۔ بیان نہیں کیا اور یونس کے ساتھ اس حدیث کو موسیٰ نے مبارک بن فضالہ سے، انسوں نے امام حسن بصری سے

عن مبارکٰ عن الحسن قال: أخبرني أبو بكرٌ عن النبي ﷺ: ((يغوف الله بهما عباده)). وتابعة الأشعث عن الحسن. [راجع: ۱۰۴۰]

روایت کیا۔ اس میں یوں ہے کہ ابو بکر نے آنحضرت ﷺ سے سن کر مجھ کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ان کو گرہن کر کے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور یونس کے ساتھ اس حدیث کو اشعش بن عبد اللہ نے بھی امام حسن بصری سے روایت کیا۔

**لشیخ** اس کو خود امام تخاری نے آگے چل کر وصل کیا گو کسوف یا خسوف زمین یا چاند کے حائل ہونے سے ہو جس میں اب کچھ شک نہیں رہا۔ یہاں تک کہ نجیمین اور اہل بیت خسوف کا تھیک وقت اور یہ کہ وہ کس ملک میں کتنا ہو گا پسلے ہی بتا دیتے ہیں اور تجربہ سے وہ بالکل تھیک لکھا ہے، اس میں سرمو فرق نہیں ہوتا مگر اس سے حدیث کے مطلب میں کوئی خلل نہیں آیا کیونکہ خداوند کبیم اپنی قدرت اور طاقت دکھلاتا ہے کہ چاند اور سورج کیسے بڑے اور روشن اجرام کو وہ دم بھر میں تاریک کر دیتا ہے۔ اس کی عظمت اور طاقت اور بیت سے بندوں کو ہر دم تھرانا چاہئے اور جس نے چاند اور سورج گرہن کے عادی اور حابلی ہونے کا انکار کیا ہے وہ عقلاء کے نزدیک بھی کے قاتل ہے۔ (مولانا وحید الزماں مرحوم)

## باب سورج گرہن میں عذاب قبر سے

### خدائی پناہ مانگنا

(۱۰۳۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے بھی بن سعید نے، ان سے عمرہ بنت عبدالرحمن نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس مانگنے کے لئے آئی اور اس نے دعا دی کہ اللہ آپ کو قبر کے عذاب سے بچائے۔ حضرت عائشہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو قبر میں عذاب ہو گا؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی اس سے بناہ مانگتا ہوں۔

(۱۰۵۰) پھر ایک مرتبہ صح کو (کہیں جانے کے لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، اس کے بعد سورج گرہن لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن چڑھے واپس ہوئے اور اپنی بیویوں کے جمروں سے گزرتے ہوئے (مسجد میں) نماز کے لئے کھڑے ہو گئے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی اقدامیں نیت باندھ لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بست ہی لمبا قیام کیا پھر رکوع بھی بہت طویل کیا، اس کے بعد

عن مبارکٰ عن الحسن قال: أخبرني أبو بكرٌ عن النبي ﷺ: ((يغوف الله بهما عباده)). وتابعة الأشعث عن الحسن.

[راجع: ۱۰۴۰]

## ۷- بَابُ التَّعْوِذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي

### الكسوف

(۱۰۴۹) حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالكٍ عن يحيى بن سعيدٍ عن عمرة بنت عبد الرحمنٍ عن عائشة زوج النبي ﷺ: ((أن يهودية جاءت تسأله فقلت لها: أعاذك الله من عذاب القبر. فسألت عائشة رضي الله عنها رسول الله ﷺ: أين يذهب الناس في قبورهم؟ فقال رسول الله ﷺ: الله عاذًا يا الله من ذلك)).

[اطرافہ فی: ۱۰۵۵، ۱۲۷۲، ۶۳۶۶].

(۱۰۵۰) ثم ركب رسول الله ﷺ ذات عادة من كبا فحسنت الشمس، فرجع شخصي. فمر رسول الله ﷺ، بين ظهراني حجر، ثم قام يصلي، وقام الناس وراءه فناد قياما طوينا، ثم ركع ركوعا طوينا، ثم رفع قياما طوينا وهو دون أقيام

کھڑے ہوئے اور اب کی دفعہ قیام پھر لمبا کیا لیکن پلے سے کچھ کم۔ پھر رکوع کیا اور اس دفعہ بھی دیر تک رکوع میں رہے لیکن پلے رکوع سے کچھ کم، پھر رکوع سے سراخیا اور سجدہ میں گئے۔ اب آپ پھر دوبارہ کھڑے ہوئے اور بت دیر تک قیام کیا لیکن پلے قیام سے کچھ کم۔ پھر ایک لمبار کوع کیا لیکن پلے رکوع سے کچھ کم، پھر رکوع سے سراخیا اور قیام میں اب کی دفعہ بھی بت دیر تک رہے لیکن پلے سے کم دیر تک (چوتھی مرتبہ) پھر رکوع کیا اور بت دیر تک رکوع میں رہے لیکن پلے سے مختصر۔ رکوع سے سراخیا تو سجدہ میں چلے گئے آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نماز پوری کر لی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو چاہا آپ نے فرمایا اسی خطبہ میں آپ نے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگیں۔

الأولِ، ثُمَّ رَكْعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ ذُونَ الرُّكُوعِ  
الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكْعَ فَسَجَدَ، ثُمَّ قَامَ  
فَقَامَ قِياماً طَوِيلًا وَهُوَ ذُونَ الْقِيامِ الْأَوَّلِ،  
ثُمَّ رَكْعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ ذُونَ الرُّكُوعِ  
الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكْعَ فَقَامَ قِياماً طَوِيلًا وَهُوَ  
ذُونَ الْقِيامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكْعَ رُكُوعًا طَوِيلًا  
وَهُوَ ذُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكْعَ فَسَجَدَ  
ثُمَّ قَامَ وَهُوَ ذُونَ الْقِيامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكْعَ  
رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ ذُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ،  
ثُمَّ رَكْعَ فَسَجَدَ وَانْصَرَفَ فَقَالَ : مَا شاءَ  
الله أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ أَمْرَهُمْ أَنْ يَتَعَوَّذُوا مِنْ  
عَذَابِ الْفَقْرِ). [راجح: ۱۰۴۴]

**لَشَيْءٍ** بعض روایتوں میں ہے کہ جب یہودیہ نے حضرت عائشہؓ پر ہتھ سے عذاب قبر کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا چلو! قبر کا عذاب یہودیوں کو ہو گا مسلمانوں کا اس سے کیا تعلق لیکن اس یہودیہ کے ذکر پر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور آپ نے اس کا حق ہونا بتایا۔ اسی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؐ کو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی ہدایت فرمائی اور یہ نماز کسوف کے خطبہ کا واقعہ ۹۶ میں ہوا۔

حدیث کے آخری جملہ سے ترجمہ باب ثلثا ہے اس یہودی کو شاید اپنی کتابوں سے قبر کا عذاب معلوم ہو گیا ہو گا۔ این جملہ میں سے کہ آیت کریمہ میں لفظ (معنیشہ حنکار) (ط: ۲۲۳) اس سے عذاب قبر مراد ہے اور حضرت علیؓ نے کہا کہ ہم کو عذاب قبر کی تحقیق اس وقت ہوئی جب آیت کریمہ (حتیٰ ذذِئْمَ الْمُقَابِلَةِ) (التاشر: ۲) نازل ہوئی اسے تمذی نے روایت کیا ہے اور فتاویٰ اور رییح نے آیت (سَنَفِيلَنِمْ مَرْتَبَتِنِ) (الاتوبہ: ۱۰۱) کی تفسیر میں کہا کہ ایک عذاب دنیا کا اور دوسرا عذاب قبر کا مراد ہے۔ اب اس حدیث میں جو دوسری رکعت میں دون القیام الاول ہے اس کے مطلب میں اختلاف ہے کہ دوسری رکعت کا قیام اول مراد ہے یا اگلے کل قیام مراد ہیں بعضوں نے کہا چار قیام اور چار رکوع ہیں اور ہر ایک قیام اور رکوع اپنے ماسنی سے کم ہوتا تو مانی اول سے کم اور ثالث مانی سے کم اور رابع ثالث سے کم واللہ اعلم۔

یہ کسوف کے وقت عذاب قبر سے ذرایا اس کی مناسبت یہ ہے کہ جیسے کسوف کے وقت دنیا میں اندر ہمراہ ہو جاتا ہے ایسے ہی گھنٹا کی قبر میں جس پر عذاب ہو گا اندر ہمراہ چھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھ۔ قبر کا عذاب حق ہے، حدیث اور قرآن سے ثابت ہے جو لوگ عذاب قبر سے انکار کرتے ہیں وہ قرآن و حدیث کا انکار کرتے ہیں لہذا ان کو اپنے ایمان کے بارے میں فکر کرنا چاہئے۔

بابُ طُولِ السُّجُودِ فِي

لِمَبَاجِدَهِ كَرَنا

الْكُسُوفِ

(۱۰۵۱) ہم سے ابو قیم فضل بن دکین کوفی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شیبان بن عبد الرحمن نے بھی ابن ابی کثیر سے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے، ان سے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گرہن لگا تو اعلان ہوا کہ نماز ہونے والی ہے (اس نماز میں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت میں دور کوع کئے اور پھر دوسری رکعت میں بھی دور کوع کئے، اس کے بعد آپ پیشے رہے (قعدہ میں) یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا۔ عبد اللہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اس سے زیادہ لمبا سجدہ اور کبھی نہیں کیا۔

سبحانہ میں بنہ اللہ پاک کے بہت ہی زیادہ قریب ہو جاتا ہے، اس لئے اس میں جس قدر خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کو یاد کر لیا جائے اور جو کچھ بھی اس سے مانگا جائے کم ہے۔ سجدہ میں اس کیفیت کا حصول خوش بختی کی دلیل ہے۔

**باب سورج گرہن کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا**  
اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے زمزم کے چبوترہ میں لوگوں کو یہ نماز پڑھائی تھی اور علی بن عبد اللہ بن عباس نے اس کے لئے لوگوں کو جمع کیا اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز پڑھائی۔

یہ علی بن عبد اللہ تابعی ہیں۔ عبد اللہ بن عباس کے بیٹے ہیں اور خلفائے عبایہ ان عی کی اولاد ہیں ان کو سجادہ کرتے تھے کیونکہ یہ ہر روز ہزار سجدے کیا کرتے تھے جس رات حضرت علی مرثی شہید ہوئے اسی رات کو یہ پیدا ہوئے، اس لئے ان کا نام بطور یادگار علی ہی رکھا گیا۔ اس روایت کو ابن شیبہ نے موصولة ذکر کیا ہے (قطلانی)

(۱۰۵۲) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سورج کو گرہن لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا مبارکا قیام کیا کہ اتنی دری میں سورہ بقرہ پڑھی جا سکتی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع لمبا کیا اور اس کے بعد کھڑے ہوئے تو اب کی مرتبہ بھی قیام بہت لمبا تھا لیکن پسلے سے کچھ کم پھر ایک دوسرا

1051 - حدثنا أبو نعيم قال: حدثنا شيئاً عن يحيى عن أبي سلمة عن عبد الله بن عمرو أنّه قال: ((لما كُسِفت الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ نُودِيَ إِن الصَّلَاةَ جَامِعَةٌ. فَرَكِعَ النَّبِيُّ فَرَكِعُتِينَ فِي سَجْدَةٍ، ثُمَّ قَامَ فَرَكِعَ رَكْعَتِينَ فِي سَجْدَةٍ، ثُمَّ جَلَسَ، حَتَّى جَلَسَ عَنِ الشَّمْسِ. قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: مَا سَجَدْتُ سُجُودًا قُطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهَا)). [راجع: ۱۰۴۵]

سبحانہ میں بنہ اللہ پاک کے بہت ہی زیادہ قریب ہو جاتا ہے، اس لئے اس میں جس قدر خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کو یاد کر لیا جائے اور جو کچھ بھی اس سے مانگا جائے کم ہے۔ سجدہ میں اس کیفیت کا حصول خوش بختی کی دلیل ہے۔

۹- **بَابُ صَلَاةِ الْكَسُوفِ جَمَاعَةً**  
وَصَلَى ابْنُ عَبَّاسٍ بِهِمْ فِي صَفَةِ زَمْزَمَةِ  
وَجَمِيعِ عَلِيٍّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ.  
وَصَلَى ابْنُ عَمْرَةَ.

1052 - حدثنا عبد الله بن مسلمة عن مالك عن زيد بن أسلم عن عطاء بن يسار عن عبد الله بن عباس رضي الله عنهما عنه قال: ((انكسفت الشمس على عهد رسول الله ﷺ، فصلى رسول الله ﷺ فقام قياما طويلاً تखوا من قراءة سورة البقرة؛ ثم ركع ركوعاً طويلاً، ثم رفعه فقام قياماً طويلاً وهو دون القيام الأول،

لبار کوئ کیا جو پسلے رکوع سے کچھ کم تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے، سجدہ سے انھ کر پھر لبای قیام کیا لیکن پسلے قیام کے مقابلے میں کم لبا تھا پھر ایک لبار کوئ کیا۔ یہ رکوع بھی پسلے رکوع کے مقابلے میں کم تھا۔ رکوع سے سراخانے کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بست دری تک کھڑے رہے اور یہ قیام بھی پسلے سے منحصر تھا۔ پھر (چوتھا) رکوع کیا یہ بھی بست لبا تھا لیکن پسلے سے کچھ کم۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت و زندگی کی وجہ سے ان میں گرہن نہیں لگتا اس لئے جب تم کو معلوم ہو کہ گرہن لگ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ایسا رسول اللہ ﷺ! ہم نے دیکھا کہ (نماز میں) اپنی گہک سے آپ کچھ آگے بڑھے اور پھر اس کے بعد پیچھے ہٹ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی اور اس کا ایک خوش توڑنا چاہا تھا اگر میں اسے توڑ سکتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے اور مجھے جنم بھی دکھائی گئی میں نے اس سے زیادہ بھیانک اور خوفناک منظر بھی نہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا اس میں عورتیں زیادہ ہیں۔ کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے کفر (انکار) کی وجہ سے پوچھا گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ کا کفر (انکار) کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ شوہر کا اور احسان کا کفر کرتی ہیں۔ زندگی بھر تم کسی عورت کے ساتھ حسن سلوک کرو لیکن کبھی اگر کوئی خلاف مزاج بات آئی تو فوراً ایسی کہے گی کہ میں نے تم سے کبھی بھلانی نہیں دیکھی۔

فَمَ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ  
الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ  
دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا  
وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ لِقَامَ  
قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ  
رَكَعَ رُكُوعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرُّكُوعِ  
الْأَوَّلِ، ثُمَّ سَجَدَ، ثُمَّ أَنْصَرَفَ وَقَذَ تَجَلَّتِ  
الشَّمْسُ، فَقَالَ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ  
آيَاتٍ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ بِمَوْتٍ  
أَحَدٌ وَلَا لِحَيَاةٍ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْكُرُوا  
اللَّهَ)). قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْنَاكَ  
تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ  
تَعْكِفْتَ. قَالَ ﷺ: ((إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ،  
فَتَسَوَّلْتُ عَنْقُودًا وَلَوْ أَصَبْتَهُ لَا كَلْمَنْ مِنْهُ مَا  
بَقِيَتِ الدُّنْيَا. وَأَرَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرْ مُنْظَرًا  
كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْطَعَ). وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا  
النَّسَاءَ)). قَالُوا: يَمَّا رَأَيْسُولُ اللَّهِ؟ قَالَ:  
((يَكْفُرُهُنَّ)). قَيْلَ: يَكْفُرُنَ بِاللَّهِ؟ قَالَ:  
((يَكْفُرُنَ الْفَشِيرَ، وَيَكْفُرُنَ الْإِحْسَانَ، لَوْ  
أَخْسَنْتَ إِلَى إِخْدَاهُنَ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَيْتَ  
مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتَ مِنْكَ خَيْرًا  
قَطُّ)).

**لَشَرِيقٍ** یہ حدیث اس سے قبل بھی گزر چکی ہے، دوزخ اور جنت کی تصویریں آپ کو دکھلادیں، اس حدیث میں عورتوں کا بھی ذکر ہے جس میں ان کے کفر سے ناشرکی مراد ہے۔ بعضوں نے کہا کہ آپ نے اصل جنت اور دوزخ کو دیکھا کہ پرده در میان سے انھ گیا یا یہ مراد ہے کہ دوزخ اور جنت کا ایک ایک مکلا بطور نمونہ آپ کو دکھلایا گیا۔ بہر حال یہ عالم بر زinx کی چیز ہے جس طرح حدیث میں آگئی ہمارا ایمان ہے، تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ جنت کے خوشے کے لئے آپ نے جو فرمایا وہ اس لئے کہ جنت اور نعمائے جنت کے لئے فانہیں ہے اس لئے وہ خوش اگر آ جاتا تو وہ یہاں دنیا کے قائم رہنے تک رہتا مگر یہ عالم دنیا اس کا محل نہیں

اس لئے اس کا آپ کو معاف نہ کرایا گیا۔ اس روایت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر رکعت میں دو رکوع کرنے کا ذکر ہے جس کے پیش نظر برادر ان اختلاف نے بھی بھر حال اپنے ملک کے خلاف اس حقیقت کو تعلیم کیا ہے جو قتل عیین ہے چنانچہ صاحب تفہیم البخاری کے الفاظ ملاحظہ ہوں آپ فرماتے ہیں اس پلے کی تمام احادیث میں قتل غور بات یہ ہے کہ راویوں نے اس پر خاص طور سے زور دیا ہے کہ آپ نے ہر رکعت میں دو رکوع کرنے تھے چنانچہ قیام پھر رکوع پھر قیام اور پھر رکوع کی کیفیت پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن سجدہ کا ذکر جب آیا تو صرف اسی پر اکتفا کیا کہ آپ نے سجدہ کیا تھا اس کی کوئی تفصیل نہیں کہ سجدے کتنے تھے کیونکہ راویوں کے پیش نظر اس نماز کے امتیازات کو بیان کرنا ہے اس سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ رکوع ہر رکعت میں آپ نے دو کرنے تھے اور جن میں ایک رکوع کا ذکر ہے ان میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

## باب سورج گرہن میں عورتوں کا مردوں کے ساتھ

### نماز پڑھنا

(۱۰۵۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کی یوں فاطمہ بنت منذر نے، انہیں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے کہا کہ جب سورج کو گرہن لگاتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے گمراہی۔ اچاک لوگ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور عائشہ بنت ابی بکر بھی نماز میں شریک تھی میں نے پوچھا کہ لوگوں کو بات کیا پیش آئی؟ اس پر آپ نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے سجادہ اللہ کہا۔ پھر میں نے پوچھا کیا کوئی نشانی ہے؟ اس کا آپ نے اشارہ سے ہل میں جواب دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں بھی کھڑی ہو گئی لیکن مجھے چکر آگیا اس لئے میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر کے بعد فرمایا کہ وہ چیزیں جو کہ میں نے پہلے نہیں دیکھی تھیں اب انہیں میں نے اپنی اسی جگہ سے دیکھ لیا۔ جنت اور دوزخ تک میں نے دیکھی اور مجھے وہی کے ذریعہ بتایا گیا ہے کہ تم قبر میں دجال کے فتنہ کی طرح یا (یہ کہا کہ) دجال کے فتنہ کے قریب ایک فتنہ میں بٹلا ہو گے۔ مجھے یاد نہیں کہ اسماء بنت ابی بکر نے کیا کہا آپ نے فرمایا کہ تمہیں لایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ اس شخص (مجھ صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں تم کیا بحاجت ہو۔ مومن یا یہ کہا

۱۰۵۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ : أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَمْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيهِ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا قَالَتْ : ((أَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ الْأَنْبِيَاءِ)) - حِينَ خَسَفَ الشَّمْسُ - فَإِذَا النَّاسُ قِيَامٌ يَصْلُوْنَ، وَإِذَا هِيَ قَاتِلَةٌ تُصْلَىْ . قَلَّتْ : مَا لِلنَّاسِ؟ فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا إِلَى السَّنَاءِ وَقَالَتْ : مَسْحَانُ اللَّهِ . قَلَّتْ : أَيْهَا؟ فَأَشَارَتْ أَيْنِي نَعَمْ . قَالَتْ : فَقَمْتُ حَتَّى تَجَلَّنِي الْفَشَيْ، فَجَعَلْتُ أَصْبُرْ فَوْزَ رَأْسِي الْمَاءَ . فَلَمَّا أَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمَدَ اللَّهَ وَأَتَقَنَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : ((مَا مِنْ شَيْءٍ كَنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا، حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ . وَلَقَدْ أَوْحَيَ إِلَيْيَ أَنْكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ مِثْلَ - أَوْ فَرِيتَا مِنْ - فِتْنَةِ الدَّجَالِ (لَا أَذْرِي أَيْتَهُمَا قَالَتْ أَسْمَاءُ، يُؤْتَى أَحَدُكُمْ فِيَقَالُ

کہ یقین کرنے والا (مجھے یاد نہیں کہ ان وعیا توں میں سے حضرت اسلام نے کوئی بات کی تھی) تو کسے گا یہ محمد ﷺ ہیں آپ نے ہمارے سامنے صحیح راستہ اور اس کے دلائل پیش کئے اور ہم آپ پر ایمان لائے تھے اور آپ کی باعث قول کی اور آپ کا اتباع کیا تھا۔ اس پر اس سے کہا جائے گا کہ تو مرصلح ہے بس آرام سے سوجا ہیں تو پسلے ہی معلوم تھا کہ تو ایمان و یقین والا ہے۔ منافق یا شک کرنے والا (مجھے معلوم نہیں کہ حضرت امام نے کیا کہا تھا) وہ یہ کہے گا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں میں نے لوگوں سے ایک بات سنی تھی وہی میں نے بھی کہی (آگے مجھ کو کچھ حقیقت معلوم نہیں)

**الشیخ** اس حدیث سے بت سے امور پر روشنی پڑتی ہے جن میں سے صلوٰۃ کوف میں عورت کی شرکت کا مسئلہ بھی ہے اور اس میں عذاب قبر اور امتحان قبر کی تفصیلات بھی شامل ہیں یہ بھی کہ ایمان والے قبر میں آخرت مصلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تقدیق اور آپ کی اتباع کا انعام کریں گے اور بے ایمان لوگ وہاں پر کر صحیح جواب نہ دے سکیں گے اور دوزخ کے سخت ہوں گے۔ اللہ ہر مسلمان کو قبر میں ثابت قدمی عطا فرمائے (آمين)

### باب جس نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرتا پسند کیا (اس نے اچھا کیا)

(۱۰۵۳) ہم سے ریبع بن سیفی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زائدہ نے ہشام سے بیان کیا، ان سے فاطمہ نے، ان سے امام اور رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ مصلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔

### باب کوف کی نماز مسجد میں

#### پڑھنی چاہئے

(۱۰۵۵) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے سیفی بن سعید انصاری سے بیان کیا، ان سے عمرہ بنت عبدالرحمن نے، ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس کچھ مالکئے آئی۔ اس نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ قبر کے عذاب سے بچائے، انہوں نے نبی

لہ : مَا عِلْمَكُ بِهَذَا الرِّجْلِ؟ فَلَمَّا أَمْرَوْنَهُ - أَوْ قَالَ الْمُؤْمِنُ - (لَا أَذْرِي أَيْ ذَلِكَ قَالَتْ أَسْنَاءُ ) فَيَقُولُ : مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَالْهَدَى فَأَجَبْنَا وَآمَنَّا وَأَتَبْغَنَا ، فَيَقَالُ لَهُ : نَمْ صَالِحًا ، فَقَدْ عَلِمْنَا إِنْ كَتَ لَمُؤْمِنًا . وَأَمَّا الْمُنَافِقُ - أَوْ الْمُرْتَابُ - (لَا أَذْرِي أَيْتَهُمَا ) قَالَتْ أَسْنَاءُ ) فَيَقُولُ : لَا أَذْرِي ، سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَهِيْنَا فَقَلَّهُمْ ) . [راجح: ۸۶]

### ۱۱- بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْعَنَاقَةَ فِي

#### كُسُوفِ الشَّمْسِ

۱۰۵۴- حَدَّثَنَا رَبِيعُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْنَدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْنَاءَ قَالَتْ: ((أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ بِالْعَنَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ)) . [راجح: ۸۶]

### ۱۲- بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوفِ فِي

#### الْمَسْجِدِ

۱۰۵۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا فَقَالَتْ: أَعَاذُكُ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. فَسَأَلَتْ

کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا قبریں بھی عذاب ہو گا؟  
آنحضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا کہ میں خدا کی اس  
سے پناہ مانگتا ہوں۔

(۱۰۵۶) پھر آنحضرور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کے وقت سوار  
ہوئے (کہیں جانے کے لئے) اور سورج گر، ہن لگ گیا اس لئے آپ  
واپس آگئے، ابھی چاہت کا وقت تھا۔ آنحضرور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی  
بیویوں کے مجرموں سے گزرے اور (سبد میں) کھڑے ہو کر نماز شروع  
کر دی صحابہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں صاف باندھ کر  
کھڑے ہو گئے آپ نے قیام بہت لمبا کیا رکوع بھی بہت لمبا کیا پھر  
رکوع سے سراخانے کے بعد دوبارہ لمبا قیام کیا اور یہ قیام بھی  
کے بعد رکوع بہت لمبا لیکن پہلے رکوع سے کچھ کم۔ پھر رکوع سے سر  
اٹھا کر آپ سجدہ میں گئے اور لمبا سجدہ کیا۔ پھر لمبا قیام کیا اور یہ قیام بھی  
پہلے سے کم تھا۔ پھر لمبا رکوع کیا اگرچہ یہ رکوع بھی پہلے کے مقابلے  
میں کم تھا پھر آپ رکوع سے کھڑے ہو گئے اور لمبا قیام کیا لیکن یہ قیام  
پھر پہلے سے کم تھا (چوتھا) رکوع کیا اگرچہ یہ رکوع بھی پہلے رکوع  
کے مقابلے میں کم تھا۔ پھر سجدہ کیا بہت لمبا لیکن پہلے سجدہ کے مقابلے  
میں کم۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پھر لوگوں کو سمجھایا کہ قبر کے  
عذاب سے اللہ کی پناہ مانگیں۔

عَالِيَّةُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الْأَنْفَلَ  
فِي قُبُورِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ  
بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ)). [راجح: ۱۰۴۹]

۱۰۵۶ - ((تَمَ رَبِّكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ،  
ذَاتَ غَدَاءٍ مَرْكَبًا فَكَسَفتَ الشَّفَسَ،  
ثُرَجَعَ ضَحْنِي فَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ  
ظَهَرَانِي الْحَجَرِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، أَقَامَ  
النَّاسُ وَرَأَاهُ، فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَكَعَ  
رَكْعًا طَوِيلًا، ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيلًا  
وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رَكْعًا طَوِيلًا  
طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرَّسْكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَفَعَ  
رَسْكُوْعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الرَّسْكُوْعِ الْأَوَّلِ،  
ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ الْقِيَامِ  
الْأَوَّلِ، ثُمَّ رَكَعَ رَسْكُوْعًا طَوِيلًا وَهُوَ دُونَ  
الرَّسْكُوْعِ الْأَوَّلِ، ثُمَّ مَسَجَدَ وَهُوَ دُونَ  
السُّجُودِ الْأَوَّلِ. ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ أَمْرَمَ  
أَنْ يَعْوِذُوا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)).

**الشیخ** اس حدیث اور دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ قبر کا عذاب و ثواب برحق ہے۔ اس موقع پر آنحضرت ﷺ نے عذاب  
قبر سے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا۔ اس بارے میں شارحین بخاری لکھتے ہیں لعظم ہو لہ وابضا فان ظلمة الكسوف اذا غمت  
الشمس تناسب ظلمة القبر و الشفی يذكر فيخالف من هذا كما يخالف من هذا وما يستتبع منه انه يدل على ان عذاب القبر حق واهل  
السنة مجتمعون على الایمان به والتصديق به ولا ينكره الامبتدع (حاشیہ بخاری)

یعنی اس کی ہونا ک کیفیت کی وجہ سے آپ نے ایسا فرمایا اور اس لئے بھی کہ سورج گر، ہن کی کیفیت جب اس کی روشنی غائب ہو  
جائے قبر کے اندر سے مناسب رکھتی ہے۔ اسی طرح ایک چیز کا ذکر دوسری چیز کے ذکر کی مناسبت سے کیا جاتا ہے اور اس سے  
ڈرایا جاتا ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ قبر کا عذاب حق ہے اور جملہ اہل سنت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے جو عذاب قبر کا انکار کرے وہ بد عقی  
بے۔ (انتمی)

### باب سورج گرہن کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے نہیں لگتا

اس کو ابو بکر، مغیرہ، ابو موسیٰ اشعری، ابن عباس اور ابن عمر بھی نے روایت کیا ہے۔

(۱۰۵۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے بھی قطان نے اس لعلیٰ بن ابی خالد سے بیان کیا، کما کہ مجھ سے قیس نے بیان کیا، ان سے ابو مسعود عقبہ بن عامر الفصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند میں گرہن کسی کی موت کی وجہ سے نہیں لگتا البتہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں، اس لئے جب تم گرہن دیکھو تو نمازوں پر ہو۔

(۱۰۵۸) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہمیں صدر نے خبر دی، انہیں زہری اور ہشام بن عروہ نے، انہیں عروہ بن زبیر نے، انہیں حضرت عائشہ صدیقۃ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سورج کو گرہن لگاتو آپؐ کھڑے ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نمازوں میں مشغول ہو گئے۔ آپؐ نے لمبی قرأت کی۔ پھر رکوع کیا اور یہ بھی بت لباخنا۔ پھر سراخھلیا اور اس مرتبہ بھی دیر تک قرأت کی مگر پہلی قرأت سے کم۔ اس کے بعد آپؐ نے (دوسری مرتبہ) رکوع کیا بت لباخنا کین پہلے کے مقابلہ میں مختصر پھر رکوع سے سراخھلکار آپؐ سجدہ میں چلے گئے اور دو سجدے کے پھر کھڑے ہوئے اور دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جیسے پہلی رکعت میں کرچکے تھے۔ اس کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند میں گرہن کسی کی موت و حیات سے نہیں لگتا۔ البتہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دکھاتا ہے، اس لئے جب تم انہیں دیکھو تو فوراً نماز کے لئے دوڑو۔

### ۱۳- بَابُ لَا تَنْكِسِفُ الشَّمْسُ

لِمَوْتِ أَخْدِ وَلَا لِحَيَاةِ

رَوَاهُ أَبُوبَكْرَةَ وَالْمُهَاجِرَةَ وَأَبُو مُوسَى وَابْنُ عَثَمَانَ وَابْنُ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

(۱۰۵۷) - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْتَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ عَنْ أَبِيهِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا يَنْكِسِفَانِ لِمَوْتِ أَخْدِ وَلَا لِحَيَاةِ، وَلَكِنْهُمَا آيَاتٍ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَصُلُوا)).

[راجع: ۱۰۴۱]

(۱۰۵۸) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَهِشَامٌ بْنُ عَزْوَةَ عَنْ عَزْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِرَاءَةَ، وَهِيَ دُونَ قِرَاءَتِهِ فِي الْأُولَى، ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوعَ دُونَ الرُّكُوعِ الْأُولِيِّ، ثُمَّ فَصَلَّى فِي الرُّكْنَةِ الثَّانِيَةِ سَجَدَتِي، ثُمَّ قَامَ فَصَنَعَ فِي الرُّكْنَةِ الثَّالِثَةِ مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكِسِفَانِ لِمَوْتِ أَخْدِ وَلَا لِحَيَاةِ، وَلَكِنْهُمَا آيَاتٍ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ يُرِينَهُمَا عِبَادَةً، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَالْفَرَغُوا

إلى الصلاة). [راجع: ١٠٤٤]  
حدث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

#### ١٤- بَابُ الذِّكْرِ فِي الْكَسْفِ،

رَوَاهُ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

١٥٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءَ حَدَّثَنَا  
أَبُو أَسَاطِيرَةَ بْنِ بُرَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ  
بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى قَالَ: حَسَفَتِ  
الشَّمْسُ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا يَخْشِيُّ أَنْ  
تَكُونَ السَّاعَةُ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى  
بِأَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوعٍ وَسُجُودٍ مَا رَأَيْتُ قَطُّ  
يَفْعُلُهُ وَقَالَ: ((هَذِهِ الْآيَاتُ الَّتِي يُرْسِلُ  
اللَّهُ لَا تَكُونُ لِمَوْتٍ أَحَدٌ وَلَا لِحَيَاةٍ،  
وَلَكِنْ يَعْوَفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَةً، فَإِذَا رَأَيْتُمْ  
شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَافْرَغُوا إِلَيْيَّ ذِكْرَهُ وَذَعَائِهِ  
وَأَسْتَفْقَارِهِ)).

#### باب سورج گرہن میں اللہ کو یاد کرنا

اس کو حضرت عبد اللہ بن عباس رض نے روایت کیا

(۱۰۵۹) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو اسماعیل نے بیان کیا ان سے برید بن عبد اللہ نے ان سے ابو بردہ نے 'ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ ایک وفعہ سورج گرہن ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت گھبرا کر اٹھے اس ڈر سے کہ کہیں قیامت نہ قائم ہو جائے۔ آپ نے مسجد میں آکر بہت ہی لمبا قیام لمبا رکوع اور لمبا سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے نماز کے بعد فرمایا کہ یہ نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اس لئے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس سے استغفار کی طرف لپکو۔

لَشِیْخ قیامت کی کچھ علامات ہیں جو پہلے ظاہر ہوں گی اور پھر اس کے بعد قیامت بہپا ہو گی۔ اس حدیث میں ہے کہ آنحضرت رض اپنی حیات میں عی قیامت ہو جانے سے ڈرے حالانکہ اس وقت قیامت کی کوئی علامت نہیں پائی جاسکتی تھی۔ اس لئے اس حدیث کے تکلوے کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ آپ اس طرح کھڑے ہوئے جیسے ابھی قیامت آجائے گی گویا اس سے آپ کی خیثت و خوف کی حالت کو بتانا مقصود ہے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھ کر ایک غاشی و خاضع کی یہ کیفیت ہو جاتی ہے۔ حضور اکرم رض اگر کبھی گھٹا دیکھتے یا آندھی چل پڑتی تو آپ کی اس وقت بھی یہی کیفیت ہو جاتی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ قیامت کی ابھی علاماتیں ظہور پذیر نہیں ہوئی تھیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کی شان جلالی و قماری میں گم ہوتا ہے وہ ایسے موقع پر غور و فکر سے کام نہیں لے سکتا۔ حضرت عمر رض کو خود آنحضرت رض کے ذریعہ جنت کی بشارت دی گئی تھی لیکن آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر حشر میں میرا محملہ برابر سرا بر ختم ہو جائے تو میں اسی پر راضی ہوں۔ اس کی وجہ بھی یہی تھی۔ الفرض ہے نظر غور و تدبر و انصاف اگر دیکھا جائے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا چناند اور سورج گرہن کی حقیقت آپ نے ایسے جامع لفظوں میں بیان فرمادی کہ سائنس کی موجودہ معلومات اور آئندہ کی ساری معلومات اسی ایک جملے کے اندر مغم ہو کر رہ گئی ہیں۔ بلاشک و شبہ جملہ اختراعات جدید اور ایجادات موجودہ معلومات سائنسی سب اللہ پاک کی تدرست کی نشانیاں ہیں سب کا اولین موجہ وہی ہے جس نے انسان کو ان انجادات کے لئے ایک بیش قیمت دماغ عطا فرمادی القبارک اللہ احسن الحالین و الحمد لله رب العالمین

قال الکرمانی هذا تمثيل من الرواى كأنه فرع كالخشى ان يكون القيامة والافتakan النبى صلى الله عليه وسلم عالما بان الساعة

لائقوں وہو بین اظہر ہم وقد وعد اللہ اعلاء دینہ علی الادیان کلہا و لم یبلغ الكتاب اجلہ یعنی کشفی نے کما کہ یہ تمثیل راوی کی طرف سے ہے گویا آپ ایسے گمراہے جیسے کوئی قیامت کے آنے سے ڈر رہا ہو۔ ورنہ آخر حضرت ﷺ تو جانتے تھے کہ آپ کی موجودگی میں قیامت قائم نہیں ہو گی، اللہ نے آپ سے وعدہ کیا ہے کہ قیامت سے پہلے آپ کا دین جملہ ادیان پر غالب آکر رہے گا اور آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ ابھی قیامت کے بارے میں اللہ کا نوشتہ اپنے وقت کو نہیں پہنچا ہے واللہ اعلم بالصواب و ما علینا الا البلاغ

### باب سورج گرہن میں دعا کرنا

اس کو ابو موسیٰ اور عائشہؓ نے بھی نبی کرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

(۱۰۲۰) ہم سے ابوالولید طیالیسی نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ ہم سے زائدہ بن قدامہ نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ ہم سے زیاد بن علاقہ نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ میں نے مخیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انسوں نے کما کہ جس دن ابراہیم بن حنچ کی موت ہوئی سورج گرہن بھی اسی دن لگا۔ اس پر بعض لوگوں نے کما کہ گرہن ابراہیم بن حنچ (آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے) کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دونوں ہیں۔ ان میں گرہن کسی کی موت و حیات کی وجہ سے نہیں لگتا۔ جب اسے دیکھو تو اللہ پاک سے دعا کرو اور نماز پڑھو تو آنکہ سورج صاف ہو جائے۔

### باب گرہن کے خطبہ میں امام کا اما بعد کہنا

(۱۰۶۱) اور ابو اسامہ نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ مجھے فاطمہ بنت منذر نے خبر دی، ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب سورج صاف ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور آپ نے خطبہ دیا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی تعریف کی اس کے بعد فرمایا ”اما بعد“۔

### باب چاند گرہن کی نماز پڑھنا

### ۱۵- بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْخُسُوفِ

قَالَهُ أَبُو مُوسَىٰ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ:

۱۰۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ : حَدَّثَنَا زَيْدُ الدُّهْنَةِ قَالَ : حَدَّثَنَا زَيْدًا بْنَ عَلَّاقَةَ قَالَ: سَمِعْتُ السَّفِيرَةَ بْنَ شَعْبَةَ يَقُولُ: الْكَسْفَتُ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمَ، لَقَالَ النَّاسُ الْكَسْفَتُ لِسَوْمَتِ إِبْرَاهِيمَ، لَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ أَبْيَانٌ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، لَا يَنْكِسُفَانِ لِسَوْمَتِ أَحَدٍ وَلَا يَحْيَاهُ، فَلَمَّا رَأَيْتُمُوهُمَا فَادْعُوا اللَّهَ وَصَلُّوا عَلَيْهِمَا حَتَّىٰ يَنْجِلِي)).

[راجع: ۱۰۴۳]

### ۱۶- بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ فِي خُطْبَةِ الْكَسْفِ: أَمَا بَعْدُ.

۱۰۶۱- وَقَالَ أَبُو أَسَمَّةَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ: أَخْبَرْتِنِي فَاطِمَةُ بْنَتُ الْمُنْلِبِ عَنْ أَسْمَاءَ بَنْتِ ابْنِ بَنْتِ الْمُنْلِبِ قَالَتْ: ((فَانْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ، فَخَطَبَ فَخَمْدَةُ اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا بَعْدُ)). [راجع: ۸۶]

### ۱۷- بَابُ الصَّلَاةِ فِي كُسُوفِ الْقَمَرِ

(۱۰۶۲) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید بن عامر نے بیان کیا اور ان سے شعبہ نے، ان سے یونس نے، ان سے امام حسن بصری نے اور ان سے ابو بکر بن ثابت نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عمد مبارک میں سورج کو گرہن لگاتو آپ نے دور کعت نماز پڑھی تھی۔

۱۰۶۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((انكستت الشمس على عهده رسول الله ﷺ فصلى رَسُولُنَا مَلَكُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ)).

[راجع: ۱۰۴۰]

**لشیخ** یہل یہ اعتراض ہوا ہے کہ یہ حدیث ترجمہ باب سے مطابقت نہیں رکھتی اس میں تو چاند کا ذکر نہیں ہے اور جواب یہ ہے کہ یہ روایت مختصر ہے اس روایت کی جو آگے آتی ہے اس میں صاف چاند کا ذکر ہے تو مقصود وہی دوسری روایت ہے اور اس کو اس لئے ذکر کر دیا کہ معلوم ہو جائے کہ روایت مختصر بھی مردی ہوئی ہے بعضوں نے کہا صحیح بخاری کے ایک نسخہ میں اس حدیث میں یوں ہے انکشف القمر درسے ممکن ہے کہ امام بخاریؓ نے اس حدیث کے اس طریق کی طرف اشارہ کیا ہو جس کو ابن الیثیہ نے نکلا اس میں یوں ہے انکشت الشمس والقمر امام بخاریؓ کی عادت ہے کہ ایک حدیث بیان کر کے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور باب کا مطلب اس سے نکلتے ہیں (وحیدی) سیرت ابن حبان میں ہے کہ ۵۵ میں بھی چاند گرہن بھی ہوا تھا اور آخرحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بھی نماز باجماعت ادا کی تھی۔ معلوم ہوا کہ چاند گرہن اور سورج گرہن ہر دو کا ایک عی حکم ہے مگر ہمارے محترم برادر ان احتجاج چاند گرہن کی نماز کے لئے نماز باجماعت کے قائل نہیں ہیں، اس کو تمہارا ہے کافتوں دیتے ہیں۔ اس باب میں ان کے پاس بھروسے قیاس کوئی دلیل پختہ نہیں ہے مگر ان کو اسی پر اصرار ہے لیکن سنت رسول کے شیدائیوں کے لئے آخرحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طور طریقہ ہی سب سے بہتر عملہ چیز ہے۔ الحمد للہ علی ذلک۔

(۱۰۶۳) ہم سے ابو معرنے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے، ان سے ابو بکر بن ثابت نے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں سورج گرہن لگاتو آپ اپنی چادر گھینٹتے ہوئے (بڑی تیزی سے) مسجد میں پنجھے، صحابہ بھی جمع ہو گئے۔ پھر آپ نے انہیں دور کعت نماز پڑھائی، گرہن بھی ختم ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور ان میں گرہن کسی کی موت پر نہیں لگتا اس لئے جب گرہن لگے تو اس وقت تک نماز اور دعائیں مشغول رہو جب تک یہ صاف نہ ہو جائے۔ یہ آپ نے اس لئے فرمایا کہ نبی کرم ﷺ کے ایک صاحبزادے ابراہیم بن ثابت کی وفات (ای ورن) ہوئی تھی اور بعض لوگ ان کے متعلق کہنے لگے تھے کہ

۱۰۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْنَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ بَكْرَةَ قَالَ: ((خَسَفَ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَعَرَجَ يَعْرِجُ رَدَاءَهُ حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْمَسْجِدِ، وَنَابَ النَّاسُ إِلَيْهِ فَصَلَّى بِهِمْ رَسُولُنَا، فَانجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ أَبْيَانٌ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ، وَإِنَّهُمَا لَا يَخْسِفَانِ بِمَوْتِ أَحَدٍ، فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَصَلَّوَا وَادْعُوا حَتَّى يُنَكَّشَ مَا بِهِمْ)). وَذَلِكَ أَنَّ أَبَنَ النَّبِيِّ ﷺ مَاتَ يُقَالُ

لَهُ إِبْرَاهِيمُ، فَقَالَ النَّاسُ فِي ذَلِكَ)).  
گرہن ان کی موت پر لگا ہے)

[راجع: ۱۰۴۰]

اس حدیث میں صاف چاند گرہن کا ذکر موجود ہے اور یہی مقدمہ باب ہے۔

**بَابُ صَبَّ الْمَرْأَةِ عَلَى رَأْسِهَا الْمَاءَ إِذَا  
كَوَئِيْ عُورَتْ أَپَنِيْ سَرْزِيْبَانِيْ ذَالِيْ**  
**طَالَ الْإِمَامُ الْقِيَامَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى**

اس باب میں حضرت امام بخاریؓ نے کوئی حدیث بیان نہیں کی بعض شنوں میں یہ ترجیح باب نہیں ہے تو شاید ایسا ہوا کہ یہ باب قائم کر کے امام بخاریؓ اس میں کوئی حدیث لکھنے والے تھے مگر ان کو موقع نہ ملایا ان کو خیال نہ رہا اور اپر جو حدیث حضرت امام بخاریؓ کی کمی بارگزیری اس سے اس باب کا مطلب تکل آتا ہے۔ (وحیدی)

### باب گرہن کی نماز میں پہلی رکعت کا مبارکرنا

### ۱۸- بَابُ الرَّكْعَةِ الْأُولَى فِي

### الْكُسُوفِ أَطْوَلُ

۱۰۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ:  
حَدَّثَنَا أَبُو أَخْمَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ  
يَحْيَى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَالِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُسُوفِ  
الشَّمْسِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِي سَجْدَتَيْنِ،  
الْأَوَّلَ وَالْأَوَّلُ أَطْوَلُ))). [راجع: ۱۰۴۴]

(۱۰۶۳) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو احمد محمد بن عبد اللہ زیری نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے مجی بن سعید انصاری نے، ان سے عمرہ نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم ﷺ نے سورج گرہن کی دو رکعتوں میں چار رکوع کئے اور پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی تھی۔

سورج اور چاند گرہن میں نماز باجماعت مسنون ہے گر خنیہ چاند گرہن میں نماز باجماعت کے قائل نہیں۔ خدا جانے ان کو یہ فرق کرنے کی ضرورت کیسے محسوس ہوئی کہ سورج گرہن میں تو نماز باجماعت جائز ہو اور چاند گرہن میں ناجائز۔ اس فرق کے لئے کوئی واضح دلیل ہونے چاہئے تھی مہر حال خیال اپنا اپنا نظر اپنی اپنی۔

### باب گرہن کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا

### ۱۹- بَابُ الْجَهَرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي

### الْكُسُوفِ

۱۰۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ:  
حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شَهَابٍ مَعَنْ  
ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَالِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا قَالَتْ: ((جَهَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي  
صَلَاةِ الْكُسُوفِ بِقِرَاءَتِهِ، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ

(۱۰۶۵) ہم سے محمد بن مهران نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ولید بن سلم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرحمن بن نمر نے بیان کیا، انہوں نے ابن شاب نا، انہوں نے عروہ سے اور عروہ نے (ابنی خالہ) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے کہا کہ نبی کرم ﷺ اپنی اللہ علیہ وسلم نے گرہن کی نماز میں قرأت بلند آواز سے

کی، قرأت سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عجیب کہ کر رکوع میں پڑے گئے جب رکوع سے سرا احیا تو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کما پھر دوبارہ قرأت شروع کی۔ غرض گرہن کی دور رکعتوں میں آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کئے۔

(۱۰۶۶) اور امام اوزاعی رحمہم اللہ نے کما کہ میں نے زہری سے نہ انسوں نے عروہ سے اور عروہ نے عائشہ رضیتھا سے کہ نبی کرم ﷺ کے عمد میں سورج گرہن لگا تو آپ نے ایک آدمی سے اعلان کر دیا کہ نماز ہونے والی ہے پھر آپ نے دور رکعتیں چار رکوع اور چار حمل بن کے ساتھ پڑھیں۔ ولید بن مسلم نے بیان کیا کہ مجھے عبدالرحمن بن نمر نے خبر دی اور انسوں نے ابن شاب سے نہ اسی حدیث کی طرح زہری (ابن شاب) نے بیان کیا کہ اس پر میں نے (عروہ سے) پوچھا کہ پھر تمہارے بھائی عبداللہ بن زبیر نے جب میہ میں کوف کی نماز پڑھائی تو کیوں نے ابیا کیا کہ جس طرح صحیح کی نماز پڑھی جاتی ہے، اسی طرح یہ نماز کوف بھی انسوں نے پڑھائی۔ انسوں نے جواب دیا کہ ہاں انسوں نے سنت کے خلاف کیا۔ عبدالرحمن بن نمر کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان بن کثیر اور سفیان بن حسین نے بھی زہری سے روایت کیا، اس میں بھی پکار کر قرأت کرنے کا بیان ہے۔

**لشیخ** یعنی سنت یہ تھی کہ گرہن کی نماز میں ہر رکعت میں دور رکوع کرتے وہ قیام مگر عبداللہ بن زبیر نے جو صحیح کی نماز کی طرح اس میں ہر رکعت میں ایک ایک ہی قیام تو یہ ان کی غلطی ہے وہ پوچک گئے طریقہ سنت کے خلاف کیا۔ عبدالرحمن بن نمر کے بارے میں لوگوں نے کلام کیا ہے گو زہری وغیرہ نے اس کو ثابت کیا ہے مگر بھی بن معین نے اس کو ضعیف کیا ہے تو امام بخاری نے اس روایت کا ضعف رفع کرنے کے لئے یہ بیان فرمایا کہ عبدالرحمن کی متابعت سلیمان بن کثیر اور سفیان بن حسین نے بھی کی ہے مگر متابعت سے حدیث قوی ہو جاتی ہے۔ حافظ نے کہا کہ ان کے سوا عقیل اور اسحاق بن راشد نے بھی عبدالرحمن بن نمر متابعت کی ہے۔ سلیمان بن کثیر کی روایت کو امام احمد نے اور سفیان بن حسین کی روایت کو تندی اور طحاوی نے، عقیل کی روایت کو بھی طحاوی نے اور اسحاق بن راشد کی روایت کو دار قطبی نے دصل کیا ہے (مولانا حیدر الزمال مرحوم)

وقد ورد الجھر فیہا عن علی مرفوعاً اخیرجه ابن خزیمة وغيره وہ قال صاحبا ای حقیقتہ واحمد واسحاق و ابن خزیمة وابن المنذر وغيرهما من الشافعية وابن العربي (فتح المباري)  
یعنی کوف میں جری قرأت کے بارے میں حضرت علی سے بھی مرفوعاً اور موقعاً ابن فرزیہ نے روایت کی ہے اور حضرت امام ابو

فِرَاءَكُبَّرَ فَرَسِعَ، وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ  
قَالَ: ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ، رَبَّنَا وَلَكَ  
الْحَمْدُ)). ثُمَّ يَعَاوِذُ الْفِرَاءَةَ فِي صَلَاةِ  
الْكُسُوفِ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِي رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ  
سَجَدَاتٍ)). [راجح: ۱۰۴۴]

۱۰۶۶ - وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَغَيْرُهُ سَيِّفُ  
الْزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَالِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا: ((أَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلَى عَنْهُ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَبَعْثَ مَنَادِيَا: الصَّلَاةُ  
جَامِعَةٌ، فَقَدِمَ فَصَلَّى أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِي  
رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعَ سَجَدَاتٍ)). قَالَ الْوَلِيدُ :  
وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ تَعْبُرٍ سَمِعَ أَهْنَ  
شَهَابَ بْنَ مِظْلَةَ . قَالَ الزُّهْرِيُّ: فَقُلْتُ مَا  
صَنَعَ أَخُوكَ ذَلِكَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزَّيْنِ مَا  
صَلَّى إِلَّا رَكْعَتَيْنِ مِثْلَ الصَّلَوةِ إِذَا صَلَّى  
بِالْمَدِينَةِ . قَالَ: أَجَلَ، إِنَّهُ أَخْطَأَ السَّنَةَ.  
تَابَعَهُ سَلِيمَانُ بْنُ كَثِيرٍ وَسَفِيَانُ بْنُ حَسِينٍ  
عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي الْجَهْرِ [راجح: ۱۰۴۴]

حینہ کے دوں شاگرد امام محمد اور امام ابو یوسف بھی اسی کے قاتل ہیں اور احمد اور اسحاق اور ابن خزیس اور ابن منذر اور ابن عربی وغیرہ بھی جہر کے قاتل ہیں۔ واللہ اعلم۔

حدیث عائشہ جہر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الکسوف بقرانہ کے ذیل میں حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شیخ الحجۃ مدحّله العالی فرماتے ہیں (۱) هذانص فی ان قرانہ صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الکسوف الشمش کانت جہرالاسرا وہو بدل علی ان السنة فی صلوٰۃ الکسوف ہی الجہر بالقرانہ لا الامصار وبدل للذکر ایضاً حدیث اسماء عند البخاری قال الزیلعنی فی نصب الرایہ ص: ۲۲۲ / ج: ۲ (الحالظ فی الدرایہ ص: ۷۷ وابن الہمام فی فتح القدیر والعنی فی النهاۃ وللبخاری من حدیث اسماء بنت ابی بکر قالت جہر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الکسوف انتہی وبدل له ایضاً ماروی ابن خزیمۃ والطحاوی عن علی مرفوعاً و موقوفاً من الجہر بالقراءة فی صلوٰۃ الکسوف قال الطحاوی بعد روایة الحدیث عن علی مرفوعاً ولو لم یجہر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حين صلی علی معه لما جہر علی ایضاً لانه علم انه السنة فلم یترک الجہر والله اعلم (مرعایہ ج: ۲ / ص: ۵۵) یعنی یہ حدیث اس امر پر نص ہے کہ کسوف نہ کی نماز میں آنحضرت ﷺ کی قرأت جہری تھی سری نہ تھی اور یہ دلیل ہے کہ صلوٰۃ کسوف میں جہری قرأت سنت ہے نہ کہ سری اور اس پر حضرت اسماء کی حدیث بھی دلیل نہ ہے۔ زملیٰ نے اپنی کتاب نصب الرایہ ج: ۲ / ص: ۲۳۲ پر اور حافظ نے درایہ ص: ۷۷ پر اور ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور عنینی نے نہایہ میں لکھا ہے کہ امام بخاری کے لئے حدیث اسماء بنت ابی بکر بھی دلیل ہے جس میں ان کا بیان ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کسوف کی نماز میں جہری قرأت کی تھی اور ابن خزیس اور طحاوی میں بھی حضرت علی کی سند سے مرفوعاً اور موقوفاً ہر دو طرح سے نماز کسوف کی نماز میں قرأت کی دلیل موجود ہے۔ حضرت علیؑ کی اس روایت کو ذکر فرمادا امام طحاوی نے فرمایا کہ جس وقت حضرت علیؑ نے آنحضرت ﷺ کے ہمراہ کسوف کی نماز ادا کی تھی اس وقت اگر آنحضرت ﷺ جہری قرأت نہ فرماتے تو حضرت علیؑ بھی اپنی نماز میں جہری قرأت نہ کرتے۔ وہ بلاشک جانتے تھے کہ جہری سنت ہے، اس لئے انہوں نے اسے ترک نہیں کیا اور سنت بتوی کے مطابق جہری قرأت کے ساتھ اسے ادا فرمایا۔

اس پارے میں کچھ علمائے حقدین نے اختلافات بھی کئے ہیں مگر دلائل قویہ کی رو سے ترجیح جہری قرأت ہی کو حاصل ہے وقال فی المسیل الحرار روایۃ الجہر اصح واکثر و راوی الجہر مثبت وهو مقدم علی النافی و تأول بعض الحنفیۃ حدیث عائشہ بانہ صلی اللہ علیہ وسلم جہر بایہ او آیینہ قال فی البائع نحمل ذلك علی انه جہر ببعضها اتفاقاً كما روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان يسمع الآية والآیین فی صلوٰۃ الظہر احیاناً انتهی وهذا تاویل باطل لان عالیة کانت تصلی فی حجرتها فربما من القبلة وكذا اختتها اسماء ومن کان كذلك لا یخفی علیه قرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلو کانت قرانہ سرا و کان یجہر بایہ و آیینہ احیاناً کما فعل كذلك فی صلوٰۃ الظہر لاما عبرت عن ذلك بانہ کان جہر بالقراءة فی صلوٰۃ الکسوف کمالاً بقل احد من روی قرانہ فی صلوٰۃ الظہر ان جہر فیها بالقراءة حوالہ ذکر کوہ ریعنی سیل جرار میں کما کہ جہر کی روایت صحیح اور اکثر ہیں اور جہر کی روایت کرنے والا راوی ثابت ہے جو فتنی کرنے والے پر اصولاً مقدم ہے بعض حنفیہ یہ تاویل کی ہے کہ آپؐ نے بعض آیات کو جرس پڑھ دیا تھا جیسا کہ آپؐ بعض دفعہ تکری کی نماز میں بھی بعض آیات جرس پڑھ دیا کرتے تھے پس حدیث عائشہ میں جہری سے یہی مراد ہے اور یہ تاویل بالکل باطل ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ اور ان کی بین اسماء قبلہ کے قریب اپنے جھروں میں نماز پڑھتی تھیں اور جو ایسا ہو اس پر آنحضرت ﷺ کی قرأت تھی رہ سکتی ہے پس اگر آپؐ کی قرأت کسوف کی نماز میں سری ہوتی اور آپؐ کبھی کبحار کوئی آیت تکری طرح پڑھ دیا کرتے تو عائشہؓ حضرت اسماءؓ سے جہری قرأت سے بہ تغیر کرتی جیسا کہ آپؐ کے نماز ظہر میں بعض آیات کو جہری پڑھ دینے سے کسی نے بھی اس کو جہری قرات پر محول نہیں کیا۔

## ۱۔ کتاب سجود القرآن سجود القرآن کے مسائل

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ

### باب سجدة تلاوت اور اس کے سنت ہونے کا بیان

۱ - بَابُ مَا جَاءَ فِي سُجُودِ الْقُرْآنِ  
وَسُنْتِهَا

سجدة تلاوت اکثر ائمہ کے نزدیک سنت ہے اور حضرت امام ابو حیفہ کے ہاں واجب ہے۔ احادیث کے نزدیک قرآن شریف میں پندرہ جگہ سجدة تلاوت ہے۔ سورہ حج میں دو سجدے ہیں امام شافعیؓ کے نزدیک سورہ جن میں سجده نہیں ہے اور امام ابو حیفہؓ کے نزدیک سورہ حج میں ایک ہی سجده ہے حالانکہ صاف روایت موجود ہے کہ سورہ حج میں دو سجدے ہیں جو یہ دو سجدہ نہ کرے وہ اس سورہ کو نہ پڑھی۔ برعکس اپنا اپنا خیال اور اپنی اپنی ذمہ داری ہے۔ سجدة تلاوت میں یہ دعا مأثور ہے۔ سَجَدَ وَجْهِي لِلّٰهِ  
خَلْقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِخَوْلِهِ وَفَوْهِ

(۱۰۶۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا اور ان سے ابو اسحاق نے انہوں نے کہا کہ میں نے اسود سے سنا انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ مکہ میں نبی کریم ﷺ نے سورہ نجم کی تلاوت کی اور سجدة تلاوت کیا آپ کے پاس جتنے آدمی تھے (مسلمان اور کفار) ان سب نے بھی آپ کے ساتھ سجده کیا البتہ ایک بوڑھا شخص (امینہ بن خلف) اپنے ہاتھ میں نکل کر یا مٹی اٹھا کر اپنی پیشانی تک لے گیا اور کہا میرے لیے یہی کافی ہے میں نے دیکھا کہ بعد میں وہ بوڑھا کافر ہی رہ کر مارا گیا۔

۱۰۶۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنَّدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ النَّجْمَ بِمِكَةَ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ، غَيْرُ شَيْخٍ أَخَذَ كَفًا مِنْ حَصَنٍ أَوْ تُرَابٍ فَرَقَعَهُ إِلَى جَنْبَهِ وَقَالَ: يَكْفِيَنِي هَذَا. فَرَأَيْتَهُ بَعْدَ ذَلِكَ قُتِلَ كَافِرًا)). [اطرافہ فی: ۱۰۷۰، ۳۸۵۳، ۳۹۷۲، ۴۸۶۳]

شاد ولی اللہ صاحب رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے سورہ نجم کی تلاوت کی تو مشرکین اس درجہ مقمور و مغلوب ہو گئے کہ آپ نے آئیت سجده پر سجده کیا تو مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی سجده میں چلے گئے۔ اس باب میں یہ تاویل اب سے زیادہ مناسب اور واضح ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا تھا۔ قرآن مجید میں ہے کہ جب فرعون کے ہلاکتے ہوئے جادوگروں کے مقابلے میں آپ کا عصا سانپ ہو گیا اور ان کے شعبدوں کی حقیقت کمل گئی تو سارے جادوگروں سجدہ میں پڑ گئے۔ یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مجرمہ سے مروش و مغلوب ہو گئے تھے۔ اس وقت انہیں اپنے اور قابو نہ رہا تھا

اور سب بیک زبان بول ائمہ تھے کہ اتنا برب موضی و بارون یہی کیفیت مشرکین کہ کی ہو گئی تھی۔  
حضرت ابو ہریرہ رض کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئت سجدہ پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا اور ہم نے سجدہ کیا۔  
دارقطنی کی روایت میں ہے کہ جن والنس تک نے سجدہ کیا جس بوڑھے نے سجدہ نہیں کیا تھا وہ اسمیہ بن خلف تھا۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں وَالْمَعْنُوفُ فِي رَوَايَةِ اسْرَائِيلِ أَنَّ النَّحْمَ اُولُو الْسُّرَّةِ فِيهَا سُجْدَةٌ وَهَذَا هُوَ السُّرُورُ فِي بَدَأِ الْمَصْنُوفِ فی هذه الابواب بِهَذَا الْحَدِيثِ لِعِنْ مَصْنُوفِ نے روایت اسرائیل میں بتایا کہ سورہ جم بَلِّي سورۃ ہے جس میں سجدہ نازل ہوا یہاں بھی ان الابواب کو اسی حدیث سے شروع کرنے میں بھی بھید ہے یوں تو سجدہ سورہ اقراء میں اس سے پہلے بھی نازل ہو چکا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا کھل، کر اعلان فرمایا وہ یہی سورہ جم ہے اور اس میں یہ سجدہ ہے ان العزاد اول سورۃ فیہا سجدۃ ثلاثہ جہرا علی المشرکین (فتح الباری)

### باب سورۃ الْمَنْزِيلِ میں سجدہ کرنا

(۱۰۶۸) ہم سے محمد بن یوسف فربانی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے غیان ثوری نے بیان کیا، انہوں نے سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف سے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ہرمزان عن نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الْمَنْزِيلِ السجدہ اور ہل اتنی علی الانسان (سورۃ دھرا پڑھا کرتے تھے۔

### ۲- بَابُ مَسْجِدَةِ تَنْزِيلِ السَّجْدَةِ

۱۰۶۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سَقِيَانٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَنْهُ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: (كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْجُمُعَةِ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ «الْمَنْزِيلُ» السَّجْدَةَ وَهَذِهِ أَنَّى عَلَى الْإِنْسَانِ)).

[راجع: ۸۹۱]

لشیخ یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے مگر حضرت امام رض نے اپنی وسعت نظری کی بنا پر اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کر دیا ہے طبرانی نے مجسم مغیر میں نکلا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں سورہ الْمَنْزِيلِ کی تلاوت فرمائی اور سجدہ تلاوت کیا یہ روایت حضرت امام کے شرائط پر نہ تھی۔ اس لیے یہاں صرف یہ روایت لائے جس میں خالی پہلی رکعت میں الْمَنْزِيلِ پڑھنے کا ذکر ہے اس میں بھی یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ احادیث میں سجدہ تلاوت کا ذکر نہیں مگر اس میں سجدہ تلاوت ہے لہذا اعلاننا آپ نے سجدہ بھی کیا ہو گا۔

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں لم ار في شيء من الطريق التصریح بانه صلی الله عليه وسلم سجد لما قرأ سورۃ تنزيل السجدة في هذا المحل الا في كتاب الشريعة لأن ابی داؤد من طريق اخري عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال غدوت على النبي صلی الله علیہ وسلم يوم الجمعة في صلوة الفجر فقراء سورۃ قیہا سجدة فسجد الحديث وفي اسناده من ينظر في حاله وللطبراني في الصغير من حد على ان النبي صلی الله علیہ وسلم سجد في صلوة الصبح في تنزيل السجدة لكن في اسناده ضعف يعني میں نے صراحتاً کسی روایت میں یہ نہیں پایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنے جب اس مقام پر (یعنی نماز فجر میں) سورہ الْمَنْزِيلِ سجدہ کو پڑھا آپ نے یہاں سجدہ کیا ہو بل ائمہ الشریعہ ابی داؤد میں ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے ایک جمعہ کے دن فجر کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچے ادا کی اور آپ نے سجدہ والی سورۃ پڑھی اور سجدہ کیا۔ طبرانی میں حدیث علی رض میں یہ وضاحت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں یہ سورۃ پڑھنے اور سجدہ کیا۔ ان سورتوں کے فجر کی نماز میں سجدہ کے دن بالآخر پڑھنے میں بھید یہ ہے کہ ان میں پیدائش آدم بھر قیامت کے باقیہ تھے۔

کا ذکر ہے۔ آدم کی پیدائش جمعہ کے عی دن ہوئی اور قیامت بھی جمعہ کے دن نماز جمشریں ان ہر دو سوروں کو ہی تکلی کے ساتھ پڑھنا آخرت میں سے ثابت ہے اور یہ بھی ثابت شدہ امر ہے کہ سورہ الم تزلیل میں جمعہ تلاوت ہے پس یہ ممکن نہیں کہ آن حضرت میں اس سورہ شریفہ کو پڑھیں اور جمعہ تلاوت نہ کریں۔ پھر طبرانی وغیرہ میں صراحت کے ساتھ اس امر کا ذکر بھی موجود ہے اس تفصیل کے بعد علامہ ابن حجر نے جو نقی فرمائی ہے وہ اسی حقیقت بیان کردہ کی روشنی میں مطابعہ کرنی چاہیے۔

### باب سورۃ ص میں سجدہ کرنا

### ۳۔ باب سجدة ص

(۱۰۴۹) ہم سے سلیمان بن حرب اور ابوالنعمان بن فضل نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس میں نے فرمایا کہ سورۃ ص کا سجدہ پچھے تاکیدی سجدوں میں سے نہیں ہے اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

۱۰۶۹ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزْبٍ وَأَبُو النُّعْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا مِنْ عَوَالِمِ السُّجُودِ، وَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا)). [طرفة فی : ۳۴۲۲]

نائلی میں ہے کہ نبی میں نے سورۃ ص میں سجدہ کیا اور فرمایا کہ یہ سجدہ داؤد علیہ السلام نے قبور کے لیے کیا تھا، ہم شکر کے طور پر یہ سجدہ کرتے ہیں اس حدیث میں ”لَنِسْ مِنْ عَوَالِمِ السُّجُودِ“ کا بھی یہی مطلب ہے کہ سجدہ تو داؤد علیہ السلام کا تھا اور انہیں کی سنت پر ہم بھی شکر کے لیے یہ سجدہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی قبور کوں کری تھی۔  
والمراد بالعزائم ما وردت العزيمة على فعله كصيحة الامر (فتح الباري) یعنی عزم سے مراد و جن کے لیے صیخہ امر کے ساتھ تکید وارد ہوئی ہے۔ سورۃ ص کا سجدہ ایسا نہیں ہے ہاں بطور شکر سنت ضرور ہے۔

### باب سورۃ نجم میں سجدہ کا بیان

### ۴۔ باب سجدة النجم

قَالَهُ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس کو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

(۱۰۷۰) ہم سے خپل بن عمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے، ابو اسحاق سے بیان کیا، ان سے اسود نے، ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم میں نے سورۃ النجم کی تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا اس وقت قوم کا کوئی فرد (مسلمان اور کافر) بھی ایسا نہ تھا جس نے سجدہ نہ کیا ہو۔ البتہ ایک شخص نے ہاتھ میں کنکری یا مٹی لے کر اپنے چہوں تک اٹھائی اور کہا کہ میرے لیے یہی کافی ہے۔ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعد میں میں نے دیکھا کہ وہ کفر کی حالت ہی میں قتل ہوا (یہ امیہ بن خلف تھا)

۱۰۷۰ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَّةً عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقِ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ سُورَةَ النَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا، فَمَا تَقَنَّ أَحَدٌ مِنْ الْقَوْمِ إِلَّا سَجَدَ، فَأَخَذَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ كَفَّا مِنْ حَصَىٰ أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى وَجْهِهِ وَقَالَ: يَكْفِيَنِي هَذَا). فَلَقَدْ رَأَيْتَ بَعْدَ قَتْلِ كَافِرٍ)). [راجح: ۱۰۶۷]

اس حدیث سے سورۃ النجم میں سجدہ تلاوت بھی ثابت ہوا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں للعمل جمیع من وفق للسجود یومند ختم له بالحسنی فاسلم لبرکة المسجدون لعنی جن جن لوگوں نے اس دن آنحضرت ﷺ کے ساتھ بجہہ کر لیا (خواہ ان میں سے کافروں کی نیت کچھ بھی ہو بہرحال) ان کو بجہہ کی برکت سے اسلام لانے کی توفیق ہوئی اور ان کا خاتمه اسلام پر ہوا۔ بعد کے واقعات سے ثابت ہے کہ کفار کہ بڑی تعداد میں مسلمان ہو گئے تھے جن میں یقیناً اس موقع پر یہ بجہہ کرنے والے بھی شامل ہیں۔ مگر امیہ بن خلف نے آج بھی بجہہ نہیں کیا بلکہ رسمائی کو ہاتھ میں لے کر سرے لگایا اس تکمیر کی وجہ سے اس کو اسلام نسب نہیں ہوا۔ آخر کفر کی ہی حالت میں وہ مارا گیا۔

خلاصہ یہ کہ سورہ نبیم میں بھی بجہہ ہے اور یہ عزائم الہمود میں شمار کر لیا گیا ہے یعنی جن بجدوں کا ادا کرنا ضروری ہے و عن علی ما ورد الامر فیہ بالسجود عزیزہ یعنی حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جن آیات میں بجہہ کرنے کا حکم صادر ہوا ہے وہ بجہے ضروری ہیں (فتنۃ) مگر ضروری کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ وہ فرض واجب ہوں جب کہ بجہہ تلاوت سنت کے درجہ میں ہے یہ امر علیحدہ ہے کہ ہر سنت نبوی پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان کے لئے سعادت دارین کا واحد سیلہ ہے۔ واللہ اعلم و تکہ اتم۔

#### باب مسلمانوں کا مشرکوں کے ساتھ بجہہ کرنا

حالانکہ مشرک نپاک ہے۔

اس کو وضو کمال سے آیا

۵- بَابُ مَسْجُودِ الْمُسْلِمِينَ مَعَ  
الْمُشْرِكِينَ، وَالْمُشْرِكُ لَنْجَسْ لَنِسَ  
لَهُ وَضْوَءَةٌ

وَكَانَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَسْجُدُ  
أَوْ حَفْرَتْ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ عَمْرَوْنِي اللَّهُ عَنْهُمَا بَوْضُوَّةٌ كَيْا كَرْتَ  
عَلَى غَيْرِ وَضْوَءٍ.

اس کو ابن ابی شیبہ نے نکلا ہے کہ ابن عمرؓ سواری سے اتر کر استغنا کرتے پھر سوار ہوتے اور تلاوت کا بجہہ بے وضو کرتے۔ قطلانی نے کماکر تکمیر کے سوا اور کوئی ابن عمر کے ساتھ اس مسئلہ میں موافق نہیں ہوا بہرحال حضرت امام بخاری کا مسلک ثابت ہوا کہ بغیر وضو یہ بجہہ کیا جا سکتا ہے استدل بدلائک علی جواز السجود بلا وضو، عند وجود المشقة بالماء بالوضوء (فتنۃ الباری) یعنی جب وضو کرنا مشکل ہو تو یہ بجہہ بغیر وضو جائز ہے۔

(۱۰۷۰) ہم سے مدد بن مسہد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کما ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے عکرمه نے، ان سے ابن عباس بیان کرنے کے نبی کرم تکمیر کے نے سورہ النبیم میں بجہہ کیا تو مسلمانوں، مشرکوں اور جن و انس سب نے آپ کے ساتھ بجہہ کیا۔ اس حدیث کی روایت ابراہیم بن الحمان نے بھی ایوب سختیانی سے کی ہے۔

۱۰۷۱- حَدَّثَنَا مُسْنَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْهُ  
الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْيَوبُ عَنْ عَكْرَمَةَ  
عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : (أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ بِالنَّجْمِ، وَسَجَدَ مَعَهُ  
الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ، وَالْجِنُّ  
وَالإِنْسُ). وَرَوَاهُ أَبْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبْيَوبِ.

[طرفة فی : ۴۸۶۲]

**لَسْتَ بِهِمْ مِنْ** ظاہر ہے کہ مسلمان بھی اس وقت سب باوضو نہ ہوں گے اور مشرکوں کے وضو کا تو کوئی سوال ہی نہیں پس بے وضو بجہہ کرنے کا جواز نکلا اور امام بخاریؓ کا بھی یہی قول ہے۔

#### باب بجہہ کی آیت پڑھ کر

۶- بَابُ مَنْ قَرَأَ السَّجْدَةَ وَلَمْ

## سجدہ نہ کرنا

(۲۷۲) ہم سے سلیمان بن داؤد ابوالریچ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، کما کہ ہمیں یزید بن خصیفہ نے خردی، انہیں (یزید بن عبد اللہ) ابن قیطی نے اور انہیں عطاہ بن یسار نے کہ انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ آپ نے یقین کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا کہ نبی ﷺ کے سامنے سورہ الجم کی تلاوت آپ نے کی تھی اور آخر پور میتھیل نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

آپ کے اس وقت سجدہ نہ کرنے کی کہی وجہ ہیں۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں اور ترک حسین لیبان الجوازو و هذا ارجح الاحتمالات و به جزم الشافعی (فتح) یعنی آپ نے سجدہ اس لئے نہیں کیا کہ اس کا ترک بھی جائز ہے اسی تاویل کو ترجیح حاصل ہے امام شافعی کا یہ خیال ہے۔

(۲۷۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کما کہ ہم سے این ابی ذسب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یزید بن عبد اللہ بن قیطی نے بیان کیا، ان سے عطاہ بن یسار نے ان سے زید بن ثابت میتھیل نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورہ الجم کی تلاوت کی اور آپ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

**لَكِتَابُ** اس باب سے امام خاری کی غرض یہ ہے کہ سجدہ تلاوت کچھ واجب نہیں ہے بعضوں نے کہا کہ اس کا رد منظور ہے جو کتنا ہے کہ مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں ہے کیونکہ سجدہ کرنا فوراً واجب نہیں تو سجدہ ترک کرنے سے یہ نہیں لٹکا کہ سورہ والنجم میں سجدہ نہیں ہے۔ جو لوگ سجدہ تلاوت کو واجب کہتے ہیں وہ بھی فوراً سجدہ کرنا ضروری نہیں جانتے۔ ممکن ہے آپ نے بعد کو سجدہ کر لیا ہو۔ بزار اور دارقطنی نے حضرت ابو ہریرہ رض سے لکلا ہے کہ آخر پور میتھیل نے سجدہ والنجم میں سجدہ کیا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔

## باب سورہ اذا السماء انشقت

## میں سجدہ کرنا

(۲۷۴) ہم سے مسلم ابن ابراہیم اور معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ہشام بن ابی عبد اللہ و ستوانی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رض کو سورہ اذا السماء انشقت پڑھتے دیکھا۔ آپ نے اس میں سجدہ

## یسجدہ

۱۰۷۲ - حدثنا سليمان بن داؤد أبو الربيع قال: حدثنا إسماعيل بن جعفر قال: أخبرنا يزيد بن حصينه عن ابن قسيط عن عطاء بن يسار أنه أخبره: ((أنه سأله زيد بن ثابت رضي الله عنه فزعم أنه قرأ على النبي ﷺ والنجم فلم يسجد فيها)). [طرفه في: ۱۰۷۳]

۱۰۷۳ - حدثنا آدم بن أبي إياس قال: حدثنا ابن أبي ذنب قال: حدثنا يزيد بن عبد الله بن قسيط عن عطاء بن يسار عن زيد بن ثابت قال: ((قرأت على النبي ﷺ والنجم، فلم يسجد فيها)).

## ۷- بَابُ سَجْدَةٍ إِذَا

## السَّمَاءُ انشَقَتْ

۱۰۷۴ - حدثنا مسلم بن إبراهيم ومعاذ بن فضاله قالا: حدثنا هشام عن يحيى عن أبي سلمة قال: ((رأيت أبا هريرة رضي الله عنه قرأ: إِذَا السَّمَاءُ

کیا میں نے کہا کہ یا باہر رہ؟ کیا میں نے آپ کو سجدہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر میں نبی کرم ﷺ کو سجدہ کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی نہ کرتا۔

**باب شنے والا اسی وقت سجدہ کرے جب پڑھنے والا کرے**  
اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تمیم بن حذلہ سے کہا--- کہ وہ لڑکا تھا اس نے سجدے کی آیت پڑھی --- سجدہ کر۔ کیونکہ تو اس سجدے میں ہمارا امام ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ شنے والے کو جب سجدہ کرنا چاہیے کہ پڑھنے والا بھی کرے اگر سجدہ پڑھنے والا نہ کرے تو شنے والے پر بھی لازم نہیں ہے۔ امام بخاریؓ کا شاید یہی مذهب ہے اور جسمور علماء کا یہ قول ہے کہ شنے والے پر ہر طرح سجدہ ہے اگرچہ پڑھنے والا بے وضو یا نبلغ یا کافر یا عورت یا تارک الصلوٰۃ ہو یا نماز پڑھ رہا ہو (وحیدی)

(۱۰۷۵) ہم سے مدد بن مسہد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے بھی بن سعیدقطان نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا کہا کہ ہم سے نافع نے بیان کیا ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کہ نبی کرم ﷺ ہماری موجودگی میں آیت سجدہ پڑھتے اور سجدہ کرتے تو ہم بھی آپ کے ساتھ (بجوم کی وجہ سے) اس طرح سجدہ کرتے کہ پیشانی رکھنے کی جگہ بھی نہ ملتی جس پر سجدہ کرتے۔

**باب امام جب سجدہ کی آیت پڑھے اور لوگ ہجوم کریں تو  
بہر حال سجدہ کرنا چاہیے۔**

(۱۰۷۶) ہم سے بشر بن آدم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے علی بن مسر نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبیداللہ عمری نے خبر دی، انسیں نافع نے اور نافع کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم ﷺ آیت سجدہ کی تلاوت اگر ہماری موجودگی میں کرتے تو آپ کے ساتھ ہم بھی سجدہ کرتے تھے۔ اس وقت اتنا اثر دھام ہو جاتا کہ سجدہ کے لیے پیشانی رکھنے کی بھی جگہ نہ ملتی جس پر سجدہ کرنے والا سجدہ کر سکے۔

انشققتہ فَسَجَدَ بِهَا، فَقُلْتَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنْتَ أَرَكَ تَسْجُدُ؟ قَالَ: لَوْلَمْ أَرَ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ، لَمْ أَسْجُدْ).

**۸- بَابُ مَنْ سَجَدَ بِسُجُودِ الْفَارِيِّ**  
وَقَالَ أَبْنُ مَسْعُودٍ لِعَمِيمِ بْنِ حَذَلَمَ -  
**وَهُوَ غَلَامٌ** - فَقَرَأَ عَلَيْهِ سَجْدَةً فَقَالَ : اسْجُدْ، فَإِنَّكَ إِمَامًا فِيهَا.

مطلوب یہ ہے کہ شنے والے کو جب سجدہ کرنا چاہیے کہ پڑھنے والا بھی کرے اگر سجدہ پڑھنے والا نہ کرے تو شنے والے پر بھی لازم نہیں ہے۔ امام بخاریؓ کا شاید یہی مذهب ہے اور جسمور علماء کا یہ قول ہے کہ شنے والے پر ہر طرح سجدہ ہے اگرچہ پڑھنے والا بے وضو یا نبلغ یا کافر یا عورت یا تارک الصلوٰۃ ہو یا نماز پڑھ رہا ہو (وحیدی)

(۱۰۷۵) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى  
قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ عَبْيِدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي  
نَافِعٌ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ:  
((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا السُّورَةَ الَّتِي  
فِيهَا السَّجْدَةَ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتَّىٰ مَا  
يَجِدُ أَحَدُنَا مَوْضِعَ جَنَاحِيهِ)).

[طرفہ فی: ۱۰۷۶، ۱۰۷۹]

**۹- بَابُ ازْدِحَامِ النَّاسِ إِذَا قَرَأَ  
الْإِمَامُ السَّجْدَةَ**

(۱۰۷۶) حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ آدَمَ قَالَ: حَدَّثَنَا  
عَلَيْيَ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْيِدُ اللَّهِ  
عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ  
ﷺ يَقْرَأُ السَّجْدَةَ وَنَخْنُ عِنْدَهُ، فَيَسْجُدُ  
وَنَسْجُدُ مَعَهُ، فَنَزَدَ حِجْمٌ حَتَّىٰ مَا يَجِدُ أَحَدُنَا  
لِجَنَاحِيهِ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ)).

[راجح: ۱۹۷۵]

ای حدیث سے بعضوں نے یہ نکلا کہ جب پڑھنے والا سجدہ کرے تو شنے والا سجدے میں شنے والا مقتدی ہے

اور پڑھنے والا امام ہے۔ یہی نے حضرت عمرؓ سے روایت کیا جب لوگوں کا بست ہجوم ہوتا تو تم میں کوئی اپنے بھائی کی پشت پر بھی سجدہ کر سکتا ہے۔ قطلانی نے کہا جب ہجوم کی حالت میں فرض نماز میں پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہوا تو تلاوت قرآن پاک کا سجدہ ایسی حالت میں بطرق اولی جائز ہو گا۔

**باب اس شخص کی دلیل جس کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے سجدہ تلاوت کو واجب نہیں کیا**

اور عمران بن حصین صحابی سے ایک ایسے شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جو آیت سجدہ سنتا ہے مگر وہ سننے کی نیت سے نہیں بیٹھا تھا تو کیا اس پر سجدہ واجب ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا اگر وہ اس نیت سے بیٹھا بھی ہو تو کیا (گویا انہوں نے سجدہ تلاوت کو واجب نہیں سمجھا) سلمان فارسی نے فرمایا کہ ہم سجدہ تلاوت کے لیے نہیں آئے۔ جو پیشے ہوئے تھے انہوں نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا سلمان نے (روواه عبد الرزاق)

عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سجدہ ان کے لیے ضروری ہے جنہوں نے آیت سجدہ قصد سے سنی ہو۔ زہری نے فرمایا کہ سجدہ کے لیے طہارت ضروری ہے اگر کوئی سفر کی حالت میں نہ ہو بلکہ گھر پر ہو تو سجدہ قبلہ رو ہو کر کیا جائے گا اور سواری پر قبلہ رو ہونا ضروری نہیں جدھر بھی رخ ہو (اسی طرف سجدہ کرننا چاہیے) سائب بن زیند واعظوں و قصہ خوانوں کے سجدہ کرنے پر سجدہ نہ کرتے۔

(۱۰) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہمیں ہشام بن یوسف نے خبردی اور انیس ابن جرتج نے خبردی، انسوں نے کہا کہ مجھے ابو بکر بن ابی ملیک نے خبردی، انیس عثمان بن عبد الرحمن تھی نے اور انیس ربعیہ بن عبد اللہ بن ہدیر تھی نے کہا کہ — ابو بکر بن ابی ملیک نے بیان کیا کہ ربعیہ بہت اچھے لوگوں میں سے تھے۔ ربعیہ نے وہ حال بیان کیا جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں انسوں نے دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن منبر سوہ خلی پڑھی جب سجدہ کی آیت ﴿وَلِلّهِ﴾

١٠ - يَابُ مَنْ رَأَى أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

لَمْ يُوجِبِ السُّجُودُ

وَقِيلَ لِعُمَرَانَ بْنِ حُصَيْنِ: الرَّجُلُ يَسْمَعُ  
السَّجْدَةَ وَلَمْ يَجْلِسْ لَهَا. قَالَ: أَرَأَيْتَ لَوْ  
فَعَدَ لَهَا. كَائِنَةٌ لَا يُوجَبُهُ عَلَيْهِ. وَقَالَ  
سَلْمَانُ: مَا لِهَذَا غَدُونًا. وَقَالَ عُثْمَانُ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّمَا السَّجْدَةَ عَلَى مَنِ  
هُوَ يَرِيدُ كَمِيلًا. حَفَظَهُ عَلِيٌّ عَنْ حَدِيثِ  
عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ  
كَيْفَ يَأْتُونَ لَهُمْ بِالْأَوْكُنْ وَالْأَوْكُنْ  
يَسْمَعُهُمْ وَيَسْجُدُهُمْ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لَا يَسْجُدُ إِلَّا أَنْ  
يَكُونَ ظَاهِرًا، فَإِذَا سَجَدْتَ وَلَا سَفِيرٌ  
وَأَنْتَ فِي حَضَرٍ فَاسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، فَإِنْ  
كُنْتَ رَاكِبًا فَلَا عَلَيْكَ حِি�ْثُ كَانَ  
وَجْهُكَ. وَكَانَ السَّابِطُ بْنُ يَزِيدَ لَا  
يَسْجُدُ لِسُجُودِ الْقَاصِنِ.

١٠٧٧ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ:  
أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جَرِيْجَ  
أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرُ بْنُ أَبِي  
مَلِيْكَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ التِّيفْيَيِّ  
عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَذِيرِ التِّيفْيَيِّ  
- قَالَ أَبُوبَكْرٌ: وَكَانَ رَبِيعَةُ مِنْ خِيَارِ  
النَّاسِ - عَمَّا حَضَرَ رَبِيعَةُ مِنْ عُمَرَ بْنِ  
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَرَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ

يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ》 آخِر تک پہنچ تو منبر پر سے اترے اور سجدہ کیا تو لوگوں نے بھی ان کے ساتھ سجدہ کیا۔ دوسرے جمعہ کو پھر یہی سورت پڑھی جب سجدہ کی آیت پر پہنچ تو کہنے لگے لوگو! ہم سجدہ کی آیت پڑھتے چلے جاتے ہیں پھر جو کوئی سجدہ کرے اس نے اچھا کیا اور جو کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ گناہ نہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سجدہ نہیں کیا اور نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سجدہ تلاوت فرض نہیں کیا ہماری خوش پر رکھا۔

غَلَى الْعَفْرِ بِسُورَةِ النَّحْلِ، حَتَّى إِذَا جَاءَ السُّجْدَةَ نَزَلَ فَسَجَدَ وَسَجَدَ النَّاسُ، حَتَّى إِذَا كَانَتِ الْجُمُعَةُ الْقَابِلَةُ قَرَا بِهَا حَتَّى إِذَا جَاءَ السُّجْدَةَ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّا نَعْرُضُ عَلَى السُّجُودِ، فَمَنْ سَجَدَ فَقَدْ أَصَابَ، وَمَنْ لَمْ يَسْجُدْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ. وَلَمْ يَسْجُدْ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ). وَزَادَ نَافعٌ عَنْ أَبِيهِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَفْرِضِ السُّجُودَ إِلَّا أَنْ نَشَاءَ)).

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں اور اقوی الادلة علی نفی الوجوب حديث عمر المذکور فی هذا الباب یعنی اس بات کی قوی دلیل کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں یہ حضرت عمرؓ کی حدیث ہے جو یہاں اس باب میں مذکور ہوئی اکثر اگر و فقاہ اسی کے قائل ہیں کہ سجدہ تلاوت ضروری نہیں بلکہ صرف سنت ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

## باب خس نے نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی اور نماز ہی میں سجدہ کیا

امام بخاری کی غرض اس باب سے مالکیہ پر روکرنا ہے جو سجدہ کی آیت نماز میں پڑھنا مکروہ جانتے ہیں۔  
۱۰۷۸ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ أَبِي زَافِعٍ قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ، فَقَرَا: «إِذَا السَّمَاءُ انشَقَتْ فَسَجَدَ، فَقُلْتَ: مَا هَذِهِ؟ قَالَ: سَجَدَتْ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ، فَلَا أَرَأَلُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْفَاهُ)).

## باب جو شخص ہجوم کی وجہ سے سجدہ تلاوت کی جگہ نہ پائے

۱۰۷۹ - حَدَّثَنَا صَدَقَةً بْنَ الْفَضْلِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عَيْنِي اللَّهِ عَنْ نَافعٍ عَنْ

## ۱۱- بَابُ مَنْ قَرَا السُّجْدَةَ فِي الصَّلَاةِ فَسَجَدَ بِهَا

امام بخاری کی غرض اس باب سے مالکیہ پر روکرنا ہے جو سجدہ کی آیت نماز میں پڑھنا مکروہ جانتے ہیں۔  
۱۰۷۸ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ أَبِي زَافِعٍ قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ الْعَتَمَةَ، فَقَرَا: «إِذَا السَّمَاءُ انشَقَتْ فَسَجَدَ، فَقُلْتَ: مَا هَذِهِ؟ قَالَ: سَجَدَتْ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ، فَلَا أَرَأَلُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْفَاهُ)).

## ۱۲- بَابُ مَنْ لَمْ يَجِدْ مَوْضِيعًا لِلسُّجُودِ مِنَ الزَّحَامِ

۱۰۷۹ - حَدَّثَنَا صَدَقَةً بْنَ الْفَضْلِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى عَنْ عَيْنِي اللَّهِ عَنْ نَافعٍ عَنْ

ابن عمر رضی اللہ عنہ اور اسی کی سورة کی تلاوت کرتے جس میں بحمدہ ہوتا پھر آپ بحمدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بحمدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں کسی کو اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی۔ (علوم ہوا کہ ایسی حالت میں بحمدہ نہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے) واللہ اعلم۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما قائل ((کانَ النَّبِيُّ يَقْرَأُ السُّورَةَ الَّتِي فِيهَا السُّجْدَةُ، فَيَسْجُدُ وَتَسْجُدُ، حَتَّىٰ مَا يَجِدُ أَحَدًا مَكَانًا لِمَوْضِعِ جَنَاحِهِ)). [راجح: ۱۰۷۹]

## ۱۸۔ کتاب تقصیر الصلوٰۃ

### نماز میں قصر کرنے کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱ - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّقْصِيرِ، وَكَمْ كُتْفَيْمُ حَتَّىٰ يَقْصُرُ  
باب نماز میں قصر کرنے کا بیان اور اقامت کی حالت میں  
کتنی مدت تک قصر کر سکتا ہے۔

**تفسیر** قصر کے معنی کم کرنا یہاں حالت سفر میں چار رکعت والی فرض نماز کو کم کر کے دو رکعت پڑھنا مراد ہے جو برت کے چوتھے سال قصر کی اجازت نازل ہوئی مغرب اور فجر کی فرض نمازوں میں قصر نہیں ہے اور ایسے سفر میں قصر اجازت نہیں جو سفرگناہ کی نیت سے کیا جائے کوئی مسلمان ہو کر چوری کرنے یا زنا کرنے کے لیے سفر کرے تو اس کے لیے قصر کی اجازت نہیں ہے۔ امام شافعی اور امام احمد اور امام مالک اور علماء کا یہی فتویٰ ہے دیکھو: تسیل القاری ص ۲۷۸

قرآن مجید میں قصر نماز کا ذکر ان لفظوں میں ہے فَإِنَّكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خَفْتُمْ أَنْ يَقْتَنِمُوكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِي  
یعنی اگر حالت سفر میں تم کو کافروں کی طرف سے خوف ہو تو اس وقت نماز قصر کرنے میں تم پر گناہ نہیں اس کے متعلق یہ روایت وضاحت کے لیے کافی ہے۔ عن علی بن امية قال قلت لعمربن خطاب رضی الله عنہ لیس عليکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان  
یقتنِمُوكُمُ الَّذِينَ کَفَرُوا فقد امن الناس عن ذلك فقال عجبت مما عجبت منه فسألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال صدق تصدق  
الله عليکم فاقبلوا صدقته (رواہ مسلم) یعنی یعلی این امیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ سے اس آیت مذکورہ کے بارے میں کما اب تو

لوگ اسی میں پھر قصر کا کیا معنی اس پر آپ نے بتلایا کہ مجھے بھی تم جیسا تردہ ہوا تھا تو میں نے رسول کرم ﷺ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ اب سفر میں نماز قصر کرنایہ اللہ کی طرف سے تمہارے لیے صدقہ ہے پس مناسب ہے کہ اس کا صدقہ قبول کرو اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ اب نماز قصر کرنے کے سفر میں دشمن سے خوف کی قید نہیں ہے آنحضرت ﷺ نے بسا اوقات حالت سفر میں جبکہ آپ کو اسی حاصل تھا نماز فرض قصر کے پڑھائی پیش ارشاد باری ہے لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنة یعنی تمہارے لیے رسول کرم ﷺ کا عمل بہتر نہ ہے فرمایا یورید اللہ بکم الیسر ولا یورید بکم العسر یعنی اللہ پاک تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے دشواری نہیں چاہتا۔

امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ سفر میں نماز قصر کے واجب یا سنت ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی اور مالک بن انس اور اکثر علماء نے قصر کرنے اور پوری پڑھنے ہردو کو جائز قرار دیا ہے ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ قصر افضل ہے ان حضرات کی ولیل بستی احادیث مشہور ہیں جو صحیح مسلم وغیرہ میں ہیں جن میں ذکور ہے کہ صحابہؓ کرام رسول کرم ﷺ کے ساتھ سفر کرتے ان میں بعض لوگ قصر کرتے بعض نماز پوری ادا کرتے بعض ان میں روزہ رکھتے بعض روزہ چھوڑ دیتے اور ان میں کوئی ایک دوسرے پر اعتراض نہ کرتا۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت عائشہؓ سے بھی سفر میں پوری نماز ادا کرنا منقول ہے۔

بعض علماء قصر کو واجب جانتے ہیں ان میں حضرت عمر حضرت علی اور جابر اور ابن عباس داخل ہیں اور حضرت امام مالک اور حضرت امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ الحدث الکبیر حضرت مولانا عبد الرحمن مبارکپوری فرماتے ہیں قلت من شان متبعي السنن النبوية و مقتضى الآثار المصطفویہ ان يلازموا القصر فی السفر كما لا زمہ صلی الله علیہ وسلم ولو كان القصر غير واجب فاتیاب السنن فی القصر فی السفر هو المتعین ولا حاجة لهم ان يتموا فی السفر و يتاولوا كما تاولت عائشة و تاول عثمان رضی الله عنہما هذا ما عندی والله اعلم

(تحفۃ الاحوذی ص ۳۸۲)

یعنی سنن نبوی کے فدائیوں کے لیے ضروری ہے کہ سفر میں قصر ہی کو لازم پڑیں۔ اگرچہ یہ غیر واجب ہے پھر بھی اتباع سنت کا تقاضا کی ہے کہ سفر میں قصر کیا جائے اور کوئی تاویل اس بارے میں مناسب نہیں ہے۔ جیسے حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت عثمان رضی الله عنہما نے تاویلات کی ہیں۔ میرا کیسی خیال ہے۔

یہ بھی ایک طویل بحث ہے کہ کتنے میل کا سفر ہو جائے اس سلسلہ میں بعض روایات میں تین میل کا بھی ذکر آیا ہے۔ قال النبوي الى ان اقل مسافة القصر ثلاثة اميال و كانوا احتاجوا في ذلك بما رواه مسلم و ابو داود من حدیث انس قال كان رسول الله صلی الله علیہ وسلم اذا خرج مسيرة ثلاثة اميال او فراسخ قصر الصلوة قال الحافظ وهو اصح حدیث ورد في بيان ذلك واصرحة و قد حمله من خالقه ان المراد به المسافة التي يتبدل منها القصر لا غایة السفر (یعنی انه اراد به اذا سافر مسرا طوبلا قصرا اذا بلغ ثلاثة اميال كما قال في لفظه الآخر ان النبي صلی الله علیہ وسلم صلی بالمدینة اربعاء و بدی الحلیفة رکعتین (مرعاة ج ص ۲۵۶)

یعنی امام نووی نے کہا کہ قصر کی کم ترین مدت تین میل ہے انہوں نے حدیث انسؓ سے ولیل ہی ہے۔ جس میں ہے کہ جب رسول کرم ﷺ تین میل یا تین فرغ تکتے تو نماز قصر کرتے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ قصر کے متعلق صحیح ترین حدیث یہ ہے جن لوگوں نے تین میل کو نہیں مانا انہوں نے اس حدیث کو غایت سفر نہیں بلکہ ابتداء سفر پر محول کیا ہے۔ یعنی یہ مراد ہے کہ جب مسافر کا سفر طویل کے لیے ارادہ ہو اور وہ تین میل پہنچ جائے اور نماز کا وقت آجائے تو وہ قصر کر لے جیسا کہ حدیث میں دوسری جگہ یہ بھی ہے کہ رسول کرم ﷺ جب سفرج کے لیے لٹکے تو آپ نے مدینہ میں چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ میں پہنچ کر دو رکعت ادا کیں اس بارے میں طویل مباحثہ کے بعد آخری فیصلہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبد اللہ صاحب مدظلہ کے لفظوں میں یہ ہے والراجع عندي ماذهب اليه الانتمة الشلانة انه لا يقصر الصلوة في اقل من

ثمانیہ و اربعین میں بالہاشمی و ذلک اربعہ برداۓ سنتہ عشر فرستخا و ہی مسیرہ یوم و لیلۃ بالسیر الحدیث و ذہب اکثر علماء اہل الحدیث فی عصرنا مسافت القصر ثلاثة فراسخ مستدلین لذالک الحدیث انس المقدم فی کلام الحافظ (مرعایة ج ۲ ص ۲۵۱)

میرے نزدیک ترجیح اسی کو حاصل ہے جو حرامہ ملائش گئے ہیں۔ وہ یہ کہ اٹالیس میل ہاشمی سے کم میں قصر نیں اور یہ چار برو ہوتے ہیں یعنی سولہ فرخ اور دن کے تیز سفر کی یہی حد ہوتی ہے اور ہمارے زمانے میں اکثر علماء الہ حدیث اسی طرف گئے ہیں کہ قصر کی مسافت تین فرخ ہیں۔ (جس کے اٹالیس میل ہوتے ہیں) ان کی دلیل حضرت انسؓ کی وہی حدیث ہے جس کا پسلے ہیان ہوا اور ابن قدامہ کا رجحان ظاہریہ کے قول کی طرف ہے جو کہتے ہیں کہ ہر سفر خواہ وہ قصیراً طویل ہو۔ اس میں قصر جائز ہے، مگر اجلع کے یہ خلاف ہے (والله اعلم باصواب)

(۱۰۸۰) ہم سے موی بن اسما علیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عوانہ وضاح سکری نے بیان کیا، ان سے عاصم احوال اور حسین سلمی نے، ان سے عکرمہ نے، اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کرمؑ (کمہ میں فتح مکہ کے موقع پر) انیں دن ٹھہرے اور برابر قصر کرتے رہے۔ اس لیے انیں دن کے سفر میں ہم بھی قصر کرتے رہتے ہیں اور اس سے اگر زیادہ ہو جائے تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

۱۰۸۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ وَحَصَّبِينَ عَنْ عَكْرِمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَقْلَمُ النَّبِيِّ ﷺ تِسْعَةً عَشَرَ يَقْصُرُ، فَنَخْنُ إِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةً عَشَرَ قَصَرَنَا، وَإِنْ زِدْنَا أَتْمَنَنَا)).

[طرفہ فی ۴۲۹۸، ۴۲۹۹]

**لشیخ** اس ترجمہ میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ سفر میں چار رکعت نماز کو قصر کرے یعنی دو رکعتیں پڑھے دو سرے مسافر اگر کیسی ٹھہرنے کی نیت کر لے تو جتنے دن تک ٹھہرنے کی نیت کرے وہ قصر کر سکتا ہے۔ امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ کا ذہب یہ ہے کہ جب کیسی چار دن ٹھہرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے۔ خفیہ کے نزدیک پندرہ سے کم میں قصر کرے۔ زیادہ کی نیت ہو تو پوری پڑھے امام احمد اور داؤد کا ذہب یہ کہ چار دن سے زیادہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پوری پڑھے۔ اسحاق بن راہویہ انیں دن سے کم قصر تلاتے ہیں اور زیادہ کی صورت میں نماز پوری پڑھنے کا فتویٰ دیتے ہیں۔

حضرت امام بخاریؓ کا بھی ذہب یہی معلوم ہوتا ہے حضرت مولانا عبد اللہ صاحب مبارکپوری مد غلہ العالی نے امام احمد کے مسلک کو ترجیح دی ہے۔ (مرعایة ج ۲ ص ۲۵۶)

(۱۰۸۱) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ مجھ سے تیجی بن ابی اسحاق نے بیان کیا انسوں نے انس بن حنثہ کو یہ کہتے سنا کہ ہم کمکہ کے ارادہ سے مدینہ سے نکلے تو برابر نبی کرمؑ دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کا کہ میں کچھ دن قیام بھی رہا تھا؟ تو اس کا جواب انس بن حنثہ نے یہ دیا کہ دس دن تک ہم وہاں ٹھہرے تھے۔

۱۰۸۱ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْنَمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّهُ يَقُولُ: ((خَرَجَنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَكَانَ يَصْلِي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ، حَتَّى رَجَعَنَا إِلَى الْمَدِينَةِ، قُلْتُ: أَقْمَنْتُ بِمَكَّةَ شَيْئًا؟ قَالَ: أَقْمَنَا بِهَا عَشْرًا)).

[طرفة فی : ۴۲۹۷].

### باب منی میں نماز قصر کرنے کا بیان

(۱۰۸۲) ہم سے مسدد بن مسجد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے مجھی نے عبد اللہ عمری سے بیان کیا، کہا کہ مجھے نافع نے خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ منی میں دور رکعت (یعنی چار رکعت والی نمازوں میں) قصر پڑھی۔ عثمان بن عفی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کے دور خلافت کے شروع میں دوری رکعت پڑھی تھیں لیکن بعد میں آپؐ نے پوری پڑھی تھیں۔

(۱۰۸۳) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ابو اسحاق نے خبر دی، انہوں نے حارثہ سے سن اور انہوں نے وہب بن عوف سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے منی میں امن کی حالت میں ہمیں دور رکعت نماز پڑھائی تھی۔

(۱۰۸۴) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے امش نے، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابراہیم تھی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے عبد الرحمن بن یزید سے سن، وہ کہتے تھے کہ ہمیں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے منی میں چار رکعت نماز پڑھائی تھی لیکن جب اس کا ذکر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ انا اللہ و انا الیہ راجعون۔ پھر کہنے لگے میں نے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی میں نے دور رکعت ہی پڑھی ہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی میں نے دور رکعت ہی پڑھی ہیں اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دوہی رکعت پڑھی تھی کاش میرے حصہ میں ان چار رکعتوں کے بجائے دو مقبول رکعتیں ہوتیں۔

### ۲- باب الصلاۃ بمنی

۱۰۸۲ - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنْيَ رَكْعَتَيْنِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَمَعَ غُثَّمَانَ صَلَّرَ مِنْ إِعْرَابِهِ، ثُمَّ أَتَمْهَا)). [طرفة فی: ۱۶۵۵].

۱۰۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ أَبْنَانَا أَبُو إِسْحَاقَ سَمِعَتْ حَارِثَةَ بْنَ وَهَبِّ قَالَ: ((صَلَّى بِنَ النَّبِيِّ ﷺ آمِنًا مَا كَانَ بِمِنْيَ رَكْعَتَيْنِ)).

[طرفة فی: ۱۶۵۶].

۱۰۸۴ - حَدَّثَنَا قَتِيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زَيَادٍ عَنِ الْأَغْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: ((صَلَّى بِنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِنْيَ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ، فَقَبِيلَ ذَلِكَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمِنْيَ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ أَبِي بَكْرِ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِنْيَ رَكْعَتَيْنِ، وَصَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِمِنْيَ رَكْعَتَيْنِ، فَلَيْتَ حَظِّيْ مِنْ أَرْبَعَ رَكْعَاتِ رَكْعَتَانِ

مُتَقْبِلَاتَانِ). [طرفة في: ١٦٥٧]

**تشیعی** حضور اکرم ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی منی میں نماز کا ذکر اس وجہ سے کیا کہ آپ حضرات عج کے ارادہ سے جاتے اور حضور اکرم ﷺ کے ارکان ادا کرتے ہوئے منی میں بھی قیام کیا ہوتا۔ یہاں سفر کی حالت میں ہوتے تھے اس لیے قصر کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا یہیشہ یہی معمول تھا کہ منی میں قصر کرتے تھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ابتدائی دور خلافت میں قصر کیا لیکن بعد میں جب پوری چار رکعتیں آپ نے پڑھیں تو ان مسحود ﷺ نے اس پر سخت نگواری کا اعلیٰ سار فرمایا۔ دوسری روایتوں میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی پوری چار رکعت پڑھنے کا اذن بیان کیا تھا جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

### باب حج کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے کتنے دن قیام کیا تھا؟

(۱۰۸۵) ہم سے موی بن اساعیل نے بیان کیا کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا ان سے ابوالعالیہ براء نے ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کو ساتھ لے کر تبلیغ کرتے ہوئے ذی الحجه کی چوتھی تاریخ (کو) (مکہ میں) تشریف لائے پھر آپ نے فرمایا کہ جن کے پاس ہدی نہیں ہے وہ بجائے حج کے عمرہ کی نیت کر لیں اور عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائیں پھر حج کا احرام باندھیں۔ اس حدیث کی متابعت عطاء نے جابر سے کی ہے۔

### ۳- بَابُ كَمْ أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فِي حَجَّتِهِ؟

۱۰۸۵ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو يُوبُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْأَبْرَاءِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: (قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ لِصَبْعَ رَابِعَةِ يُلْيُونَ بِالْحَجَّ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَجْعَلُوهَا غَمْرَةً، إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْأَهْدِيَّ). تَابَعَهُ عَطَاءُ عَنْ جَابِرٍ.

[اطراfe في: ۱۵۶۴، ۲۰۰۵، ۳۸۳۲].

**تشیعی** کیونکہ آپ چوتھی ذی الحجه کو مکہ معظمہ پہنچتے اور چودھویں کو مراجعت فرمائے میں ہوئے تو مدت اقامت کل دس دن ہوئی اور مکہ میں صرف چار دن رہنا ہوا بلی ایام منی وغیرہ میں صرف ہوئے اسی لیے امام شافعی نے کہا کہ جب مسافر کسی مقام میں چار دن سے زیادہ رہنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے چار دن تک قصر کرتا رہے اور امام احمد نے کہا ایکس نمازوں تک (مولانا وحید الزماں مرحوم) پچھلی روایت جس میں آپ کا قیام ایکس دن نہ کوہے اس میں یہ قیام فتح کہے متعلق ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے مقاصی میں دوسرے طریق سے اقامت کا مقام کہ بیان فرمایا ہے جمل آپ نے اپنی دن قیام فرمایا اور آپ نماز قصر کرتے رہے معلوم ہوا کہ قصر کے لیے یہ آخری حد ہے اگر اس سے زیادہ سفر نے کافی نہ ہو تو نماز پوری پڑھنی ہو گی اور اگر کوئی فیصلہ نہ کر سکے اور تردد میں آج کل آج کل کرتا رہ جائے تو وہ جب تک اس حالت میں ہے قصر کر سکتا ہے جیسا کہ زاد العاد میں علامہ ابین قیم نے بیان فرمایا ہے وہی اہنہ صلی اللہ علیہ وسلم اقام بتبوک عشرين يوما يقصر الصلوة ولم يقل للامة لا يقصر الرجل الصلوة اذا اقام اكثر من ذلك ولكن انفق اقامته هذه المدة و هذه الاقامة في حالة السفر لا تخرج عن حكم السفر سواء طالت او قصرت اذا كان غير متوفن ولا عازم على الاقامة بذلك الموضع. یعنی رسول اللہ ﷺ توک میں میں دن تک مقیم رہے اور نماز قصر فرماتے رہے اور آپ نے امت کے لیے نہیں فرمایا کہ امت میں سے اگر کسی کا اس سے بھی زیادہ کہیں (حال سفر میں) اقامت کا موقعہ آجائے تو وہ قصرہ کرے۔ ایسا آپ نے کہیں نہیں فرمایا پس جب کوئی شخص سفر میں کسی جگہ بہ حیثیت وطن کے نہ اقامت کرے اور نہ وہاں اقامت کا عزم ہو مگر آج کل میں تردد رہے تو اس کی مدت اقامت کم ہو یا زیادہ وہ بہ حال سفر کے حکم میں

ہے اور نماز تصریک کر سکتا ہے۔

حافظ نے کہا کہ بعض لوگوں نے احمد سے امام احمد بن خبل کو سمجھا یہ بالکل غلط ہے کیونکہ امام احمد نے عبد اللہ بن مبارک سے نہیں سن۔ (وہیدی)

### باب نماز کتنی مسافت میں قصر کرنی چاہیے

نی کریم ﷺ نے ایک دن اور ایک رات کی مسافت کو بھی سفر کہا ہے اور عبد اللہ ابن عمر اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم چار برد (تقریباً اٹھالیس میل کی مسافت) پر قصر کرتے اور روزہ بھی انتظار کرتے تھے۔ چار برد میں سولہ فرخ ہوتے ہیں (اور ایک فرخ میں تین میل) وہو میثہ عشر فرسخاً۔

**لشیعۃ** اس ترجمہ میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ سفر میں چار رکعت نماز کو قصر کرے یعنی دو رکعت پڑھے دو سرے مسافر اگر کہیں زیادہ ثہر نے کی نیت کرے وہ قصر کر سکتا ہے امام شافعی اور امام احمد و مالک کا یہ مذہب ہے کہ جب کہیں چار دن ثہر نے کی نیت کرے تو نماز پوری پڑھے اور چار دن سے کم ثہر نے کی نیت ہو تو قصر کرتا رہے اور حنفیہ کے نزدیک پندرہ دن سے کم میں قصر کرے پندرہ دن یا زیادہ ثہر نے کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے اور احتمال بن راہو یہ کا مذہب یہ ہے کہ انہیں دن سے کم میں قصر کرتا رہے انہیں دن یا زیادہ ثہر نے کی نیت ہو تو پوری نماز پڑھے امام بخاری کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے۔

ابن المنذر نے کہا کہ مغرب اور جمکری نماز میں بالامجاجع قصر نہیں ہے (مولانا حیدر الہم مرحوم) ترجمہ باب میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو حدیث صحیح لائے ہیں اس سے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی کے مسلک کی تائید ہوتی ہے گویا امام رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ اس حدیث پر ہے۔ یہاں کافیں روز کا قیام فتح کم کے موقع پر ہوا تھا بعض راویوں نے اس قیام کو صرف سترہ دن بتایا ہے گویا انہوں نے آئے اور جانے کے دو دن چھوڑ کر سترہ دن کا شمار کیا اور جنہوں نے ہر دو دنوں کو شمار کیا، انہوں نے انہیں روز بتالے۔

اس سے امام بخاری نے یہ نکلا کہ سفر کے لیے کم سے کم ایک دن رات کی راہ ضروری ہے۔ حنفیہ نے تین دن کی مسافت کو سفر کہا ہے اس مسئلہ میں کوئی بیس قول ہیں۔ ابن منذر نے ان کو نقل کیا ہے صحیح اور بخاری مذہب اہل حدیث کا ہے کہ ہر سفر میں قصر کرنا ہا ہے جس کو عرف میں سفر کہیں اس کی کوئی حد مقرر نہیں امام شافعی اور امام مالک اور امام او زانی کا یہ قول ہے کہ دو منزل سے کم میں قصر جائز نہیں دو منزل اٹھالیس میل ہوتے ہیں ایک میل چھ ہزار ہاتھ کا ایک ہاتھ چوہ میں انگل چھ جو کا (وہیدی) فتح المباری میں جھوہر کا مذہب یہ نقل ہوا ہے کہ جب اپنے شرستے باہر ہو جائے اس کا قصر شروع ہو جاتا ہے۔

امام نووی نے شرح مسلم میں فقیہ اہل حدیث کا بھی یہی مسلک نقل کیا ہے کہ سفر میں دو منزلوں سے کم میں قصر جائز نہیں اور دو منزلوں کے اٹھالیس میل ہاشمی ہوتے ہیں۔

داود ظاہری اور دیگر اہل ظاہر کا مسلک یہ ہے کہ قصر کرنا بہ طال جائز ہے سفر دراز ہو یا کم یہاں تک کہ اگر تین میل کا سفر ہو تو بھی یہ حضرات قصر جائز کرتے ہیں تفصیل گزر چکی ہے۔

۱۰۸۶ - حدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أَسْمَاءَ: حَدَّثْكُمْ عَيْنِدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ

حدیث بیان کی تھی کہ ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے کایہ فرمان نقل کیا تھا کہ عورت میں تین دن کا سفر زیارتِ حرم محرم کے بغیر نہ کریں (ابو اسحاق نے کہا ہے)۔

محرم وہ جن سے عورت کیلئے نکاح حرام ہے اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو عورت کیلئے سفر کرنا جائز نہیں۔ یہاں تین دن کی قید کا مطلب ہے کہ اس حدود پر لفظ سفر کا اطلاق کیا گیا اور ایک دن اور رات کو بھی سفر کیا گیا ہے تو قریباً اڑتالیس میل پر اکثر اتفاق ہے کہ م-

(۱۰۸۷) ہم سے مسدود بن مسدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی بن سعید قطان نے عبد اللہ عمری سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے نافع نے خبر دی، انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا عورت تین دن کا سفر اس وقت تک نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی حرم رشتہ دار نہ ہو۔ اس روایت کی متابعت احمد نے ابن مبارک سے کہی کہ ان سے عبد اللہ عمری نے ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے:

(۱۰۸۸) ہم سے آدم نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن الی ذسب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید مقبری نے اپنے بیان سے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی خاتون کے لیے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں کہ ایک دن رات کا سفر بغیر کسی ذی رام محرم کے کرے۔ اس روایت کی متابعت بھی بن الی کثیر، سیل اور مالک نے مقبری سے کی۔ وہ اس روایت کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے۔

**لشیخ** عورت کے لیے پہلی احادیث میں تین دن کے سفر کی ممانعت وارد ہوئی ہے جبکہ اس کے ساتھ کوئی ذی رام نہ ہو اور اس حدیث میں ایک دن اور ایک رات کی مدت کا ذکر آیا۔ دن سے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقدمہ لفظ سفر کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ حد تینا مقصود ہے یعنی ایک دن رات کی مدت سفر کو شرعی سفر کا ابتدائی حصہ اور تین دن کے سفر کو آخری حصہ قرار دیا ہے پھر اس سے جس تدریجی زیادہ ہو پہلے تینا جا چکا ہے کہ ابتدائی حصہ قرار کرنا سنت ہے فرض واجب نہیں ہے ہال یہ ضرور ہے کہ تصریح اللہ کی طرف کا ایک صدقہ ہے جسے قبول کرنا ہی مناسب ہے۔

باب جب آدمی سفر کی نیت سے اپنی بستی سے نکل جائے تو

ابن عمر رضی اللہ عنہم اُنَّ النَّبِيَّ قَالَ: ((لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرُومٍ)). [طرفہ فی : ۱۰۸۷]۔

۱۰۸۷ - حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ النَّبِيِّ قَالَ: ((لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةَ ثَلَاثَةَ إِلَّا مَعَ ذِي مَحْرُومٍ)). تَابِعَةُ أَحْمَدٍ عَنْ ابْنِ الْمَبَارِكِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنْ النَّبِيِّ [راجح: ۱۰۸۷]

۱۰۸۸ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ الْمَقْبَرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ : ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُسَافِرَ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةً لَيْسَ مَعَهَا حَرَمَةً)). تَابِعَةُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَسَهْلٍ وَمَالِكٍ عَنْ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

۵- بَابُ يَقْصُرُ إِذَا خَرَجَ مِنْ

### قصر کرے

اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (کوفہ سے سفر کے ارادہ سے) نکلے تو نماز قصر کرنی اسی وقت سے شروع کر دی جب بھی کوفہ کے مکانات دکھائی دے رہے تھے اور پھر واپسی کے وقت بھی جب آپ کو بتایا گیا کہ یہ کوفہ سامنے ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب تک ہم شہر میں داخل نہ ہو جائیں نماز پوری نہیں پڑھیں گے۔

(۱۰۸۹) ہم سے ابو عیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے، محمد بن مکدر اور ابراہیم بن میرہ سے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت پڑھی اور ذوالحیفہ میں عصر کی دو رکعت پڑھی۔

۱۵۰۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۵

[۲۹۵۱، ۲۹۸۶]

### موضعی

وَخَرَجَ عَلَيْهِ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَصَرَ وَهُوَ يَرَى الْبَيْتَ، فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ لَهُ: هَذِهِ الْكُوفَةُ قَالَ: لَا، حَتَّى نَدْخُلَهَا.

۱۰۸۹ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ وَابْنَ اَبِي اَهْمَمٍ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَلَّيْتُ الظَّهَرَ . . سَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعاً وَالْعَصْرَ وَبَدِيَ الْخَلْفَةَ رَكْعَيْنِ)).

[اطرافہ فی : ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸]

**لشیخ** دیگر روایتوں میں ہے کہ حضرت علی شام کے ارادہ سے نکلے تھے، کوفہ چھوڑتے ہی آپ نے قصر شروع کر دیا تھا۔ اسی طرح واپسی میں کوفہ کے مکانات دکھائی دے رہے تھے۔ لیکن آپ نے اس وقت بھی قصر کیا۔ جب آپ سے کہا گیا کہ اب تو کوفہ کے قریب آگئے! تو فرمایا کہ ہم پوری نماز اس وقت تک نہ پڑھیں گے جب تک ہم کوفہ میں داخل ہو جائیں۔ رسول کرم ﷺ کے ارادہ سے کہ معلمہ جاری ہے تھے ظہر کے وقت تک آپ مدینہ میں تھے اس کے بعد سفر شروع ہو گیا پھر آپ ذوالحیفہ میں پہنچے تو عصر کا وقت ہو چکا تھا اور وہاں آپ نے عصر چار رکعت کی بجائے صرف دو رکعت پڑھی۔ ذوالحیفہ مدینہ سے چھ میل پر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسافر جب اپنے مقام سے نکل جائے تو قصر شروع کر دے باب کا یہی مطلب ہے۔

(۱۰۹۰) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے زہری سے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پہلے نماز دو رکعت فرض ہوئی تھی بعد میں سفر کی نماز تو اپنی اسی حالت پر رہ گئی البتہ حضرت کی نماز پوری (چار رکعت) کر دی گئی۔ زہری نے بیان کیا کہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ پھر خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیوں نماز پوری پڑھی تھی انہوں نے اس کا جواب یہ دیا کہ عثمان بن عباد نے اس کی جو تاویل کی تھی وہی انہوں

۱۰۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَزْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((الصَّلَاةُ أُولُّ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَانِ، فَأَقْرَبْتَ صَلَاةَ السَّفَرِ، وَأَبَيْتَ صَلَاةَ الْحَضْرِ)) قَالَ الزُّهْرِيُّ : فَقُلْتُ لِعَزْرَةَ: مَا بَالَ عَائِشَةَ تُبَيِّنُ؟ قَالَ: تَأْوَلَتْ مَا تَأْوَلَ غُصَّانَ.

نے بھی کی۔

[راجع: ۳۵۰]

حضرت عثمانؓ نے جب منی میں پوری نماز پڑھی تو فرمایا کہ میں نے یہ اس لیے کیا کہ بہت سے عوام مسلمان جنمیں ایمانہ ہو کر وہ نماز کی دوہی رکعت سمجھ لیں۔ حضرت عائشہؓ نے بھی حج کے موقع پر نماز پوری پڑھی اور قصر نہیں کیا حالانکہ آپ سافر تھیں۔ اس لیے آپ کو نماز قصر کرنی چاہیے تھی۔ مگر آپ سفر میں پوری نماز پڑھنا، بہتر جاتی تھیں اور قصر کو خستہ بھی تھیں۔

## باب مغرب کی نماز سفر میں بھی تمیں ہی

### رکعت ہیں

(۱۰۹۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شیعہ نے خردی، زہری سے انہوں نے کہا کہ مجھے سالم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خردی آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ مغرب کی نماز دیرے سے پڑھتے یہاں تک کہ مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر پڑھتے۔ سالم نے کہا کہ عبد اللہ بن عمرؓ کو بھی جب سفر میں جلدی ہوتی تو اس طرح کرتے۔

## ۶۔ بَابُ يُصْلِّيُ الْمَغْرِبَ ثَلَاثًا فِي السَّفَرِ

۱۰۹۱ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَغْجَلَهُ السَّيْرَ فِي السَّفَرِ يُؤْخِرُ الْمَغْرِبَ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ)). قَالَ سَالِمٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَفْعَلُهُ إِذَا أَغْجَلَهُ السَّيْرَ. [اطرافہ فی : ۱۰۹۲، ۱۱۰۶، ۱۱۰۹، ۱۶۶۸، ۱۶۷۳، ۱۸۰۵، ۲۰۰۰].

۱۰۹۲ - وَزَادَ الْلَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ سَالِمٌ: (كَانَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمُزْدَلْفَةِ) قَالَ سَالِمٌ: (وَآخَرَ أَبْنُ عُمَرَ الْمَغْرِبَ، وَكَانَ اسْتُرْضِخَ عَلَى افْرَأَتِهِ صَفِيَّةَ بْنَتِ أَبِي غَيْبِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: الصَّلَاةُ). فَقَالَ: سِرْ. فَقُلْتُ لَهُ: الصَّلَاةُ، فَقَالَ: سِرْ. حَتَّى سَارَ مِنْبَنِي أَوْ نَلَّةً. ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُصْلِّي إِذَا أَغْجَلَهُ السَّيْرَ. وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: (رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ إِذَا أَغْجَلَهُ السَّيْرَ يَقْبِلُ الْمَغْرِبَ فَيُصْلِّيَهَا)

(۱۰۹۲) یث بن سعد نے اس روایت میں اتنا زیادہ کیا کہ مجھ سے یونس نے ابن شاہب سے بیان کیا کہ سالم نے بیان کیا کہ ابن عمرؓ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء ایک ساتھ جمع کر کے پڑھتے تھے۔ سالم نے کہا کہ ابن عمرؓ نے مغرب کی نماز اس دن ویر میں پڑھی تھی جب انہیں ان کی بیوی صفیہ بنت ابی عبدیہ کی سخت بیماری کی اطلاع ملی تھی (چلتے ہوئے) میں نے کہا کہ نماز! (یعنی وقت ختم ہوا چاہتا ہے) لیکن آپ نے فرمایا کہ چلے چلو پھر دوبارہ میں نے کہا کہ نماز! آپ نے پھر فرمایا کہ چلے چلو اس طرح جب ہم دو یا تین میل تک گئے تو آپ اترے اور نماز پڑھی پھر فرمایا کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سفر میں تیزی کے ساتھ چلنا چاہتے تو اسی طرح کرتے تھے عبد اللہ بن عمرؓ نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ جب نبی کریم ﷺ (منزل مقصدود تک) جلدی پہنچا چاہتے تو پہلے مغرب کی عکبر

کھلواتے اور آپ اس کی تین رکعت پڑھا کر سلام پھیرتے۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر عشاء پڑھاتے اور اس کی دو ہی رکعت پر سلام پھیرتے۔ عشاء کے فرض کے بعد آپ سنتیں وغیرہ نہیں پڑھتے تھے آدمی رات کے بعد کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ آپ ﷺ نے سفر میں مغرب کی تین رکعت فرض نماز ادا کی۔

### باب نفل نماز سواری پر، اگرچہ سواری کا رخ کسی طرف ہو

(۱۰۹۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے معمر نے زہری سے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عامر نے اور ان سے ان کے باپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ او نئی پر نماز پڑھتے رہتے خواہ اس کا منہ کسی طرف ہو۔

لَلَّا إِنَّمَا يُسْلِمُ، ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتَّى يَقِيمَ الْعِشَاءَ فَيَصْلِيْهَا رَكْعَيْنِ ثُمَّ يُسْلِمُ، وَلَا يُسْجِعَ بَعْدَ الْعِشَاءِ حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ الْلَّيلِ). [راجح: ۱۰۹۱]

### ۷- بَابُ صَلَاةِ النَّطْوُعِ عَلَى الدُّوَابِ، وَحَيْثُمَا تَوَجَّهُتْ

۱۰۹۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْدَ الْأَغْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَصْلِي عَلَى رَاحِلَيْهِ حِينَ تَوَجَّهَتْ بِهِ)).

[طرفہ فی: ۱۰۹۷، ۱۱۰۴].

ثابت ہوا کہ نفل سواری پر درست ہیں اسی طرح و ترتیبی۔ امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد اور اہل حدیث کا یہ قول ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک و تر سواری پر پڑھنے درست نہیں۔

(۱۰۹۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شیبان نے کہا، ان سے بیکی نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نفل نماز اپنی او نئی پر غیر قبلہ کی طرف منہ کر کے بھی پڑھتے تھے۔

یہ واقعہ غزوہ انمار کا ہے قبلہ وہاں جانے والوں کے لیے بائیں طرف رہتا ہے سواری او نٹ اور ہر جانور کو شامل ہے۔

(۱۰۹۵) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے موئی بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نفل نماز سواری پر پڑھتے تھے، اسی طرح و ترتیبی۔ اور فرماتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔

۱۰۹۵ - حَدَّثَنَا عَنْدَ الْأَغْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: ((كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَصْلِي عَلَى رَاحِلَيْهِ وَيَبْرُرُ عَلَيْهَا. وَيَخْبِرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعُلُ)). [راجح: ۴۰۰]

[۹۹۹] [راجح: ۹۹۹]

### باب سواری پر اشارے سے نماز پڑھنا

(۱۰۹۶) ہم سے موسیٰ بن اساعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد العزیز بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا سفر میں اپنی اوپنی پر نماز پڑھتے خواہ اس کامنہ کسی طرف ہوتا۔ آپ اشاروں سے نماز پڑھتے۔ آپ کا بیان تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کرتے تھے۔

### ۸- بَابُ الْإِيمَاءِ عَلَى الدَّائِبِ

۱۰۹۶- حدَثَنَا مُوسَىٰ قَالَ: حَدَثَنَا عَبْدُ  
الْعَزِيزَ بْنَ مُسْلِمَ قَالَ: حَدَثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
دِينَارٍ قَالَ : ((كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمَرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى  
رَاحِلَتِهِ أَيْمَانًا تَوَجَّهَتْ بِهِ يَوْمَئِ.  
وَذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ)).

[راجع: ۹۹۹]

### ۹- بَابُ يَنْزُلُ لِلْمَكْتُوبَةِ

۱۰۹۷- حدَثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ بَكْرٍ قَالَ:  
حَدَثَنَا الْيَثْرَ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ أَنَّ عَامِرَ  
بْنَ رَبِيعَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ وَهُوَ عَلَى الرَّاجِلَةِ يُسَبِّحُ، يُوْمَئِ  
بِرَاسِيهِ قَبْلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهُ، وَلَمْ يَكُنْ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ ذَلِكَ فِي الصَّلَاةِ  
الْمَكْتُوبَةِ)). [راجع: ۱۰۹۳]

[راجع: ۱۰۹۳]

۱۰۹۸- وَقَالَ الْيَثْرُ: حَدَثَنِي يُونُسُ  
عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: قَالَ سَالِمٌ: كَانَ  
عَبْدُ اللَّهِ يُصَلِّي عَلَى ذَائِبِهِ مِنَ الظِّلِّ وَهُوَ  
مُسَافِرٌ، مَا يَتَالِي حَتَّىٰ كَانَ وَجْهَهُ قَالَ  
أَبْنُ عَمَرَ: وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَبِّحُ  
عَلَى الرَّاجِلَةِ قَبْلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهُ، وَيُوْتِرُ  
عَلَيْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّي عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ.

[راجع: ۹۹۹]

(۱۰۹۸) اور یاث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، انہوں نے ابن شاہب کے واسطے سے بیان کیا انہوں نے کہا کہ سالم نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا سفر میں رات کے وقت اپنے جانور پر نماز پڑھتے کچھ پرواہ نہ کرتے کہ اس کامنہ کس طرف ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اونٹی پر نفل نماز پڑھا کرتے چاہے اس کامنہ کدھری ہو اور وتر بھی سواری پر پڑھ لیتے تھے البتہ فرض اس پر نہیں پڑھتے تھے۔

ترجمہ باب اسی ثقہے سے لکھتا ہے معلوم ہوا فرض نماز کے لیے جانور سے اترتے کیونکہ وہ سواری پر درست نہیں ہے اس پر نہ، کا انتہاء ہے۔ سواری سے اونٹ، گھوڑے، چمروں فیروہ مراد ہیں۔ ریل میں نماز درست ہے۔

(۱۰۹۹) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہ ہم سے رشام نے بھی سے بیان کیا ان سے محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان نے بیان کیا انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اپنی اوپنی پر مشرق کی طرف منہ کئے ہوئے نماز پڑھتے تھے اور جب فرض پڑھتے تو سواری سے اتر جاتے اور پھر قبلہ کی طرف رجح کر کے پڑھتے۔

١٠٩٩ - حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ فَضَّالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثُوَبَانَ قَالَ: ((حَدَّثَنِي جَابِرٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاجِلَيْهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ الْمَكْتُوبَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقَبْلَةَ)).

[راجح: ۴۰۰]

**لَشَّافٌ** اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو سواری اپنے اختیار میں ہو بہرحال اسے روک کر فرض نماز یعنی زمین ہی پر پڑھنی چاہیے۔  
(والله اعلم با صواب)

### خاتمه

لِلَّهِ الْخَمْدُ وَالْيَتَّهُ کہ شب و روز مسلسل سفر و حضر کی محنت شاد کے نتیجے میں آج بخاری شریف کے پارہ چارم کی تسوید سے فراغت حاصل کر رہا ہوں یہ بھنی اللہ کا فضل ہے کہ مجھ بیسا ناجیزا انسان اس عظیم اسلامی مقدس کتاب کی یہ خدمت انجام دیتے ہوئے اس کا باخادرہ ترجمہ و جامع ترین تشریفات اپنے قدر دانوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہے اپنی بے بُنا تھی و ہر کمزوری کی بُنا پر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ اس سلسلہ میں کمال کمال کیا لفڑیں مجھ سے ہوئی ہوں گی۔ اللہ پاک میری ان جملہ لفڑیوں کو معاف فرمائے اور اس خدمت کو قبول فرمائے اور اسے نہ صرف میرے لئے بلکہ میرے اولادیں مرحومن و جملہ معلقین و میرے جملہ اساتذہ کرام پھر جملہ قدر دانوں کے لیے جن کا مجھے دایے درسے خنے تعاون حاصل رہا ان سب کے لیے اس کو دیلہ نجات آخرت ہائے اور توفیق دے کہ ہم سب مل کر اس کتاب مقدس کے تیس پاروں کی اشاعت اس نجی پر کر کے اردو وال دین پسند طبق کے لیے ایک بہترین ذخیرہ معلومات دین میا کر دیں۔ اس سلسلہ میں اپنے اساتذہ کرام اور جمیع علمائے عظام سے بھی پر زور و پر خلوص درخواست کروں گا کہ ترجمہ و تشریفات میں اپنی ذمہ داریوں کے پیش نظر پورے طور پر میں نے ہر ممکن تحقیق کی کوشش کی ہے مسائل خلافی میں ہر ممکن تفصیلات کو کام میں لاتے ہوئے مخالفین و موافقین سب ہی کو اچھے لفظوں میں یاد کیا ہے اور ملک محسین رحمہم اللہ اجمعین کے بیان کے لیے عمرہ سے عمده الفاظ لائے گئے ہیں۔ پھر بھی مجھ کو اپنی بھول چوک پر ندامت ہے اگر آپ حضرات کو کہیں بھی علمی اخلاقی کوئی خای نظر آئے تو اللہ اس پر خاصم کو از راه اخلاص آگہ فرمائیں شکریہ کے ساتھ آپ کے مشورہ پر توجہ دی جائے گی اور طبع ملاني میں ہر ممکن اصلاح کی کوشش کی جائے گی۔ اپنا مقصد غالباً فرمائیں رسالت ماصل کو ان کے اصل نشانے کے تحت زبان اردو میں منتقل کرنا ہے اور اس کے لیے یہ کتاب یعنی صحیح بخاری شریف مستند و معتمد کتاب ہے جس کی صحت پر پیشراہار امت کا اتفاق ہے۔

آخر میں اپنے محترم اراکین ٹرست بورڈ جامع الہ حدیث (مسجد چار مینار) بنگلور شرکا گزار ہوں اور ان کی ترقی داریں کے لیے دعا کو ہوں کہ ان حضرات کی پر خلوص دعوت پر مجھے اسال بھی رمضان المبارک ۲۸۸۳ھ یہاں جامع الحدیث میں گزارنے کا موقع طا اور پر سکون ماحول میں یہاں اس پارے کی تسوید کا کام انجام کو پچھا الحمد لله الذى بنعمته تم الصالحات والصلوة والسلام على سید المؤسلمین و على الله و اصحابه اجمعین برحمتك يا ارحم الراحمين

غرض نقشے است کرنا یاد و ماند کہ ہستی رانی میسم بھائے

خادم حدیث نبوی محمد داؤد راز دہلوی عفی عنہ (دارو حال) جامع الحدیث کینٹ بنگلور ۲۲ رمضان المبارک ۱۴۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

## پانچواں پارہ

### باب نفل نماز گدھے پر بیٹھئے ہوئے ادا کرنا

(۱۱۰۰) ہم سے احمد بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جبان بن ہلال نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہمام بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے انس بن سیرین نے بیان کیا۔ انسوں نے کہا کہ انس بن شعبہ شام سے جب (حجاج کی خلیفہ سے شکایت کر کے) واپس ہوئے تو ہم ان سے عین المتر میں ملے۔ میں نے دیکھا کہ آپ گدھے پر سوار ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کامنہ قبلہ سے بائیں طرف تھا۔ اس پر میں نے کہا کہ میں نے آپ کو قبلہ کے سوا دوسری طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ انسوں نے جواب دیا کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی نہ کرتا۔ اس روایت کو ابراہیم بن حمان نے بھی حجاج سے، انسوں نے انس بن سیرین سے، انسوں نے انس بن مالک بن شعبہ سے اور انسوں نے بنی کشم شعبہ سے بیان کیا ہے۔

**لَذِّيْحَةُ** حضرت انس بن مالکؓ بصرہ سے شام میں خلیفہ وقت عبد الملک بن مروان کے ہاں حجاج بن یوسف ظالم ثقفی کی شکایت لے کر گئے تھے۔ جب لوٹ کر بصرہ آئے تو انس بن سیرین آپ کے استقبال کو گئے اور آپ کو دیکھا کہ گدھے پر نفل نماز اشاروں سے ادا کر رہے ہیں اور منہ بھی غیر قبلہ کی طرف ہے۔ آپ سے پوچھا گیا فرمایا کہ میں نے رسول کشم شعبہ کو بھی سواری پر نفل نماز ایسے ہی پڑھتے دیکھا ہے۔ یہ روایت مسلم میں عبد اللہ بن عمر بن حفصة سے یوں ہے رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بصلی علی حمار وہ متوجہ الی خیر کہ میں نے رسول کشم شعبہ کو دیکھا آپؓ (نفل نماز) گدھے پر ادا فرمائے تھے اور آپ کا چجز مبارک خیر کی طرف تھا۔

حضرت امام بخاریؓ نے اس روایت کو ابراہیم بن حمان کی سند سے نقل فرمایا۔ حافظ ابن حجرؓ کتے ہیں مجھ کو یہ حدیث ابراہیم بن

### ۱۰ - بَابُ صَلَّةِ التَّطْوِعِ عَلَى الْحِمَارِ

۱۱۰۰ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَبْرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ سَبِّيْرِينَ قَالَ: اسْتَقْبَلَنَا أَنَسًا حِينَ قَدِيمٍ مِنَ الشَّامِ، فَلَقِيْنَاهُ بِعِنْنَ الْمُنْزِرِ، فَرَأَيْنَهُ يَصْلِي عَلَى حِمَارٍ وَرَجْهُهُ مِنْ ذَا الْجَانِبِ - يَغْنِي عَنْ يَسَارِ الْقِيلَةِ - فَقُلْنَا: ((رَأَيْتُكَ تَصْلِي لِغَيْرِ الْقِيلَةِ، فَقَالَ: لَوْلَا أَنَّيْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهُ لَمْ يَفْعَلْهُ)). وَرَوَاهُ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ حَجَاجٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سَبِّيْرِينَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ.

طہران کے طریق سے موصول نہیں تھی، البتہ سرانج نے عمرو بن عامر سے 'انوں نے حجاج سے' اس لفظ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی اوپنی پر نماز پڑھتے چاہے جدھروہ منہ کرتی تو حضرت انسؓ نے گدھے پر نماز پڑھنے کو اوپنی کے اوپر پڑھنے پر قیاس کیا اور سرانج نے بھی بن سعید سے روایت کیا، انوں نے حضرت انسؓ پڑھنے سے کہ انوں نے آنحضرت ﷺ کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا اور آپ خیر کی طرف منہ کئے ہوئے تھے۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا بالاجماع فرض ہے۔ مگر جب آدمی عاجز ہو یا خوف ہو یا نفل نماز ہو تو ان حالات میں یہ فرض اٹھ جاتا ہے۔ نفل نماز کے لئے بھی ضروری ہے کہ شروع کرتے وقت نیت باندھنے پر منہ قبلہ رخ ہو بعد میں وہ سواری جدھر بھی رخ کرے نماز نفل ادا کرنا جائز ہے۔ عین التمر ایک گاؤں ملک شام میں عراق کی طرف واقع ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوا کہ کسی ظالم حاکم کی شکایت بڑے حاکم کو پہنچانا معیوب نہیں ہے اور یہ کہ کسی بزرگ کے استقبال کے لئے چل کر جانا عین ثواب ہے اور یہ بھی کہ بڑے لوگوں سے چھوٹے آدمی مسائل کی تحقیق کر سکتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دلیل پیش کرنے میں رسول کریم ﷺ کی حدیث بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ مومن کے لئے اس سے آگے گنجائش نہیں۔ اس لئے بالکل حق کما گیا ہے۔

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن  
پس حدیث مصطفیٰ برجال مسلم داشتن

یعنی دین کی نیادی یہ ہے کہ قرآن مجید کو حد درجہ قابل تنظیم کیا جائے اور پس احادیث نبوی کو دل و جان سے تلیم کیا جائے۔  
باب سفرمیں جس نے فرض نماز سے پہلے اور پیچھے سنتوں کو نہیں پڑھا

۱۱- بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّغْ فِي  
السَّفَرِ دُبْرَ الصَّلَاةِ وَقَلَهَا

(۱۱۰۱) ہم سے بھی بن سلیمان کوفی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عمر بن حفص بن عاصم بن عمر نے ان سے بیان کیا کہ میں نے سفرمیں سنتوں کے متعلق عبد اللہ بن عمرؓ سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں۔ میں نے آپ کو سفرمیں کبھی سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ جل ذکرہ کا ارشاد ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی، مترين نمونہ ہے۔

۱۱۰۱- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ حَدَّثَهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ أَرَهُ يُسْبَحُ فِي السَّفَرِ، وَقَالَ اللَّهُ جَلَّ ذِكْرَهُ: هَلْقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَمْنَوَةٌ حَسَنَةٌ.

[طرفة فی: ۱۱۰۲].

علوم ہوا کہ سفرمیں خالی فرض نماز کی دو رکعتیں ظہرو عصر میں کافی ہیں سنت نہ پڑھنا بھی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(۱۱۰۲) ہم سے مسدود بن مسدود نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عیسیٰ بن حفص بن عاصم نے، انوں نے

۱۱۰۲- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِيسَى بْنِ حَفْصٍ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ:

کما کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا ہوں، آپ سفر میں دو رکعت (فرض) سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

حدَّثَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: صَحَّبَتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ عَلَى رَكْعَتَيْنِ، وَأَبَابَكْرٌ وَعُمَرٌ وَعُثْمَانُ كَذَلِكَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ).

[راجع: ۱۱۰۱]

**لَئِسَّا بِهِمْ** دوسری روایت مسلم شریف میں یوں ہے صحبت ابن عمر فی طریق مکہ فصلی بنا الظہر رکعتیں ثم اقبل واقبلنا معہ حتی جاء رحلہ وجلسنا معہ فحافت منه السفاتة فری ناسا قیاما فقال ما يصنع هولا، قلت يسبحون قال لو كنت مسبحا لا تعمت (قسطلانی)، حفص بن عاصم کہتے ہیں کہ میں کہ شریف کے سفر میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ آپ نے ظلم کی دو رکعت فرض نماز قصر پڑھائی پھر کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ سنت پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں سنتیں پڑھوں تو پھر فرض ہی کیوں نہ پورے پڑھ لوں۔ اگلی روایت میں مزید وضاحت موجود ہے کہ رسول کشم شیخیم اور ابو بکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سب کا یہی عمل تھا کہ وہ سفر میں نماز قصر کرتے اور ان دو رکعتوں فرض کے علاوہ کوئی سنت نماز نہیں پڑھتے تھے۔ بہت سے ناوافع بھائیوں کو سفر میں دیکھا جاتا ہے کہ وہ اہل حدیث کے اس عمل پر تعجب کیا کرتے ہیں۔ بلکہ بعض تو اظہار نفرت سے بھی نہیں چوکتے، ان لوگوں کو خود اپنی ناداقی پر افسوس کرنا چاہئے اور معلوم ہونا چاہئے کہ حالت سفر میں جب فرض نماز کو قصر کیا جا رہا ہے پھر اس وقت سنت نمازوں کا تو ذکر ہی کیا جائے۔

باب فرض نمازوں کے بعد اور اول کی سنتوں کے علاوہ اور دوسرے نقل سفر میں پڑھنا اور نبی کریم ﷺ نے سفر میں فجر کی سنتوں کو پڑھا ہے

(۱۱۰۳) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مروہ نے، ان سے ابن ابی لیلی نے، انہوں نے کما کہ ہمیں کسی نے یہ خبر نہیں دی کہ رسول اللہ ﷺ کو انہوں نے چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہاں ام ہانی رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر غسل کیا تھا اور اس کے بعد آپ نے آخر رکعتیں پڑھی تھیں، میں نے آپ کو کبھی اتنی ہلکی پھلکی نماز پڑھتے نہیں دیکھا ابتدئ آپ رکوع اور سجدہ پوری طرح کرتے تھے۔

۱۲ - بَابُ مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِي غَيْرِ ذِبْرِ الصَّلَوَاتِ وَقَبْلَهَا وَرَكْعَةِ النِّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتِ الْفَجْرِ فِي السَّفَرِ

۱۱۰۳ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ عَمْرُو عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: مَا أَبْنَانَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى الصُّحْنَى، غَيْرُ أُمِّ هَانِيَةَ ذَكَرَتْ: ((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتحَ مَكَّةَ افْتَسَلَ فِي بَيْتِهِ فَصَلَّى الصَّلَاةَ ثَمَانَ رَكْعَاتٍ، فَمَا رَأَيْتَهُ صَلَّى صَلَاةً أَخْفَفَ مِنْهَا، غَيْرَ أَنَّهُ يَتَمَّ الرُّكُونُ وَالسُّجُودُ)).

[طرفاہ فی: ۱۱۷۶، ۴۲۹۲].

۱۱۰۴ - وَقَالَ الْأَئْمَّةُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ

(۱۱۰۳) اور یاث بن سعد نے کما کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان

سے ابن شاہب نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے بیان کیا کہ انہیں ان کے باپ نے خبر دی کہ انہوں نے خود دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ (رات میں) سفر میں نفل نمازیں سواری پر پڑھتے تھے، وہ جد ہر آپ کو لے جاتی اور ہر ہی سکی۔

عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَنْدُ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ أَنَّ أَبَاهَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْتَحْجِرَةَ بِاللَّيلِ فِي السَّفَرِ عَلَى ظَهْرِ رَاجِلِهِ حَتَّى تَوَجَّهَتْ بِهِ)).

[راجح: ۱۰۹]

اس سے آنحضرت ﷺ کا سفر میں نفل پڑھنا ثابت ہوا نیز چاہت کی نماز بھی ثابت ہوتی اگر حضورؐ سے عمر بھر کوئی کام صرف ایک ہی دفعہ کرنا ثابت ہو تو وہ بھی امت کے لئے سنت ہے اور چاہت کے لئے تو اور بھی ثبوت موجود ہیں۔ حضرت ام ہانیؓ نے صرف اپنے دیکھنے کا حال بیان کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت ام ہانیؓ کو ہر وقت آپؐ کے معمولات دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

(۱۱۰) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شیعہ نے خبر دی، انہیں زہری نے اور انہیں سالم بن عبد اللہ بن عمر نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی او نئی کی پیٹھ پر خواہ اس کامنہ کسی طرف ہو تو نفل نماز سر کے اشاروں سے پڑھتے تھے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

۱۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَسْتَخْلِفُ عَلَى ظَهْرِ رَاجِلِهِ حَتَّى تَوَجَّهَ كَانَ وَجْهُهُ، يُوْمَئِيءُ بِرَأْسِهِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ)).

[راجح: ۹۹۹]

**لشیخ** مطلب امام بخاریؓ کا یہ ہے کہ سفر میں آنحضرت ﷺ نے فرض نمازوں کے اول اور بعد کی سنن راتیہ نہیں پڑھی ہیں ہاں اور قسم کے نوافل میںے اشراق وغیرہ سفر میں پڑھنا منقول ہے اور فجر کی سنتوں کا سفر میں ادا کرنا بھی ثابت ہے۔

قال ابن القیم فی الهدی وکان من هدیه صلی اللہ علیہ وسلم فی سفرہ الاقتصار علی الفرض و لم یحفظ عنه انه صلی اللہ علیہ وسلم صلی سنته الصلاۃ قبلها ولا بعدها الا ما کان من سنته الوباء و الفجر فانه لم یکن یدعها حضر او لا سفر انتهی (نبی الاولاد) یعنی علامہ ابن قیمؓ نے اپنی مشورہ کتاب زاد المعاذین لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت مبارکہ سے یہ بھی ہے کہ حالت سفر میں آپ صرف فرض کی قصر رکعتوں پر اکتشاکرتے تھے اور آپؐ سے ثابت نہیں کہ آپؐ نے سفر میں وتر اور فجر کی سنتوں کے سوا اور کوئی نماز ادا کی ہو۔ آپؐ ان ہر دو کو سفر اور حضر میں برادر پڑھا کرتے تھے۔ پھر علامہ ابن قیمؓ نے ان روایات پر روشنی ڈالی ہے جن سے آنحضرت ﷺ کا حالات سفر میں نماز نوافل ادا کرنا ثابت ہوتا ہے۔

وقد سنت الامام احمد عن التطوع في السفر فقال ارجو ان لا يكون بالتطوع في السفر باس يعني امام احمد بن حبلؓ سے سفر میں نوافل کے متعلق پوچھا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ سفر میں نوافل ادا کرنے میں کوئی برائی نہیں ہے مگر سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنا بہتر اور مقدم ہے۔

پس ہر دو امور ثابت ہوئے کہ ترک میں بھی کوئی برائی نہیں اور ادائیگی میں بھی کوئی ہرج نہیں۔ و قال اللہ تعالیٰ ما جعل عليکم

فی الدین من حرج و الحمد لله علی نعمانه الكاملة

### ملاکر پڑھنا

(۱۰۶) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے سالم سے اور انہوں نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر سے کہ نبی اکرم ﷺ کو اگر سفر میں جلد چلانا منظور ہوتا تو مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر پڑھتے۔

(۱۰۷) اور ابراہیم بن لممان نے کہا کہ ان سے حسین معلم نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ظراور عصر کی نماز ایک ساتھ ملا کر پڑھتے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کی بھی ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔

(۱۰۸) اور ابن لممان ہی نے بیان کیا کہ ان سے حسین نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے حفص بن عبد اللہ بن انس نے اور ان سے انس بن مالک بن شریعت نے بیان کیا نبی کرم ﷺ سفر میں مغرب اور عشاء ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔ اس روایت کی متابعت علی بن مبارک اور حرب نے یحییٰ سے کی ہے۔ یحییٰ حفص سے اور حفص انس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کرم ﷺ نے (مغرب اور عشاء) ایک ساتھ ملا کر پڑھی تھیں۔

### المغرب و العشاء

۱۱۰۶ - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ قَالَ: حدَّثَنَا سُفيَّانُ قَالَ: سَمِعْتُ الرُّثْرِيَّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِذَا جَدَ بِهِ السَّيْرَ)). [راجع: ۱۰۹۱]

۱۱۰۷ - وَقَالَ إِنْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ الْمَعْلُومِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَةِ الظُّهُرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلَى ظُهُرِ سَيْرٍ، وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ)).

۱۱۰۸ - حدَّثَنَا وَعَنْ حُسَيْنٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ حَفْصٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَةِ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فِي السَّفَرِ)).

وَتَابِعُهُ عَلِيُّ بْنُ الْمَبَارِكِ وَحَرْبٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَفْصٍ عَنْ أَنَسٍ ((جَمِيعُ النَّبِيُّ ﷺ)).

[ظرفہ فی: ۱۱۱۰].

**لشیخ** امام بخاریؓ جمع کا مسئلہ قصر کے ابواب میں اس لئے لائے کہ جمع بھی گویا ایک طرح کا قصر ہی ہے۔ سفر میں ظراور عصر اور عشاء کا جمع کرنا اہم دیریث اور امام احمدؓ اور امام شافعیؓ اور ثوریؓ اور اسحاق سب کے نزدیک جائز ہے خواہ جمع تقدیم کرے یعنی ظراور کے وقت عصر اور مغرب کے وقت عشاء پڑھ لے خواہ جمع تاخیر کرے یعنی عصر کے وقت ظراور عشاء کے وقت مغرب بھی پڑھ لے۔ اس بارے میں مزید تفصیل مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہو سکتی ہے۔

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک اذا زاغت الشمسم قبل ان یرتحل جمع بین الظہر والعصر وان ارتحل قبل ان تزیغ الشمسم اخر الظہر حتی ینزل للعصر وفی المغرب مثل ذلک اذا غابت الشمسم قبل ان یرتحل

جمع بین المغرب والعشاء وان ارتاحل قبل ان تغيب الشمس اخر المغرب حتى ينزل للعشاء ثم يجمع بينهما. رواه ابو داود والترمذى وقال هذا حديث حسن غريب يعني معاذ بن جبل كتّب ہیں کہ غزوہ تبوک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی دن کوچ کرنے سے پہلے سورج ڈھل جاتا تو آپ ظهر اور عصر ملا کر پڑھ لیتے (جسے جمع تقدیم کہا جاتا ہے) اور اگر کبھی آپ کا سفر سورج ڈھلنے سے پہلے ہی شروع ہو جاتا تو ظهر اور عصر ملا کر پڑھتے (جسے جمع تاخیر کہا جاتا ہے) مغرب میں بھی آپ کا یہ عمل تھا اگر کوچ کرتے وقت سورج غروب ہو چکا ہوتا تو آپ مغرب اور عشاء ملا کر پڑھ لیتے اور اگر سورج غروب ہونے سے قبل یہ سفر شروع ہو جاتا تو پھر مغرب کو مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ ملا کر ادا کرتے۔ مسلم شریف میں بھی یہ روایت مختصر مردی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے سورج ڈھل جزوہ تبوک میں ظهر اور عصر اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھایا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث حضرت انس بن میثہ سے مردی ہے جس میں مطلق سفر کا ذکر ہے اور ساتھی حضرت انس بن میثہ یہ بھی بیان فرماتے ہیں کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ارتاحل قبل ان تزیع الشمس اخر الظہر الى وقت العصر الحدیث یعنی سفر میں آنحضرت ﷺ کا یہی معمول تھا کہ اگر سفر سورج ڈھلنے سے قبل شروع ہوتا تو آپ ظهر کو عصر میں مالایا کرتے تھے اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد آپ سفر کرتے تو ظهر کے ساتھ عصر ملا کر سفر شروع کرتے تھے۔

مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی مردی ہے اس میں مزید یہ ہے کہ قال سعید فقلت لابن عباس ما حمله على ذلك قال اراد ان لا يخرج امهه (رواہ مسلم ص: ۲۲۶) یعنی سعید نے حضرت ابن عباس سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا آپ ﷺ نے یہ اس لئے کیا تاکہ امت ﷺ میں نہ پڑ جائے۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس بارے میں حضرت علی اور ابن عمر اور انس اور عبد اللہ بن عمر اور حضرت عائشہ اور ابن عباس اور امامہ بن زید اور جابر بن جحش سے بھی مردیات ہیں اور امام شافعی اور احمد اور اسحاق بن حنبل بھی یہی کہتے ہیں کہ سفر میں دونمازوں کا جمع کرنا خواہ جمع تقدیم ہو یا تاخیر بلا خوف و خطر جائز ہے۔

علامہ نووی نے شرح مسلم میں امام شافعی اور اکثر لوگوں کا قول نقل کیا ہے کہ سفر طویل میں جو ۲۸ میل ہاشمی پر بولا جاتا ہے جمع تقدیم و جمع تاخیر ہر دو طور پر جمع کرنا جائز ہے اور چونکے سفر کے بارے میں امام شافعی کے دو قول ہیں اور ان میں بہت صحیح قول یہ ہے کہ جس سفر میں نماز کا قصر کرنا جائز ہیں اس میں جمع بھی جائز نہیں ہے۔ علامہ شوکانی درالبهیہ میں فرماتے ہیں کہ سافر کے لئے جمع تقدیم اور جمع تاخیر ہر دو طور پر جمع کرنا جائز ہے۔ خواہ اذان اور اوقات سے ظہر میں عصر کو ملائے یا عصر کے ساتھ ظہر ملائے۔ اس طرح مغرب کے ساتھ عشاء پڑھے یا عشاء کے ساتھ مغرب ملائے۔ خفیہ کے ہاں سفر میں جمع کر کے پڑھنا جائز نہیں ہے۔ ان کی دلیل حضرت عبد اللہ بن مسعود بن میثہ والی روایت ہے جسے بخاری اور مسلم اور ابو داود اور نسائی نے روایت کیا ہے کہ میں نے مزدلفہ کے سوا کہیں نہیں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے دونمازوں ملائگر ادا کی ہوں۔

اس کا جواب صاحب مسک الختم نے یوں دیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن میثہ کا یہ بیان ہمارے مقصود کے لئے ہرگز مضر نہیں ہے کہ یہی عبد اللہ بن مسعود بن میثہ اپنے اس بیان کے خلاف بیان دے رہے ہیں جیسا کہ محمد بن سلام اللہ نے محلی شرح مؤطا امام مالک میں مدد ابی سے نقل کیا ہے کہ ابو قیس ازدی کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود بن میثہ نے فرمایا کہ آنحضرت ﷺ سفر میں دونمازوں کو جمع فرمایا کرتے تھے۔ اب ان کے پہلے بیان میں نفی ہے اور اس میں اثبات ہے اور قاعده مقرہ کی رو سے نفی پر اثبات مقدم ہوتا ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ ان کا پہلا بیان مخفی نیکی وجہ سے ہے۔ دوسرا دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اللہ پاک نے قرآن مجید میں فرمایا ﴿ ان الصلوٰة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً ﴾ (التساء: ۱۰۳) یعنی نماز مومنوں پر وقت مقررہ میں فرض ہے اس کا جواب یہ کہ آنحضرت ﷺ نے قرآن مجید کے مفسر اول ہیں اور آپ کے عمل سے نماز میں جمع ثابت ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ جمع بھی وقت موقوفت ہی میں

داخل ہے ورنہ آیت کو اگر مطلق مانا جائے تو پھر مزادفہ میں بھی جمع کرنا جائز نہیں ہو گا۔ حالانکہ وہاں کے جمع پر خنی، شافعی اور البحدبیث سب کا اتفاق ہے۔ بہر حال امر ثابت یہی ہے کہ سفر میں جمع تقدیم و جمع تاخیر ہر دو صورتوں میں جائز ہے۔

وقد روی مسلم عن جابر انہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین الظہر والمسصر بعرفة فی وقت الظہر فلو لم يرد من فعله الا هذان الکان ادل دلیل علی جواز جمع التقدیم فی السفر (قسطلانی) ج ۲ ص ۲۳۹۔ یعنی امام مسلم نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ظہراً و عصر کی نمازوں کو عرفہ میں ظہر کے وقت میں جمع کر کے ادا فرمایا۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اسی موقع پر صحیح روایت سے جمع ثابت ہوا۔ یہی بہت بڑی دلیل ہے کہ جمع تقدیم سفر میں جائز ہے۔

علامہ قسطلانی نے امام زہری کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے سالم سے پوچھا کہ سفر میں ظہراً و عصر کا جمع کرنا کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ بلاشک جائز ہے تم دیکھتے نہیں کہ عرفات میں لوگ ظہراً و عصر طاکر ادا کرتے ہیں۔

پھر علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ جمع تقدیم کے لئے ضروری ہے کہ پسلے اول والی نماز پڑھی جائے مثلاً ظہراً و عصر کو ملانا ہے تو پسلے ظہرا کی جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ نیت بھی پسلے ظہرا کرنے کی جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ انہر دو نمازوں کو پسے در پے پڑھا جائے درمیان میں کسی سنت راتبہ وغیرہ سے فصل نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ نے جب نمویں ظہراً و عصر کو جمع فرمایا تو والی بینہما و ترک الرواتب و اقام الصلوٰۃ بینہما و رواہ الشیخان آپؐ نے ان کو ملا کر پڑھا درمیان میں کوئی سنت نماز نہیں پڑھی اور درمیان میں تکبیر کی۔ اسے بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہے (حوالہ مذکور)

اس بارے میں علامہ شوکانی نے یوں باب منعقد فرمایا ہے۔ باب الجمع باذان و اقامتن من غير تطوع بینہما یعنی نماز کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کرنا اور ان کے درمیان کوئی نفل نماز نہ ادا کرنا۔ پھر آپ اس بارے میں بطور دلیل حدیث ذیل کو لائے ہیں۔

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی المغرب والعشاء بالمزدلفة جمیعاً کل واحدة منهما باقامة ولم یسبح بینہما ولا على البر واحدة منها رواه البخاری والنمساني ۱۴۶۵ یعنی حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ مزادفہ میں آنحضرت ﷺ نے مغرب اور عشاء کو الگ الگ اقسام کے ساتھ جمع فرمایا اور نہ آپؐ نے ان کے درمیان کوئی نفل نماز ادا کی اور نہ ان کے آگے پیچے۔ جابر کی روایت سے مسلم اور احمد اور نسائی میں اتنا اور نیادہ ہے تم اضطجع حتى طلوع الفجر پھر آپؐ لیٹ گئے یہاں تک کہ فجر ہو گئی۔

**۴ - بَابُ هَلْ يُؤْذِنُ أَوْ يُقْيِمُ، إِذَا جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ؟**

(۱۰۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شیعہ نے زہری سے خودی، انہوں نے کہا کہ مجھے سالم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی۔ آپؐ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی سفر طے کرنا ہوتا تو مغرب کی نماز موخر کر دیتے۔ پھر اسے عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھتے تھے۔ سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اگر سفر سرعت کے ساتھ طے کرنا چاہتے تو اسی طرح کرتے تھے۔ مغرب کی تکبیر پہلے کہی جاتی اور آپؐ تین رکعت مغرب کی نماز پڑھ کر سلام پھیر دیتے۔ پھر

۱۱۰ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَغْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤْخِرُ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ حَتَّى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ。 قَالَ سَالِمٌ : وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَفْعَلُهُ إِذَا أَغْجَلَهُ

معمولی سے توقف کے بعد عشاء کی تکمیر کی جاتی اور آپ اس کی دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے۔ دونوں نمازوں کے درمیان ایک رکعت بھی سنت وغیرہ نہ پڑھتے اور اسی طرح عشاء کے بعد بھی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ درمیان شب میں آپ اٹھتے (اور تجداد ادا کرتے)

السَّيْرُ، وَيَقِيمُ الْمَغْرِبَ فَيَصْلِيهَا ثَلَاثَةً ثُمَّ يُسْلِمُ، ثُمَّ قَلَمَّا يَلْتَبِثُ حَتَّى يَقِيمَ الْعِشَاءَ فَيَصْلِيهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسْلِمُ، وَلَا يُسْجِعُ بَيْنَهُمَا بِرُكْمَةٍ وَلَا بَعْدَ الْعِشَاءِ بِسَجْدَةٍ حَتَّى يَقُومَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ)۔

[راجع: ۱۰۹۱]

(۱۱۰) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الصمد بن عبد الوارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حرب بن سداد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بھی بن الی کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے حفص بن عبید اللہ بن انس نے بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو نمازوں یعنی مغرب اور عشاء کو سفر میں ایک ساتھ ملا کر پڑھا کرتے تھے۔

باب مسافر جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرے تو ظہر کی نماز میں عصر کا وقت آنے تک دیر کرے۔ اس کو ابن عباس رض نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

(۱۱۱) ہم سے حسان واسطی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مفضل بن فضال نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاب نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کی نماز عصر تک نہ پڑھتے پھر ظہر اور عصر ایک ساتھ پڑھتے اور اگر سورج ڈھل چکا ہوتا تو پہلے ظہر پڑھ لیتے پھر سوار ہوتے۔

باب سفر اگر سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہو تو پہلے ظہر پڑھ لے پھر سوار ہو

(۱۱۲) ہم سے قتيبة بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے

۱۱۱۰ - حدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْبُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ: ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ فِي السَّفَرِ، يَعْنِي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءِ)). [راجع: ۱۱۰۸]

۱۵ - بَابُ يُؤَخِّرُ الظُّهُرَ إِلَى الْغَصْنِ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَرْبَعَ الشَّمْسُ، فِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۱۱۱ - حدَّثَنَا حَسَّانُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَّالَةَ عَنْ عَفْرَانِ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَرْبَعَ الشَّمْسُ أَخْرَى الظُّهُرَ إِلَى وَقْتِ الْغَصْنِ، ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا، وَإِذَا رَأَغَتْ صَلَى الظُّهُرَ ثُمَّ رَكِبَ)).

۱۶ - بَابُ إِذَا ارْتَحَلَ بَعْدَ مَا رَأَغَتْ الشَّمْسُ صَلَى الظُّهُرَ ثُمَّ رَكِبَ

۱۱۱۲ - حدَّثَنَا قَتِيبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا

مفضل بن فضال نے بیان کیا، ان سے عتیل نے، ان سے ابن شاب نے اور ان سے انس بن مالک بن شعبہ نے کہ رسول کشم میثیل جب سورج ڈھلنے سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر عصر کا وقت آنے تک نہ پڑھتے۔ پھر کہیں (راتے میں) ٹھہرتے اور ظہر اور عصر ملا کر پڑھتے لیکن اگر سفر شروع کرنے سے پہلے سورج ڈھل چکا ہو تو اپنے ظہر پڑھتے پھر سوار ہوتے۔

### باب نماز بیٹھ کر پڑھنے کا بیان

(۱۱۱۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ عروہ نے، ان سے عائشہ بنت حفیظ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیار تھے اس ملنے آپ نے اپنے گھر میں بیٹھ کر نماز پڑھائی، بعض لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے لگے۔ لیکن آپ نے انسیں اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، اس لئے جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ۔

الْمُفَضِّلُ بْنُ فَضَّالَةَ عَنْ غَفِيلٍ عَنْ أَبْنِ  
شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ((كَانَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَرْبَغَ  
الشَّمْسَ أَخْرَى الظُّهُرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ، ثُمَّ  
نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا، فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ  
قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَى الظُّهُرَ ثُمَّ رَكِبَ)).

### ۱۷ - بَابُ صَلَةِ الْفَاعِدِ

۱۱۱۳ - حَدَّثَنَا قَتْبَيَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ  
عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: ((صَلَى  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاكِ ، فَصَلَى  
جَالِسًا وَصَلَى وَرَاءَ فَوْمَ قِيَامًا، فَأَشَارَ  
إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ :  
((إِنَّمَا جَعَلَ الْإِمَامَ لِيُؤْتَمْ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ  
فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا)).

[راجع: ۶۸۸]

(۱۱۱۴) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، انہوں نے تاکہ ہم سے سفیان بن عینیہ نے زہری سے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے سے گر پڑے اور اس کی وجہ سے آپ کے دامیں پلوپر زخم آگئے۔ ہم مزاج پر سی کے لئے گئے تو نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ ہم نے بھی بیٹھ کر آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ نے اسی موقع پر فرمایا تھا کہ امام اس لئے ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے۔ اس لئے جب وہ سمجھیر کے تو تم بھی سمجھیر کو، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو، جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کے تو تم اللہم ربنا ولک الحمد کو۔

ہر دو احادیث میں مقتدیوں کے لئے بیٹھنے کا حکم پہلے دیا گیا تھا۔ بعد میں آخری نماز مرض الموت میں جو آپ نے پڑھائی اس میں

۱۱۱۴ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعِيمَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ  
عَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: ((سَقَطَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ فَرَسٍ  
فَخَدِيشَ - أَوْ فَجَحِيشَ - شِقَةُ الْأَيْمَنِ،  
فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعْوَدَةً، فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ  
فَصَلَى فَاعِدًا فَصَلَّيْنَا فَعُودًا وَقَالَ: ((إِنَّمَا  
جَعَلَ الْإِمَامَ لِيُؤْتَمْ بِهِ، فَإِذَا كَبَرَ فَكَبَرُوا،  
وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا،  
وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ فَقُولُوا:  
اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)). [راجع: ۳۷۸]

آپ بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہ آپ کے پیچے کڑے ہوئے تھے۔ اس سے پلا حکم منسوب ہو گیا۔

(۱۱۵) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں روح بن عبادہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں حسین نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن بریدہ نے، انہیں عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہ آپ نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا (دوسری سند) اور ہمیں اسحاق بن منصور نے خبر دی، کہا کہ ہمیں عبدالصمد نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالوارث سے سنا، کہا کہ ہم سے حسین نے بیان کیا اور ان سے ابن بریدہ نے کہا کہ مجھ سے عمران بن حصین شیخ نے بیان کیا، وہ بو اسیر کے مریض تھے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی آدمی کے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا کہ افضل بیٹی ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے کیونکہ بیٹھ کر پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور لیٹے لیٹھے پڑھنے والے کو بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔

١١١٥ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُنْصُرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا حَسِينٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عُمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَأَلَ نَبِيَّ اللَّهِ كَلَّا حَسْكَاحَ . وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمْدِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيهِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرَانَ بْنَ حُصَيْنَ - وَكَانَ مَبْسُورًا - قَالَ: ((سَأَلْتَ رَسُولَ اللَّهِ كَلَّا عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا فَقَالَ: ((إِنَّ صَلَاةَ قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ، وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ))). [طرفة في ١١١٦، ١١١٧].

**لشیجہ من** اس حدیث میں ایک اصول بتایا گیا ہے کہ کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور لیٹ کر نمازوں کے ثواب میں کیا تقاضا ہے۔ رعنی صورت مسئلہ کہ لیٹ کر نماز جائز بھی ہے یا نہیں اس سے کوئی بحث نہیں کی گئی ہے اس لئے اس حدیث پر یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ جب لیٹ کر نماز جائز ہی نہیں تو حدیث میں اس پر ثواب کا کیسے ذکر ہو رہا ہے؟ مصنف رحلۃ المسنون نے بھی ان احادیث پر جو عنوان لگایا ہے اس کا مقصد اسی اصول کی وضاحت ہے۔ اس کی تفصیلات دوسرے موقع پر شارع سے خود ثابت ہیں۔ اس لئے عملی حدود میں جواز اور عدم جواز کا فصلہ انہیں تفصیلات کے میں نظر ہو گا۔ اس پاب کی پہلی دو احادیث پر بحث پہلے گزر چکی ہے کہ آنحضرت ﷺ نذر کی وجہ سے مسجد میں نہیں جا سکتے تھے اس لئے آپ نے فرض اپنی قیامگاہ پر ادا کئے۔ صحابہؓ نماز سے فارغ ہو کر عیادت کے لئے حاضر ہوئے اور جب آپؐ کو نماز پڑھتے دیکھا تو آپؐ کے پیچھے انہوں نے بھی انتداء کی نیت پاندھلی۔ صحابہؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، اس لئے آپؐ نے انہیں معن کیا کہ نفل نماز میں امام کی حالت کے اس طرح خلاف مقتدیوں کے لئے کھڑا ہونا مناسب نہیں ہے۔ (تفہیم البخاری، پ: ۵/ ص: ۱۳) جو مریض بیٹھ کر بھی نماز نہ پڑھ سکے وہ لیٹ کر پڑھ سکتا ہے۔ جس کے جواز میں کوئی مشک نہیں۔ امام کے ساتھ مقتدیوں کا بینہ کر نماز برہمنا بعد میں منسوب ہو گیا۔

پاپ بیٹھ کر اشاروں سے نماز رہنا

(۱۱۴) ہم سے ابو محمر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کما کہ ہم سے حسین معلم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن بردید نے کہ عمران بن حسین نے جنہیں بوایسر کا مرض تھا۔ اور کبھی

١٨ - بَابُ صَلَاةِ الْقَاعِدِ بِالْإِيمَاءِ

١١٦ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْفَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسْنَيُّ الْمُعْلَمُ  
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ أَنَّ عِمْرَانَ بْنَ

ابو عمر نے یوں کہا کہ عمران بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا افضل ہے لیکن اگر کوئی بیٹھ کر نماز پڑھ سے تو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے اسے آدھا اواب طے گا اور لیٹ کر پڑھنے والے کو بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا اواب طے گا۔ ابو عبداللہ (حضرت امام بخاری) فرماتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ میں ناتم مضطجع کے معنی میں ہے یعنی یہ کہ نماز پڑھنے والا۔

**باب جب بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو کروٹ کے  
بل لیٹ کر پڑھے**

اور عطااء جملی نے کہا کہ اگر قبلہ رخ ہونے کی بھی طاقت نہ ہو تو جس طرف اس کا رخ ہو اور ہر ہی نماز پڑھ سکتا ہے۔

(۱۱۱) ہم سے عبدالن نے بیان کیا، ان سے امام عبداللہ بن مبارک نے، ان سے ابراہیم بن محمد نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے حسین مکتب نے (جو بچوں کو لکھنا سکھاتا تھا) بیان کیا، ان سے ابن بیریدہ نے اور ان سے عمران بن حسین بیٹھ نے کہا کہ مجھے بواسیر کا مرض تھا۔ اس لئے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی نہ ہو تو پلوکے بل لیٹ کر پڑھ لو۔

**باب اگر کسی شخص نے نماز بیٹھ کر شروع کی لیکن دوران نماز میں وہ تندرست ہو گیا یا مرض میں کچھ کمی محسوس کی تو باقی نماز کھڑے ہو کر پوری کرے اور امام حسن بصریؑ نے کہا کہ مرتضیٰ دور رکعت بیٹھ کر اور دور رکعت کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہے** (۱۱۱۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے،

حسین و کان رجلاً مبسوراً۔ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرَ مَرْءَةً: عَنْ عُمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: ((سَأَلَتِ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ: ((مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ، وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: نَائِمًا عِنْدِي مُضْطَجِعًا هَا هُنَا۔ [راجع: ۱۱۱۵]

**۹ - بَابُ إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبِ**

وَقَالَ عَطَاءً: إِنْ لَمْ يَقِدِرْ عَلَى أَنْ يَتَحَوَّلْ إِلَى الْقِبْلَةِ صَلَّى حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ.

(۱۱۱۷) - حَدَّثَنَا عَبْدَاهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ الْمُكْتَبُ عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عُمَرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ بِي بُوَايْسِيرَ، فَسَأَلَتِ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((صَلُّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبِ)).

[راجع: ۱۱۱۵]

**۲۰ - بَابُ إِذَا صَلَّى قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ، أَوْ وَجَدَ خِفَةً، تَمَّ مَا بَقِيَ**  
وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنْ شَاءَ الْمَرِيضُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ قَاعِدًا، وَرَكْعَتَيْنِ قَائِمًا۔

(۱۱۱۸) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ

انہیں ان کے باپ عروہ بن زبیر نے اور انہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بیٹھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا البتہ جب آپ ضعیف ہو گئے تو قرأت قرآن نماز میں بیٹھ کرتے تھے، پھر جب رکوع کا وقت آتا تو کھڑے ہو جاتے اور پھر تقریباً تیس یا چالیس آیتیں پڑھ کر رکوع کرتے۔

أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَمَّ  
الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ ((أَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُولَ  
اللَّهِ يُصَلِّي صَلَاتَ اللَّيْلِ فَاعِدًا قَطُّ حَتَّى  
أَسْنَ، فَكَانَ يَقْرَأُ فَاعِدًا حَتَّى إِذَا أَرَادَ أَنْ  
يَرْكَعَ قَامَ فَقَرَأَ نَخْوًا مِنْ ثَلَاثَتِنَ آيَةً أَوْ  
أَرْبَعَنَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ)).

[اطرافہ فی : ۱۱۱۹، ۱۱۴۸، ۱۱۶۱، ۱۱۶۸، ۴۸۳۷، ۱۱۶۸]

(۱۱۱۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالکؓ نے عبد اللہ بن یزید اور عمر بن عبد اللہ کے غلام ابو التفر سے خبر دی، انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، انہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجد کی نماز بیٹھ کر پڑھنا چاہتے تو قرأت بیٹھ کرتے۔ جب تقریباً تیس چالیس آیتیں پڑھنی باقی رہ جاتیں تو آپ انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے۔ پھر رکوع اور سجده کرتے پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔ نماز سے فارغ ہونے پر دیکھتے کہ میں جاگ رہی ہوں تو مجھ سے باتیں کرتے لیکن اگر میں سوتی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لیٹ جاتے۔

۱۱۱۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ  
قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدٍ  
وَأَبِي النُّضْرِ مَوْلَى غُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ  
الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ،  
فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قَرَاءَتِهِ نَخْوًا مِنْ ثَلَاثَتِنَ أَوْ  
أَرْبَعَنَ آيَةً فَقَامَ فَقَرَأَهَا وَهُوَ قَائِمٌ، ثُمَّ  
يَرْكَعُ، ثُمَّ سَجَدَ، يَفْعُلُ فِي الرَّمْكَعَةِ الثَّانِيَةِ  
مِثْلَ ذَلِكَ، فَإِذَا قَضَى صَلَاتَهُ نَظَرَ فَإِنْ  
كَنْتَ يَقْطُنِي تَحْدَثَ مَعِي، وَإِنْ كَنْتَ  
نَائِمًا أَضْطَبَعَ)). [راجح: ۱۱۱۸]

## ۱۹۔ کتاب العِمَّ جلد

### تجدد کا بیان

**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ**

باب رات میں تجد پڑھنا اور اللہ عزوجل نے (سورہ بنی اسرائیل میں) فرمایا ”اور رات کے ایک حصہ میں تجد پڑھ، یہ آپ کے لئے زیادہ حکم ہے“

۱ - بَابُ التَّهْجِيدِ بِاللَّيْلِ، وَقَوْلُهُ  
عَزْ وَجَلَّ

**﴿وَمِنَ اللَّيْلِ فَهُجُدْ بِهِ نَافِلَةُ لَكَ﴾**

(۱۱۲۰) ہم سے علی بن عبد اللہ میثی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سلیمان بن ابی مسلم نے بیان کیا، ان سے طاؤس نے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے سنائے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات میں تجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) ”اے میرے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لئے زیبائے، تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والی تمام مخلوقات کا سنبھالنے والا ہے اور جو تمام کی تمام بس تیرے ہی لئے مناسب ہے۔ آسمان و زمین اور ان کی تمام مخلوقات پر حکومت صرف تیرے ہی لئے ہے اور تعریف تیرے ہی لئے ہے، تو آسمان اور زمین کا نور ہے اور تعریف تیرے ہی لئے زیبائے، تو سچا ہے، تو اودھ سچا، تو ملاقات سچی، تو افریمان سچا ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، انبیاء سچے ہیں، محمد ﷺ سچے ہیں اور قیامت کا ہونا سچ ہے۔ اے میرے اللہ! میں تو اسی فرمان بردار ہوں اور بختی پر ایمان رکھتا ہوں، بختی پر بھروسہ ہے، تیرے ہی طرف رجوع کرتا ہوں، تیرے ہی عطا کئے ہوئے ولائل کے ذریعہ بحث کرتا ہوں اور بختی کو حکم بناتا ہوں۔ پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی ان سب کی مغفرت فرمائی خواہ وہ

۱۱۲۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ بْنُ عَيْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاؤُسٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَهْجُدُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيْمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ، وَوَغَدْكُ الْحَقُّ، وَلَقَاؤُكُ الْحَقُّ، وَقُولُكُ الْحَقُّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَعَلَيْكَ تَوْكِيدُتُ، وَإِلَيْكَ أَنْبَتُ، وَبِكَ آمَنَتُ، وَعَلَيْكَ تَوْكِيدُتُ، وَإِلَيْكَ حَاسَنَتُ، فَاغْفِرْنِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخْرَجْتُ، وَمَا أَسْرَزْتُ وَمَا

ظاہر ہوئی ہوں یا پوشیدہ۔ آگے کرنے والا اور پچھے رکھنے والا تو ہی ہے۔ معبود صرف تو ہی ہے۔ یا (یہ کما کہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ابوسفیان نے بیان کیا کہ عبدالکریم ابوامیہ نے اس دعائیں یہ زیادتی کی ہے «لاحول ولا قوة الا بالله» سفیان نے بیان کیا کہ سلیمان بن مسلم نے طاؤس سے یہ حدیث سنی تھی، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

أَعْلَمْتُ، أَنْتَ الْمُقْدِمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ أَوْ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ). قَالَ سَفِيَّانُ: وَزَادَ عَنْدَ الْكَرِيمِ أَبُو أُمَيَّةَ (وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ). قَالَ سَفِيَّانُ قَالَ سَلَيْمَانُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ سَمِعَهُ مِنْ طَاؤُسِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

[اطرافہ فی : ۶۳۱۷، ۷۳۸۵، ۷۴۴۲]

. [۷۴۹۹]

**لَشَرِحِ** مسنون ہے کہ تجد کی نماز کے لئے اٹھنے والے خوش نصیب مسلمان اٹھتے ہی پہلے یہ دعا پڑھ لیں۔ لفظ تجد باب تفعل کا مصدر ہے اس کا مادہ موجود ہے۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ اصلہ ترک الہجود و هو النوم قال ابن فارس المتهجد المصلى لیلا فھجود به ای اترک الہجود للصلوة نیشن اصل اس کا یہ ہے کہ رات کو سونماز کے لئے ترک کر دیا جائے۔ پس اصطلاحی معنی متجد کے مصلی (نمازی) کے ہیں ہو رات میں اپنی نیند کو خیر باد کر کر نماز میں مشغول ہو جائے۔ اصطلاح میں رات کی نماز کو نماز تجد سے موسم کیا گیا۔ آیت شریفہ کے جملہ «نافلۃ لک» کی تفسیر میں علامہ قسطلانی لکھتے ہیں۔ فریضة زائدہ لک علی الصلوات المفروضة خصصت بہا من بین امتحک روی الطبرانی باسناد ضعیف عن ابن عباس ان النافلة للنبي صلی اللہ علیہ وسلم خاصة لانه امر بقیام اللیل و کتب عليه دون امته یعنی تجد کی نماز آخر صرفت میکھانہ کے علاوہ فرض کی گئی اور آپ کو اس بارے میں امت سے ممتاز قرار دیا گیا کہ امت کے لئے یہ فرض نہیں مگر آپ پر فرض ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس میکھانہ نے بھی لفظ «نافلۃ لک» کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ خاص آپ کے لئے بطور ایک فرض نماز کے ہے۔ آپ رات کی نماز کے لئے مامور کئے گئے اور امت کے علاوہ آپ پر اسے فرض قرار دیا گیا۔ لیکن امام نوویؒ نے بیان کیا کہ بعد میں آپ کے اوپر سے بھی اس کی فرضیت کو منسوخ کر دیا گیا تھا۔ بہرحال نماز تجد فرائض میکھانہ کے بعد بڑی اہم نماز ہے جو پچھلی رات میں ادا کی جاتی ہے اور اسکی گیارہ رکعت ہیں جن میں آٹھ رکعتیں دو دو کر کے سلام سے ادا کی جاتی ہیں اور آخر میں تین و تر پڑھے جاتے ہیں۔ یہی نماز رمضان میں تراویح سے موسم کی گئی۔

#### باب رات کی نماز کی فضیلت کا بیان

(۱۱۲۱) ہم سے عبداللہ بن محمد مندی نے بیان کیا کہ انہوں نے کما کہ ہم سے ہشام بن یوسف صنعاوی نے بیان کیا کہ انہوں نے کما کہ ہم سے عمر نے حدیث بیان کی (دوسری سند) اور مجھ سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا۔ انہوں نے کما کہ ہم سے خردی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے، انہیں ان کے باپ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۱۲۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَغْمَرٌ ح. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَغْمَرٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا رَأَى رُؤْيَا

علیہ وسلم کی زندگی میں جب کوئی خواب دیکھتا تو آپ سے بیان کرتا  
(آپ تعبیر دیتے) میرے بھی دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی  
کوئی خواب دیکھتا اور آپ سے بیان کرتا۔ میں ابھی نوجوان تھا اور  
آپ کے زمانہ میں مسجد میں سوتا تھا۔ چنانچہ میں نے خواب میں دیکھا کہ  
کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ  
دوزخ پر کنویں کی طرح بندش ہے (یعنی اس پر کنویں کی سی منڈیرینی  
ہوئی ہے) اس کے دو جانب تھے۔ دوزخ میں بستے ایسے لوگوں کو  
دیکھا جنہیں میں پہچانتا تھا۔ میں کہنے لگا دوزخ سے خدا کی پناہ! انہوں  
نے بیان کیا کہ پھر ہم کو ایک فرشتہ ملا اور اس نے مجھ سے کماڑو  
نہیں۔

(۱۱۲۳) یہ خواب میں نے (ابن بنی) حضرت حفظہ رضی اللہ عنہما کو سنایا  
اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو۔ تعبیر میں آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ  
بنت خوب لڑکا ہے۔ کاش رات میں نماز پڑھا کرتا۔ (راوی نے کہا کہ  
آپ کے اس فرمان کے بعد) عبد اللہ بن عمرؓ اسی رات میں بہت کم  
سوتے تھے۔ (زیادہ عبادت ہی کرتے رہتے)

قصصہا علی رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَعَمِّنْتُ أَنْ  
أَرَى رُؤْيَا فَأَقْصَصْتُهَا عَلِيٌّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ،  
وَكَنْتُ غَلَامًا شَابًا، وَكَنْتُ أَنَامُ فِي  
الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،  
فَرَأَيْتُ فِي النَّوْمِ كَانَ مَلَكٌ أَخْدَانِي  
فَلَدَهَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةً كَطْيَّ  
الْبَنِيرِ، وَإِذَا لَهَا قَرْنَانٌ، وَإِذَا فِيهَا أَنَاسٌ قَدْ  
عَرَفْتُهُمْ، فَجَعَلْتُ أَقْوُلُ: أَغُوذُ بِاللَّهِ مِنَ  
النَّارِ، قَالَ فَلَقِيَنَا مَلَكٌ آخَرُ فَقَالَ لِي: لَمْ  
تُرُغْ). [راجع: ۴۴۰]

۱۱۲۲ - فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ،  
فَقَصَصْتُهَا حَفْصَةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،  
فَقَالَ: ((نَعَمْ الرُّجْلُ عَبْدُ اللَّهِ لَوْ كَانَ  
يَصْلِي مِنَ اللَّنِيلِ، فَكَانَ بَعْدَ لَا يَنَامُ مِنَ  
اللَّنِيلِ إِلَّا قَلِيلًا).

[اطرافہ فی : ۱۱۵۷، ۳۷۳۹، ۳۷۵۷، ۷۰۲۹، ۳۷۴۱، ۷۰۱۶]

**لَشَبَّحَ** حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے اس خواب کو آخر پیغمبرؓ نے ان کی رات میں غفلت کی نیند پر محول فرمایا اور ارشاد ہوا  
کہ وہ بہت ہی اچھے آدمی ہیں مگر اتنی کرہے کہ رات کو نماز تجد نہیں پڑھتے۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے  
نماز تجد کو اپنی زندگی کا معمول بنایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تجد کی بے حد فضیلت ہے۔ اس بارے میں کئی احادیث مردوی ہیں۔  
ایک دفعہ آخر پیغمبرؓ نے فرمایا۔ علیکم بقایم اللیل فانہ داب الصالحین قلکلم یعنی اپنے لئے نماز تجد کو لازم کرو یہ تمام صالحین نیک  
کار بندوں کا طریقہ ہے۔ حدیث سے یہ بھی لکھا ہے کہ رات میں تجد پڑھنا دوزخ سے نجات پانے کا باعث ہے۔ حضرت سلیمان رضاؓ کو  
ان ن والدہ نے نصیحت فرمائی تھی رات بہت سوتا اچھا نہیں جس سے آدمی قیامت کے دن محتاج ہو کر رہ جائے گا۔

### باب رات کی نمازوں میں لمبے سجدے کرنا

(۱۱۲۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شعیب  
نے زہری سے خردی، انہوں نے کہا کہ مجھے عوہ نے خردی اور

### ۳- بَابُ طُولِ السُّجُودِ فِي قِيَامِ اللَّنِيلِ

۱۱۲۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا  
شَعْبَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَزْوَةُ

انہیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں) گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ کی یہی نماز تھی۔ لیکن اس کے بعدے اتنے لئے ہوا کرتے کہ تم میں سے کوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سراخانے سے قبل پچاس آیتیں پڑھ سکتا تھا اور طلوع فجر ہونے پر فجر کی نماز سے پہلے آپ دو رکعت سنت پڑھتے۔ اس کے بعد دو میں پہلو پر لیٹ جاتے۔ آخر موزون آپ کو نماز کے لئے بلانے آتا۔

أَنْ عَابِثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، كَانَتْ بِنَكَ صَلَاتُهُ، يَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَلِكَ لَفْنَزَ مَا يَقْرَأُ أَحَدُكُمْ خَمْسِينَ آيَةً قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ، وَتَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةَ الْفَجْرِ، ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلَى شِفَةِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمَنَادِي بِالصَّلَاةِ). [راجح: ٦٢٦]

**تفسیر** فجر کی سنتوں کے بعد تھوڑی دیر کے لئے داہمی کوت پر یعنی آنحضرت ﷺ کا معمول تھا۔ جس قدر روایات فجر کی سنتوں کے بارے میں مردی ہیں ان سے یہ تھا اس "اضطجاج" کا ذکر ملتا ہے، اسی لئے الجدیدت کا یہ معمول ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی ہر سنت اور آپ کی ہر مبارک عادت کو اپنے لئے سرمایہ نجات جانتے ہیں۔ پچھلے کچھ متضصب و متشدود حتم کے بعض فتحی علماء نے اس لیٹھے کو بدعت قرار دے دیا تھا مگر آج کل نجیگی کا دور ہے اس میں کوئی اوث پناہ بات ہاںک دینا کسی بھی اہل علم کے لئے زیبا نہیں، اسی لئے آج کل کے سمجھیدہ علمائے احتاف نے پہلے متشدود خیال والوں کی تردید کی ہے اور صاف لفظوں میں آنحضرت ﷺ کے اس فعل کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ صاحب تفسیر البخاری کے یہاں یہ الفاظ ہیں:

"اس حدیث میں سنت فجر کے بعد لیٹھے کا ذکر ہے، احتاف کی طرف اس مسئلے کی نسبت غلط ہے کہ ان کے نزدیک سنت فجر کے بعد لیٹھا بدعت ہے۔ اس میں بدعت کا کوئی سوال ہی نہیں۔ یہ تو حضور ﷺ کی عادت تھی، عبادات سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں البتہ ضروری سمجھ کر فجر کی سنتوں کے بعد لیٹھا پنڈیدہ نہیں خیال کیا جا سکتا، اس حیثیت سے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک عادت تھی اس میں اگر آپ کی ابیال کی جائے تو ضرور اجر و ثواب طے گا"۔

فضل موصوف نے بھر حال اس عادت نبوی پر عمل کرنے والوں کے لئے اجر و ثواب کا فتوی دے دیا ہے۔ بلی یہ کہنا کہ عبادات سے اس کا کوئی تعلق نہیں غلط ہے، موصوف کو معلوم ہو گا کہ عبادت ہر وہ کام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی امور میں تقرب الی اللہ کے لئے انجام دیا۔ آپ کا یہ لیٹھا بھی تقرب الی اللہ ہی کے لئے ہوتا تھا کیونکہ دوسرا روایات میں موجود ہے کہ آپ اس وقت لیٹ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللهم اجعل فی قلبي نورا و فی بصری نورا و فی سمعی نورا و عن یعنی نورا و عن یساری نورا و فوقی نورا و تحتی نورا و امامی نورا و خلفی نورا و اجعل لی نورا و فی عصی نورا و لحمی نورا و دمی نورا و عشری نورا و بشری نورا و اجعل فی نفسی نورا و اعظم لی نورا اللهم اعطنی نورا (صحیح مسلم)، اس دعا کے بعد کون ذی عقل کہہ سکتا ہے کہ آپ کا یہ کام محض عادت ہی سے متعلق تھا اور پا فرض آپ کی عادت ہی سی بھر حال آپ کے چچے فدائیوں کے لئے آپ کی ہر ادا آپ کی ہر عادت آپ کا ہر طور طریقہ زندگی باعث صد فخر و مبلہت ہے۔ اللہ عمل کی توفیق نہیں آئیں۔

بِ مَسْلِنَةِ بَرْ سَلِ خَوَیْشَ رَا كَ دِنْ هَمْ اَوْسَتْ

وَكَرْ بَا وَ نَهْ رَسِيدِي تَامْ بُولِسِي اَسْتْ

آپ سجدے میں یہ بار بار کہا کرتے سمجھنک اللہم رینا و بحمدک اللہم اغفرلی ایک روایت میں یوں ہے سمجھنک لا الہ الا انت سلف صالحین بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی میں لمبا سجدہ کرتے۔ عبداللہ بن زبیر میہتھا اتنی دیر تک سجدہ میں رہتے کہ چیزیں اتر کر ان کی

پیش پر بیٹھ جاتیں اور سمجھتیں کہ یہ کوئی دیوار ہے (وحیدی)

### باب مریض بیماری میں تجدُّدِ ترک کر سکتا ہے

(۱۱۲۳) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان ثوری نے اسود بن قیس سے بیان کیا، کما کہ میں نے جذب بن عثیم سے سنا، آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو ایک یادِ ورات تک (نماز کے لئے) نہ اٹھ سکے۔

(۱۱۲۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہمیں سفیان ثوری نے اسود بن قیس سے خبر دی، ان سے جذب بن عبد اللہ بن عثیم نے فرمایا کہ جبراً میل علیہ السلام (ایک مرتبہ چند نوں تک) نبی کریم ﷺ کے پاس (وہی لے کر) نہیں آئے تو قریش کی ایک عورت (ام جیل ابو لعب کی بیوی) نے کما کہ اب اس کے شیطان نے اس کے پاس آنے سے دریگاہی۔ اس پر یہ سورت اتری۔ «والضھر واللیل اذا سجى ما ودعك ربک وما فله»

### ۴- بَابُ تَرْكِ الْقِيَامِ لِلْمَرِيضِ

۱۱۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ جَنْدِبَ يَقُولُ: ((اَشْتَكَى النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمْ يَقْمِ تَلَةً اُو لَيْلَتَيْنِ)). [اطرافہ فی : ۱۱۲۵، ۴۹۵۰، ۴۹۸۳، ۴۹۵۱].

۱۱۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سَفِيَّانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَبِيسٍ عَنْ جَنْدِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((وَاحْتَبِسْ جِبْرِيلٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَبْنَاطَ عَلَيْهِ شَيْطَانَهُ)، فَنَزَّلَتْ: ((وَالضَّھَرُ، وَاللَّیلِ إِذَا سَجَّى، مَا وَدَعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى)).

[راجح: ۱۱۲۴]

**لِتَشْبِيهِ** ترجمہ یہ ہے قسم ہے چاہت کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب وہ ڈھانپ لے تیرے مالک نے نہ تجوہ کو چھوڑا نہ تجوہ سے غصے ہوا۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے اور اصل یہ ہے کہ یہ حدیث اگلی حدیث کا تقریب ہے جب آپ بیمار ہوئے تھے تو رات کا قیام چھوڑ دیا تھا۔ اسی زمانہ میں حضرت جبراً میل نے بھی آناموقوف کر دیا اور شیطان ابو لعب کی بیوی (ام جیل بنت حرب اخت ابی سفیان امراء ابی لعب حملۃ الحطب) نے یہ فقرہ کہا۔ چنانچہ اب ابی حاتم نے جذب سے روایت کیا کہ آپ کی انگلی کو پتھر کی مار گئی آپ نے فرمایا ہل انت الا صبیع دمیت وہی سبیل اللہ مال القیت تو ہے کیا ایک انگلی ہے اللہ کی راہ میں تجوہ کو مار گئی خون آلووہ ہوئی۔ اسی تکلیف سے آپ دو تین روز تجدُّد کے لئے بھی نہ اٹھ سکے تو ایک عورت (ذکورہ ام جیل) کہنے لگی میں سمجھتی ہوں اب تیرے شیطان نے تجوہ کو چھوڑ دیا۔ اس وقت یہ سورۃ اتری (والضھر واللیل اذا سجى ما ودعك ربک وما فله) (انفعی: ۱۱۲۳) (وحیدی)

احادیث گذشتہ کو بخاری شریف کے بعض نسخوں میں لفظ سے نقل کر کے ہر دو کو ایک ہی حدیث شمار کیا گیا ہے۔

۵- بَابُ تَخْرِيصِ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قِيَامِ الْلَّيْلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَيْرِ إِنْجَابٍ وَطَرَقِ النَّبِيِّ ﷺ فَاطِمَةَ وَعَلِيًّا

باب نبی کریم ﷺ کارت کی نماز اور نوافل پڑھنے کے لئے ترغیب دلانا لیکن واجب نہ کرنا۔ ایک رات نبی کریم ﷺ حضرت فاطمہ اور حضرت علیؑ کے پاس رات کی نماز

### عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَيْلَةُ الْمَصَلَّةِ

١١٢٦ - حَدَّثَنَا أَبْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ هَنْدِ بْنَتِ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَسْتَيقَطَ لَيْلَةً فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ، مَاذَا أُنْزِلَ لَيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ، مَا ذَا أُنْزِلَ مِنَ الْعَزَائِنِ، مَنْ يَوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَّرَاتِ؟ يَا رَبَّ كَاسِيَّةٍ فِي الدُّنْيَا غَارِيَّةٍ فِي الْآخِرَةِ.

[راجع: ١١٥]

١١٢٧ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلَيُّ بْنُ حُسْنَى أَنَّ حُسْنَى بْنَ عَلَى أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلَى بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَرَكَهُ وَلَاطَّمَهُ بِنْتُ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً فَقَالَ: ((أَلَا تُصْلِيَانِ؟)) فَقَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْفَسْتَنَا بِيَدِ اللَّهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَنْعَثِنَا بَعْثَانًا فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْنَا ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْنَا شَيْئًا، ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلِّ يَضْرِبُ فَخَدَهُ وَهُوَ يَقُولُ: هَوْكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَلَهُ).

[أطراfe في: ٤٧٢٤، ٧٣٤٧، ٧٤٦٥]

**لَشَّبَّهَ** آپ چپ ہو گئے۔ اگر نماز فرض ہوتی تو حضرت علی ہنڈھ کا عذر قابل قبول نہیں ہو سکتا تھا۔ البتہ جاتے ہوئے تاسف کا اطمینان ضرور کر دیا۔

مولانا وحید الزماں لکھتے ہیں کہ حضرت علی ہنڈھ کا جواب فی الحقیقت درست تھا مگر اس کا استعمال اس موقع پر درست نہ تھا کیونکہ دنیا دار کو تکلیف ہے اس میں نفس پر زور ڈال کر تمام ادا امراتی کو بجالانا چاہئے۔ تشریف پر تکمیل کر لیتا اور عبادت سے قاصر ہو کر بیٹھنا اور

### کے لئے جگانے آئے تھے۔

(١١٣٦) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں محمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ہند بنت حارث نے اور انہیں ام سلمہ بنت حارث نے کہ نبی کریم ﷺ ایک رات جا گئے تو فرمایا سچان اللہ! آج رات کیا کیا بلا میں اتری ہیں اور ساتھ ہی (رحمت اور عنایت کے) کیسے خزانے نازل ہوئے ہیں۔ ان جھرے والیوں (ازواج مطررات رضوان اللہ علیہم) کو کوئی جگانے والا ہے افسوس! کہ دنیا میں بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں آخرت میں تنگی ہوں گی۔

(١١٣٧) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہما کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی، کہما کہ مجھے حضرت زین العابدین علی بن حسین نے خبر دی اور انہیں حضرت حسین بن علی بنت عائشہ نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب ہنڈھ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے اور فاطمہ بنت حسین کے پاس آئے، آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ (تجدد کی) نماز نہیں پڑھو گے؟ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہماری روحیں خدا کے قبضہ میں ہیں، جب وہ چاہے گا ہمیں اٹھادے گا۔ ہماری اس عرض پر آپ واپس تشریف لے گئے۔ آپ نے کوئی جواب نہیں دیا لیکن واپس جاتے ہوئے میں نے سنا کہ آپ ران پر ہاتھ مار کر (سورہ کھف کی یہ آیت پڑھ رہے تھے) آدمی سب سے زیادہ جھکڑا ہوئے۔ (وکان انسان اکثر شنی جدلا)

جب کوئی اچھی بات کا حکم کرے تو تقدیر پر حوالہ کرنا کچھ بھی اور بھگڑا ہے۔ تقدیر کا اعتقاد اس لئے نہیں ہے کہ آدمی پاچ ہو کر بیٹھ رہے اور تدبیر سے غافل ہو جائے۔ بلکہ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ سب کچھ محنت اور مشقت اور اسباب حاصل کرنے میں کوشش کرے مگر یہ سمجھے رہے کہ ہو گا وہی جو اللہ نے قسمت میں لکھا ہے۔ چونکہ رات کا وقت تھا اور حضرت علیؓ پر چھوٹے اور داماد تھے لہذا آپؐ نے اس موقع پر تلویل بحث اور سوال جواب کو نامناسب سمجھ کر کچھ جواب نہ دیا مگر آپؐ کو اس جواب سے افسوس ہوا۔

(۱۱۲۸) - حدَّثَنَا عبدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

ہم سے امام مالک نے ابن شاہب زہری سے بیان کیا، ان سے عروہ نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کام کو چھوڑ دیتے اور آپؐ کو اس کا کرنا پسند ہوتا۔ اس خیال سے ترک کر دیتے کہ دوسرے صحابہؓ ہی اس پر (آپؐ کو دیکھ کر عمل شروع کر دیں اور اس طرح وہ کام ان پر فرض ہو جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھی لیکن میں پڑھتی ہوں۔

: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَرْوَةَ  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ: ((إِنَّ  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ كَلَّا يَدْعُ الْعَمَلَ وَهُوَ  
يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةً أَنْ يَعْمَلَ بِهِ  
النَّاسُ فَيُفَرِّضُ عَلَيْهِمْ، وَمَا سَيَّحَ رَسُولُ  
اللَّهِ كَلَّا سَبَّحَ الصَّحْنَ قَطُّ، وَإِنِّي  
لأَسْبَحُهُمْ)).

[طرفة فی: ۱۱۷۷]

حضرت عائشہؓ کو شاید وہ قصہ معلوم نہ ہو گا جس کو ام ہانی نے نقل کیا کہ آپؐ نے فتح کہ کے دن چاشت کی نماز پڑھی۔ باب کا مطلب حدیث سے یوں لکھتا ہے کہ چاشت کی نماز کا پڑھنا آپؐ کو پسند تھا۔ جب پسند ہوا تو گویا آپؐ نے اس پر ترغیب دلائی اور پھر اس کو واجب نہ کیا۔ کیونکہ آپؐ نے خود اس کو نہیں پڑھا، بعضوں نے کہا آپؐ نے کبھی چاشت کی نماز نہیں پڑھی، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے ہیچکی کے ساتھ کبھی نہیں پڑھی کیونکہ دوسری روایت سے آپؐ کا یہ نماز پڑھنا ثابت ہے۔

(۱۱۲۹) - حدَّثَنَا عبدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ شَهَابٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ  
عَرْوَةَ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَلَّا صَلَّى  
ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّى بِصَلَاحٍ  
نَاسٌ، ثُمَّ صَلَّى مِنْ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ، ثُمَّ  
اجْتَمَعُوا مِنَ الظَّلَّةِ إِذَا أَوْرَدَهُ فَلَمْ  
يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ كَلَّا، فَلَمَّا أَصْبَحَ  
قَالَ: ((قَدْ رَأَيْتُ الَّذِي صَنَعْتُمْ، وَلَمْ  
يَمْنَعْنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ إِلَّا أَنِّي  
خَشِيتُ أَنْ تُفَرِّضَ عَلَيْكُمْ، وَذَلِكَ فِي

رمضان)). [راجح: ۷۲۹]

**تَسْبِيحَةٌ** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتوں میں رمضان کی نفل نماز صحابہ کرامؐ کو جماعت سے پڑھائی، بعد میں اس خیال سے کہ کہیں یہ نماز تم پر فرض نہ کرو جائے آپؐ نے جماعت کا اہتمام تک فرا دیا۔ اس سے رمضان شریف میں نماز تراویح باجماعت کی مشروعیت ثابت ہوئی۔ آپؐ نے پھر نماز گیارہ رکعات پڑھائی تھی۔ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔ چنانچہ علامہ شوکانی فرماتے ہیں:

واما العدد الثابت عنه صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰتہ فی رمضان فاخْرُجُ البخاری وغیره عن عائشہ انها قالت ما كان النبي صلی اللہ علیہ وسلم يزيد فی رمضان ولا فی غيره علی احادی عشرة رکعة وآخر ابن حبان فی صحيحه من حديث جابر انه صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم ثمان رکعات ثم اوتر (نبل الاوطار) اور رمضان کی اس نماز میں آنحضرت ﷺ سے جو عدد صحیح سند کے ساتھ ثابت ہیں وہ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے رمضان اور غیر رمضان میں اس نماز کو گیارہ رکعات سے زیادہ ادا نہیں فرمایا اور سند ابن حبان میں بسند صحیح مزید وضاحت یہ موجود ہے کہ آپؐ نے آخر رکعیں پڑھائیں پھر تین و تر پڑھائے۔ پس ثابت ہوا کہ آپؐ نے صحابہ کرامؐ کو رمضان میں تراویح باجماعت گیارہ رکعات پڑھائی تھیں اور تراویح و تجدید میں یہی عدد مسنون ہے، بالق تفصیلات اپنے مقام پر آئیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

## ۶۔ بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيلِ حَتَّى تَرَمَ قَدَمَاهُ

رہتے کہ پاؤں سونج جاتے

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپؐ کے پاؤں پھٹ جاتے تھے۔ فطور کے معنے عربی زبان میں پکھنا اور قرآن شریف میں لفظ انفطرت اسی سے ہے یعنی جب آسمان پھٹ جائے۔ (۱۳۰) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعر نے بیان کیا، ان سے زیاد بن علاقہ نے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے مغیرہ بن شعبہ بن عثہ کو یہ کہتے سن کہ نبی ﷺ اتنی دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے رہتے کہ آپؐ کے قدم یا (یہ کہا کہ) پنڈلیوں پر ورم آ جاتا، جب آپؐ سے اس کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا تو فرماتے ”کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں“۔

وقالت عائشة رضي الله عنها: كان يقوّم حتى تفطر قدماه: والقطور: الشفوق. انفطرات: انشقت.

۱۱۳۰ - حدثنا أبو نعيم قال حدثنا مسخر عن زياد قال: سمعت المغيرة رضي الله عنه يقول: إن كان النبي ﷺ ليقوم أو ليصلّى حتى ترم قدماه - أو ساقاه - فيقال له، فيقول: ((أفالا أكُون عبدًا شكوراً؟)).

[طرفہ فی: ۶۴۷۱، ۴۸۳۶].

سورہ مزمل کے شروع نزول کے زمانہ میں آپؐ کا یہی معمول تھا کہ رات کے اکثر حصوں میں آپؐ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔

## بَابُ جُو شَخْصٌ سَرِكَ وَقْتُ سُوْغَا

(۱۳۱) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ عمرو بن

## ۷۔ بَابُ مَنْ نَامَ عِنْدَ السَّحْرِ

۱۱۳۱ - حدثنا علي بن عبد الله قال: حدثنا سفيان قال حدثنا عمرٌ و بن دينار

اوں نے انسیں خبر دی اور انہیں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ سب نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نماز داؤد ملائکہ کی نماز ہے اور روزوں میں بھی داؤد ملائکہ کا روزہ۔ آپ آدمی رات تک سوتے، اس کے بعد تمہی رات نماز پڑھنے میں گزارتے۔ پھر رات کے چھٹے حصے میں بھی سو جاتے۔ اسی طرح آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

آن عمرُو بنِ أوسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرُو بْنِ الْفَاعِصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ: ((أَحَبُّ الصَّلَاةَ إِلَى اللَّهِ صَلَاةً دَاؤِدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلَى اللَّهِ صِيَامًا دَاؤِدًا، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُومُ ثُلَثَةً وَيَنَامُ سَدْسَةً، وَيَصُومُ يَوْمًا وَيَنْفِرُ يَوْمًا)).

[اطرافہ فی : ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۳۴۱۹، ۱۹۸۰، ۳۴۱۸، ۱۹۷۹، ۳۴۲۰، ۵۰۵۲، ۵۰۵۳، ۵۰۵۴، ۵۱۹۹، ۶۱۳۴، ۶۲۷۷].

رات کے بارہ گھنٹے ہوتے ہیں تو پہلے چھ گھنٹے میں سو جاتے، پھر چار گھنٹے عبادت کرتے، پھر دو گھنٹے سو رہتے۔ گواہ کے وقت سوتے ہوتے یہی ترجیح باب ہے۔

(۱۱۳۲) ہم سے عبدال نے بیان کیا، کما کہ مجھے میرے باپ عثمان بن جبلہ نے شعبہ سے خبر دی، انہیں اشعت نے، اشعت نے کما کہ میں نے اپنے باپ (سلمیم بن اسود) سے سنا اور میرے باپ نے مسروق سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی کرم ﷺ کو کون سا عمل زیادہ پسند تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ جس پر یعنی کی جائے (خواہ وہ کوئی بھی نیک کام ہو) میں نے دریافت کیا کہ آپ (رات میں نماز کے لئے) کب کھڑے ہوتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ جب مرغ کی آواز سننے۔ ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کما کہ ہمیں ابو الاحوص سلام بن سلمیم نے خبر دی، ان سے اشعت نے بیان کیا کہ مرغ کی آواز سننے ہی آپ کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے۔

[اطرافہ فی ۶۴۶۱، ۶۴۶۲، ۶۴۶۳].

**لشیخ** کہتے ہیں کہ پہلے پہل مرغ آدمی رات کے وقت بانگ دیتا ہے۔ احمد اور ابو داؤد میں ہے کہ مرغ کو برامت کو وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ مرغ کی عادت ہے کہ فجر طلوع ہوتے ہی اور سورج کے ڈھلنے پر بانگ دیا کرتا ہے۔ یہ خدا کی فطرت ہے۔ پہلے حضرت امام بخاریؓ نے حضرت داؤد ملائکہ کی شب بیداری کا حال بیان کیا۔ پھر ہمارے پیغمبر ﷺ کا بھی عمل اس کے مطابق ثابت کیا

تو ان دونوں حدیثوں سے یہ لکھا کر آپ اول شب میں آدمی رات تک سوتے رہتے پھر مرغ کی بائگ کے وقت یعنی آدمی رات پر اٹھتے۔ پھر آگے کی حدیث سے یہ ثابت کیا کہ حمر کو آپ سوتے ہوتے۔ پس آپ کا اور حضرت داؤد کا عمل یکساں ہو گیا۔ عراقی نے اپنی کتاب سیرت میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک سفید مرغ تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۱۳۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ (۱۱۳۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا کہ میرے باپ سعد بن ابراہیم نے اپنے پچاabo سلمہ سے بیان کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے اپنے بیان حمر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہیشہ لیتے ہوئے پیا۔

عادت مبارکہ تھی کہ تجد سے فارغ ہو کر آپ قبل فجر حمر کے وقت تھوڑی دیر آرام فرمایا کرتے تھے حضرت عائشہ بنت خلیلہ بیان فرمائی ہیں۔

### بَابُ اسْبَارِيِّ مِنْ جُوْحُرِيِّ كَهَانَةِ كَهَانَةِ بَعْدِ صَحْنِ كِنَازِ بَرْهَنَةِ تَكْ نَمِيْسِ سُويَا

(۱۱۳۳) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے روح بن عبادہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید بن ابی عویب نے بیان کیا، ان سے قادہ نے، ان سے انس بن مالک نے کہ نبی کریم ﷺ اور زید بن ثابت بن عبادہ دونوں نے مل کر حمری کھائی، حمری سے فارغ ہو کر آپ نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور دونوں نے نماز پڑھی۔ ہم نے انس بن عبادہ سے پوچھا کہ حمری سے فراغت اور نماز شروع کرنے کے درمیان کتنا فاصلہ رہا ہوا گا؟ آپ نے جواب دیا کہ اتنی دیر میں ایک آدمی پچاس آیتیں پڑھ سکتا ہے۔

### ۸- بَابُ مَنْ تَسْحَرَ فَلَمْ يَنْهِ حَتَّى صَلَّى الصُّبُّحَ

۱۱۳۴ - حَدَّثَنَا يَقْوِبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِينَةً عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ وَزَيْنَدَ بْنَ ثَابِتَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَسْحَرَ، فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سَحُورِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى. قُلْنَا لِأَنَّسَ: كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سَحُورِهِمَا وَذُخُولِهِمَا فِي الصَّلَاةِ؟ قَالَ: كَفَنِيرٌ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِينَ آيَةً)).

[راجع: ۵۷۶]

**لَشْرِيق** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس سے پہلے جو احادیث بیان ہوئی ہیں، ان سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ تجد پڑھ کر لیٹ جاتے تھے اور پھر موزون صبح کی نماز کی اطلاع دینے آتا تھا لیکن یہ بھی آپ سے ثابت ہے کہ آپ اس وقت یعنی تھے بلکہ صبح کی نماز پڑھتے تھے۔ آپ کا یہ معمول رمضان کے میہینہ میں تھا کہ حمری کے بعد تھوڑا سا توقف فرماتے پھر حمری کی نماز اندھیرے میں ہی شروع کر دیتے تھے (تفہیم البخاری) پس معلوم ہوا کہ حمر کی نماز فلیں میں پڑھنا سنت ہے جو لوگ اس سنت کا انکار کرتے اور حمر کی نماز یہیشہ سورج نکلنے کے قریب پڑھتے ہیں وہ یقیناً سنت کے خلاف کرتے ہیں۔

باب رات کے قیام میں نماز کو لمبا کرنا (یعنی قرأت بہت کرنا) (۱۳۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے اگش سے بیان کیا، ان سے ابو واکل نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ رات میں نماز پڑھی۔ آپ نے اتنا لما قیام کیا کہ میرے دل میں ایک غلط خیال پیدا ہو گیا۔ ہم نے پوچھا کہ وہ غلط خیال کیا تھا تو آپ نے بتایا کہ میں نے سوچا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چھوڑ دوں۔

یہ ایک وسوسہ تھا جو حضرت مسعودؓ کے دل میں آیا تھا مگر وہ فوراً سنبھل کر اس وسوسہ سے باز آگئے۔ حدیث سے یہ لکھا کہ رات کی نماز میں آپ بہت بھی قرأت کیا کرتے تھے۔

(۱۳۶) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبد الرحمن نے ان سے ابو واکل نے اور ان سے حدیفہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں تجد کے لئے کھڑے ہوتے تو پہلے اپنا منہ مساوک سے خوب صاف کرتے۔

۹- بَابُ طُولِ الصَّلَاةِ فِي قِيَامِ اللَّيْلِ  
۱۱۳۵- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِيهِ وَأَتِيلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) لَيْلَةً فَلَمْ يَزُلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَّمْتُ بِأَغْرِيْ سَوْءَهُ فَلَّمَّا وَمَّا هَمَّمْتُ؟ قَالَ هَمَّمْتُ أَنْ أَقْعُدَ وَأَذْرَقَ النَّبِيُّ (ﷺ)).

۱۱۳۶- حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حُصَيْنِ عَنْ أَبِيهِ وَأَتِيلِ عَنْ حَدِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ (ﷺ) كَانَ إِذَا قَامَ لِلتَّهِجُودِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوَّصُ فَاهُ بِالسُّوَاقِ)).

[راجح: ۲۴۵] تجد کے لئے مساوک کا خاص اہتمام اس لئے تھا کہ مساوک کر لینے سے نیند کا خمار بخوبی اتر جاتا ہے۔ آپ اس طرح نیند کا خمار اتار کر طول قیام کے لئے اپنے کو تیار فرماتے۔ یہاں اس حدیث اور باب میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

۱۰- بَابُ كَيْفِ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ (ﷺ)، يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ؟

باب نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کی کیا کیفیت تھی؟ اور رات کی نماز کیوں کر پڑھنی چاہئے؟

(۷) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کما کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبردی، کما کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبردی کہ عبد اللہ بن عمر بن عینہ نے فرمایا ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ؟ رات کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟ آپ نے فرمایا دو دو رکعت اور جب طلوع صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت و تر پڑھ کر اپنی ساری نماز کو طلاق بنا لے۔

۱۱۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((إِنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ قَالَ: ((مَشْنِي، مَشْنِي، فَإِذَا خَفَتِ الصُّبْحَ فَأَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ)). [راجح: ۴۷۲]

رات کی نماز کی کیفیت بتلائی کہ وہ دو رکعت پڑھی جائے۔ اس طرح آخر میں ایک رکعت و تر پڑھ کر اسے طلاق بنالیا جائے۔ اسی بنا پر رات کی نماز کو جس کا نام غیر رمضان میں تجویز ہے اور رمضان میں تراویح گیارہ رکعت پڑھنا منسون ہے جس میں آخر رکعتیں دو دو رکعت کے سلام سے پڑھی جائیں گی پھر آخر میں تین رکعات و تر ہوں گے یادوں رکعات ادا کر کے آخر میں ایک رکعت و تر پڑھ لیا جائے اور اگر فجر قریب ہو تو پھر جس قدر بھی رکعتیں پڑھی جا پچکی ہیں ان پر اکتفا کرتے ہوئے ایک رکعت و تر پڑھ کر ان کو طلاق بنالیا جائے۔ اس حدیث سے صاف ایک رکعت و تر ثابت ہے۔ مگر حنفی حضرات ایک رکعت و تر کا انکار کرتے ہیں۔

اس حدیث کے ذیل علامہ قسطلانی فرماتے ہیں: وهو حجة للشافعية على جواز الایثار برکعة واحدة قال النووي وهو مذهب الجمهور وقال ابو حنيفة لا يصح بواحدة ولا تكون الركعة الواحدة صلوة قط والا حادیث الصحيحه ترد عليه.

یعنی اس حدیث سے ایک رکعت و تر کا صحیح ہونا ثابت ہو رہا ہے اور جمصور کا یہی مذهب ہے۔ امام ابو حنیفہؓ اس کا انکار کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک رکعت کوئی نماز ہی نہیں ہے حالانکہ احادیث صحیحہ ان کے اس خیال کی ترویید کر رہی ہیں۔

(۱۱۳۸) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے کہا کہ مجھ سے ابو حمزہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس نے کہ نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی۔

۱۱۳۸ - حدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ  
عَنْ شَعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ عَنْ أَبِنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((كَانَ  
صَلَاةُ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَعْنِي  
بِاللَّيْلِ)).

(۱۱۳۹) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں اسرائیل نے خبر دی، انسیں ابو حسین عثمان بن عاصم نے، انسیں یحییٰ بن وثاب نے، انسیں مسروق بن اجدع نے، آپ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آپ سات نو اور گیارہ تک رکعتیں پڑھتے تھے۔ فجر کی سنت اس کے سوا ہوتی۔

۱۱۳۹ - حدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْيَضُ  
اللَّهِ بْنِ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنِي إِسْرَائِيلُ عَنْ  
أَبِي حَصَّينِ عَنْ يَحْيَىٰ بْنِ وَثَابٍ عَنْ  
مَسْرُوقٍ قَالَ ((سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا عَنْ صَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِاللَّيْلِ  
لَقَالَتْ: سِتَّةَ وَتِسْعَةَ وَإِحْدَى عَشْرَةَ  
رَكْعَةً رَكْعَتِي الْفَجْرِ)).

رات کی نماز سے مراد غیر رمضان میں نماز تجد اور رمضان میں نماز تراویح ہے۔

(۱۱۴۰) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں حنظله بن ابی سفیان نے خبر دی، انسیں قاسم بن محمد نے اور انسیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ وتر اور فجر کی دو سنت رکعتیں اسی میں ہوتیں۔

۱۱۴۰ - حدَّثَنَا عَبْيَضُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى  
قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ الْفَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ  
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ  
النَّبِيُّ ﷺ يَصْلَى مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ  
رَكْعَةً، مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتِ الْفَجْرِ)).

**لشیخ** و ترسیت یعنی دس رکعتیں تجد کی دو دو کر کے پڑھتے۔ پھر ایک رکعت پڑھ کر سب کو طلاق کر لیتے۔ یہ گیارہ تجد اور وتر کی تھیں اور دو فجر کی سنتیں ملا کر تمہرے رکعتیں ہوئیں۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ پیشوا کی حدیث میں ہے کہ آپؐ رمضان یا غیر رمضان میں کبھی گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ جن روایات میں آپؐ کا میں رکعتات تراویح پڑھنا کہ کورے ہے وہ سب ضعیف اور ناقابلِ احتجاج ہیں۔

### باب آخر پرست ﷺ کی نماز رات میں اور سوچانا اور رات کی نماز میں سے جو منسوب ہوا (اس کا بیان)

اور اللہ تعالیٰ نے اسی باب میں (سورہ مزمل میں) فرمایا ہے کہڑا اللہیتے والے! رات کو (نماز میں) کھڑا رہ آدمی رات یا اس سے کچھ کم سبھا طویل تک۔ اور فرمایا کہ اللہ پاک جانتا ہے کہ تم رات کی اتنی عبادت کو نباہ نہ سکو گے تو تم کو معاف کر دیا۔ واستغفرو اللہ ان اللہ غفور رأ رحیم تک۔ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے کما قرآن میں جو لفظ ناشنة اللیل ہے تو نشا کے مبنے جب شی زبان میں کھڑا ہوا اور وطا کے مبنے موافق ہونا یعنی رات کا قرآن کان اور آنکھ اور دل کو ملا کر پڑھا جاتا ہے۔

اس کو بھی عبد بن حید نے وصل کیا یعنی رات کو بوجہ سکوت اور خاموشی کے قرآن پڑھنے میں دل اور زبان اور کان اور آنکھ سب اسی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ورنہ دن کو آنکھ کی طرف پڑتی ہے، کان کیسی لگتا ہے، دل کیسی ہوتا ہے۔

(۱۱۳۱) ہم سے عبد العزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہما کہ مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مسینہ میں روزہ نہ رکھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ اب آپؐ اس مسینہ میں روزہ ہی نہیں رکھیں گے اور اگر کسی مسینہ میں روزہ رکھنا شروع کرتے تو خیال ہوتا کہ اب آپؐ کا اس مسینہ کا ایک دن بھی بغیر روزہ کے نہیں رہ جائے گا اور رات کو نماز تو اسی پڑھتے تھے کہ تم جب چاہتے آپؐ کو نماز پڑھتے دیکھ لیتے اور جب چاہتے سوتا دیکھ لیتے۔ محمد بن جعفر کے ساتھ اس حدیث کو سلیمان اور ابو خالد نے بھی حید سے روایت کی

۱۱ - بابُ قيام النبِيِّ ﷺ بالليل وَنَوْمِهِ، وَمَا نُسِخَ مِنْ قيام الليل وَقَوْلِهِ تَعَالَى: هُنَّا أَيُّهَا الْمُزَمَّلُ فِيمَ اللَّيلِ إِلَّا قَلِيلًا، نَصْفَهُ إِلَى قَوْلِهِ سَبَحَا طَوِيلًا. وَقَوْلِهِ: هُوَ عِلْمٌ أَنْ لَنْ تُخْصُّهُ فَقَابَ عَلَيْكُمْ، إِلَى قَوْلِهِ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورُ الرَّحْمَنِ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: نَشَأَ قَامَ بِالْحَجَبَةِ. وَطَأَ مَوَاطِأَ الْقُرْآنِ، أَشَدُ مَوَاقِفَةً لِسَمْعِهِ وَبَصَرِهِ وَقَلْبِهِ. لَيُواطِنُوا: لَيُوافِقُوا.

اس کو بھی عبد بن حید نے وصل کیا یعنی رات کو بوجہ سکوت اور خاموشی کے قرآن پڑھنے میں دل اور زبان اور کان اور آنکھ سب اسی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ورنہ دن کو آنکھ کی طرف پڑتی ہے، کان کیسی لگتا ہے، دل کیسی ہوتا ہے۔

قالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حَمِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَفْطُرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتَّى نَظَنَّ أَنَّ لَا يَصُومُ مِنْهُ، وَيَصُومُ حَتَّى نَظَنَّ أَنَّ لَا يَفْطُرُ مِنْهُ شَيْئًا. وَكَانَ لَا تَشَاءُ أَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصْلَلًا إِلَّا رَأَيْتَهُ، وَلَا نَائِمًا إِلَّا رَأَيْتَهُ)). تابعة سلیمان وابو خالد الأخرم عن حمید.

[اطرافہ فی: ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۳۵۶۱۔]

**لشیخ** اس کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ ساری رات سوتے بھی نہیں تھے اور ساری رات جاگتے اور عبادت بھی نہیں کرتے تھے۔ ہر

رات میں سوتے اور عبادت بھی کرتے تو بُو غنیس آپ کو جس محل میں دیکھتا ہاتا دیکھ لیتا۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ساری رات جائنا اور عبادت کرنا یا یہیش روزہ رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ ان کو اتنا شعور نہیں کہ ساری رات جائتے رہنے سے یا یہیش روزہ رکھنے سے نفس کو عادت ہو جاتی ہے پھر اس کو عبادت میں کوئی تنکیف نہیں رہتی۔ مشکل یہی ہے کہ رات کو سونے کی عادت بھی رہے اسی طرح دن میں کھانے پینے کی اور پھر نفس پر زور ڈال کر جب ہی چاہے اس کی عادت توڑے۔ میمیز نید سے منہ موڑے۔ پس جو آنحضرت ﷺ نے کیا وہی افضل اور وہی اعلیٰ اور وہی مشکل ہے۔ آپؐ کی نویویاں تھیں آپؐ ان کا حق بھی ادا فرماتے، اپنے نفس کا بھی حق ادا کرتے۔ اپنے عزیز و اقارب اور عام مسلمانوں کے بھی حقوق ادا فرماتے۔ اس کے ساتھ خدا کی بھی عبادت کرتے، کئے اس کے لئے کتاب بادل اور جگر ہائے۔ ایک سوٹا لے کر لکھوٹ پاندھ کر اکیلے دم بیٹھ رہتا اور بے گھری سے ایک طرف کے ہو جاتا یہ نفس پر بہت سل ہے۔

## باب جب آدمی رات کو نماز نہ پڑھے تو شیطان کا گدی پر گرہ لگانا

(۱۱۳۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تھیسی نے بیان کیا، کما کہ ہمیں امام مالکؓ نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے اور انہیں ابو ہریرہؓ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے سر کے پیچھے رات میں سوتے وقت تین گرہیں لگا رہتا ہے اور ہر گرہ پر یہ افسوں پھونک دیتا ہے کہ سو جا بھی رات سوتے باقی ہے پھر اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کی یاد کرنے لگتا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے۔ پھر اگر نماز (فرض یا نفل) پڑھے تو تیسرا گرہ بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صحیح کے وقت آدمی چاق و چوبید خوش مزاج رہتا ہے۔ ورنہ سوت اور بد باطن رہتا ہے۔

## ۱۲ - بَابُ عَقْدِ الشَّيْطَانِ عَلَى قَافِيَةِ الرَّأْسِ إِذَا لَمْ يُصْلِلْ بِاللَّيلِ

۱۱۴۲ - حَدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنَ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزَّنَادِ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَعْقُدُ الشَّيْطَانُ عَلَى قَافِيَةِ رَأْسِ أَحَدِكُمْ إِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عَقِدٍ، يَضْرِبُ عَلَى مَكَانٍ كُلَّ عَقْدٍ: عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيلٌ فَارْقَدْ). فَإِنْ اسْتَيقَظَ فَلَذَكَرَ اللَّهَ انْحَلَّتْ عَقْدَةُ. فَإِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عَقْدَةُ، فَإِنْ صَلَّى انْحَلَّتْ عَقْدَةُ، فَأَصْبَحَ نَشِينَطَ طَيْبَ النَّفْسِ، وَإِلَّا أَصْبَحَ خَيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ). [طرفة فی: ۳۲۶۹].

حدیث میں جو آیا ہے وہ بالکل نحیک ہے۔ حقیقت میں شیطان گرہیں لگاتا ہے اور یہ گرہیں ایک شیطانی دھاگے میں ہوتی ہیں وہ دھاکہ گدی پر رہتا ہے۔ امام احمدؓ کی روایت میں صاف یہ ہے کہ ایک ری سے گرہ لگاتا ہے بعضوں نے کماگرہ لگانے سے یہ مقصد ہے کہ شیطان جادو گر کی طرح اس پر اپنا افسوں چلاتا ہے اور اسے نماز سے غافل کرنے کے لئے تکپ تکپ کر سدا رہتا ہے۔

(۱۱۳۳) ہم سے مولیٰ بن ہشام نے بیان کیا، کما کہ ہم سے اسماعیل بن علی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے بن علی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عوف اعرابی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب بیان

۱۱۴۳ - حَدَّثَنَا مُؤْمِلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا سَمْرَةُ بْنُ جَنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي

کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا وہ قرآن کا حافظ تھا مگر وہ قرآن سے عاںفل ہو گیا تھا اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جیا کرتا تھا۔

یعنی عشاء کی نماز نہ پڑھتا تھا مگر کے لئے احترا م حالا کہ اس نے قرآن پڑھا تھا مگر اس پر عمل نہیں کیا بلکہ اس کو بھلا بیٹھا۔ آج دوزخ میں اس کو یہ سزا مل رہی ہے۔ یہ حدیث تفصیل کے ماتحت آگے آئے گی۔

**باب جو شخص سوتا رہے اور (صحیح کی) نماز نہ پڑھے، معلوم ہوا کہ شیطان نے اس کے کاٹوں میں پیشتاب کر دیا ہے۔**

(۱۳۲۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابوالاحوص سلام بن سلیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے منصور بن معتمر نے ابووالکل سے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص کا ذکر آیا کہ وہ صحیح تک پڑا سوتا رہا اور فرض نماز کے لئے بھی نہیں اٹھا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشتاب کر دیا ہے۔

الرویٰ تیا قال : ((أَمَا الَّذِي يَنْفَعُ رَأْسَهُ  
بِالْحَجَرِ فَإِنَّهُ يَأْخُذُ الْقُرْآنَ فَيَرْفَضُهُ وَيَنْأِمُ  
عَنِ الصَّلَاةِ الْمُكْتَوَبَةِ)). [راجح: ۸۴۵]

**۱۳- بَابُ إِذَا نَامَ وَلَمْ يُصَلِّ بَالْشَّيْطَانَ فِي أَذْيَهِ**

۱۱۴۴- حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ أَبِيهِ وَأَبِيلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ذَكَرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ زَجْلٌ فَقِيلَ: مَا زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ، مَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((بَالْشَّيْطَانَ فِي أَذْيَهِ)).

[طرفة فی: ۳۲۷۰].

جب شیطان کھاتا پیتا ہے تو پیشتاب بھی کرتا ہو گا۔ اس میں کوئی امر قیاس کے خلاف نہیں ہے۔ بعضوں نے کہا پیشتاب کرنے سے یہ مطلب ہے کہ شیطان نے اس کو اپنا حکوم بنا لیا اور کان کی تھیس اس وجہ سے کی ہے کہ آدمی کان ہی سے آواز سن کر بیدار ہوتا ہے۔ شیطان نے اس میں پیشتاب کر کے اس کے کان بھر دیئے۔ قال القرطبي وغیره لا مانع من ذلك اذلا احالة فيه لانه ثبت ان الشيطان يأكل وبشرب وينكح فلا مانع من ان يقول (فتح الباري) یعنی قرطبي وغیرہ نے کہا کہ اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ جب یہ ثابت ہے کہ شیطان کھاتا پیتا اور شادی بھی کرتا ہے تو اس کا ایسے عاںفل ہے نمازی آدمی کے کان میں پیشتاب کرنے کا یا بعید ہے۔

**باب آخرات میں دعا اور نماز کا بیان**  
اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ والذاریات میں) فرمایا کہ  
رات میں وہ بہت کم سوتے اور سحر کے وقت  
استغفار کرتے تھے۔ جمیع کے معنے سونا۔

(۱۳۲۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قبینی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شلب نے، ان سے ابو سلمہ عبد الرحمن اور ابو عبد اللہ اغرنے اور ان دونوں حضرات سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا پروردگار بنت

**۱۴- بَابُ الدُّعَاءِ وَالصَّلَاةِ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ وَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿كَانُوا قَلِيلًا مِنَ الَّلَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَهُ أَيْ مَا يَنَامُونَ هُوَ بِالْأَسْخَارِ هُمْ يَسْتَفِرُونَ﴾**

۱۱۴۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ وَأَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَغْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يَنْزِلُ رَبُّنَا

برکت والا ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔

[طرفہ فی: ٦٣٢١، ٧٤٩٤۔]

تبارک و تعالیٰ کُلْ لَيْلَةً إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا  
حَتَّى يَنْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ يَقُولُ: مَنْ  
يَذْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ، مَنْ يَسْأَلُنِي  
فَأَعْطِيهِ، مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ).

**لَشِیْخ** بلا تاویل و بلا تکیف اللہ پاک رب العالمین کا عرش عظیم پر مستوی ہونا برق ہے۔ اہل الحدیث کا ازاول تا آخر یہی عقیدہ ہے۔ قرآن مجید کی سات آیات میں اللہ کا عرش پر مستوی ہونا بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ آسمان بھی سات ہی ہیں لہذا ان ساتوں کے اوپر عرش عظیم اور اس پر اللہ کا استواء اسی لئے سات آیات میں مذکور ہوا۔ پہلی آیت سورہ اعراف میں ہے۔ «إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ» (الاعراف: ٥٣) تمہارا رب وہ ہے جس نے چھ ایام میں آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔ دوسری آیت سورہ یونس میں ہے «إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يَأْتِيَ الْأَمْرُ» (یونس: ٣) بے شک تمہارا رب وہ ہے جس نے چھ دنوں میں زمین و آسمان کو بنایا پھر وہ عرش پر قائم ہوا۔ تیسرا آیت سورہ رعد میں ہے «اللَّهُ الَّذِي رَفَعَ السَّمُولَتِ يَقْبَرُ عَمَدَ تَرْوِيْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ» (الرعد: ٢) اللہ وہ ہے جس نے بغیر ستونوں کے اوپر آسمان بنائے جن کو تم دیکھ رہے ہو پھر وہ عرش پر قائم ہوا۔ چوتھی آیت سورہ ط میں ہے «تَنْزَلَ أَمْبَعَنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمُولَتِ الْعُلَى الرُّخْنِ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى» (ط: ١٩-٢٠) یعنی اس قرآن کا نازل کرنا اس کا کام ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا پھر وہ رحمٰن عرش کے اوپر مستوی ہوا۔ پانچوں آیت سورہ فرقان میں ہے «اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمُولَتِ وَالْأَرْضَ وَمَا يَنْهَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ» (الفرقان: ٥٩) وہ اللہ جس نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے سب کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر قائم ہوا۔ چھٹی آیت سورہ سجدہ میں ہے «اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمُولَتِ وَالْأَرْضَ وَمَا يَنْهَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ» (السجدہ: ٣) اللہ وہ ہے جس نے زمین آسمانوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں بنایا وہ پھر عرش پر قائم ہوا۔ ساتویں آیت سورہ حیدر میں ہے۔ «هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمُولَتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يَقْلِمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَنْخُرُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَنْثُلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَنْخُرُ فِيهَا وَهُوَ مَعْكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُنَّ بَصِيرٌ» (الحیدر: ٣) یعنی اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے چھ دنوں میں زمین و آسمانوں کو بنایا وہ پھر عرش پر قائم ہوا ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہیں اور جو کچھ اس سے باہر نکلتی ہیں اور جو چیزیں آسمان سے اترتی ہیں اور جو کچھ آسمان کی طرف چڑھتی ہیں وہ سب سے واقف ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو اور اللہ پاک تمہارے سارے کاموں کو دیکھنے والا ہے۔

ان سات آیتوں میں صراحةً کہ عرش عظیم پر مستوی ہونا ذکر کیا ہے۔ آیات قرآنی کے علاوہ پدرہ الحدیث نبوی ایسی ہیں جن میں اللہ پاک کا آسمانوں کے اوپر عرش عظیم پر ہونا ذکر ہے اور جن سے اس کے لئے جت فوق ثابت ہے۔ اس حقیقت کے بعد اس باری تعالیٰ و تقدس کا عرش عظیم سے آسمان دنیا پر نزول فرمایا یہ بھی برق ہے۔

حضرت علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں ایک مستقل کتاب ہمام نزول الرب الی السماء الدنيا تحریر فرمائی ہے جس میں بدلاکل واحد اس کا آسمان دنیا پر نازل ہونا ثابت فرمایا ہے۔

حضرت علامہ وحید الرہاں صاحب کے لفظوں میں خلاصہ یہ ہے یعنی وہ خود اپنی ذات سے اترتا ہے جیسے دوسری روایت میں ہے

نزل بنا نہ اب یہ تاویل کرنا کہ اس کی رحمت اترقی ہے، مخفی فاسد ہے۔ علاوہ اس کے اس کی رحمت اتر کر آسمان تک رہ جانے سے ہم کو فائدہ ہی کیا ہے، اس طرح یہ تاویل کہ ایک فرشتہ اس کا اترتا ہے یہ بھی فاسد ہے کیونکہ فرشتہ یہ کیسے کہ سکتا ہے جو کوئی مجھ سے دعا قبول کروں گا، لگنا بخش دوں گا۔ دعا قبول کرنا یا گناہوں کا بخش دینا خاص پروردگار کام ہے۔ اہل حدیث نے اس حکم کی حدیثوں کو جن میں صفات الہی کا بیان ہے، بہ ول و جان قول کیا ہے اور ان کے اپنے ظاہری معنی پر محول رکھا ہے۔ مگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اس کی صفات مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں اور ہمارے اصحاب میں سے شیخ الاسلام ابن تیمیہؓ نے اس حدیث کی شرح میں ایک کتاب لکھی ہے جو دیکھنے کے قابل ہے اور مخالفوں کے تمام اعتراضوں اور شبیوں کا جواب دیا ہے۔

اس حدیث پر روشنی ڈالتے ہوئے الحدث الکبیر حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکبوریؒ فرماتے ہیں: وَمِنْهُمْ مَنْ اجْرَاهَ عَلَى  
ما ورد موننا به على طريق الاجمال من زها اللہ تعالیٰ من الكيفية والتشبيه وهم جمهور السلف ونقله اليهفي وغيره عن الانمة الاربعة  
السفیانیں والحمدادین والاذاعی واللیث وغيرہم وهذا القول هو الحق فعلىک اتباع جمهور السلف وایاک ان تكون من اصحاب التاویل  
والله تعالیٰ اعلم (تحفۃ الاحدوڑی)، یعنی سلف صالحین وائمه اربعہ اور بیشتر علمائے دین اسلاف کرام کا یہی عقیدہ ہے کہ وہ بغیر تاویل اور  
کیفیت اور تشبیہ کے کہ اللہ اس سے پاک ہے جس طرح سے یہ صفات باری تعالیٰ وارد ہوئی ہیں، ان پر ایمان رکھتے ہیں اور یہی حق  
اور صواب ہے۔ پس سلف کی اتباع لازم پکڑ لے اور تاویل والوں میں سے مت ہو کہ یہی حق ہے۔ والله اعلم۔

### باب جو شخص رات کے شروع میں سوجائے

اور اخیر میں جا گے

اور حضرت سلمان فارسی نے ابو درداء (رضی اللہ عنہما) سے فرمایا کہ  
شروع رات میں سوجا اور آخر رات میں عبادت کر نبی کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا تھا کہ سلمان نے بالکل صحیح کہا

### ۱۵ - بَابُ مَنْ نَامَ أَوْلَ اللَّيْلِ

وَأَحْتَى آخِرَةً

وَقَالَ سَلَمَانُ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: نَمْ. فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ: قُمْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ سَلَمَانٌ)).

(۱۳۶) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، (دوسری سند) اور مجھ سے سليمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق عمرو بن عبد اللہ نے، ان سے اسود بن یزید نے، انہوں نے بتایا کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں نماز کیوں کر پڑتے تھے؟ آپ نے بتایا کہ شروع رات میں سو رہتے اور آخر رات میں بیدار ہو کر تجدی کی نماز پڑتے۔ اس کے بعد بستر پر آجائے اور جب موذن اذان دیتا تو جلدی سے اٹھ میٹھتے۔ اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل کرتے ورنہ وضو کر کے باہر تشریف لے جاتے۔ مطلب یہ کہ نہ ساری رات سوتے ہی رہتے نہ ساری رات نماز ہی پڑتے رہتے بلکہ درمیانی راستے آپؐ کو پسند تھا اور یہی

۱۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ - حَ وَحَدَّثَنِي سَلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ - عَنْ أَبِي إِسْحَاقِ عَنْ الْأَسْنَدِ قَالَ ((سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: كَيْفَ صَلَّاَ النَّبِيُّ ﷺ بِاللَّيْلِ؟ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ أَوْلَهُ، وَيَقُومُ آخِرَهُ فَيَصْلِيَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى فِرَاشِهِ، فَإِذَا أَذْنَ الْمُؤْذِنَ وَثَبَ، فَإِنْ كَانَ بِهِ حَاجَةٌ اغْتَسَلَ، وَإِلَّا تَوَضَّأَ وَخَرَجَ)).

طلب یہ کہ نہ ساری رات سوتے ہی رہتے نہ ساری رات نماز ہی پڑتے رہتے بلکہ درمیانی راستے آپؐ کو پسند تھا اور یہی

سنون ہے۔

## باب نبی کریم ﷺ کا رمضان اور غیر رمضان میں رات کو نماز پڑھنا

(۷) ۱۱۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالکؓ نے خبر دی، انہیں سعید بن ابو سعید مقبری نے خبر دی، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمنؓ نے خبر دی کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں (رات کو) کتنی رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (رات میں) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ خواہ رمضان کامیاب ہوتا کہ یا کوئی اور۔ پہلے آپ چار رکعت پڑھتے۔ ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا۔ پھر آپ چار رکعت اور پڑھتے ان کی خوبی اور لمبائی کا کیا پوچھنا۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا رسول اللہ! آپ و تر پڑھنے سے پہلے ہی سو جاتے ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

## ۱۶۔ بَابُ قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانٍ وَغَيْرِهِ

۱۱۴۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ اللَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُولِ اللَّهِ فِي رَمَضَانٍ؟)) فَقَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرِيدُ فِي رَمَضَانٍ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلَى إِحْدَى عَشْرَةِ رَكْعَةٍ: يُصَلِّي أَرْبَعاً، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ. ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعاً، فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثَةً. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمْ يَرِدْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَّمَا قَبْلَ أَنْ تُوَقِّرَ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ إِنَّ عَنِي تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي)).

[طرفہ فی: ۲۰۱۳، ۳۵۶۹۔]

**لَشِیْخ** ان ہی گیارہ رکعتوں کو تراویح قرار دیا گیا ہے اور آخر حضرت ﷺ سے رمضان اور غیر رمضان میں روایات صحیح ہی گیارہ رکعت ثابت ہیں۔ رمضان شریف میں یہ نماز تراویح کے نام سے موسم ہوئی اور غیر رمضان میں تجد کے نام سے پکاری گئی۔ پس سنت نبوی صرف آٹھ رکعت اور آٹھ رکعت تراویح اس طرح کل گیارہ رکعت ادا کرنی ثابت ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث سے مزید واضح ہوتی ہے۔

عن جابر رضی اللہ عنہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات والوتر علامہ محمد بن نصر مروی کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو رمضان میں آٹھ رکعت تراویح اور وتر پڑھا دیا (یعنی کل گیارہ رکعت)

نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ رسول اللہ ﷺ ما کان بزید فی رمضان ولا فی غیرہ علیٰ احمدی عشرۃ رکعۃ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

بعض لوگوں کو اس سے غلط فہمی ہو گئی ہے کہ یہ تجد کے بارے میں ہے تراویح کے بارے میں نہیں۔ لہذا معلوم ہوا کہ رسول

الله ﷺ نے رمضان میں تراویح اور تجدید الگ دو نمازیں قائم نہیں کیں وہی قیام رمضان (تراویح) یا بالفاظ دیگر تجدید گیارہ رکعت پڑھتے اور قیام رمضان (تراویح) کو حدیث شریف میں قیام اللیل (تجدد) بھی فرمایا ہے۔

رمضان میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو تراویح پڑھا کر فرمایا ”مجھ کو خوف ہوا کہ تم پر صلوٰۃ اللیل (تجدد) فرض نہ ہو جائے“ دیکھئے آپؐ نے تراویح کو تجدید فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ رمضان میں قیام رمضان (تراویح) اور صلوٰۃ اللیل (تجدد) ایک ہی نماز ہے۔

### تراویح و تجدید کے ایک ہونے کی دوسری دلیل؟

عن ابی ذر قال صنعاً مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْءاً مِنْهُ حَتَّى بَقَى سَبْعَ لَيَالِيَ السَّابِعَةِ حَتَّى مُضِيَّ نَحْوَ مِنْ ثَلَاثَةِ اللَّيَالِ ثُمَّ كَانَتِ الْلَّيْلَةُ السَّادِسَةُ الَّتِي تَلَيَّهَا فِيمَ بَناَتِي كَانَتْ خَامِسَةُ الَّتِي تَلَيَّهَا قَامَ بِنَاحِيَتِي مُضِيَّ نَحْوَ مِنْ شَطَرِ الْلَّيْلِ فَقَلَّتِ يَارَسُولَ اللَّهِ لَوْ نَفَلْتَنَا بَقِيَّةً لِيَلَتَنَا هَذِهِ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ قَامَ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ فَإِنَّهُ يَعْدِلُ قَيَامَ الْلَّيْلَةِ ثُمَّ كَانَتِ الرَّابِعَةُ الَّتِي تَلَيَّهَا فِيمَ يَقُمُ بِنَاحِيَتِي كَانَتِ الْثَالِثَةُ الَّتِي تَلَيَّهَا قَالَ فَجَمَعَ نَسَانَهُ وَأَهْلَهُ وَاجْتَمَعَ النَّاسُ قَالَ فِيمَ بَناَتِي خَشِينَا أَنْ يَفْوَتَا الْفَلَاحَ قَيْلَ وَمَا الْفَلَاحَ قَالَ السَّحُورُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْءاً مِنْ بَقِيَّةِ الشَّهْرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ حَفَظَتِ ابْنُ ذِرَّ بَنْثَرَ سَرِّ رَوْاْتِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا سَأَتَّهُ ہُمْ نَهَى رَمَضَانَ كَمَا رَأَى رَبَّهُ آپؐ نے ہم کو آخر کے ہفتے میں تین طاق را توں میں تراویح اس ترتیب سے پڑھائیں کہ پہلی رات کو اول وقت میں، دوسری رات کو نصف شب میں، پھر نصف بیقیہ سے۔ سوال ہوا کہ اور نماز پڑھائیے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جو امام کے ساتھ نماز ادا کرے اس کا پوری رات کا قیام ہو گا۔ پھر تیسرا رات کو آخر شب میں اپنے اہل بیت کو جمع کر کے سب لوگوں کی جمیعت میں تراویح پڑھائیں، یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ جماعت ہی میں محرومی کا وقت نہ چلا جائے۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور بخاری شریف میں یہ حدیث مختصر لغظوں میں کئی جگہ نقل ہوئی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ نے اسی ایک نماز تراویح کو رات کے تین حصوں میں پڑھایا ہے اور اس تراویح کا وقت بعد عشاء کے اخیر رات تک اپنے فعل (اسوہ حسنة) سے ہتا دیا جس میں تجدید کا وقت آگیا۔ پس فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو گیا کہ بعد عشاء کے آخر رات تک ایک ہی نماز ہے۔

نیز اس کی تائید حضرت عمر بنٹھر کے اس قول سے ہوتی ہے جو آپؐ نے فرمایا والٹی تسامون عنہا افضل من الٹی تقومون ”یہ تراویح پچھلی شب میں کہ جس میں تم سوتے ہو پڑھنے بہتر ہے اول وقت پڑھنا سے۔“ معلوم ہوا کہ نماز تراویح و تجدید ایک ہی ہے اور یہی مطلب حضرت عائشہؓ پیٹھیا والی حدیث کا ہے۔

نیز اسی حدیث پر امام بخاری رجیل نے یہ باب باندھا ہے کہ باب فعل من قام رمضان اور امام یہیقی رحمہ اللہ نے حدیث مذکور پر یوں باب منعقد کیا ہے۔ باب ماروی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان اور اسی طرح امام محمد شاگرد امام ابو حیفہ رحمہما اللہ نے باب قیام شهر رمضان کے تحت حدیث مذکور کو نقل کیا ہے۔ ان سب بزرگوں کی مراد بھی حدیث عائشہ صدیقہؓ پیٹھی سے تراویح ہی ہے اور اپر مفصل گزر چکا کہ اول رات سے آخر رات تک ایک ہی نماز ہے۔ اب رہا کہ ان تین راتوں میں کتنی رکعتیں پڑھائی تھیں؟ سو عرض ہے کہ علاوه و تر آنہ ہی رکعتیں پڑھائی تھیں۔ اسی کے ثبوت میں کئی روایات صحیح آئی ہیں جو ہدیہ ناطقین ہیں۔

### علماء و فقهاء حفییے نے فرمادیا کہ آٹھ رکعت تراویح سنت نبوی ہے!

(۱) علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ عمدۃ القاری (جلد: ۳ / ص: ۵۹۷) میں فرماتے ہیں: فَانْ قَلَّتِ لَمْ يَبْيَنْ فِي الرَّوَايَاتِ الْمُذَكُورَةِ عَدْدُ الصَّلَاةِ الَّتِي صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي تِلْكَ الْلَّيَالِ قَلَّتِ رَوَاهُ ابْنِ خَزِيمَةَ وَابْنِ جَهَنَّمَ مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ قَالَ عَلَيْهِ بَنَارَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ رَكْعَاتٌ ثُمَّ اُوْتَ ”اَكْرَرْ تَوَسُّلَ“ كَمَا ہے کہ جو نماز آپؐ نے تین راتوں میں پڑھائی تھی اس میں تعداد کا ذکر نہیں تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر بنٹھر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے علاوہ و تر آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں۔“

(۲) حافظ ابن حجر متوفی فتح الباری (جلد: ۱ / ص: ۵۹۷) میں فرماتے ہیں کہ لم اردی فی شنی من طرقہ بیان عدد صلوٰۃ فی تلك اللیالی لکن دواہ ابن خزیمہ و ابن حبان من حدیث جابر قال صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات ثم اوپر ”میں نے حدیث مذکورہ بلا کی کسی سند میں یہ نہیں دیکھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان تین راتوں میں کتنی رکعت پڑھائی تھیں۔ لیکن ابن خزیمہ اور ابن حبان نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے علاوہ و تر آٹھ رکعت پڑھائی تھیں۔

(۳) علامہ زمیلی حنفی رحمہ اللہ نے نصب الرایہ فی تخریج احادیث المدایہ (جلد: ۱ / ص: ۲۹۳) میں اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ عند ابن حبان فی صحیحه عن جابر ابن عبد اللہ انه علیه الصلوٰۃ والسلام صلی بهم ثمان رکعات والوتر ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابر بن عبد اللہ متوفی سے روایت کی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے صحابہؓ کو آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے یعنی کل گیارہ رکعات۔

(۴) امام محمد شاگرد امام اعظم رسانید اپنی کتاب مؤطراً امام محمد (ص: ۹۳) میں باب تراویح کے تحت فرماتے ہیں عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سال عائشہ کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت ما كان رسول اللہ يزيد فی رمضان ولا في غيره على احدى عشرة رکعة ابو سلمة بن عبد الرحمن سے مروی ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ متوفی سے پوچھا کہ رسول اللہ متوفی کی رات کی نماز کیوں کر تھی تو بتایا رمضان وغیر رمضان میں آپ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ رمضان وغیر رمضان کی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ پھر امام محمدؓ اس حدیث شریف کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں محمد وہذا ناخذ کہ یعنی ہمارا بھی ان سب حدیثوں پر عمل ہے، ہم ان سب کو لیتے ہیں۔

(۵) ہدایہ جلد اول کے حاشیہ پر ہے السنۃ ما واظب علیہ الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) فحسب فعلی هذه التعريف يكون السنة هو ذلك القدر المذكور وما زاد عليه يكون مستحبًا سنت صرف وہی ہے جس کو رسول اللہ متوفی نے یہیشہ کیا ہو۔ پس اس تعريف کے مطابق صرف مقدار مذکور (آٹھ رکعت ہی) سنت ہو گی اور جو اس سے زیادہ ہو وہ نماز محتسب ہو گی۔

(۶) امام ابن الحمام حنفی رحمہ اللہ فتح القدر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں 『فحصل من هذا كله ان قيام رمضان سنة احدى عشرة رکعۃ بالوقت في جماعة فعله صلی اللہ علیہ وسلم』 ان تمام کا خاصہ یہ ہے کہ رمضان کا قیام (تراویح) سنت صع و تر گیارہ رکعت باجماعت رسول اللہ متوفی کے فعل (اسوہ حسن) سے ثابت ہے۔

(۷) علامہ ملا علی قاری حنفی رسانید اپنی کتاب مرقة شرح مکملہ میں فرماتے ہیں ان التراویح فی الاصل احدی عشرة رکعۃ فعله رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکه لعذر در اصل تراویح رسول اللہ متوفی کے فعل سے گیارہ ہی رکعت ثابت ہے۔ جن کو آپؐ نے پڑھا بعد میں غدر کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

(۸) مولانا عبدالحی حنفی لکھنؤی رسانید تعلیق المجد شرح مؤطراً امام محمدؓ میں فرماتے ہیں واخرج ابن حبان فی صحیحه من حدیث جابر انه صلی بهم ثمان رکعات ثم اوپر وهذا اصح اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابرؐ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو علاوہ و تر آٹھ رکعتیں پڑھائیں۔ یہ حدیث بہت صحیح ہے۔

ان حدیثوں سے صاف ثابت ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ رکعت تراویح پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ جن روایات میں آپؐ کا میں رکعات پڑھانہ کوہ ہے وہ سب ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں۔

**صحابہؓ اور صحابیاتؓ کا حضور ﷺ کے زمانہ میں آٹھ رکعت تراویح پڑھنا!**

(۹) امام محمد بن نصر مروزی نے قیام الیل میں حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے جاء ابی ابن کعب فی رمضان فقال يا رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم کان البلہ شنی قال و ما ذکر یا ابی قال نسوة داری قلن اننا لا نقرء القرآن فصلی خلفک بصلوتک فصلیت بھن ثم ان رکعت والوتر فسکت عنہ شبہ الرضاۓ ابی بن کعب رمذان میں رسول خدا ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آج رات کو ایک خاص بات ہو گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اے ابی! ادھ کیا بات ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میرے گھرانے کی عورتوں نے کما کہ ہم ترآن نہیں پڑھتی ہیں اس لئے تمہارے پیچھے نماز (تراؤت) تمہاری اتنا میں پڑھیں گی۔ تو میں نے ان کو آٹھ رکعت اور وتر پڑھا دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر سکوت فرمایا۔ گویا اس بات کو پسند فرمایا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہؐ آپؐ کے زمانہ میں آٹھ رکعت (تراؤت) پڑھتے تھے۔

### حضرت عمر خلیفہؐ ہائی رہنما کی نماز تراویح مع و ترگیارہ رکعت!

(۱۰) عن سائب ابن يزيد قال امر عمر ابى ابن كعب و تميم الدارى ان يقروا للناس فى رمضان احدى عشرة ركعة الخ سائب بن يزيد نے کما کہ عمر فاروق رہنما نے ابی بن کعبؐ اور تمیم داریؐ کو حکم دیا کہ رمضان شریف میں لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں (مؤطا امام مالک)

واضح ہوا کہ آٹھ اور گیارہ میں وتر کا فرق ہے اور علاوہ آٹھ رکعت تراویح کے وتر ایک تین اور پانچ پڑھنے حدیث شریف میں آئے ہیں اور میں تراویح کی روایت حضرت عمر فاروق رہنما سے ثابت نہیں اور جو روایت ان سے نقل کی جاتی ہے وہ منقطع السند ہے۔ اس لئے کہ میں کا روایت یزید بن رومان ہے۔ اس نے حضرت عمر رہنما کا زمانہ نہیں پایا۔ چنانچہ علامہ عینی حنفی و علامہ زیملی حنفی رحمۃ اللہ عمدۃ القاری اور نصب الرایہ میں فرماتے ہیں کہ یزید ابن رومان لم یدرک عمر یزید بن رومان نے حضرت عمر فاروق رہنما کا زمانہ نہیں پایا۔ اور جن لوگوں نے سیدنا عمر رہنما کو پایا ہے ان کی روایات باقاق گیارہ رکعت کی ہیں، ان میں حضرت سائب رضی اللہ عنہ کی روایت اور گزر چکی ہے۔

اور حضرت اعرج ہیں جو کہتے ہیں کان القاری بقرء سورہ البقرۃ فی نهائی رکعت قاری سورہ بقرہ آٹھ رکعت میں ختم کرتا تھا (مؤطا امام مالک) فاروق اعظم رہنما نے ابی بن کعب و تمیم داری اور سلیمان بن ابی حمہ رہنما کو مع و ترگیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا تھا (مسنون ابن ابی شیبہ) غرض حضرت عمر رہنما کا کام حکم حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہے۔ لہذا علیکم بستی و سنت الخلفاء الراشدین سے بھی گیارہ پر عمل کرنا ثابت ہوا۔

### فقہاء سے آٹھ کا ثبوت اور میں کا ضعف!

(۱۱) علامہ ابن الہام حنفی رحمہ اللہ فتح القدير شرح بدایہ (جلد: ۱ / ص: ۲۰۵) میں فرماتے ہیں میں رکعت تراویح کی حدیث ضعیف ہے۔ انه مخالف للحدیث الصحيح عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سال عائشة الحدیث علاوہ بریں یہ (میں کی روایت) صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے جو ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رہنما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زائد نہ پڑھتے تھے۔

(۱۲) شیخ عبدالحق صاحب حنفی محدث دہلوی رحمہ اللہ فتح سر المنان میں فرماتے ہیں ولم یثبت روایۃ عشرين منه صلی اللہ علیہ وسلم کما هو المتعارف الان الا فی روایۃ ابن ابی شیبہ وهو ضعیف وقد عارضه حدیث عائشہ وهو حدیث صحيح جو میں تراویح مشہور و معروف ہیں آنحضرت رہنما سے ثابت نہیں اور جو ابن ابی شیبہ میں میں کی روایت ہے وہ ضعیف ہے اور حضرت عائشہ رہنما کی صحیح حدیث کے بھی مخالف ہے (بس میں مع و ترگیارہ رکعت ثابت ہیں)

(۱۳) شیخ عبدالحق حنفی محدث دہلوی رہنما اپنی کتاب مائبۃ بالسنۃ (ص: ۲۱۷) میں فرماتے ہیں والصحیح ماروته عائشہ انه صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کما هو عادته فی قیام اللیل وروی انه کان بعض السلف فی عهد عمر ابن عبد العزیز يصلون

احدی عشرہ رکعت قصداً تشبیہا بررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیث وہ ہے جس کو حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے کہ آپؐ کیارہ رکعت پڑھاتے تھے جیسا کہ آپؐ کی قیام اللیل کی عادت تھی اور روایت ہے کہ بعض سلف امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز کے عمد خلافت میں گیارہ رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے تاکہ آخر پڑھا کر مکی سنت سے مشابہت پیدا کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ صاحبؒ خود آٹھ رکعت تراویح کے قال تھے اور سلف صالحین میں بھی یہ مشور تھا کہ آٹھ رکعت تراویح سنت نبوی ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ خود جناب پیغمبر خدا ﷺ نے آٹھ رکعت تراویح پڑھیں اور صحابہ کرامؐ پڑھائیں۔ نیز ابی ابن کعبؓ نے عورتوں کو آٹھ رکعت تراویح پڑھائیں تو حضور اکرم ﷺ نے پسند فرمایا۔ اسی طرح حضرت عمر بن عطیہؓ کے زمانہ میں سع و تر گیارہ رکعت تراویح پڑھنے کا حکم تھا اور لوگ اس پر عمل کرتے تھے نیز حضرت عمر بن عبد العزیز کے وقت میں لوگ آٹھ رکعت تراویح پر سنت رسولؐ سمجھ کر عمل کرتے تھے۔ اور امام مالکؓ نے بھی سع و تر گیارہ رکعت ہی کو سنت کے مطابق اختیار کیا ہے، چنانچہ

(۱۲) علامہ عینی حنفی دہلویؓ فرماتے ہیں کہ احدی عشرہ رکعة وہ اخیار مالک لنفسہؓ گیارہ رکعت کو امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے لئے اختیار کیا ہے۔

اسی طرح فقیہوں علماء مثل علامہ عینی حنفیؓ علامہ زملئی حنفیؓ حافظ ابن حجرؓ علامہ محمد بن نصر موزیؓ شیخ عبدالجعی حنفیؓ محدث دہلویؓ مولانا عبدالحق حنفیؓ کھنویؓ پیغمبرؓ غیرہم نے علاوہ وتر کے آٹھ رکعت تراویح کو صحیح اور سنت نبوی فرمایا ہے جن کے حوالے پلے گزر چکے۔ اور امام محمد شاگرد رشید امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو فرمایا کہ وبہذا ناخذ کلمہ ”ہم ان سب حدیثوں کو لیتے ہیں“ یعنی ان گیارہ رکعت کی حدیثوں پر ہمارا عمل ہے۔ فالمحمد للہ کہ سع و تر گیارہ رکعت تراویح کی مسنونیت ثابت ہو گئی۔

اس کے بعد سلف امت میں کچھ ایسے حضرات بھی ملتے ہیں جو میں رکعات اور تیس رکعات اور چالیس رکعات تک بطور نفل نماز تراویح پڑھا کرتے تھے لہذا یہ دعویٰ کہ میں رکعات پر اجماع ہو گیا، باطل ہے۔ اصل سنت نبوی آٹھ رکعت تراویح تین و تر کل گیارہ رکعات ہیں۔ نفل کے لئے ہر وقت اختیار ہے کوئی جس قدر چاہے پڑھ سکتا ہے۔ جن حضرات نے ہر مرضان میں آٹھ رکعات تراویح کو خلاف سنت کرنے کا مشکلہ بنا لیا ہے اور ایسا لکھنا یا کہنا ان کے خیال میں ضروری ہے وہ سخت غلطی میں جلا ہیں بلکہ اسے بھی ایک طرح سے تلیں اطمین کا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک سمجھ عطا کرے، آمين۔

حضرت امام ابو حنیفہ دہلویؓ نے جو رات کے نوائل چار چار رکعت ملا کر پڑھنا افضل کہا ہے، وہ اسی حدیث سے دلیل لیتے ہیں۔ حالانکہ اس سے استدلال صحیح نہیں کیا گکہ اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آپؐ چار چار کے بعد سلام پھیرتے۔ ممکن ہے کہ پلے آپؐ چار رکعات (دو سلام کے ساتھ) بہت بھی پڑھتے ہوں پھر دوسری چار رکعیں (دو سلاموں کے ساتھ) ان سے ہلکی پڑھتے ہوں۔ حضرت عائشہؓ نے اس طرح ان چار چار رکعتوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر فرمایا اور یہ بھی ممکن ہے کہ چار رکعتوں کا ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مراد ہو۔ اسی لئے علامہ قسطلانی فرماتے ہیں کہ واما ما سابق من انه كان يصلى مثلثاً ثم واحدة فلم يحمل على وقت اخر فالامران جائز ان یعنی پچھلی روایات میں جو آپؐ کا دو درکعت پڑھنا ذکر کرو ہوا ہے۔ پھر ایک رکعت و تر پڑھنا تو وہ دوسرے وقت پر متحمل ہے اور یہ چار چار کے پڑھنا پھر تین و تر پڑھنا دوسرے وقت پر متحمل ہے اس لئے ہر دو امر جائز ہیں۔

۱۱۴۸ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّشِّيْ قَالَ: (۱۲۸) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے بھی

حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعْدِيْ عَنْ هِشَامٍ قَالَ:

أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

بن سعید قظان نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ہم سے هشام بن عروہ

صدیقه رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی کسی نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھتے نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ آپ بُوڑھے ہو گئے تو بیٹھ کر قرآن پڑھتے تھے لیکن جب تمیں چالیس آیتیں رہ جاتیں تو کھڑے ہو جاتے پھر ان کو پڑھ کر رکوع کرتے تھے۔

**باب دن اور رات میں باوضور ہنے کی فضیلت اور وضو کے بعد رات اور دن میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا بیان۔**

(۱۱۳۹) ہم سے اسحاق بن فخر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو اسامہ حماد بن اسابہ نے بیان کیا، ان سے ابو حیان تیجی بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابو زرعہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلاں رضی اللہ عنہ سے فخر کے وقت پوچھا کہ اے بلاں! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک کام پتاو جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جو توں کی چاپ سنی ہے۔ حضرت بلاں رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفل نماز پڑھتا رہتا جتنی میری تقدیر کا حصی گئی تھی۔

لشیخ محدثین یعنی جیسے تو بہشت میں چل رہا ہے اور تمہی جو تیوں کی آواز نکل رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلادیا جو نظر آیا وہ ہونے والا تھا۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بہشت میں بیداری کے عالم میں اس دنیا میں رہ کر آنحضرت ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں گیا، آپ مرتع کی شب میں وہاں تشریف لے گئے۔ اسی طرح دوزخ میں اور یہ جو بعض فرقاء سے منقول ہے کہ ان کا خادم حق کی آگ یعنی کے لئے دوزخ میں گیا محض غلط ہے۔ بلاں دنیا میں بھی بطور خادم کے آنحضرت ﷺ کے آگے سامان وغیرہ لے کر چلا کرتے، ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے تیغہ کو دکھلادیا کہ بہشت میں بھی ہو گا۔ اس حدیث سے بلاں بیٹھ کی فضیلت نکلی اور ان کا جتنی ہونا ثابت ہوا (وحیدی)

**باب عبادت میں بہت سختی اٹھانا  
مکروہ ہے**

(۱۱۵۰) ہم سے ابو معمر عبد اللہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے

قالت: ((مَا رَأَيْتُ النَّبِيًّا يَفْرَأُ فِي شَنَىءِ مِنْ صَلَةِ اللَّيْلِ جَالِسًا، حَتَّى إِذَا كَبَرَ قَرَا جَالِسًا، فَإِذَا بَقَى عَلَيْهِ مِنَ السُّورَةِ تَلَاثَتُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ، ثُمَّ رَكَعَ)). [راجح: ۱۱۱۸]

**۱۷ - بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْوَضُوءِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ**

(۱۱۴۹) - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْمُؤْمِنِ لِبَلَالَ عِنْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ: ((يَا بَلَالَ حَدَّثْتِنِي بِأَرْجَحِي عَمَلَ عَمَلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ، فَإِنَّمَا سَمِعْتُ دَفْ نَقْلِنِكَ بَيْنَ يَدَيِّي فِي الْجَنَّةِ)). قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلاً أَرْجَحَى عَنْدِي أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا فِي سَاعَةٍ لَيْلٌ أَوْ نَهَارٌ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطَّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أَصْلَى). قَالَ أَبُو عبد اللہ : دَفْ نَقْلِنِكَ، يَعْنِي تَحْرِينِكَ.

لشیخ محدثین یعنی جیسے تو بہشت میں چل رہا ہے اور تمہی جو تیوں کی آواز نکل رہی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھلادیا جو نظر آیا وہ ہونے والا تھا۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بہشت میں بیداری کے عالم میں اس دنیا میں رہ کر آنحضرت ﷺ کے سوا اور کوئی نہیں گیا، آپ مرتع کی شب میں وہاں تشریف لے گئے۔ اسی طرح دوزخ میں اور یہ جو بعض فرقاء سے منقول ہے کہ ان کا خادم حق کی آگ یعنی کے لئے دوزخ میں گیا محض غلط ہے۔ بلاں دنیا میں بھی بطور خادم کے آنحضرت ﷺ کے آگے سامان وغیرہ لے کر چلا کرتے، ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے تیغہ کو دکھلادیا کہ بہشت میں بھی ہو گا۔ اس حدیث سے بلاں بیٹھ کی فضیلت نکلی اور ان کا جتنی ہونا ثابت ہوا (وحیدی)

**۱۸ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي الْعِبَادَةِ**

(۱۱۵۰) - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ

عبدالوارث بن سعد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک نے کہ نبی کرم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ آپ کی نظر ایک رسم پر پڑی جو دو ستونوں کے درمیان تنی ہوئی تھی۔ دریافت فرمایا کہ یہ رسم کیسی ہے؟ لوگوں نے عرض کی کہ یہ حضرت زینبؓ نے باندھی ہے جب وہ (نماز میں کھڑی کھڑی) تھک جاتی ہیں تو اس سے لٹکی رہتی ہیں۔ نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں یہ رسم ہوئی چاہئے اسے کھول ڈالو، تم میں ہر شخص کو چاہئے جب تک دل لگے نماز پڑھے، تھک جائے تو بیٹھ جائے۔

(۱۵۱) اور امام بخاریؓ نے فرمایا کہ ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعنی نے بیان کیا، ان سے مالکؓ نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میرے پاس بنا سد کی ایک عورت بیٹھی تھی، نبی کرم ﷺ تشریف لائے تو ان کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ یہ فلاں خالون ہیں جو رات بھر نہیں سوتیں۔ ان کی نماز کا آپؓ کے سامنے ذکر کیا گیا۔ لیکن آپؓ نے فرمایا کہ بس تھیں صرف اتنا ہی عمل کرنا چاہئے جتنے کی تم میں طاقت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو (ثواب دینے سے) تھکتا ہی نہیں تم ہی عمل کرتے کرتے تھک جاؤ گے۔

**لشیخ** اس لئے حدیث انسؓ اور حدیث عائشہؓ میں مروی ہے کہ اذا نمس احد کم فی الصلوٰۃ فلیسْ حتّیٰ یعلم ما یقرء لعینِ جب نماز میں کوئی سونے لگے تو اسے چاہئے کہ پہلے سونے پھر نماز پڑھے تاکہ وہ سمجھ لے کہ کیا پڑھ رہا ہے۔ یہ لفظ بھی ہیں فلیر قد حتیٰ يذهب عنه النوم (فتح الباری)، لیکن سو جائے تاکہ اس سے نیند چل جائے۔

**باب جو شخص رات کو عبادت کیا کرتا تھا وہ اگر اسے چھوڑ دے تو اس کی یہ عادت مکروہ ہے۔**

(۱۵۲) ہم سے عباس بن حسین نے بیان کیا، کما کہ ہم سے مبشر بن اسماعیل جلبی نے، اوزاعی سے بیان کیا (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن مقاتل ابو الحسن نے بیان کیا، کما کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے

الأوارثؓ قالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَزِيرِ بْنُ صَهْيَبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا حَبَّلَ مَمْدُودًا بَيْنَ السَّارِيْعَيْنِ، فَقَالَ: ((مَا هَذَا الْحَبْلُ؟)) قَالُوا: هَذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ، فَإِذَا فَتَرَتْ تَعْلَقَتْ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا، حَلْوَةٌ، لِيَصْلِيْ أَحَدَكُمْ نَشَاطَةً، فَإِذَا فَتَرَ فَلَنْقَعَدْ)).

۱۱۵۱ - قَالَ: وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ بْنِ غُرْزَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَتْ عِنْدِي امْرَأَةٌ مِنْ بَنِي أَسَدِ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ هَذِهِ؟)) قَلَّتْ: فُلَّةٌ، لَا تَنَامُ مِنَ اللَّيلِ - فَذُكِرَ مِنْ صَلَاتِهَا - فَقَالَ: ((مَهْ، عَلَيْكُمْ مَا تُطِيقُونَ مِنَ الْأَغْمَالِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمْلِحُ حَتَّىٰ تَمْلُوْ)).

[راجع: ۴۳]

**۱۹ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيلِ لِمَنْ كَانَ يَقُومُهُ**

۱۱۵۲ - حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَنِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مَبْشِرٌ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ

خردی، انسیں امام اوزاعی نے خردی کماکہ مجھ سے بھی ابن ابی کثیر نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کماکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عبداللہ! فلاں کی طرح نہ ہو جاتا وہ رات میں عبادت کیا کرتا تھا پھر چھوڑ دی۔ اور ہشام بن عمار نے کماکہ ہم سے عبدالحمید بن ابوالحضریں نے بیان کیا، ان سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے بھی نے بیان کیا، ان سے عمرو بن حکم بن ثوبان نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے، اسی طرح پھر یہی حدیث بیان کی۔ ابن ابی الحشریں کی طرح عمرو بن ابی سلمہ نے بھی اس کو امام اوزاعی سے روایت کیا۔

قال: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا الأُوزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَا عَبْدَ اللَّهِ، لَا تَكُنْ مِثْلَ فَلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيلَ فَرَكَّ قِيَامًا اللَّيلِ)). وَقَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي الْعِشْرِينَ قَالَ: حَدَّثَنَا الأُوزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْحَكْمَ بْنِ ثَوْبَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأُوزَاعِيِّ۔ [راجع: ۱۱۳۱]

**شیخ** عباس بن حمین سے امام بخاری نے اس کتاب میں ایک یہ حدیث اور ایک جاد کے باب میں روایت کی، پس دو ہی حدیثیں۔ یہ بغداد کے رہنے والے تھے۔ ابن ابی الحشریں یہ امام اوزاعی کا مشتی تھا اس میں مدینی نے کلام کیا ہے گرام بخاری اس کی روایت متابعتاً لائے۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کی سند کو امام بخاری اس لئے لائے کہ اس میں بھی بن ابی کثیر اور ابو سلمہ میں ایک شخص کا واسطہ ہے یعنی عمرو بن حکم کا اور اگلی سند میں بھی کہتے ہیں کہ مجھ سے خود ابو سلمہ نے بیان کیا تو شاید بھی نے یہ حدیث عمرو کے واسطے سے اور بلا واسطہ دونوں طرح ابو سلمہ سے سنی (وحیدی)

(۱۱۵۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کماکہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابو العباس سائب بن فروخ نے کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سن، انہوں نے کماکہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور پھر دن میں روزے رکھتے ہو؟ میں نے کماکہ ہاں حضور میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ لیکن اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری آنکھیں (بیداری کی وجہ سے) بیٹھ جائیں گی اور تیری جان نا تو اس ہو جائے گی۔ یہ جان لو کہ تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور یہوی بچوں کا بھی۔ اس لئے کبھی روزہ بھی رکھو اور

۱۱۵۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ عَمْرُو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا أَخْبِرُكَ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ)) قُلْتُ: إِنِّي أَفْعُلُ ذَلِكَ، قَالَ: ((فَإِنَّكَ إِذَا نَعَلْتَ ذَلِكَ هَجَّمَتْ عَيْنُكَ، وَنَفَهَتْ نَفْسُكَ، وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقٌّ وَلَا لِهُنَّكَ حَقٌّ لَفَضْمُ وَأَفْطِرُ، وَقُمْ وَنَمْ)).

[راجح: ۱۱۲۱]

کبھی بلا روزے کے بھی رہو، عبادت بھی کرو اور سو بھی۔

گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے سخت مجاہدہ سے منع کیا۔ اب جو لوگ ایسا کریں وہ آنحضرت ﷺ کی سنت کے خلاف چلتے ہیں، اس سے نتیجہ کیا؟ عبادت تو اسی لئے ہے کہ اللہ اور رسول راضی ہوں۔

**باب حس شخص کی رات کو آنکھ کھلے پھر وہ نماز پڑھے، اس کی فضیلت**

(۱۱۵۳) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ولید بن مسلم نے امام اوزاعی سے خبر دی، کہا کہ مجھ کو عمر بن ہانی نے بیان کیا۔ کہا کہ مجھ سے جنادہ بن ابی امیہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبادہ بن صامت نے بیان کیا کہ بنی کرمہ ﷺ نے فرمایا جو شخص رات کو بیدار ہو کر یہ دعا پڑھے (ترجمہ) ”اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ملک اسی کیلئے ہے اور تمام تعریفیں بھی اسی کے لئے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اللہ کی ذات پاک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کی مدد کے بغیر نہ کسی کو گناہوں سے بچنے کی طاقت ہے نہ تیک کرنے کی ہست۔“ پھر یہ پڑھے (ترجمہ) ”اے اللہ! میری مغفرت فرم۔“ یا (یہ کہا کہ) کوئی دعا کرے تو اسکی دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر اگر اس نے وضو کیا (اور نماز پڑھی) تو نماز بھی مقبول ہوتی ہے۔

**تشییع** ابن بطال ریثی نے اس حدیث پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بنی کی زبان پر یہ وعدہ فرماتا ہے کہ جو مسلمان بھی رات میں اس طرح بیدار ہو کہ اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی توحید، اس پر ایمان و تيقین، اس کی کبریائی اور سلطنت کے سامنے تسلیم اور بندگی، اس کی نعمتوں کا اعتراف اور اس پر اس کا شکر و حمد اور اس کی ذات پاک کی تنزیہ و تقدیس سے بھرپور کلمات زبان پر جاری ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو بھی قبول کرتا ہے اور اس کی نماز بھی بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوتی ہے۔ اس لئے جس شخص تک بھی یہ حدیث پہنچے، اسے اس پر عمل کو غیبت سمجھنا چاہئے اور اپنے رب کے لئے تمام اعمال میں نیت خالص پیدا کرنی چاہئے کہ سب سے پہلی شرط قبولیت یہی خلوص ہے۔ (تفہیم الجماری)

(۱۱۵۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یسٹ بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاب نے، انوں نے کہا کہ مجھ کو یاثم بن ابی شان نے خبر دی کہ انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ اپنے وعظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کر-

۱۱۵۴ - حدثنا صدقة بن الفضل قال أخبرنا أبوئليه هو ابن مسلم قال حدثنا الأوزاعي قال: حدثني عمير بن هاني قال: حدثني جنادة بن أبي أمية قال: حدثني عبادة بن الصامت عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ((من تعار من الليل فقال: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك واله الحمد، وهو على كل شيء قدير. الحمد لله وسبحان الله ولا إله إلا الله والله أكبر، ولا حول ولا قوّة إلا بالله. ثم قال: اللهم اغفر لي - أو دعا استجيب. فإن توضأ قبلت صلاتك)).

۱۱۵۵ - حدثنا يحيى بن بکير قال: حدثنا الليث عن يonus عن ابن شهاب قال: أخبرني الهيثم بن أبي سنان أنه سمع أبا هريرة رضي الله عنه - وهو

رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نے (اپنے نقیۃ الشعارات میں) یہ کوئی غلط بات نہیں کی۔ آپ کی مراد عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے شعارات سے تھی جن کا ترجمہ یہ ہے:

”هم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، جو اس کی کتاب اس وقت ہمیں سنتے ہیں جب فجر طلوع ہوتی ہے۔ ہم تو اندر ہے تھے آپ نے ہمیں گمراہی سے نکال کر صحیح راستہ دکھلایا۔ ان کی باتیں اسی قدر یقینی ہیں جو ہمارے دلوں کے اندر جا کر بیٹھ جاتی ہیں اور جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ضرور واقع ہو گا۔ آپ رات بستر سے اپنے کو الگ کر کے گزارتے ہیں جبکہ مشرکوں سے ان کے بستروں جمل ہو رہے ہوتے ہیں۔“

یونس کی طرح اس حدیث کو عقیل نے بھی زہری سے روایت کیا اور زیدی نے یوس کا ماسعید بن مسیب اور اعرج سے، انہوں نے حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

[طرفہ فی : ۶۱۵۱].

**تشیخ** زیدی کی روایت کو امام بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی نے مجمع کبیر میں نکلا۔ امام بخاری کی غرض اس بیان سے یہ ہے کہ زہری کے شیخ میں راویوں کا اختلاف ہے۔ یونس اور عقیل نے یشم بن ابی سنان کہا ہے اور زیدی نے سعید بن مسیب اور اعرج اور ممکن ہے کہ زہری نے ان تینوں سے اس حدیث کو سنا ہو۔ حافظ نے کہا کہ امام بخاری کے نزدیک پہلا طریق راجح ہے کیونکہ یونس اور عقیل دونوں نے بالاتفاق زہری کا شیخ یشم کو قرار دیا ہے (وجیدی)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مجالس وعظ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا نظم و نثر میں ذکر کرنا درست اور جائز ہے۔ سیرت کے سلسلہ میں آپ کی ولادت پاساوات اور حیات طیبہ کے واقعات کا ذکر کرنا باعثِ ازدواج ایمان ہے لیکن مخالف میلاد مروجہ کا انعقاد کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں۔ عمد صحابہ و تابعین و تبع تابعین و ائمہ مجتہدین و جملہ محدثین کرام میں اسی مخالف کام و نشان بھی نہیں ملتا۔ پورے چھ سو سال گزر گئے ونیاۓ اسلام مخالف میلاد کے نام سے بھی آشناز تھی۔ تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ اس مخالف کا موجود اول ایک بادشاہ ابو سعید مظفر الدین نائی تھا، جو نزدِ موصّل اربیل نائی شر کا حاکم تھا۔ علمائے راسخین نے اسی وقت سے اس نو ایجاد مخالف کی مخالفت فرمائی۔ مگر صد افسوس کہ نام نہاد فرمائیا رسول کریم ﷺ آج بھی بڑے طفظہ سے اسی مخالف کرتے ہیں جن میں نہایت غلط سلط روایات بیان کی جاتی ہیں، چراغاں اور شیرینی کا اہتمام خاص ہوتا ہے اور اس عقیدہ سے قیام کر کے سلام پڑھا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک خود اس مخالف میں تشریف لائی ہے۔ یہ جملہ امور غلط بے ثبوت ہیں جن کے کرنے سے بدعت کا ارتکاب لازم آتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے صاف فرمایا کہ من احدث فی امرنا هذاما لیس منه فهو رد جو ہمارے دین میں کوئی نئی بات ایجاد کر۔ جس کا ثبوت اولہ شرعیہ سے نہ ہو وہ مردود ہے۔

(۱۱۵۶) ہم سے ابوالسعمن نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے نافع نے، ان سے عبد اللہ بن عمر بیضا نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یہ خواب

یقینص فی قصصہ - وَهُوَ يَذْكُرُ رَسُولَ اللَّهِ: (إِنَّ أَخَاكُمْ لَا يَقُولُ الرَّفْثَ).  
یغنى بِذَلِكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ: وَفِينَا  
رَسُولُ اللَّهِ يَتَلَوُ كِتَابَهُ إِذَا أَنْشَقَ مَعْرُوفَهُ  
مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعَ أَرَانَا الْهُدَى بِعَذْلِ الْعُنْيِ  
فَقُلُّوْنَابِهِ مُوقَنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٌ يَبْيَثُ  
يَخْافِي جَبَّةَ عَنْ فِرَاشِهِ إِذَا اسْتَقْلَّتْ  
بِالْمُشْرِكِينَ الْمُضَاجِعُ تَابَعَهُ عَقِيلٌ.  
وَقَالَ الرَّبِيعِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ  
سَعِيدِهِ، وَالْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ.

[طرفہ فی : ۶۱۵۱].

۱۱۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادَ بْنَ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ ((رَأَيْتَ

دیکھا کہ گویا ایک گاڑھے ریشی کپڑے کا ایک ٹکڑا میرے ہاتھ ہے۔ جیسے میں جنت میں جس جگہ کا بھی ارادہ کرتا ہوں تو یہ اوہ راز کے مجھ کو لے جاتا ہے اور میں نے دیکھا کہ جیسے دو فرشتے میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے دوزخ کی طرف لے جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک فرشتے ان سے آکر ملا اور (مجھ سے) کما کہ ڈرو نہیں (اور ان سے کما کہ) اسے چھوڑ دو۔

(۷۶) میری بین (ام المؤمنین) حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا ایک خواب بیان کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبد اللہ بن بڑاہی اچھا آدمی ہے کاش رات میں بھی نماز پڑھا کرتا۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد یہی شہ رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۷۷) بہت سے صحابہ رضوان اللہ علیم نے نبی کریم ﷺ سے اپنے خواب بیان کئے کہ شب قدر (رمضان کی) ستائیسویں رات ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم سب کے خواب رمضان کے آخری عشرے میں (شب قدر کے ہونے پر) متفق ہو گئے ہیں اس لئے جسے شب قدر کی تلاش ہو وہ رمضان کے آخری عشرے میں ڈھونڈ۔

عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ يُبَدِّي قِطْعَةً إِسْبَرَقَ فَكَانَ لَا أَرِيدُ مَكَانًا مِنَ الْجَنَّةِ إِلَّا طَارَتْ إِلَيْهِ وَرَأَيْتَ كَانَ الَّذِينَ أَيْتَنِي أَرَادَ أَنْ يَذْهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَلَقَاهُمَا مَلَكُ فَقَالَ : لَمْ تُرْغَ، جَلَّيَا عَنْهُ). [راجح: ۴۴۰]

(۷۸) ۱۱۵۷-فَقَصَّتْ حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ إِخْدَى رُؤْبَيَّا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((نَعَمْ الرَّجُلُ عَنْدَ اللَّهِ لَوْ كَانَ يُصَنَّى مِنْ الْلَّيلِ)). فَكَانَ عَنْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُصَنَّى مِنَ الْلَّيلِ. [راجح: ۱۱۲۲]

(۷۹) ۱۱۵۸- ((وَكَانُوا لَا يَرَأُونَ يَقْصُدُونَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الرُّؤْبَيَا أَنَّهَا فِي الْلَّيْلَةِ السَّابِعَةِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَرَى رُؤْبَيَا كُمْ فَذَ تَوَاطَّأَتْ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ، فَمَنْ كَانَ مُتَحَرِّيَهَا فَلَيَتَحَرَّهَا مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ))).

[طرفة فی: ۲۰۱۵، ۶۹۹۱].

**لَشَّافِي** حافظ ابن حجر کتاب الصیام میں باب تحیر لیلۃ القدر کے تحت میں فرماتے ہیں فی هذه الترجمة اشارۃ الى رجحان کون لبلة القدر منحصرۃ في رمضان ثم في العشر الاخير منه ثم في اوتاره لا في ليلة منها بعينها وهذا هو الذي يدل عليه مجموع الاخبار الواردة فيها (فتح) یعنی لیلۃ القدر رمضان میں مخصوص ہے اور وہ آخری عشرہ کی ایک طاقت رات میں ہوتی ہے جملہ احادیث جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں ان سب سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ باقی تفصیل کتاب الصیام میں آئے گی۔ طاقت راتوں سے ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ کی راتیں مراد ہیں۔ ان میں سے وہ کسی رات کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ احادیث سے یہی ثابت ہوا ہے۔

## باب فجر کی سنتوں کو یہی شہ

پڑھنا

(۸۰) ہم سے عبد اللہ بن یزید نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے

۱۱۵۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنَا سَعِينَةً هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي

الفجر

الْفَجْرِ

عراک بن مالک نے، ان سے ابو سلمہ نے، ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نمازوں پر چھی پھر رات کو اٹھ کر آپ نے تجویز کی آٹھ رکعتیں پڑھیں اور دو رکعتیں صحیح کی اذان و اقامۃ کے درمیان پڑھیں جن کو آپ کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ (فخریٰ سنتوں پر مداومت ثابت ہوئی)

باب فخریٰ سنتوں پڑھ کر  
داہنی کروٹ پر لیٹ جانا

(۱۴۰) ہم سے عبد اللہ بن یزید نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھ سے ابوالاسود محمد بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زیر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فخریٰ دو سنت رکعتیں پڑھنے کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے۔

جعفر بن رئیس عن عراک بن مالک عن أبي سلمة عن غائشة رضي الله عنها قالت: ((صلى النبي ﷺ العشاء، ثم صلى ثمان ركعات، وركعتين بين الداءتين، وتم يكنى بذلك أبداً)). [راجع: ۶۱۹]

## ۲۳ - باب الصّجعة على الشّقِّ الأيَّمَنِ بَعْدَ رَكْعَتِي الْفَجْرِ

۱۱۶۰ - حدثنا عبد الله بن يزيد قال: حدثنا سعيد بن أبي ابي ایوب قال: حدثني أبو الأسود عن عروة بن الزبير عن غائشة رضي الله عنها قالت: ((كان النبي ﷺ إذا صلى ركعتي الفجر اضطجع على شقه الأيام)).

[راجع: ۶۲۶]

**فسخ** فخریٰ سنت پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے دائیں کروٹ پر لیٹا مسنون ہے، اس بارے میں کئی جگہ لکھا جا چکا ہے۔ یہاں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق یہ باب منعقد فرمایا ہے اور حدیث عائشہ سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ فخریٰ سنتوں کے بعد تھوڑی دیر کے لئے دائیں کروٹ پر لیٹا کرتے تھے۔ علامہ شوکانی نے اس بارے میں علماء کے چھ قول نقل کئے ہیں۔ المحدث الكبير علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الاول انه مشروع على سبيل الاستحباب كما حكاه الترمذى عن بعض اهل العلم وهو قول ابى موسى الاشعري ورافع بن خديج وانس بن مالك وابى هريرة قال الحافظ ابن القيم في زاد المعاد قد ذكر عبدالرزاق فى المصنف عن معمر عن ابى يوب عن ابن سيرين ان ابا موسى ورافع بن خديج وانس بن مالك كانوا يضطجعون بعد ركعتي الفجر ويامرون بذلك وقال العراقي معن كان يفعل ذلك او يفتى به من الصحابة ابو موسى الاشعري ورافع بن خديج وانس بن مالك وابو بيربرة انتهى ومن قال به من التابعين محمد بن سيرين وعروة ابن الزبير كما في شرح المتنقى وقال ابو محمد على بن حزم في المحلى وذكر عبدالرحمن بن زيد في كتاب السبعه انهم يعني سعيد بن المسيب والقاسم بن محمد بن ابى بكر وعروة ابن الزبير وابا بكر هى ابن عبدالرحمن وخارجية بن زيد بن ثابت وعبدالله بن عبد الله بن عتبة بن سليمان بن يسار كانوا يضطجعون على ايمانهم بين ركعتي الفجر وصلوة الصبح انتهى ومن قال به من الانتمة من الشافعى واصحابه قال العنبى في عمدة القارى ذهب الشافعى واصحابه الى انه سمة انتهى (تحفة الاخوذى)

لیعنی اس لینے کے بارے میں پلا قول یہ ہے کہ یہ مصحح ہے جیسا کہ امام ترمذی نے بعض اہل علم کا مسلک یہ نقل فرمایا ہے اور ابو موسیٰ اشعری اور رافع بن خدیج اور انس بن مالک اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا یہ عمل تھا، یہ سب سنت فخر کے بعد لیٹا کرتے اور لوگوں

کو بھی اس کا حکم فرمایا کرتے تھے جیسا کہ علامہ ابن قیم نے زاد المذاہن نقل فرمایا ہے اور علامہ عراقی نے ان جملہ مذکورہ صحابہ کے نام لکھے ہیں کہ یہ اس کے لئے فتویٰ دیا کرتے تھے، تابعین میں سے محمد بن سیرزن اور عروہ بن زبیر کا بھی یہی عمل تھا۔ جیسا کہ شرح مستقی میں ہے اور علامہ ابن حزم نے مغلی میں نقل فرمایا ہے کہ سعید بن مسیب، قاسم بن محمد بن الی مکر، عروہ بن زبیر، ابو بکر بن عبد الرحمن، خارجہ بن نزید بن ثابت اور عبد اللہ بن عتبہ بن سلیمان بن یسار، ان جملہ اجلہ تابعین کا یہی مسلک تھا کہ یہ فجر کی سنن پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹا کرتے تھے۔ امام شافعی اور ان کے شاگردوں کا بھی یہی مسلک ہے کہ یہ لیٹا سنت ہے۔

اس بارے میں دوسرا قول علامہ ابن حزم کا ہے جو اس لیٹنے کو واجب کہتے ہیں۔ اس بارے میں علامہ عبد الرحمن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں: قلت قد عرفت ان الامر الوارد في حدیث ابی هریرۃ محمول على الاستحباب لانه صلی الله علیہ وسلم لم يكن يد اوم على الاضطجاع فلا يكون واجب فضلا عن ان يكون شرعاً لصحة صلوة الصبح لعن حدیث ابو هریرۃؓ میں اس بارے میں جو بصیرۃ، امر و اورد ہوا ہے جو کہ شخص فجر کی سننوں کو پڑھے اس کو چاہئے کہ اپنی دائیں کروٹ پر لیٹے۔ (رواه البرندی) یہ امراستحباب کے لئے ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ سے اس پر مداومت منقول نہیں ہے بلکہ ترک بھی منقول ہے۔ پس یہ پائیں طور واجب نہ ہو گا کہ نماز صبح کی صحت کے لئے یہ شرط ہو۔

بعض بزرگوں سے اس کا انکار بھی ثابت ہے مگر صحیح حدیثوں کے مقابلے پر ایسے بزرگوں کا قول قائل جھٹ نہیں ہے۔ اتباع رسول کریم ﷺ بہر حال مقدم اور موجب اجر و ثواب ہے۔ پچھلے صفات میں علامہ افوار شاہ صاحب دیوبندی مرحوم کا قول بھی اس بارے میں نقل کیا جا چکا ہے۔ بحث کے خاتمه پر علامہ عبد الرحمن مبارکپوریؒ فرماتے ہیں۔ والقول الراجح المعمول علیہ هو ان الاضطجاع بعد سنة الفجر مشروع على طريق الاستحباب والله تعالى اعلم لعن قول رائج یکی ہے کہ یہ لیٹا بطور استحباب مشروع ہے۔

#### باب فجر کی سنن پڑھ کر باقیں کرنا

اور نہ لیٹنا

#### ۴- بَابُ مَنْ تَحَدَّثَ بَعْدَ الرُّكْعَيْنِ وَلَمْ يَضْطَجِعْ

(۱۱۶۱) ہم سے بشر بن حکم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے سالم ابو النفر نے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی سنن پڑھ پکتے تو اگر میں جاگتی ہو تو آپ مجھ سے باقی کرتے ورنہ لیٹ جاتے جب تک نماز کی اذان ہوتی۔

۱۱۶۱ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّاً قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبْوَا النَّضِيرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى فَإِنْ كَنْتُ مُسْتَيقَظَةً حَدَّثَنِي وَإِلَّا اضْطَجَعَ حَتَّى يُؤْذَنَ بِالصَّلَاةِ).

[راجح: ۱۱۱۸]

علوم ہوا کہ اگر لیٹنے کا موقع نہ ملے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ مگر اس لیٹنے کو بر اجانا فعل رسول کی تنقیص کرنا ہے۔

#### باب نفل نمازیں دو دور کعینیں

کر کے پڑھنا

#### ۲۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّطْوِعِ مَثْنَى مَثْنَى

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور عمار اور انس رضی اللہ عنہما

قَالَ مُحَمَّدٌ وَيُذَكَّرُ ذَلِكُ عَنْ عَمَارٍ وَأَبِي

صحابیوں سے بیان کیا، اور جابر بن زید، عکرمہ اور زہری رحمۃ اللہ علیہم تاہمیوں سے ایسا ہی منقول ہے اور سعید بن سعید انصاری (تابعی) نے کہا کہ میں نے اپنے ملک (مدینہ طیبہ) کے عالموں کو یہ دیکھا کہ وہ نوافل میں (دون کو) ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا کرتے تھے۔

ذُرْ وَأَنْسٌ وَجَابِرٌ بْنُ زَيْدٍ وَعَكْرَمَةَ وَالزُّهْرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ: وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدِ الْأَنْصَارِيُّ: مَا أَذْرَكَتُ فُقَهَاءَ أَرْضَنَا إِلَّا يُسْلَمُونَ فِي كُلِّ النَّشْنَنِ مِنَ النَّهَارِ.

حافظ نے کما عمار اور ابوذر گیلانی کی حدیثوں کو ابن ابی شیبہ نے نکلا اور انسؓ کی حدیث تو اسی کتاب میں گزری کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے گمراہ کر دو دو رکعتیں نقل پڑھیں اور جابر بن زید کا اثر مجھ کو نہیں ملا اور عکرمہ کا اثر ابن ابی شیبہ نے نکلا اور سعید بن سعید کا اثر مجھ کو نہیں ملا (وحیدی)

(۱۴۲) ہم سے قتبیہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالرحمن بن ابن الموال نے بیان کیا، ان سے محمد بن مکدر نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ ؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اسی طرح تعلیم دیتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جب کوئی اہم معاملہ تمہارے سامنے ہو تو فرض کے علاوہ دو رکعت نقل پڑھنے کے بعد یہ دعا پڑھے (ترجمہ) ”اے میرے اللہ! میں تجوہ سے تیرے علم کی بدولت خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کی بدولت تجوہ سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل عظیم کا طلبگار ہوں کہ قدرت تو ہی رکھتا ہے اور مجھے کوئی قدرت نہیں۔ علم تجوہ ہی کو ہے اور میں کچھ نہیں جانتا اور تو تمام پوشیدہ باقوں کو جانے والا ہے۔ اے میرے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام جس کے لئے استخارہ کیا جا رہا ہے میرے دین، دنیا اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے میرے لئے بترہ یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میرے لئے وقت طور پر اور انجام کے اعتبار سے یہ (خیر ہے) تو اسے میرے لئے نصیب کرو اور اس کا حصول میرے لئے آسان کرو اور پھر اس میں مجھے برکت عطا کرو اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، دنیا اور میرے کام کے انجام کے اعتبار سے براہے

۱۱۶۲ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَنْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْلَمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كَمَا يَعْلَمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ: (إِذَا هُمْ أَحْذَكُمْ بِالْأَمْرِ فَلَا يَرْكَعُ رَكْنَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ. ثُمَّ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَغْفِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِيرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَمُ الْغُيُوبِ. اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرُ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ : عَاجِلٌ أَمْرِي وَآجِلُهُ - فَاقْرَأْهُ لِي، وَبَرِّهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ: وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرُ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ: فِي

یا (آپ نے یہ کہا کہ) میرے معاملہ میں وقتی طور پر اور ان جام کے اعتبار سے (براہے) تو اسے مجھ سے ہٹادے اور مجھے بھی اس سے ہٹا دے۔ پھر میرے لئے خیر مقدر فرمادے، جہاں بھی وہ ہو اور اس سے میرے دل کو مطمین بھی کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کام کی حاجت ہے۔)

جگہ اس کام کا نام لے۔

[طرفاہ فی: ۶۳۸۲، ۷۳۹۰]

**الشیخ** اس تخارہ سے کاموں میں برکت پیدا ہوتی ہے، یہ ضروری نہیں کہ استخارہ کرنے کے بعد کوئی خواب بھی دیکھا جائے یا کسی دوسرے ذریعہ سے یہ معلوم ہو جائے کہ پیش آمدہ معاملہ میں کون سی روش مناسب ہو گی۔ اس طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ طبعی رجحان ہی کی حد تک کوئی بات استخارہ سے دل میں پیدا ہو جائے۔ حدیث میں استخارہ کے یہ فوائد کہیں بیان نہیں ہوئے ہیں اور واقعات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ استخارہ کے بعد بعض اوقات ان میں سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ استخارہ کا مقصد صرف طلب خیر ہے۔ جس کام کا ارادہ ہے یا جس معاملہ میں آپ مجھے ہوئے ہیں گویا استخارہ کے ذریعہ آپ نے اسے خدا کے علم اور قدرت پر چھوڑ دیا اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پوری طرح اس پر توکل کا وعدہ کر لیا۔ ”میں تیرے علم کے واسطے سے تمھے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطے سے تمھے سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل کا خواستگار ہوں۔“ یہ توکل اور تفویض نہیں تو اور کیا چیز ہے؟ اور پھر دعا کے آخری الفاظ ”میرے لئے خیر مقدر فرمادیجئے جاں بھی وہ ہو اور اس پر میرے قلب کو مطمین بھی کر دیجئے۔“ یہ ہے رضا بالقناعہ کی دعا کہ اللہ کے نزدیک معاملہ کی جو نویت صحیح ہے، کام اسی کے مطابق ہو اور پھر اس پر بندہ اپنے لئے ہر طرح اطمینان کی بھی دعا کرتا ہے کہ دل میں اللہ کے فیصلہ کے خلاف کئی قسم کا خطہ بھی نہ پیدا ہو۔ دراصل استخارہ کی اس دعا کے ذریعہ بندہ اول تو توکل کا وعدہ کرتا ہے اور پھر ثابت قدمی اور رضا بالقناعہ کی دعا کرتا ہے کہ خواہ معاملہ کا فیصلہ میری خواہش کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، ہو وہ خیر ہی اور میرا دل اس سے مطمین اور راضی ہو جائے۔ اگر واقعی کوئی خلوص دل سے اللہ کے حضور میں یہ دونوں باتیں پیش کر دے تو اس کے کام میں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سے برکت یقیناً ہو گی۔ استخارہ کا صرف یہی فائدہ ہے اور اس سے زیادہ اور کیا چاہئے؟ (تفہیم البخاری) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو اس لئے کہ اس میں نفل نماز و رکعت پڑھنے کا ذکر ہے اور یہ ترجمہ باب ہے۔

(۱۱۶۳) ہم سے کلی بن ابراهیم نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن سعید نے، ان سے غامر بن عبد اللہ بن زیبر نے بیان کیا، انہوں نے عمرو بن سلیم زرقی سے، انہوں نے ابو قاتوہ بن ربیعی انصاری صحابیؓ سے سنًا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے تو نہ بیٹھے جب تک دو رکعت (تکیۃ المسجد کی) نہ پڑھ لے۔

غاجلُ أَمْرِي وَأَجْلِهِ - فَاصْنُفْهُ عَنِ  
وَاصْنُفْنِي عَنْهُ، وَأَفْلُزْ لِي الْخَيْرَ حَتَّى  
كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ قَالَ : وَيَسْمَى  
حَاجَتَهُ).

[طرفاہ فی: ۶۳۸۲، ۷۳۹۰]

۱۱۶۳ - حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ  
بْنِ الزَّبِيرِ عَنْ عَمْرُو بْنِ سُلَيْمَانِ الزُّرْقَيِّ أَنَّهُ  
سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رَبِيعَ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (إِذَا دَخَلَ  
أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يَصْلَيْ  
رَكْعَيْنِ)). [راجع: ۴۴۴]

۱۱۶۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

(۱۱۶۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنسی نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام مالک نے خردی، انہیں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے اور انہیں

انس بن مالک بن شہر نے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے (ہمارے گھر میں جب دعوت میں آئے تھے) دور رکعت نماز پڑھائی اور پھر واپس تشریف لے گئے۔

(۱۲۵) ہم سے سید بن کیرنے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یہ شیخ عقیل سے بیان کیا، عقیل سے ابن شاہب نے، انہوں نے کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے، آپ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دور رکعت سنت پڑھی اور ظہر کے بعد دور رکعت اور جماد کے بعد دور رکعت اور مغرب کے بعد دور رکعت اور عشاء کے بعد بھی دور رکعت (نماز سنت) پڑھی ہے۔

(۱۲۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی، انہیں عمرو بن دینار نے خبر دی، کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ النصاری رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص بھی (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ دے رہا ہو یا خطبہ کے لئے نکل چکا ہو تو وہ دور رکعت نماز (تحیۃ المسجد کی) پڑھ لے۔

(۱۲۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سیف بن سلیمان نے بیان کیا کہ میں نے محلہ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (مکہ شریف میں) اپنے گھر آئے۔ کسی نے کہا میشے کیا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ آگئے بلکہ کعبہ کے اندر بھی تشریف لے جا پکھے ہیں۔ عبد اللہ نے کہا یہ سن کر میں آیا۔ دیکھا تو آنحضرت ﷺ کے سامنے بارہ نکل چکے ہیں اور بالآخر دروازے پر کھڑے ہیں، میں نے ان سے پوچھا کہ اے بلال! رسول اللہ ﷺ نے کعبہ میں نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا کہ ہاں پڑھی تھی۔ میں نے پوچھا کہ کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے بتایا کہ یہاں ان دو ستونوں کے درمیان۔ پھر آپ بارہ

ابی طلحہ عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ فَالْيَهُ قَالَ : ((صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَنِينَ، ثُمَّ أَنْصَرَفَ)). [۳۸۰] [راجح: ۹۳۷]

۱۱۶۵ - حدثنا ابن بكري قال: حدثنا الليث عن غليل عن ابن شهاب قال: أخبرني سالم عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهمَا قال: ((صلت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين قبل الظهر ورکعتین بعد الظهر ورکعتین بعد الجمعة ورکعتین بعد المغرب ورکعتین بعد العشاء)). [راجح: ۹۳۷]

۱۱۶۶ - حدثنا آدم قال: أخبرنا شعبة قال: أخبرنا عمرو بن دينار قال: سمعت جابر بن عبد الله رضي الله عنهمَا قال: قال رسول الله ﷺ وهو يخطب: ((إذا جاء أحدكم والإمام يخطب - أو قد خرج - فليصل ركعتين)). [راجح: ۹۳۰]

۱۱۶۷ - حدثنا أبو نعيم قال: حدثنا سيف بن سليمان المكي قال: سمعت مجاهدا يقول: ((أتني ابن عمر رضي الله عنهمَا في منزلة فقيهٖ له: هذا رسول الله ﷺ فقد دخل الكعبة). قال فأقبلت فأجاد رسول الله ﷺ قد خرج وأجاد بلاً عند أباب قاتما، فقلت: يا بلال، أ صلي رسول الله ﷺ في الكعبة؟ قال: نعم. فقلت فلين؟ قال: بين هاتين الأسطوانتين،

تشریف لائے اور دو رکعتیں کعبہ کے دروازے کے سامنے پڑھیں اور ابو ہریرہ بن ہشمت نے کہا کہ مجھے نبی کرم ملئیل نے چاشت کی دو رکعتوں کی وصیت کی تھی اور عقبان نے فرمایا کہ رسول اللہ ملئیل اور ابو بکر اور عمر بن حفاظہ صاحب دن چڑھے میرے گمراہ تشریف لائے۔ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہچے صفاتی اور آنحضرت نے دو رکعت نماز پڑھائی۔

ان تمام روایتوں سے امام بخاری مطہر یہ بتاتا چاہتے ہیں کہ نقل نماز خواہ دن ہی میں کیوں نہ پڑھی جائے، دو دو رکعت کر کے پڑھنا افضل ہے۔ امام شافعی مطہر کا بھی یہی مسلک ہے۔

### باب فجر کی سنتوں کے بعد باتیں کرنا

(۱۶۸) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عینہ نے بیان کیا، ان سے ابوالنصر سالم نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ ابو امیہ نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بوران سے عائشہؓ نے کہ نبی کرم ملئیل جب دو رکعت (فجر کی سنت) پڑھ چکتے تو اس وقت اگر میں جاتی ہوتی تو آپ مجھ سے باتیں کرتے ورنہ لیٹ جاتے۔ میں نے سفیان سے کہا کہ بعض راوی فجر کی دو رکعتیں اسے بتاتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ ہل یہ وہی ہیں۔

اُنہم خرج فصلی رَكْعَيْنِ). وَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوْصَانِي النَّبِيُّ كَفَرَ رَكْعَيِ الصُّبْحِيِّ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَالِكٍ غَدَّا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا افْتَأَ النَّهَارَ وَصَفَقَنَا وَرَاءَهُ، فَرَكَعَ رَكْعَيْنِ). [راجح: ۳۹۷]

ان تمام روایتوں سے امام بخاری مطہر یہ بتاتا چاہتے ہیں کہ امام شافعی مطہر کا بھی یہی مسلک ہے۔

### ۲۶- بَابُ الْحَدِيثِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ

(۱۶۹) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ أَبُو الْنَّصْرِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي سَلْمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَصْلِي رَكْعَيْنِ، فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيقَظَةً حَدَّثَنِي، وَإِلَّا اضْطَجَعْ)) قَلَّتْ لِسْنَفِيَّانَ: فَإِنْ بَعْضُهُمْ يَرْوِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، قَالَ سُفِيَّانُ: هُوَ ذَاكَ.

[راجح: ۱۱۱۸]

اسیل کے نحو میں یوں ہے۔ قال ابوالنصر حدثی عن ابی سلمہ لیتنی سفیان نے کہا کہ مجھ کو یہ حدیث ابوالنصر نے ابو سلمہ سے بیان کی۔ اس نحو میں گویا ابوالنصر کے باپ کا ذکر نہیں ہے۔

### ۲۷- بَابُ تَعَاهِدِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ، وَمَنْ سَمَّاهُمَا تَطْوِعًا

(۱۷۰) حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرُو قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((لَمْ يَكُنْ

(۱۶۹) ہم سے بیان بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے بھی بن سعید قطان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے این جریج نے بیان کیا، ان سے عطاء نے بیان کیا، ان سے عبید بن عمر نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ و

**الْبَيْنُ عَلَى شَيْءٍ مِّنَ التَّوَافِلِ أَشَدُ مِنْهُ تَعَاهَدًا عَلَى رَكْعَتِي الْفَجْرِ).**

سلم کی نفل نماز کی فجر کی دو رکعتوں سے زیادہ پابندی نہیں کرتے تھے۔

اس حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ نے فجر کی سنتوں کو بھی لفظ نفل ہی سے ذکر فرمایا۔ پس باب اور حدیث میں مطابقت ہو گئی یہ بھی معلوم ہوا کہ آخر پرست شیخیم نے ان سنتوں پر مداومت فرمائی ہے۔ لذا سفر و حضور کیسی بھی ان کا ترک کرنا اچھا نہیں ہے۔

## باب فجر کی سنتوں میں قرات کیسی کرے؟

### ٢٨- بَابُ مَا يُفْرَأُ فِي رَكْعَتِي الْفَجْرِ

(۷۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے باپ (عروہ بن زبیر) نے اور انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ پھر جب صبح کی اذان سنتے تو دو ہلکی رکعتیں (سنت فجر) پڑھ لیتے۔

١١٧٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ غَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ ثَلَاثَ عَمَرَةَ رَكْعَةً، ثُمَّ يُصَلِّي إِذَا سَمِعَ النَّدَاءَ بِالصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ حَفِيفَتَيْنِ)).

[راجع: ۶۲۶]

اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ فجر کی سنتوں میں چھوٹی چھوٹی سورتوں کو پڑھنا چاہئے، آپ شیخیم کے ہلکا کرنے کا یہ مطلب ہے۔

(۷۱) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبدالرحمن نے، ان سے ان کی پھوپھی عمرہ بنت عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (دوسری سند) اور ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زبیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید الفارسی نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبدالرحمن نے، ان سے عمرہ بنت عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی (فرغ) نماز سے پہلے کی دو (سنت) رکعتوں کو بہت مختصر کرتے تھے۔ آپ نے ان میں سورہ فاتحہ بھی پڑھی یا نہیں میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔

١١٧١ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْتِهِ عُمَرَةَ عَنْ غَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَطْهَرُ . وَحَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ: حَدَّثَنَا زَهْيِرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى هُوَ أَبْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عُمَرَةَ عَنْ غَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْفُفُ الرَّكْعَتَيْنِ الَّتِيْنِ قَبْلَ صَلَةِ الصُّبْحِ حَتَّى إِنِّي لَا فُولَ : هَلْ قَرَأْتَ بِأَمِ الْكِتَابِ)).

یہ مباحثہ بتینے بت ہلکی چھلکی پڑھتے تھے۔ ابن ماجہ میں ہے کہ آپ شیخیم ان میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھا کرتے تھے۔

### باب فرضوں کے بعد سنت کا بیان

(۲۷۲) ہم سے مدد بن مسہد نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے مجھی بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھے نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی، انہوں نے کماکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر سے پہلے دور کعت سنت، ظہر کے بعد دور کعت سنت، مغرب کے بعد دور کعت سنت، عشاء کے بعد دور کعت سنت اور جمع کے بعد دو رکعت سنت پڑھی ہیں اور مغرب اور عشاء کی سنتیں آپ گھر میں پڑھتے تھے۔ ابو الزناد نے موی بن عقبہ کے واسطے سے بیان کیا اور ان سے نافع نے کہ عشاء کے بعد اپنے گھر میں (سنت پڑھتے تھے) ان کی روایت کی متابعت کیش بن فرقہ اور ایوب نے نافع کے واسطے سے کی ہے۔

(۲۷۳) ان سے (ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ) میری بن حفصہ نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ فجر ہونے کے بعد دو ہلکی رکعتیں (سنت فجر) پڑھتے اور یہ ایسا وقت ہوتا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس نہیں جاتی تھی۔ عبید اللہ کے ساتھ اس حدیث کو کیش بن فرقہ اور ایوب نے بھی نافع سے روایت کیا اور ابن ابو الزناد نے اس حدیث کو موی بن عقبہ سے، انہوں نے نافع سے روایت کیا۔ اس میں فی بیته کے بدل فی اہله ہے۔

باب اس کے بارے میں جس نے فرض کے بعد سنت نماز  
نہیں پڑھی

(۲۷۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کماکہ ہم سے

### ۴۹- بَابُ النَّطْوَعِ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

۱۱۷۲- حَدَّثَنَا مُسَدْدَدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافعٌ عَنْ أَبْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَجَدَتِينِ قَبْلَ الظَّهَرِ وَسَجَدَتِينِ بَعْدَ الظَّهَرِ وَسَجَدَتِينِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَسَجَدَتِينِ بَعْدَ الْجَمْعَةِ. فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ فَفِي نَيْتِهِ)). وَقَالَ أَبْنُ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْيَةَ عَنْ نَافعٍ ((بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي أَهْلِهِ)). تَابِعَةُ كَبِيرٍ بْنِ فَرَقَدٍ وَأَئِبْرٍ عَنْ نَافعٍ. [راجع: ۶۳۷]

۱۱۷۳- وَحَدَّثَنِي أَخْتِي حَفْصَةُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي سَجَدَتَيْنِ خَفِيفَيْنِ بَعْدَ مَا يَطْلُبُ الْفَجْرَ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا أَذْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيهَا)). تَابِعَةُ كَبِيرٍ بْنِ فَرَقَدٍ وَأَئِبْرٍ عَنْ نَافعٍ. وَقَالَ أَبْنُ أَبِي الزَّنَادِ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْيَةَ عَنْ نَافعٍ ((بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي أَهْلِهِ)).

[راجع: ۶۱۸]

یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس لئے کماکہ فجر سے پہلے اور عشاء کی نماز کے بعد اور ٹھیک دوپہر کو گھر کے کام کا جی لوگوں کو بھی اجازت لے کر جانا چاہئے، اس وقت غیر لوگ آپ سے کیسے مل سکتے۔ اس لئے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان سنتوں کا حال اپنی بسن ام المؤمنین حفصہ سے سن کر علوم کیا۔

### ۴۰- بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ

۱۱۷۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:

سفیان بن عبیینہ نے عمرو بن دینار سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابوالشّعاء جابر بن عبد اللہ سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ آئٹھ رکعت ایک ساتھ (ظہر اور عصر) اور سات رکعت ایک ساتھ (مغرب اور عشاء ملائک) پڑھیں۔ (فعل میں سنت وغیرہ کچھ نہیں) ابوالشّعاء سے میں نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے ظہر آخر وقت میں اور عصر اول وقت میں پڑھی ہو گئی اسی طرح مغرب آخر وقت میں پڑھی ہو گئی اور عشاء اول وقت میں۔ ابوالشّعاء نے کہا کہ میرا بھی کی خیال ہے۔

یہ عمرو بن دینار کا خیال ہے ورنہ یہ حدیث صاف ہے کہ دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ واقعہ محدثہ منورہ کا ہے نہ وہاں کوئی خوف تھا نہ بندش تھی۔ اور گزر چکا ہے کہ اہدیت کے نزدیک یہ جائز ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث سے یہ نکلا کہ سنوں کا ترک کرنا جائز ہے اور سنت بھی یہی ہے کہ جمع کرے تو سنت نہ پڑھے۔ (مولانا وجید الزمان)

### باب سفر میں چاشت کی نماز پڑھنا

(۱۷۵) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ بن حجاج نے، ان سے توبہ بن کیان نے، ان سے مورق بن شمرج نے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا آپ چاشت کی نماز پڑھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا اور عبد عمر پڑھتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا اور ابو مکر رضی اللہ عنہما سے فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا اور نبی کریم ﷺ کے حکم پڑھیں؟ فرمایا نہیں۔ میرا خیال یہی ہے۔

[راجع: ۷۷]

**تشریح** بعض شریح کرام کا کہنا ہے کہ بظاہر اس حدیث اور باب میں مطابقت نہیں ہے۔ علامہ قسطلانی فرماتے ہیں فحملہ الخطابی علی غلط الناسخ وابن المنیر علی انه لاما تعارضت عنده احادیثہا نفیا کو حدیث ابن عمر هذا وابن ابا کو حدیث ابی هریرہ فی الوصیة بها نزل حدیث النفی علی السفر و حدیث الابات علی الحضر و بود ذلک کہ ابہ ترجم لحدیث ابی هریرہ بصلوۃ الشخصی فی الحضر مع ما یعضده من قول ابن عمر لو کنت مسبحا لاتعمت فی السفر قاله ابن حجر رضی اللہ عنہما خطلی نے اس باب کو ناقل کی غلطی پر محول کیا ہے اور ابن منیر کا کہنا یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہما کے نزدیک نفی اور اباثت کی احادیث میں تعارض تھا، اس کو انہوں نے اس طرح رفع کیا کہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جس میں نفی ہے سفر محول کیا اور حدیث ابوہریرہ کو جس میں وصیت کا ذکر ہے اور جس سے اباثت ثابت ہو رہا ہے، اس کو حضر پر محول کیا۔ اس امر کی اس سے بھی تائید ہو رہی ہے کہ حدیث ابوہریرہ پر حضرت امام رضی اللہ عنہما فی الحضر کا باب حنقد فرمایا اور نفی کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول سے بھی تائید ہوتی ہے جو انہوں نے

حدیثنا سُفِيَّانُ عَنْ عَمْرِو قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْطَاءَ جَابِرًا قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَمَائِنَا جَمِيقًا وَسَبَقاً جَمِيقًا)) فَلَمَّا كُلِّتْ: يَا أَبَا الشَّعْطَاءِ، أَفَلَهُ أَغْرَى الظَّهَرَ وَعَجَلَ الْفَصْرَ، وَعَجَلَ الْعِشَاءَ وَأَغْرَى الْمَغْرِبَ قَالَ وَآتَا أَظْنَهُ.

[راجع: ۵۴۳]

فریا کہ اگر میں سفر میں نقل پڑھتا تو نمازوں کو ہی پورا کیوں نہ کر لیتا، پس معلوم ہوا کہ نبی سے ان کی سفر میں نبی مراد ہے اور حضرات شیخین کا فعل بھی سفری سے متعلق ہے کہ وہ حضرات سفر میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۷۷) ہم سے آدم بن الی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عمرو بن مروے نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ میں نے عبد الرحمن بن الی مسلی سے سنائے وہ کہتے تھے کہ مجھ سے ام ہالی پڑھنا کے سوا کسی (صحابی) نے یہ نہیں بیان کیا کہ انسوں نے نبی کشم سلطیہ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ صرف ام ہالی پڑھنا نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن آپ ان کے گھر تشریف لائے، آپ نے غسل کیا اور پھر آٹھ رکعت (چاشت کی) نماز پڑھی۔ تو میں نے ایسی ہلکی چھلکی نماز کبھی نہیں دیکھی۔ البتہ آپ سلطیہ کو رکوع اور سجدہ پوری طرح ادا کرتے تھے۔

قال: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ عَنْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ: مَا حَدَّثَنَا أَخْذَ اللَّهَ رَأَى النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الصَّحْنَى عَنْ أُمِّ هَانِيٍّ فَإِنَّهَا قَالَتْ: ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتَحَ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلَّى ثَانَيَ رَسْكَعَاتِ، فَلَمْ أَرْ صَلَّةً قَطُّ أَخْفَفَ مِنْهَا، عَيْنَ اللَّهِ يَتَمَّ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ)). [راجح: ۱۱۰۳] [۱۸]

**لشیخ** حدیث ام ہالی میں آنحضرت سلطیہ کی جس نماز کا ذکر ہے۔ شارحین نے اس کے بارے میں اختلاف کیا ہے، بعض نے اسے شکرانہ کی نماز قرار دیا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ضمی کی نماز تھی۔ ابو داؤد میں وضاحت موجود ہے کہ صلی سبعة الضخی یعنی آپ نے ضمی کے نقل ادا فرمائے اور مسلم نے کتاب الممارت میں نقل فرمایا ثم صلی ثمان رکعات سبعة الضخی یعنی پھر آنحضرت سلطیہ نے ضمی کی آٹھ رکعت نقل نماز ادا فرمائی اور تمید ابن عبدالبر میں ہے کہ قالت قدم علیہ السلام مکہ فصلی ثمان رکعات فقلت ما هذه الصلوة قال هذه صلوة الضخی حضرت ام ہالی کہتی ہیں کہ حضور کہ شریف تشریف لائے اور آپ نے آٹھ رکعات ادا کیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسی نماز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ ضمی کہ نماز ہے۔ امام نووی نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ صلوة الضخی کامسنون طریقہ آٹھ رکعات ادا کرنا ہے۔ یوں روایات میں کم و بیش بھی آئی ہیں۔ بعض روایات میں کم سے کم تعداد دو رکعت بھی مذکور ہے۔ بہر حال بتیریہ ہے کہ صلوة الضخی پر مادامت کی جائے کیونکہ طبرانی اوسط میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث میں مذکور ہے کہ جنت میں ایک دروازے کا نام ہی باب الضخی ہے جو لوگ نماز ضمی پر مادامت کرتے ہیں، ان کو اس دروازے سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ آنحضرت سلطیہ نے ہمیں حکم دیا کہ ضمی کی نماز میں سورہ والشمس و ضحاہا اور والضخی پڑھا کریں۔ اس نماز کا وقت سورج کے بلند ہونے سے زوال تک ہے (قطلانی)

### باب چاشت کی نماز پڑھنا اور اس کو

ضروری نہ جانتا

(۷۸) ہم سے آدم بن الی ایاس نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے ابن الی ذسب نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں

### ۳۲- بَابُ مَنْ لَمْ يُصَلِّ الضَّحْنَى

وَرَآءَهُ وَاسِعًا

1177 - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرْزَةَ عَنْ عَالِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَبْعَ سَبْعَةَ الضَّحْنَى، وَإِنِّي

لأنسبُهَا)). [راجع: ۱۱۲۸]

دیکھا۔ مگر میں خود پڑھتی ہوں۔

**لَشْبِحَة** حضرت عائشہ صدیقہؓ نے صرف اپنی روایت کی نفی کی ہے ورنہ بہت سی روایات میں آپ ﷺ کا یہ نماز پڑھنا مذکور ہے۔ حضرت صدیقہؓ کے خود پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے آخرت پڑھنے سے اس نماز کے فضائل کے نہ ہون گے۔ پس معلوم ہوا کہ اس نماز کی ادائیگی باعث اجر و ثواب ہے۔

اس لفظ سے کہ میں نے آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنے نہیں دیکھا۔ باب کا مطلب لکھتا ہے کیونکہ اس کا پڑھنا ضروری ہوتا تو وہ آخرت پڑھنا کو ہر روز پڑھنے دیکھتیں۔ قطلانی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ کے نہ دیکھنے سے چاشت کی نماز کی نفی نہیں ہوتی۔ ایک جماعت صحابہ نے اس کو روایت کیا ہے۔ جیسے انس، ابو ہریرہ، ابو ذئب، ابو اسماعیل، عقبہ بن عبد، ابن ابی اویف، ابو سعید، زید بن ارقم، ابن عباس، جبیر بن مطعم، حذیفہ، ابن عمر، ابو مویی، عتبان، علی، عمازان، انس، ابو مکہ اور ابو مروہ وغیرہم پڑھتے ہیں۔ عتبان بن مالک کی حدیث اور کئی بار اس کتاب میں گزر چکی ہے اور امام احمد نے اس کو اس لفظ سے نکلا کہ آخرت پڑھنے نے ان کے گمراہ میں چاشت کے نفل پڑھے۔ سب لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی (وہیدی)

**باب چاشت کی نماز اپنے شریں پڑھے۔ یہ عتبان بن مالک**  
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے نقل کیا ہے

(۱۷۸) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں شعبہ نے خردی، انہوں نے کہا ہم سے عباس جریری نے جو فروخ کے بیٹے تھے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ مجھے میرے جانی دوست (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمیں چیزوں کی وصیت کی ہے کہ موت سے پہلے ان کو نہ چھوڑو۔ ہر مہینہ میں تین دن روزے۔ چاشت کی نماز اور وتر پڑھ کر سوتا۔

**٣٣ - بَابُ صَلَّةِ الصُّحَّى فِي الْحَاضِرِ، قَالَهُ عَتَبَانُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ**

۱۱۷۸ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ هُوَ الْجُرَيْرِيُّ هُوَ ابْنُ فَرُوحٍ عَنْ أَبِيهِ عُثْمَانَ الْهَدِيِّ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثَةِ لَا أَدْعُهُنَّ حَتَّى أَمُوتَ: صَوْمٌ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ، وَصَلَّةُ الصُّحَّى، وَنَوْمٌ عَلَى وِتْرٍ)). [طرفة فی: ۱۹۸۱]

**لَشْبِحَة** امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد یہ ہے کہ جن روایات میں صلوٰۃ صُحَّی کی نفی وارد ہوئی ہے وہ نفی سفر کی حالت سے متعلق ہے پھر بھی اس میں بھی وسعت ہے اور جن روایات میں اس نماز کے لئے اثبات آیا ہے وہاں حالت حظر مراد ہے۔ ہر ماہ میں تین دن کے روزوں سے ایام بیض یعنی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخوں کے روزے مراد ہیں۔

(۱۷۹) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا کہ ہم کو شعبہ نے خردی، ان سے انس بن سیرین نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک انصاری ﷺ سے شاکہ انصار میں سے ایک غافل (عبدان بن مالک) نے جو

۱۱۷۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَمِعْتَ أَنَسَ بْنَ مَالِكَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ:

بہت موئی آدمی تھے، رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا (مجھ کو گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت دیجئے تو) انہوں نے اپنے گھر فی کرم ﷺ کے لئے کھانا پکوایا اور آپ کو اپنے گھر بیلایا اور ایک چٹالی کے کنارے کو آپ کے لئے پانی سے صاف کیا۔ آپ نے اس پر دور رکعت نماز پڑھی۔ اور فلاں بن فلاں بن جارود نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ کیا نبی کرم ﷺ کا چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اس روز کے سوا آپ کو کبھی یہ نماز پڑھنے نہیں دیکھا۔

((قَالَ رَجُلٌ مِّن الْأَنْصَارِ - وَكَانَ ضَنْخَمًا - لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنِّي لَا أَسْتَطِعُ الصَّلَاةَ مَعَكَ. فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا فَدَعَاهُ إِلَى بَيْتِهِ، وَنَصَحَّ لَهُ طَرَفَ حَصِيرٍ بِمَاءِ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ. وَقَالَ فُلَادُ بْنُ فُلَادَ بْنُ الْجَارُودٍ لِأَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْصِي الصَّحَّى؟ فَقَالَ: مَا رَأَيْتُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ ذَلِكَ الْيَوْمَ)).

[راجع: ۶۷۰]

**لتشریف** حضرت امام رضاؑ نے مختلف مقاصد کے تحت اس حدیث کو کئی جگہ روایت فرمایا ہے۔ یہاں آپ کا مقصد اس سے مخفی کیے جاتے ہیں کہ حضرت انسؓ کے نماز حالت حضرت علیؑ میں پڑھنا اور بعض موقع پر جماعت سے بھی پڑھنے کا جواز ثابت کرنا ہے۔ بالفرض بقول حضرت انسؓ کے صرف اسی موقع پر آپ نے یہ نماز پڑھی تو ثبوت مدعای کے لئے آپ کا ایک دفعہ کام کو کر لینا بھی کافی وافی ہے۔ یوں کہیں کہ اسی موقع پر آپ سے اس نماز کے پڑھنے کا ثبوت موجود ہے۔ ممکن ہے حضرت انسؓ کو ان موقع میں آپ ﷺ کے ساتھ ہونے کا موقع نہ ملا ہو۔

### باب ظہر سے پہلے دور رکعت سنت پڑھنا

(۱۱۸۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو رکعت سنتیں یاد ہیں۔ دور رکعت سنت ظہر سے پہلے، دور رکعت سنت ظہر کے بعد، دور رکعت سنت مغرب کے بعد اپنے گھر میں، دور رکعت سنت عشاء کے بعد اپنے گھر میں اور دور رکعت سنت صبح کی نماز سے پہلے اور یہ وہ وقت ہوتا تھا جب آپ کے پاس کوئی نہیں جاتا تھا۔

### ۴- بَابُ الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظَّهَرِ

(۱۱۸۰) حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ عَشَرَ رَكْعَاتٍ: رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظَّهَرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِي بَيْتِهِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَوةِ الصَّبَّحِ وَكَانَتْ سَاعَةً لَا يَذْخُلُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فِيهَا)). [راجع: ۹۳۷]

(۱۱۸۱) حَدَّثَنِي حَفْصَةُ ((أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَذْنَ الْمُؤْذِنَ وَطَلَّعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ)). [راجع: ۶۱۸]

(۱۱۸۲) حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْن

(۱۱۸۲) مجھ کو امام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے بتالیا کہ موذن جب اذان دیتا اور فجر ہو جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتیں پڑھتے۔

(۱۱۸۳) ہم سے مسدد بن مسجد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یحیی بن

سید قطان نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے، ان سے ابراہیم بن محمد بن منتشر نے، ان سے ان کے باپ محمد بن منتشر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے نبی کرم شلیلہ ظهر سے پہلے چار رکعت سنت اور صبح کی نماز سے پہلے دو رکعت سنت نماز پڑھنی نہیں چھوڑتے تھے۔ یعنی کے ساتھ اس حدیث کو ابن ابی عدی اور عمرو بن مرزوق نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔

یہ حدیث باب کے مطابق نہیں کونکہ باب میں دو رکعتیں ظہر سے پہلے پڑھنے کا ذکر ہے اور شاید ترجمہ باب کا یہ مطلب ہو کہ ظہر سے پہلے دو ہی رکعتیں پڑھنا ضروری نہیں، چار بھی پڑھ سکتا ہے۔

### باب مغرب سے پہلے سنت پڑھنا

(۱۱۸۳) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے حسین معلم نے، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے، انہوں نے کما کہ مجھ سے عبد اللہ بن مغفل مزنی پڑھنے بیان کیا، ان سے نبی کرم شلیلہ نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کے فرض سے پہلے (سنت کی دو رکعتیں) پڑھا کرو۔ تیسرا مرتبہ آپ نے یوں فرمایا کہ جس کا جی چاہے کیونکہ آپ کو یہ بات پند نہ تھی کہ لوگ اسے لازی سمجھ بیٹھیں۔

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے کہ مغرب کی جماعت سے قبل ان دو رکعتوں کو پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

(۱۱۸۴) ہم سے عبد اللہ بن یزید نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے یزید بن ابی صیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ میں نے مرشد بن عبد اللہ یزدی سے سنا کہ میں عقبہ بن عامر جہنی صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کیا آپ کو ابو تمیم عبد اللہ بن مالک پر توجہ نہیں آیا کہ وہ مغرب کی نماز فرض سے پہلے دو رکعت نفل پڑھتے ہیں۔ اس پر عقبہ نے فرمایا کہ ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسے پڑھتے تھے۔ میں نے کما پھر اب اس کے چھوڑنے کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ دنیا کے کاروبار مانع ہیں۔

ہر دو احادیث سے ثابت ہوا کہ اب بھی موقع ملے پر مغرب سے پہلے ان دو رکعتوں کو پڑھا جاسکتا ہے، اگرچہ پڑھنا ضروری

قالَ حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُتَشَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَذْغُ أَرْبَعًا قَبْلَ الظَّهَرِ، وَرَكَعَتِينَ قَبْلَ الْفَدَافِ). تَابِعَهُ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ وَعَمْرُو عَنْ شَبَّةَ.

### ۳۵- بَابُ الصَّلَاةِ قَبْلَ الْمَغْرِبِ

۱۱۸۳ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ الْخَسِينِ وَهُوَ الْمُعْلَمُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بُرَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ الْمُزْنِيُّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((صَلُّوا قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ)) - قَالَ فِي التَّالِفَةِ: - ((لِمَنْ شَاءَ)). كَرَاهِيَّةُ أَنْ يَتَخَذَّهَا النَّاسُ سُنَّةً. [ طرفہ فی: ۷۳۶۸].

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے کہ مغرب کی جماعت سے قبل ان دو رکعتوں کو پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔

۱۱۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدَ بْنَ أَبِي أَيْوبَ قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدَ بْنَ أَبِي حَيْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مَرْثَدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْيَزِيدِيَّ قَالَ: ((أَتَيْتُ غَفَّةً بْنَ عَامِرِ الْجَهْنَيِّ فَقُلْتُ: أَلَا أَعْجَبْتَ مِنْ أَبِي تَمِيمِ، يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ. فَقَالَ غَفَّةُ: إِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قُلْتُ: فَمَا يَمْنَعُكَ الآنَ؟ قَالَ: الشُّفْلُ)).

نہیں مگر کوئی پڑھ لے تو یقیناً موجب اجر و ثواب ہو گا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ بعد میں ان کے پڑھنے سے روک دیا گیا۔ یہ بات بالکل غلط ہے پچھلے صفات میں ان درکعتوں کے استحباب پر روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ عبداللہ بن مالک بشافی یہ تابعی محضرم تخلیقی آنحضرت ﷺ کے زمانے میں موجود تھا، پر آپ سے نہیں ملا۔ یہ مصر میں حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آیا، پھر وہیں رہ گیا۔ ایک جماعت نے ان کو صحابہ میں گنا۔ اس حدیث سے یہ بھی لٹا کر مغرب کا وقت لمبا ہے اور جس نے اس کو تھوڑا قرار دیا اس کا قول بے دلیل ہے۔ مگر یہ رکعتیں جماعت کھڑی ہونے سے پہلے پڑھ لینا مستحب ہے۔ (وحیدی)

### باب نقل نمازیں جماعت سے پڑھنا۔

اس کا ذکر انس اور عائشہؓ پر اقتضانے  
نبی کریم ﷺ سے کیا ہے

٣٦۔ بَابُ صَلَاةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً،  
ذَكْرَهُ أَنْسٌ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

**لئے شیخ مفتاح** امام بخاری ﷺ نے اس باب کے مطلب پر انسؓ کی حدیث سے دلیل لی جو اور پر گزر چکی ہے اور حضرت عائشہؓ پر انسخا کی حدیث بھی باب قیام اللیل میں گزر چکی۔ قطلانی نے کہا حضرت عائشہؓ کی حدیث سے مراد کسوف کی حدیث ہے۔ جس میں آپؐ نے جماعت سے نماز پڑھی۔ ان احادیث سے نقل نمازوں میں جماعت کا جواز ثابت ہوتا ہے اور بعضوں نے تدابع یعنی بلانے کے ساتھ ان میں امامت کروہ رکھی ہے۔ اگر خود بخوب کچھ آدمی جمع ہو جائیں تو امامت کروہ نہیں ہے۔ (وحیدی)

١١٨٥۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ حَدَّثَنَا (١١٨٥) هم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہمارے باپ ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے کہا کہ مجھے محمود بن رجع النصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہیں نبی کریم ﷺ کی یاد ہیں اور آپؐ کی وہ کلی بھی یاد ہے جو آپؐ نے ان کے گھر کے کنویں سے پانی لے کر ان کے منہ میں کی تھی۔

(١١٨٦) محمود نے کہا کہ میں نے عتبان بن مالک النصاری پر اشتغلو سے سنا جو بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے، وہ کتنے تھے کہ میں اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا میرے (گھر) اور قوم کی مسجد کے پیچے میں ایک نالہ تھا، اور جب بارش ہوتی تو اسے پار کر کے مسجد تک پہنچانا میرے لئے مشکل ہو جاتا تھا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے میں نے کہا کہ میری آنکھیں خراب ہو گئی ہیں اور ایک نالہ ہے جو میرے اور میری قوم کے درمیان پڑتا ہے، وہ بارش کے دونوں میں بننے لگ جاتا ہے اور میرے لئے اس کا پار کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ میری یہ خواہش کہ آپ تشریف

يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَنْبِيَاءِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَيْبِ الْأَنْصَارِيُّ ((أَنَّهُ عَقْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)) وَعَقْلَ مَجَّاهَهَا فِي وَجْهِهِ مِنْ بَنْزِرٍ كَانَتْ فِي دَارِهِمْ)).

١١٨٦۔ فَرَعَمَ مُحَمَّدٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَانَ بْنَ مَالِكِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - وَكَانَ مِمْنُ شَهِيدِ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - يَقُولُ ((كَنْتُ أَصْلَى لِقَوْمِي بَنْيَ سَالِمٍ، وَكَانَ يَحْوُلُ بَنِيَّ وَبَنِيهِمْ وَإِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ، فَيَشْقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ قَبْلَ مَسْجِدِهِمْ. فَجَنَّتُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِيِّ وَإِنَّ الْوَادِي الَّذِي بَنَيْتُ وَبَنِينِ قَوْمِيِّ يَسِيلُ إِذَا جَاءَتِ الْأَمْطَارُ، فَيَشْقُّ عَلَيَّ اجْتِيَازُهُ، فَوَدَّذْتُ أَنْكَ

لا کر میرے گھر کی جگہ نماز پڑھ دیں تاکہ میں اسے اپنے لئے نماز پڑھنے کی جگہ مقرر کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہاری یہ خواہش جلد ہی پوری کروں گا۔ پھر وہ سرے ہی دن آپؐ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر صبح تشریف لے آئے اور آپؐ نے اجازت چاہی اور میں نے اجازت دے دی۔ آپؐ تشریف لا کر بیٹھے بھی نہیں بلکہ پوچھا کر تم اپنے گھر میں کس جگہ میرے لئے نماز پڑھنا پسند کرو گے۔ میں جس جگہ کو نماز پڑھنے کے لئے پسند کر چکا تھا اس کی طرف میں نے اشارہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہاں کھڑے ہو کر تکمیر تحریکہ کی اور ہم سب نے آپؐ کے پیچھے صاف باندھ لی۔ آپؐ نے ہمیں دور کرعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا۔ ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ سلام پھیرا۔ میں نے حلیم کھانے کیلئے آپؐ کو روک لیا جو تیار ہو رہا تھا۔ محلہ والوں نے جو سنا کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف فرمایا ہیں تو لوگ جلدی جمع ہونے شروع ہو گئے اور گھر میں ایک خاصاً جمع ہو گیا۔ ان میں سے ایک شخص بولا۔ مالک کو کیا ہو گیا ہے؟ یہاں دکھائی نہیں دیتا۔ اس پر دوسرا بولا وہ تو منافق ہے۔ اسے خدا اور رسول سے محبت نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا۔ ایسا مت کمو، دیکھتے نہیں کہ وہ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہے اور اس سے اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ تب وہ کہنے لگا کہ (اصل حال) تو اللہ اور رسول ہی کو معلوم ہے۔ لیکن واللہ! ہم تو ان کی بات چیت اور میل جوں ظاہر میں مخالفوں ہی سے دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر اس آدمی پر دوزخ حرام کر دی ہے جس نے لا الہ الا اللہ خدا کی رضا اور خوشنودی کے لئے کہہ لیا۔ محمود بن ربع نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث ایک ایسی جگہ میں بیان کی جس میں آخر خضرت ﷺ کے مشور صحابی حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ یہ روم کے اس جماد کا ذکر ہے جس میں آپؐ کی موت واقع ہوئی تھی۔ فوج کے سردار یزید بن محاویہ تھے۔ ابو ایوبؐ نے اس حدیث سے انکار کیا اور فرمایا کہ خدا کی قسم! میں

ثانی فصلی من بیتی مکاناً آنحضرۃِ مصلی۔  
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَأَفْعُلُ)). فَعَدَا عَلَیَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعْدَ مَا  
اشْتَدَ النَّهَارُ، فَاسْتَأْذَنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَلَمْ يَأْذِنْ  
لَهُ، فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ  
أَصْلِيَ مِنْ بَيْتِكَ؟)) فَأَشْرَتْ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ  
الَّذِي أَحِبُّ أَنْ أَصْلِيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ فَكَبَرَ وَصَفَقَنَا وَرَاءَهُ، فَصَلَّى رَكْعَيْنِ، ثُمَّ  
سَلَّمَ، وَسَلَّمَ حِينَ سَأَمَّ. فَجَبَسَتْ عَلَى خَزِيرٍ  
تُصْنَعُ لَهُ، فَسَمِعَ أَهْلُ الدَّارِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي  
بَيْتِي فَقَابَ رِجَالٌ مِنْهُمْ حَتَّى كَثُرَ الرِّجَالُ فِي  
الْبَيْتِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: مَا فَعَلَ مَالِكُ؟ لَا  
أَرَاهُ. فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: ذَاكَ مُنَافِقٌ لَا يَحْبُبُ  
إِلَهًا وَرَسُولَهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَقْلِ  
ذَلِكَ، لَا تَرَاهُ أَقَلَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَعْلَمُ بِذَلِكَ  
وَجْهَ اللَّهِ؟)) فَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، أَمَا  
نَحْنُ فَوَاللَّهِ لَا نَرَى وَدَةً وَلَا حَدِيثَةً إِلَّا إِلَى  
الْمُنَافِقِينَ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ  
حَرَمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَعْلَمُ  
بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ)). قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الرَّبِيعِ:  
فَحَدَّثَنَا قَوْمًا فِيهِمْ أَبُو اِيُوبَ صَاحِبُ رَسُولِ  
اللَّهِ ﷺ— فِي غَزْوَتِهِ الَّتِي تُوقَيَ فِيهِ وَيَزِيدُ بْنُ  
مَعَاوِيَةَ عَلَيْهِمْ بِأَرْضِ الرُّومِ— فَأَنْكَرَ هَا عَلَيَّ أَبُو  
اِيُوبَ قَالَ: وَاللَّهِ مَا أَظَنُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ  
مَا قُلْتَ قُطْ. فَكَبَرَ ذَلِكَ عَلَیَ، فَجَعَلَتْ اللَّهُ  
عَلَیَّ إِنْ سَلَّمَتْ حَتَّى أَفْعَلَ مِنْ غَزْوَتِي أَنْ  
أَسْأَلَ عَنْهَا عَبْيَانَ بْنَ مَالِكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنْ

نہیں سمجھتا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی بات کبھی بھی کی ہو۔ آپ کی یہ گفتگو مجھ کو بہت ناگوار گزرا اور میں نے اللہ تعالیٰ کی منت مانی کہ اگر میں اس جماد سے سلامتی کے ساتھ لوٹا تو واپسی پر اس حدیث کے بارے میں عقاب بن مالک بن شریح سے ضرور پوچھوں گا۔ اگر میں نے انہیں ان کی قوم کی مسجد میں زندہ پایا۔ آخر میں جماد سے واپس ہوا۔ پہلے تو میں نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا پھر جب مدینہ واپسی ہوئی تو میں قمیلہ بنو سالم میں آیا۔ حضرت عقبان بن شریح جو بوڑھے اور ناپینا ہو گئے تھے، اپنی قوم کو نماز پڑھاتے ہوئے ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد میں نے حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا اور بتلایا کہ میں فلاں ہوں۔ پھر میں نے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے مجھ سے اس مرتبہ بھی اس طرح یہ حدیث بیان کی جس طرح پہلے بیان کی تھی۔

وَجَدْنَاهُ حَيًّا فِي مَسْجِدٍ قَوْمِهِ، فَقَفَلْنَا فَأَهْلَكْنَا  
بِحَجَّةٍ - أَوْ بِعُمْرَةٍ - ثُمَّ سِرْتُ حَتَّى قَدِيمَتُ  
الْمَدِينَةَ، فَأَتَيْتُ بَنِي سَالِمٍ، فَإِذَا عَنْبَانَ شِيخٌ  
أَغْمَى يَصْنَلِي لِقَوْمِهِ، فَلَمَّا سَلَمَ مِنَ الصَّلَاةِ  
سَلَمَتْ عَلَيْهِ وَأَخْبَرْتَهُ مَنْ أَنَا، ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ  
ذَلِكَ الْحَدِيثِ، فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوْلَ مَرَّةٍ.

[راجع: ۴۲۴]

**لشیخ** یہ ۵۵۰ھ یا اس کے بعد کا واقعہ ہے۔ جب حضرت امیر معاویہؓ نے قسطنطینیہ پر فوج سمجھی تھی اور اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ اس لشیخ کے امیر معاویہؓ کے بیٹے یہید تھے۔ جو بعد میں حارش کرلا کی وجہ سے تاریخ اسلام میں معطون ہوئے۔ اس فوج میں ابو ایوب انصاری بن شریح بھی شامل تھا جو آخر حضرت ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری پر اولین میزان ہیں۔ ان کی موت اسی موقع پر ہوئی اور قسطنطینیہ کے قلعہ کی دیوار کے نیچے دفن ہوئے۔ ترجمہ باب اس حدیث سے یوں لکا کہ آخر حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور حاضرین خانہ نے آپؓ کے پیچھے صفائی کی اور یہ نفل نماز جماعت سے ادا کی گئی۔ کیونکہ دوسری حدیث میں موجود ہے کہ آدمی کی نفل نماز گھر ہی میں بہتر ہے اور فرض نماز کا مسجد میں باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ کو اس حدیث پر شبہ اس لئے ہوا کہ اس میں اعمال کے بغیر صرف کلمہ پڑھ لینے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ مگر یہ حدیث اس بارے میں بجملہ ہے دیگر احادیث میں تفصیل موجود ہے کہ کلمہ طیبہ بے شک جنت کی کنجی ہے۔ مگر ہر کنجی کے لئے دنائے ضروری ہیں۔ اسی طرح کلمہ طیبہ کے دنائے فرانگ و واجبات کو ادا کرنا ہے۔ محض کلمہ پڑھ لیتا اور اس کے مطابق عمل نہ کرنا بے نتیجہ ہے۔

حضرت امیر الحمد شیخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اس طویل حدیث کو یہاں اپنے مقصد باب کے تحت لائے ہیں کہ نفل نماز ایسی حالت میں باجماعت پڑھی جاسکتی ہے۔ مگر اس کے علاوہ بھی اور بہت سے مسائل اور اس سے ثابت ہوتے ہیں مثلاً مذکور لوگ اگر جماعت میں آنے کی سخت نہ رکھتے ہوں تو وہ اپنے گھر ہی میں ایک جگہ مقرر کر کے وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مہمان خصوصی کو عمده سے عمده کھانا کھلانا مناسب ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بغیر سوچے سمجھے کسی پر نفاق یا کفر کا فتویٰ لگادینا جائز نہیں۔ لوگوں نے آخر حضرت ﷺ کے سامنے اس شخص مالک نای کا ذکر برے لفظوں میں کیا جو آپؓ کو ناگوار گزارا اور آپؓ نے فرمایا کہ وہ کلمہ پڑھنے والا ہے اسے تم لوگ منافق کیسے کہ سکتے ہو۔ آپؓ کو یہ بھی معلوم تھا کہ وہ شخص رسی روایت کلمہ گو نہیں ہے بلکہ کلمہ پڑھنے سے اللہ کی خوشنودی اس کے مظہر ہے۔ پھر اسے کیسے منافق کہا جا سکتا ہے۔ اس سے یہ بھی لکا کہ جو لوگ احادیث حضرات پر طعن کرتے ہیں اور ان کو برآ بھلا کرنے رہتے ہیں وہ سخت خطکار ہیں۔ جبکہ احادیث حضرات نہ صرف کلمہ توحید پڑھتے ہیں بلکہ اسلام کے سچے عالی اور قرآن و حدیث کے صحیح تابع دار ہیں۔

اس پر حضرت مولانا وحید ازمان مرحوم فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت وہ حکایت یاد آئی کہ شیخ محمد الدین ابن عربی پر آنحضرت ﷺ کی خواب میں خلگی ہوئی تھی۔ ہوا یہ تھا کہ ان کے پیر شیخ ابوالدین مغربی کو ایک شخص برا بھلا کما کرتا تھا۔ شیخ ابن عربی اس سے دشمنی رکھتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے عالم خواب میں ان پر اپنی خلگی ظاہر کی۔ انہوں نے وجہ پوچھی۔ ارشاد ہوا تو فالا شخص سے کیوں دشمنی رکھتا ہے۔ شیخ نے عرض کیا یا رسول اللہ؟ وہ میرے پیر کو برداشت کے تو نے اپنے پیر کو برداشت کی وجہ سے تو اس سے دشمنی رکھتی ہے کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے جماعت رکھتی ہے اس کا خیال کر کے تو نے اس سے جماعت کیوں نہ رکھی۔ شیخ نے قوبہ کی اور صبح کو مخدارت کے لئے اس کے پاس گئے۔ مومنین کو لازم ہے کہ ابوذر یث سے جماعت رکھیں کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے جماعت رکھتے ہیں اور گو مجتہدوں کی رائے اور قیاس کو نہیں مانتے مگر وہ بھی اللہ اور اس کے رسول کی جماعت کی وجہ سے پیغمبر صاحب کے خلاف وہ کسی کی رائے اور قیاس کو کیوں نہیں بھجے ہے

ما عاشقیم بے دل دلدار ما محمد  
ما بلبلیم نالاں گلزار ما محمد

حضرت ابوایوبؑ کے انکار کی وجہ یہ بھی تھی کہ محض کلمہ پڑھ لینا اور عمل اس کے مطابق نہ ہونا نجات کے لئے کافی نہیں ہے۔ اسی خیال کی بنا پر انہوں نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ رسول کرم ﷺ ایسا کیوں نکر فرمائے ہیں۔ مگر واقعۃ محمود بن الریج چے تھے اور انہوں نے اپنی مزید تقویت کے لئے دوبارہ عقبان بن مالکؓ کے ہاں حاضری دی اور مکر اس حدیث کی تصدیق کی۔ حدیث مذکور میں آنحضرت ﷺ نے مجمل ایسا لفظ بھی فرمادیا تھا جو اس چیز کا مظہر ہے کہ محض کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ابتقاء لوجہ اللہ (اللہ کی رضامندی کی طلب و تلاش) بھی ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ یہ چیز کلمہ پڑھنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اس لحاظ سے یہاں آپؓ نے ایک اجمالی ذکر فرمایا۔ آپؓ کا یہ مقصد نہ تھا کہ محض کلمہ پڑھنے سے وہ شخص جنتی ہو سکتا ہے۔ بلکہ آپؓ کا ارشاد جامع تھا کہ کلمہ پڑھنا اور اس کے مطابق عمل در آمد کرنا اور یہ چیزیں آپؓ کو شخص ممتاز کے بارے میں معلوم تھیں۔ اس لئے آپؓ نے اس کے ایمان کی توثیق فرمائی اور لوگوں کو اس کے بارے میں بدگمانی سے منع فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

### باب گھر میں نفل نماز پڑھنا

### ٣٧ - بَابُ الطَّوْعِ فِي الْبَيْتِ

(۱۱۸۷) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماونے بیان کیا کہا کہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ایوب سنتیانی اور عبیداللہ بن عمر نے، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر بیٹا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھروں میں بھی کچھ نمازوں پڑھا کرو اور انہیں بالکل قبریں نہ بنالو (کہ جمال نمازی نہ پڑھی جاتی ہو) وہیب کے ساتھ اس حدیث کو عبد الوہاب ثقیقی نے بھی ایوب سے روایت کیا ہے۔

١١٨٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهِبَةُ عَنْ أَيُوبَ وَعَنِيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعِ عَنْ أَبْنَى عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اجعلوا في بيوتكم من صلاتكم، ولا تتحذوها قبوراً)). ثابتة عبد الوهاب عن أیوب.

[راجع: ۴۳۲].

**نماز** سے مراد یہاں نفل ہی ہے کیونکہ دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی کی افضل نمازوں ہے جو گھر میں ہو۔ مگر فرض نماز کا **نماز** میں پڑھنا افضل ہے۔ قبر میں مردہ نماز نہیں پڑھتا لذا جس گھر میں نماز نہ پڑھی جائے وہ بھی قبر ہوا۔ قبرستان میں نماز پڑھنا منوع ہے۔ اس لئے بھی فرمایا کہ گھروں کو قبرستان کی طرح نماز کے لئے مقام منوع نہ بنالو۔ عبد الوہاب کی روایت کو امام مسلم

محدث نے اپنی جامع اسجع میں نکلا ہے۔

## ٢٥- کتاب فضل الصلوٰۃ فی مکّة و المدینۃ

### مکہ مکرہ اور مدینہ منورہ میں نماز کی فضیلت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۱ - بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي مَسْجِدِ  
مَكّةَ وَالْمَدِيْنَةِ  
کی فضیلت کا بیان

(۱۸۸) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ مجھے عبد الملک نے قرص سے خردی، انہوں نے کما کہ میں نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے چار باتیں سئیں اور انہوں نے بتایا کہ میں نے انہیں نبی کرم ﷺ سے ساختا، آپ نے نبی کرم ﷺ کے ساتھ بارہ جملوں کے تھے۔

۱۱۸۸ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ فَزْعَةٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: أَرْتَعِنَا قَالَ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَ غَرَّاً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَنْتَيْ عَشْرَةَ غَرَّوَةً۔ [راجع: ۵۸۶]

(۱۸۹) (دوسری صد) ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فریبا کے تین مسجدوں کے سوا کسی کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں۔ (یعنی سفرنہ کیا جائے) ایک مسجد حرام، دوسرے رسول اللہ ﷺ کی مسجد اور تیسرا مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔ (ان چار باتوں کا بیان آگے آرہا ہے)

۱۱۸۹ - حَوَدَّثَنَا عَلَىٰ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُشَدُّ الرُّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسَاجِدِ الرَّسُولِ ﷺ وَمَسَاجِدِ الْأَقْصَى)).

لَئِنْ شَاءَ مِنْ مسجد اقصیٰ کی وجہ تسلیہ علامہ قطلانی کے لفظوں میں یہ ہے۔ وسمی بہ بعدہ عن مسجد مکہ فی المسافۃ یعنی اس لئے اس کا نام مسجد اقصیٰ رکھا گیا کہ مسجد مکہ سے مسافت میں یہ دور واقع ہے۔ لفظ رحال رحل کی جمع ہے یہ لفظ اونٹ کے کجدہ پر بولا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں سفر کے لئے اونٹ کا استعمال ہی عام تھا۔ اس لئے یہی لفظ استعمال کیا گیا۔

مطلوب یہ ہوا کہ صرف یہ تین مساجد ہی ایسا منصب رکھتی ہیں کہ ان میں نماز پڑھنے کے لیے، ان کی زیارت کے لیے سفر کیا جائے ان تین کے علاوہ کوئی بھی مسلمانوں کے لئے یہ درجہ نہیں رکھتی کہ ان کی زیارت کے لئے سفر کیا جاسکے۔ حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت سے یہی حدیث بخاری شریف میں دوسری جگہ موجود ہے۔ مسلم شریف میں یہ ان لفظوں میں ہے: عن فرغة عن ابی سعید قال سمعت منه حدیثنا فاعجبني فقلت له انت سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فاقول على رسول الله صلى الله عليه وسلم مالم اسمع قال سمعته يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تشدوا الرحال الا الى ثلاثة مساجد هذان والمسجد العرام والمسجد القصى الحديث

یعنی قرعہ ناہی ایک بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی جو مجھ کو بے حد پسند آئی۔ میں نے ان سے کہا کہ کیا فی الواقع آپ نے اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے سنائے؟ وہ بولے کیا یہ ممکن ہے کہ میں رسول کرم ﷺ کی ایسی حدیث بیان کروں جو میں نے آپ سے نہ سنی ہو۔ ہرگز نہیں بے شک میں نے آنحضرت ﷺ سے سن۔ آپ نے فرمایا کہ کجاوے نہ پاندھو گر صرف ان ہی تین مساجد کے لئے۔ یعنی یہ میری مسجد اور مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔ ترددی میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور امام ترددی کرتے ہیں ہذا حدیث حسن صحیح یعنی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ مجمع طبرانی صفیر میں یہ حدیث حضرت علی رضاؑ کی روایت سے بھی ان ہی لفظوں میں موجود ہے اور ابن ماجہ میں عبد اللہ بن عمرو بن عاصی کی روایت سے یہ حدیث ان ہی لفظوں میں ذکر ہوئی ہے اور حضرت امام مالکؓ نے مؤطراً میں اتنے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری سے روایت کیا ہے۔ وہاں والی مسجد ایلیا او بیت المقدس کے لفظ ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے بالکل صحیح قتل اعتماد ہے اور اسی دلیل کی بنا پر بغرض حصول تقریب الی اللہ سامان سفر تیار کرنا اور زیارت کے لئے گھر سے لٹکایے صرف ان ہی تین مقامات کے ساتھ مخصوص ہے دیگر مساجد میں نماز ادا کرنے جانا یا قبرستان میں امور مسلمین کی دعاۓ مغفرت کے لئے جانا یہ امور منوعہ نہیں۔ اس لئے کہ ان کے بارے میں دیگر احادیث صحیح موجود ہیں۔ نماز باجماعت کے لئے کسی بھی مسجد میں جانا اس درجہ کا ثواب ہے کہ ہر ہر قدم کے بدالے دس دس نکیوں کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اسی طرح قبرستان میں دعاۓ مغفرت کے لئے جانا خود حدیث نبوی کے تحت ہے۔ جس میں ذکر ہے فانہا تذکر الاخیرۃ یعنی وہاں جانے سے آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ بتنی بزرگوں کے مزارات پر اس نسبت سے جانا کہ وہاں جانے سے وہ بزرگ خوش ہو کر ہماری حاجت روائی کے لئے وسیلہ بن جائیں گے بلکہ وہ خود ایسی طاقت کے مالک ہیں کہ ہماری ہر نصیحت کو دور کر دیں گے یہ جملہ اواہم بالطلہ اور اس حدیث کے تحت قطعاً ناجائز امور ہیں۔ اس سلسلہ میں علامہ شوکانی فرماتے ہیں:

وأول من وضع الأحاديث في السفر لزيارة المشاهد التي على القبور أهل البدع الرافضة ونحوهم الذين يعطّلون المساجد ويعظّمون المشاهد يدعون بيوت الله التي أمرنا بذلك فيها اسمه ويعبدونه لا شريك له ويعظّمون المشاهد التي يشرك فيها ويكتب فيها ويتصدّع فيها دين لم ينزل الله به سلطاناً فأن الكتاب والسنة إنما فيها ذكر المساجد دون المشاهد وهذا كله في شدار حال وأما الزيارة فمشروعة بدونه (نبيل الأوطار)

یعنی اہل بدعۃ اور روافیٰ ہی اولین وہ ہیں جنہوں نے مشاہد و مقابر کی زیارت کے لئے احادیث وضع کیں، یہ وہ لوگ ہیں جو مساجد کو معطل کرتے اور مقابر و مشاہد و مزارات کی حد درجہ تعظیم بجالاتے ہیں۔ مساجد جن میں اللہ کے ذکر کرنے کا حکم ہے اور خالص اللہ کی عبادات جمال مقصود ہے ان کو چھوڑ کر یہ فرضی مزارات پر جاتے ہیں اور ان کی اس درجہ تعظیم کرتے ہیں کہ وہ درجہ شرک تک پہنچ جاتی ہے اور وہاں جھوٹ بولتے اور ایسا نیا دین ایجاد کرتے ہیں جس پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتنا تاری۔ کتاب و سنت میں تین بھی ایسے مشاہد و مزارات و مقابر کا ذکر نہیں ہے جن کے لئے بایں طور شد رحال کیا جاسکے۔ ہاں مساجد کی حاضری کے لئے کتاب

و سنت میں بہت سی تائیدات موجود ہیں۔ ان مکرات کے علاوہ شرعی طریق پر قبرستان جانا اور زیارت کرنا مشروع ہے۔ رہا آنحضرت ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہوتا اور وہاں جا کر آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھتا یہ ہر مسلمان کے لئے میں سعادت ہے۔ مگر دُگر فرقہ مراتب نہ کتنی زندگی کے تحت وہاں بھی فرقہ مراتب کی ضرورت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ زیارت سے قبل مسجد نبوی کا حق ہے۔ وہ مسجد نبوی جس میں ایک رکعت ایک ہزار رکعتوں کے برابر درجہ رکھتی ہے اور خاص طور پر روضہ من ریاض الجنة کا درجہ اور بھی بڑھ کر ہے۔ اس مسجد نبوی کی زیارت اور وہاں ادائے نماز کی نیت سے مدینہ منورہ کا سفر کرنا اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی قبر شریف پر بھی حاضر ہوتا اور آپ پر صلوٰۃ و سلام پڑھتا۔ آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اوپر سلام پڑھنا پر لقیع الغرقد قبرستان میں جا کر وہاں جملہ اموات کے لئے دعائے منفترت کرنا۔ اسی طرح مسجد قبائیں جانا اور وہاں دو رکعت ادا کرنا، یہ جملہ امور مسنون ہیں جو سنت صحیح سے ثابت ہیں۔

اس تفصیل کے بعد کچھ اہل بدعت تم کے لوگ ایسے بھی ہیں جو الہمہ بیث پر اور ان کے اسلاف پر خاص کر حضرت علامہ ابن تیمیہ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی قبر شریف پر صلوٰۃ و سلام سے منع کرتے ہیں۔ یہ صریح کذب اور بہتان ہے۔ علامہ ابن تیمیہ نے اس سلسلہ میں جو فرمایا ہے وہ یہی ہے جو اپر بیان ہوا۔ بلقی رسول کشم ﷺ کی قبر پر حاضر ہو کر درود و سلام بھیجا، یہ علامہ ابن تیمیہ کے مسلک میں مدینہ شریف لے جانے والوں اور مسجد نبوی میں حاضری دینے والوں کے لئے ضروری ہے۔

چنانچہ صاحب صیانت الانسان عن وسوسة الشیخ الدحلان علامہ محمد بشیر صاحب سوانی مرحوم تحریر فرماتے ہیں:

لنزاع لنا في نفس مشروعية زيارة قبر نبينا صلى الله عليه وسلم وأما ما نسب إلى شيخ الإسلام ابن تيمية من القول بعدم مشروعية زيارة قبر نبينا صلى الله عليه وسلم فافراء بحث قال الإمام العلامة أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عبد الهادى المقدسى الحنبلى فى الصارم المتکى ان شیخ الاسلام لم یحرم زيارة القبور على الوجه المشروع فى شئ من كتبه ولم ینه عنها ولم یکرھها بل استحبها و حض عليها ومصنفاتھ طافحة بذكر استحباب زيارة قبر النبی صلى الله عليه وسلم سائر القبور قال فى بعض متناسکه باب زيارة قبر النبی صلى الله عليه وسلم اذا اشرف على مدینة النبی صلى الله عليه وسلم قبل الحج او بعده فليقل ما تقدم فاذا دخل استحب له ان يغتسل نص علیه الامام احمد فاذا دخل المسجد بذر جمله المیتى وقال باسم الله والصلوة على رسول الله اللهم اغفر لى ذنوبي وافتتح لي ابواب رحمتك ثم یاتی الروضة بين القبر والمنبر فیصلی بها ویدعوا بما شاء ثم یاتی قبر النبی صلى الله عليه وسلم فیستقبل جدار القبر لا یمسه ولا یقبله و يجعل القندیل الذى فی القبلة عند القبر على راسه ليکون قائمًا وجاه النبی صحن و یقف متباعد کما یقف او ظهر فى حياته بخشوع و سکون ومنكسر الراس خاص الطرف مستحضرًا بقبله جلاله موقفه ثم یقول السلام عليك يا رسول الله و رحمة الله و برکاته السلام عليك یا نبی الله و خیرته من خلقه السلام عليك يا سید المرسلین و یاختات النبین و قائد الغر الماحجلین اشهد ان لا الله الا الله و اشهد انک رسول الله و اشهد انک قد بلغت رسالت ربک و نصحت لامک و دعوت الى سیل ربک بالحكمة الموعظة الحسنة و عبدت الله حتى اتک المیت فجزاك الله افضل ما جزی نبیا ورسولا عن امته اللهم آتھ الوسيلة والفضیلہ وابعثه مقاما محمود الذى وعدته لیبعطه به الاولون والاخرون اللهم صل على محمد وعلى آل محمد كما صلیت على ابراهیم وعلى آل ابراهیم انک حمید مجید اللهم بارک على محمد وعلى آل محمد كما بارکت على ابراهیم وعلى آل ابراهیم انک حمید مجید اللهم احشرنا في ذمتك و ترک على ستة و اوردننا حوضه و اسقنا بکاسه شربا رویا لا نظمنا بعده ابداً ثم یاتی ابا بکر و عمر ليقول السلام عليك يا ابا بکر الصدیق السلام عليك يا عمر الفاروق السلام عليكما یا صاحبی رسول الله صلى الله عليه وسلم وضجیعه و رحمة الله و برکاته جزاکما الله عن صحة نیکما و عن الاسلام خیرا السلام عليكما بمحاصیرتم فعم عقی الدار قال ویزور قبور اهل البیع و قبور الشہداء ان امکن هذا کلام الشیخ رحمة الله بحروفه انتہی ما فی الصارم۔ (صیانت الانسان عن وسوسة الدحلان، ص: ۳)

یعنی شرعی طریقہ پر آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کرنے میں قطعاً کوئی نزاں نہیں ہے اور اس بارے میں علامہ ابن تیمیہؓ پر یہ مغض جھوٹا ہوتا ہے کہ سقیر نبوی ﷺ کی زیارت کو ناجائز کہتے تھے، یہ مغض الایام ہے۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد نے اپنی مشہور کتاب الصارم المکن میں لکھا ہے کہ شرعی طریقہ پر زیارت قبور سے علامہ ابن تیمیہؓ نے ہرگز منع نہیں کیا ہے اسے سکرہ سمجھا۔ بلکہ وہ اسے مستحب قرار دیتے ہیں اور اس کے لئے رغبت دلاتے ہیں۔ انہوں نے اس بارے میں اپنی کتاب بابت ذکر مناسک حج میں آنحضرت ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کے سلسلہ میں باب منعقد فرمایا ہے اور اس میں لکھا ہے کہ جب کوئی مسلمان حج سے پہلے یا بعد میں مدینہ شریف جائے تو پہلے وہ بیعا منتون پڑھے جو شروں میں داخلہ کے وقت پڑھی جاتی ہے۔ پھر غسل کرے اور بعد میں مسجد نبوی میں پہلے دایاں پاؤں رکھ کر داخل ہو اور یہ دعا پڑھے۔ بسم الله والصلوة على رسول الله اللهم اغفر لي ذنوبي وافحح لي ابواب رحمتك پھر اس جگہ آئے جو جنت کی کیاری ہے اور وہاں نماز پڑھے اور حج چاہے دعائیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر آئے اور دیوار کی طرف منہ کرے نہ اسے بوسہ دے نہ ہاتھ لگائے۔ آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور پھر وہاں سلام اور درود پڑھے (جن کے الفاظ یچھے نقل کئے گئے ہیں) پھر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے آئے اور وہاں بھی سلام پڑھے جیسا کہ مذکور ہوا اور پھر اگر ممکن ہو تو بقیع غرقد نای قبرستان میں جا کر وہاں بھی قبور مسلمین اور شداء کی زیارت سنونہ کرے۔ سابق امتوں میں کچھ لوگ کوہ طور اور تربت بابرکت حضرت مسیح ﷺ وغیرہ کی زیارت کے لئے دور دراز سے سفر کر کے جایا کرتے تھے۔ اللہ کے پے رسول اللہ ﷺ نے ایسے تمام سفروں سے منع فرمایا اپنی امت کے لئے صرف یہ تین زیارات کاہیں مقرر فرمائیں۔ اب جو عوام احیراً اور پاک ٹین وغیرہ مزارات کے لئے سفر باندھتے ہیں یہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے عاصی نافرمان اور آپؐ کے باعث ٹھہرستے ہیں۔ ہاں قبور المسلمین اپنے شریقاً قریب میں ہوں یا بیکاںوں کی ہوں یا مہل مسنوں طریقہ پر زیارت کرنا مشروع ہے کہ گورستان والوں کے لئے وعاء مغفرت کریں اور اپنی موت کو یاد کر کے دنیا سے بے رغبت اختیار کریں۔ سنت طریقہ صرف یہی ہے۔

علامہ ابن حجر اس حدیث کی بحث کے آخر میں فرماتے ہیں فمعنى الحديث لا تشد الرحال الى مسجد من المساجد او الى مكان من الامكانة لاجل ذلك المكان الا الى الثلاثة المذكورة وشد الرحال الى زيارۃ او طلب علم ليس الى المكان بل الى من في ذلك المكان والله اعلم (فتح البخاري) یعنی حدیث کا مطلب اسی قدر ہے کہ کسی بھی مسجد یا مکان کے لئے سفرہ کیا جائے اس عرض سے کہ ان مساجد یا مکانات کی مغض زیارت ہی موجب رضائی اللہ ہے ہاں یہ تین مساجد یہ درجہ رکھتی ہیں جن کی طرف شد رحال کیا جانا چاہئے اور کسی ملاقات یا تحصیل علم کے لئے شد رحال کرنا اس مماعت میں داخل نہیں اس کے لئے کہ یہ سفر کسی مکان یا مدرسہ کی عمارت کے نئے نہیں کیا جاتا بلکہ مکان کے کمین کی ملاقات اور مدرسہ میں تحصیل علم کے لئے کیا جاتا ہے۔

۱۹۰- حدیث عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ

قال: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ رَبَّاحٍ  
وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَغْرَى عَنْ أَبِي  
عَبْدِ اللَّهِ الْأَغْرَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((صَلَّةٌ فِي  
مَسْجِدٍ هَذَا خَيْرٌ مِّنْ أَلْفٍ صَلَّةٌ فِيمَا  
سِوَاهُ إِلَّا مَسْجِدُ الْحَرَامِ)).

میری مسجد سے مسجد نبوی مراد ہے۔ حضرت امامؐ کا اشارہ یہی ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کے لئے شد رحال کیا جائے اور جو وہاں جائے گا لانزا رسول کریم ﷺ و حضرات شیخین پر بھی درود و سلام کی سعادتیں اس کو حاصل ہوں گی۔

## باب مسجد قباء کی فضیلت

(۱۱۹۱) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہمیں ایوب سختیانی نے خبر دی اور انہیں نافع نے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چاشت کی نماز صرف دو دن پڑھتے تھے۔ جب کہ آتے کیونکہ آپ کہ میں چاشت ہی کے وقت آتے تھے۔ اس وقت پہلے آپ طواف کرتے اور پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دور رکعت پڑھتے۔ دوسرے جس دن آپ مسجد قباء میں تشریف لاتے آپ کا یہاں ہر ہفتہ کو آنے کا معمول تھا۔ جب آپ مسجد کے اندر آتے تو نماز پڑھتے بغیر یا ہر لکھنا بر جانتے۔ آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سوار اور پیدل دونوں طرح آیا کرتے تھے۔

## ۲- باب مسجد قباء

۱۱۹۱ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَلِيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْيَوبُ عَنْ نَافِعٍ ((أَنَّ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَانَ لَا يُصَلِّي مِنَ الصُّحْنِ إِلَّا فِي يَوْمَيْنِ: يَوْمَ يَقْدَمُ مَكْتَبَةً فَإِنَّهُ كَانَ يَقْدِمُهَا صَحْنَهُ فَيَطْوِفُ بِالنِّيَّةِ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ، وَيَوْمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَّاءَ فَإِنَّهُ كَانَ يَأْتِيهِ كُلُّ سَبْتٍ، فَلَذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهًةً أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُ حَتَّى يُصَلِّي فِيهِ). قَالَ وَكَانَ يَعْدُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَبْرُرُهُ رَأِيكَنَا وَمَا شِيفَا).

[اطراہ فی: ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۷۳۲۶].

۱۱۹۲ - قَالَ: وَكَانَ يَقُولُ لَهُ: ((إِنَّمَا أَصْنَعُ كَمَا رَأَيْتُ أَصْنَحَكَمِي بِصَنْعِنِونَ، وَلَا أَفْعُلُ أَحَدًا أَنْ صَلَّى فِي أَيِّ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، غَيْرَ أَنْ لَا تَعْزَزُوا طَلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبَهَا)).

(۱۱۹۲) نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اسی طرح کرتا ہوں جیسے میں نے اپنے ساتھیوں (صحابہؓ) کو کرتے دیکھا ہے۔ لیکن تمہیں رات یا دن کے کسی بھی حصے میں نماز پڑھنے سے نہیں روکتا۔ صرف اتنی بات ہے کہ قصد کر کے تم سورج نکلتے یا ڈوبتے وقت نہ پڑھو۔

قبا شرمندہ سے ۳ میل کے فاصلہ پر ایک مشور گاؤں ہے۔ جہاں بھرتوں کے وقت آنحضرت ﷺ نے چند روز قیام فرمایا تھا اور یہاں آپ نے اولین مسجد کی بنیاد رکھی جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ آپؐ کو اپنی اس اولین مسجد سے اس قدر محبت تھی کہ آپ ہفتہ میں ایک دفعہ یہاں ضرور تشریف لاتے اور اس مسجد میں دور رکعت تجیہ المسجد ادا فرمایا کرتے تھے۔ ان دور رکعتوں کا بہت بڑا ثواب ہے۔

آج کل حرم نبوی کے متصل بس اٹھ سے قباء کو بیسی دوڑتی رہتی ہیں۔ الحمد للہ کہ ۱۸۵۱ء پر ۱۹۷۲ء کے ہر دو سفروں میں مدینۃ المنورہ کی حاضری کی سعادت پر بارہ مسجد قباء بھی جانے کا اتفاق ہوا تھا۔ ۶۲ کا سفرج میرے خاص الخاص مریضاں قادر دا ان حضرت الحان محمد پارہ آف رگوں وارد حال کر کچی ادام اللہ اقبالہم وبارک لهم وبارک علیہم کے محترم والد ماجد حضرت الحان اسماعیل پارہ بیکھر کے نہ بدل کے لئے گیا تھا۔ اللہ پاک قول فرمایا کہ مرحوم اسماعیل پارہ کے لئے وسیلہ آخرت بنائے اور گرامی قدر حاجی محمد پارہ اور ان کے پیغمبر

اور جملہ متعقین کو دارین کی نعمتوں سے نوازے اور ترقیات نصیب کرے اور میری عاجزانہ دعائیں ان سب کے حق میں قبول فرمائے۔  
آئین ثم آئین

### باب جو شخص مسجد قباء میں ہر رفتہ حاضر ہوا

(۱۹۳) ہم سے موسیٰ بن اساعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن ویمار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رفتہ کو مسجد قباء آتے پیدل بھی (بعض وفعہ) اور سواری پر بھی اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے۔

۳- بَابُ مَنْ أَتَى مَسْجِدَ قُبَّةَ كُلَّ سَبْتٍ ۖ ۱۱۹۳  
حدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفِيرِ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارِ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَّةَ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًّا وَرَاكِبًا، وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَفْعُلُهُ)).

[راجع: ۱۱۹۱]

معلوم ہوا کہ مسجد قباء کی ان دو رکعتوں کا عظیم ثواب ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو نصیب فرمائے آئین۔ یہی وہ تاریخی مسجد ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ان لفظوں میں کیا گیا ہے «الْمَسْجِدُ أَيْتَشَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوْلَى يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ طَفِيلٌ وَجَالٌ يُجْتَنِّبُونَ أَنْ يَنْظَهُوا وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفَطَّهِرِينَ» (التوبہ: ۱۰۸) یعنی یقیناً اس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ اس میں تیرا نماز کے لئے کھڑا ہونا انسب ہے۔ کیونکہ اس میں ایسے نیک دل لوگ ہیں جو پاکیزگی چاہتے ہیں۔ اور اللہ پاکی چاہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

۴- بَابُ إِنْتَانِ مَسْجِدِ قُبَّةِ رَاكِبًا وَمَاشِيًّا

(۱۹۳) ہم سے مسد بن مسجد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی بن سعید قطان نے بیان کیا اور ان سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا کہ مجھ سے نافع نے این عمری سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ قباء آتے کبھی پیدل اور کبھی سواری پر۔ ابن نمیر نے اس میں یہ زیادتی کی ہے کہ ہم سے عبید اللہ بن عمر نے بیان کیا اور ان سے نافع نے کہ پھر آپ اس میں دور کعت نماز پڑھتے تھے۔

آج کل تو سواریوں کی اس قدر بہت ہو گئی ہے کہ ہر ساعت سواری موجود ہے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے ہر دو عمل کر کے دکھائے۔ پھر بھی پیدل جانے میں زیادہ ثواب یقینی ہے۔ مسجد قباء میں حاضری مسجد نبوی ہی کی زیارت کا ایک حصہ سمجھنا چاہئے۔ لہذا اسے حدیث لا اتشد الرحال کے تحت نہیں لایا جا سکتا۔ اللہ اعلم بالصواب۔

۵- بَابُ فَضْلِ مَا بَيْنَ الْقَبَرِ وَالْجَنَّبِ  
باب آنحضرت ﷺ کی قبر شریف اور منبر مبارک کے درمیانی حصہ کی فضیلت کا بیان

۱۱۹۴- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْنِدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافعٌ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَّةِ رَاكِبًا وَمَاشِيًّا)) زَادَ أَبْنُ نُعَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافعٍ فَيَصْلِي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ۔ [راجع: ۱۱۹۱]

(۱۱۹۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم کو امام مالکؓ نے خبر دی، انسیں عبداللہ بن ابی بکرؓ نے، انسیں عباد بن تیمؓ نے اور انسیں (ان کے پچھا) عبداللہ بن زید نمازنی رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کشم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے اس منبر کے درمیان کا حصہ جنت کی کیا ریوں میں سے ایک کیاری ہے۔

نیزی کی مسجد نبوی ہے جس میں ایک رکعت ہزار رکعتوں کے برابر درج رکھتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے میری مسجد میں چالیس نمازوں کو اس طرح باہم اعطا ادا کیا کہ عجیب تحریرہ فوت نہ ہو سکی، اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو گی۔

(۱۱۹۶) ہم سے مدد بن مسددؓ نے بیان کیا، ان سے بھیجی نے، ان سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا کہ مجھ سے خبیب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حفص بن عامص نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کشم ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کی زمین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض پر ہو گا۔

۱۱۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ الْمَازِنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبِري رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)).

۱۱۹۶ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي حَبِيبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبِري رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمَنْبِري عَلَى حَوْضِي))).

[اطرافہ فی : ۱۸۸۸، ۱۵۸۸، ۷۳۳۵۔]

**لشیخ** چونکہ آپؐ اپنے گھر یعنی حضرت عائشہؓ کے جھرے میں مدفن ہیں، اس لئے حضرت امام بخاریؓ نے اس حدیث پر "قبر اور منبر کے درمیان" باب معقد فرمایا حافظ ابن حجر الطیبؓ کی ایک روایت میں (بیت) گھر کے بجائے قبر ہی کا لفظ ہے۔ گویا عالم تقدیر میں جو کچھ ہوتا تھا، اس کی آپؐ نے پہلے ہی خبر دے دی تھی۔ بلاشبہ یہ حصہ جنت ہی کا ہے اور عالم آخرت میں یہ جنت ہی کا ایک حصہ بن جائے گا۔ "میرا منبر میرے حوض پر ہے۔" کاملاً یہ ہے کہ حوض یہیں پر ہو گا۔ یا یہ کہ جمال بھی میرا حوض کوثر ہے گا وہاں ہی یہ منبر کھا جائے گا۔ آپؐ اس پر تشریف فرمایا ہوں گے اور اپنے دست مبارک سے مسلمان کو جام کوثر پلاٹائیں گے۔ مگر اہل بدعت کو وہاں حاضری سے روک دیا جائے گا۔ جنہوں نے اللہ اور رسول اللہؓ کے دین کا حلیہ بگاؤ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حال معلوم فرمایا گے۔ سعفالم بدل سعفالم غیر دوری ہواں کو جنہوں نے میرے بعد میرے دین کو بدلتا دیا۔

### باب بیت المقدس کی مسجد کا بیان

(۱۱۹۷) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبد الملک بن عمیر نے بیان کیا، انسوں نے زیاد کے غلام قزع سے سن، انسوں نے بیان کیا کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے چار حدیثیں بیان کرتے ہوئے سا جو مجھے بہت پسند آئیں۔ آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم

### ۶ - بَابُ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ

۱۱۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ فَزَعَةَ مَوْلَى زِيَادٍ قَالَ: ((سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَحْدُثُ بِأَرْبَعَ عَنِ النَّبِيِّ فَأَغْجَبَنِي وَآتَقْنَنِي قَالَ: لَا تُسَافِرْ

نے فرمایا کہ عورت اپنے شوہر یا کسی ذی رحم حرم کے بغیر دودن کا بھی سفر نہ کرے اور دوسرا یہ کہ عید الفطر اور عید الاضحی دونوں دن روزے نہ رکھے جائیں۔ تیسرا حدیث یہ کہ صبح کی نماز کے بعد سورج کے نئنے تک اور عصر کے بعد سورج چینے تک کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے۔ چوتھی یہ کہ تین مسجدوں کے سوا کسی کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں۔ مسجد حرام، مسجد القصی اور میری مسجد (یعنی مسجد الاقصی، و مسجدِ حرام)۔ [راجح: ۵۸۶]

## ٢١- كتاب العمل في الصلاة

# نماز میں کام کے بارے میں

اللهم إنا نسألك ما أنت به أنت أنت

١ - باب استعانته اليد في الصلاة  
إذا كان من أمر الصلاة

اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نماز میں آدمی اپنے جسم کے جس حصے سے بھی چاہے مدد لے سکتا ہے۔ ابو حمّاد نے اپنی ثوبی نماز پڑھتے ہوئے رکھی اور اٹھائی۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ہاتھی بائیں پہنچ پر رکھتے البتہ اگر کھجلانا یا کپڑا درست کرنا ہو تو (تو کر لیتے تھے)

وقال ابن عباس رضي الله عنهما:  
يستعين الرجل في صلاته من جسده بما  
شاء. ووضع أبو إسحاق فلسستة في  
الصلوة ورقعها. ووضع علي رضي الله  
عنه كفة على رصبه الأيسر. إلا أن  
يحك جلداً أو يصلح ثواباً.

**شیخ** مثلاً نمازی کے سامنے سے کوئی گزر رہا ہو اس کو ہٹا دینا یا بجدبے کے مقام پر کوئی الکی چیز آن پڑے جس پر سجدہ نہ ہو سکے تو اس کا سرکار بن۔ آگے جا کر حضرت امام مخارقی نے حضرت علی بن ابی ذئب کا جواز نقل کیا ہے، اس سے یہ نکلا کہ بدن کھجلانا یا کپڑا نہ رہا نماز کا کام نہیں مگر یہ مستحب ہے یعنی نماز میں جائز ہے۔ مگر ایسے کاموں کی نماز میں عارض ہالینا خشوع اور خضوع کے متعلق ہے۔

١١٩٨ - حدثنا عبد الله بن يوسف تنسى نے بیان کیا، انہیں امام مالک نے خبر دی، انہیں مخرمة بن سليمان نے خبر دی، انہیں ابن عباس کے

احبنا مالک عن مخرمة بن سليمان عن

غلام کریب نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ثیردی کہ آپ ایک رات ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے یہاں سوئے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہما آپ کی خالہ تھیں۔ آپ نے بیان کیا کہ میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی اس کے طول میں لیتے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے حتیٰ کہ آدمی رات ہوئی یا اس سے تھوڑی دیر پسلے یا بعد۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو کر بینہ گئے اور چہرے پر نیند کے خمار کو اپنے دونوں ہاتھوں سے دور کرنے لگے۔ پھر سورہ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں پڑھیں۔ اس کے بعد ایک پانی کی مکن کے پاس گئے جو لٹک رہی تھی۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز شروع کی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں بھی اخا اور جس طرح آنحضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا میں نے بھی کیا اور پھر جا کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو آنحضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرے داہنے کاں کو پکڑ کر اسے اپنے ہاتھ سے مرڑنے لگے۔ پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر دو رکعت پڑھی۔ اس کے بعد (ایک رکعت) وتر پڑھا اور لیٹ گئے۔ جب موزن آیا تو آپ دوبارہ اٹھے اور دو ہلکی رکعتیں پڑھ کر باہر نماز (نجرا) کے لئے تشریف لے گئے۔

کریب مؤلیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہما آنہ میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہما آنہ بات عند میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہما - وہی خالتہ - قال فاضطجعت علی عرض الوسادہ واضطجع رسول اللہ ﷺ وائلہ فی طولہا فقام رسول اللہ ﷺ حتیٰ اتصف الیل او قبّله بقلیل او بعده بقلیل، ثم استيقظ رسول اللہ ﷺ فجلس فمسح النوم عن وجهه بيده، ثم قرأ العشر آيات خواتيم سورة آل عمران، ثم قام إلى شنْ مُعْلَقَةً فتوضاً منها فأشنَّ وضوءَ، ثم قام يصلّى. قال عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما: لفمت فصنعت مثل ما صنعت، ثم ذهبت لفمت إلى جنبي، فوضع رسول الله ﷺ يده اليمنى على رأسي، وأخذ ياذني اليمنى يقبلها بيده فصلى ركعتين، ثم أوتر، ثم اضطجع حتى جاءه المذدن، فقام فصلى ركعتين خفيتين، ثم خرج فصلى الصبح. [راجع: ۱۱۷]

**لشیخ** حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا کام مرڈنے سے آپ کی غرض ان کی اصلاح کرنی تھی کہ وہ بائیں طرف سے دائیں نمازی کو دوسرے کی نماز درست کرنے کے لئے ہاتھ سے کام لینا درست ہوا تو اپنی نماز درست کرنے کے لئے تو بطریق اولیٰ ہاتھ سے کام لینا جائز ہو گا (وحیدی) اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ آپ کبھی تجدی کی نماز تیرہ رکعتیں بھی پڑھتے تھے۔ نماز میں عمدًا کام کرنا بالاتفاق مفسد صلوٰۃ ہے۔ بھول چوک کے لئے امید غوہ ہے۔ یہاں آپ لشیخ کا نماز تجدی کے آخر میں ایک رکعت و تر پڑھ کر ساری نماز کا طلاق کر

لینا بھی ثابت ہوا۔ اس قدر وضاحت کے باوجود تجربہ کہ بہت سے ذی علم حضرات ایک رکعت و ترا کا انکار کرتے ہیں۔

### باب نماز میں بات کرنا

منع ہے

(۱۹۹) ہم سے عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، کما کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بن شوہن نے بیان کیا کہ (پہلے) نبی کرم ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور ہم سلام کرتے تو آپ اس کا جواب دیتے تھے۔ جب ہم نجاشی کے یہاں سے واپس ہوئے تو ہم نے (پہلے کی طرح نماز ہی میں) سلام کیا۔ لیکن اس وقت آپ نے جواب نہیں دیا بلکہ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ نماز میں آدمی کو فرمت کمال۔

ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، ان سے ہریم بن سفیان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم نجحی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بن شوہن نے نبی کرم ﷺ کے حوالہ سے پھر ایسی ہی روایت بیان کی۔

**لشیخ** حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بھی ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے ابتدائی اسلام میں جسہ میں جا کر پناہ لی تھی اور نجاشی شاہ جہش نے جن کو بڑی عقیدت سے اپنے ہاں جگہ دی تھی۔ اسلام کا بالکل ابتدائی دور تھا، اس وقت نماز میں باہمی کلام جائز تھا بعد میں جب وہ جہش سے لوٹے تو نماز میں باہمی کلام کرنے کی ممانعت ہو چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے آخری جملہ کامنوم یہ کہ نماز میں تو آدمی حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے اور حدول لگا رہتا ہے اس لئے یہ لوگوں سے بات چیت کا موقع نہیں ہے۔

(۲۰۰) ہم سے ابراہیم بن موئی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عینی بن یونس نے خبر دی، انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے، انہیں حارث بن شیل نے، انہیں ابو عمرو بن سعد بن ابی ایاس شبیانی نے بتایا کہ مجھ سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ہم نبی کرم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمد میں نماز پڑھتے میں باقیں کر لیا کرتے تھے۔ کوئی بھی اپنے قریب کے نمازی سے اپنی ضرورت بیان کر دیتا۔ پھر آیت («حافظوا علی الصلوات») اخْتَرُوا اور تھیں (نماز میں) خاموش رہنے کا حکم

### ۲- بَابُ مَا يُنْهَىٰ مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلَاةِ

۱۹۹ - حَدَّثَنَا أَبْنُ نُعْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: ((كَمَا نُسْلِمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَيَرْدُ عَلَيْنَا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمَنَا فَلَمْ يَرْدُ عَلَيْنَا وَقَالَ: ((إِنَّ فِي الصَّلَاةِ شَفَاءً)).

[طرفہ فی: ۱۲۱۶، ۳۸۷۵۔]

حدَّثَنَا أَبْنُ نُعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَةً.

۲۰۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَيْنَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْخَارِثِ بْنِ شَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَمْرِو الشَّيْلَانِيِّ قَالَ: قَالَ لِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ: ((إِنَّ كَمَا لَتَّسْكُلْمُ فِي الصَّلَاةِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ، يَكْلُمُ أَخْدَنَا صَاجِيَةَ بَحَاجِيَةَ، حَتَّى تَرَكَتْ «حَالِفُطُوا عَلَى الصِّنْوَاتِ» الْآيَةَ، فَأَمِنَتْ

ہوا۔

آیت کا ترجمہ یہ ہے ”نمازوں کا خیال رکھو اور نیچے والی نمازوں کا اور اللہ کے سامنے ادب سے چکپے کھڑے رہو (سورہ بقرہ) درمیانی نماز سے عصر کی نماز مراد ہے۔ آیت اور حدیث سے ظاہر ہوا کہ نماز میں کوئی بھی دنیاوی بات کرنا قطعاً منع ہے۔

### بَابُ نِمَازٍ مِّنْ مَرْدُوْلِ كَاسِحَةِ اللَّهِ

اور الْجَمِيلِ لَهُ كَرَبَّا

(۱۲۰) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ ابو حازم مسلمہ بن دیبار نے اور ان سے سمل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنو عمرو بن عوف (قبا) کے لوگوں میں مlap کرنے تشریف لائے، اور جب نماز کا وقت ہو گیا تو بلال بن زیٹھ نے ابو بکر صدیق بنو شہر سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تواب تک نہیں تشریف لائے اس لئے اب آپ نماز پڑھائیے۔ انہوں نے فرمایا اچھا اگر تمہاری خواہش ہے تو میں پڑھارتا ہوں۔ خیر بلال بنو شہر نے سمجھ کری۔ ابو بکر بنو شہر آگے بڑھے اور نماز شروع کی۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صفوں سے گزرتے ہوئے پہلی صفت تک پہنچ گئے۔ لوگوں نے ہاتھ پر باتھ بجانا اور ابو بکر بنو شہر نماز میں کہا کہ جانتے ہو تصفیح کیا ہے یعنی تالمیاں بجانا اور ابو بکر بنو شہر نماز میں کسی طرف بھی دھیان نہیں کیا کرتے تھے، لیکن جب لوگوں نے زیادہ تالمیاں بجائیں تو آپ متوجہ ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفت میں موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اشارہ سے انسیں اپنی جگہ رہنے کے لئے کہا۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا اور ائمہ پاؤں پیچھے آگئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔

**تَسْبِيحٌ** اس روایت کی مطابقت ترجیح باب سے مشکل ہے کیونکہ اس میں بجان اللہ کرنے کا ذکر نہیں اور شاید حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے دوسرے طریقہ کیا جو اپر گزرا چکا ہے اور اس میں صاف یوں ہے کہ تم نے تالمیاں بہت بجاائیں نمازوں کوئی واقعہ ہو تو بجان اللہ کمازرو تالی بجانا اور توں کیلئے ہے۔ اب رہا الجمیل اللہ کہتا تو وہ حضرت ابو بکر بنو شہر کے اس فعل سے نکلا ہے کہ انہوں نے نمازوں دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کیا۔ بعضوں نے کہا کہ امام بخاری نے تسبیح کو تحریک پر قیاس کیا تو یہ روایت بھی ترجیح باب کے مطابق ہو گئی (وہیدی)

### ۳-بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ التَّسْبِيحِ وَالْحَمْدِ

فِي الصَّلَاةِ لِلرِّجَالِ

۱۲۰۱ - حَدَّثَنَا عَنْدَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلِمَةَ حَدَّثَنَا عَنْهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْلِحُ بَيْنَ تَبَّىْ عَمْرُو بْنِ عَوْفٍ، وَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَاءَ بِلَانَ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: حَسْنَ النَّبِيُّ ﷺ، قَوْمُ النَّاسِ؟ قَالَ: نَعَمْ. إِنْ شِئْتُمْ فَلَا قَامَ بِلَانَ الصَّلَاةَ، فَقَدِمَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَصَلَّى، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْشِي فِي الصَّفُوفِ يَسْقُفُهَا شَفَاعَةً حَتَّىْ قَامَ فِي الصَّفَّ الْأَوَّلِ، فَأَخَذَ النَّاسَ بِالْتَّصْفِيفِ - وَقَالَ سَهْلٌ: هَلْ تَذَرُونَ مَا التَّصْفِيفُ؟ هُوَ التَّصْفِيفُ - وَكَانَ أَبُوبَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاهِهِ، فَلَمَّا أَكْتَرُوا التَّفْتَ، فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فِي الصَّفَّ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ مَكَانَكُنَّ. فَرَفَعَ أَبُوبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمَدَ اللَّهَ، ثُمَّ رَجَعَ الْفَهْرَقَيِّ وَرَاءَهُ، فَقَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ)). [راجع: ۶۸۴]

باب نماز میں نام لے کر دعا یا بدعا کرنایا کسی کو سلام کرتا بغیر اس کے مخاطب کئے اور نمازی کو معلوم نہ ہو کہ اس سے نماز میں خلل آتا ہے

غرض امام بخاریؓ کی یہ ہے کہ اس طرح سلام کرنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ السلام علیک ایها النبی میں آنحضرت ﷺ کو سلام کرتا ہے لیکن نمازی آپ کو مخاطب نہیں کرتا اور نہ آنحضرت ﷺ کو خبر ہوتی ہے۔ جب تک فرشتے آپ کو خبر نہیں دیتے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(۱۲۰۲) ہم سے عمرو بن عیسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو عبد الصمد التعمی عبد العزیز بن عبد الصمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حسین بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو والی نے بیان کیا، ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم پسلے نماز میں یوں کہا کرتے تھے فلاں پر سلام اور نام لیتے تھے۔ اور آپس میں ایک شخص دوسرے کو سلام کر لیتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا اس طرح کما کرو۔ (ترجمہ) ”یعنی ساری تحریات‘ بندگیاں اور کورٹیشیں اور اچھی باتیں خاص اللہ ہی کے لئے ہیں اور اے نبی! آپ پر سلام ہو، اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے سب نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔“ اگر تم نے یہ پڑھ لیا تو گویا اللہ کے ان تمام صالح بندوں پر سلام پھنچا دیا جو آسمان اور زمین میں ہیں۔

۴- بَابُ مَنْ سَمِّيَ قَوْمًا أَوْ سَلَمَ فِي الصَّلَاةِ عَلَى غَيْرِهِ مَوَاجِهَةٌ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ

۱۲۰۲ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَيْنَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ وَأَنَّى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَتَأْقُولُ: التَّحِيَةُ فِي الصَّلَاةِ وَنُسُمِي وَيَسْلُمُ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ. فَسَمِعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((فَوْلُوا التَّحِيَاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيَّاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَإِنَّكُمْ إِذَا فَعَلْتُمْ ذَلِكَ فَقَدْ سَلَّمْتُمْ عَلَى كُلِّ عَبْدِ اللَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)). [راجح: ۸۳۱]

**لَشِیْخ** باب اور حدیث میں مطابقت ہے لفظ التحریات سے مراد زبان سے کی جانے والی عبادات اور لفظ صلوٰات سے مراد بدن سے کی جانے والی عبادات اور طیبات سے مراد مال حلال سے کی جانے والی عبادات یہ سب خاص اللہ ہی کے لئے ہیں۔ ان میں سے جو ذرہ برا بر بھی کسی غیر کے لئے کرے گا وہ عند اللہ شرک ٹھرے گا۔ لفظ نبوی قول اُخے سے ترجمہ باب لکھا ہے۔ کیونکہ اس وقت تک عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا کہ نماز میں اس طرح سلام کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، اس لئے آنحضرت ﷺ نے ان کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا۔

باب تکی بجانا یعنی ہاتھ پر ہاتھ مارنا صرف عورتوں کیلئے ہے

۵- بَابُ التَّصْفِيقِ لِلنِّسَاءِ

(۱۲۰۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا (نماز میں اگر کوئی بات پیش آجائے تو مردوں کو سبحان اللہ کہنا اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مار کر یعنی تالی بجا کر امام کو اطلاع دینی چاہئے۔

**الشیخ** قسطلانی نے کہا کہ عورت اس طرح تالی بجائے کہ دامیں ہاتھ کی بھیل کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے اگر بھیل کے طور پر **بائیں ہاتھ پر مارے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر کسی مرد کو مسئلہ معلوم نہ ہو اور وہ بھی تالی بجاوے تو اس کی نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ آخر حضرت ﷺ نے ان صحابہ کو جنوں نے نادانتہ تالیاں بجائی تھیں نماز کے اعادہ کا حکم نہیں دیا۔ (وحیدی)**

(۱۲۰۴) ہم سے سیجی بیٹھی نے بیان کیا، کما کہ ہم کو کبیع نے خبر دی، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں ابو حازم سلمہ بن دینار نے اور انہیں سلم بن سعد رضی اللہ عنہ فرمایا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ کہنا مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کے لئے تالی بجانا۔

۱۲۰۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً ثَقَلَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((الْتَّسْبِيهُ لِلرِّجَالِ وَالْتَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ)).

**الشیخ** باسیں ہاتھ پر مارے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر کسی مرد کو مسئلہ معلوم نہ ہو اور وہ بھی تالی بجاوے تو اس کی نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ آخر حضرت ﷺ نے ان صحابہ کو جنوں نے نادانتہ تالیاں بجائی تھیں نماز کے اعادہ کا حکم نہیں دیا۔ (التسییح للرجال والتصفیق للنساء)

[راجع: ۶۸۴]

معلوم ہوا کہ امام بھول جائے اور اس کو ہوشیار کرنا ہو تو مرد لفظ سبحان اللہ بلند آواز سے کہیں اور اگر کسی عورت کو لفظ دیا ہو تو وہ تالی بجائے اس سے عورتوں کا باتیاعت نماز پر ہنا کہی تابت ہوا۔

باب جو شخص نماز میں اٹھے پاؤں پیچھے سرک جائے یا آگے بڑھ جائے کسی حادثہ کی وجہ سے تو نماز فاسد نہ ہو گی سمل بن سعد نے یہ نبی کرم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

(۱۲۰۵) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، انہیں امام عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کما کہ ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ پیر کے روز مسلمان ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں مجھ کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تحرے کا پردہ ہٹائے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ نے دیکھا کہ صحابہ صف باندھے کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ کھل کر مسکرا دیئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھے پاؤں پیچھے ہے۔ انہوں نے سمجھا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے شریف لا میں گے اور مسلمان نبی کرم

۶ - بَابُ مَنْ رَاجَعَ الْقَهْقَرَيِّ فِي صَلَاتِهِ أَوْ تَقَدَّمَ بِأَمْرٍ يُنْزَلُ بِهِ رَوَاهُ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۲۰۵ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ : قَالَ الزُّهْرِيُّ : أَخْبَرَنِي أَنْسُ بْنُ مَالِكٍ : ((أَنَّ الْمُسْلِمِينَ يَنْهَا هُمْ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ وَأَبْوَ بَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَصْلِي بِهِمْ، فَقَحَّا هُمُ النَّبِيِّ ﷺ)) قَدْ كَشَفَ سِرْخَرَةَ عَالِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَظَرَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ صَفُوفٌ، فَقَبَّسَ يَضْحَكُ. فَنَكَصَّ أَبْوَ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى عَقْبِيَهِ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس درجہ خوش ہوئے کہ نماز ہی توڑ ڈالنے کا ارادہ کر لیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارہ سے ہدایت کی کہ نماز پوری کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ ڈال دیا اور حجرے میں تشریف لے گئے۔ پھر اس دن آپ نے انتقال فرمایا۔ شیخ طوسی۔

وَطَّنَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ، وَهُمُ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَقْبِضُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرْخًا بِالنَّبِيِّ حِينَ رَأَوْهُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ أَنَّ أَتَمُوا. ثُمَّ دَخَلَ الْحَجَرَةَ وَأَنْجَى السُّرَّ. وَتُوفِيَ ذَلِكَ الْيَوْمَ (۶۸۰)).

[راجع: ۶۸۰]

حضرت امام بخاری رض کا مقصود یہ ہے کہ اب بھی کوئی خاص موقع اگر اس قسم کا آجائے کہ امام کو بچھے کی طرف ہٹاپڑے یا کوئی حادث ہی ایسا واقعی ہو تو اس طرح سے نماز میں نقص نہ آئے گا۔

**باب اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس کی مال اس کو بلائے تو کیا کرے؟**

## ٧- بَابُ إِذَا دَعَتِ الْأُمُّ وَلَدَهَا فِي الصَّلَاةِ

١٢٠٦- وَقَالَ النَّبِيُّ: حَدَّثَنِي جَعْفُرٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَنَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((نَادَتِ امْرَأَةٌ ابْنَهَا وَهُوَ فِي صُومَّةٍ قَالَتْ: يَا جُرَيْجَ، قَالَ: اللَّهُمَّ أَمِي وَصَلَاتِي. قَالَتْ: يَا جُرَيْجَ، قَالَ: اللَّهُمَّ أَمِي وَصَلَاتِي. قَالَتْ: يَا جُرَيْجَ، قَالَ: اللَّهُمَّ أَمِي وَصَلَاتِي. قَالَتْ: يَا جُرَيْجَ، قَالَ: اللَّهُمَّ لَا يَمُوتُ جُرَيْجٌ حَتَّى يَنْظُرَ فِي وَجْهِ الْأَمَيَامِينِ؛ وَكَانَتْ تَأْوِي إِلَى صَوْمَانِيَةَ رَاعِيَةٍ. تَرْغَبُ الْفَنَمَ، فَوَلَدَتْ، فَقَبَلَ لَهَا: مِنْ هَذَا الْوَلَدُ؟ قَالَتْ: مِنْ جُرَيْجَ نَزَلَ مِنْ صَوْمَانِيَةَ قَالَ جُرَيْجَ: أَيْنَ هَذِهِ الْيَتَمَّةُ تَرْغَبُ أَنَّ وَلَدَهَا لِي؟ قَالَ: يَا بَأْيُوسُ. مَنْ أَبُوكَ؟ قَالَ: رَاعِي الْفَنَمَ)).

[اطرافہ فی ۲۴۸۲، ۳۴۳۶، ۳۴۶۶۔]

(۱۲۰۶) اور یث بن سعد نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن ہرماعرج نے کہ حضرت ابو ہریرہ رض نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یعنی اسرائیل کی) ایک عورت نے اپنے بیٹے کو پکارا، اس وقت وہ عبادت خانے میں تھا۔ مال نے پکارا کہ اے جرتیج! جرتیج (پس و پیش میں پڑ گیا اور دل میں) کہنے لگا کہ اے اللہ! میں اب مال کو دیکھوں یا نماز کو۔ پھر مال نے پکارا اے اللہ! (وہ اب بھی اس پس و پیش میں تھا) کہ اے اللہ! میری مال اور میری نماز! مال نے پھر پکارا اے جرتیج! (وہ اب بھی یہی) سوچے جا رہا تھا۔ اے اللہ! میری مال اور میری نماز! (آخر) مال نے نگک ہو کر بدعا کی اے اللہ! جرتیج کو موت نہ آئے جب تک وہ فاحشہ عورت کا چہرہ نہ دیکھ لے۔ جرتیج کی عبادت گاہ کے قریب ایک چرانے والی آیا کرتی تھی جو بکریاں چراتی تھی۔ اتفاق سے اسکے پچھے پیدا ہوا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کس کا پچھے ہے؟ اس نے کہا کہ جرتیج کا ہے۔ وہ ایک مرتبہ اپنی عبادت گاہ سے نکل کر میرے پاس رہا تھا۔ جرتیج نے پوچھا کہ وہ عورت کون ہے؟ جس نے مجھ پر تمثیل لگائی ہے کہ اس کا پچھے مجھ سے ہے۔ (عورت پچھے کو لے آئی تو) انہوں نے پچھے سے پوچھا کہ پچھے! تمہارا باب کون؟ پچھے بول پڑا کہ ایک بکری چرانے والا گذر ریا میرا باب

ہے۔

**لشیخ** مان کی اطاعت فرض ہے اور باپ سے زیادہ مان کا حق ہے۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعضوں نے کما جواب نہ دے، اگر دے گا تو نماز قاسد ہو جائے گی۔ بعضوں نے کما جواب دے اور نماز قاسد نہ ہو گی اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا کہ جب تو نماز میں ہو اور تیری مان تھجھ کو بلائے تو جواب دے اور اگر باپ بلائے تو جواب نہ دے۔ امام بخاری جرجع کی حدیث اس باب میں لائے کہ مان کا جواب نہ دینے سے وہ (عکی میں) جلا ہوئے۔ بعضوں نے کما جرجع کی شریعت میں نماز میں بات کرنا مباح تھا تو ان کو جواب دینا لازم تھا۔ انہوں نے نہ دیا تو مان کی بد دعا ان کو لگ گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ اگر جرجع کو معلوم ہوتا تو جواب دیتا کہ مان کا جواب دینا بھی اپنے رب کی عبادت ہے۔ بابوس ہر شیر خوار پچھے کو کہتے ہیں یا اس پچھے کا نام ہو گا۔ اللہ نے اس کو بولنے کی طاقت دی۔ اس نے اپنا باپ بتالیا۔ جرجع اس طرح اس الزام سے بری ہوئے۔ معلوم ہوا کہ مان کو ہر حال میں خوش رکھنا اولاد کے لئے ضروری ہے ورنہ ان کی بد دعا اولاد کی زندگی کو تباہ کر سکتی ہے۔

### باب نماز میں کنکری اٹھانا کیسا ہے؟

(۱۲۰۷) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شیمان نے بیان کیا، ان سے بھی بن کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے معیقیب بن ابی طلحہ صحابی بنی شہر نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے جو ہر مرتبہ سجدہ کرتے ہوئے کنکریاں برابر کرتا تھا فرمایا اگر ایسا کرنا ہے تو صرف ایک ہی بار کر۔

۸- بَابُ مَسْنَعِ الْحَصَّى فِي الصَّلَاةِ  
۱۲۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلْمَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَيْقِبٌ : ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَسْوَى التُّرَابَ حَتَّى يَسْجُدَ قَالَ: ((إِنْ كَنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً)).

کیونکہ بار بار ایسا کرنا نماز میں خشور و خضوع کے خلاف ہے۔

### باب نماز میں سجدہ کے لئے کپڑا بچھانا کیسا ہے؟

(۱۲۰۸) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بشر بن مفلن نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے غالب بن قطان نے بیان کیا، ان سے بکر بن عبد اللہ مزنی نے اور ان سے انس بن مالک بنی شہر نے کہ ہم سخت گرمیوں میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور چہرے کو زمین پر پوری طرح رکھنا مشکل ہو جاتا تو اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

۱۲۰۸ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا بِشْرٌ حَدَّثَنَا غَالِبٌ عَنْ بَكْرٍ بْنِ عَنْدِلٍ اللَّهُ عَنْ أَنَسٍ أَبْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَتَأْ نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرَّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمْكِنَ وَجْهَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسْطَ ثُوبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ)).

[راجح: ۳۸۵]

**لشیخ** مسجد نبوی ابتداء میں ایک معمولی چھپر کی شکل میں تھی۔ جس میں بارش اور دھوپ کا پورا اثر ہوا کرتا تھا۔ اس لئے شہزادہ گرمائیں صحابہ کرام ایسا کر لیا کرتے تھے۔ اب بھی کہیں ایسا یہ موقع ہو تو ایسا کر لینا درست ہے۔

## باب نماز میں کون کون سے کام درست ہیں؟

(۱۲۰۹) ہم سے عبد اللہ بن سلمہ قبñی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابو التفسیر سالم بن ابی امیہ نے، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اپنا پاؤں نبی کریم ﷺ کے سامنے پھیلایتی تھی اور آپ نماز پڑھتے ہوتے جب آپ سجدہ کرنے لگتے تو آپ مجھے ہاتھ لگاتے، میں پاؤں سمیٹ لیتی۔ پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں پھر پھیلایتی۔

## ۱۰- بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلَاةِ

(۱۲۰۹) حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي النَّضِيرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((كَتَتْ أَمْدُ رِجْلَيِ فِي قِبْلَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُصَلِّي، فَإِذَا سَجَدَ غَمَرَنِي، فَرَفَعْنَاهَا، فَإِذَا قَامَ مَذَذَنَاهَا)).

[راجح: ۳۸۲]

(۱۲۱۰) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شابة نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے ایک مرتبہ ایک نماز پڑھی پھر فرمایا کہ میرے سامنے ایک شیطان آگیا اور کوشش کرنے لگا کہ میری نماز توڑ دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا میں نے اس کا گلا گھونٹایا اس کو دھکیل دیا۔ آخر میں میرا ارادہ ہوا کہ اسے مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں اور جب صبح ہو تو تم بھی دیکھو۔ لیکن مجھے سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آگئی ”اے اللہ! مجھے ایسی سلطنت عطا کیجھو جو میرے بعد کسی اور کو نہ ملے۔“ اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا) اور اللہ تعالیٰ نے اسے ذلت کے ساتھ بھگا دیا۔ اس کے بعد نفر بن شمیل نے کہا کہ ذعنہ ذال سے ہے۔ جس کے معنے ہیں کہ میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور دعوته اللہ تعالیٰ کے اس قول سے لیا گیا ہے۔ ”یوم یدعون“ جس کے معنی ہیں قیامت کے دن وہ وزن خی طرف دھکیلے جائیں گے۔ درست پلاہی لفظ ہے۔ البتہ شعبہ نے اسی طرح میں اور تاء کی تشدید کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(۱۲۱۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ لِي فَشَدَّ عَلَيَّ يَقْطَعَ الصَّلَاةَ عَلَيَّ، فَأَنْكَنَنِي اللَّهُ مِنْهُ فَذَعَتُهُ، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أُوْتَقْهُ إِلَى سَارِيَةٍ حَتَّى تُصْبِحُوا فَسْطَرُوا إِلَيْهِ، فَذَكَرَ قَوْلَ سَلِيمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : هُرَبَ لِي مُلْكًا لَا يَبْغِي لِأَخْدِي مِنْ بَعْدِي)) فَرَدَّهُ اللَّهُ خَاصِبَاً) ثُمَّ قَالَ النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ : فَذَعَتُهُ بِالذَّالِّ، أَيْ خَنَقَتُهُ، وَفَذَعَتُهُ مِنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى : هُلْ يَوْمَ يَدْعُونَهُ أَيْ يَدْفَعُونَ وَالصَّوَابُ الْأَوَّلُ، إِلَّا أَنَّهُ كَذَا قَالَ بِتَشْدِيدِ الْغَيْنِ وَالنَّاءِ.

[راجح: ۴۶۱]

لشیخ شیطان ڈرتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کو نکر آیا۔ آنحضرت ﷺ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہیں

افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چور ڈاکو بد معاشر کو قوال سے زیادہ ذرتے ہیں پادشاہ سے اتنا نہیں ذرتے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پادشاہ کو ہم پر رحم آجائے گا۔ تو اس سے یہ نہیں لکھتا کہ کو قوال پادشاہ سے افضل ہے، اکھر حدیث سے امام بخاریؓ نے یہ نکلا کہ دشمن کو دھکیلنا یا اس کو دھکارنا اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ امام ابن قیمؓ نے کتب الصلوٰۃ جنہیں الحدیث کا نزدیک قرار دیا کہ نماز میں کھنکارنا یا کوئی گھر میں نہ ہو تو دروازہ کھول دینا، ساتھ پھجو لٹکے تو اس کا مارنا، سلام کا جواب ہاتھ کے اشارے سے دینا، کسی ضرورت سے آگے پیچھے سرک جانا یہ سب کام درست ہیں۔ ان سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (وحدیدی) بعض شخوں میں نہ قال النصر بن شیعیل والی عبارت نہیں ہے۔

باب اگر آدمی نماز میں ہو اور اس کا جانور بھاگ پڑے۔ اور  
قلاہ نے کہا کہ اگر کسی کا کپڑا چور لے بھاگے تو اس کے پیچھے  
دوڑے اور نماز چھوڑ دے

(۱۳۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ارزق بن قیس نے بیان کیا، کہا کہ ہم اہواز میں (جو کئی بستیاں ہیں بصرہ اور ایران کے نجع میں) خارجیوں سے جنگ کر رہے تھے۔ ایک بار میں نہر کے کنارے بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک شخص (ابو بزرہ صحابیؓ) آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ان کے گھوڑے کی لگام ان کے ہاتھ میں ہے۔ اچانک گھوڑا ان سے چھوٹ کر بھاگنے لگا۔ تو وہ بھی اس کا پیچا کرنے لگے۔ شعبہ نے کہا یہ ابو بزرہ اسلامی ہے تھے۔ یہ دیکھ کر خارج میں سے ایک شخص کہنے لگا کہ اے اللہ! اس شیخ کا ناس کر جب وہ شیخ واپس لوئے تو فرمایا کہ میں نے تمہاری باتیں سن لی ہیں اور (تم کیا چیز ہو؟) میں نے رسول اللہ ﷺ سے کے ساتھ چھوپیا سات یا آٹھ جمادوں میں شرکت کی ہے اور میں نے آپؐ کی آسمانیوں کو دیکھا ہے۔ اس لئے مجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ اپنا گھوڑا ساتھ لے کر لوٹوں نہ کہ اس کو چھوڑ دوں وہ جمل چاہے چل دے اور میں تکلیف اٹھاؤں۔

(۱۳۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا کہ ہم کو یونس نے خبر دی، انسیں زہری نے، ان سے عروہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ نے بتلایا کہ جب سورج

۱۱- بَابُ إِذَا أَنْفَلَتِ الدَّائِبُ فِي الصَّلَاةِ وَقَالَ قَنَادُهُ : إِنْ أَخْذَ نَوْبَةً يَتَّبِعُ السَّارِقَ وَيَدْعُ الصَّلَاةَ

۱۲۱۱- حَدَّثَنَا آدُمُ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الأَزْرَقُ بْنُ قَتْسٍ قَالَ ((كَتَبَ بِالْأَهْوَازِ نَفَاهِ الْحَرَوِيَّةَ، فَيَبْيَأُ أَنَا عَلَى حُرْفِ نَبْرٍ إِذَا رَجَلٌ يَصْنَعُهُ، وَإِذَا لَجَامَ دَائِبَهُ بِيَدِهِ، فَجَعَلَتِ الدَّائِبُ نَازِعَهُ، وَجَعَلَ يَتَّبِعُهُ - قَالَ شَعْبَةُ : هُوَ أَبُو نَبْرَةَ الْأَسْلَمِيُّ)) - فَجَعَلَ رَجُلٌ مِنَ الْخَوَارِجِ يَقُولُ : اللَّهُمَّ افْعُلْ بِهِذَا الشَّيْخَ. فَلَمَّا انْتَرَفَ الشَّيْخُ قَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ قَوْلَكُمْ، وَإِنِّي غَرَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَرَوَاتٍ أَوْ سَنْعَ غَرَوَاتٍ أَوْ ثَمَانَ وَشَهِدَتْ تَسْبِيرَةً، وَإِنِّي كَنْتُ أَنْ أَرْاجِعَ مَعَ دَائِبِي أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَدْعَهَا تَرْجِعَ إِلَى مَالِهَا فَيَسْقُطُ عَلَيْهَا)).

[طرفة فی: ۶۱۲۷].

۱۲۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَقَابِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ غَرْوَةَ قَالَ : قَالَتْ عَالِيَّةُ

گر، ہن لگاؤ نبی کرم ﷺ (نماز کے لئے) کھڑے ہوئے اور ایک لمبی سورت پڑھی، پھر رکوع کیا اور بست لمبارکوں کیا۔ پھر سراخھیا اس کے بعد دوسری سورت شروع کر دی، پھر رکوع کیا اور رکوع پورا کر کے اس رکعت کو ختم کیا اور سجدے میں گئے۔ پھر دوسری رکعت میں بھی آپ نے اسی طرح کیا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ نے فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دونوں نشانیاں ہیں۔ اس لئے جب تم ان میں گر، ہن دیکھو تو نماز شروع کر دو جب تک کہ یہ صاف ہو جائے اور دیکھو میں نے اپنی اسی جگہ سے ان تمام چیزوں کو دیکھ لیا ہے جن کا مجھ سے وعدہ ہے۔ یہاں تک کہ میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں جنت کا ایک خوشہ لینا چاہتا ہوں۔ ابھی تم لوگوں نے دیکھا ہوا کہ میں آگے بڑھنے کا تھا اور میں نے وزن خبھی دیکھی (اس حالت میں کہ) بعض آگ بعض آگ کو کھائے جا رہی تھی۔ تم لوگوں نے دیکھا ہوا کہ جہنم کے اس ہولناک منظر کو دیکھ کر میں یچھے ہٹ گیا تھا۔ میں نے جہنم کے اندر عمرو بن الحی کو دیکھا۔ یہ وہ شخص ہے جس نے سانڈ کی رسم عرب میں جاری کی تھی۔

رضی اللہ عنہا: ((عَسْفَتِ الشَّفَنَ،  
لَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَرَأَ سُورَةً طَوِيلَةً ثُمَّ رَكَعَ  
فَأَطَالَ، ثُمَّ رَكَعَ رَاسَهُ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ بِسُورَةٍ  
أُخْرَى، ثُمَّ رَكَعَ حَتَّى لَضَّاهَا وَسَجَدَ، ثُمَّ  
فَعَلَ ذَلِكَ فِي الْفَانِيهِ ثُمَّ قَالَ : (إِنَّهُمَا  
آيَاتٌ مِّنْ آيَاتِ اللَّهِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ  
لَصَلُوا عَلَيْهِ يُفْرَجَ عَنْكُمْ). لَقَدْ رَأَيْتُ فِي  
مَقَامِي هَذَا كُلُّ شَيْءٍ وَعِدْنَةً، حَتَّى لَقَدْ  
رَأَيْتُ أَرِيدَهُ أَنْ آخُذَ بِقِطْفَانَ الْجَنَّةِ حِينَ  
رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ الْقَدْمَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ  
جَهَنَّمَ يَحْطُمُ بَعْضَهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي  
تَأْخِرَتْ، وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرُو بْنَ لَهْيَ وَهُوَ  
الَّذِي سَبَبَ السَّوَابِ)).

[راجع: [ ۱۰۴۴ ]]

**لَشَرِيفِ حَرْجَ** سائبہ اس اوپنی کو کہتے ہیں جو جاہیت میں ہوں کی نذر مان کر چھوڑ دی جاتی تھی: نہ اس پر سوار ہوتے اور نہ اس کا دودھ پیتے۔ یعنی عمرو بن الحی عرب میں بت پرستی اور دوسری بستی مکرات کا بدلی ہوا ہے۔ حدیث کی مطابقت ترجمہ سے ظاہر ہے اس لئے کہ خوش یانے کے لئے آپ کا آگے بڑھنا اور وزن خبھی دیکھنا کہ میں کھانا کھا کر یچھے ہٹنا حدیث سے ثابت ہو گیا اور جس کا چار پایہ چھوٹ جاتا ہے وہ اس کے تھانے کے داسٹے ہی کبھی یچھے ہٹتا ہے۔ (فتح الباری) خارج ایک گروہ ہے جس نے حضرت علی ہوثر کی خلافت کا انکار کیا۔ ساختہ ہی حدیث کا انکار کر کے حسبنا اللہ کتاب اللہ کا نزعہ لگایا۔ یہ گروہ بھی افراد و تفریط میں جلا ہو کر گمراہ ہوا۔

باب اس بارے میں کہ نماز میں تھوکنا اور پھونک مارنا کمال تک جائز ہے؟ اور عبد اللہ بن عمروؓ سے گمن کی حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گمن کی نماز میں سجدے میں پھونک ماری

۱۲ - بَابُ مَا يَحُوزُ مِنَ الْبَصَاقِ  
وَالنَّفْخِ فِي الصَّلَاةِ وَيَذْكُرُ عَنْ عَنْدِ  
اللَّهِ بْنِ عَمْرِو: نَفْخَ النَّبِيِّ ﷺ فِي  
سُجُودِهِ فِي كُسُوفِ

**لَشَرِيفِ حَرْجَ** یعنی ایسے صاف طور پر اف نکال کہ جس سے ف پوری اور لمبی آواز سے ظاہر ہوئی۔ ابن بطال نے کہا کہ نماز میں تھوک ذاتے کے جواز پر علماء نے اتفاق کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پھونک مارنا بھی جائز ہے کیونکہ ان دونوں میں فرق نہیں

ہے۔ ابن دقیق نے کماکہ نماز میں پھونک مارنے کو اس لئے مسئلہ نماز کہتے ہیں کہ وہ کلام کے مشابہ ہے اور یہ بات مردود ہے کیونکہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نماز میں پھونک ماری (صحیح الباری)

(۱۲۱۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے جملہ بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے نافع نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وفعہ مسجد میں قبلہ کی طرف رہنٹ دیکھی۔ آپ مسجد میں موجود لوگوں پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے ہے اس لئے نماز میں تھوکانہ کرو، یا یہ فرمایا کہ رہنٹ نہ نکال کرو۔ پھر آپ اترے اور خود ہی اپنے ہاتھ سے اسے کھرج ڈالا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب کسی کو تھوکناہی ضروری ہو تو اپنی بائیں طرف تھوک لے۔

۱۲۱۳ - حدَّثَنَا مُسْلِيْمًا ثُنَّا حَنْبَلٌ حَدَّثَنَا حَمَّادًا عَنْ أَيُوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نَخَامَةً فِي قَبْلَةِ الْمَسْجِدِ، فَعَيْنَطَ عَلَى أَهْلِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يَقِيلُ أَخْدُكُمْ، فَإِذَا كَانَ فِي صَلَاةٍ فَلَا يَبْرُقُنَّ - أَوْ قَالَ: لَا يَتَخَمُنُ)) - فَمَنْ تَرَلَ فَعَتَهَا بَيْدِفُ). وَقَالَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِذَا بَرَقَ أَخْدُكُمْ فَلَيَبْرُقُنَّ عَلَى يَسَارِهِ.

[راجح: ۴۰۶]

**شیخ** اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کام کو دیکھ کر تمام جماعت پر ناراض ہونا جائز ہے تاکہ سب کو تینی ہو اور آئندہ کے لئے اس کا لحاظ رکھیں۔ نماز میں قبلہ کی طرف تھوکنے سے منع فرمایا۔ نہ کہ مطلق تھوک ڈالنے سے بلکہ اپنے پاؤں کے نیچے تھوکنے کی اجازت فرمائی جیسا کہ اگلی حدیث میں مذکور ہے۔ جب تھوک مسجد میں پختہ فرش ہونے کی وجہ سے دفن نہ ہو سکے تو روماں میں تھوکنا چاہئے۔ پھونک مارنا بھی کسی شدید ضرورت کے تحت جائز ہے بلا ضرورت پھونک مارنا نماز میں خشوع کے خلاف ہے۔

(۱۲۱۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کماکہ ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، انہوں نے کماکہ میں نے قادہ سے نا، وہ انس بن مالکؓ سے روایت کرتے تھے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ اس لئے اس کو سامنے نہ تھوکنا چاہئے اور نہ دائیں طرف البتہ دائیں طرف اپنے قدم کے نیچے تھوک لے۔

۱۲۱۴ - حدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا غَنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَعَادَةَ عَنْ أَنْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَلِإِنَّهُ يَنْاجِي رَبَّهُ، فَلَا يَبْرُقُنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمْنِيهِ، وَلَكِنْ عَنْ شِمَاءِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ أَيْسَرَى)).

[راجح: ۲۴۱]

باب اگر کوئی مرد مسئلہ نہ جانے کی وجہ سے نماز میں دستک دے تو اس کی نماز فالسد نہ ہوگی۔

اس باب میں سهل بن سعدؓ کی ایک روایت نبی کرم ﷺ سے ہے

۱۳ - بَابُ مَنْ صَفَقَ جَاهِلًا مِنَ الرِّجَالِ فِي صَلَاةِهِ لَمْ تَفْسَدْ صَلَاةُهُ فِيهِ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(جو اپر گزہ جی ہے اور آگے بھی آئے گی)

باب اس بارے میں کہ اگر نمازی سے کوئی کہے کہ آگے  
بڑھ جایا ٹھہر جا اور وہ آگے بڑھ جائے یا ٹھہر جائے تو کوئی  
قباحت نہیں ہے۔

(۱۲۵) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا کہ ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ابو حازم نے، ان کو سمل بن سعد بن شہر نے بتالیا کہ لوگ بنی کشمیں لِشَّيْخِهِ کے ساتھ نماز اس طرح پڑھتے کہ تبند چھوٹے ہونے کی وجہ سے انہیں اپنی گردنوں سے باندھے رکھتے اور عورتوں کو (جو مردوں کے پیچے جماعت میں شریک رہتی تھیں) کہ دیا جاتا کہ جب تک مرد پوری طرح سمٹ کرنا ہے جیسے جائیں تم اپنے سر (جبدے سے) جلوسا۔) [راجع: ۳۶۲]

لِشَّيْخِ امام نماز میں بھول جائے یا کسی دیگر ضروری امر پر امام کو آگاہ کرنا ہو تو مرد سمجھان اللہ کیسیں اور عورت تالیاں جیسیں اگر کسی مرد نے نادانی کی وجہ سے تالیاں جیسیں تو اس کی نماز نہیں نوئے گی۔ چنانچہ سمل کی حدیث میں جو دو بابوں کے بعد آرہی ہے کہ صحابہ نے نادانی کی وجہ سے ایسا کیا اور آپ نے ان کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں فرمایا۔ حدیث اور باب میں یوں مطابقت ہوئی کہ یہ بات عورتوں کو حالت نماز میں کسی گھنی یا نماز سے پہلے۔ شق اول میں معلوم ہوا کہ نمازی کو مخاطب کرنا اور نمازی کے لئے کسی کا انتظار کرنا جائز ہے اور شق ثانی میں معلوم ہوا کہ نماز میں انتظار کرنا جائز ہے۔ حضرت امام بخاریؓ کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ کسی کا انتظار اگر شری ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں (فتح الباری)

### باب نماز میں سلام کا جواب (زبان سے)

نہ دے

(۱۲۶) ہم سے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا، ان سے اُمش نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ (ابتداء اسلام میں) انی کسی کشمیں لِشَّيْخِ جب نماز میں ہوتے تو میں آپ کو سلام کرتا تو آپ جواب دیتے تھے۔ مگر جب ہم (جہش سے جہش کی تھی) واپس آئے تو میں نے (پہلے کی طرح نماز میں) سلام کیا۔ مگر آپ نے کوئی جواب نہیں دیا (کیونکہ اب نماز میں بات چیت وغیرہ کی ممانعت نازل ہو گئی تھی) اور فرمایا کہ نماز میں بات چیت وغیرہ کی مشغولیت ہوتی ہے۔

۱۴- بَابُ إِذَا قِيلَ لِلْمُصْلِي:  
تَقْدِمُ أَوْ اتَّهَىْ فَأَنْتَرَ -  
فَلَا بِأَسْ

۱۲۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفِيَّانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ النَّاسُ يَصْلُوُنَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُمْ عَاقِلُوْنَ أَزْرِهِمْ مِنَ الصَّفَرِ عَلَى رِقَابِهِمْ، فَقَبِيلٌ لِلنِّسَاءِ: لَا تَرْفَعْنَ رُؤُسَكُنْ حَتَّى يَسْتَوِي الرِّجَالُ جَلُوْسًا)). [راجع: ۳۶۲]

### ۱۵- بَابُ لَا يَرْدُ السَّلَامُ فِي

الصَّلَاةِ

۱۲۱۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضِيلٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: ((كَتَّ أَسْلَمٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَبِيلٌ عَلَى، فَلَمَّا رَجَعْنَا مَسْلَمٌ عَلَيْهِ قَلْمَنْ بَرْدٌ عَلَى وَقَالَ: ((إِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشَفَلًا)).

[راجع: ۱۱۹۹]

**لشیخ** علماً کا اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سعید بھٹکی یہ واپسی کہ شریف کو تھی یا مدد نورہ کو۔ حافظ نے صحیح الباری میں اسے ترجیح دی ہے کہ مدد نورہ کو تھی جس طرح پلے گزر چکا ہے اور جب یہ واپس ہوئے تو آپ مسجد بدر کی روانی کے لئے تیاری فوارہ ہے تھے۔ اگلی حدیث سے بھی اسی تائید ہوتی ہے کہ نماز کے اندر کلام کرنا مدد نورہ میں حرام ہوا۔ کیونکہ حضرت جابر النصاری مدد نورہ شریف کے باشدے تھے۔

(۷۲۱) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے کثیر بن شنطیر نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی ایک ضرورت کے لئے (غزوہ نبی مصطفیٰ میں) بھیجا۔ میں جا کر واپس آیا، میں نے کام پورا کر دیا تھا۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو سلام کیا۔ لیکن آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میرے دل میں اللہ جانے کی بات آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر اس لئے خفا ہیں کہ میں دیر سے آیا ہوں۔ میں نے پھر دوبارہ سلام کیا اور جب اس مرتبہ بھی آپ نے کوئی جواب نہ دیا تو اب میرے دل میں پلے سے بھی زیادہ خیال آیا۔ پھر میں نے (تمیری مرتبہ) سلام کیا اور اب آپ نے جواب دیا اور فرمایا کہ پلے جو دوبار میں نے جواب نہ دیا تو اس وجہ سے تھا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور آپ اس وقت اپنی اوٹنی پر تھے اور اس کا رخ قبلہ کی طرف نہ تھا بلکہ دوسرا طرف تھا۔

**لشیخ** مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ غزوہ نبی مصطفیٰ میں تھا۔ اور مسلم یہ کی روایت میں یہ بھی وضاحت ہے کہ آپ نے ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا اور جابر بھٹک کا مفہوم و متفکر ہونا اس لئے تھا کہ انہوں نے یہ نہ سمجھا کہ یہ اشارہ سلام کا جواب ہے۔ کیونکہ پلے زبان سے سلام کا جواب دیتے تھے نہ کہ اشارہ سے۔

### باب نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

(۷۲۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ابو حازم سلمہ بن عمار نے اور ان سے سلیمان بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ

۱۲۱۷ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرْ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْ أَنْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ شِنْطَيْرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((عَنِي رَسُولُ اللَّهِ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَانْطَلَقَ، ثُمَّ رَجَعَتْ وَقَدْ قَضَيْتَهَا، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدْ عَلَيَّ، فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مَا إِلَهٌ أَعْلَمُ بِهِ، فَقُلْتُ فِي نَفْسِي: لَعْنَ رَسُولِ اللَّهِ وَجَدَ عَلَيَّ أَنِّي أَبْطَأَ عَلَيْهِ ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدْ عَلَيَّ، فَوَقَعَ فِي قَلْبِي أَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْأُولَى. ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَ عَلَيَّ وَقَالَ: ((إِنَّمَا مَنْعِنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ أَنِّي كُنْتُ أَصْنَلُ)). وَكَانَ عَلَى رَاحِلَيْهِ مَتَوَجِّهًا إِلَى غَيْرِ الْأَقْبَلَةِ)).

**لشیخ** مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ غزوہ نبی مصطفیٰ میں تھا۔ اور مسلم یہ کی روایت میں یہ بھی وضاحت ہے کہ آپ نے ہاتھ لام فرینزل بہ

۱۲۱۸ - حَدَّثَنَا قَتِيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْغَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((بَلَغَ رَسُولُ اللَّهِ

علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ قباء کے قبلہ بنو عمرو بن عوف میں کوئی جگڑا ہو گیا ہے۔ اس لئے آپؐ کئی اصحاب کو ساتھ لے کر ان میں ملاپ کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں آپؐ صلح صفائی کے لئے ٹھہر گئے۔ ادھر نماز کا وقت ہو گیا تو بلالؓ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آئے اور نماز کا وقت ہو گیا، تو کیا آپؐ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے؟ آپؐ نے جواب دیا کہ ہاں اگر تم چاہتے ہو تو پڑھا دوں گا۔ چنانچہ بلالؓ نے بھیکر کی اور ابو بکر نے آگے بڑھ کر نیت باندھ لی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور صفوون سے گزرتے ہوئے آپؐ پہلی صاف میں آکھڑے ہوئے، لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنے شروع کر دیئے۔ (سلیٰ نے کہا تصفیح کے معنی تصفیح کے ہیں) آپؐ نے بیان کیا کہ ابو بکر بنی نصر نماز میں کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ لیکن جب لوگوں نے بہت دشکنیں دیں تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے ابو بکر کو نماز پڑھانے کے لئے کہا۔ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ انداز کر لیا اور پھر ائمہ پاؤں پیچھے کی طرف چلے آئے اور صاف میں کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ لوگو! یہ کیا بات ہے کہ جب نماز میں کوئی بات پیش آتی ہے تو تم تالیاں بجائے لگتے ہو۔ یہ مسئلہ تو عورتوں کے لئے ہے۔ تمہیں آگر نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو سبحان اللہ کما کرو۔ اس کے بعد آپؐ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ابو بکر! میرے کہنے کے باوجود تم نے نماز کیوں نہیں پڑھائی؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کو زیب نہیں دیتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں نماز پڑھائے۔

آن بنی عمر و بن عوف بقباء کان بنینہم شیء، فَخَرَجَ يُصلِحُ بَيْتَهُمْ فِي أَنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ، فَجِئَ رَسُولُ اللَّهِ وَحَانَتِ الصَّلَاةُ، فَجَاءَ بِلَالٌ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَدْ حَسِنَ وَقَدْ حَانَتِ الصَّلَاةُ، فَهَلْ لَكَ أَنْ تَوْمِمَ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ. فَأَقَامَ بِلَالٌ الصَّلَاةَ وَتَقَدَّمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَكَبَرَ لِلنَّاسِ، وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ يَمْشِي فِي الصُّفُوفِ يَسْقُفُ شَفَاعَتِي قَامَ مِنِ الصَّفَّ، فَأَخَذَ النَّاسَ فِي التَّصْفِيفِ - قَالَ سَهْلٌ: التَّصْفِيفُ هُوَ التَّصْفِيفُ - قَالَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاةِهِ، فَلَمَّا أَكْتَرَ النَّاسُ التَّفَتُ، فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ، فَأَشَارَ إِلَيْهِ يَأْمُرُهُ أَنْ يُصَلِّيَ، فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدَيْهِ فَجَمِدَ اللَّهُ، ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْفَرِي وَرَاءَهُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفَّ، وَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ فَصَلَّى لِلنَّاسِ. فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسَ فَقَالَ: (يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا لَكُمْ حِينَ نَابَكُمْ شَيْءٌ فِي الصَّلَاةِ أَخْذَتُمُ بِالْتَّصْفِيفِ، إِنَّمَا التَّصْفِيفُ لِلنَّسَاءِ. مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلَاةِهِ فَلَيَقْلُ سَبْخَانَ اللَّهِ). ثُمَّ أَنْفَتَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: (يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّي لِلنَّاسِ حِينَ أَنْزَلْتَ إِلَيْكَ؟) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا كَانَ يَشْغُلُ لَابْنِ أَبِي فَعَادَةَ أَنْ يُصَلِّي بَيْنَ

**لشیخ** [یہدیٰ رسول اللہ ﷺ]). [راجع: ۶۸۴] حضرت ابو بکر رضیو نے رب کے سامنے ہاتھوں کو اٹھا کر الحمد للہ کہا۔ سو اگر اس میں کچھ ہرج ہوتا تو آپ ضرور منع فرمادیتے اور اس سے حدیث کی مناسبت باب سے ظاہر ہوئی۔

### باب نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا کیسے ہے؟

(۱۲۱۹) ہم سے ابو الشعنان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرن نے اور ان سے ابو ہریرہ بن ٹھوف نے کہ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے سے منع کیا گیا تھا۔ ہشام اور ابوہلال محمد بن سلیم نے، ابن سیرن سے اس حدیث کو روایت کیا، ان سے ابو ہریرہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

(۱۲۲۰) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید بن علی، سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان فردوسی نے بیان کیا۔ ان سے محمد بن سیرن نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ بن ٹھوف نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

**لشیخ** [یعنی کوکھ پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا۔ حکمت اس میں یہ ہے کہ الجیس اسی حالت میں آسمان سے اتا را گیا اور یہود اکثر ایسا کیا کرتے تھے یادو زندگی اسی طرح راحت لیں گے۔ اس لئے اس سے منع کیا گیا یہ ملکبوروں کی بھی علامت ہے۔

### باب آدمی نماز میں کسی بات کا فکر کرے

#### تو کیا ہے؟

اور حضرت عمر بن ٹھوف نے کہا کہ میں نماز پڑھتا ہوں اور نماز ہی میں جلوسی و اتنا فی الصلاۃ

**لشیخ** [باب کا مقصد یہ ہے کہ نماز میں کچھ سوچنے سے نماز باطل نہ ہو گی کیونکہ اس سے پتا دشوار ہے پھر اگر سوچنا دین اور آختر سے مغلظ ہو تو خفیہ بات ہے اور اگر دنیاوی کام ہو تو بت بھاری ہے۔ علماء رحمہم اللہ نے اس نمازی کو جس کا نماز میں دنیاوی امور پر دھیان ہو اور اللہ سے غافل ہو ایسے غص کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو کسی بلو شہ کے سامنے بطور تحفہ ایک مری ہوئی لوٹی پیش کرے۔ ظاہر ہے کہ بلو شہ اس تحفے سے انتہائی ہاوش ہو گا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ -

بر زبانِ تسبیح و دل درِ گھاؤ خر

ایں چنیں تسبیح کے دارو اڑ

یعنی جب زبان پر تسبیح جاری ہو اور دل گھر کے جانوروں کا یوں اور گدھوں میں لگا ہوا ہو تو اسی تسبیح کیا اڑ پیدا کر سکتی ہے۔

### ۱۷- بابُ الخصْرِ فِي الصَّلَاةِ

۱۲۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو الْعَفْنَانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ حُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَهَىٰ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلَاةِ)). وَقَالَ هِشَامٌ وَأَبُو هِلَالٍ عَنْ أَبِيهِ سَبِيلِيْنَ عَنْ أَبِيهِ حُرَيْثَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [طرفہ فی : ۱۲۲۰].

۱۲۲۰- حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلَيْ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِيهِ حُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَهَىٰ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُصْلِيَ الرَّجُلُ مُتَخَصِّصًا)).

[راجع: ۱۲۱۹]

**لشیخ** [کرتے تھے یادو زندگی اسی طرح راحت لیں گے۔ اس لئے اس سے منع کیا گیا یہ ملکبوروں کی بھی علامت ہے۔

### ۱۸- بابُ يُفْكِرُ الرَّجُلُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ

وَقَالَ عَمْرُو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنِّي لِاجْهَزْ جِئْشِي وَأَتَأَ فِي الصَّلَاةِ

حضرت عمرؓ کے اثر ذکور کو ابن الی شیبہ نے باتفاق صحیح روایت کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کو اللہ نے اپنے دین کی خدمت و فرست کیلئے پیدا فرمایا تھا۔ ان کو نماز میں بھی وہی خیالات و امن گیر رہتے تھے، نماز میں جادا کے لئے فوج کشی اور جنگی تدابیر سوچتے تھے جو کہ نماز نفس اور شیطان کے ساتھ جادا ہے اور ان حربی تدابیر کو سوچنا بھی از قسم جادا ہے اللہ امجد نماز نہیں۔ (حوالی سلفیہ، پ: ۵/ م: ۳۲۳)

(۱۲۲۱) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے روح بن عبادہ نے، کہا کہ ہم سے عمر نے جو سعید کے بیٹے ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے ابن الی ملیکہ نے خبر دی عقبہ بن حارثؓ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی۔ آپ سلام پھیرتے ہی بڑی تیزی سے اٹھے اور اپنی ایک یہوی کے جھروں میں تشریف لے گئے، پھر باہر تشریف لائے۔ آپ نے اپنی جلدی پر اس تجھب و حیرت کو محسوس کیا جو صحابہ کے چروں سے ظاہر ہوا رہا تھا، اس لئے آپ نے فرمایا کہ نماز میں مجھے سونے کا ایک ڈلایاد آگیا جو ہمارے پاس تقسیم سے باقی رہ گیا تھا۔ مجھے برا معلوم ہوا کہ ہمارے پاس وہ شام تک یا رات تک رہ جائے۔ اس لئے میں نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔

نماز میں آخر پر فرمایا کو سونے کا وہ بتایا ڈل اس تقسیم کے لئے یاد آگیا بیس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

(۱۲۲۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یسٹ نے، ان سے جعفر بن ربیعہ نے اور ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھے موڑ کر ریاح خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے۔ جب موذن چپ ہو جاتا ہے تو مردود پھر آ جاتا ہے اور جب جماعت کھڑی ہونے لگتی ہے (اور عکسیر کی جاتی ہے) تو پھر بھاگ جاتا ہے۔ لیکن جب موذن چپ ہو جاتا ہے تو پھر آ جاتا ہے اور آدمی کے دل میں برا بر و ساویں پیدا کرتا رہتا ہے۔ کہتا ہے کہ (فلان فلاں بات) یاد کر۔ کم بخت وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو اس نمازی کے ذہن میں بھی نہ تھیں۔ اس طرح نمازی کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے کہا کہ جب

۱۲۲۱ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُنْصُرٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ هُوَ أَبُنْ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُنْ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَفْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعَصْرَ لَلَّمَّا سَلَّمَ قَامَ سَرِيعًا وَدَخَلَ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ، ثُمَّ خَرَجَ وَرَأَى مَا فِي وُجُوهِ النَّقْوَمِ مِنْ تَعْجِبٍ لِسُرْعَتِهِ فَقَالَ: ((ذَكَرْتُ - وَأَنَا فِي الصَّلَاةِ - تَبَرَا عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يُنْسِيَ - أَوْ يَبْيَسْتَ - عِنْدَنَا، فَأَمْرَتُ بِيَقْسِمَتِهِ)). [راجح: ۸۵۱]

۱۲۲۲ - حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْلَّبِثُ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ الْأَغْرَجِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا أَذْنَ بِالصَّلَاةِ أَذْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضَرَاطٌ حَتَّى لا يَسْمَعَ التَّاذِينَ، فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤْذِنُ أَقْبَلَ، فَإِذَا ثُوبَ أَذْبَرَ، فَإِذَا سَكَتَ أَقْبَلَ، فَلَا يَزَالُ بِالْمُرْءِ يَقُولُ لَهُ اذْكُرْ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرْ حَتَّى لا يَذْرِي كَمْ صَلَّى)). قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنَ عَنْدِ الرُّحْمَنِ: إِذَا فَقَلَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلَيَسْنَحْدُ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ قَاعِدٌ

وَسَمْعَةُ أَبُو سَلَمَةَ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ . [رَاجِعٌ : ٦٠٨]

علوم ہوا کہ نماز میں شیطان وساوس کے لئے پوری کوشش کرتا ہے، اس نے اس بارے میں انسان مجبور ہے۔ پس جب نماز کے اندر شیطانی وساوس کی وجہ سے یہ نہ معلوم رہے کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکا ہوں تو یقین پر بنا رکھے، اگر اس کے فہم میں نماز پوری نہ ہو تو پوری کر کے سو کے دو بھرے کر لے۔ (قطلانی)

(۱۲۲۳) ہم سے محمد بن شیعی نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے کہا کہ مجھے ابن ابی ذائب نے خبر دی، انسیں سعید مقبری نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کمالوگ کہتے ہیں کہ ابو ہریرہ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتا ہے (اور حال یہ ہے کہ) میں ایک شخص سے ایک مرتبہ ملا اور اس سے میں نے (بطور امتحان) دریافت کیا کہ گذشتہ رات نبی کرم ﷺ نے عشاء میں کون کون سی سورتیں پڑھی تھیں؟ اس نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ میں نے پوچھا کہ تم نماز میں شریک تھے؟ کہا کہ ہاں شریک تھا۔ میں نے کہا لیکن مجھے تو یاد ہے کہ آپ نے فلاں فلاں سورتیں پڑھی تھیں۔

١٢٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّمْشَى قَالَ حَدَّثَنَا عُفَيْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ((يَقُولُ النَّاسُ: أَكْثَرُ أَبْوَهُرَيْرَةَ، فَلَقِيتُ رَجُلًا فَقُلْتُ: يَمْ قَرَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَارِحَةَ فِي الْعَمَّةِ؟ فَقَالَ: لَا أَذْرِي، فَقُلْتُ: لَمْ تَشْهَدْهَا؟ قَالَ: بَلَى، فَقُلْتُ: لَكِنْ أَنَا أَذْرِي، قَرَا سُورَةَ كَلَّا وَكَلَّا)).

اس روایت میں ابو ہریرہؓ نے اس کی وجہ بتائی ہے کہ میں احادیث دوسرے بہت سے صحابے کے مقابلے میں زیادہ کیوں بیان کرتا ہوں۔ ان کے کنے کا مطلب یہ ہے کہ میں آپؐ کی باتوں کو اور دوسرے اعمال کو یاد رکھنے کی کوشش دوسروں کے مقابلے میں زیادہ کرتا تھا۔ ایک روایت میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں ہر دقت آنحضرتؐ کے ساتھ رہتا تھا، میرے اہل و عیال نہیں تھے، کھانے کلانے کی فکر نہیں تھی "صفہ" میں رہنے والے غریب صحابہ کے ساتھ مسجد بنوی میں دن گزرتا تھا اور آنحضرتؐ کا ساتھ نہیں چھوڑتا تھا۔ اس لئے میں نے احادیث آپؐ سے زیادہ سنیں اور چونکہ محفوظ بھی رکھیں اس لئے انہیں بیان کرتا ہوں۔ یہ حدیث کتاب الحلم میں پہلے بھی آچکی ہے۔ وہیں اس کی بحث کا موقع بھی تھا۔ ان احادیث کو امام بخاریؐ نے ایک خاص عنوان کے تحت اس لئے جمع کیا ہے کہ وہ چنانچاہتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے کسی چیز کا خیال آنے یا کچھ سوچنے سے نماز نہیں ٹوٹی۔ خیالات اور تکھرات ایسی چیزیں ہیں جن سے پچھا ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن حالات اور خیالات کی نوعیت کے فرق کا یہاں بھی لحاظ ضرور ہو گا۔ اگر امور آختر کے متعلق خیالات نماز میں آئیں تو وہ دنیاوی امور کی بہ نسبت نماز کی خوبیوں پر کم اثر انداز ہو گئے (تفصیل البخاری) باب اور حدیث میں مطابقت یہ ہے کہ وہ حکایت نماز میں اور خطرات میں مستقر رہتا تھا۔ پھر بھی وہ اعادہ صلوٰۃ کے ساتھ مامور نہیں ہوا۔

## ۲۲۔ کتاب السهو

### سهو کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱ - بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّهْوِ إِذَا قَامَ  
مِنْ رَكْعَتِي الْفَرِيضَةِ  
بَابُ أَنْجَارِ رُكْعَتِ نَمَازٍ مِّنْ سِلَاقِهِ نَهَى كَرَهَ اَوْ بَحْوَلَهُ  
سَهْوٌ كَهْرًا هُوَ تَسْجِدَهُ سُوكَرَهُ

**الشیخ** سو بھول چوک سے ہونے والی غفلتوں کو کہتے ہیں۔ اس کے بارے میں علمائے مذاہب کا اختلاف ہے۔ شافعیہ کے نزدیک سو کے سارے بھرے صنون ہیں اور مالکیہ خاص نقصان کے حجود سو کو واجب کہتے ہیں اور حنبلہ ارکان کے سوا اور واجبات کے ترک پر واجب کہتے ہیں اور سنن قولیہ کے ترک پر غیر واجب نیز ایسے قول یا فعل کے زیادہ پر واجب جانتے ہیں جس کے عدم کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور حنفیہ کے ہاں سو کے سب بھرے واجب ہیں (فتح الباری) بھول چوک انسانی نظرت میں داخل ہے اس لئے نماز میں سو کے مسائل کا بیان کرنا ضروری ہوا۔

جعہ المند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ومن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما إذا قصر الإنسان في صلوته ان يسجد سجدين تدارك لما فرط فيه شبه القضاة وبشه الكفاره والمواضع التي ظهر فيها النص اربعه الاول قوله صلى الله عليه وسلم اذا شك احدكم في صلوته ولم يدركه على ثلثا او اربعاء فليطرح الشك ولين على ما استيق ثم يسجد سجدين قبل ان يسلم الخ عن أبي هريرة نے اس صورت میں کہ انسان اپنی نماز میں کوئی قصور کرے تو بھرے کرنے کا حکم دیتا کہ اس کو تائیں کی تلائی ہو جائے۔ ہیں اس کو قضا کے ساتھ بھی مناسب ہے اور کفارہ کے ساتھ بھی اور وہ مواضع جن میں نص حدیث سے بھرہ کرنا ثابت ہے چار ہیں۔ اول یہ کہ عن سعید نے فرمایا جب تم میں کوئی نماز میں شک کرے اور نہ جانے تین یا چار کتنی رکعتاں پڑھی ہیں تو وہ شک دور کر کے 'جس مقدار پر تھیں' ہو سکے اس پر نماز کی بنाकر لے۔ پھر سلام پھر نے سے پھٹر دو بھرے کر لے۔ پس اگر اس نے پانچ رکعتاں پڑھی ہیں تو وہ ان دو بھدوں سے اس کو شفع کر لے گا اور اس نے پڑھ کر چار کو پورا کیا ہے تو یہ دونوں بھرے شیطان کے لئے سرزنش ہوں گے اور نیکی میں زیادتی ہو گی اور رکوع و سجود میں شک کرنا بھی اسی قسم سے ہے۔ (جعہ اللہ البان)

۱۲۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ (۱۲۲۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسیں نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی، انسیں ابن شاہب نے، انسیں عبد الرحمن قال: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنْسٍ عَنْ أَبْنِ

اعرج نے اور ان سے عبد اللہ بن بھینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی (چار رکعت) نماز کی دو رکعت پڑھانے کے بعد (قدہ تشدید کے بغیر) کھڑے ہو گئے پسلاقدہ نہیں کیا۔ اس لئے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ نماز پوری کرچکے تو ہم سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن آپ نے سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور سلام ہی سے پہلے دو سجدے بیٹھے کئے پھر سلام پھیرا۔

(۱۲۲۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں حبی بن سعید النصاری نے خبر دی، انہیں عبدالرحمن اعرج نے خبر دی اور ان سے عبد اللہ بن بھینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی دو رکعت پڑھنے کے بعد بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے اور قده اولی نہیں کیا۔ جب نماز پوری کرچکے تو دو سجدے کئے۔ پھر ان کے بعد سلام پھیرا۔

شہاب عن عبد الرحمن الأعرج عن عبد الله بن بختة رضي الله عنه أنه قال: ((صلى لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ركعتين من بعض الصلوات، ثم قام فلم يجلس، فقام الناس معاً. فلما قضى صلاتة ونظرنا تسلية ما قبل التسلية فسجدت سجدة و هو جالس، ثم سلم)). [راجع: ۸۲۹]

۱۲۲۵ - حدثنا عبد الله بن يوسف قال أخبرنا مالك عن يحيى بن سعيد عن عبد الرحمن الأعرج عن يحيى بن عبد الله ابن بختة رضي الله عنه أنه قال: ((إن رسول الله صلى الله على قدميه قام من التسلية من الظهر لم يجلس بينهما. فلما قضى صلاتة سجدة سجدة، ثم سلم بعد ذلك)). [راجع: ۸۲۹]

اس میں ان پر رو ہے جو کہتے ہیں کہ سو کے سب سجدے سلام کے بعد ہیں۔ (فتح الباری)

## باب اگر کسی نے پانچ رکعت نماز پڑھ لی تو کیا کرے؟

### ۲- بَابُ إِذَا صَلَّى خَمْسًا

**لشیخ** شاید مقصود امام بخاری کا یہ ہے کہ اگر نماز میں کوئی بات رہ جائے تو سلام سے پہلے سجدہ سو کرے جس طرح کہ پورا اور گزر اور اگر نماز میں کچھ زیادتی ہو جائے جس طرح کہ اس باب کی حدیث میں ہے تو سلام کے بعد سجدہ سو کرے۔ مرنی، مالک، ابو ثور اسی کے قائل ہیں۔ این عبدالبرئے بھی اس قول کو اولیٰ بتلایا ہے اور حنفیہ اگرچہ سلام سے پہلے سجدہ سو کرنا اولیٰ نہیں کہتے لیکن جواز کے وہ بھی قائل ہیں۔ صاحب بدایہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ خطابی نے کہا کہ زیارت اور نقصان کا فرق کرنا یہ چند اس صحیح نہیں کیونکہ ذوالدین کی حدیث میں باوجود نقصان کے سجدے سلام کے بعد کہے۔ بعض علماء نے کہا کہ امام احمد کا طریقہ سب سے اقویٰ ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہر ایک حدیث کو اس کے محل میں استعمال کرنا چاہئے اور جس صورت میں کوئی حدیث وارد نہیں ہوئی اس میں سلام سے پہلے سجدہ سو کرے۔ اور اگر رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث مروی نہ ہوتی تو میرے نزدیک سب سجدے سلام سے پہلے ہوتے۔ کیونکہ یہ بھی شان نماز سے ہیں۔ پس ان کا بحال اسلام سے پہلے ٹھیک ہے۔ (فتح)

(۱۲۲۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابراہیم نجحی نے، ان سے علقہ نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود بن عثیم نے کہ رسول اللہ ﷺ نے طہر میں پانچ

۱۲۲۶ - حدثنا أبو الوليد حدثنا شعبة عن الحكم عن إبراهيم عن علقمة عن عبد الله رضي الله عنه أن رسول الله

رکعت پڑھ لیں۔ اس لئے آپ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز کی رکعتیں زیادہ ہو گئی ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہے؟ کہنے والے نے کہا کہ آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ اس پر آپ نے سلام کے بعد دو بحمد کئے۔

باب دور رکعتیں یا تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھر دے  
تو نماز کے سجدوں کی طرح یا ان سے لمبے سوکے  
دو سجدے کرے۔

(۱۲۲۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ نے ظہرا عصر کی نماز پڑھائی جب آپ نے سلام پھیر دی تو ذوالیدین کہنے لگا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا نماز کی رکعتیں گھٹ گئی ہیں؟ (کیونکہ آپ نے بھول کر صرف دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تھا) نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے دریافت کیا کہ کیا یہ صحیح کہتے ہیں؟ محلب نے کہا ہے، اس نے صحیح کہا ہے۔ تب نبی کریم ﷺ نے دور رکعت اور پڑھائیں پھر دو سجدے کئے۔ سعد نے بیان کیا کہ عروہ بن زبیر کو میں نے دیکھا کہ آپ نے مغرب کی دور رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور باتیں بھی کیں۔ پھر یاقی ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کئے اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔

باب سوکے سجدوں کے بعد  
پھر تشدید نہ پڑھے۔

اور حضرت انسؓ اور حسن بصریؓ نے سلام پھیرا (یعنی سجدہ سوکے بعد) اور تشدید نہیں پڑھا اور قادہ نے کہا کہ تشدید نہ پڑھے۔

(۱۲۲۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک بن انس نے خبر دی، انسیں ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی نے خبر دی، انیں محمد بن سیرین نے اور انیں حضرت ابو ہریرہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَمْسًا، فَقَبَّلَ لَهُ أَزِيدٌ فِي الصَّلَاةِ؟ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالَ: ((صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَمْسًا، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ)). [راجح: ۴۰۱]

۳۔ بَابُ إِذَا سَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ أَوْ فِي ثَلَاثَتِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ مِثْلَ سُجُودِ الصَّلَاةِ أَوْ أَطْوَلَ

۱۲۲۷ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الظَّهَرَ - أَوِ الْفَضْرَ - فَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ ذُرُّ الْيَدَيْنِ: الصَّلَاةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَنْقَصَتْ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: ((أَحَقُّ مَا يَقُولُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيَيْنِ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ)) قَالَ سَعْدٌ: وَرَأَيْتُ عَزْرَوَةَ بْنَ الْوَبَّاعِ صَلَّى مِنَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ، فَسَلَّمَ وَتَكَلَّمَ، ثُمَّ صَلَّى مَا يَقْنَى وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ: هَكَذَا فَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ.

۴۔ بَابُ مَنْ لَمْ يَتَشَهَّدْ فِي سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

وَسَلَّمَ أَنْسٌ وَالْحَسَنُ وَلَمْ يَتَشَهَّدَا. وَقَالَ قَادَةُ: لَا يَتَشَهَّدُ

۱۲۲۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنْسٍ عَنْ أَيُوبَ بْنِ أَبِي تَعْبِيَةَ السَّخْتَيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دور رکعت پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوئے تو ذوالیدین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ؟ کیا نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا ذوالیدین سچ کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا جی ہاں! یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور دور رکعت جورہ گئی تھیں ان کو پڑھا، پھر سلام پھیرا، پھر اللہ اکبر کما اور اپنے سجدے کی طرح (یعنی نماز کے معمولی سجدے کی طرح) سجدہ کیا یا اس سے لمبا پھر سرا اٹھایا۔

سیزین عن أبي هريرة رضي الله عنه: ((أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أصرف من اثنين، فقال له ذو الدين أصررت الصلاة أم نسيت يا رسول الله؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ((أصدق ذو الدين؟ فقال الناس: نعم. فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى اثنين آخرتين، ثم سلم، ثم كسر فسجدة مثل سجوده أو أطول، ثم رفع)).

[راجع: ۴۸۲]

**لشیخ** دوسرے مقام پر حضرت امام بخاری نے دوسرا طریق ذکر کیا ہے جس میں دوسرا سجدہ بھی مذکور ہے لیکن تشدہ مذکور نہیں تو معلوم ہوا کہ سجدہ سو کے بعد تشدہ نہیں ہے۔ چنانچہ محمد بن سیرین سے محفوظ ہے اور جس حدیث میں تشدہ مذکور ہے اس کو یقینی اور ابن عبد البر وغیرہ نے ضعیف کہا ہے۔ (خلاصہ فتح الباری)

ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ہذا کہ ہم سے تہذین زید نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن علقہ نے انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن سیرین سے پوچھا کہ کیا سجدہ سو میں تشدہ ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ابو ہریرہ بن التوفی کی حدیث میں تو اس کا ذکر نہیں ہے۔

### باب سو کے سجدوں میں تکمیر کہنا۔

حدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَزَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ قَالَ : ((قُلْتُ لِمُحَمَّدٍ: فِي سَجَدَتِي السَّهْوِ تَشَهَّدُ؟ قَالَ: لَيْسَ فِي حَدِيثٍ أَبِي هَرِيرَةَ)).

### ۵- بَابُ يُكَبِّرُ فِي سَجَدَتِي السَّهْوِ

اس میں اختلاف ہے کہ نماز سے ہلام پھیر کر جب سو کے سجدے کو جائے تو تکمیر تحریکہ کے یا سجدے کی تکمیر کافی ہے۔ تصور کے مزدیک یہ کافی ہے اور احادیث کا ظاہر بھی یہ ہے (فتح الباری)

(۱۲۲۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے زید ان ابراہیم نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ بن التوفی نے بیان کیا کہ نبی کرم سلیمان بن علی نے تیرے پہن دو نمازوں اندر یا عصر میں سے کوئی نماز پڑھی۔ سیرا نقاب گماں یہ ہے کہ وہ عصر یہی کی نماز تھی۔ اس میں آپ نے صرف دو ہی رکعت پر سلام پھیر دیا۔ پھر آپ ایک درخت کے تنے سے جو مسجد کی اگلی صفحہ میں تھا، نیک لٹا کر کھڑے ہو گئے۔ آپ اپنا باتحہ اس پر رکھے ہوئے تھے۔ عاضرین میں ابو بکر اور عمر پرست بھی تھے لیکن انہیں بھی کچھ کرنے کی

حدَّثَنَا يَزِيدٌ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِخْرَى صَلَاتِي الْعَشِيِّ - فَإِنَّ مُحَمَّدًا: وَأَكْبَرُ طَقَّى أَنَّهَا الْعَصْرُ - رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ إِلَى حَشْبَةِ فِي مَقْدَمِ الْمَسْجِدِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا، وَفِيهِمْ أَبُوبَكْرٌ وَعُمَرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَهَاهَا أَنَّ

ہمت نہیں ہوئی۔ جو (جلد باز قسم کے) لوگ نماز پڑھتے ہی مسجد سے نکل جانے کے عادی تھے۔ وہ باہر جا چکے تھے۔ لوگوں نے کہا کیا نماز کی رکعتیں کم ہو گئیں۔ ایک شخص جنہیں نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالیدین کرتے تھے۔ وہ بولے یا رسول اللہ! آپ بھول گئے یا نماز میں کی ہو گئی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کی رکعتیں کم ہوئیں۔ ذوالیدین بولے کہ نہیں آپ بھول گئے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے دور کعت اور پڑھی اور سلام پھیرا پھر تکبیر کی اور معقول کے مطابق یا اس سے بھی طویل سجدہ کیا۔ جب سجدہ سے سراٹھلیا تو پھر تکبیر کی اور پھر تکبیر کہ کر سجدہ میں گئے۔ یہ سجدہ بھی معقول کی طرح یا اس سے طویل تھا۔ اس کے بعد آپ نے سراٹھلیا اور تکبیر کی۔

(۱۲۳۰) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا کہا کہ ہم سے یث بن سعد نے 'ان سے این شاپ نے' ان سے اعرج نے، ان سے عبد اللہ بن بحیۃ اسدی نے جو بنو عبد المطلب کے حلیف تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قعدہ اولیٰ کے بغیر کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ اس وقت آپ کو بیٹھنا چاہئے تھا۔ جب آپ نے نماز پوری کی تو آپ نے بیٹھے بیٹھے ہی سلام سے پہلے دو سجدے سوکے کے اور ہر سجدے میں اللہ اکبر کہا۔ مقتدیوں نے بھی آپ کے ساتھ یہ دو سجدے کئے۔ آپ بیٹھنا بھول گئے تھے، اس لئے یہ سجدے اسی کے بدله میں کئے تھے۔ اس روایت کی متابعت ابن جرجی نے این شاپ سے تکبیر کے ذکر میں کی ہے۔

باب اگر کسی نمازی کو یہ یاد نہ رہے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو وہ سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے ہی دو سجدے کر  
لے

(۱۲۳۱) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے ہشام بن ابی عبد اللہ دستوائی نے بیان کیا، ان سے سیکھیں بن ابی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ

یکلّمَهُ، وَخَرَجَ سَرْغَانُ النَّاسِ، فَقَالُوا: أَقْبَرَتِ الصَّلَاةُ؟ وَرَجُلٌ يَذْعُوُ النَّبِيَّ ﷺ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ: أَنْسَيْتَ أَمْ قَصْرَتْ؟ فَقَالَ: لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تَقْصَرْ: قَالَ: بَلَى فَذَنَبْتَ. فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَكَبَرَ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَكَبَرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَرَ). [راجح: ۴۸۲]

۱۲۳۰ - حَدَّثَنَا قَتْبِيَّةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَحْيَةَ الْأَسْدِيِّ حَلِيفِيَّ بْنِي عَبْدِ الْمُطَلِّبِ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَامَ فِي صَلَاةِ الظَّهِيرَةِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ. فَلَمَّا أَتَمَ صَلَاةَ سَجَدَ سَجَدَتِينِ فَكَبَرَ فِي كُلِّ سَجَدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يَسْلُمَ، وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهُ، مَكَانًا مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ)). تَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ فِي التَّكْبِيرِ.

۶- بَابٌ إِذَا لَمْ يَذْرَكْمُ صَلَّى: ثَلَاثَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ؟ سَجَدَ سَجَدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ

۱۲۳۱ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَّالَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الدَّمْسَوَانِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اذان ہوتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان نہ نئے، جب اذان پوری ہو جاتی ہے تو پھر آ جاتا ہے۔ پھر جب اقامت ہوتی ہے تو پھر بھاگ پڑتا ہے۔ لیکن اقامت ختم ہوتے ہی پھر آ جاتا ہے اور نمازی کے دل میں طرح طرح کے وسو سے ڈالتا ہے اور کرتا ہے کہ فلاں فلاں بات یاد کر۔ اس طرح اسے وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو اس کے ذہن میں نہیں تھیں۔ لیکن دوسرا طرف نمازی کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں اس نے پڑھی ہیں۔ اس لئے اگر کسی کو یہ یاد نہ رہے کہ تین رکعت پڑھیں یا چار تو بیٹھے ہی بیٹھے سو کے وجدے کر لے۔

أَبِي هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا نُوذِيَ بِالصَّلَاةِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَمْ يَرَا طَرْأَطَ حَتَّى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ، فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ، فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ، فَإِذَا قُضِيَ التَّوْبَةُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءَ وَنَفْسِهِ يَقُولُ: إِذْكُرْ كَذَا وَكَذَا - مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظْلَمَ الرَّجُلُ إِنْ يَذْرِي كَمْ صَلَّى. فَإِذَا لَمْ يَذْرِ أَحَدُكُمْ كَمْ صَلَّى - فَلَمَّا أُوْزِيَ - فَلَيْسَنْجَدُ سَجَدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)).

[راجع: ۶۰۸]

**لشیخ** یعنی جس کو اس قدر بے انداز وسو سے پڑتے ہوں اس کے لئے صرف سو کے وجدے کافی ہیں۔ حسن بصری اور سلف کا ایک گروہ اسی طرف گئے ہیں کہ اس حدیث سے کثیر اوصاؤں آدمی مراد ہے اور امام بخاریؓ کے باب سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے (لطامۃ الغزوی) اور امام مالکؓ شافعیؓ اور احمدؓ اس حدیث کو مسلم وغیرہ کی حدیث پر حمل کرتے ہیں جو ابو سعیدؓ سے مردی ہے کہ اگر شک دو یا تین میں ہے تو دو سمجھے اور اگر تین یا چار میں ہے تو تین سمجھے۔ بیکہ کو پڑھ کر سو کے وجدے سلام سے پلے دے دے۔ (نصرالباری، ج: ۱/ ص: ۲۷)

باب سو فرض اور نفل دونوں نمازوں میں کرنا چاہئے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما و تر کے بعد یہ دو سجدے کئے۔

(۱۲۳۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے میان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آکر اس کی نماز میں شہر پیدا کر دیتا ہے پھر اسے یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں۔ تم میں سے جب کسی کو ایسا اتفاق ہو تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔

۷- بَابُ السَّهْوِ فِي الْفَرْضِ وَالتَّطْوِيعِ وَسَجَدَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا سَجَدَتَيْنِ بَعْدَ وِتْرِهِ

۱۲۳۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَذْرِي كَمْ صَلَّى، فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ أَحَدَكُمْ فَلَيْسَنْجَدُ سَجَدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)). [راجع: ۶۰۸]

لَشِّيقَ حَكَمَ عَنْ نَفْلٍ فِي نَفْلٍ نَفْلٍ مِّنْ بَعْدِ فَرْضِ كُلِّ طَهِّ لِمَنْ جَاهَهُ سُوْكَرَنَا جَاهَهُ يَا نَدَّا۔ پھر ابن عباس بن عباد کے فضل اور حدیث مذکور سے ثابت کیا کہ سجدہ سو کرنا چاہئے۔ اس میں ان پر رد ہے جو اس بارے میں فرض اور نفل نمازوں کا امتیاز کرتے ہیں۔

### باب اگر نمازی سے کوئی بات کرے اور وہ سن کر ہاتھ کے اشارے سے جواب دے تو نماز فاسد نہ گی۔

(۱۲۳۳) ہم سے بھی بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، انہیں کیمیر نے، انہیں کربلہ نے کہ ابن عباس، مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن ابی زہرا، بن عائشہ نے انہیں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں بھیجا اور کہا حضرت عائشہؓ نے انہیں سب کا سلام کرنا اور اس کے بعد عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے بارے میں دریافت کرنا، انہیں یہ بھی بتا دینا کہ ہمیں خبر ہوئی ہے کہ آپ یہ دو رکعتیں پڑھتی ہیں۔ حالانکہ ہمیں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان دو رکعتوں سے منع کیا ہے اور ابن عباس بن عائشہ نے کہا کہ میں نے عمر بن خطابؓ کے ساتھ ان رکعتوں کے پڑھنے پر لوگوں کو مارا بھی تھا۔ کربلہ نے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پیغام پہنچایا۔ اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ ام سلمہؓ سے اس کے متعلق دریافت کر۔ چنانچہ میں ان حضرات کی خدمت میں واپس ہوا اور حضرت عائشہؓ نے میں بھیجا انہیں پیغامات کے ساتھ جن مجھے ام سلمہؓ کی خدمت میں بھیجا انہیں پیغامات کے ساتھ جن کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے یہاں بھیجا تھا۔ حضرت ام سلمہؓ نے یہ جواب دیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے روکتے تھے لیکن ایک دن میں نے دیکھا کہ عصر کے بعد آپؐ خود یہ دو رکعتیں پڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد آپؐ میرے گھر تشریف لائے۔ میرے پاس انصار کے قبیلہ بنو حرام کی چند عورتیں پیٹھی ہوئی تھیں۔ اس لئے میں نے ایک باندی کو آپؐ کی خدمت میں بھیجا۔ میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ وہ آپؐ کے بازو میں ہو کر یہ پوچھے کہ ام سلمہؓ کتنی ہیں کہ یا رسول اللہ! آپ تو ان دو

### ۸- بَابُ إِذَا كُلَّمَ وَهُوَ يُصْلَى فَأَشَارَ بِيَدِهِ وَاسْتَمَعَ

۱۲۳۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُونِي عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ كُرَيْبٍ أَنَّ أَبْنَ عَبَّاسَ وَالْمُسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَزْهَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَرْسَلُوهُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالُوا: أَفْرَا غَلَيْهَا السَّلَامُ مِنْ جَمِيعِهِ وَسَلَّمَهَا عَنِ الرَّكْعَيْنِ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَقَلَّ لَهَا: إِنَّا أَخْبَرْنَا أَنَّكِ تُصْلِيهِمَا، وَقَدْ بَلَّغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَا، نَهَا عَنْهَا، وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسَ: وَكُنْتُ أَضْرِبُ النَّاسَ مَعَ عَمْرِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْهَا، فَقَالَ كُرَيْبٌ: فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُونِي، فَقَالَتْ: سَلْ أَمْ سَلَمَةً، فَخَرَجَتْ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا، فَرَدُّوْنِي إِلَى أَمْ سَلَمَةَ بِعِثْلٍ مَا أَرْسَلُونِي بِهِ إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَتْ أَمْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَا عَنْهَا، ثُمَّ رَأَيْتُهُ يَصْلِيهِمَا حِينَ صَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ وَعَنْدِي بِسْنَةٍ مِّنْ تَبَّيْنِ حَرَامٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ: قُوْمِي بِجَنْبِهِ قُولِي لَهُ: تَقُولُ لَكَ أَمْ سَلَمَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَعْتُكَ تَنْهَا عَنْ هَاتِنِ وَأَرَاكَ تُصْلِيهِمَا، فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ

رکعتوں سے منع کیا کرتے تھے ملائکہ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ خود انسیں پڑھتے ہیں۔ اگر آنحضرت ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ کریں تو تم پچھے ہٹ جانا۔ پاندی نے پھر اسی طرح کیا اور آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو پچھے ہٹ گئی۔ پھر جب آپ فارغ ہوئے تو (آپ نے ام سلمہ سے) فرمایا کہ اے ابو امیہ کی بیٹی! تم نے عمر کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا، بات یہ ہے کہ میرے پاس عبدالقیس کے کچھ لوگ آگئے تھے اور ان کے ساتھ بات کرنے میں میں ظہر کے بعد کی دو رکعتیں نہیں پڑھ سکتا تھا سو یہ وہی دور کعت ہیں۔

فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ لِنَعْلَمَ  
بِيَدِهِ، فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ لِنَعْلَمَ، فَأَنَّا  
((يَا بَنَتَ أَبِي أَمِيرَةً، سَأَلْتَ عَنِ الرَّمَعَتَيْنِ  
بَعْدَ الْعَصْرِ، وَإِنَّهُ أَتَانِي نَاسٌ مِّنْ عَنْدِ  
الْقَيْسِ فَشَفَلَوْنِي عَنِ الرَّمَعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ  
بَعْدَ الظَّهَرِ، فَهُمَا هَذَاَنِ)).  
[طرفة في: ٤٣٧٠].

**لَشَيْخ** نمازی سے کوئی بات کرے اور وہ سن کر اشارہ سے کچھ جواب دے وے تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ جیسا کہ خود نبی کرم ﷺ کا جوابی اشارہ اس حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رض کے فعل سے حسب موقع کسی خلاف شریعت کام پر مناسب طور پر مارنا اور بختی سے منع کرنا بھی ثابت ہوا۔

بَابُ نَمَازٍ مِّنْ إِشَارَةِ كَرَنَةٍ يَهُ كَرِيبٌ نَّمَاءُ الْمُؤْمِنِينَ حَضْرَتُ  
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا،  
انہوں نے نبی کریم ﷺ سے

٩- بَابُ الإِشَارَةِ فِي الصَّلَاةِ قَالَ  
كَرِيبٌ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(۱۲۳۳) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یعقوب بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم سلمہ بن دینار نے، ان سے سل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ میں عمرو بن عوف کے لوگوں میں باہم کوئی جھگڑا پیدا ہو گیا ہے تو آپ چند صحابہ رضوان اللہ علیم کے ساتھ ملاپ کرنے کے لئے وہاں تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مشغول ہی تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ اس لئے بلاں رض نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ اور نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ کیا آپ لوگوں کی امانت کریں گے؟ انہوں نے کہا کہ ہم اگر تم چاہو۔ چنانچہ حضرت بلاں رضی اللہ عنہ نے تجھیں کہی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر تجھیں (تجھے) کہی۔ اتنے میں رسول اللہ

١٢٣٤ - حَدَّثَنَا قَتْبَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ  
حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَلَّهُ أَنْ بَنَى  
عَمْرُو بْنَ عَوْفٍ كَانَ يَنْهَمُ شَيْءًا، فَخَرَجَ  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصْلُحُ يَنْهَمَ فِي أَنَّاسٍ مَعَهُ،  
لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَحَادَتِ الصَّلَاةُ،  
فَجَاءَ بِلَّاَنِ إِلَيْ أَبِيهِ بَنْكَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
فَقَالَ: يَا أَبَاهَا بَنْكَرِ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَذَّ  
حَسِنَ، وَقَذَ حَادَتِ الصَّلَاةَ، فَهَلْ لَكَ أَنْ  
تَوْزِّمَ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنْ شِئْتَ. فَأَقَامَ  
بِلَّاَنِ، وَتَقَدَّمَ أَبُوهَنْكَرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَبَرَ

صلی اللہ علیہ وسلم مجھی صفوں سے گزرتے ہوئے پہلی صفح میں اکر کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو آگہ کرنے کے لئے) ہاتھ پر ہاتھ بجانے شروع کر دیے لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف دھیان نہیں دیا کرتے تھے۔ جب لوگوں نے بہت تالیاں بجا سیں تو آپ متوجہ ہوئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں نماز پڑھاتے رہنے کے لئے کہا، اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ کا شکردا کیا اور ائمہ پاؤں پچھے کی طرف آکر صفح میں کھڑے ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ نے فرمایا۔ لوگو! نماز میں ایک امر پیش آیا تو تم لوگ ہاتھ پر ہاتھ کیوں مارنے لگے تھے؟ یہ دستک رینا تو صرف عورتوں کے لئے ہے۔ جس کو نماز میں کوئی حادثہ پیش آئے تو سجان اللہ کے کیونکہ جب بھی کوئی سجان اللہ سے گاہہ ادھر خیال کرے گا اور اے ابو بکر! میرے اشارے کے باوجود تم لوگوں کو نماز کیوں نہیں پڑھاتے رہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بھلا ابو تھفہ کے بیٹی کی کیا جمال تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نماز پڑھائے۔

لِلنَّاسِ، وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ يَعْنَى فِي الصُّورِ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفَّةِ، فَأَخَذَ النَّاسَ فِي الْعَصْفَى، وَكَانَ أَبُوبَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا يَلْتَفِتُ فِي صَلَاتِهِ، فَلَمَّا أَكْتَرَ النَّاسُ الْعَصْفَى، فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ يَعْنَى يَأْمُرُهُ أَنْ يُصَلِّيَ فَرَقَعَ أَبُوبَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَدِيهِ لَحِمَدَ اللَّهِ، وَرَجَعَ الْفَهْرِيُّ / وَرَأْءَةُ حَتَّى قَامَ فِي الصَّفَّةِ، فَتَقْتَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ يَعْنَى فَصَلَى لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ قَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا لَكُمْ حِينَ نَأْكُمْ شَيْءًا فِي الصَّلَاةِ أَعْذَلُنَّمِ فِي الْعَصْفَى؟ إِنَّمَا الْعَصْفَى لِلنِّسَاءِ، مَنْ نَاهَى هُنَّةً فِي صَلَاتِهِ فَلَيَقْلُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ أَخْذَ حِينَ يَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ إِلَّا الصَّفَّةَ. يَا أَيُّهَا الْمُنْكَرُ، مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ لِلنَّاسِ حِينَ أَشْرَتْ إِلَيْكَ؟)) فَقَالَ أَبُوبَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا كَانَ يَنْهَا لَنِّي أَبِي فَحَالَةً أَنْ يُصَلِّيَ هُنَّ يَدِيهِ رَسُولُ اللَّهِ يَعْنَى).

[راجح: ۶۸۴]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خود اشارہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے رہنے کا حکم فرمایا۔ اس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور یہ بھی کہ جب آنحضرت ﷺ نے اپنی حیات مقدسہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب مقرر فرمایا تو بعد وقت شویں آپ کی خلافت بالکل حق بجانب تھی۔ صد افسوس ان لوگوں پر جو آنکھیں بد کر کے محض تعصّب کی بنیاد پر خلافت صدیقی سے بنتے کرتے ہیں۔ اور جمورو امت کا خلاف کر کے معصیت رسول ﷺ کے مرکب ہوتے ہیں۔

(۱۲۳۵) ہم سے بیکی بن سلیمان نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے شام بن عروہ نے، ان سے قاطمہ بنت منذر نے اور ان سے اسماعیل بنت ابی بکر

حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُؤْرِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَ:

بیان نے بیان کیا کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس گئی۔ اس وقت وہ کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں۔ لوگ بھی کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کیا بات ہوئی؟ تو انہوں نے سر سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا کوئی نشانی ہے؟ تو انہوں نے اپنے سر کے اشارے سے کہا کہ ہاں۔

((دَخَلَتْ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ تُصَلِّي قَائِمَةً وَالنَّاسُ قِيَامٌ، فَقَلَّتْ: مَا شَاءَ النَّاسُ؟ فَأَشَارَتْ بِرِأسِهَا إِلَى السَّمَاءِ، فَقَلَّتْ: آيَةٌ؟ فَقَالَتْ بِرِأسِهَا أَيْ نَعْمَمٌ)). [راجع: ۸۶]

اس روایت سے بھی بحالت نماز اشارہ کرنا ثابت ہوا۔

(۱۲۳۶) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے باپ عروہ بن زیر نے اور ان سے نبی کرم مسیح کی زوجہ، مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیٹھنے والے نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بیمار تھے۔ اس لئے آپ نے گھر بھی میں بیٹھ کر نماز پڑھی لوگوں نے آپ کے پیچے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ لیکن آپ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور نماز کے بعد فرمایا کہ امام اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ اس لئے جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سرا اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ۔

۱۲۳۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَاتَتْ: ((صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِهِ - وَهُوَ شَاكِرٌ - جَالِسًا، وَصَلَّى وَرَأَةً لِّقَوْمٍ قِيَامًا، فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْتَلِسُوا). فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((إِنَّمَا جَعَلَ الْإِعْمَامَ لِيُؤْتَمْ بِهِ، فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَمُوا، وَإِذَا رَفَعَ فَارْغَمُوا)).

[راجع: ۶۸۸]

**شیخ** یعنی آخر حضرت مسیح بن یہودی نے بحالت بیماری بیٹھ کر نماز پڑھی اور مقتدیوں کی طرف نماز میں ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں لیکن وفات کی بیماری میں آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھاں اور صحابہ نے آپ کے پیچے کھڑے ہو کر نماز پڑھی، اس سے معلوم ہوا کہ پہلا امر منسوخ ہے (کملی)

## ۳۳۔ کتاب الْجَنَازَةِ

# احکام و مسائل جنازہ

الْجَنَازَةُ

**شیخ** جنازہ جنازہ کی جنم ہے۔ جس کے معنی میت کے ہیں۔ لفظ جنازہ کی وضاحت حضرت مولانا شیخ الحسین عبید اللہ مبارک پوری

وامت برکاتم کے لفظوں میں یہ ہے: کتاب الجنائز بفتح الجيم لا غير جمع جنازة بالفتح والكسر و الكسر الفصح اسم للميت في العرش او بالفتح اسم لذلک وبالكسر اسم النعش وعليه الميت وقيل عكسه وقيل هما لغتان فهما لغتان لم يكن عليه ميت فهو سرير ونعش وهي من جزءه يعنيه باب ضرب اذا ستره ذكر ابن فاروس وغيره اورد كتاب الجنائز بعد الصلوة كاكثر المصنفين من المحدثين والفقهاء ان الذى يفعل بالموتى غسل وتکفين وغير ذلك لهم الصلوة عليه لما فيها من فائدة الدعاء له بالتجاه من العذاب لاما عذاب القبر الذى سيدفن فيه وقيل لأن للانسان حاليين حالة الحياة وحالة الممات ويتعلق بكل منها احكام العبادات واحكام المعاملات وامر العبادات الصلوة فلما فرغوا من احكامها المتعلقة بالاسحياء ذكروا ما يتعلق بالموتى من الصلوة وغيرها قيل شرعاً صلوة الجنائز بالمدينة في السنة الأولى من الهجرة فمن مات بمكة قبل الهجرة لم يصل عليه (مرعاة جلد: ٢ / ص: ٣٢)

خلاص یہ کہ لفظ جنازہ جم کے زیر کے ساتھ جنازہ کی جمع ہے اور لفظ جنازہ جم کے زیر اور زیر دونوں کے ساتھ جنازہ ہے گزر یہ کے ساتھ لفظ جنازہ زیادہ فضیح ہے۔ میت جب چارپائی یا تختہ میں چھپا دی جائے تو اس وقت لفظ جنازہ میت پر بولا جاتا ہے۔ یا خالی اس تختہ پر جس پر میت کو رکھا جائے۔ جب اس پر میت نہ ہو تو وہ تختہ یا چارپائی ہے۔ یہ باب ضرب لغزب سے ہے جب میت کو چھپا لے (علام شوکلی نے بھی مثل الاوطار میں تقریباً ایسا یعنی لکھا ہے) بھدین اور فقماء کی اکثریت نماز کے بعد ہی کتاب البیان لاتے ہیں، اس لئے کہ میت کی تجیز و تکفین و غسل وغیرہ نماز جنازہ ہی کے پیش نظر کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ اس نماز میں اس کے لئے نسبت اخزوی اور عذاب قبر سے نپتھن کی دعا کی جاتی ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انسان کے سامنے دوستی ہوتی ہوئی ہیں ایک حالت زندگی سے متعلق ہے دوسری حالت موت سے متعلق ہے اور ہر حالت کے متعلق عبادات اور معاملات کے احکامات وابستہ ہیں اور عبادات میں اہم چیز نماز ہے۔ پس جب زندگی کے متعلقات سے فراغت ہوئی تو اب موت سے متعلق نماز وغیرہ کا میان ضروری ہوا۔ کہا گیا ہے کہ نماز جنازہ بھرت کے پسلے ہی سال میں شریف میں مشروع ہوئی۔ جو لوگ بھرت سے قبل مکہ ہی میں فوت ہوئے ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔

انتهی والله اعلم بالصواب۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ ولی حدیث باب کے ذیل میں محترم شیخ الحدیث فرماتے ہیں۔ قال الحافظ ليس في قوله الادخل الجنة من الاشكال ما تقدم في السياق الماضي اي في حدیث انس المقدم لانه اعم من ان يكون قبل العذاب او بعده التهی فلیہ اشارۃ الى انه مقطوع له بدخول الجنة لكن ان لم يكن صاحب کبیرة مات مصراعاً علیہا دخل الجنة اولاً وان كان صاحب کبیرة مات مصراعاً علیہا فهو تحت المسئنة لان علی عنه دخل اولاً والا عذاب بقدرها لم يخرج من النار وخلد في الجنة كما في الرواى شرح الحدیث (مرعاة جلد: ١ / ص: ٥٤)

یعنی حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کوئی اتفاق نہیں ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ کلمہ طیبه توحید و رسالت کا اقرار صحیح کرنے والا اور شرک جلی اور خنی سے پورے طور پر پرہیز کرنے والا ضرور جنت میں جائے گا خواہ اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔ اس کا یہ جنت میں جانا یا تو گناہوں کا عذاب بحقیقت کے بعد ہو گایا پسلے بھی ہو سکتا ہے۔ یہ اللہ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اس کا جنت میں ایک نہ ایک دن داخل ہونا قطعی ہے اور اگر وہ گناہ کبیرہ کا مرتكب نہیں ہوا اور کلمہ طیبه ہی پر رہا تو وہ اول ہی میں جنت میں داخل ہو جائے گا۔

اس بارے میں جو مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں۔ سب میں تبیین کیا ہے کہ کسی حدیث میں اجحہل ہے اور کسی میں تفصیل ہے سب کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ایک شرک ہی ایسا گناہ ہے جس کے لئے روزخان میں عقیقی کی سزا منقرکی گئی ہے۔ خود قرآن مجید میں ہے «إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْهَا فَرِيقُهُ إِنَّمَا يَنْهَا مَذُونُ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ» (التساءل: ١٧) یعنی ہے لفک اللہ پاک ہر گز نہیں بخشنے گا کہ اس کے ساتھ کسی کو شرک بیٹایا جائے اور اس گناہ کے علاوہ وہ جس بھی گناہ کو چاہے بخش سکتا ہے۔ اعاذنا اللہ من الشرک الجلي والعلی۔ آمين

### باب جائزوں کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں

ان کا بیان اور جس شخص کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو، اس کا بیان۔ اور وہب بن منبه رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ کیا لا الہ الا اللہ جنت کی کنجی نہیں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ضرور ہے لیکن کوئی کنجی اسکی نہیں ہوتی جس میں دنادنے نہ ہوں۔ اس لئے اگر تم دنادنے والی کنجی لاوے گے تو تالا (قفل) کھلے گا ورنہ نہیں کھلے گا۔

باب ما جاء حدیث باب میں جو آیا ہے کہ میری امت میں سے جو شخص توحید پر مرے گا وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ اگرچہ اس نے زنا پوری وغیرہ بھی کی ہو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اس کا آخری کلام جس پر اس کا خاتم ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو۔ یعنی اس کو دفل جنت تب ہی نصیب ہو گا کہ وہ خدا کے ساتھ شرک نہ ہتا ہو اور اس کی موت کلے پر ہو اور لا الہ الا اللہ نام ہے سارے کلے کا جس طرح قل ہو اللہ نام ہے ساری سورۃ کا۔ کہتے ہیں کہ میں نے قل ہو اللہ پڑھی اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ سورت پڑھی جس کے اول میں قل ہو اللہ کے الفاظ ہیں۔ للحاظۃ الغزوی۔

اس کیوضاحت حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شیخ الحدیث مدظلہ العالی یون فرماتے ہیں والتحقین ان یذکرہ عنده ویقولہ بحضرته ویتلقظ به عنده حتی یسمع لیغطعن فیقوله لا ان یامرہ به ویقول لا الہ الا اللہ الا ان یکون کافرا فیقول له قل کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعنه ابی طالب وللغلام اليهودی۔ (مرعاۃ ج : ۲ / ص : ۳۲۴) یعنی تلقین کا مطلب یہ کہ اس کے سامنے اس کلمہ کا ذکر کرے اور اس کے سامنے اس کے لظاہرا کرے تاکہ وہ خود ہی سمجھ کر اپنی زبان سے یہ کہنے لگ جائے۔ اسے حکم نہ کرے بلکہ اس کے سامنے لا الہ الا اللہ کتارہے اور اگر یہ تلقین کسی کافر کو کرنی ہے تو اس طرح تلقین کرے جس طرح آخرت میں ہے اپنے چہا ابو طالب اور ایک یہودی لڑکے کو تلقین کی تھی یعنی توحید و رسالت ہردو کے اقرار کے لئے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ساتھ تلقین کرے۔ مسلمان کے لئے تلقین میں صرف کلمہ لا الہ الا اللہ کافی ہے۔ اسلئے کہ وہ مسلمان ہے اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر اس کا ایمان ہے۔ لذا تلقین میں صرف کلمہ توحید ہی اس کے لئے منقول ہے۔ ونقل جماعتہ من الاصحاب انه یضیف اليها محمد رسول الله (مرعاۃ حوالہ مذکور) یعنی بعض اصحاب سے یہ بھی منقول ہے کہ محمد رسول اللہ کا بھی اضافہ کیا جائے مگر جسور سے صرف لا الہ الا اللہ ہی کے اور اقصار کرنا منقول ہے۔ مگر یہ حقیقت پیش نظر کھنی ضروری ہے کہ کلمہ طیبہ توحید و رسالت کے ہر دو اجزاء یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی کا نام ہے۔ اگر کوئی شخص صرف پہلا جزو تسلیم کرے اور دوسرا جز سے انکار کرے تو وہ بھی عند اللہ کافر مطلق ہی ہے۔

(۷) ۱۲۳ (۱۲۳) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے مددی بن میمون نے، کہا ہم سے واصل بن حیان احمدب (کبڑے) نے، ان سے معروف بن سوید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوذر غفاری بنی خوشنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خواب میں میرے پاس میرے رب کا ایک آنے والا (فرشتہ) آیا۔ اس نے مجھے خبر دی، یا آپ نے یہ فرمایا کہ اس نے مجھے خوش خبری دی کہ میری امت میں سے جو کوئی

۱ - بَابُ فِي الْجَنَائِزِ، وَمَنْ كَانَ  
آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَقَيلَ لِوَهَبِ بْنِ مَهْدِيٍ أَتَيْنَاهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: بَلَى، وَلَكِنْ تَبَسَّمَ  
مِفْتَاحُ إِلَّا لَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جَنَتْ بِمِفْتَاحِهِ  
أَسْنَانٌ فُتحَ لَكَ، وَإِلَّا تَمْ يُفْتَحُ لَكَ.

باب ما جاء حدیث باب میں جو آیا ہے کہ میری امت میں سے جو شخص توحید پر مرے گا وہ بہشت میں داخل ہو گا۔ اگرچہ اس نے زنا پوری وغیرہ بھی کی ہو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ اس کا آخری کلام جس پر اس کا خاتم ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہو۔ یعنی اس کو دفل جنت تب ہی نصیب ہو گا کہ وہ خدا کے ساتھ شرک نہ ہتا ہو اور اس کی موت کلے پر ہو اور لا الہ الا اللہ نام ہے سارے کلے کا جس طرح قل ہو اللہ نام ہے ساری سورۃ کا۔ کہتے ہیں کہ میں نے قل ہو اللہ پڑھی اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ سورت پڑھی جس کے اول میں قل ہو اللہ کے الفاظ ہیں۔ للحاظۃ الغزوی۔

۱۲۳۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَهْمُونَ حَدَّثَنَا وَأَصْلَى الْأَخْدَبُ عَنِ الْمَغْرُورِ بْنِ مُؤْنِدٍ عَنْ أَبِيهِ فَرُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي فَأَخْبَرَنِي - أَوْ قَالَ: بَشَّرَنِي أَنَّهُ مِنْ مَاتَ مِنْ أَمْتَنِي لَا

اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے کوئی شریک نہ  
ٹھہرا�ا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ اس پر میں نے پوچھا اگرچہ اس نے  
زنایا ہو، اگرچہ اس نے چوری کی ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ  
ہل اگرچہ زنا کیا ہو اگرچہ چوری کی ہو۔

يُشْرِكُ بِاللَّهِ هُنَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ). قَلَّتْ:  
وَإِنْ زَانَ وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَانَ  
وَإِنْ سَرَقَ)).

[اطرافہ فی: ۱۴۰۸، ۲۳۸۸، ۳۲۲۲، ۶۴۴۳، ۶۲۶۸، ۵۸۲۷]

. [۷۴۸۷]

**لَبَثْرَجْمَع** ان رشید نے کہا احتال ہے کہ امام بخاریؓ کی یہ مراد ہو کہ جو شخص اخلاص کے ساتھ یہ کلمہ توحید موت کے وقت پڑھ لے اسکے گزشتہ گناہ ساقط ہو کر معاف ہو جائیں گے اور اخلاص ملزم توبہ اور ندامت ہے اور اس کے پڑھنا اس کیلئے نفلل ہو اور ابوذرؓ کی حدیث اس واسطے لائے تاکہ ظاہر ہو کہ صرف کلمہ پڑھنا کافی نہیں بلکہ اعتقاد اور عمل ضروری ہے۔ اس واسطے کتاب اللہ اس میں ابوذرؓ کی حدیث کے آخر میں ہے کہ ابو عبد اللہ امام بخاری کہتے ہیں کہ یہ حدیث موت کے وقت کیلئے ہے یا اس سے پہلے جب توبہ کرے اور نادم ہو۔ وہیب کے اثر کو مؤلف نے اپنی تاریخ میں موصول ا روایت کیا ہے اور ابو حییم نے حلیۃ میں (فتح البر) (فتح

(۱۴۳۸)) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے میرے باپ حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امش نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شیعین بن سلمہ نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن مسعود نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرے کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جنم میں جائے گا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو اس حال میں مرًا کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہرا تا ہو وہ جنت میں جائے گا۔

۱۴۳۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا  
شَفِيقُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ يُشْرِكُ  
بِاللَّهِ دَخَلَ النَّارَ)). وَقَلَّتْ آنَى: مَنْ مَاتَ لَا  
يُشْرِكُ بِاللَّهِ هُنَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.  
[طرفاء فی: ۴۴۹۷، ۶۶۸۲].

**لَبَثْرَجْمَع** اس کی مزید وضاحت حدیث انس بن ثابتؓ میں موجود ہے کہ اللہ پاک نے فرمایا اے این آدم! اگر تو دنیا بھر کے گناہ لے کر مجھ سے ملاقات کرے گر تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں تمیرے پاس دنیا بھر کی مغفرت لے کر آؤں گا (رواہ الترمذی) خلاصہ یہ کہ شرک بدترین گناہ ہے اور تو حیدا عظیم ترین نیکی ہے۔ مودودی گنگا مشرک عبادت گزارے سے بہر حال ہزار درجے بہتر ہے۔

### باب جذائے میں شریک ہونے کا حکم

(۱۴۳۹) ہم سے ابوالویلہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اشعت بن ابی الشھاء نے انہوں نے کہا کہ میں نے معاویہ بن سوید مقرن سے نا، وہ براء بن عاذبؓ سے نقل کرتے تھے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے سات کاموں کا حکم دیا اور سات کاموں سے روکا۔ ہمیں آپؓ نے حکم دیا تھا جذائے کے ساتھ چلنے، مریض کی

### ۲ - بَابُ الْأَمْرِ بِالْجَنَاحِ

۱۴۳۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا  
شَبَّةُ عَنْ الْأَشْعَثِ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ  
بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقْرَنٍ عَنْ الْبَرَاءِ بْنِ غَازِبٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((أَمْرَنَا  
الَّذِي بِسْتَعِ، وَنَهَا نَا عَنْ سَتَعِ: أَمْرَنَا

مزاج پری، دعوت قول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے کا، قسم پوری کرنے کا، سلام کے جواب دینے کا، چھینک پر یو حمک اللہ کرنے کا اور آپ نے ہمیں معن کیا تھا چاندی کا برتن (استعمال میں لانے) سے، سونے کی انگوٹھی پہننے سے، ریشم اور دیباچ (کے کپڑوں کے پہننے) سے، قمی سے، استبرق سے۔

بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِرِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَإِجَابَةُ الدَّاعِيِ، وَنَصْرُ الْمَظْلُومِ، وَإِنْزَارِ الْفَقْسَمِ، وَرَدَّ السَّلَامِ، وَتَشْمِيسِ الْغَاطِسِ، وَنَهَاةُ عَنْ آئِيَةِ الْفِضَّةِ، وَخَاتَمِ الْذَّهَبِ وَالْحَرْبَرِ وَالْدِيَاجِ، وَالْفَسْنِيِّ، وَالْإِسْتَرْقِ)

[أطراfe في: ٢٤٤٥، ٥١٧٥، ٥٦٣٥، ٥٨٣٨، ٥٦٥٠، ٥٨٤٩، ٦٢٣٥، ٦٦٥٤، ٦٢٢٢]

دیباچ اور قمی اور استبرق یہ بھی ریشمی کپڑوں کی قسمیں ہیں۔ قمی کپڑے شام سے یا صرے بن کر آتے اور استبرق موٹاری شی کپڑا۔ یہ سب چھ چیزوں ہوئیں۔ ساتوں چیز کا بیان اس روایت میں چھوٹ گیا ہے۔ وہ ریشمی چار جاموں پر سوار ہوتا یا ریشمی گدوں پر جو زین کے اوپر رکھی جاتی ہیں۔

(۱۲۳۰) ہم سے محمد نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے عمرو بن ابی سلمہ نے بیان کیا، ان سے امام اوزاعی نے، انہوں نے کماکہ مجھے اب شاہب نے خبر دی، کماکہ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں سلام کا جواب دینا، میری غصہ کا مزارج معلوم کرنا، جنازے کے ساتھ چلنا، دعوت قول کرنا، اور چھینک پر (اس کے الحمد للہ کے جواب میں) یو حمک اللہ کہتا۔ اس روایت کی متابعت عبد الرزاق نے کی ہے۔ انہوں نے کماکہ مجھے معمرنے خبر دی تھی۔ اور اس کی روایت سلامہ نے بھی عقیل سے کی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے جنازوں میں شرکت کرنا بھی حقوق مسلمین میں داخل ہے۔ حافظ نے کماکہ عبد الرزاق کی روایت کو امام مسلم نے نکلا ہے اور سلامہ کی روایت کو نہیں نے زہرات میں۔

باب میت کو جب کفن میں لپیٹا جا چکا ہو تو اس کے پاس جانا  
(جاڑے ہے)

(۱۲۳۱، ۱۲۳۲) ہم سے بشربن محمد نے بیان کیا، انہیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کماکہ مجھے معربن راشد اور یونس نے خبر دی، انہیں

١٤٤٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ الْأَوْذَاعِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبْنُ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَبِّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ ((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ الْسَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ، وَبِاتِّبَاعِ الْجَنَائِرِ، وَإِجَابَةُ الدَّغْوَةِ، وَتَشْمِيسِ الْغَاطِسِ)). تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَغْمَرٌ وَرَوَاهُ سَلَامَةُ عَنْ عَقِيلٍ.

٣ - بَابُ الدُّخُولِ عَلَى الْمَيْتِ بَعْدَ الْمَوْتِ إِذَا أُذْرِجَ فِي أَكْفَانِهِ

١٤٤١، ۱۲۴۲ - حَدَّثَنَا بِشْرٌ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي

زہری نے، کما کہ مجھے ابو سلمہ نے خبر دی کہ نبی کرم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے ائمیں خبر دی کہ (جب آخر پرست ﷺ کی وفات ہو گئی) ابو بکرؓ اپنے گھر سے جو شیخ میں قاچوڑے پر سوار ہو کر آئے اور اترتے ہی مسجد میں تشریف لے گئے۔ پھر آپؐ کی سے گفتگو کے بغیر عائشہؓ کے مجرہ میں آئے (جہاں نبی کرم ﷺ کی نعش مبارک رکھی ہوئی تھی) اور نبی کرم ﷺ کی طرف گئے۔ حضور اکرمؐ کو برداشت (یعنی کہ نبی ہوئی دعا داری دار چادر) سے ڈھانک دیا گیا تھا۔ پھر آپؐ نے حضورؐ کا چہرہ مبارک کھولا اور جھک کر اس کا بوسہ لیا اور رونے لگے۔ آپؐ نے کما میرے ملے باپ آپؐ پر قربان ہوں اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ دو موتیں آپؐ پر کبھی جمع نہیں کرے گا۔ سوا ایک موت کے جو آپؐ کے مقدر میں تھی سو آپؐ وفات پا چکے۔ ابو سلمہ نے کما کہ مجھے ابن عباسؓ نے خبر دی کہ حضرت ابو بکرؓ جب باہر تشریف لائے تو حضرت عمرؓ اس وقت لوگوں سے کچھ باتیں کر رہے تھے۔ حضرت صدیقؓ اکبرؓ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ لیکن حضرت عمرؓ نہیں مانے۔ پھر دوبارہ آپؐ نے بیٹھنے کے لئے کہا۔ لیکن حضرت عمرؓ نہیں مانے۔ آخر حضرت ابو بکرؓ نے کلمہ شادوت پڑھا تو تمام جمیع آپؐ کی طرف متوجہ ہو گیا اور حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ آپؐ نے فرمایا امام بعد! اگر کوئی شخص تم میں سے محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ محمد ﷺ کی وفات ہو چکی اور اگر کوئی اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ بالی رہنے والا ہے۔ کبھی وہ مرنے والا نہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا ہے ”اور محمد صرف اللہ کے رسول ہیں اور بہت سے رسول اس سے پہلے بھی گزر چکے ہیں۔“۔ الشاکرین تک (آپؐ نے آیت تلاوت کی) قسم اللہ کی ایسا معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکرؓ کے آیت کی تلاوت سے پہلے جیسے لوگوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ یہ آیت بھی اللہ پاک نے قرآن مجید میں اتاری ہے۔ اب تمام صحابہؓ نے یہ آیت آپؐ سے سیکھ لی پھر تو ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی۔

مَغْمُرٌ وَّبُونُسُ عَنِ الْوَهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي  
أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ  
النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَنِهِ قَالَتْ: (أَتَهْلِ أَبُوبَكْرِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى فَرَمَيْهِ مِنْ مَسْكِينَهِ  
بِالسُّنْنَ حَتَّى نَزَلَ لِذَخْلِ الْمَسْجَدِ لِلَّمْ  
يُكَلِّمُ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا، فَقَيَّمَ النَّبِيِّ ﷺ - وَهُوَ مَسْنَجِي  
بِبُزْدِ حِبْرَةِ - فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ  
أَكْبَرَ عَلَيْهِ فَقَبَلَهُ، ثُمَّ بَكَى قَالَ: يَا أَبَيِ  
أَنْتَ وَأَمِي يَا نَبِيَ اللَّهِ، لَا يَجْمِعُ اللَّهُ  
عَلَيْكُمْ مَوْتَنِينَ: أَمَا الْمَوْتَةُ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ  
عَلَيْكُمْ فَلَقِدْ مَتَّهَا). قَالَ أَبُو سَلَمَةَ:  
فَأَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (أَنَّ  
أَبَابَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ وَعُمَرُ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ يُكَلِّمُ النَّاسَ، قَالَ: اجْلِسْ،  
فَأَبَيَّ. قَالَ: اجْلِسْ، فَلَمَّا فَتَشَهِّدَ أَبُوبَكْرِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَمَالَ إِلَيْهِ النَّاسَ وَتَوَسَّكُوا  
عُمَرُ، قَالَ: أَمَا بَعْدَ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ  
مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ فَذَمَاتٌ،  
وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا  
يَمُوتُ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: هُوَ مَوْلَانَا إِلَّا  
رَسُولُنَا فَذَخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، إِلَى  
الشَّاكِرِينَ [آل عمران: ۱۴۴]. وَاللَّهُ  
لِكُلِّ النَّاسِ لَمْ يَكُونُوا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ  
أَنْزَلَ حَتَّى تَلَمَّاً أَبُوبَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ،  
فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ، فَمَا يُسْمَعُ بَشَرٌ إِلَّا  
بِتَلَوِّهِ).

[اطرافہ فی: ۳۶۶۷، ۴۴۵۲، ۳۶۶۹]

. [۵۷۱۰، ۴۴۵۰]

[اطرافہ فی: ۳۶۶۸، ۴۴۵۳، ۳۶۷۰]

. [۵۷۱۱، ۴۴۵۷]

**لشیخ** آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے آپؐ کا چڑھ مبارک کھولا اور آپؐ کو بوسہ دیا۔ یہیں سے ترجمۃ الباب ثابت ہوا۔ وفات نبیؐ پر صحابہ کرام میں ایک تسلکہ بھی گیا تھا۔ مگر بر وقت حضرت صدیق اکبرؑ نے امت کو سنبھالا اور حقیقت جال کا اعلیٰ فرمایا جس سے مسلمانوں میں ایک گونہ سکون ہو گیا اور سب کو اس بات پر اطمینان کلی حاصل ہو گیا کہ اسلام اللہ کا سچا دین ہے وہ اللہ جو یہ شہزادہ رہنے والا ہے۔ آنحضرتؐ کی وفات سے اسلام کی بقا پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ آپؐ رسولوں کی جماعت کے ایک فرد فرید ہیں۔ اور دنیا میں جو بھی رسول آئے اپنے وقت پر سب دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ایسے ہی آپؐ بھی اپنا مشن پورا کر کے ماءِ اعلیٰ سے جاتے۔ صلی اللہ علی جیبہ وبارک وسلم۔ بعض صحابہ کا یہ خیال بھی ہو گیا تھا کہ آنحضرتؐ دوبارہ زندہ ہوں گے۔ اسی لئے حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ اللہ پاک آپؐ پر دو موت طاری نہیں کرے گا۔ اللهم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔ آمين

(۱۲۲۳) ہم سے بھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یہش بن سعد نے کہا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، انوں نے فرمایا کہ مجھے خارج بن زید بن ثابت نے خبر دی کہ ام العلاء انصار کی ایک عورت نے جنہوں نے نبی کریمؐ سے بیعت کی تھی، نے انہیں خبر دی کہ صابرین قرعہ ڈال کر انصار میں باث دیے گئے تو حضرت عثمان بن مظعونؓ ہمارے حصہ میں آئے۔ چنانچہ ہم نے انہیں اپنے گھر میں رکھا۔ آخر وہ بیمار ہوئے اور اسی میں وفات پا گئے۔ وفات کے بعد غسل دیا گیا اور کفن میں لپیٹ دیا گیا تو رسول اللہؐ تشریف لائے۔ میں نے کہا ابو سائبؓ آپؐ پر اللہ کی رحمتیں ہوں میری آپؐ کے متعلق شادوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی عزت فرمائی ہے۔ اس پر نبی کریمؐ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی عزت فرمائی ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ؟ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں پھر کس کی اللہ تعالیٰ عزت افرائی کرے گا؟ آپؐ نے فرمایا اس میں شبہ نہیں کہ ان کی موت آچکی، قسم اللہ کی کہ میں بھی ان کے لئے خیری کی امید رکھتا ہوں لیکن واللہ! مجھے خود اپنے متعلق بھی معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہو گا۔ حالانکہ میں اللہ کا رسول

۱۲۴۳ - حدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ بَكْنَى قَالَ حَدَّثَنَا الْيَتْمَةُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ بْنُ ثَابِتٍ أَنَّ أُمَّ الْفَلَاءَ - امْرَأَةَ مِنَ الْأَنْصَارِ - بَاتَتْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - أَخْبَرَنِهِ اللَّهُ أَكْبَرُ الْقَسْمَ الْمُهَاجِرُونَ فَرَغَّةً، فَطَارَ لَنَا غُشَّمَانُ بْنُ مَظْعُونَ فَأَنْزَلَنَا فِي أَبِيَاتِنَا، فَوَجَعَ وَجْهَهُ الَّذِي تُوقَنَ فِيهِ، فَلَمَّا تُوقَنَ وَغَسَّلَ وَسَكَنَ فِي أَنْوَابِهِ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَلَّتْ، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّابِبِ، فَشَهَادَتِي عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمْتَ اللَّهَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا يَدْرِيكُ أَنَّ اللَّهَ لَدَنْ أَكْرَمَهُ؟)) فَقَلَّتْ: يَا أَبَيِّ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَمَنْ يَكْرِمُهُ اللَّهُ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((أَمَا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْيَقِينُ، وَاللَّهُ إِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْغَيْرَ، وَاللَّهُ مَا أَذْرِي - وَأَنَا رَسُولُ اللَّهِ - مَا يَفْعَلُ بِي)). قَالَتْ:

فَوَاللَّهِ لَا أَرْكَنْتُ أَخْدَأَ بَعْدَهُ أَبَدًا.  
ہوں۔ ام العلاء نے کہا کہ خدا کی قسم! اب میں کبھی کسی کے متعلق  
(اس طرح کی) گواہی نہیں دوں گی۔

**لَشْرِيق** اس روایت میں کئی امور کا بیان ہے۔ ایک تو اس کا کہ جب مهاجرین میں میں آئے تو آنحضرت ﷺ نے ان کی پریشانی رفع کرنے کے لئے انصار سے ان کا بھائی چارہ قائم کرا دیا۔ اس بارے میں قرص اندازی کی گئی اور جو مهاجر جس انصاری کے حصہ میں آیا وہ اس کے حوالے کر دیا گیا۔ انہوں نے سے گے بھائیوں سے زیادہ ان کی خاطر تواضع کی۔ تب مدعا پاب اس سے لٹا کر آنحضرت ﷺ نے قتل و کفن کے بعد عثمان بن مظعون کو دیکھا۔ حدیث سے یہ بھی لکھا کہ کسی بھی بندے کے متعلق حقیقت کا علم اللہ ہی کو حاصل ہے۔ ہمیں اپنے ملن کے مطابق ان کے حق میں یہک گمان کرنا چاہئے۔ حقیقت حال کو اللہ کے حوالے کرنا چاہئے۔ کئی معاذین اسلام نے یہاں اعتراض کیا ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کو خود اپنی بھی نجات کا یقین نہ تھا تو آپ اپنی امت کی کیا سفارش کریں گے۔

اس اعتراض کے جواب میں پہلی بات تو یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ابتدائے اسلام کا ہے، بعد میں اللہ نے آپ کو سورہ فتح میں یہ بشارت دی کہ آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیے گئے تو یہ اعتراض خود رفع ہو گیا اور ثابت ہوا کہ اس کے بعد آپ کو اپنی نجات سے متعلق یقین کا کامل حاصل ہو گیا تھا۔ پھر بھی شان بندگی اس کو مستلزم ہے کہ پروردگار کی شان صفت ہیش ملحوظ خاطر ہے۔ آپ کا شفاعت کریمی کا مقام محمود آپ کو حاصل ہے۔

هم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا اور ان سے لیٹ نے سابقہ روایت حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيرَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْيَثِىْ.. مِثْلَهُ . وَقَالَ نَافِعٌ بْنُ يَزِيدٍ عَنْ عَقِيلٍ: مَا يَفْعَلُ بِهِ وَتَابَعَهُ شَعِيبٌ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَمَغْمُرٌ .  
کی طرح بیان کیا، نافع بن یزید نے عقیل سے (ما یفعل بی کے بجائے)  
ما یفعل بده کے الفاظ نقل کئے ہیں اور اس روایت کی متابعت شعیب،  
عمرو بن دینار اور مغمور نے کی ہے۔

[اطرافہ فی : ۲۶۸۷ ، ۳۹۲۹ ، ۷۰۰۳ ، ۷۰۰۴ .]

اس صورت میں ترجیح یہ ہو گا کہ قسم اللہ کی میں نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ حالانکہ اس کے حق میں میرا گمان یہک ہے۔

(۱۲۳۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے غدر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے محمد بن منکدر سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں ان کے چہرے پر پڑا ہوا کپڑا کھولتا اور روتا تھا۔ دوسرے لوگ تو مجھے اس سے روکتے تھے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ آخر میری چھی فاطمہ ”بھی“ رونے

۱۲۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: سَمِعَتْ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعَتْ جَاهِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِنَّمَا قُتِلَ أَبِي جَعْلَتْ أَنْشِيفُ الثُّوبَ عَنْ وَجْهِهِ أَبِنِكِي، وَيَنْهَايِي عَنْهُ، وَالنِّبِيُّ ﷺ لَا يَنْهَايِي، فَجَعْلَتْ عَمْقَى

لیکن تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ روؤیا چپ رہو۔ جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں ملا کنہ تو برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔ اس روایت کی متابعت شعبہ کے ساتھ ابن جریر نے کہ انہیں ابن مکدر نے خبر دی اور انہوں نے جابرؓ سے سن۔

فاطمۃ بنکی، لَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: ((تَبَكِّنْ أَوْ لَا تَبَكِّنْ، مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظْلِمُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتَّى رَفَعْتُهُ)) تابعہ ابن جریرؓ قالَ أَخْبَرَنِي أَبْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

[اطرافہ فی : ۱۲۹۳، ۲۸۱۶، ۴۰۸۰].

من کرنے کی وجہ یہ تھی کہ کافروں نے حضرت جابرؓ کے والد کو قتل کر کے ان کے ناک کان بھی کاٹ ڈالے تھے۔ ایسی حالت میں صحابہ نے یہ مناسب جانا کہ جابرؓ ان کو نہ دیکھیں تو تبتر ہو گا تاکہ ان کو مزید صدمہ نہ ہو۔ حدیث سے نکلا کہ مردے کو دیکھ سکتے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے جابر کو منع نہیں فرمایا۔

## ۵- بَابُ الرَّجُلِ يَنْتَعِ إِلَى أَهْلِ الْمَيِّتِ بِنَفْسِهِ

باب آدمی اپنی ذات سے موت کی خبر میت کے وارثوں کو سنا سکتا ہے

(۱۳۲۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے سعید بن مسیب نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے خجاشی کی وفات کی خبر اسی دن دی جس دن اس کی وفات ہوئی تھی۔ پھر آپ نماز پڑھنے کی جگہ گئے۔ اور لوگوں کے ساتھ صرف باندھ کر (جنازہ کی نماز میں) چار تکبیریں کیں۔

۱۲۴۵ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبْنِ شِيهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَ فِي أَنْيَامِ الْذِي مَاتَ فِيهِ، خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَرَ أَرْبَعًا)).

[اطرافہ فی : ۱۳۱۸، ۱۳۲۷، ۱۲۲۸، ۱۳۳۳، ۳۸۸۱، ۱۳۳۳]

**بعضوں نے اس کو برا سمجھا ہے، امام بخاریؓ نے یہ باب لاکران کا رد کیا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خود نجاشی اور زید اور جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ کی موت کی خبریں ان کے لوگوں کو نہیں کیے تھے بلکہ نماز جنازہ پڑھی۔ حالانکہ وہ جمیش کے ملک میں مرا تھا۔ آپؓ مدینہ میں تھے تو میت غالب پر نماز پڑھنا جائز ہوا۔ الحدیث اور جمورو علماء کے نزدیک یہ جائز ہے اور حنفی نے اس میں خلاف کیا ہے۔ یہ حدیث ان پر محبت ہے۔ اب یہ تاویل کہ اس کا جنازہ آنحضرتؓ کے سامنے لایا گیا تھا فاسد ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں۔ دوسرے اگر سامنے بھی لایا گیا ہو تو آنحضرتؓ کے سامنے لایا گیا تھا فاسد ہے کیونکہ اس پڑھی۔ (وجیدی)**

نجاشی کے متعلق حدیث کو مسلم واحد و نسلی و ترندی نے بھی روایت کیا ہے اور سب نے ہی اس کی صحیحیت کی ہے۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں: وقد استدل بهذه القصة الفائلون بمشروعية الصلوة على الغائب عن البلد قال في الفتح و بذلك قال الشافعی واحد و جمهور السلف حتى قال ابن حزم لم يأت عن احمد من الصحابة متنه قال الشافعی الصلوة على الميت دعاء له فكيف لا يدعى له وهو غائب او في

القبر۔ نبی الاوطار یعنی جو حضرات نماز جنازہ غائبانہ کے قائل ہیں انہوں نے اسی واقعہ سے دلیل پکڑی ہے اور فتح الباری میں ہے کہ امام شافعی اور احمد اور جمیور سلف کا بھی مسلک ہے۔ بلکہ علامہ ابن حزم کا قول تو یہ ہے کہ کسی بھی صحابی سے اس کی ممانعت نقل نہیں ہوئی۔ امام شافعی کہتے ہیں کہ جنازہ کی نماز میت کے لئے دعا ہے۔ پس وہ غائب ہو یا قبر میں اتار دیا گیا ہو، اس کے لئے دعا کیوں نہ کی جائے گی۔

نجاشی کے علاوہ آخرین حضرت ﷺ نے معاویہ بن معاویہ لیش کا جنازہ غائبانہ ادا فرمایا جن کا انقال مدینہ میں ہوا تھا اور آخرین حضرت ﷺ نے تجوہ میں تھے اور معاویہ بن مقرن اور معاویہ بن معاویہ منی کے متعلق بھی ایسے واقعات نقل ہوئے ہیں کہ آخرین حضرت ﷺ نے ان کے جنازے غائبانہ ادا فرمائے۔ اگرچہ یہ روایات سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں۔ پھر بھی واقعہ نجاشی سے ان کی تقویت ہوتی ہے۔ جو لوگ نماز جنازہ غائبانہ کے قائل نہیں ہیں وہ اس بارے میں مختلف اعتراض کرتے ہیں۔ علامہ شوکانی بحث کے آخر میں فرماتے ہیں والحاصل انه لم يأت المانعون من الصلوة على الغائب بشئي يعتقد به الخ یعنی مانعین کوئی ایسی دلیل نہ لاسکے ہیں ہے گنتی شمار میں لایا جائے۔ پس ثابت ہوا کہ نماز جنازہ غائبانہ بلا کراہت جائز و درست ہے تفصیل مزید کے لئے شیل الاوطار (جلد: ۳/ ص: ۵۲، ۵۵)

مطالعہ کیا جائے۔

(۱۴۶) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حمید بن بلال نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زید رضی اللہ عنہ نے جہنمدا سنبھالا لیکن وہ شہید ہو گئے۔ پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبد اللہ بن رواحہ بن میثھ نے سنبھالا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو برہے تھے۔ (آپ نے فرمایا) اور پھر خالد بن ولید نے خود اپنے طور پر جہنمدا اٹھالیا اور ان کو فتح حاصل ہوئی۔

۱۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو مَغْمِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْيَوبُ عَنْ حَمِيدِ  
بْنِ بِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَخْذَ الرَّأْيَةَ  
رَيْدَ فَاصِيبَ، ثُمَّ أَخْذَهَا جَعْفَرٌ فَاصِيبَ،  
ثُمَّ أَخْذَهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَاصِيبَ -  
وَإِنَّ عَيْنَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَتَذَرِفَانِ - ثُمَّ  
أَخْذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدٍ مِنْ غَيْرِ إِنْرَةٍ فَفَتَحَ  
لَهُ)).

[اطرافہ فی: ۲۷۹۸، ۳۰۶۳، ۳۶۳۰]

. ۳۷۵۷

یہ غزوہ موتہ کا واقعہ ہے جو ۸ھ میں ملک شام کے پاس بلقان کی سر زمین پر ہوا تھا۔ مسلمان تین ہزار تھے اور کافر بے شمار، آپ نے زید بن حارثہ کو امیر لٹکر بیلی تھا اور فرمایا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائیں تو ان کی جگہ حضرت جعفر بن میثھ قیادت کریں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبد اللہ بن رواحہ۔ یہ تینوں سردار شہید ہوئے۔ پھر حضرت خالد بن ولید نے (از خود) کمان سنبھال اور (اللہ نے ان کے ہاتھ پر) کافروں کو ٹکلت فاش دی۔ نبی کرم ﷺ نے لٹکر کے لوٹنے سے پہلے ہی سب خبری لوگوں کو سنادیں۔ اس حدیث میں حضور ﷺ کی میجرات بھی ذکر ہوئے ہیں)

## ۵ - بَابُ الْإِذْنِ بِالْجَنَازَةِ

وَقَالَ أَبُو رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ

اور ابو رافع نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کرم صلی

باب جنازہ تیار ہو تو لوگوں کو خبر دینا

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں نے مجھے خبر کیوں نہ دی۔

(۷) ۱۲۳۷) ہم سے مسلم بن سلام پیکنندی نے بیان کیا، انہیں ابو معاویہ نے بخوبی، انہیں ابو اسحاق شیبلی نے، انہیں شعبجی نے، ان سے ابن عباس بھی شیبلی نے فرمایا کہ ایک شخص کی وفات ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ اس کی عیادت کو جیسا کرتے تھے۔ چونکہ ان کا انتقال رات میں ہوا تھا اس لئے رات ہی میں لوگوں نے انہیں دفن کر دیا اور جب صبح ہوئی تو آنحضرت ﷺ کو بخوبی۔ آپ نے فرمایا (کہ جنازہ تیار ہوتے وقت) مجھے بتانے میں (کیا) رکاوٹ تھی؟ لوگوں نے کہا کہ رات تھی اور اندھیرا بھی تھا۔ اسلئے ہم نے مناسب نہیں سمجھا کہ کہیں آپکو تکلیف ہو۔ پھر آنحضرت ﷺ اسکی قبر پر تشریف لائے اور نماز پڑھی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرنے والوں کے نماز جنازہ کے لئے سب کو اطلاع ہونی چاہئے اور اب بھی ایسے موقع میں جنازہ قبر

باب اس شخص کی فضیلت جس کی کوئی اولاد مر جائے اور وہ اجر کی نیت سے صبر کرے

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقرہ میں) فرمایا ہے کہ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سن۔

(۸) ۱۲۳۸) ہم سے ابو مسمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الوارث نے، ان سے عبد العزیز نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے اگر تین بچے مر جائیں جو بلوغت کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کے نتیجے میں جوان بچوں سے وہ رکھتا ہے مسلمان (بچے کے باپ اور ماں) کو بھی جنت میں داخل کرے گا۔

(۹) ۱۲۳۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے، ان سے عبد الرحمن بن عبد اللہ اصحابی نے، ان سے ذکوان نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدرا رضی اللہ عنہ نے کہ عورتوں نے نبی کریم ﷺ

عنة قال : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَلَا كَتَمْ  
آذِنَمُونِي؟)).

۱۲۴۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ أَخْبَرَنَا أَبْوَمُعَاوِيَةَ  
عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ الشَّعْبِيِّ عَنِ  
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((مَاتَ  
إِنْسَانٌ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْوِذُهُ ، فَمَاتَ  
بِاللَّيْلِ ، فَدَفَعُوهُ تَلَيْلًا . فَلَمَّا أَصْبَحَ أَخْبَرُوهُ  
فَقَالُوا : ((مَا مَنَعَكُمْ أَنْ تُعْلَمُونِي؟)) قَالُوا :  
كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا - وَكَانَ ظُلْمَةً - أَنَّهُ  
نَشَقَ عَلَيْنَا . فَأَتَى قَنْيَةً فَصَلَّى عَلَيْهِ .

[راجح: ۸۵۷]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرنے والوں کے نماز جنازہ کے لئے سب کو اطلاع ہونی چاہئے اور اب بھی ایسے موقع میں جنازہ قبر پر بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

۶ - بَابُ فَضْلِ مَنْ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ  
فَاخْتَسَبَ

وَقَالَ اللَّهُ عَزُّوْجَلُ : «وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ»  
[البقرة: ۵۵۱]

۱۲۴۸ - حَدَّثَنَا أَبْوَ مَغْمِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنِ  
أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ :  
((مَا مِنَ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ يَعْوَذُ لَهُ ثَلَاثَ  
لَمَ يَلْعُو الْحِجَّةَ إِلَّا أَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ  
بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ)).

[طرفة فی: ۱۳۸۱]

۱۲۴۹ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ  
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَصْبَهَانِيُّ  
عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :

سے درخواست کی کہ ہمیں بھی شیحت کرنے کے لئے آپ ایک دن خاص فرمادیجئے۔ انحضور محدثین نے (ان کی درخواست منظور فرماتے ہوئے) ایک خاص دن میں) ان کو وعظ فرمایا اور بتلایا کہ جس عورت کے تین بچے مر جائیں تو وہ اس کے لئے جنم سے پناہ بن جاتے ہیں۔ اس پر ایک عورت نے پوچھا، حضور! اگر کسی کے دو بھی بچے مرن؟ آپ نے فرمایا کہ دو بچوں پر بھی۔

(۱۲۵۰) شریک نے ابن اصہانی سے بیان کیا کہ ان سے ابو صالح نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ ”وہ بچے مراد ہیں جو ابھی بلوغت کو نہ پہنچے ہوں۔“

(۱۲۵۱) ہم سے علی نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، انہوں نے کہا کہ میں نے زہری سے سنا، انہوں نے سعید بن مسیب سے سنا اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم محدثین نے فرمایا کہ کسی کے اگر تین بچے مر جائیں تو وہ دوزخ میں نہیں جائے گا اور اگر جائے گا بھی تو صرف قسم پوری کرنے کے لئے۔ ابو عبد اللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (قرآن کی آیت یہ ہے) تم میں سے ہر ایک کو دوزخ کے اوپر سے گزرنा ہو گا۔

**نحویں** نابالغ بچوں کی وفات پر اگر ماں باپ مبرکریں تو اس پر ثواب ملتا ہے۔ قدرتی طور پر اولاد کی موت ماں باپ کے لئے بہت بڑا غم ہے اور اسی لئے اگر کوئی اس پر یہ سمجھے کہ مبرکرے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بچہ دیا تھا اور اب اسی نے اخہالیا تو اس حادثہ کی عینکی کے مطابق اس پر ثواب بھی اتنا ہی ملے گا۔ اس کے لئے معاف ہو جائیگے اور آخرت میں اس کی جگہ جنت میں ہو گی۔ آخر میں یہ بتایا ہے کہ جنم سے یوں تو ہر مسلمان کو گزرنما ہو گا لیکن جو مومن بندے اس کے متعلق نہیں ہوں گے، ان کا گزرنما بس ایسا ہی ہو گا جیسے قسم پوری کی جاری ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر قرآن مجید کی آیت بھی لکھی ہے۔ بعض علماء نے اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ پل صراط چونکہ ہے یعنی جنم پر ہے اور اس سے ہر انسان کو گزرنما ہو گا۔ اب جو نیک ہے وہ اس سے بآسانی گزر جائے گا لیکن بد عمل یا کافر اس سے گزرنہ سکیں گے اور جنم میں ٹپل جائیگے تو جنم سے گزرنے سے یہی مراد ہے۔

یہاں اس بات کا بھی لحاظ رہے کہ حدیث میں نابالغ اولاد کے مرنے پر اس اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بالغ کا ذکر نہیں ہے حالانکہ بالغ اور خصوصاً جوان اولاد کی موت کا سانحہ سب سے بڑا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچے ماں باپ کی اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتے ہیں۔ بعض روایتوں میں ایک بچے کی موت پر بھی یہی وعدہ موجود ہے۔ جمل تک مبرکر کا تعلق ہے وہ بہرحال بالغ کی موت پر بھی ملے گا۔

((أَنَّ النِّسَاءَ قُلنَ لِنَبِيِّهِ ﷺ: اجْعَلْ لَنَا يَوْمًا. فَوَعَظَهُنَّ وَقَالَ: ((أَيْمًا امْرَأَةٌ مَاتَ لَهَا ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ كَانُوا لَهَا جَحَابًا مِنَ النَّارِ)). قَالَتْ امْرَأَةٌ: وَأَثَانِ؟ قَالَ: ((وَأَثَانِ)).

[راجع: ۱۰۱]

۱۲۵۰ - وَقَالَ شَرِيكٌ عَنِ ابْنِ الأَصْبَهَانِيِّ حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : ((لَمْ يَلْفُغَا الْحِكْمَةُ)). [راجع: ۱۰۲]

۱۲۵۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمُوتُ الْمُسْلِمُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ فَيَلِجُ النَّارَ إِلَّا تَحْلِهُ الْفَقْسَمُ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : هَوْ إِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا). [طرفہ فی: ۱۶۵۶].

**نحویں** نابالغ بچوں کی وفات پر اگر ماں باپ مبرکریں تو اس پر ثواب ملتا ہے۔

الغرض دوزخ کے اوپر سے گزرنے کا مطلب پل صراط کے اوپر سے گزرنा مراد ہے جو دوزخ کے پشت پر نصب ہے پس مومن کا دوزخ میں جانا یکی پل صراط کے اوپر سے گزرنा ہے۔ آیت شریفہ «(وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا)» کا یہی مضمون ہے۔

### باب کسی مرد کا کسی عورت سے قبر کے پاس

یہ کہنا کہ صبر کر۔

(۱۲۵۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر پر بیٹھی ہوئی رو رہی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ خدا سے ڈر اور صبر کر۔

(تفصیل آگے آرہی ہے)

### باب میت کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دینا اور وضو کرانا

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پیچے (عبد الرحمن) کے خشبوگائی پھر اس کی لعش اٹھا کر لے گئے اور نماز پڑھی، پھر وضو نہیں کیا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مسلمان بخس نہیں ہوتا زندہ ہو یا مردہ۔ سعد بن عبادؓ نے فرمایا کہ اگر (سعید بن زیدؓ) کی لعش بخس ہوتی تو میں اسے چھوٹا ہی نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن نپاک نہیں ہوتا۔

(۱۲۵۳) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے اور ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے ام عطیہ النصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی (زینب یا ام کلثوم رضی اللہ عنہما) کی وفات ہوئی آپ وہاں تشریف لائے، اور فرمایا کہ تین یا پانچ مرتبہ غسل دے دو اور اگر مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ دے سکتی ہو۔ غسل کے پانی میں بیری کے پتے طالو اور آخر میں کافور یا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا استعمال کر لیتا اور غسل سے فارغ ہونے پر مجھے

### ۷- باب قول الرجل للمرأة عند القبر : اصبرى

۱۲۵۲ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((مَرْءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِأَمْرِهِ عِنْدَ قَبْرٍ وَهِيَ تَبَكُّرٌ فَقَالَ : ((اتَّقِيِ اللَّهَ وَاصْبِرِي))).

[اطرافہ فی: ۱۲۸۳، ۱۳۰۲، ۷۱۰۴]

### ۸- باب غسل المیت ووضوئه بالماء والسندر

وَحَنْطَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَبْنَا يَسِعِينَوْ بْنَ زَيْدٍ، وَحَمْلَةً، وَصَلْيَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: الْمُسْلِمُ لَا يَنْجُسُ حَيَاً وَلَا مَيْتًا. وَقَالَ سَعْدٌ: لَوْ كَانَ نَجْسًا مَا مَسَّنَهُ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجُسُ)).

۱۲۵۳ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَيُوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةِ الْأَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((ذَهَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوقِّتُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: (أَغْسِلُهُنَّا تَلَاقُوا أَوْ خَمْسَتَا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنَّ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِنَدِرٍ ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ هَبَنَا مِنْ

خبر دے دینا۔ چنانچہ ہم نے جب عسل دے لیا تو آپؐ کو خبر دیدی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنا ازار دیا اور فرمایا کہ اسے ان کی قمیض بنا دو۔ آپؐ کی مراد اپنے ازار سے تھی۔

**تشریح** حضرت امام بخاریؓ کا مطلب باب یہ ہے کہ مومن مرنے سے تپاک نہیں ہو جاتا اور عسل محض بدن کو پاک صاف کرنے کے لئے دیا جاتا ہے۔ اس لئے عسل کے پانی میں بیری کے چوں کا ڈالنا منفون ہوا۔ ان عمریتی کے اثر کو امام مالک نے مؤطلہ میں وصل کیا۔ اگر مردہ بخس ہوتا تو عبد اللہ بن عمریتی اس کو نہ چھوٹے نہ اٹھاتے اگر چھوٹے تو اپنے اعضاء کو دھوتے۔ امام بخاریؓ نے اس سے اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا کہ جو میت کو نہ لائے وہ عسل کرے اور جو اٹھائے وہ وضو کرے۔ عبد اللہ بن عباس کے قول کو سعید بن منصور نے سند صحیح کے ساتھ وصل کیا اور یہ کہ ”مومن بخس نہیں ہوتا۔“ اس روایت کو مروف عالم خود امام بخاریؓ نے کتاب الغسل میں روایت کیا ہے اور سعد بن ابی وقاص کے قول کو ابن ابی شیبہ نے نکالا کہ سعدؓ کو سعید بن زید کے مرنے کی خبر ملی۔ وہ گئے اور ان کو عسل اور گمر میں آکر عسل کیا اور کئے گئے کہ میں نے گری کی وجہ سے عسل کیا ہے نہ کہ مردے کو عسل دینے کی وجہ سے۔ اگر وہ بخس ہوتا تو میں اسے ہاتھ ہی کیوں لگاتا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کو اپنا ازار تیرک کے طور پر علائم فرمایا۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ اسے قمیض بنا دو کہ یہ ان کے بدن مبارک سے ملا رہے۔ جسمور کے نزدیک میت کو عسل دلانا فرض ہے۔

### باب میت کو طلاق مرتبہ عسل دینا مستحب ہے

(۱۲۵۳) ہم سے محمد نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے عبد الوہاب ثقیٰ نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے، ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم رسول کشم شیعیم کی بیٹی کو عسل دے رہی تھیں کہ آپؐ تشریف لائے اور فرمایا کہ تمین یا پانچ مرتبہ عسل دو یا اس سے بھی زیادہ۔ پانی اور بیری کے چوں سے اور آخر میں کافور بھی استعمال کرنا۔ پھر فارغ ہو کر مجھے خبر دے دینا۔ جب ہم فارغ ہوئے تو آپؐ کو خبر کر دی۔ آپؐ نے اپنا ازار علائم فرمایا اور فرمایا کہ یہ اندر اس کے بدن پر لپیٹ دو۔

ایوب نے کما کہ مجھ سے حصہ نے بھی محمد بن سیرین کی حدیث کی طرح بیان کیا تھا۔ حصہ کی حدیث میں تھا کہ طلاق مرتبہ عسل دینا اور اس میں یہ تفصیل تھی کہ تمین یا پانچ یا سات مرتبہ (عسل دینا) اور اس میں یہ بھی بیان تھا کہ میت کے دو تینیں طرف سے اور اعضاء وضو سے عسل شروع کیا جائے۔ یہ بھی اسی حدیث میں تھا کہ اہم عطیہ رضی

کافور۔ (لیاً ذَرْغُثْنَ قَادِنِي)). فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَاهُ، فَأَغْطَانَا حِقْوَةً فَقَالَ: ((أَشْعِنْهَا إِلَيْهَا)), یعنی ازارہ۔ [راجع: ۱۶۷]

۹- بَابُ مَا يُسْتَحِبُّ أَنْ يُغْسِلَ وَنَرَأِ ۱۲۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْوَهَّابِ التَّقِيفِيِّ عَنْ أَيُوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ وَنَرَخْنَ تَفْسِيلَ ابْنَةَ فَقَالَ: ((أَغْسِلْنَهَا ثَلَاثَةً أَوْ خَمْسَةً أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِنَرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا). لِيَا ذَرْغُثْنَ قَادِنِي)). فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِقْوَةً فَقَالَ: ((أَشْعِنْهَا إِلَيْهَا)). [راجع: ۱۶۷]

فَقَالَ أَيُوبُ: وَحَدَّثَنِي حَفْصَةُ عَنْ حَدِيثِ مُحَمَّدٍ، وَكَانَ فِي حَدِيثِ حَفْصَةٍ: ((أَغْسِلْنَهَا وَنَرَأِ)) وَكَانَ فِيهِ ((ثَلَاثَةً أَوْ خَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً)) وَكَانَ فِيهِ أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّدَأْنَ بِمَيَامِنَهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا))

وَكَانَ فِيهِ أَنْ أُمُّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: وَمَشَطَنَاهَا اللَّهُ عَنْهَا كَمَا كَرِهَتْهُ كَمَا كَرِهَتْهُ الْمُشَطَنَاهَا تَقْسِيمٌ كَرِدِيَّا تَحْتَهَا تَلَاهَةُ قُرُونٍ.

معلوم ہوا کہ عورت کے سر میں کنگمی کر کے اس کے ہالوں کی تین لشیں گوندھ کر پہچے ڈال دیں۔ امام شافعیؓ اور امام احمد بن حنبلؓ کا یہ قول ہے۔

باب اس بیان میں کہ (غسل) میت کی دائیں طرف سے  
شروع کیا جائے

(۱۲۵۵) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے اساعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے غسل کے وقت فرمایا تھا کہ دائیں طرف سے اور اعضاء وضو سے غسل شروع کرنا۔

ہر اچاکام دائیں طرف سے شروع کرنا مشروع ہے اور اس بارے میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

باب اس بارے میں کہ پہلے میت کے اعضاء و ضوکودھویا  
جائے

(۳۵۶) ہم سے بھی بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے خالد حذاء نے، ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو ہم غسل دے رہی تھیں۔ جب ہم نے غسل شروع کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ غسل دائمیں طرف سے اور اعضاء و فضو سے شروع کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے استجاء وغیرہ کرا کے وضو کرایا جائے اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی ثابت ہوا پھر غسل دلایا جائے اور غسل دائیں مرف سے شروع کیا جائے۔

باب اس بیان میں کہ کیا عورت کو مرد کے ازار کا کفن دیا جا سکتا ہے؟

١٠ - بَابُ يَنْدَأْ بِمَيَامِنِ الْمَيْتِ

١٢٥ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حَفْصَةَ بْنَ سَيْرِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ((فِي غَسْلِ ابْنِي)) ((إِنَّهُ أَنْدَانٌ بِمَا يَمْلِأُ بَطْنَهُ وَمَوَاضِعُ الْوُضُوءِ مِنْهَا)). [راجع: ١٦٧]

## ١١- بَابُ مَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَيْتِ

١٢٥٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكِبِيعُ عَنْ سَفِيَّانَ عَنْ خَابِلِ الْخَدَاءِ عَنْ حَفْصَةَ بْنَتِ سَبِيلِينَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((لَمَّا غَسَّلَنَا ابْنَةَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَنَا - وَنَحْنُ نَفْسِلُهَا - : ((إِنَّدِرُوا بِمِيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوءِ مِنْهَا)). [راجٍ: ١٦٧]

## ١٢ - بَابُ هَلْ تُكَفِّنُ الْمَرْأَةُ فِي إِذَارِ الرَّجُلِ

(۱۲۵۷) ہم سے عبدالرحمٰن بن حماد نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو ابن عون نے خبر دی، انسیں محمد نے ان سے ام عطیہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا۔ اس موقع پر آپ نے ہمیں فرمایا کہ تم اسے تین یا پانچ مرتبہ غسل دو اور اگر مناسب سمجھوتا تو اس سے زیادہ مرتبہ بھی غسل دے سکتی ہو۔ پھر فارغ ہو کر مجھے بزرگ بنا۔ چنانچہ جب ہم غسل دے چکیں تو آپ کو خبر دی اور آپ نے اپنا ازار عنایت فرمایا اور فرمایا کہ اسے اسکے بدن سے لپیٹ دو۔

ابن بطال نے یہ کہا کہ اس کے جواز پر اتفاق ہے اور جس نے یہ کہا کہ آخر حضرت ﷺ کی بات اور حقیقی دوسروں کو ایسا یہ کہنا چاہئے۔

### باب میت کے غسل میں کافور کا استعمال آخر میں ایک بار کیا جائے

(۱۲۵۸) ہم سے حامد بن عمر نے بیان کیا، بیان کیا کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے ان سے محمد نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے تین یا پانچ مرتبہ غسل دے دو اور اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ پانی اور بیری کے پتوں سے نہلاو اور آخر میں کافور یا (یہ کہا کہ) کچھ کافور کا بھی استعمال کرنا۔ پھر فارغ ہو کر مجھے خبر دینا۔ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب ہم فارغ ہوئے تو ہم نے کملہ بھجوایا۔ آپ نے اپنا تہبند ہمیں دیا اور فرمایا کہ اسے اندر جسم پر لپیٹ دو۔ ایوب نے حفصہ بنت سیرین سے روایت کی، ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح حدیث بیان کی۔

(۱۲۵۹) اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت میں یوں کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین یا پانچ یا سات مرتبہ یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے بھی زیادہ غسل دے سکتی ہو۔ حفصہ نے بیان کیا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہم نے ان کے سر کے بال

۱۲۵۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمَادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ عَوْنَ عنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ ((تُوقِيتُ بِنْتُ النَّبِيِّ)) قَالَ لَنَا أَغْسِلْنَاهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْنَ، فَإِذَا فَرَغْنَ قَاتِلْنَاهُ، فَلَمَّا فَرَغْنَا قَاتِلَنَا، فَتَزَعَّ مِنْ حِفْوَهِ إِذَارَةً وَقَالَ: ((أَشْعِرْنَاهَا إِلَيَّا)). [راجع: ۱۶۷]

ابن بطال نے یہ کہا کہ اس کے جواز پر اتفاق ہے اور جس نے یہ کہا کہ آخر حضرت ﷺ کی بات اور حقیقی دوسروں کو ایسا یہ کہنا چاہئے۔

### ۱۳ - بَابُ يُجْعَلُ الْكَافُورُ فِي آخِرِهِ

(۱۲۵۸) - حَدَّثَنَا حَمَادٌ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: ((تُوقِيتُ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ)) فَتَزَعَّجَ قَالَ: ((أَغْسِلْنَاهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْنَ بِمَاءٍ وَمِسْنَرٍ وَاجْعَلْنَاهُ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَنِيًّا مِنْ كَافُورٍ، فَإِذَا فَرَغْنَ قَاتِلْنَاهُ)). قَالَتْ: فَلَمَّا فَرَغْنَا قَاتِلَنَا، فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِفْوَهُ قَالَ: ((أَشْعِرْنَاهَا إِذَنَاهُ)). وَعَنْ أَيُوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رِضِيَ اللَّهُ عَنْهَا بِسْخَوِهِ.

[راجع: ۱۶۷]

(۱۲۵۹) - وَقَالَتْ: إِنَّهُ قَالَ: ((أَغْسِلْنَاهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْنَ)) قَالَتْ حَفْصَةَ قَالَتْ أُمِّ عَطِيَّةَ رِضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: ((وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ

فُرُونِ). [راجع: ۱۶۷]

١٤ - بَابُ نَفْضِ شَغْرِ الْمَرْأَةِ  
وَقَالَ أَبْنُ سِيرِينَ: لَا يَأْسَ أَنْ يَنْفَضَ شَغْرُ  
الْمَيِّتِ.

١٢٦٠ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ  
الْمُهَاجِرِ بْنِ وَهَبِّي قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجَ قَالَ  
آيُوبُ وَسَمِعْتُ حَفْصَةَ بِنْتَ سِيرِينَ  
قَالَتْ: حَدَّثَنَا أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
(أَتَهُنَّ جَعْلَنَ رَأْسَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ)  
ثَلَاثَةُ فُرُونِ، نَفَضْنَاهُنَّ ثُمَّ غَسَلْنَاهُنَّ ثُمَّ جَعَلْنَاهُنَّ  
ثَلَاثَةُ فُرُونِ). [راجع: ۱۶۷]

١٥ - بَابُ كَيْفِ الإِشْعَارُ لِلْمَيِّتِ؟  
وَقَالَ الْحَسَنُ: الْخِرْقَةُ الْخَامِسَةُ تَشَدُّ بِهَا  
الْفَعِدَنِينَ وَالْوَرْكَنِينَ تَخْتَ الدَّرْزِ

**الشيخ** اس کو ابن ابی شیبہ نے وصل کیا۔ امام حسن بصریؑ کہتے ہیں کہ عورت کے کفن میں پانچ کپڑے سنت ہیں۔ احمد اور ابو داؤد  
شیخہ کو غسل دیا تھا۔ پہلے آپ نے کفن کے لئے تبدیل دیا پھر کرتے اور اور ہر چار پھر چادر پھر لفافہ میں لپیٹ دی گئیں۔  
معلوم ہوا کہ عورت کے کفن میں یہ پانچ کپڑے سنت ہیں اگر میرہوں ورنہ مجبوری میں ایک بھی جائز ہے۔

١٢٦١ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ  
الْمُهَاجِرِ بْنِ وَهَبِّي قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجَ أَنَّ  
آيُوبَ أَخْبَرَهُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبْنَ سِيرِينَ  
يَقُولُ: ((جَاءَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
- امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ مِنَ الْأَتْبَى بَأْيَغَنَ -  
قَدَّمَتِ الْبَصْرَةَ تُبَادِرُ إِبْنَاهَا فَلَمْ تُذْرِكْهُ،  
فَحَدَّثَنَا قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ  
ﷺ وَتَعْنُ نَفْسِيلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: ((أَغْسِلْنَاهَا  
ثَلَاثَةً أَوْ خَمْسَةً أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ

چاہئے اور آخر میں کافور بھی استعمال کر لیتا۔ غسل سے فارغ ہو کر مجھے خبر کر دینا۔ انسوں نے بیان کیا کہ جب ہم غسل دے چکیں (تو اطلاع دی) اور آپ نے ازار عنایت کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اسے اندر بدن سے لپیٹ دو۔ اس سے زیادہ آپ نے کچھ نہیں فرمایا۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ یہ آپ کی کونی یعنی تھیں (یہ ایوب نے کہا) اور انسوں نے بتایا کہ اشعار کا مطلب یہ ہے کہ اس میں نعش لپیٹ دی جائے۔ ابن سیرینؓ بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ عورت کے بدن میں اسے پینٹا جائے، ازار کے طور پر نہ باندھا جائے۔

باب اس بیان میں کہ کیا عورت میت کے بال تین لٹوں میں  
تقسیم کر دیجے جائیں؟

(۱۳۶۲) ہم سے قبیصہ نے حدیث بیان کی، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ام بڑیل نے اور ان سے ام عطیہ نے، انسوں نے کہا کہ ہم نے آخر پرست صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے سر کے بال گوندھ کر ان کی تین چوٹیاں کر دیں اور وکیع نے سفیان سے یوں روایت کیا، ایک پیشانی کی طرف کے بالوں کی چوٹی اور دوادھرا در کے بالوں کی۔

باب عورت کے بالوں کی تین لٹیں بنا کر اس کے پیچے  
ڈال دی جائیں

(۱۳۶۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سمجھی بن سعید نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حصہ نے بیان کیا، ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا تو تمی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کو پانی اور بیری کے پتوں سے تین یا پانچ مرتبہ غسل دے لو۔ اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ بھی دے سکتی ہو اور آخر میں کافور یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) تھوڑی سی کافور استعمال کرو پھر جب غسل دے چکو تو مجھے خبر دو۔ چنانچہ فارغ ہو کر ہم

رَأَيْنَنْ ذَلِكَ بَمَاءٍ وَسِنَرٍ ، وَاجْعَلْنَ فِي  
الآخِرَةِ كَافُورًا ، فَإِذَا فَرَغْتُنْ فَأَذْنِنِي ) ) .  
قال: فَلَمَّا فَرَغْنَا أَلْقَى إِلَيْنَا حِفْوَةً فَقَالَ:  
(أَشْعِرْنَهَا إِيَاهُ ) ) ، وَلَمْ يَرِدْ عَلَى ذَلِكَ  
وَلَا أَذْرِي أَيُّ بَنَاهُ . وَزَعَمَ أَنَّ الْإِشْعَارَ  
الْفُنْتَهَا فِيهِ . وَكَذَلِكَ كَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَأْمُرُ  
بِالْمَرْأَةِ أَنْ تُشْعَرَ وَلَا تُؤَزَّرَ .

[۱۶۷]

## ۱۶- بَابُ هَلْ يُجْعَلُ شَغْرُ الْمَرْأَةِ ثَلَاثَةَ قُرُونٍ

۱۲۶۲ - حَدَّثَنَا قُبِيْصَةُ سُفِيَّانُ عَنْ هِشَامٍ  
عَنْ أُمِّ الْهَدَىْلِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: ((ضَنَقَوْنَا شَغْرَ بِنْتَ النَّبِيِّ ﷺ)) - تَعْنِي ثَلَاثَةَ قُرُونٍ - وَقَالَ وَكِبْيَعُ  
قَالَ سُفِيَّانُ: ((نَاصِيَّهَا وَقَرَنِيَّهَا)).

[۱۶۷]

## ۱۷- بَابُ يُلْقَى شَغْرُ الْمَرْأَةِ خَلْفَهَا ثَلَاثَةَ قَرُونٍ

۱۲۶۳ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَى  
بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَانٍ قَالَ :  
حَدَّثَنَا حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَتْ: ((تُوَقِّيْتِ إِنْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ، فَأَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ)) فَقَالَ: ((اَغْسِلْنَهَا  
بِالسِّنَرِ وَتَرَا ثَلَاثَةَ أَوْ خَمْسَةَ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ  
ذَلِكَ إِنْ رَأَيْنَ ذَلِكَ، وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ  
كَافُورًا أَوْ شَنِيْنَا مِنْ كَافُورٍ ، فَإِذَا فَرَغْتُنْ

نے آپ کو خبر دی تو آپ نے (ان کے کفن کے لئے) اپنا ازار عتاب کیا۔ ہم نے اس کے سر کے بالوں کی تین چوٹیاں کر کے انہیں پیچھے کی طرف ڈال دیا تھا۔

صحیح ابن حبان میں ہے کہ آخر ہدایت محدثین نے ایسا حکم دیا تھا کہ بالوں کی تین چوٹیاں کر دو۔ اس حدیث سے میت کے بالوں کا گورنمنٹی میں ثابت ہوا۔

### باب اس بارے میں کہ کفن کے لئے سفید کپڑے ہونے مناسب ہیں

(۱۴۶۳) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں بشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے باپ عروہ بن زبیر نے اور انہیں (ان کی خالہ) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہن کے تین سفید سوتی دھلے ہوئے کپڑوں میں کفن دیا گیا ان میں نہ قیمت تھی نہ عمائد۔

فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَاهُ، فَأَلْقَى إِلَيْنَا حِفْوَةً، فَضَنَقْرَنَا شَغْرَهَا تَلَاثَةَ قُرُونٍ وَالْقَيْنَاهَا خَلْفَهَا). [راجح: ۱۶۷]

### ۱۸ - بَابُ الشَّيَّابِ الْأَبْيَضِ لِلْكَفْنِ

۱۴۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقاَتِلٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَزْرَوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: (إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ كَفَنَ فِي تَلَاثَةِ أَنْوَابٍ يَمَانِيَّةٍ بِيَنْصِ سَحْوَلِيَّةٍ مِنْ كُرْنَسْفَرِ لَنِسِ فِيهِنَ قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةً).

[اطرافہ فی: ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳]

. ۱۳۸۷

**لَشَبَّرْجَنْ** بن خبلؓ نے اس کو تکرہ رکھا ہے اور شافعیہ نے قیص اور علامہ کا بروحتا بھی جائز رکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ سفید کپڑوں میں کفن دیا کرو۔ تمدنی نے کہ آخر ہدایت محدثین کے کفن کے بارے میں جتنی خدشیں وارد ہوئی ہیں ان سب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث زیادہ صحیح ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگ زندگی بھر شادی غمی کے رسم اور بدعتات میں گرفتار رہتے ہیں اور مرتبے وقت بھی بیچاری میت کا پچھا نہیں چھوڑتے۔ کہیں کفن خلاف سنت کرتے ہیں کہیں لفافہ کے اوپر ایک چادر ڈالتے ہیں کہیں میت پر شامیانہ تانتے ہیں، کہیں تجادواں چلم کرتے ہیں۔ کہیں قبر میلہ پری مرید کا شحر رکھتے ہیں۔ کہیں قبر کا چاغ جلاتے ہیں۔ کہیں صندل شیرنی چادر پڑھاتے ہیں۔ کہیں قبر پر میلہ اور مجع کرتے ہیں اور اس کا نام عرس رکھتے ہیں۔ کہیں قبر کو پخت کرتے ہیں، اس پر عمارت اور گنبد اٹھاتے ہیں۔ یہ سب امور بدعت اور منوع ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی آنکھیں کھولے اور ان کو نیک توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین (وحیدی)

روایت میں کفن نبوی کے متعلق لفظ "سحولیہ" آیا ہے۔ جس کی تشریع علامہ شوکانی کے لفظوں میں یہ ہے۔ سحولیہ بصر المهملتین وبروی بفتح اولہ نسبہ الی سحول قریۃ بالیمن قال النبوی والفتح اشهر وهو روایۃ الاکترین قال ابن الاعراوی وغيرہ هی نسب بعض نقیۃ لا تكون الامنقطن وقال ابن قتبۃ ثیاب بیض ولم یخصها بالقطن وفی روایۃ للبخاری "سحول" بدن نسبہ وهو جمع سحل والسحل الشرب الابيض النقی ولا یكون الا منقطن كما تقدم وقال الازھری بالفتح المدینۃ وبالضم الشیاب وقل النسبۃ الی القریۃ منص

واما بالفتح نسبة الى القصار لانه يدخل الشیاب اى ينفعها كذا في الفتح (نيل الاوطار، جلد: ۳ / ص: ۳۰) خلاصہ یہ کہ لفظ "سحولیہ" سین اور حاء کے ضمہ کے ساتھ ہے اور سین کا فتح بھی روایت کیا گیا ہے۔ جو ایک گاؤں کی طرف نسبت ہے جو بکن میں واقع تھا۔ این اعرابی وغیرہ نے کہا کہ وہ سفید صاف سحرما کپڑا ہے جو سوتی ہوتا ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں لفظ "سحول" آیا ہے اور وہ سفید دھلا ہوا کپڑا ہوتا ہے۔ ازہری کہتے ہیں کہ سحول سین کے فتح کے ساتھ شرماد ہو گا اور سین کے ضمہ کے ساتھ دھولی مراد ہو گا جو کپڑے کو دھو کر صاف شفاف بنادیتا ہے۔

### باب دو کپڑوں میں کفن دینا

(۱۲۶۵) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حدا نے، ان سے ایوب نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس نے۔ ایوب نے بیان کیا کہ ایک شخص میدان عرفہ میں (احرام باندھے ہوئے) کھڑا ہوا تھا کہ اپنی سواری سے گر پڑا اور سواری نے انسین کچل دیا۔ یا (وقصتہ کے بجائے یہ لفظ) اوقصتہ کہا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں انسین کفن دو اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ انسین خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ان کا سرچھپاؤ۔ کیونکہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا۔

### ۱۹ - باب الکفَنِ فِي ثَوْبَيْنِ

۱۲۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبْيَوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((يَسِمَّا رَجُلٌ وَاقْتَدَ بِعِرْفَةَ إِذْ وَقَعَ عَنْ رَاجِلِيهِ فَوَقَصَّتْهُ - أَوْ قَالَ: فَأَوْقَصَّتْهُ - قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اغسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفُّوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلَا تُخْتَطُوْهُ، وَلَا تُخْمَرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبَغْثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْبِيًّا)).

[اطرافہ فی: ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱] .

ثابت ہوا کہ حرم کو دو کپڑوں میں دفنا جائے۔ کیونکہ وہ حالت احرام میں ہے اور حرم کے لئے احرام کی صرف دو ہی چادریں ہیں، برخلاف اس کے دیگر مسلمانوں کے لئے مرد کے لئے تین چادریں اور عورت کے لئے پانچ کپڑے منسون ہیں۔

### باب میت کو خوشبو لگانا

(۱۲۶۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے ایوب نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان عرفہ میں وقوف کئے ہوئے تھا کہ وہ اپنے اونٹ سے گر پڑا اور اونٹ نے انسین کچل دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسین پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیکر دو کپڑوں کا کفن دو، خوشبو نہ لگاؤ اور نہ سرڑھکو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسین لبیک کہتے ہوئے

### ۲۰ - باب الْحَنْوَطِ لِلْمَيْتِ

۱۲۶۶ - حَدَّثَنَا قَتِيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَبْيَوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((يَسِمَّا رَجُلٌ وَاقْتَدَ بِعِرْفَةَ إِذْ وَقَعَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِعِرْفَةَ فَأَوْقَصَّتْهُ - أَوْ قَالَ: فَأَوْقَصَّتْهُ - قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((اغسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ، وَكَفُّوْهُ فِي ثَوْبَيْنِ، وَلَا تُخْتَطُوْهُ، وَلَا تُخْمَرُوا رَأْسَهُ، فَإِنَّهُ يُبَغْثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْبِيًّا)).

اٹھائے گا۔

یعنیہ دینہ یوم القيامتہ ملیتیا۔

**لشیخ** کے لئے اس واسطے منع فرمایا کہ وہ حالت احرام میں ہے اور قیامت میں اس طرح بیک پکارتا ہوا اٹھے گا اور ظاہر ہے کہ حرم کو حالت احرام میں خوشبو کا استعمال منع ہے۔

### باب حرم کو کیونکر کفن دیا جائے

(۱۲۶۷) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو ابو عوانہ نے خردی، انہیں ابو بشر جفر نے، انہیں سعید بن جبیر نے، انہیں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ایک مرتبہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام پاندھے ہوئے تھے کہ ایک شخص کی گردن اس کے اوٹھ نے توڑا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں پانی اور بیڑی کے پتوں سے ٹسل دے دو اور دو کپڑوں کا کفن دو اور خوشبو نہ لگاؤ نہ ان کے سر کو ڈھکو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اٹھائے گا، اس حالت میں کہ وہ بیک پکارتا ہو گا۔

(۱۲۶۸) ہم سے مدد نے بیان کیا، ان سے حمد بن زید نے، ان سے عمرو اور ایوب نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس بیان کئے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے ساتھ میدان عرفات میں کھڑا ہوا تھا، اچانک وہ اپنی سواری سے گر پڑا۔ ایوب نے کہا اونٹھی نے اس کی گردن توڑا۔ اور عمرو نے یوں کہا کہ اونٹھی نے اس کو گرتے ہی مارڈا اور اس کا انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسے پانی اور بیڑی کے پتوں سے ٹسل دو اور دو کپڑوں کا کفن دو اور خوشبو نہ لگاؤ نہ سرڑھکو کیونکہ قیامت میں یہ اٹھایا جائے گا۔ ایوب نے کہا کہ (یعنی) تلبیہ کرتے ہوئے (اٹھایا جائے گا) اور عمرو نے (اپنی روایت میں ملبوی کے بجائے) ملبوی کا لفظ نقل کیا۔ (یعنی بیک کرتا ہوا اٹھے گا)

معلوم ہوا کہ حرم مر جائے تو اس کا احرام بلقی رہے گا۔ شاغریہ اور احمدیت کا یہی قول ہے۔

باب قیص میں کفن دینا اس کا حاشیہ سلا ہوا ہو  
یا بغیر سلا ہوا ہو اور بغیر قیص کے

### ۲۱۔ بابُ كَيْفَ يُكَفِّنُ الْمُحْرَمُ؟

۱۲۶۷ - حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَادَةَ عَنْ أَبِي بَشِّرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّابِرَةِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَجُلًا وَقَصَّةَ بَعْزِيرَةٍ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرَمٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اغسلوه بماء وسدر، وكفتوه في ثوبتين، ولا تغمرروا رأسه، فلأن الله يبعثه يوم القيمة ملبيا)). ولني نسخة ملبدنا۔

۱۲۶۸ - حَدَّثَنَا مُسْنَدُهُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادَهُ بْنَ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو وَأَيُوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّابِرَةِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ رَجُلًا وَاقِفًا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِعِرَاقَةٍ فَوَقَعَ عَنْ رَاجِيَتِهِ، قَالَ أَيُوبُ: فَوَقَصْتُهُ - وَقَالَ عَمْرُو: فَأَلْفَصَتْهُ - لَفَمَاتَ، فَقَالَ: ((اغسلو بماء وسدر، وكفتوه في ثوبتين، ولا تغمرروا رأسه، فلأنه يبعث يوم القيمة)). قَالَ أَيُوبُ : يُلْتِي، وَقَالَ عَمْرُو: ملبيا)).

۲۲۔ بابُ الْكَفَنِ فِي الْقَمِيصِ  
الذِّي يَكْفُ أَوْ لَا يُكَفُّ، وَمَنْ كَفَنَ

## کفن دینا

(۱۲۶۹) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ عمری نے کما کہ مجھ سے نافع نے عبد اللہ بن عمر سے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن ابی (منافق) کی موت ہوئی تو اس کا بیٹا (عبد اللہ صحابی) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! والد کے کفن کے لئے آپ اپنی قیص عنایت فرمائیے اور ان پر نماز پڑھئے اور مغفرت کی دعا کیجئے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی قیص (عنایت مرتوں کی وجہ سے) عنایت کی اور فرمایا کہ مجھے بتانا میں نماز جنازہ پڑھوں گا۔ عبد اللہ نے اطلاع بھجوائی۔ جب آپ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تو عمر بن الخطاب نے آپ کو پیچھے سے کپڑا لیا اور عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے جیسا ارشاد باری ہے ”تو ان کے لئے استغفار کریا نہ کر اور اگر تو ستر مرتبہ بھی استغفار کرے تو بھی اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا“ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد یہ آیت اتری ”کسی بھی منافق کی موت پر اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھانا۔“

(۱۲۷۰) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ابن عینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو عبد اللہ بن ابی کو دفن کیا جا رہا تھا۔ آپ نے اسے قبر سے نکلوایا اور اپنا لاعب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اسے اپنی قیص پہنائی۔

**لئے جائیں** عبد اللہ بن ابی مشور منافق ہے جو جنگ احمد کے موقع پر راستے میں سے کتنے ہی سلوہ لوح مسلمانوں کو برداشت کرو اپس لے آیا تھا اور اسی نے ایک موقع پر یہ بھی کما تھا کہ ہم مدینی اور شریف لوگ ہیں اور یہ مساجر مسلمان ذلیل پر دیسی ہیں۔ ہمارا داؤ گئے گا تو ہم ان کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے۔ اس کا بیٹا عبد اللہ سچا مسلمان صحابی رسول تھا۔ آپ نے ان کی دل غلکنی گوارا نہیں کی اور ازراہ کرم اپنا کرتے اسکے کفن کیلئے عنایت فرمایا۔ بعضوں نے کما کہ جنگ بدر میں جب حضرت عباس قید ہو کر آئے تو وہ نگئے تھے۔

## بغیر قمیص

۱۲۶۹ - حدثنا مسند قال: حدثنا يحيى بن سعيد عن عبيدة الله قال: حدثني صالح عن ابن عمر رضي الله عنهما: ((أن عبد الله بن أبي لما توفي جاء ابنته إلى النبي ﷺ فقال: أغطيتي قميصك أكتنه فيك، وصل عليه واستغفر له. فأغطاه النبي ﷺ قميصه فقال: ((آذني أصلني عليه)). فادنَه. فلما أراد أن يصلني عليه جذبه عمر رضي الله عنه فقال: أليس الله تعالى نهَاك أن تصلي على المُنافقين؟ فقال: ((أنا بين خيرتين قال الله تعالى: «استغفرون لهم أو لا تستغفرون لهم، إن تستغفرون لهم سبعين مرّة فلن يغفر الله لهم فصلني عليه، فنزلت: ﴿ولَا تصل على أحد منهم مات أبداً﴾)).

[اطرافہ فی: ۴۶۷۰، ۴۶۷۲، ۵۷۹۶]

۱۲۷۰ - حدثنا مالك بن إسماعيل قال: حدثنا ابن عيينة عن عمرو سمع جابرًا رضي الله عنه قال: ((أتي النبي ﷺ عبد الله بن أبي بعد ما دفن، فآخر جهه ففت فيه من ريقه، وألبسه قميصه)).

[اطرافہ فی: ۱۳۵۰، ۳۰۰۸، ۵۷۹۵]

ان کا یہ حال زار دیکھ کر اسی عبد اللہ بن ابی نے اپنا کرتا ان کو پہنچا دیا تھا۔ آنحضرتؐ نے اس کا بدل ادا کر دیا کہ یہ احسان پلی نہ رہے۔ ان منافق لوگوں کے بارے میں پہلی آیت 『إِنْتَغَيْرُهُمْ أَوْلَىٰ نَشْغَافِلَهُمْ إِنْ تَشْغَافِلَهُمْ』 (التوبہ: ۸۰) نازل ہوئی تھی۔ اس آیت سے حضرت عمرؓ سمجھے کہ ان پر نماز پڑھنا منع ہے۔ آنحضرتؐ نے اس کو سمجھایا کہ اس آیت میں مجھ کو اختیار دیا گیا ہے۔ تب حضرت عمرؓ خاموش رہے۔ بعد میں آیت 『وَلَا تُنْصِلْ عَلَىٰ أَخْدُوكُنْهُمْ』 (التوبہ: ۸۳) نازل ہوئی۔ جس میں آپؐ کو اللہ نے منافقوں پر نماز جنازہ پڑھنے سے قطعاً روک دیا۔ پہلی اور دوسری روایتوں میں تقطیق یہ ہے کہ پسلے آپؐ نے کرہ دینے کا وعدہ فرمادیا تھا پھر عبد اللہ کے عزیز دوں نے آپؐ کو تکلیف دیتا مناسب نہ جاتا اور عبد اللہ کا جنازہ تیار کر کے قبر میں اتار دیا کہ آنحضرتؐ تشریف لے آئے اور آپؐ نے وہ کیا جو روایت میں مذکور ہے۔

## ۲۳۔ بَابُ الْكَفْنِ بِغَيْرِ قَمِيصٍ

مسئلہ کے نتیجہ میں یہ ترجیح باب نہیں ہے اور وہی نحیک ہے کیونکہ یہ مضمون اگلے باب میں بیان ہو چکا ہے۔

(۱۷۲) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے عروہ بن زبیر نے، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمیں سوتی دھلے ہوئے کپڑوں کا کفن دیا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں نہ قیص تھی اور نہ عمامة۔

(۱۷۳) ہم سے مددوں نے بیان کیا، ان سے مجی نے، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے باپ عروہ بن زبیر نے، ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقة رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمیں کپڑوں کا کفن دیا گیا تھا جن میں نہ قیص تھی اور نہ عمامة تھا۔ حضرت امام ابو عبد اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابو قیم نے لفظ ملاٹہ نہیں کہا اور عبد اللہ بن ولید نے سفیان سے لفظ ملاٹہ نقل کیا ہے۔

## بابِ عمامة کے بغیر کفن دینے کا بیان

(۱۷۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ عروہ بن زبیر نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سحول کے تین سفید کپڑوں کا کفن دیا گیا تھا نہ ان میں قیص تھی اور نہ عمامة تھا۔

۱۲۷۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((كُفَنَ النَّبِيُّ ﷺ فِي ثَلَاثَةِ أَنْوَابٍ سَحُولٍ كُرْسَفٍ لَّيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ)). [راجع: ۱۲۶۴]

۱۲۷۲ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَنَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُفَنَ فِي ثَلَاثَةِ أَنْوَابٍ لَّيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ قَالَ أَبُو عَنْدُوِ اللَّهِ أَبُو نُعَيْمٍ لَا يَقُولُ ثَلَاثَةَ وَعَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ الْوَلِيدٍ عَنْ سُفِيَّانَ يَقُولُ ثَلَاثَةَ)). [راجع: ۱۲۶۴]

## ۲۴۔ بَابُ الْكَفْنِ وَلَا عِمَامَةٍ

۱۲۷۳ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُفَنَ فِي ثَلَاثَةِ أَنْوَابٍ بَيْضٍ سَحُولٌ لَّيْسَ فِيهَا قَمِيصٌ وَلَا عِمَامَةٌ)).

مطلوب یہ ہے کہ چو تھا کپڑا نہ تھا۔ قسطلانی نے کہا امام شافعی نے قیص پہننا جائز رکھا ہے مگر اس کو سنت نہیں سمجھا اور ان کی دلیل حضرت عبد اللہ بن عمر بیہقی کا فعل ہے جسے یہیقی نے نکلا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو پانچ کپڑوں میں کفن دیا۔ تمیں لفافے اور ایک قیص اور ایک عمامہ لیکن شرح مندب میں ہے کہ قیص اور عمامہ نہ ہو۔ اگرچہ قیص اور عمامہ مکروہ نہیں مگر ادائی کے خلاف ہے (وحیدیہ) بہتری ہے کہ صرف تمیں چادروں میں کفن دیا جائے۔

## کفن کی تیاری میت کے سارے مال میں سے کرنا چاہیے

اور عطاء اور زہری اور عمرو بن دینار اور قادہ رضی اللہ عنہ کا یہی قول ہے۔ اور عمرو بن دینار نے کما خوشبودار کا خرچ بھی سارے مال سے کیا جائے۔ اور ابراہیم نجعی نے کما پسلے مال میں سے کفن کی تیاری کریں، پھر قرض ادا کریں۔ پھر وصیت پوری کریں اور سفیان ثوری نے کما قبر اور غسال کی اجرت بھی کفن میں داخل ہے۔

## ۲۵- بابُ الْكَفْنِ مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ

وَبِهِ قَالَ عَطَاءُ وَالزُّهْرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ دِينَارٍ  
وَقَتَادَةُ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: الْحَتُوطُ  
مِنْ جَمِيعِ الْمَالِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: يَنْدَا  
بِالْكَفْنِ، ثُمَّ بِالدِّينِ، ثُمَّ بِالْوَصِيَّةِ. وَقَالَ  
سُفِيَّانٌ: أَجْزُرُ الْقَبْرَ وَالْفَسْلِ هُوَ مِنَ  
الْكَفْنِ.

(۱۲۷۳) ہم سے احمد بن محمد کی نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سحد نے، ان سے ان کے باپ سعد نے اور ان سے ان کے والد ابراہیم بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف بن خثیر کے سامنے ایک دن کھانا کھایا تو انہوں نے فرمایا کہ مصعب بن عیمر بن خثیر (غزوہ احمد میں) شہید ہوئے وہ مجھ سے افضل تھے۔ لیکن ان کے کفن کے لئے ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز میانہ ہو سکی۔ اسی طرح جب حمزہ بن خثیر شہید ہوئے یا کسی دوسرے صحابی کا نام لیا، وہ بھی مجھ سے افضل تھے۔ لیکن ان کے کفن کے لئے بھی صرف ایک ہی چادر مل سکی۔ مجھے تو ڈر لگتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے چیزوں اور آرام کے سامان ہم کو جلدی سے دنیا ہی میں دے دیئے گئے ہوں پھر وہ رونے لگے۔

۱۲۷۴- حدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ  
الْمَكْتَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ  
سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((أَتَيَ عَبْدَ الرَّحْمَنَ  
بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمًا بِطَعَامِهِ،  
فَقَالَ: قُبْلَ مُضَعْبٍ بْنَ عَمَّىرٍ - وَكَانَ  
خَيْرًا مِنِّي - فَلَمْ يُوجِدْ لَهُ مَا يَكْفُنُ فِيهِ  
إِلَّا بُرْذَةً. وَقُبْلَ حَمْزَةَ - أَوْ رَجُلَ آخَرَ -  
خَيْرًا مِنِّي فَلَمْ يُوجِدْ لَهُ مَا يَكْفُنُ فِيهِ إِلَّا  
بُرْذَةً. لَقَدْ خَيْرَتِي أَنْ يَكُونَ فَذُ غَجْلَتِ  
لَنَا طَبَّاتَا فِي حَيَاةِ الدُّنْيَا. ثُمَّ جَعَلَ  
يَنْكِي)). [طرفاہ فی: ۱۲۷۵، ۴۰۴۵].

**تشییع** امام الحدیثین رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا کہ حضرت مصعب اور حضرت امیر حمزہ پیشہ کا کل مال اتنا ہی تھا۔ بس ایک چادر کفن کے لئے تو ایسے موقع پر سارا مال خرچ کرنا چاہیے۔ اس میں اختلاف ہے کہ میت قرض دار ہو تو صرف اتنا کفن دیا جائے کہ ستر پوشی ہو جائے یا سارا بدن ڈھانکا جائے۔ حافظ ابن حجر نے اس کو ترجیح دی ہے کہ سارا بدن ڈھانکا جائے، ایسا کفن دینا چاہیے۔ حضرت مصعب بن عیمر بن خثیر قریشی جیل القدر صحابی ہیں رسول کرم ﷺ نے بھرت سے پسلے ہی ان کو مدینہ شریف

بلور مسلم القرآن و مبلغ اسلام صحیح دیا تھا۔ بھرتو سے پلے ہی انہوں نے مدینہ میں جمعہ قائم فرمایا جبکہ مدینہ خود ایک گاؤں تھا۔ اسلام سے قبل یہ قریش کے صمیں نوجوانوں میں عیش و آرام میں زیست میں شہرت رکھتے تھے مگر اسلام لانے کے بعد یہ کامل درویش بن گئے۔ قرآن پاک کی آیت «رَجُلٌ صَدِّقَ مَا عَاهَدَ اللَّهَ عَلَيْهِ» (الاحزاب: ۲۳) ان ہی کے حق میں نازل ہوئی۔ جنگ احمد میں یہ شہید ہوئے (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

## باب اگر میت کے پاس ایک ہی کپڑا نہ لے

(۲۵) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا کہ ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں سعد بن ابراہیم نے، انہیں ان کے باپ ابراہیم بن عبد الرحمن نے کہ عبد الرحمن بن عوف بیٹھ کے سامنے کھانا حاضر کیا گیا۔ وہ روزہ سے تھے اس وقت انہوں نے فرمایا کہ ہائے؟ مصعب بن عمير بیٹھ شہید کے گئے، وہ مجھ سے بہتر تھے۔ لیکن ان کے کفن کے لئے صرف ایک چادر میر آسکی کہ اگر اس سے ان کا سرہ ہانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانکے جاتے تو سر کھل جاتا اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا اور حمزہ بیٹھ بھی (اسی طرح) شہید ہوئے وہ بھی مجھ سے اچھے تھے۔ پھر ان کے بعد دنیا کی کشادگی ہمارے لئے خوب ہوئی یا یہ فرمایا کہ دنیا میں بست دی گئی اور ہمیں تو اس کا ذریعہ لگتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری نیکیوں کا بدله اسی دنیا میں ہم کو مل گیا ہو پھر آپ اس طرح روئے گئے کہ کھانا بھی چھوڑ دیا۔

## ۲۶۔ بَابُ إِذَا لَمْ يُوجَدْ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ

۱۲۷۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنْهُ اللَّهُ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ إِبْرَاهِيمَ ((أَنَّ عَنْهُ الرَّحْمَنَ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى بِطَعَامٍ - وَكَانَ صَانِعًا - فَقَالَ : قُبَيلٌ مُصْنِعٌ بْنُ عَمِيرٍ - وَهُوَ خَيْرٌ مِنِي - كَفَنَ فِي بَرْدَةٍ إِنْ غُطَّى رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ رِجْلَاهُ، وَإِنْ غُطَّى رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأَرَاهُ قَالَ: وَقُبَيلٌ حَمْزَةُ - وَهُوَ خَيْرٌ مِنِي - ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ - أَزَّ قَالَ : أَغْطِنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أَغْطِنَا - وَقَدْ خَشِبَنَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عَجَلَتْ لَنَا. ثُمَّ جَعَلَ يَنْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ.

[راجح: ۱۲۶۴]

**تشیعی** حضرت مصعبؓ کے ہاں صرف ایک چادر ہی ان کا کل محتاج تھی، وہ بھی تک، وہی ان کے کفن میں دے دی گئی۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

ملائکہ حضرت عبد الرحمن روزہ دار تھے دن بھر کے بھوکے تھے پھر بھی ان تصورات میں کھانا ترک کر دیا۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف عشرہ بھنوں میں سے ہیں اور اس قدر مدار تھے کہ رئیس التجار کا لقب ان کو حاصل تھا۔ انتقال کے وقت دولت کے ابیار و رثاء کو ملے۔ ان حالات میں بھی مسلمانوں کی ہر ممکن خدمت کے لئے ہر وقت حاضر رہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے کئی سواوٹ مع غدے کے ملک شام سے آئے تھے۔ وہ سارا غدہ مدینہ والوں کے لئے منت تقدیم فراویا۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

## ۲۷۔ بَابُ إِذَا لَمْ يُوجَدْ كَفَنًا إِلَّا مَا بَاب جب کفن کا کپڑا چھوٹا ہو کہ سر اور پاؤں دونوں نہ

## ڈھک سکیں تو سرچھپا دیں (اور پاؤں پر گھاس وغیرہ ڈال دیں)

(۱۲۷) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کما کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے امش نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شیعیت نے بیان کیا، کما ہم سے خباب بن ارت بن بشیر نے بیان کیا، کہ ہم نے نبی کرم شفیع کے ساتھ صرف اللہ کے لئے بھرت کی۔ اب ہمیں اللہ تعالیٰ سے اجر ملنا ہی تھا۔ ہمارے بعض ساتھی تو انتقال کر گئے اور (اس دنیا میں) انہوں نے اپنے کئے کا کوئی پھل نہیں دیکھا۔ صعب بن عییر بن بشیر بھی انہیں لوگوں میں سے تھے اور ہمارے بعض ساتھیوں کا میرہ پک گیا اور وہ جن کر کھاتا ہے۔ (صعب بن عییر بن بشیر) احمد کی لڑائی میں شہید ہوئے ہم کو ان کے کفن میں ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز نہ ملی اور وہ بھی اسی کہ اگر اس سے سر چھپاتے ہیں تو پاؤں کمل جاتا ہے اور اگر پاؤں ڈھکتے تو سر کمل جاتا۔ آخر یہ دیکھ کر نبی کرم شفیع نے ارشاد فرمایا کہ سر کو چھپا دیں اور پاؤں پر بزرگ گھاس اذخر نہیں ڈال دیں۔

بُؤَارِي رَأْسَهُ أَوْ قَدْمَيْهِ غُطْيَ بِهِ رَأْسَهُ

۱۲۷۶ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ عَبْيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا شَفِيقٌ حَدَّثَنَا خَبَابَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لِلتَّعْمِسِ وَجْهَ اللَّهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللَّهِ: قَوْمًا مَنْ مَاتَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَهِيْدًا، مِنْهُمْ مُصْنَعِبٌ بْنُ عَمْرٍ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَيْمَنَتْ لَهُ ثُرَثَةٌ فَهُوَ يَهْدِيهَا. قَبْلَ يَوْمِ أَخْدُو فَلَمْ نَجِدْ مَا نُكْفِنُهُ إِلَّا بُرْذَةً إِذَا غَطَّيْنَا بَهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ وَأَنْ نَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ).

[اطرافہ فی: ۳۸۹۷، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۶۴۴۸، ۶۴۳۲، ۴۰۸۲، ۴۰۴۷]

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کیونکہ حضرت صعب بن عییر بن بشیر کا کن جب ہائلی رہا تو ان کے ہی دن کو اذخر نہیں گھاس سے ڈھاک دیا گیا۔

باب ان کے بیان میں جنہوں نے نبی کرم شفیع کے زمانہ میں اپنا کفن خود ہی تیار رکھا اور آپ نے اس پر کسی طرح کا اعتراض نہیں فرمایا

(۱۲۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قشی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد العزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے بپ نے اور ان سے سل نے کہ ایک عورت نبی کرم شفیع کی خدمت میں ایک نبی ہوئی حاشیہ دار چادر آپ کے لئے تحفہ لائی۔ سل بن سعد نے (حاضرین سے) پوچھا کہ تم جانتے ہو چادر کیا؟ لوگوں نے کما کہ جی ہاں!

۲۸ - بَابٌ مَنِ اسْتَعْدَدَ الْكَفْنَ

فِي زَمِنِ النَّبِيِّ ﷺ

فَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ

۱۲۷۷ - حَدَّثَنَا عَنْدَهُ اللَّهُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِبُرْذَةً مَسْوَجَةً فِيهَا حَاشِيَتُهَا. أَتَدْرِنُونَ مَا الْبُرْذَةُ؟ قَالُوا: الشَّمَلَةُ. قَالَ:

شلہ۔ سلٰ نے کہا ہیں شلہ (تم نے تھیک بتایا) خیر اس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے اسے ہٹا ہے اور آپ کو پہننے کے لئے لائی ہوں۔ نبی کرم ﷺ نے وہ کہڑا قبول کیا۔ آپ کو اس کی اس وقت ضرورت بھی تھی پھر اسے ازار کے طور پر باندھ کر آپ باہر تشریف لائے تو ایک صاحب (عبد الرحمن بن عوف) نے کہا کہ یہ تو بدی اچھی چادر ہے، یہ آپ نے مجھے پہنادیجھے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ نے (ماںگ کر کچھ اچھا نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی ضرورت کی وجہ سے پہنادیجا اور تم نے یہ ماںگ لیا حالانکہ تم کو معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ کی کاسوال روشنیں کرتے۔ عبد الرحمن بن عوف نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! میں نے اپنے پہننے کے لئے آپ سے یہ چادر نہیں مانگی تھی۔ بلکہ میں اسے اپنا کفن بناؤں گا۔ سلٰ نے بیان کیا کہ وہی چادر ان کا کفن نہیں۔

**لئے بینے** گوا حضرت عبد الرحمن بن عوف نے اپنی زندگی میں اپنا کفن میا کر لیا۔ یہی بدب کا مقصد ہے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی غیر معمد بزرگ سے کسی واقعی ضرورت کے موقع پر جائز سوال بھی کیا جاسکتا ہے۔ ایسی احادیث سے نبی اکرم ﷺ پر قیاس کر کے جو آنکے ہیروں کا تبرک حاصل کیا جاتا ہے یہ درست نہیں کیوں کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیات اور میջرات میں سے ہیں اور آپ ذریعہ خیر و برکت ہیں کوئی اور نہیں۔

**باب عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا کیسا ہے؟**  
(۱۲۷۸) ہم سے قیصر بن عقبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے ام ہبیل حفصة بنت سیرین نے، ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمیں (عورتوں کو) جنازے کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا مگر تائید سے منع نہیں ہوا۔

بہر حال عورتوں کے لئے جنازہ کے ساتھ جانا منع ہے۔ کیونکہ عورتوں ضعیف القلب ہوتی ہیں۔ وہ خلاف شرع حرکات کر سکتی ہیں۔ شارع کی اور بھی بہت سی مصلحتیں ہیں۔

**باب عورت کا اپنے خلوند کے سوا اور کسی پر سوگ کرنا کیسا ہے؟**

(۱۲۷۹) ہم سے مسدود بن مسہد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے

نہم۔ قائل: نَسْجَنَهَا بِيَدِيْ، فَجَفَّتْ لَا نَسْجُونَهَا، فَأَخْلَقَنَا النَّبِيُّ ﷺ مُحَاجَجًا إِلَيْهَا، فَعَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا إِذَا رَأَاهُ، فَخَسِنَهَا فَلَمَّا قَالَ: أَخْسِنَهَا مَا أَخْسَنَهَا، قَالَ الْقَوْمُ: مَا أَخْسَنْتَ، لَبَسَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحَاجَجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلَهُ وَعَلِمَ أَنَّهُ لَا يَرِدُ قَالَ: إِنِّي وَاللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ لَا تَبْسَهَا، إِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُونَ كَفْنِي، قَالَ سَهْلٌ : فَكَانَتْ كَفْنَهُ).

[اطرافہ فی: ۲۰۹۳، ۵۸۱۰، ۶۰۳۶].

**۲۹۔ بَابُ الْتَّابَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزِ**  
۱۴۷۸ - حَدَّثَنَا قَيْنِصَةُ بْنُ عَقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أُمِّ الْهَذَنِيْلِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((نَهِيَّنَا عَنِ التَّابَاعِ الْجَنَائِزِ، وَلَمْ يَغْرِمْ عَلَيْنَا)). [راجح: ۳۱۳]

بہر حال عورتوں کے لئے جنازہ کے ساتھ جانا منع ہے۔ کیونکہ عورتوں ضعیف القلب ہوتی ہیں۔ وہ خلاف شرع حرکات کر سکتی ہیں۔ شارع کی اور بھی بہت سی مصلحتیں ہیں۔

**۳۰۔ بَابُ حَدِّ الْمَرْأَةِ عَلَى غَيْرِ زَوْجِهَا**  
۱۴۷۹ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ

بیش بن مفضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سلمہ بن علقہ نے اور ان سے محمد بن سیرین نے کہ امام عطیہ رضی اللہ عنہا کے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا۔ انتقال کے تیرے دن انہوں نے صفرہ خلوق (ایک قسم کی زرد خوبصورت) میکوائی اور اسے اپنے بدن پر لگایا اور فرمایا کہ خلوند کے سوا کسی دوسرے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے ہیں منع کیا گیا ہے۔

(۱۲۸۰) ہم سے عبداللہ بن زید رحمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ایوب بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے حمید بن نافعؓ نے زندگی میں بہت ابی سلمہ سے خبر دی کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر جب شام سے آئی تو امام حبیب رضی اللہ عنہا (ابو سفیانؓ کی صاحبزادی اور امام المؤمنین) نے تیرے دن صفرہ (خوبصورت) میکوا کر اپنے دونوں رخاروں اور بازوؤں پر لگا اور فرمایا کہ اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ کوئی بھی عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ شوہر کے سوا کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے اور شوہر کا سوگ چار میسونے دس دن کرے۔ تو مجھے اس وقت اس خوبصورت کے استعمال کی ضرورت نہیں تھی۔

**بن المفضل** قال حدثنا سلمة بن علقمة عن محمد بن سيرين قال: توفى ابن لأم عطية رضي الله عنها، فلما كان اليوم الثالث دعت بصفرة فمسحت به وقالت: ((نهينا أن نجد أكثر من ثلاث إلا بزوج)). [راجع: ۳۱۳]

۱۲۸۰ - حدثنا الحميدى قال حدثنا سفيان قال : حدثنا أبوبن موسى قال: أخبرني خميد بن نافع عن زينب بنت أبي سفيان سلمة قالت: ((لما جاء نعي أم حبيبة رضي الله عنها من الشام دعت أم حبيبة رضي الله عنها بصفرة في اليوم الثالث فمسحت غارضتها وذراعيها وقالت: إني كتبت عن هذا لغنية لون لا أني سمعت النبي ﷺ يقول ((لا يحل لامرأة توفى بها الله واليوم الآخر أن تجده على ميت فوق ثلاثة، إلا على زوج فإنها تجده عليه أربعة أشهر وعشراً)). [اطرافه في : ۱۲۸۱، ۵۳۴۴، ۵۳۴۵، ۵۳۲۹]

**تبیین** بجکہ میں خود رانڈیوہ اور بڑھیا ہوں، میں نے اس حدیث پر عمل کرنے کے خیال سے خوبصورت کا استعمال کر لیا۔ قال ابن حجر هو وهم لانه مات بالمدينة بلا خلاف وإنما الذي مات بالشام أخوها يزيد بن أبي سفيان والحدث في مسندي ابن أبي شيبة والدارمي بلفظ جاء نعي لآخر أو حبيبة او حميم لها واحمد نحوه فقوى كونه اخاهما يعني علام ابن جرجنے کہا کہ یہ وہم ہے۔ اس لئے کہ ابو سفیانؓ کا انتقال بلا اختلاف میں یہ ہوا ہے۔ شام میں انتقال کرنے والے ان کے بھائی یعنی یزيد بن ابی سفیان تھے۔ مسند ابن ابی شيبة اور داری اور مسند احمد وغيرہ میں یہ واضح مذکور ہے۔ اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ صرف یہوی اپنے خلوند پر چار ماہ دس دن سوگ کر سکتی ہے اور کسی بھی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا جائز نہیں ہے۔ یہوی کے خلوند پر اتنا سوگ کرنے کی صورت میں بھی بہت سے اسلامی مصالح پیش نظر ہیں۔

(۱۲۸۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا،

حدثنا إسماعيل قال حدثني مالك عن عبد الله بن أبي بكر بن محمد

ان سے محمد بن عمرو بن حزم نے، ان سے حمید بن ثافہ نے، ان کو زینب بنت ابی سلمہ نے خبر دی کہ وہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہؓ کے پاس گئی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ کوئی بھی عورت جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے شوہر کے سوا کسی مردے پر بھی تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔ ہاں شوہر پر چار میسیے دس دن تک سوگ منائے۔

بن عفرو بن حزم عن حمید بن نافع عن زینب بنت ابی سلمة أخباره قالت: دخلت على أم حبيبة زوج النبي ﷺ فقالت سمعت رسول الله ﷺ يقول ((لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تُحِدُّ على ميت فوق ثلاث، إلا على زوج أربعة أشهر وعشراً)).

[راجع: ۱۲۸۰]

(۱۲۸۲) پھر میں حضرت زینب بنت جحش کے بیل گئی جب کہ ان کے جھالی کا انتقال ہوا، انہوں نے خوشبو منگوائی اور اسے لگایا، پھر فرمایا کہ مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منیر پر یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ کسی بھی عورت کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو، جائز نہیں ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے۔ لیکن شوہر کا سوگ (عدت) چار میسیے دس دن تک کرے۔

۱۲۸۴ - ثم دخلت على زينب بنت جحش حين توفي أخوها، فدعنت بطيبة فمسحت، ثم قالت: ما لي بالطيبة من حاجة، غير أنني سمعت رسول الله ﷺ على المنبر يقول: ((لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر تُحِدُّ على ميت فوق ثلاث، إلا على زوج أربعة أشهر وعشراً)). [ظرفہ فی: ۵۳۳۵]

### ۳۹ - بَابُ زِيَارَةِ الْقَبْوِرِ

۱۲۸۳ - حدثنا آدم قال حدثنا شعبة قال حدثنا ثابت عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: ((مر النبی ﷺ بامرأة تبكي عند قبر فقال: ((اتقى الله وأصبر)). قالت: إلينك عني، فإنك لم تصب بمعصيتي ولم تعرفه. فقيل لها : إنه النبي ﷺ؛ فلما تباب النبي ﷺ فلم تجد عنده بوابين؛ فقالت : لم أغرفك، فقال: ((إنما الصبر عند الصدمة

### باب قبروں کی زیارت کرنا

(۱۲۸۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالکؓ نے کہ نبی کرم ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا جو قبر پیغمبھی ہوئی روری تھی۔ آپؓ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ وہ بولی جاؤ جی پرے ہوئی یہ مصیبت تم پر پڑی ہوتی تو پڑتے چلا۔ وہ آپؓ کو پہنچان نہ سکی تھی۔ پھر جب لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ نبی کرم ﷺ تھے، تو اب وہ (گھبرا کر) آنحضرت ﷺ کے دروازہ پر پکھی۔ وہاں اسے کوئی دربان نہ ملا۔ پھر اس نے کہا کہ میں آپؓ کو پہنچان نہ سکی تھی۔ (معاف فرمائیے) تو آپؓ نے فرمایا کہ صبر توجب صدمہ شروع ہواں وقت کرنا چاہئے۔

(اب کیا ہوتا ہے)

[۱۲۵۲] [الاولیٰ]). [راجع:

**لئنیج** مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ ”میں نے تمہیں قبر کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا، لیکن اب کر سکتے ہو، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں ممکن تھی اور پھر بعد میں اس کی اجازت مل گئی۔“ دیگر حدیث میں یہ بھی ہے کہ قبروں پر جایا کرو کہ اس سے موت یاد آتی ہے یعنی اس سے آدمی کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ”اللہ نے ان عورتوں پر لعنت کی ہے جو قبروں کی بست زیارت کرتی ہیں۔“ اس کی شرح میں قطبی نے کہا کہ یہ لعنت ان عورتوں پر ہے جو رات و دن قبروں ہی میں پھرتی رہیں اور خاوندوں کے کاموں کا خیال نہ رکھیں، نہ یہ کہ مطلق زیارت عورتوں کو منع ہے۔ کیونکہ موت کو یاد کرنے میں مرد عورت دونوں برابر ہیں۔ لیکن عورتیں اگر قبرستان میں جا کر جزع فرع کریں اور خلاف شرع امور کی مر جگب ہوں تو پھر ان کے لئے قبروں کی زیارت جائز نہیں ہو گی۔

علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں : ان زیارة القبور مکروہ للنساء بل حرام فی هذا الزمان ولا سیما نساء مصر یعنی حالات موجودہ میں عورتوں کے لئے زیارت قبور مکروہ ہلکہ حرام ہے خاص طور پر مصری عورتوں کے لئے۔ یہ علامہ نے اپنے حالات کے بھاطابن کیا ہے ورنہ آج کل ہر جگہ عورتوں کا کیا حال ہے۔

مولانا وحید الزبان صاحب مرحوم فرماتے ہیں۔ امام بخاریؓ نے صاف نہیں بیان کیا کہ قبروں کی زیارت جائز ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس میں اختلاف ہے اور جن حدیثوں میں زیارت کی اجازت آتی ہے وہ ان کی شرط پر نہ تھیں، مسلم نے مرفوعاً نکلا ”میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارت کو کیونکہ اس سے آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے۔“ ( وجیدی )

حضرت امام بخاریؓ نے جو حدیث یہل نقل فرمائی ہے اس سے قبروں کی زیارت یوں ثابت ہوئی کہ آپؐ نے اس عورت کو وہاں رونے سے منع فرمایا۔ مطلق زیارت سے آپؐ نے کوئی تحرش نہیں فرمایا۔ اسی سے قبروں کی زیارت ثابت ہوئی۔ مگر آج کل اکثر لوگ قبرستان میں جا کر مردوں کا وسیلہ خلاش کرتے اور بزرگوں سے حاجت طلب کرتے ہیں۔ ان کی قبروں پر چادر چڑھاتے پھول ڈالتے ہیں وہاں جھاؤ جھی کا انعام کرتے اور فرش فروش بچھاتے ہیں۔ شریعت میں یہ جملہ امور ناجائز ہیں۔ ملکہ ایسی زیارات قطعاً حرام ہیں جن سے اللہ کی حدود کو توڑا جائے اور وہاں خلاف شریعت کام کئے جائیں۔

### باب آخرضرت ﷺ کا یہ فرمانا

### ۳۲- باب قول النبی ﷺ

(يُعذِّبُ الْمَيْتُ بِعَصْبَرَةِ الْأَهْلِيَّةِ  
إِذَا كَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنْنَةِ  
هُقُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِنِّكُمْ نَارًا) يَقُولُ تَعَالَى  
النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَمَسْؤُلٌ عَنْ  
رَعْيِهِ)) فَإِذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ سُنْنَةِ  
هُقُوا كَمَا قَالَ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : ﴿ وَلَا تَرِدُ  
وَازِرَةٌ وَزَرَ أَخْرَى) .

وَهُوَ كَفُولُهُ: ﴿ وَإِنْ تَدْعُ مُشْكَلَةً - ذُنُوبًا  
- إِلَى حَمْلِهَا لَا يُخْمَلُ مِنْهُ شَيْءٌ ﴾ وَمَا

کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے یعنی جب رونا تم کرنا میت کے خاندان کی رسم ہو۔ کیونکہ اللہ پاک نے سورہ تحریم میں فرمایا کہ اپنے نفس کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ یعنی ان کو بربے کاموں سے منع کرو اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا میں ہر کوئی تکہیاں نہیں اور اپنے ماتحتوں سے پوچھا جائے گا اور اگر یہ رونا بہت اس کے خاندان کی رسم نہ ہو اور پھر اچانک کوئی اس پر رونے لگے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دلیل لینا اس آیت سے صحیح ہے کہ کوئی بوجہ اٹھانے والا دوسرا کا بوجہ نہیں اٹھائے گا۔ اور کوئی بوجہ اٹھانے والی جان دوسرے کو اپنا بوجہ اٹھانے

بِرَّٰنَهُ مِنَ الْمَكَاءِ فِي غَيْرِ نَفْعٍ وَقَاتَ  
النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ طَلْمَأٌ إِلَّا كَانَ  
عَلَى أَنْهِ آدَمُ الْأُولُّ كَفَلَ مِنْ ذَمَّهَا)  
وَذَلِكَ لِأَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ سَنَ الْقَتْلَ.

۱۲۸۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ  
أَبِي عُمَرٍ حَمَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَسَاطِةُ بْنُ زَيْدٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَرْسَلْتُ ابْنَهُ  
النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِ: إِنَّ ابْنَاهُ لِي فِيْضٌ ، فَلَمَّا  
فَارَسَلَ يَقْرِئُهُ السَّلَامَ وَيَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ  
مَا أَخْذَ وَلَهُ مَا أَغْطَى، وَكُلُّ عِنْدَهُ بِأَجْلٍ  
مُسَمٍّ، فَلَتَصْبِرْ وَلَتَخْسِبْ)). فَأَرْسَلْتُ  
إِلَيْهِ تَقْسِمَ عَلَيْهِ لِيَأْتِيهَا. فَقَامَ وَمَقْعَدُهُ سَفَدٌ  
بْنُ عَبَادَةَ وَمَعَادُ بْنُ جَبَلَ وَأَبْيَ بْنُ كَعْبٍ  
وَزَيْدُ بْنُ ثَابَتَ وَرَجَالٌ. فَرَفِعَ إِلَيْهِ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَقْفَقَعَ - قَالَ:  
حَسِيبَتِهُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَهَا شَنْ - فَفَاضَتْ  
عَيْنَاهُ، فَقَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا؟  
فَقَالَ: ((هَذِهِ رَحْمَةً جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ  
عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ  
الرُّحْمَاءَ)).

[أطراfe في : ۵۶۵۵، ۶۶۰۲، ۶۶۵۵، ۷۳۷۷، ۷۴۴۸].

کو بلائے تو وہ اس کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور یہ شیر نوحہ چلائے پیٹے روٹا درست ہے۔ اور آخر پرست ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں جب کوئی ناحق خون ہوتا ہے تو آدم کے پسلے بیٹے قاتل پر اس خون کا پکھو و بال پڑتا ہے کیونکہ ناحق خون کی بنا سب سے پسلے اسی نے ڈالی۔

(۱۲۸۳) ہم سے عبد ان اور محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کما کہ ہم کو عاصم بن سلیمان نے خبر دی، انہیں ابو عثمان عبد الرحمٰن نبڑی نے، کما کہ مجھ سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینبؓ) نے آپؓ کو اطلاع کرائی کہ میرا ایک لڑکا مرنے کے قریب ہے، اس لئے آپؓ تشریف لائیں۔ آپؓ نے انہیں سلام کھلوایا اور کھلوایا کہ اللہ تعالیٰ ہی کا سارا مال ہے، جو لوے لیا ہو اسی کا تھا اور جو اس نے دیا وہ بھی اسی کا تھا اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے۔ اس لئے میر کرو اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھو۔ پھر حضرت زینب رضی اللہ عنہما نے قسم دے کر اپنے یہاں بلوا بھیجا۔ اب رسول اللہ ﷺ جانے کیلئے اٹھ۔ آپؓ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاویہ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور بنت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پچھے کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے کیا گیا۔ جس کی جاگئی کا عالم تھا۔ ابو عثمان نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اسامہ بن زینبؓ نے فرمایا کہ جیسے پرانا شکریہ ہوتا ہے (اور پانی کے گلرانے کی اندر سے آواز ہوتی ہے۔ اسی طرح جاگئی کے وقت پچھے کے طبق سے آواز آری تھی) یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ سعد بن زینبؓ بول اٹھے کہ یا رسول اللہ! یا روٹا کیسا ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ یہ تو اللہ کی رحمت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے (نیک) بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے ان رحمی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔

**لشیخ** اس مسئلہ میں این عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہما کا ایک مشور اختلاف تھا کہ میت پر اس کے گمراہوں کے نوحہ کی وجہ سے عذاب ہو گیا نہیں؟ امام بخاری رضی اللہ عنہما نے اس باب میں اسی اختلاف پر یہ طویل حاکم کیا ہے۔ اس سے متعلق مصنف تحدیہ الحدیث

ذکر کریں گے اور ایک طویل حدیث میں جو اس باب میں آئے گی۔ دونوں کی اس سلطے میں اختلاف کی تفصیل بھی موجود ہے۔ عائشہ بنت خدا کا خیال یہ تھا کہ میت پر اس کے گھروالوں کے نوح سے عذاب نہیں ہوتا کیونکہ ہر شخص صرف اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔ قرآن میں خود ہے کہ کسی پر دوسرے کی کوئی ذمہ داری نہیں («أَتَقُولُ إِذَا قُذِفَ الْأَنْعَامُ إِنَّمَا لَهُنَّ نَوْحٌ كَيْ وَجْهٌ») (الانعام: ۲۸۳) اس لئے نوح کی وجہ سے جس گناہ کے مرتكب مردہ کے گھروالے ہوتے ہیں اس کی ذمہ داری مردے پر کیسے ڈالی جاسکتی ہے؟

لیکن ابن عمر بن حیثہ کے پیش نظریہ حدیث تھی ”میت پر اس کے گھروالوں کے نوح سے عذاب ہوتا ہے۔“ حدیث صاف تھی اور خاص میت کے لئے لیکن قرآن میں ایک عام حکم بیان ہوا ہے۔ عائشہ کا جواب یہ تھا کہ ابن عمر سے غلطی ہوئی، انحضور محدثین کا ارشاد ایک خاص واقعہ سے متعلق تھا۔ کسی یسودی عورت کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس پر اصل عذاب کفر کی وجہ سے ہو رہا تھا لیکن مزید اضافہ گھر والوں کے نوح نے بھی کر دیا تھا کہ وہ اس کے اختاق کے خلاف اس کا ماتم کر رہے تھے اور خلاف واقعہ نیکوں کو اس کی طرف منسوب کر رہے تھے۔ اس لئے حضور مسیح نے اس موقع پر جو کچھ فرمایا وہ مسلمانوں کے بارے میں نہیں تھا۔ لیکن علماء نے حضرت ابن عمر بن حیثہ کے خلاف حضرت عائشہ بنت خدا کے اس استدلال کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ دوسری طرف ابن عمر بن حیثہ کی حدیث کو بھی ہر حال میں نافذ نہیں کیا بلکہ اس کی نوک پلک دوسرے شرعی اصول و شواہد کی روشنی میں درست کئے گئے ہیں اور پھر اسے ایک اصول کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔

علماء نے اس حدیث کی جو مختلف وجوہ و تفصیلات بیان کی ہیں انہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ اس پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حاکم کا حاصل یہ ہے کہ شریعت کا ایک اصول ہے۔ حدیث میں ہے کلکم راع و کلکم مستول عن رعیته ہر شخص گمراہ ہے اور اس کے ماتحتوں سے متعلق اس سے سوال ہو گا۔ یہ حدیث متعدد اور مختلف روایتوں سے کتب احادیث اور خود بخاری میں موجود ہے۔ یہ ایک مفصل حدیث ہے اور اس میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ بادشاہ سے لے کر ایک معمولی سے معمولی خادم تک رای اور گمراہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ان سب سے ان کی رمیتوں کے متعلق سوال ہو گا۔ یہاں صاحب تفہیم البخاری نے ایک فاضلانہ بیان لکھا ہے جسے ہم شکریہ کے ساتھ ”ترشیح“ میں نقل کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ («فَوَآتَنَسْكُمْ وَأَهْلِنَسْكُمْ نَازًا») (التحريم: ۶) خود کو اور اپنے گھروالوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ امام بخاری بن حیثہ نے اس موقع پر واضح کیا ہے کہ جس طرح اپنی اصلاح کا حکم شریعت نے دیا ہے اسی طرح اپنی رعیت کی اصلاح کا بھی حکم ہے، اس لئے ان میں سے کسی ایک کی اصلاح سے غفلت تباہ کن ہے۔ اب اگر مردے کے گھر غیر شرعی نوحہ و ماتم کا رواج تھا لیکن اپنی زندگی میں اس نے انہیں روکا اور اپنے گھر میں ہونے والے اس مکر پر واقفیت کے باوجود اس نے تسلیم سے کام لیا تو شریعت کی نظر میں وہ بھی مجرم ہے۔ شریعت نے امر بالمعروف اور نهى عن المنکر کا ایک اصول بنایا تھا۔ ضروری تھا کہ اس اصول کے تحت اپنی زندگی میں اپنے گھروالوں کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کرتا۔ لیکن اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو گواہ خود اس عمل کا سبب بنا ہے۔ شریعت کی نظر اس سلطے میں بہت دور تک ہے۔ اسی حاکم کے میں امام بخاری بن حیثہ نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ ”کوئی شخص اگر نہلا (ظالمانہ طور پر) قتل کیا جاتا ہے تو اس قتل کی ایک حد تک ذمہ داری آدم میں کے سب سے پہلے بینے (قاتل) پر عائد ہوتی ہے۔“ قاتل نے اپنے بھائی بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ یہ روئے نہیں پر سب سے پہلا ظالمانہ قتل تھا۔ اس سے پہلے دنیا اس سے نادا قافت تھی۔ اب چونکہ اس طریقہ، قلم کی ایجاد سب سے پہلے آدم کے بینے قاتل نے کی تھی، اس لئے قیامت تک ہونے والے ظالمانہ قتل کے گناہ کا ایک حصہ اس کے نام بھی لکھا جائے گا۔ شریعت کے اس اصول کو اگر سامنے رکھا جائے تو عذاب و توبہ کی بہت سی بیانیاتی گرہیں کمل ہو جائیں۔

”نہیں تھا عائشہ بنت خدا کے بیان کردہ اصول پر بھی ایک نظر ڈال لججھے۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ قرآن نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ ”کسی

انسان پر دوسرے کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تھا کہ مرنے والے کو کیا اختیار ہے؟ اس کا تعلق اب اس عالم ناسوت سے ختم ہو چکا ہے۔ نہ وہ کسی کو روک سکتا ہے اور نہ اس پر قدرت ہے۔ پھر اس ناکردار گناہ کی ذمہ داری اس پر عائد کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

اس موقع پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ شریعت نے ہر چیز کے لئے اگرچہ ضابطے اور قاعدے معین کر دیے ہیں لیکن بعض اوقات کسی ایک میں بہت سے اصول بیک وقت بمع جو جاتے ہیں اور یہیں سے اجتہاد کی حد شروع ہو جاتی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ جزوی کس ضابطے کے تحت آسکتی ہے؟ اور ان مختلف اصول میں اپنے مضمرات کے اعتبار سے جزوی کس اصول سے زیادہ اس سملے میں حضرت عائشہؓ نے اپنے اجتہاد سے یہ فیصلہ کیا تھا کہ میت پر نوح و ماتم کامیت نے تعلق قرآن کے بیان کردہ اس اصول سے متعلق ہے کہ ”کسی انسان پر دوسرے کی ذمہ داری نہیں۔“ جیسا کہ ہم نے تفصیل سے بتایا کہ عائشہؓ کے اجتہاد کو امت نے اس سملے میں قبول نہیں کیا ہے۔ اس باب پر ہم نے یہ طویل نوث اس لئے لکھا کہ اس میں روزِ مرو زندگی سے متعلق بعض بنیادی اصول سامنے آئے تھے۔ جملہ نک نوح و ماتم کا سوال ہے اسے اسلام ان غیر ضوری اور لغو حرکتوں کی وجہ سے رد کرتا ہے جو اس سملے میں کی جاتی تھیں۔ ورنہ عزیز و قریب یا کسی بھی متعلق کی موت پر غم قدرتی چیز ہے اور اسلام نہ صرف اس کے اخمار کی اجازت دیتا ہے بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض افراد کو جن کے دل میں اپنے عزیز و قریب کی موت سے کوئی ٹھیں نہیں گئی، آنحضرت نے اپنی سخت دل کیا۔ خود حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں کئی ایسے واقعات پیش آئے جب آپؐ کے کسی عزیز و قریب کی وفات پر آپؐ کا بیان، صبر بریز ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو چھکل پڑے (تفہیم البخاری)

نصوص شرعیہ کی موجودگی میں ان کے خلاف اجتہاد قائل قول نہیں ہے۔ خواہ اجتہاد کرنے والا کوئی ہو۔ رائے اور قیاس ہی وہ پیاریاں ہیں جنہوں نے امت کا بیڑہ غرق کر دیا اور امت تقیم در تقسم ہو کر رہ گئی۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہؓ نے کے قول کی مناسب توجیہ فرمادی ہے، وہی ٹھیک ہے۔

(۱۲۸۵) ہم سے عبداللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا تم سے ابو عامر عقدی نے بیان کیا، کہا تم سے فتح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے اور ان سے انس بن مالک ہاشم نے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی ایک بیٹی (حضرت ام کلثومؓ) کے جنازہ میں حاضر تھے۔ (وہ حضرت عثمان غنی ہاشم کی بیوی تھیں۔ جن کا ۵۰ میں انتقال ہوا) حضور اکرم ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھیں آنسوں سے بھر آئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا۔ کیا تم میں کوئی ایسا شخص بھی ہے کہ جو آج کی رات عورت کے پاس نہ گیا ہو۔ اس پر ابو طلحہ ہاشم نے کہا کہ میں ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر قبر میں تم اترو۔ چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔

**لشیخ** حضرت عثمان ہاشمؓ کو آپؐ نے نہیں اتارا۔ ایسا کرنے سے ان کو تنبیہ کرنا منظور تھی۔ کہتے ہیں حضرت عثمان ہاشمؓ نے اس شب میں جس میں حضرت ام کلثومؓ نے انتقال فرمایا ایک لوڈی سے صحبت کی تھی۔ آنحضرت ﷺ کو ان کا یہ کام پسند

۱۲۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمِيرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا فَلْيَنْجُونَ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هَلَالِ بْنِ عَلَيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((شَهِدْنَا بِتَتَّا لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ، قَالَ فَوَأَيْتَ عَنْيَهُ تَذَمَّعَانِ، قَالَ فَقَالَ: ((هَلْ مِنْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُفَارِفْ اللَّيلَةَ؟)) فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا. قَالَ: ((فَانْزَلْ فِي قَبْرِهَا)). قَالَ: فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا.

[طرفة بن : ۱۳۴۲].

نہ آیا (و حمد لله)

حضرت ام کلثوم بنت علیؑ کے پسلے رسول کرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیۃؓ حضرت عثمانؓ کے عقد میں تھیں۔ ان کے انتقال پر آنحضرت ﷺ نے حضرت ام کلثوم بنت علیؑ سے آپ کا عقد فرا دیا جن کے انتقال پر آپؐ نے فرمایا تھا کہ اگر میرے پاس تیری بیٹی ہوتی تو اسے بھی عثمانؓ کے عقد میں دیتا۔ اس سے حضرت عثمان بن علیؑ کی جو وقت آنحضرت ﷺ کے دل میں تھی وہ ظاہر ہے۔

(۱۲۸۶) - حدثنا عبدان قال خذلنا عبد بن مبارك نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم کو ابن جرتع نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے عبد اللہ بن عبید اللہ بن ابی ملیک نے خبر دی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی (ام ابان) کا مکہ میں انتقال ہو گیا تھا، ہم بھی ان کے جنازے میں حاضر ہوئے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تشریف لائے۔ میں ان دونوں حضرات کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا یا یہ کہا کہ میں ایک بزرگ کے قریب بیٹھ گیا اور دوسرے بزرگ بعد میں آئے اور میرے بازوں میں بیٹھ گئے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عثمان سے کہا (جو امان کے بھائی تھے) رونے سے کیوں نہیں روکتے؟ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ میت پر گمراہوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔

(۱۲۸۷) اس پر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی تائید کی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا ہی فرمایا تھا۔ پھر آپؐ بیان کرنے لگے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے چلا جب ہم بیداء تک پہنچے تو سامنے ایک بول کے درخت کے نیچے چند سوار نظر پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جا کر دیکھو تو سی یہ کون لوگ ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا تو صہیب تھے۔ پھر جب اس کی اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا کہ انسیں بلا لاؤ۔ میں صہیب کے پاس دوبارہ آیا اور کہا کہ چلنے امیر المؤمنین بلا تے ہیں۔ چنانچہ وہ خدمت میں حاضر ہوئے۔ (خیریہ قصہ تو ہو چکا) پھر جب حضرت عمر بن علیؑ زخمی کئے گئے تو صہیب بن علیؑ روتے ہوئے اندر واصل ہوئے۔ وہ کہ رہے تھے ہائے میرے بھائی! ہائے میرے صاحب! اس پر عمر بن علیؑ نے فرمایا کہ صہیب رضی

الله قال أخبرنا ابن جرير قال: أخبرني عبد الله بن عبيدة الله بن أبي مليكة قال: ((توفيت ابنة لعمان رضي الله عنه بمكة وجلسنا لشهادتها، وحضرها ابن عمر وابن عباس رضي الله عنهما، وإنني لجالست بينهما - أو قال: جلست إلى أحديهما، ثم جاء الآخر فجلس إلى جنبي - فقال عبد الله بن عمر رضي الله عنهما لعمرو بن عثمان: ألا تنهى عن البكاء! فإن رسول الله ﷺ قال : ((إن الميت لا يذهب ببكاء أهله عليه)).

(۱۲۸۷) - فقال ابن عباس رضي الله عنهما: قد كان عمر رضي الله عنه يقول بغض ذلك، ثم حدث قال: صدرت معه عمر رضي الله عنه من مكة، حتى إذا كنا بالبيداء إذا هو برئب تحت ظل سمرة، فقال: أذهب فانظر من هو لاء الرئب. قال فنظرت فإذا صهيب، فأخبرته، فقال: اذغه لي. فرجعت إلى صهيب لقلت: ارتجل فانظر بأمير المؤمنين. فلما أصبه عمر دخل صهيب ينكى يقول: وأخاه وأصحابه.

الله عنہ ! تم مجھ پر روتے ہو، تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میت پر اس کے گمراہوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔

فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : يَا صَاحِبَ الْأَنْبَيْبِ أَتَنْكِي عَلَيْيَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِنَّ الْمُمْتَنَى بِعَذَابٍ بِغَيْرِ بَعْدِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ؟)). [طرفة بن: ۱۲۹۰، ۱۲۹۲].

(۳۸۸) ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے اس حدیث کا ذکر عائشہ رضی اللہ عنہ سے کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ رحمتِ گمراہ ہو۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ مومن پر اس کے گمراہوں کے رونے کی وجہ سے عذاب کریں گا بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کافر کا عذاب اس کے گمراہوں کے رونے کی وجہ سے اور زیادہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد کہنے لگیں کہ قرآن کی یہ آیت تم کو بس کرتی ہے کہ "کوئی کسی کے گناہ کا ذمہ دار اور اس کا بوجہ اٹھانے والا نہیں"۔ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہمانے اس وقت (یعنی ام اپن کے جائزے میں) سورہ بجم کی یہ آیت پڑھی "اور اللہ ہی نہ ساتا ہے اور وہی رلاتا ہے"۔ ابن ابی مليک نے کہا کہ خدا کی قسم! ابن عباس کی یہ تقریر سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہمانے کچھ جواب نہیں دیا۔

۱۲۸۸ - قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْهُمَا : ((فَلَمَّا ماتَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعَالِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا لَقَاتَ : رَجُمَ اللَّهُ عَنْهُ، وَاللَّهُ مَا حَدَّثَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ لَيَعْذِبُ الْمُؤْمِنِ بِبَكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ، لَكِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ اللَّهَ لَيُزِيدُ الْكَافِرَ حَذَّرَنَا بِبَكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ)، وَقَالَتْ : حَسْبَكُمُ الْقُرْآنَ : هُوَ لَا تَرِدُ وَازِدَةٌ وَزَزٌ أَخْرَى)، قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْهُ ذَلِكَ : وَاللَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَنْكَى). قَالَ أَبْنُ أَبِي مُنْيَكَةَ : وَاللَّهُ مَا قَالَ أَبْنُ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا هَذِهِ.

[طرفة بن: ۱۲۸۹، ۳۹۷۸].

**لشیخ** یہ آیت سورہ قاطر میں ہے۔ مطلب امام بخاری **لشیخ** کا یہ ہے کہ کسی شخص پر غیر کے فعل سے سزا نہ ہو گی گرہا جب اس کو بھی اس فعل میں ایک طرح کی شرکت ہو۔ جیسے کسی کے خاندان کی رسم رونما ہٹانا نوہ کرنا ہو اور وہ اس سے منع نہ کر جائے تو بے شک اس کے گمراہوں کے نوہ کرنے سے اس پر عذاب ہو گا۔ بغضون نے کہا کہ حضرت عمر **لشیخ** کی حدیث اس پر محدود ہے کہ جب میت نوہ کرنے کی وصیت کر جائے۔ بغضون نے کہا کہ میت کو تکلیف ہوتی ہے اس کے گمراہوں کے نوہ کرنے سے۔ امام ابن تیمیہ **لشیخ** نے اسی کی تائید کی ہے حدیث لا فعل نفس کو خود امام بخاری **لشیخ** نے دیات وغیرہ میں وصل کیا ہے۔ اس سے امام بخاری **لشیخ** نے یہ کہلا کر ہاتھ خون کوئی اور بھی کرتا ہے تو قاتل پر اس کے گناہ کا ایک حصہ ڈالا جاتا ہے اور اس کی وجہ آنحضرت **لشیخ** نے یہ بیان فرمائی کہ اس نے ہاتھ خون کی بنا پر سے پہلے قائم کی تو اسی طرح جس کے خاندان میں نوہ کرنے اور رونے پہنچنے کی رسم ہے اور اس نے منع نہ کیا تو کیا محجب ہے کہ نوہ کرنے والوں کے گناہ کا ایک حصہ اس پر بھی ڈالا جائے اور اس کو عذاب ہو۔ (وحیدی)

(۳۸۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انہیں امام مالک

- حَدَّقَنَا عَنْهُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ

نے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن ابی بکر نے، انہیں ان کے باپ نے اور انہیں عمرو بنت عبدالرحمن نے، انہوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا۔ آپ نے کماکہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک یہودی عورت پر ہوا جس کے مرے پر اس کے گھروالے رو رہے تھے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ رو رہے ہیں حالانکہ اس کو قبر میں عذاب کیا جا رہا ہے۔

أخبرنا مالك عن عبد الله بن أبي بكر  
عن أبيه عن عمرة بنت عبد الرحمن  
أنها أخبرته أنها قالت سمعت عائشة  
رضي الله عنها زوج النبي ﷺ تقول:  
((إِنَّمَا مَرْءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى يَهُودِيَّةِ  
يَنْكِي عَلَيْهَا أَهْلَهَا، فَقَالَ : ((إِنَّهُمْ يَنْكُونُ  
عَلَيْهَا وَإِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُونَ فِي قُبُرِهَا)).

[راجع: ۱۲۸۸]

**لشیخ محدث** اس کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں لیکن اس کے گھروالوں کے روئے سے یا اس کے کفر کی وجہ سے دوسری صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ یہ تو اس دفعہ میں ہیں کہ ہم سے جدا ہی ہو گئی اور اس کی جان عذاب میں گرفتار ہے۔ اس حدیث سے امام بخاری نے حضرت عمر بن الخطبؓ کی اگلی حدیث کی تفسیر کی کہ آخرین حضرت نبیؐ کی مراد وہ میت ہے جو کافر ہے۔ لیکن حضرت عمر بن الخطبؓ نے اس کو عام سمجھا اور اسی لئے صہیب بن جنہ پر انکار کیا۔ (وحیدی)

(۱۲۹۰) ہم سے اسماعیل بن غلیل نے بیان کیا، ان سے علی بن مسر نے بیان کیا، ان سے ابو حاتم شیعی نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ان کے والد ابو موسیٰ اشعری نے کہ جب حضرت عمر بن الخطبؓ کو زخم کیا گیا تو صہیب رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہوئے آئے، ہمیں میرے بھائی! اس پر حضرت عمر بن الخطبؓ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ مردے کو اس کے گھروالوں کے روئے سے عذاب کیا جاتا ہے۔

۱۲۹۰ - حدثنا إسماعيل بن خليل، قال  
حدثنا علي بن مسند قال، حدثنا أبو  
إسحاق، وهو الشيعاني عن أبي بزدة عن  
أبيه قال : ((لَمَّا أصيَبَ عَمْرُ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ جَعَلَ صَهِيبَ يَقُولُ : وَأَخَاهُ. فَقَالَ  
عَمْرُ : أَمَا عِلِّمْتَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ  
الْمَيْتَ لَيُعَذَّبُ بِنِكَاءِ الْحَيِّ؟)).

[راجع: ۱۲۸۷]

**لشیخ محدث** شوکانی نے کماکہ روٹا اور کپڑے چھاڑتا اور نوحہ کرنا یہ سب کام حرام ہیں۔ ایک جماعت سلف کا ہم میں حضرت عمر اور عبد اللہ بن عمر بن الخطبؓ ہیں یہ قول ہے کہ میت کے لوگوں کے روئے سے میت کو عذاب ہوتا ہے اور جسور علام اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ عذاب اسے ہوتا ہے جو روئے کی وحیت کر جائے اور ہم کہتے ہیں کہ آخرین حضرت نبیؐ سے مطلقاً یہ ثابت ہوا کہ میت پر روئے سے اس کو عذاب ہوتا ہے۔ ہم نے آپؐ کے ارشاد کو مانا اور سن لیا۔ اس پر ہم کچھ نویادہ نہیں کرتے۔ امام نوویؐ نے اس پر اجماع نقل کیا کہ جس روئے سے میت کو عذاب ہوتا ہے وہ روٹا پکار کر روٹا اور نوحہ کرنا ہے نہ کہ صرف آنسو بھانا۔ (وحیدی)

۳۳ - بَابُ مَا يُنْكَرُ مِنَ التَّيَاحَةِ عَلَى  
الْمَيْتِ

مکروہ ہے

اور حضرت عمر بن عثمان نے فرمایا، "مورتوں کو ابو سلیمان (خالد بن ولید) پر رونے والے جب تک وہ خاک نہ اڑائیں اور چلائیں نہیں۔ نفع سر پر مٹی ڈالنے کا اور لقلقه چلانے کو کہتے ہیں۔"

وقالَ عَمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : دَعْهُنْ يَنْكِنْ عَلَى أَبِي سَلَيْمَانَ ، مَا لَمْ يَكُنْ نَفْعٌ أَوْ لَقْفَةٌ وَالنَّفْعُ : التُّرَابُ عَلَى الْوَاسِ ، وَاللَّقْفَةُ : الصُّوتُ .

(نوح کہتے ہیں میت پر چلا کر رونا اور اس کی خوبیاں بیان کرنا)

(۱۲۹۱) ہم سے ابو قیم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سعید بن عبید نے ان سے علی بن ریبیع نے اور ان سے مسیو بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سآپ فرماتے تھے کہ میرے متعلق کوئی جھوٹی بات کہنا عام لوگوں سے متعلق جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے جو شخص بھی جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ اور میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ بھی سنا کہ کسی میت پر اگر نوحہ و ماتم کیا جائے تو اس نوحہ کی وجہ سے بھی اس پر عذاب ہوتا ہے۔

۱۲۹۱ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعْمَانَ قَالَ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : ((إِنَّ كَذَبَنَا عَلَيْهِ لَيْسَ كَذِبٌ عَلَى أَحَدٍ ، مَنْ كَذَبَ عَلَيْنَا مُعَمَّداً فَلَيَبْرُأْ مَقْعِدَهُ مِنَ النَّارِ )) ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : ((مَنْ يَبْرُأْ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا يَبْرُأُ عَلَيْهِ )) .

(۱۲۹۲) ہم سے عبداللہ بن عثمان نے بیان کیا، کما کہ مجھے میرے باپ نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں قادہ نے، انہیں سعید بن مسیب نے، انہیں عبداللہ بن عمر بن عثمان نے اپنے باپ حضرت عمر بن عثمان سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میت کو اس پر نوحہ کے جانے کی وجہ سے بھی قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ عبداللہ کے ساتھ اس حدیث کو عبدالاعلیٰ نے بھی یزید بن زریع سے روایت کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے سعید بن ابی عربہ نے بیان کیا، کما ہم سے قادہ نے۔ اور آدم بن ابی ایاس نے شعبہ سے یوں روایت کیا کہ میت پر زندگے کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔

۱۲۹۲ - حَدَّثَنَا عَبْدَهُاُثَ قَالَ : أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شَفَعَةَ عَنْ قَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبْنِ عَمْرٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((الْمَيْتُ يُعَذَّبُ بِمَا يَبْرُأُ عَلَيْهِ )) . تَابَعَهُ عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا يَزِيدَ بْنَ زَرِيعَ قَالَ : حَدَّثَنَا سَعِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا قَادَةً . وَقَالَ آدُمُ عَنْ شَفَعَةَ : ((الْمَيْتُ يُعَذَّبُ بِنَكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ )) .

[راجح: ۱۲۸۷]

### باب

(۱۲۹۳) ہم سے علی بن عبداللہ بن مدینی نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، کما کہ میں نے جابر بن عبد اللہ النصاری عینستہ سے سا، انہوں نے فرمایا کہ میرے والد کی لاش احمد کے میدان سے لائی گئی۔ (مشکوں نے آپ

### ۳۴ - بَابٌ

۱۲۹۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً ثَقَلَ حَدَّثَنَا أَبْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ : سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((جِيَةٌ بِأَبِي يَوْمِ أَحْدَى

کی صورت تک بکار رہی تھی۔ نعش رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھی گئی۔ اوپر سے ایک کپڑا عکا ہوا تھا، میں نے چالا کر کپڑے کو ہٹاؤں۔ لیکن میری قوم نے مجھے روکا۔ پھر دوبارہ کپڑا ہٹانے کی کوشش کی۔ اس مرتبہ بھی میری قوم نے مجھے کو روک دیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے حکم سے جنازہ اٹھایا گیا۔ اس وقت کسی زور زور سے روٹے والے کی آواز سنائی دی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ عمرو کی بیٹی یا (یہ کہا کہ) عمرو کی بیٹی ہیں۔ (نام میں سفیان کو شک ہوا تھا) آپ نے فرمایا کہ روتی کیوں ہیں؟ یا یہ فرمایا کہ روتی کیوں ہیں کہ ملائکہ برابر اپنے پروں کا سایہ کئے رہے ہیں جب تک اس کا جنازہ اٹھایا گیا۔

باب آخرت کا یہ فرمانا کہ گرباں چاک کرنے والے ہم میں سے نہیں ہیں

(۱۲۹۳) ہم سے ابو غیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے، ان سے زید یا ی نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نجھی نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں (کسی کی موت پر) اپنے چہروں کو پیش کریں اور گرباں چاک کر لیتی ہیں اور جاہلیت کی باتیں بکتی ہیں وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

باب نبی کریم ﷺ کا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر افسوس کرنا

(۱۲۹۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیسی نے بیان کیا، انہیں امام مالک نے خبر دی۔ انہیں ابن شلب نے، انہیں عامر بن سعد بن ابی وقار نے اور انہیں ان کے والد سعد بن ابی وقار نے کہ رسول اللہ ﷺ جمیع الوداع کے سال (۴ھ میں) میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔

فَذَ مُثْلِنْ بِهِ حَتْنِي وَضَعَنِي بَيْنَ يَدَيِنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَذَ سُجْنِي تَوْبَنَا فَلَدَقْتُ أَرِينَدَ أَنْ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي، ثُمَّ دَقْبَتُ أَكْشِفَ عَنْهُ فَنَهَانِي قَوْمِي، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَفَعَ، فَسَمِعَ صَوْتَ صَافِحَةٍ لَقَالَ: ((مَنْ هَذِهِ؟)) فَقَالُوا: إِنَّهُ عَمْرِنِي - أَوْ أَخْتَ عَمْرِنِي - قَالَ: ((فَلِمَ تَبْكِي؟)) أَوْ لَا تَبْكِي -، فَعَمَّا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظَلِّلُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتْنِي رُفَعَ)). [راجح: ۱۲۴۴]

### ۳۵۔ بَابُ لَيْسَ مِنَ شَقْ أَجْيَوْبَ

۱۲۹۴ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْنُ الدِّينُ الْيَامِيُّ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ مِنَ الْأَطْمَ الْحَدُودَ، وَشَقْ أَجْيَوْبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)).

[اطرافہ فی: ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹۔ ۳۵۱۹]

یعنی ہماری امت سے خارج ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ حرکت سخت ناپسندیدہ ہے۔

### ۳۶۔ بَابُ رِثَاءِ النَّبِيِّ ﷺ سَعْدَ بْنَ حَوْلَةَ

۱۲۹۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْوِي دُنْيَا

میں خت بیار تھا۔ میں نے کہا کہ میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے میرے پاس مال و اسباب بہت ہے اور میری صرف ایک لڑکی ہے جو وارث ہو گی تو کیا میں اپنے دو تملی مال کو خیرات کروں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا آدھا۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک تملی کرو اور یہ بھی بڑی خیرات ہے یا بہت خیرات ہے اگر تو اپنے دارثوں کو اپنے بیچھے مالدار چھوڑ جائے تو یہ اس سے بہتر ہو گا کہ محتاجی میں انہیں اس طرح چھوڑ کر جائے کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھرس۔ یہ یاد رکھو کہ جو خرچ بھی تم اللہ کی رضا کی نیت سے کرو گے تو اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا۔ حتیٰ کہ اس لقمه پر بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو۔ پھر میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ؟ میرے ساتھی تو مجھے چھوڑ کر (جۃ الوداع کر کے) مکے سے بار بے ہیں اور میں ان سے بیچھے رہ رہا ہوں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہاں رہ کر بھی اگر تم کوئی نیک عمل کرو گے تو اس سے تمہارے درجے بلند ہوں گے اور شاید ابھی تم زندہ رہو گے اور بہت سے لوگوں کو (مسلمانوں کو) تم سے فائدہ پہنچ گا اور بہتوں کو (کفار و مرتدین کو) نقصان۔ (پھر آپ نے دعا فرمائی) اے اللہ! میرے ساتھیوں کو ہجرت پر استقلال عطا فرم اور ان کے قدم بیچھے کی طرف نہ لوٹا۔ لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے اطمینان غم کیا تھا۔

عامَ حَجَّةُ الْوَدَاعِ مِنْ وَجْهِ اشْتَدَّ بِي،  
فَقَلَّتْ : إِنِّي فَذَلِكَ بِي مِنَ الْوَجْعِ، وَأَنَا  
ذُو مَالٍ، وَلَا يَرْثِي إِلَّا ابْنَةً، أَلَا تَصْدِقُ  
بِهِلْفَنِي مَالِي؟ قَالَ : ((لَا)). فَقَلَّتْ  
بِالشَّطْرِ؟ فَقَالَ : ((لَا)). لَمْ قَالَ : ((اللَّتُ  
وَاللَّتُ كَبِيرٌ - أَوْ كَبِيرٌ - إِنِّي أَنْ تَذَرَّ  
وَرَثْتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَّهُمْ عَالَةً  
يَكْفُفُونَ النَّاسَ، وَإِنِّي لَنْ تُفْقِي نَفَقَةَ  
نَعْنَى بِهَا وَخَةَ اللَّهِ إِلَّا أَجْزَنْتَ بِهَا، حَتَّى  
مَا تَحْفَلَ فِي فِي امْرَأَتِكَ)). فَقَلَّتْ : يَا  
رَسُولَ اللَّهِ ، أَخْلَقْتَ بَعْدَ أَصْحَابِي ؟ قَالَ :  
((إِنِّي لَنْ تَخْلُفَ فَتَعْمَلَ عَمَلاً صَالِحًا إِلَّا  
أَزَدَتْ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْقَةً، لَمْ لَعُلْكَ أَنْ  
تَخْلُفَ حَتَّى يَسْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيَضْرُ بِكَ  
آخَرُونَ، اللَّهُمَّ أَنْصِرْ لِأَصْحَابِي هِيجَرَتْهُمْ،  
وَلَا تَرْدَهُمْ عَلَى أَغْفَالِهِمْ، لَكِنَّ الْبَائِسَ  
سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ، يَرْبِي لَهُ رَسُولُ اللَّهِ  
أَنْ مَاتَ بِمَكْثَةً)).

**تَسْبِيحٌ** اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے اسلام کا وہ زریں اصول بیان کیا ہے جو اجتماعی زندگی کی جان ہے۔ احادیث کے ذیरہ میں اس طرح کی احادیث کی نہیں اور اس سے ہماری شریعت کے مزان کا پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی ایتیاع کرنے والوں سے کس طرح کی زندگی کا مطالبہ کرتی ہے۔ خداوند تعالیٰ خود شارع ہیں اور اس نے اپنی تمام دوسری مخلوقات کے ساتھ انسانوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ اس لئے انسان کی طبیعت میں فطری طور پر جو رحمات اور صلاحیتیں موجود ہیں خداوند تعالیٰ اپنے احکام و اوامر میں انسین نظر انداز نہیں کرتے۔ شریعت میں معاد و معاشر سے متعلق جن احکام پر عمل کرنے کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے، ان کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی عبادات اس کی رضا کے مطابق ہو سکے اور زمین میں شروع شادانہ ہو سکی۔ اہل و عیال پر خرچ کرنے کی اہمیت اور اس پر اجر و ثواب کا احتساب صدر حجی اور خاندانی نظام کی اہمیت کے پیش نظر ہے کہ جن پر معاشرہ کی صلاح و بقا کا مدار ہے۔ حدیث کا یہ حصہ کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ دے تو اس پر بھی اجر و ثواب ملے گا اسی بنیاد پر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ اس میں حخ نفس بھی ہے۔ لیکن اگر ازدواجی زندگی کے ذریعہ مسلمان اس خاندانی نظام کو پروان چڑھاتا ہے جس کی ترتیب اسلام نے دی اور اس کے تعمیقات پر عمل

کی کوشش کرتا ہے تو ققاء شوت بھی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ شیخ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ خط شنس اگر حق کے مطابق ہو تو اجر و ثواب میں اس کی وجہ سے کوئی کمی نہیں ہوتی۔ مسلم میں اس سلسلے کی ایک حدیث بہت زیادہ واضح ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری شرمگاہ میں صدقہ ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم السَّلَامُ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ<sup>ﷺ</sup> کیا ہم اپنی شوت بھی پوری کریں اور اجر بھی پائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ اگر حرام میں جلا ہو گئے تو پھر کیا ہو گا؟ اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ شریعت ہمیں کن حدود میں رکھنا چاہتی ہے اور اس کے لئے اس نے کیا کیا ہجت کے ہیں اور ہمارے بعض فطری رحمات کی وجہ سے جو بڑی خرایاں پیدا ہو سکتی تھیں، ان کے سد باب کی کس طرح کوشش کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کے باوجود کہ یہو کے منہ میں لقہ دینے اور دوسرا طریقوں سے خرج کرنے کا داعیہ فعلانی اور شمولی بھی ہے۔ خود یہ لقہ جس جسم کا جزو بننے کا شہر اسی سے منشعب (فائدہ) اٹھاتا ہے لیکن شریعت کی طرف سے پھر بھی اجر و ثواب کا وعدہ ہے۔ اس لئے اگر دوسروں پر خرج کیا جائے جن سے کوئی نسبت و قرابت نہیں اور جہاں خرج کرنے کے لئے کچھ زیادہ محلہ کی بھی ضرورت ہو گی تو اس پر اجر و ثواب کس قدر مل سکتا ہے۔ تاہم یہ یاد رہے کہ ہر طرح کے خرج اخراجات میں مقدم اعزہ ذاقریاء ہیں۔ اور پھر دوسرا طریقہ لوگ کہ اعزہ پر خرج کر کے آدمی شریعت کے کئی مطالبوں کو ایک ساتھ پورا کرتا ہے۔

سعد بن خولہ رحمۃ اللہ علیہ مهاجرین میں سے تھے۔ لیکن آپ کی وفات مکہ میں ہو گئی تھی۔ یہ بات پندرہ نہیں کی جاتی تھی کہ جن لوگوں نے اللہ اور رسول سے تعلق کی وجہ سے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہجرت کی تھی وہ بلا کسی سخت ضرورت کے مکہ میں قیام کریں۔ چنانچہ سعد بن و قاص رحمۃ اللہ علیہ مکہ میں پیار ہوئے تو وہاں سے جلد نکل جانا چاہا کہ کہیں وفات نہ ہو جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سعد بن خولہ رحمۃ اللہ علیہ پر اس لئے اطمینان گیا تھا کہ مهاجر ہونے کے باوجود ان کی وفات مکہ میں ہو گئی۔ اسی کے ساتھ آپ نے اس کی بھی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کو ہجرت پر استقلال عطا فرمائے تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ نقصان کس طرح کا ہو گا۔ کیونکہ یہ تکونیت سے متعلق ہے۔ (تفہیم البخاری)

ترجمہ باب رثاء سے وہی اظہار افسوس اور رنج و غم مراد ہے نہ مردیہ پڑھنا۔ مردیہ اس کو کہتے ہیں کہ میت کے فضائل اور مناقب بیان کئے جائیں اور لوگوں کو بیان کر کے رلایا جائے۔ خواہ وہ لظم ہو یا شریعہ تو ہماری شریعت میں منع ہے خصوصاً لوگوں کو جمع کر کے سنانا اور رلانا اس کی ممانعت میں تو کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ صحیح حدیث میں وارد ہے جس کو احمد اور ابن ماجہ نے نکالا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتباً منع فرمیا۔

سعد کا مطلب یہ تھا کہ اور صحابہ تو آپ کے ساتھ مذہب طیبہ روانہ ہو جائیں گے اور میں کہ ہی میں پڑے پڑے مر جاؤں گا۔ آپ نے پہلے گول مول فرمایا جس سے سعد نے معلوم کر لیا کہ میں اس بیماری سے مروں گا نہیں۔ پھر آگے صاف فرمایا کہ شاید تو زندہ رہے گا اور تیرے ہاتھ سے مسلمانوں کو قائدہ اور کافروں کا نقصان ہو گا۔ اس حدیث میں آپ کا ایک بڑا معمور ہے جیسے آپ کی پیش گوئی تھی ویسا ہوا۔ سعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مت تک زندہ رہے عراق اور ایران انہوں نے فتح کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

## باب غمی کے وقت سرمنڈوانے کی ممانعت

### ۳۷- بَابُ مَا يُنْهَىٰ عَنِ الْحَلْقِ عِنْدَ الْمُصِيَّةِ

(۱۲۹۶) اور حکم بن موسیٰ نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بن حزہ نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن جابر نے کہ قاسم بن نعیمہ نے ان سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابو رده بن ابو موسیٰ نے بیان کیا کہ

۱۲۹۶ - وَقَالَ الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّ الْفَاسِمَ بْنَ مُخْيَمَةَ حَدَّثَنَا قَالَ:

ابو موسیٰ اشتری رضی اللہ عنہ بیار پڑے، ایسے کہ ان پر غشی طاری تھی اور ان کا سر ان کی ایک یوں ام عبد اللہ بنت ابی رومہ کی گود میں تھا (وہ ایک زور کی جنگ مار کر روئے گئی) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت کچھ بول نہ سکے لیکن جب ان کو ہوش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں بھی اس کام سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے (کسی غم کے وقت) چلا کر روئے والی سرمنڈوانے والی اور گربیان چاک کرنے والی عورتوں سے اپنی بیزاری کا اظہار فرمایا تھا۔

-

**باب رخسار پیٹنے والے ہم میں سے نہیں ہیں۔**

(یعنی ہماری امت سے خارج ہیں)

(۱۲۹۷) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد الرحمن بن مددی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اگوش نے، ان سے عبد اللہ بن مروہ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کسی میت پر) اپنے رخسار پیٹنے، گربیان پھاڑنے اور عمد جاہلیت کی سی باتیں کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جو لوگ عرصہ دراز کے شہید شدہ بزرگوں پر سید کوئی کرتے ہیں وہ غور کریں کہ وہ کسی طرح آخرت رضی اللہ عنہ کی بغاوت کر رہے ہیں۔

**باب اس بارے میں کہ مصیبت کے وقت جاہلیت کی باتیں اور واویلا کرنے کی ممانعت ہے**

(۱۲۹۸) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، ان سے ان کے بap حفص نے اور ان سے اگوش نے اور ان سے عبد اللہ بن مروہ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو (کسی کی موت پر) اپنے رخسار پیٹنے، گربیان چاک کرے اور جاہلیت کی باتیں کرے وہ ہم میں سے

حدّثنَا أَبُو بُرْدَةَ بْنُ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((وَجَعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا لِفُثْنِيَ عَلَيْهِ، وَرَأَسَةً فِي حَمْرَغٍ اغْزَاؤَهُ مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرْدُ عَلَيْهَا شَيْئًا، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: أَنَا بِرِيَّةٍ مِنْ بَرِيَّةٍ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِرِيَّةٍ مِنْ الصَّالِحَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّافِةِ)). معلوم ہوا کہ غمی میں سرمنڈوانا، گربیان چاک کرنا اور چلا کر نوحہ کرنا یہ جملہ حرکات حرام ہیں۔

**۳۸- بَابُ لَيْسَ مِنَ مَنْ ضَرَبَ**

**الْخُدُودَ**

(۱۲۹۷) - حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَثَارَ قَالَ حدّثنا عَنْ الرَّحْمَنِ قَالَ حدّثنا سَفِيَّاً عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرْءَةِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَ مَنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَ الْجَيْوَبَ، وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ)). [راجح: ۱۲۹۴]

جو لوگ عرصہ دراز کے شہید شدہ بزرگوں پر سید کوئی کرتے ہیں وہ غور کریں کہ وہ کسی طرح آخرت رضی اللہ عنہ کی بغاوت کر رہے ہیں۔

**۳۹- بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْوَيْلِ وَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ**

(۱۲۹۸) - حدّثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حدّثنا أَبِي قَالَ حدّثنا الْأَعْمَشَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرْءَةِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ مِنْ ضَرَبَ الْخُدُودَ، وَشَقَ الْجَيْوَبَ،

نہیں ہے۔

وَذَعَا بِذَغْوَى الْجَاهِلِيَّةِ).

[راجع: ۱۲۹۴]

یعنی اس کا یہ عمل ان لوگوں جیسا ہے جو غیر مسلم ہیں یا یہ کہ وہ ہماری امت سے خارج ہے۔ بہر حال اس سے بھی نواد کی حرمت ثابت ہوئی۔

## بابِ جو شخص مصیبت کے وقت ایسا بیٹھے کہ وہ غمگین دکھائی دے

(۳۹۹) ہم سے محمد بن شعیب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالواہب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے بھی سے سنا، انہوں نے کہا کہ مجھے عمرہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، آپ نے کہا کہ جب نبی کرم شلیلہ علیہ السلام کو زید بن حارثہ، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شادوت (غزوہ مودہ میں) کی خبر لی، تو آپ اس وقت اس طرح تشریف فرماتے کہ غم کے آثار آپ کے چہرے پر ظاہر تھے۔ میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور جعفر رضی اللہ عنہ کے گھر کی عورتوں کے رونے کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں رونے سے منع کر دے۔ وہ گئے لیکن واپس آکر کہا کہ وہ تو نہیں مانتیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ انہیں منع کر دے۔ اب وہ تیری مرتبہ واپس ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! قسم اللہ کی وہ تو ہم پر غالب آگئی ہیں (عمرہ نے کہا کہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یقین ہوا کہ (ان کے اس کہنے پر) رسول کرم نے فرمایا کہ پھر ان کے منہ میں مٹی جھوک دے۔ اس پر میں نے کہا کہ تیرا برآ ہو۔ رسول کرم شلیلہ علیہ السلام کام کا حکم دے رہے ہیں وہ تو کو گے نہیں لیکن آپ کو تکلیف میں ڈال دیا۔

آپ نے عورتوں کے بازہ آنے پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور غصہ میں کہا کہ ان کے منہ میں مٹی جھوک دو۔ آپ خود بھی بے حد غمگین تھے۔ یہی مقدمہ باب ہے۔

(۳۰۰) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، ان سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے عاصم احول نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ جب قاریوں کی ایک جماعت شہید کر دی گئی تو رسول کرم صلی

## ۴۰ - بَابُ مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْمُصْبِيَّةِ

### يُغَرَّفُ فِيهِ الْحُزْنُ

۱۲۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّبَّشِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا عِنْدُ الْوَهَابِ قَالَ: سَمِعْتُ يَحْتَى قَالَ: أَخْبَرْتِنِي عَمْرَةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: (لَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ قُلْ أَبْنُ حَارَثَةَ وَجَعْفَرَ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُغَرَّفُ فِيهِ الْحُزْنُ وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَانِبِ الْبَابِ شَقَ الْبَابِ، فَلَمَّا هَبَّ رَجُلٌ قَالَ: إِنِّي نَسَاءُ جَعْفَرٍ - وَذَكَرَ بَكَاءَهُنَّ - فَأَمْرَأَهُ أَنْ يَنْهَا، فَلَمَّا هَبَّ، ثُمَّ أَتَاهُ الْأَنْيَةَ لَمْ يُطِعْنَهُ، قَالَ: أَنْهَهُنَّ، فَلَمَّا هَبَّ الْأَنْيَةَ قَالَ: وَاللَّهِ غَلَبَنَا يَارَسُولُ اللَّهِ. فَرَعَمْتُ أَنَّهُ قَالَ: فَاحْتُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ الْتُّرَابَ. فَقُلْتُ: أَرْغَمْ اللَّهُ أَنْفَكَ، لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمْرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَلَمْ تَرْكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْحَاءِ.

[طرفة فی: ۱۳۰۰، ۴۲۶۲].

۱۳۰۰ - حَدَّثَنَا عَفْرُو بْنُ عَلَيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَخْوَلُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ تک قوت پڑھتے رہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ ان دونوں سے زیادہ کبھی غلگین رہے ہوں۔

(فَتَرَسَّوْلُ اللَّهِ شَهْرًا حِينَ قُتِلَ  
الْقُرَاءُ؛ فَمَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ حَرَبَنَ  
حَرَبًا قَطُّ أَشَدَّ مِنْهُ). [رَاجِعٌ: ١٠٠١]

**لشیخ** یہ شدائے کرام قاریوں کی ایک معزز ترین جماعت تھی جو ستر نفوس پر مشتمل تھی۔ حضرت مولانا شیخ الحسین عبید اللہ صاحب مبارکپوری مدظلہ العالی کے لفظوں میں اس جماعت کا تعارف یہ ہے:

وكانوا من اوزاع الناس ينزلون الصفة يتفقهون العلم ويتعلمون القرآن وكانوا رداء لل المسلمين اذا نزلت بهم نازلة وكانت حقا عمار المسجد ولبيوت الملاحم بعثهم رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اهل نجد من بنى عامر ليدعوهם الى الاسلام ويقروا عليهم القرآن فلما نزلوا ببر معونة قصدهم عامر بن الطفيلي في احباء من بنى سليم وهم رغل وذكوان وعصبة فقاتلتهم (فاصببوا) اي قاتلوا جميعا وقيل ولم ينج منهم الا كعب بن زيد الانصاري فانه تخلص وبه رقم وظنوا انه مات فعاش حتى استشهد يوم الخندق واسر عمرو بن امية الضمرى وكان ذلك في السنة الرابعة من الهجرة اي في صفر على رأس اربعة اشهر من احد فحزن رسول الله صلى الله عليه وسلم حزنا شديدا قال

یعنی بعض اصحاب صد میں سے یہ بہترن اللہ والے بزرگ تھے جو قرآن پاک اور دینی علوم میں مہارت حاصل کرتے تھے اور یہ وہ لوگ تھے کہ مصائب کے وقت ان کی دعائیں اہل اسلام کے لئے پشت پناہی کا کام دینی تھی۔ یہ مسجد نبوی کے حقیقی طور پر آباد کرنے والے اہل حق لوگ تھے جو جنگ و جادو کے موقع پر بہادر شیروں کی طرح میدان میں کام کیا کرتے تھے۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے اہل نجد کے قبیلہ بنو عامر میں تبلیغ اسلام اور تعلیم قرآن مجید کے لئے روانہ فرمایا تھا۔ جب یہ بُرّ مونہ کے قریب پہنچے تو عامر بن طفیل نامی ایک غدار نے رعل اور ذکوان نامی قبائل کے بہت سے لوگوں کو ہمراہ لے کر ان پر حملہ کر دیا اور یہ سب وہاں شہید ہو گئے۔ جن کا رسول کرم ﷺ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ آپ نے پورے ایک ماہ تک قبائل رعل و ذکوان کے لئے قوت نازلہ پڑھی۔ یہ ۳۶ کا واقعہ ہے۔ کماگیا ہے کہ ان میں سے صرف ایک بزرگ کعب بن زید انصاریؓ کی طرح فتح نکلے۔ خاتم الانبیاء نے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ یہ بعد تک زندہ رہے۔ یہاں تک کہ جنگ خندق میں شہید ہوئے۔ **رَبِّنَا لَهُ الْحَمْدُ أَمِينٌ**

٤١- بَابُ مَنْ لَمْ يُظْهِرْ حُزْنَةً عِنْدَ  
الْمُصِيَّةِ      بَابُ جو شخص مصيبة  
کے وقت (اپنے نفس پر زور ڈال کر)  
اپنارنج خاہرنہ کرے۔

اور محمد بن کعب قرقی نے کہا کہ جزع اس کو کہتے ہیں کہ بری بات منہ سے نکالنا اور پروردگار سے بد گمانی کرنا، اور حضرت یعقوب میراث اللہ نے کما تھامیں تو اس بے قراری اور رنج کا شکوہ اللہ ہی سے کرتا ہوں۔ (سورہ لوسف)

(۱۳۰) ہم سے بشر بن حکم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا، کہ انہوں نے انس بن مالک بن شوخ سے سنا، آپ نے بتلایا کہ ابو طلحہ

وَقَالَ مُحَمَّدٌ بْنُ كَعْبٍ الْقَرَاطِيُّ : الْجَزْعُ  
الْقَوْلُ السَّيِّءُ وَالظَّنُّ السَّيِّءُ وَقَالَ  
يَغْتَوِبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ : « إِنَّمَا أَشْكُوْ بَنِي  
وَخَزْنِيْ إِلَى اللَّهِ »

١٣٠ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً بْنُ عَيْنَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَنْدِي اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَّسَ

بیٹھ کا ایک بچہ بیمار ہو گیا انہوں نے کہا کہ اس کا انتقال بھی ہو گیا۔ اس وقت ابو طلحہ گھر میں موجود نہ تھے۔ ان کی بیوی (ام سلیم) نے جب دیکھا کہ بچے کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے کچھ کھانا تیار کیا اور بچے کو گھر کے ایک کونے میں لٹا دیا۔ جب ابو طلحہ تشریف لائے تو انہوں نے پوچھا کہ بچے کی طبیعت کیسی ہے؟ ام سلیم نے کہا کہ اسے آرام مل گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب وہ آرام ہی کرنے ہا ہو گا۔ ابو طلحہ نے سمجھا کہ وہ صحیح کہہ رہی ہیں۔ (اب بچہ اچھا ہے) پھر ابو طلحہ نے ام سلیم کے پاس رات گزاری اور جب صح ہوئی تو عسل کیا لیکن جب باہر جانے کا رادہ کیا تو بیوی (ام سلیم) نے اطلاع دی کہ بچے کا انتقال ہو چکا ہے۔ پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ سے ام سلیم کا حال بیان کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اس رات میں برکت عطا فرمائے گا۔ سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ انصار کے ایک شخص نے بتایا کہ میں نے ابو طلحہ کی انسیں بیوی سے نو بیٹے دیکھے جو سب کے سب قرآن کے عالم تھے۔

بن مالک رضی اللہ عنہ یقُول: ((اشتکَيْ اَنْ لَأَبِي طَلْحَةَ، قَالَ فَمَاتَ وَأَبْو طَلْحَةَ خَارِجَةً. فَلَمَّا رَأَتِ امْرَأَتَهُ أَنَّهُ قَدْ ماتَ هَيَّاتٌ شَيْنَا وَنَحْتَةٌ فِي جَانِبِ الْبَيْتِ. فَلَمَّا جَاءَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: كَيْفَ الْفَلَامُ؟ فَأَكَلَتْ: قَدْ هَدَاتِ نَفْسَهُ، وَأَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدِ اسْتَرَاحَ. وَظَنَّ أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهَا صَادِقَةً. قَالَ فَبَاتَ). فَلَمَّا أَصْبَحَ اغْتَسَلَ، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَغْلَمَتْهُ أَنَّهُ قَدْ ماتَ، فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ، ثُمَّ أَخْبَرَ النَّبِيِّ ﷺ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعْنُ اللَّهِ أَنْ يَتَارِكَ لَكُمَا فِي تَيَّاتِكُمَا)). قَالَ سُفِيَّانُ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: فَوَآتَتْ لَهَا بِسْنَةً أُولَادَ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأُوا الْقُرْآنَ.

[طرفة فی: ۵۴۷۰].

**تَسْبِيحٌ** حضرت ابو طلحہ کی تیک ترین صلاحہ صابرہ بیوی کے کئے کا مطلب یہ تھا کہ بچے کا انتقال ہو گیا ہے اور اب وہ پورے سکون کے ساتھ لیتا ہوا ہے۔ لیکن حضرت ابو طلحہ نے یہ سمجھا کہ بچے کو افادہ ہو گیا ہے اور اب وہ آرام سے سورہ ہے۔ اس لئے وہ خود بھی آرام سے سوئے، ضروریات سے فارغ ہوئے اور بیوی کے ساتھ ہم بتر بھی ہوئے اور اس پر آنحضرت ﷺ نے برکت کی بشارت دی۔ یہ کہ ان کے غیر معمولی مبرد و بخط اور خداوند تعالیٰ کی حکمت پر کافل تھیں کاشمہ تھا۔ بیوی کی اس اداشاہی پر قربان جائیے کہ کس طرح انہوں نے اپنے شوہر کو ایک ذہنی کوفت سے بچالیا۔

محمد بن علی بن محبی نے حضرت ابو طلحہ کے ان نواکوں کے نام نقل کئے ہیں جو سب عالم قرآن ہوئے اور اللہ نے ان کو بڑی ترقی بخشی۔ وہ نو بچے یہ تھے۔ احراق، اساعیل، یعقوب، عمر، عمر، عبد اللہ، نجید اور قاسم۔ انتقال کرنے والے بچے کو ابو عمير کہتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس کو پیار سے فرمایا کرتے تھے ابو عمير تمہاری خیر بینی چیزیا کیسی ہے؟ یہ بچہ بجا خوبصورت اور وجہیہ تھا۔ ابو طلحہ اس سے بڑی محبت کیا کرتے تھے۔ بچے کی ملن ام سلیم کے استقلال کو دیکھئے کہ بندہ پر تیزی نہ آئے وہی اور رنج کو ایسا چھپایا کہ ابو طلحہ بچے واقعی بچہ اچھا ہو گیا ہے۔ پھر یہ دیکھئے کہ ام سلیم نے بات بھی ایسی کی کہ جھوٹ نہ ہو کیونکہ موت و رحمت راحت ہے۔ وہ مخصوص جان تھی اس کے لئے تو منا آرام ہی آرام تھا۔ اور ہر بیماری کی تکلف مگئی۔ اور دنیا کے گلروں سے جو مستقبل میں ہوتے نجات پائی۔ ترجمہ بلب بیس سے لکھا ہے کہ ام سلیم نے رنج اور صدمہ کوپی لیا بالکل ظاہر نہ ہوئے دیا۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ام سلیم نے اپنے خلوت سے کہا کہ اگر کچھ لوگ عاریت کی چیزیں پھر واپس دینے سے انکار کریں تو کیسا ہے؟ اس پر ابو طلحہ بولے کہ ہرگز انکار نہ کرنا چاہئے۔ بلکہ عاریت کی چیزیں کرونا چاہئے تب ام سلیم نے کہا کہ یہ بچہ بھی اللہ

کا تھا۔ آپ کو عاریتہ ملا ہوا تھا اللہ نے اسے لے لیا تو آپ کو رنج نہ کرنا چاہئے۔ اللہ نے ان کو صبر و استقلال کے بد لے نہ لڑ کے عطا کئے جو سب عالم قرآن ہوئے۔ حق ہے کہ صبر کا پھل بیشہ میٹھا ہوتا ہے۔

### باب صبر و ہی ہے جو مصیبت آتے ہی کیا جائے۔

اور حضرت عمر بن ہشمت نے کہا کہ دونوں طرف کے بونچے اور بیچ کا بوجہ کیا اچھے ہیں۔ یعنی سورہ بقرہ کی اس آیت میں خوشخبری سناء صبر کرنے والوں کو جن کو مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں ہم سب اللہ ہی کی ملک ہیں اور اللہ ہی کے پاس جانے والے ہیں۔ ایسے لوگوں پر ان کے مالک کی طرف سے شلباشیاں ہیں اور مہربانیاں اور یہی لوگ راستہ پانے والے ہیں۔ اور اللہ نے سورہ بقرہ میں فرمایا صبر اور نماز سے مدد مانگو۔ اور وہ نماز بہت مشکل ہے مگر خدا سے ڈرنے والوں پر مشکل نہیں۔

(۱۳۰۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے غدر نے بیان کیا، ان سے شبہ نے، ان سے ثابت نے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے انس بن ہشمت سے سن۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے نقل کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا صبر تو وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں کیا جائے۔

### ٤٢ - بَابُ الصَّيْرِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الأُولَى

وَقَالَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: يَعْمَلُ الْعَدْلَانِ  
وَيَعْمَلُ الْعِلَاوَةَ: هُوَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ  
مُّصِيبَةٌ قَالُوا: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِفُونَ.  
أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ  
وَرَحْمَةٌ، وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهَتَّدُونَ هُوَ وَقُولُهُ  
تَعَالَى: (وَاسْتَعِينُوا بِالصَّيْرِ وَالصَّلَاةِ،  
وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاعِشِينَ).

١٣٠٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا غُنَّدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ  
قَالَ: سَمِعْتُ أَنَّسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الصَّيْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ  
الأُولَى)). [راجع: ۱۲۵۲]

**لشیخ** ترجمہ الباب میں حضرت عمر بن ہشمت کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے مصیبت کے وقت صبر کی فضیلت بیان کی کہ اس سے صابر بندے پر اللہ کی رحمتی ہوتی ہیں اور سیدھے راستے پر پٹے کی توفیق ملتی ہے۔ حضرت عمر بن ہشمت والے قول کو حاکم نے متدرک میں وصل کیا ہے حضرت عمر بن ہشمت نے صلوات اور رحمت کو تو جانور کے دونوں طرف کے بونچے قرار دیا اور بیچ کا بوجہ جو پیچہ پر رہتا ہے اسے (اُولئکہ هم المہندون) سے تعبیر فرمایا۔ یعنی بیان ہوا ہے کہ ایک عورت ایک بُری پیشی ہوئی رو ری تھی آپ نے اسے منع فرمایا تو وہ خفا ہو گئی۔ پھر جب اس کو آپ کے متعلق علم ہوا تو وہ دوڑی ہوئی معدتر خواہی کے لئے گئی۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ اب کیا رکھا ہے صبر و مصیبت کے شروع ہی میں ہوا کرتا ہے۔

### ٤٣ - بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ))

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ ((لَدْفَعَ الْعَيْنَ وَيَخْزَنُ الْقَلْبَ)).

ابن عمر بن حنبل نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا کہ (آپ نے فرمایا) آنکھ آنسو بھاتی ہیں اور دل غم سے مڑھا ہے۔

(۱۳۰۳) ہم سے حسن بن عبدالعزیز نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعیٰ بن حسان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے قریش نے جو حیان کے بیٹے ہیں، نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو سیف لوبار کے یہاں گئے۔ یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے یعنی شریعت) کو دودھ پلانے والی انا کے خاوند تھے۔ آخضور نے ابراہیم یعنی شریعت کو گود میں لیا اور پیار کیا اور سو نگھا۔ پھر اس کے بعد ہم ان کے یہاں پھر گئے۔ دیکھا کہ اس وقت ابراہیم دم توڑ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ تو عبد الرحمن بن عوف یعنی شریعت بول پڑے کہ یا رسول اللہ! اور آپ بھی لوگوں کی طرح بے صبری کرنے لگے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، ابن عوف! یہ بے صبری نہیں یہ تورحمت ہے۔ پھر آپ دوبارہ روئے اور فرمایا۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھاں ہے پر زبان سے ہم کہیں گے وہی جو ہمارے پورا دگار کو پسند ہے اور اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے غمگین ہیں۔ اسی حدیث کو موسیٰ بن اسامی علی نے سلیمان بن مغیرہ سے، ان سے ثابت نے اور ان سے انس یعنی شریعت نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

حضرت امام بخاریؓ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس طرح سے آنکھوں سے آنسو نکل آئیں اور دل غمگین ہو اور زبان سے کوئی لفظ اللہ کی ناراضی کا نہ لکھ لے تو ایسا روتا ہے صبری نہیں بلکہ یہ آنسو رحمت ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ مرنے والے کو محبت آمیز لفظوں سے مخاطب کر کے اس کے حق میں کلمہ خیر کہنا درست ہے۔ آنحضرت ﷺ کے یہ صاحبزادے ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جو مشیت ایزدی کے تحت حالت شیر خواری ہی میں انتقال کر گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

#### باب مریض کے پاس رونا کیا ہے؟

(۱۳۰۴) ہم سے اصیخ بن فرج نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن وہب نے کہا کہ مجھے خردی عمرو بن حارث نے، انہیں سعید بن حارث النصاری نے اور ان سے عبد اللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہ یعنی شریعت کی مرض میں بٹلا ہوئے۔ نبی کریم ﷺ عیادت کے لئے عبد الرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقار اور عبد اللہ بن مسعود یعنی شریعت

۱۳۰۴ - حَدَّثَنَا الْعَسْنُ بْنُ عَنْ الْعَزِيزِ  
قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَى بْنُ حَسَانَ قَالَ حَدَّثَنَا  
فَرِيَشٌ هُوَ ابْنُ حَيَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنْسِ  
بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((دَخَلْنَا مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِيهِ سَيِّدِ الْقَمِ -  
وَكَانَ ظِفْرًا لِإِبْرَاهِيمَ - فَأَخْدَدَ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ثُمَّ دَخَلَنَا عَلَيْهِ  
بَعْدَ ذَلِكَ - وَإِبْرَاهِيمَ يَجْوَدُ بِنَفْسِهِ -  
فَجَعَلْنَا عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذُرْفَانَ فَقَالَ  
لَهُ عَنْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ: وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((يَا ابْنَ  
عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ)). ثُمَّ أَتَبَعَهَا بِأَخْرَى  
فَقَالَ ﷺ: ((إِنَّ الْغَيْنَ تَذَمَّعُ، وَالْقَلْبَ  
يَخْزَنُ، وَلَا نَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبِّنَا، وَإِنَّا  
بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَمَحْزُونُونَ)). رَوَاهُ  
مُوسَى عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْمُفْتَرَةِ عَنْ ثَابِتٍ  
عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

#### ۴- بَابُ الْبَكَاءِ عِنْدَ الْمَرِيضِ

۱۳۰۵ - حَدَّثَنَا أَصْبَحُ عَنْ أَبِيهِ وَهَبِ  
قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ سَعِيدِ بْنِ  
الْحَارِثِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((اشْتَكَى سَعِدُ بْنُ  
عَبَادَةَ شَكُورَى لَهُ، فَاتَّاهَ النَّبِيُّ ﷺ يَغُوذُهُ

کے ساتھ ان کے یہاں تشریف لے گئے۔ جب آپ اندر گئے تو قیارہ داروں کے ہجوم میں انہیں پایا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا وفات ہو گئی؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! نبی کریم ﷺ (ان کے مرض کی شدت کو دیکھ کر) روپڑے۔ لوگوں نے جو رسول اکرم ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ سب بھی رونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ سنو! اللہ تعالیٰ آنکھوں سے آنسو نکلنے پر بھی عذاب نہیں کریگا اور نہ دل کے غم پر۔ یا اس کا عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے، آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا (اور اگر اس زبان سے اچھی بات لکھے تو) یہ اس کی رحمت کا بھی باعث بنتی ہے اور میت کو اس کے گھروں کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے بھی عذاب ہوتا ہے۔ حضرت عمر بن الخطب میت پر ماتم کرنے پر ڈنڈے سے مارتے پتھر چھینتے اور رونے والوں کے منہ میں مشی جھونک دیتے۔

مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَضَيْعَةَ اللَّهِ عَنْهُمْ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ فَوْجَدَهُ فِي خَاشِيَةٍ أَهْلِهِ لَقَالَ : ((فَذَا قَضَى؟)) قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَبَكَى النَّبِيُّ ﷺ بَكُورًا. فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بُكَاءَ النَّبِيِّ ﷺ بَكُورًا. لَقَالَ: ((أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِمَا تَعْيَى الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ، وَلَكِنْ يُعَذِّبُ بِمَا تَعْدِي)) - وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ - أَوْ يَرْحَمُ. وَإِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذِّبُ بِبُكَاءَ أَهْلِهِ عَلَيْهِ)). وَكَانَ عَمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَضْرِبُ فِيهِ بِالْعَصَنَا، وَيَوْمِي بِالْحِجَارَةِ، وَيَخْتِي بِالْتَّرَابِ.

**تشریح** فوجده فی خاشیة اهله کا ترسہ بعضوں نے یوں کیا ہے دیکھا تو وہ بے ہوش میں اور ان کے گرد اگر لوگ جمع ہیں۔ آپ نے لوگوں کو اکٹھا دیکھ کر یہ گمان کیا کہ شاید سعدؓ کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے زبان کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہی زبان باعث رحمت ہے اگر اس سے ملکت خیر نہیں اور یہی باعث عذاب ہے اگر اس سے برے الفاظ نکالے جائیں۔ اس حدیث سے حضرت عمر بن الخطب کے جلال کا بھی اظمار ہوا کہ آپ خلاف شریعت رونے پیشے والوں پر انتہائی سختی فرماتے۔ فی الواقع اللہ طاقت دے تو شرعی اور دنوازی کے لئے پوری طاقت سے کام لیتا چاہئے۔

حضرت سعد بن عبادہ انصاری خرزبی بن الخطب بڑے جلیل القدر صحابی ہیں۔ عقبہ ثانیہ میں شرف الاسلام سے مشرف ہوئے۔ ان کا شمار بارہ نقباء میں ہے۔ انصار کے سرداروں میں سے تھے اور شان و شوکت میں سب سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ پدر کی موم کے لئے آنحضرت ﷺ نے جو مشارقی اجلاس طلب فرمایا تھا اس میں حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ! نبی کریم ﷺ! آپ کا اشارہ ہماری طرف ہے۔ اللہ کی قسم! اگر آپؓ ہم انصار کو سمندر میں کوئی حکم فرمائیں گے تو ہم اس میں کوڈپیں گے اور اگر خشکی میں حکم فرمائیں گے تو ہم وہاں بھی اونٹوں کے لیے پکھلاویں گے۔ آپ کی اس پر جوش تقریر سے نبی کریم ﷺ بے حد خوش ہوئے۔ اکثر غزوتوں میں انصار کا جنہذا اکثر آپؓ ہی کے ہاتھوں میں رہتا تھا۔ سفاوتوں میں ان کا کوئی ٹانی نہ تھا۔ خاص طور پر اصحاب صفة پر آپ کے جود و کرم کی پاڑش بکھرت بر سا کرتی تھی۔ نبی کریم ﷺ کو آپ سے بے انتہا محبت تھی۔ اسی وجہ سے آپ کی اس بیاری میں حضور ﷺ آپ کی عیادت کے لیے تشریف لائے تو آپ کی بیاری کی تکلیف وہ حالت دیکھ کر حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ ہاتھ میں بے زمانہ خلافت فاروقی سرزین شام میں بمقام حوران آپ کی شادت اس طرح ہوئی کہ کسی دشمن نے لغش مبارک کو غسل خانہ میں ڈال دیا۔ انتقال کے وقت ایک یوں اور تین بیٹیے آپ نے چھوڑے۔ اور حوران ہی میں پر درخاک کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ آئیں۔

باب کس طرح کے نوحہ و بکا سے منع کرنا اور اس پر

۴۵ - بَابُ مَا يَنْهَىٰ عَنِ النَّوْحِ

### حضرت کناچا ہے۔

(۱۳۰۵) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوہاب ثقفی نے، ان سے مجین بن سعید النصاری نے، کہا کہ مجھے عمرہ بنت عبد الرحمن النصاری نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، آپ نے فرمایا کہ جب زید بن حارثہ، جعفر بن الی طالب اور عبد اللہ بن رواحد رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح بیٹھے کہ غم کے آثار آپ کے چرے پر نمیاں تھے۔ میں دروازے کے ایک سوراخ سے آپ کو دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! جعفر کے گھر کی عورتیں نوحہ اور ماتم کر رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روکنے کے لئے کہا۔ وہ صاحب گئے لیکن پھر واپس آگئے اور کہا کہ وہ نہیں مانستیں۔ آپ نے دوبارہ روکنے کے لئے بھیجا۔ وہ گئے اور پھر واپس چلے آئے۔ کہا کہ بخدا وہ تو مجھ پر غالب آگئی ہیں یا یہ کہا کہ ہم پر غالب آگئی ہیں۔ شیخ محمد بن حوشب کو تھا۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میرا یقین یہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پھر ان کے منہ میں مٹی جھوٹک دے۔ اس پر میری زبان سے نکلا کہ اللہ تیری ناک خاک آلووہ کرے تو نہ تو وہ کام کر سکا جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اور نہ آپ کو تکلیف دینا چھوڑتا ہے۔

### والبکاء، والزجر عن ذلك

۱۳۰۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابِ يَحْتَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ : ((لَمَّا جَاءَ قَتْلُ زَيْدٍ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْرُفُ فِيهِ الْحَزْنَ - وَأَنَا أَطْلُعُ مِنْ شَقِّ الْبَابِ - فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي نِسَاءُ جَعْفَرٍ - وَذَكَرَ بَكَاءَهُنَّ - فَأَمْرَةَ أَنْ يَنْهَا هُنَّ، فَلَذَّبَ الرَّجُلُ، ثُمَّ أَتَى فَقَالَ : قَدْ نَهَيْتُهُنَّ، وَذَكَرَ أَنْهُنَّ لَمْ يُطْعِنْهُ. فَأَمْرَةَ الثَّالِثَةِ أَنْ يَنْهَا هُنَّ، فَلَذَّبَ، ثُمَّ أَتَى فَقَالَ : وَاللَّهِ لَقَدْ غَلَبَنِي - أَوْ غَلَبْنَا، الشَّكُّ مِنْ مُحَمَّدٍ بْنِ حَوْشَبٍ - فَزَعَمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : ((فَأَخْثُ في أَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ)). فَقَلَّتْ أَرْغَمَ اللَّهُ أَنْفَكَ، فَوَاللَّهِ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ، وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْغَنَاءِ.

[راجع: ۱۲۹۹]

**لَذَّبَنِي** زید بن حارثہ کی والدہ کاتام سعدی اور باپ کاتام حارثہ اور ابو اسماء کنیت تھی۔ تین قضاۓ کے چشم و چراغ تھے جو میں کا ایک سرز سریز قبیلہ تھا۔ بیچن میں قرآن آپ کو اخا کر لے گئے۔ بازار عکاظ میں غلام بن کرچار سودہم میں حکیم بن حرام کے ہاتھ فروخت ہو کر ان کی پھوپھی ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچ گئے اور وہاں سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آگئے۔ ان کے والد کو میں میں خربہوئی تو وہ دوڑے ہوئے آئے اور دربار بیوت میں ان کی واپسی کے لئے درخواست کی۔ آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ کو کلی اختیار دے دیا کہ اگر وہ گھر جانا چاہیں تو خوشی سے اپنے والد کے ساتھ چلے جائیں اور اگر چاہیں تو میرے پاس رہیں۔ زید بن حارثہ بیٹھنے اپنے گھر والوں پر آنحضرت ﷺ کو ترجیح دی اور والد اور بچا کے ہمراہ نہیں گئے۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کے احشائات اور اخلاق فاضلہ ان کے دل میں گمراہ چکے تھے۔ اس واقعہ کے بعد آنحضرت ﷺ ان کو مقام مجرمین لے گئے اور حاضرین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! گواہ رہو میں نے زید کو اپنائیا ہاں لایا۔ وہ میرے وارث ہیں اور میں اس کا وارث ہوں۔ اس کے بعد وہ زید بن محمد بیکارے حانے لگے۔ یہاں تک کہ قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ متبینی لذکون کو ان کے والدین کی طرف

منسوب کر کے پکارو۔ اللہ کے یہاں انصاف کی بات ہے۔ پھر وہ زید بن حارث کے نام سے پکارے جائے گے۔

آنحضرت ﷺ نے ان کا نکاح ام ایمن اپنی آزاد کردہ لوگوں سے کرا دیا تھا۔ جن کے ہلن سے ان کا لڑکا اسماہ پیدا ہوا۔ ان کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ اللہ نے قرآن مجید میں ایک آیت میں ان کا نام لے کر ان کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جبکہ قرآن مجید میں کسی بھی صحابی کا نام لے کر کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ غزڈہ مودتؑ میں یہ بہادرانہ شہید ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۵۵ سال کی تھی۔ ان کے بعد فوج کی کمان حضرت جعفر طیارؑ نے سنبھالا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے مختتم پیغمبر ابوبکر طالبؑ کے بیٹے تھے۔ والدہ کا نام فاطمہ تھا۔ یہ شروع ہی میں اکیس آدمیوں کے ساتھ اسلام لے آئے تھے۔ حضرت علیؓ سے دو سال بڑے تھے۔ صورت اور سیرت میں رسول اللہ ﷺ سے بہت ہی مشابہ تھے۔ قریش کے مظالم سے بچنے کا بھرپور جہالت میں یہ بھی شریک ہوئے اور نجاشی کے دربار میں انہوں نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے پارے میں ایک پر جوش تقریر کی کہ شہنشہ جہنم مسلمان ہو گیا۔ ۷۰ھ میں یہ اس وقت مدینہ تشریف لائے جب فرزندان توحید نے خبر کو فتح کیا۔ آپ نے ان کو اپنے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے تمہارے آنے سے زیادہ خوشی حاصل ہوئی ہے یا فتح خبر سے ہوئی ہے۔ غزڈہ مودتؑ میں یہ بھی بہادرانہ شہید ہوئے اور اس خبر سے آنحضرت ﷺ کو خنت ترین صدمہ ہوا۔ حضرت جعفر طیارؑ کا گھر قائم کردہ بن گیا۔ اسی موقع پر آپؑ نے فرمایا جو یہاں حدیث میں ذکور ہے۔

ان کے بعد حضرت عبداللہ بن علی بواحؑ نے فوج کی کمان سنبھالا۔ بیعت حقبہ میں یہ موجود تھے۔ بدر، احد، خدنق اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں سوائے فتح کہ اور بعد والے غزوات میں یہ شریک رہے۔ بہت ہی فرمادیہ دار اطاعت شمار حاصل تھی۔ قبیلہ خزرج سے ان کا تعلق تھا۔ لیلۃ العقبہ میں اسلام لا کر بونا حارث کے نیقہ مقرر ہوئے اور حضرت مقداد بن اسود کندیؑ سے سلسلہ مذاہل قائم ہوا۔ فتح بدر کی خوشخبری مدینہ میں سب سے پہلے لائے والے آپ ہی تھے۔ جنک مودتؑ میں بہادرانہ جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کے بعد آنحضرت ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق اللہ کی تکوار حضرت خالد بن سعیدؑ نے قیادت سنبھالی اور ان کے ہاتھ پر مسلمانوں کو فتح عظیم حاصل ہوئی۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے ثابت فرمایا کہ پکار کر بیان کر کر کے مرنے والوں پر نوحہ و ماتم کرنا یہاں تک ناجائز ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت جعفر طیارؑ کے گھر والوں کے لئے اس حرکت ہاں بنا نوحہ و ماتم کرنے کی وجہ سے ان کے منہ میں مٹی ڈالنے کا حکم فرمایا ہو۔ آپؑ کی خغلی کی دلیل ہے اور یہ ایک عجورہ ہے جو اخنثی نارانگی پر دلالت کرتا ہے۔

**۱۳۰۶ - حدیثنا عبد اللہ بن عتبہ** (۱۳۰۶) ہم سے عبداللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد نے اور ان سے ام علیہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لیتے وقت ہم سے یہ عذر بھی لیا تھا کہ ہم (میت پر) نوحہ نہیں کریں گی۔ لیکن اس اقرار کو پانچ عورتوں کے سوا اور کسی نے پورا نہیں کیا۔ یہ عورتیں ام سلیم، ام علاء، ابو سبرہ کی صاحبزادی جو محلہ کے گھر میں قیمتیں اور اس کے علاوہ دو عورتیں یا (یہ کہا کہ) ابو سبرہ کی صاحبزادی، معاذ کی بیوی اور ایک دوسری خاتون (رضی اللہ عنہن)

الوَهَّابُ قَالَ، حَدَّثَنَا حَمَادَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْيُوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : (أَخْلَدَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ الْأَيْمَةِ أَنَّ لَا تَنْوَحَ، فَمَا وَقَتَ مِنَ الْفَلَاءِ، وَإِنَّهُ أَبِي سَبَرَةَ امْرَأَةَ مُعَاذٍ وَأَمْرَأَتِينِ، أَوْ أَبِنَةَ أَبِي سَبَرَةَ، وَأَمْرَأَةَ مُعَاذٍ وَأَمْرَأَةَ أَخْرَى).

[طرفہ فی : ٤٨٩٢ ، ٧٢١٥].

**لشیخ** حدیث کے راوی کو یہ شک ہے کہ یہ ابو سہرہ کی وہی صاحبزادی ہیں جو معاذ بن جہش کے گھر میں تھیں یا کسی دوسری صاحبزادی کا بھائی ذکر ہے اور معاذ کی جو بیوی اس عمد کا حق ادا کرنے والوں میں تھیں وہ ابو سہرہ کی صاحبزادی نہیں تھیں۔ معاذ کی بورو ام عمر بنت خلاد تھی۔

آنحضرت ﷺ وقتاً فوقتاً مسلمان مردوں، عورتوں سے اسلام پر ثابت قدری کی بیعت لیا کرتے تھے۔ ایسے ہی ایک موقع پر آپ نے عورتوں سے خصوصیت سے نوحہ نہ کرنے پر بھی بیعت لی۔ بیعت کے اصطلاحی معنی اقرار کرنے کے ہیں۔ یہ ایک طرح کا طائف نامہ ہوتا ہے۔ بیعت کی بہت سی مقصیں ہیں۔ جن کا تفصیل بیان اپنے موقع پر آئے گا۔

اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انسان کتنا ہی برا کیوں نہ ہو پھر بھی کمزوریوں کا مجسم ہے۔ صحابیات کی شانِ مسلم ہے پھر بھی ان میں بہت سی خواتین سے اس عمد پر قائم نہ رہا گیا جیسا کہ مذکور ہوا ہے۔

### باب جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جانا

(۱۳۰۷) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عبیدہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے، ان سے ان کے باپ عبد اللہ بن عمر بن حینہ نے، ان سے عامر بن ریبیعہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور کھڑے رہو یہاں تک کہ جنازہ تم سے آگے نکل جائے۔ سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے سالم نے اپنے باپ عبد اللہ بن عمر بن حینہ سے خبر دی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں عامر بن ریبیعہ بن حینہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے خبر دی تھی۔ حمیدی نے یہ زیادتی کی ہے۔ ”یہاں تک کہ جنازہ آگے نکل جائے یا رکھ دیا جائے۔“

باب اگر کوئی جنازہ دیکھ کر کھڑا ہو جائے تو اسے کب بیٹھنا

چاہئے؟

(۱۳۰۸) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یاث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے نافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عامر بن ریبیعہ رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے تو اگر اس کے ساتھ نہیں چل رہا ہے تو کھڑا ہی ہو جائے تا آنکہ جنازہ آگے نکل جائے یا آگے جانے کی بجائے خود جنازہ

### ۴۶۔ بَابُ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ

۱۳۰۷ - حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ غَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا حَتَّى تُخَلِّفُكُمْ)) قَالَ سُفِيَّانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : أَخْبَرَنَا غَامِرٌ بْنُ رَبِيعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . زَادَ الْحَمِيدِيُّ : ((حَتَّى تُخَلِّفُكُمْ أَوْ تُوْضَعُ)).

[طرفہ فی : ۱۳۰۸].

### ۴۷۔ بَابُ مَتَى يَقْعُدُ إِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ

۱۳۰۸ - حَدَّثَنَا قَبَّيْةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ غَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَإِنَّ لَمْ يَكُنْ مَاشِيَا مَعَهَا فَلْيَقْمِمْ حَتَّى يُخَلِّفَهَا أَوْ تُخَلِّفَهُ أَوْ تُوْضَعَ مِنْ قَبْلِ

رکھ دیا جائے۔

باب جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ لوگوں کے کاندھوں سے اتار کر زمین پر نہ رکھ دیا جائے اور اگر پہلے بیٹھ جائے تو اس سے کھڑا ہونے کے لئے کہا جائے۔

(۱۳۰۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، ان سے ابن الی ذبب نے، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ان کے والد نے کہ ہم ایک جنازہ میں شریک تھے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مروان کا ہاتھ پکڑا اور یہ دونوں صاحب جنازہ رکے جانے سے پہلے بیٹھ گئے۔ اتنے میں ابو سعید رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مروان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اٹھو! خدا کی قسم! یہ (ابو ہریرہ بن شوہر) جانتے ہیں کہ نبی کرم ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے۔ ابو ہریرہ بن شوہر بولے کہ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔

آن تخلقہ)). [راجع: ۱۳۰۷]

۴۸ - بَابُ مَنْ تَبَعَ جَنَازَةً فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تُوضَعَ عَنْ مَنَابِكِ الرُّجَالِ فَإِنْ قَدَ أُمِرَ بِالْقِيَامِ

۱۳۰۹ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ : ((كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِيَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَ قَبْلَ أَنْ تُوضَعَ، فَجَاءَ أَبُو سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِيَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ : قُمْ، فَوَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْ هَذَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَا نَارًا عَنْ ذَلِكَ. فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ صَدَقَ)).

[طرفة فی: ۱۳۱۰].

**لشیخ** حضرت ابو ہریرہ بن شوہر کو یہ حدیث یاد نہ ری تھی۔ جب حضرت ابو سعید خدری بن شوہر نے یاد دلائی تو آپ کو یاد آئی اور آپ نے اس کی تقدیم کی۔ اکثر صحابہ اور تلمیذین اس کو مستحب جانتے ہیں اور صحی اور نجحی نے کما کہ جنازہ زمین پر رکھ جانے سے پہلے بیٹھ جانا کردہ ہے اور بعضوں نے کھڑے رہنے کو فرض کیا ہے۔ نائلی نے ابو ہریرہ اور ابو سعید بن شوہر سے نکلا کہ ہم نے آنحضرت بن شوہر کو کسی جنازے میں بیٹھنے ہوئے نہیں دیکھا جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھا جاتا۔

(۱۳۱۰) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ہشام دستوانی نے بیان کیا، ان سے بیکی بن الی کثیر نے، ان سے ابو سلمہ اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو شخص جنازہ کے ساتھ چل رہا ہو وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک جنازہ رکھنے دیا جائے۔

۱۳۱۰ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ - يَعْنِي أَبْنَ إِبْرَاهِيمَ - قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقِيْنَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُومُوا، فَمَنْ تَبَعَهَا فَلَا يَقْعُدُ حَتَّى تُوضَعَ)).

[راجع: ۱۳۰۹]

**لشیخ** اس بارے میں بہت کچھ بحث و ترجیح کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب مدظلہ فرماتے ہیں: والقول الراجح عندی هو ما ذهب اليه انجمهور من انه يستحب ان لا يجلس التابع والمشيع للجنازة حتى توضع بالارض وان النهي في قوله

فلا يقعد محمول على التنزيه والله تعالى أعلم

وبدل على استعباب القیام الى ان توضع مارواه البهقی (ص: ٢٢ / ج: ٢) من طریق ابی حازم قال مشیت مع ابی هریرہ و ابی الزبر والحسن بن علی امام الجنائز حتی اتهماهی المقربة فقاموا حتى وضعت لم جلسوا لقلت لبعضهم فقال ان القائم مثل الحامل يعني في الاجر (مرعاعة جلد ٢: ص: ٤١)

یعنی میرے نزدیک قول راجح وی ہے جو درج ہوئے گئے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں اور اس کے رخصت کرنے والوں کے لئے مستحب ہے کہ وہ جب تک جنازہ زمین پر نہ رکھ دیا جائے نہ بیٹھنے اور حدیث میں نہ بیٹھنے کی نہی تنزیہ ہے اور اس قیام کے استحباب پر تباقی کی وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جسے انہوں نے ابو حازم کی سند سے روایت کیا ہے کہ ہم حضرت ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر اور سن بن علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک جنازہ کے ہمراہ گئے۔ پس یہ جملہ حضرات کھڑے ہی رہے جب تک وہ جنازہ زمین پر نہ رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد وہ سب بھی بیٹھ گئے۔ میں نے ان میں سے بعض سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ کھڑا رہنے والا بھی اسی کے مثل ہے جو خود جنازہ کو اٹھا رہا ہے یعنی ثواب میں یہ دونوں برابر ہیں۔

#### ۴۹۔ بابُ مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ يَهُودِيٍّ بَابُ اسْمُخْصُّ كَبَارَ مِنْ جَنَازَةِ يَهُودِيٍّ

ہو گیا

((١٣٣)) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے بھی بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن مقصہ نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزار تو بھی کسی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ایہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم لوگ جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جیا کرو۔

الشیخ کے رشنہ کی بنا پر ہر انسان سے کس قدر محبت تھی۔ یہودی کے جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہونے کی کمی وجود بیان کی گئی ہیں۔ آئندہ حدیث میں بھی کچھ ایسا یہ ذکر ہے۔ وہاں آنحضرت ﷺ نے خود اس سوال کا جواب فرمایا ہے۔ المست نفسا لیجن جان کے معاملہ میں مسلمان اور غیر مسلمان برابر ہیں۔ زندگی اور موت ہر دو پر وارد ہوتی ہیں۔ حضرت جابر کی روایت میں مزید تفصیل موجود ہے۔ مرت جنازہ فقام لها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وقمنا معاذه فقلنا يا رسول الله انها یہودیۃ فقال ان الموت فرع اذا رايتم الجنائز فقاموا مطبق علیہ یعنی ایک جنازہ گزار جس پر آنحضرت ﷺ اور آپ کی اقتداء میں ہم سب کھڑے ہو گئے۔ بعد میں ہم نے کہا کہ حضور یہ ایک یہودیہ کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ بھی ہو بے شک موت ہمت ہی گھبراہت میں ڈالنے والی چیز ہے۔ موت کسی کی بھی ہو اسے دیکھ کر گھبراہت ہوئی چاہئے پس تم جب بھی کوئی جنازہ دیکھو کھڑے ہو جیا کرو۔

نسلی اور حاکم میں حضرت انس بن مالک کی حدیث میں ہے کہ انما قمنا للملنکۃ ہم فرشتوں کی تنظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور احمد میں بھی حدیث ابو موسیٰ نے ایک ہی روایت موجود ہے۔

١٣١١ - حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ فَعَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَقْسُمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((مَرَّ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَلَفَتَنَا، فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ، قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْجَنَازَةَ لَفُوْمُوا)).

پس خلاصہ الكلام یہ کہ جنازہ کو دیکھ کر بلا امتیاز نہ بہت حاصل کرنے کے لئے، موت کو یاد کرنے کے لئے، فرشتوں کی تظمیم کے لئے کھڑے ہو جانا چاہئے۔ حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

(۱۳۱۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے عمرو بن مروہ نے بیان کیا کہ میں نے عبد الرحمن بن ابی سلیل سے سن۔ انہوں نے کہا کہ سل بن حنیف اور قیس بن سعد عین هذا قادریہ میں کسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں کچھ لوگ اور ہر سے ایک جنازہ لے کر گزرے تو یہ دونوں بزرگ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا گیا کہ جنازہ تو زمیوں کا ہے (جو کافر ہیں) اس پر انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے اسی طرح سے ایک جنازہ گزرا تھا۔ آپ اس کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ سے کہا گیا کہ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے فرمایا کیا یہودی کی جان نہیں ہے؟

(۱۳۱۳) اور ابو حمزہ نے امشش سے بیان کیا، ان سے عمرو نے ان سے ابن ابی سلیل نے کہ میں اور سل رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور زکریا نے کمان سے سبحی نے اور ان سے ابن ابی سلیل نے کہ ابو مسعود اور قیس رضی اللہ عنہما جنازہ کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

## باب اس بارے میں کہ عورتیں نہیں بلکہ مرد ہیں جنازے کو اٹھائیں

(۱۳۱۴) ہم سے عبدالعزیز نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ کیمان نے کہ انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت چار پائی پر رکھی جاتی ہے اور مرد اسے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک ہو تو کہتا ہے کہ مجھے آگے لے چلو۔ لیکن اگر نیک نہیں ہو تو اس کہتا ہے ہائے بربادی! مجھے کمال لئے جا رہے ہو۔ اس آواز کو انسان کے سواتر تمام مخلوق خدا سنتی ہے۔ اگر انسان کیسی سن پائے تو بے ہوش

۱۳۱۲ - حَدَّثَنَا أَدْمَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْءَةَ قَالَ: سَمِعْتَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى قَالَ: ((كَانَ سَهْلُ بْنُ حَنْيَفَ وَقَيْسُ بْنُ سَعْدِيْ قَاعِدِينَ بِالْقَادِسِيَّةِ، فَمَرَّوْا عَلَيْهِمَا بِجَنَازَةٍ فَقَامَا، فَقَيْلَ لَهُمَا: إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ - أَيْ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا - فَقَالَا: إِنَّ النَّبِيَّ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةً لَقَامَ، فَقَيْلَ لَهُ: إِنَّهَا جَنَازَةُ يَهُودِيٍّ، فَقَالَ: ((أَنِي سَتَّ نَفْسًا؟)).

۱۳۱۳ - وَقَالَ أَبُو حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو عَنْ أَبِنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: ((كَنْتُ مَعَ قَيْسِ وَسَهْلِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَقَالَا: كَتَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ)). وَقَالَ زَكَرِيَّاً عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِنِ أَبِي لَيْلَى: كَانَ أَبُو مَسْعُودٍ وَقَيْسٍ يَقُولُ مَانِ لِلْجَنَازَةِ.

## ۵۔ بَابُ حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ ذُونَ النِّسَاءِ

۱۳۱۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَزِيرِيْ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ فَإِنْ كَانَتْ صَالِحةً قَالَتْ: قَدْمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحةً قَالَتْ يَا وَلِنَهَا، أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا

کُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانُ، وَلَوْ سَمِعَهُ  
لَصَعِقَ). [طرفة في: ۱۳۱۶، ۱۳۸۰].

#### ۵۱- بَابُ السُّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ

وَقَالَ أَنَسُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَتَنْتَمْ مُشَيْعُونَ.  
فَأَمْشُوا بَيْنَ يَدِيهَا وَخَلْفَهَا وَعَنْ يَمْينِهَا  
وَعَنْ شِمالِهَا. وَقَالَ غَيْرُهُ: قَرِيبًا مِنْهَا.

#### باب جنازے کو جلد لے چلنا

اور انس بن مثہر نے کہا کہ تم جنازے کو پہنچا دینے والے ہو تم اس کے سامنے بھی چل سکتے ہو پیچے بھی، دائیں بھی اور بائیں بھی، سب طرف چل سکتے ہو اور انس بن مثہر کے سوا اور لوگوں نے کہا جنازے کے قریب چلنا چاہئے۔

(۱۳۱۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم نے زہری سے سن کر یہ حدیث یاد کی، انہوں نے سعید بن مسیب سے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ لے کر جلد چلا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف نزدیک کر رہے ہو اور اگر اس کے سوا ہے تو ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتارتے ہو۔

**باب نیک میت چارپائی پر کھتا ہے کہ مجھے آگے بڑھائے چلو**  
(جلد فتاوی)

(۱۳۱۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تیخی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یاث نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد (کیمان) نے اور انہوں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے کہا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جب میت چارپائی پر رکھی جاتی ہے اور لوگ اسے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں اس وقت اگر وہ مرنے والا نیک ہوتا ہے تو کھتا ہے کہ مجھے جلد آگے بڑھائے چلو۔ لیکن اگر نیک نہیں ہوتا تو کھتا ہے کہ ہائے ہربادی! مجھے کمل لئے جارہے ہو۔ اس کی یہ آواز انسان کے سوا ہر مخلوق خدا سنتی ہے۔ کہیں اگر انسان سن پائے تو بے ہوش ہو جائے۔

۱۳۱۵ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
حَدَّثَنَا سُفيَّانُ قَالَ: حَفَظَنَا مِنَ الزُّهْرِيِّ  
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسِيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ :  
(أَسْرِغُوكُمْ بِالْجَنَازَةِ، فَإِنْ تَكُ صَالِحَةٌ  
فَخَيْرٌ تَقْدُمُونَهَا، وَإِنْ تَكُ سُوَى ذَلِكَ  
فَشَرٌّ تَضَعُونَهَا عَنْ رِقَابِكُمْ).

۵۲- بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى  
الْجَنَازَةِ: قَدْمُونِي

۱۳۱۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
حَدَّثَنَا الْأَنْثَى قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ أَبِيهِ  
أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((إِذَا  
وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاخْتَمِلْهَا الرُّجَالُ عَلَى  
أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ:  
قَدْمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ  
لَا هُلَّهَا: يَا وَتَّلَهَا، أَيْنَ يَذْهَبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ  
صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانُ، وَلَوْ سَمِعَ  
الْإِنْسَانُ لَصَعِقَ). [راجح: ۱۳۱۴]

## باب امام کے پیچھے جنازہ کی نماز کے لئے دو یا تین صفتیں کرنا

(۱۳۱۷) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو عوانہ و ضا شکری نے بیان کیا، ان سے قادہ نے بیان کیا، ان سے عطاء نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی نماز جنازہ پڑھی تو میں دوسری یا تیسرا صفت میں تھا۔

۵۳- بَابُ مَنْ صَفَّ صَفَّيْنِ أَوْ ثَلَاثَةَ عَلَى الْجَنَازَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ

۱۳۱۷- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ قَاتِدَةَ عَنْ عَطَاءَ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَصَافَّ عَلَى النَّجَاشِيِّ فَكَتَنَ فِي الصَّفَّ الثَّانِيِّ أَوِ الْفَالِثِ)).

[اطرافہ فی: ۱۳۲۰، ۱۳۳۴، ۳۸۷۷، ۳۸۷۹، ۳۸۷۸]

برحال دو صفات ہوں یا تین صفات ہر طرح جائز ہے۔ مگر تین صفتیں بنانا بہتر ہے۔

## باب جنازہ کی نماز میں صفتیں باندھنا

(۱۳۱۸) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زید بن زریع نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عمر نے، ان سے زہری نے، ان سے سعید نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو نجاشی کی وفات کی خبر سنائی، پھر آپ آگے بڑھ گئے اور لوگوں نے آپ کے پیچے صفتیں بنائیں، پھر آپ نے چار مرتبہ تکمیر کی۔

(۱۳۱۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شبیانی نے، ان سے شعبی نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے خبر دی کہ آنحضرت ﷺ ایک قبر برآئے جو اور قبور سے الگ تھا۔ صحابہ نے صفت بندی کی اور آپ نے چار تکمیریں کیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ حدیث آپ سے کس نے بیان کی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے۔

(۱۳۲۰) ہم سے ابراہیم بن موسی نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو هشام بن یوسف نے خبر دی کہ انس بن جریج نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، انہوں نے جابر بن عبد اللہ

۴- بَابُ الصَّفُوفِ عَلَى الْجَنَازَةِ

۱۳۱۸- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ ذُرْنَيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْوَهْرَنِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَعَيَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى أَصْحَابِهِ النَّجَاشِيِّ، ثُمَّ تَقَدَّمَ فَصَفُوا خَلْفَهُ، فَكَبَرَ أَرْبَعاً)). [راجع: ۱۲۴۵]

۱۳۱۹- حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ الشَّغِيفِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ النَّبِيَّ ﷺ أَتَى عَلَى قَبْرٍ مَنْبُوذٍ فَصَفَّهُمْ وَكَبَرَ أَرْبَعاً. قُلْتُ مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: أَنَّ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا)). [راجع: ۸۵۷]

۱۳۲۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجَ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ

نبی ﷺ سے ناکر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج جوش کے ایک مرد صالح (نجاشی جوش کے بادشاہ) کا انتقال ہو گیا ہے۔ آؤ ان کی نماز جنازہ پڑھو۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے صرف بندی کر لی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ہم صرف باندھے کھڑے تھے۔ ابو الزیر نے جابر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نقل کیا کہ میں دوسری صفحہ میں تھا۔

بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما یقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَدْ تُوْفَىَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ مِنَ الْجَنَاحِ، فَهَلْمَ فَصَلَوَ عَلَيْهِ)). قَالَ: فَصَلَّى النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ وَنَحْنُ صَلَوْتُ. قَالَ أَبُو الزَّيْبَرِ عَنْ جَابِرٍ : كَتَنْتُ فِي الصَّفَّ الثَّانِي. [راجح: ۱۳۲۷]

**لئے** ان سب حدیثوں سے میت غائب پر نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا ثابت ہوا۔ امام شافعی اور امام احمد اور ائمہ سلف کا یہ قول ہے۔ علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ کسی بھی صحابی سے اس کی معرفت ثابت نہیں اور قیاس بھی اسی کو مقتضی ہے کہ جنازے کی نماز میں دعا کرنا ہے اور دعا کرنے میں یہ ضروری نہیں کہ جس کے لئے دعا کی جائے وہ ضرور حاضر بھی ہو۔

نبی کریم ﷺ نے شاہ جوش نجاشی کا جنازہ غائبانہ ادا فرمایا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز جنازہ غائبانہ درست ہے مگر اس بارے میں علمائے احتجاج نے بہت کچھ تاویلات سے کام کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے کماکر آخرپرست ﷺ کے لئے زمین کا پردہ ہٹا کر اللہ نے نجاشی کا جنازہ ظاہر کر دیا تھا۔ کچھ کہتے ہیں کہ یہ خصوصیات نبوی سے ہے۔ کچھ نے کماکر یہ خاص نجاشی کے لئے تھا۔ برعکس یہ تاویلات دور از کار ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے نجاشی کے لئے پھر معاویہ بن معاویہ منی کے لئے نماز جنازہ غائبانہ ثابت ہے۔ حضرت مولانا عبداللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکبود طلاق العالی فرماتے ہیں:

واجیب عن ذلك بان الاصل عدم الخصوصية ولو فتح باب هذا الخصوص لانسد كثير من احكام الشرع قال الخطابي زعم ان النبي صلی الله علیہ وسلم كان مخصوصا بهذا الفعل فاسد لا رسول الله صلی الله علیہ وسلم اذا فعل شيئا من الحال الشرعية كان علينا الاباعه والايتسابه والتخصيص لا يعلم الا بدليل وما يبين ذلك انه صلی الله علیہ وسلم خرج بالناس الى الصلة فصنف بهم وصلوا معهم فعلم ان هذا التاویل فاسد وقال ابن قدامة نقى عن النبي صلی الله علیہ وسلم مالا يقتضى اختصاصه (مرعاه)

یعنی نجاشی کے لئے آخرپرست ﷺ کی نماز جنازہ غائبانہ کو مخصوص کرنے کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اصل میں عدم خصوصیت ہے اور اگر خواہ مخواہ ایسے خصوص کا دروازہ کوولا جائے گا تو بہت سے احکام شریعت یہی کہ کرسید و کر دیئے جائیں گے کہ یہ خصوصیات نبوی میں سے ہیں۔ امام خطابی نے کماکر یہ گمان کہ نماز جنازہ غائبانہ آخرپرست ﷺ کے ساتھ مخصوص تنہ بالکل فاسد ہے۔ اس لئے کہ جب رسول کریم ﷺ کوئی کام کریں تو اس کا اجتعاع ہم پر واجب ہے۔ تخصیص کے لئے کوئی کھلی دلیل ہونی ضروری ہے۔ یہاں تو صاف بیان کیا گیا ہے کہ رسول کریم ﷺ لوگوں کو ہمراہ لے کر نجاشی کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے لکھے۔ صرف بندی ہوئی اور آپ نے نماز پڑھائی۔ ظاہر ہوا کہ یہ تاویل فاسد ہے۔ ابن قدامة نے کماکر جب تک کسی امر میں آخرپرست ﷺ کی خصوصیت مجع دلیل سے ثابت نہ ہو ہم اس میں آخرپرست ﷺ کی اقتدار کریں گے۔

کچھ روایات جن سے کچھ اخضاع پر روشنی پڑ سکتی ہے مروی ہیں مگر وہ سب ضعیف اور ناقابل استناد ہیں۔ علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ ان پر توجہ نہیں دی جاسکتی۔ اور واقعی کی یہ روایت کہ آخرپرست ﷺ کے لئے نجاشی کے جنازہ اور زمین کا درمیانی پر دہ ہٹا دیا گیا تھا بغیر سند کے ہے جو ہرگز استدلال کے قتل نہیں ہے۔ شیخ عبدالحق محدث ولیوی نے شرح سفر العادات میں ایسا یعنی لکھا ہے۔

باب جنازے کی نمازوں میں پچھے بھی مردوں کے برابر

۵۵ - بَابُ صُفُوفِ الصَّيْبَانِ مَعَ

## کھڑے ہوں

(۱۳۲۱) ہم سے موسیٰ ابن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الواحد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شیبانی نے بیان کیا، ان سے عامر نے اور ان سے ابن عباس نے بیان کیا کہ رسول کرم ﷺ کا گزاریک قبر پر ہوا۔ میت کو ابھی رات ہی دفنایا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ دفن کب کیا گیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ گذشتہ رات۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے کیوں نہیں اطلاع کرائی؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اندھیری رات میں دفن کیا گیا، اس لئے ہم نے آپ کو جگانا مناسب نہ سمجھا۔ پھر آپ کھڑے ہو گئے اور ہم نے آپ کے پیچھے صافیں بنالیں۔ ابن عباس نے بیان کیا کہ میں بھی انہیں میں تھا (تابع تھا لیکن) نماز جنازہ میں شرکت کی۔

## باب جنازے پر نماز کا

### مشروع ہونا

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے پر نماز پڑھے اور آپ نے صحابہ سے فرمایا تم اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لو۔ اور آپ نے فرمایا کہ نجاشی پر نماز پڑھو۔ اس کو نماز کہما اس میں نہ رکوع ہے نہ سجدہ اور نہ اس میں بات کی جاسکتی ہے اور اس میں بکیر ہے اور سلام ہے۔ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جنازے کی نمازوں پڑھتے جب تک باوضونہ ہوتے اور سورج نکلنے اور ڈوبنے کے وقت نہ پڑھتے اور جنازے کی نمازوں میں رفع یدین کرتے اور امام حسن بصریؓ نے کہا کہ میں نے بست سے صحابہ اور تابعین کو پلایا وہ جنازے کی نماز میں امامت کا زیادہ حقدار سمجھتے اور جب عید کے دن یا جنازے پر باوضونہ ہو تو پانی ڈھونڈتے ہیں، تیم نہ کرے اور جب جنازے پر اس وقت پہنچے کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو اللہ اکبر کہہ کر شریک ہو جائے۔ اور سعید بن مسیبؓ نے کمارات ہو یا دون، سفر ہو یا حضر جنازے میں چار سکبیرس

## الرجال على الجنائز

۱۳۲۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْطَانُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِقَبْرٍ فَذَرَ ذِلْلَنَ لَيْلًا لَفَقَالَ: (مَتَّى دُفِنَ هَذَا؟) قَالُوا: دُفِنَتَهُ لِلْمُنْجَدِلَةِ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ فَكَرِهْنَا أَنْ نُوقِظَنَ فَصَفَقْنَا خَلْفَهُ. قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ: وَأَنَا فِيهِمْ فَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ).

## ۵۶ - بَابُ سُنَّةِ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَائِزِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ صَلَّى عَلَى الْجَنَازَةِ)) وَقَالَ: ((صَلَّوْا عَلَى صَاحِبِكُمْ)) وَقَالَ ((صَلَّوْا عَلَى النَّجَاشِيِّ)) سَمِّاهَا صَلَاةً لَيْسَ فِيهَا رَكْوَعٌ وَلَا سُجُودٌ، وَلَا يُنَكَّلِمُ فِيهَا، وَلِفِيهَا تَكْفِيرٌ وَتَسْلِيمٌ. وَكَانَ أَبْنُ عَمْرٍ لَا يُصَلِّي إِلَّا طَاهِرًا، وَلَا يُصَلِّي عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوبِهَا، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ. وَقَالَ الْحَسَنُ: أَذْرَكْتَ النَّاسَ وَأَحْقَقْتَهُمْ عَلَى جَنَائِزِهِمْ مَنْ رَضَوْهُمْ لِفَرَّاضِيهِمْ. وَإِذَا أَخْدَثَ يَوْمَ الْعِيدِ أَوْ عِنْدَ الْجَنَازَةِ يَطْلُبُ الْمَاءَ وَلَا يَتَبَيَّمُ، وَإِذَا اتَّهَى إِلَى الْجَنَازَةِ وَهُمْ يَصْلُونَ يَدْخُلُ مَعْهُمْ بِتَكْبِيرَةٍ. وَقَالَ أَبْنُ

الْمُسَيْبٌ: يَكْبَرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالسَّفَرِ  
وَالْحَضْرٍ أَرْبَعًا. وَقَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ: تَكْبِيرَةُ الْأُوَاجِدَةِ اسْتِفْتَاحُ الصَّلَاةِ.  
وَقَالَ: هُوَ لَا تُصْلَلُ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ  
أَبْدًا). وَفِيهِ صَفْوَتُ وِإِمَامٍ. [راجع:  
[ ۸۵۷

**لِتَشْبِيهِ**  
کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نماز جنازہ کو صرف دعا کی حد تک مانتے ہیں اور اسے بے وضو پڑھنا بھی جائز کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی خداود بصرت کی بنا پر ایسے ہی لوگوں کا یہاں رد فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ جنازہ کی نماز نماز ہے اسے محض دعا کہنا غلط ہے۔ قرآن مجید میں، فرمانیں دربار رسالت میں، اقوال صحابہ اور تابعین اور ترقی تابعین میں اسے لفظ نماز ہی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کے لئے باوضو ہونا شرط ہے۔

قطلانی کہتے ہیں کہ امام مالک اور اوزاعی اور اسحاق کے نزدیک اوقات مکرہ ہے میں نماز جنازہ جائز نہیں۔ لیکن امام شافعی کے نزدیک جنازہ کی نماز اوقات مکرہ ہے میں بھی جائز ہے۔ اس نماز میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر ہر عکبر کے ساتھ رفع یہ دین کرتے تھے۔ اس روایت کو حضرت امام بخاری نے کتاب رفع الیدين میں نکلا ہے۔ اس میں اور نمازوں کی طرح عکبر تجھیس بھی ہوتی ہے اور اس کے علاوہ چار عکبروں سے یہ نماز مسنون ہے۔ اس کی امامت کے لئے بھی وہی شخص زیادہ حقدار ہے جو بخوبی نماز پڑھانے کے لائق ہے۔ الفرض نماز جنازہ نماز ہے۔ یہ محض دعا نہیں ہے جو لوگ ایسا کہتے ہیں ان کا قول صحیح نہیں۔

عکبریات جنازہ میں ہر عکبر پر رفع الیدين کرنا اس بارے میں امام شافعی نے حضرت انس بن مالک سے بھی کسی روایت کیا ہے کہ وہ عکبریات جنازہ میں اپنے ہاتھ اٹھایا کرتے تھے۔ امام نووی فرماتے ہیں: وَخَلَفُوا فِي رِفْعِ الْأَيْدِي فِي هَذِهِ التَّكْبِيرَاتِ مِنْهُمْ الشَّافِعِيُّ الرَّفِيعُ فِي جَمِيعِهَا وَحَكَاهُ بْنُ الْمَنْذُرِ عَنْ أَبِي عُمَرٍ وَعُمَرِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ وَعَطَاءِ وَسَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَقَيْسِ أَبْنِ أَبِي حَازِمٍ وَالْزَهْرِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَأَحْمَدَ وَاسْحَاقَ وَاحْتَارَهُ أَبْنَ الْمَنْذُرَ وَقَالَ الشُّورِيُّ وَأَبْوَ حِينَفَةَ وَاصْحَابَ الرَّايِ لَا يُرْفَعُ إِلَيْهِ فِي التَّكْبِيرِ الْأُولَى (مسلم مع نووی مطبوعہ کراچی، جلد ۱: ۱) یعنی عکبریات جنازہ میں ہر عکبر پر رفع الیدين کرنے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی کامنہ ہب یہ ہے کہ ہر عکبر پر رفع الیدين کیا جائے۔ اس کو عبد اللہ بن عمر اور عمر بن عبد العزیز اور عطاء اور سالم بن عبد اللہ و قیس ابن ابی حازم والزهری والاوزاعی و احمد و اسحاق و اختارہ ابن المنذر و قال الشوری و ابو حینفہ و اصحاب الرای لا يرفع إلا في التكبیر الأولى (مسلم مع نووی مطبوعہ کراچی، جلد ۱: ۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے، ان سے شیبانی نے اور ان سے شعبی نے بیان کیا کہ مجھے اس صحابی نے خبر دی تھی جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک الگ تحملگ قبر پر

۱۳۲۲ - حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَزْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّفْعِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ نَبِيِّكُمْ ﷺ عَلَى

سے گرا۔ وہ کہتا تھا کہ آپ نے ہماری امامت کی اور ہم نے آپ کے پچھے صفائی بنالیں۔ ہم نے پوچھا کہ ابو عمرو (یہ صحی کی کنیت ہے) یہ آپ سے بیان کرنے والے کون صحابی ہیں؟ فرمایا کہ عبد اللہ بن

عباس (ع)۔

قبرِ منبوذ فَأَمْنَا فَصَفَقْنَا خَلْفَهُ فَقُلْنَا: يَا أَبَا عَمْرُو مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا).

اس باب کا مقصد یہ بتانا ہے کہ نماز جنازہ بھی نماز ہے اور تمام نمازوں کی طرح اس میں وہی چیزیں ضروری ہیں جو نمازوں کے لئے ہوئی چائیں۔ اس مقصد کے لئے حدیث اور اقوال صحابہ و تابعین کے بہت سے نکلے ایسے بیان کئے ہیں جن میں نماز جنازہ کے لئے ”نماز“ کا لفظ ثابت ہوا اور حدیث واردہ میں بھی اس پر نماز ہی کا لفظ بولا گیا جبکہ آخر حضرت ﷺ امام ہوئے اور آپ کے پیچھے صحابہ نے صرف باندھی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اگر کوئی مسلمان جس پر نماز جنازہ پڑھنی ضروری تھی اور اس کو بغیر نماز پڑھائے دفن کر دیا گیا تو اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔

### باب جنازہ کے ساتھ جانے کی فضیلت

اور زید بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ نماز پڑھ کر تم نے اپنا حق ادا کر دیا۔ حمید بن ہلال (تابعی) نے فرمایا کہ ہم نماز پڑھ کر اجازت لینا ضروری نہیں سمجھتے۔ جو شخص بھی نماز جنازہ پڑھے اور پھر واپس آئے تو اسے ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے۔

### ۵۷- بَابُ فَضْلِ اِتْبَاعِ الْجَنَازَةِ

وَقَالَ رَبِيعٌ بْنُ ثَابِتٍ: إِذَا صَلَّيْتَ فَضْلَتِ الَّذِي عَلَيْكَ وَقَالَ حَمِيدٌ بْنُ هَلَالٍ: مَا عِلْمَنَا عَلَى الْجَنَازَةِ إِذْنًا، وَلَكِنْ مَنْ صَلَّى ثُمَّ رَجَعَ فَلَهُ قِيرَاطٌ.

[راجع: ۸۵۷]

حافظ نے کہا کہ یہ اثر مجھ کو موصولة نہیں ملا۔ اور امام بخاری کی غرض ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ اگر کوئی صرف نماز جنازہ پڑھ کر گھر کو لوٹ جانا چاہے تو جنازے کے وارثوں سے اجازت لے کر جانا چاہیے۔ اور اس بارے میں ایک مرفوع حدیث وارد ہے جو ضعیف ہے۔ (وحیدی)

(۱۳۲۳) ہم سے ابو النعمان نے بیان کیا، ان سے جریر بن حازم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے نافع سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ جو دفن تک جنازہ کے ساتھ رہے اسے ایک قیراط کا ثواب ملے گا۔ ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ ابو ہریرہ احادیث بہت زیادہ بیان کرتے ہیں۔

۱۳۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبِيُّ بْنُ حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُولُ: حَدَّثَ أَبْنُ عَمْرٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يَقُولُ: (مَنْ تَبَعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ)، فَقَالَ: أَكْثَرُ أَبْوَهُرَيْرَةَ عَلَيْنَا).

[راجع: ۴۷]

(۱۳۲۳) پھر ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی حضرت عائشہؓ نے بھی تصدیق کی اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد خود سنائے۔ اس پر ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ پھر تو ہم نے بہت سے قیراطوں کا نقصان اٹھایا۔ (سورہ زمر میں جو لفظ) فرطت آیا ہے اس کے یہی معنی ہیں میں نے

۱۳۲۴- فَصَدَّقَتْ - یعنی عائشہؓ - أَبَا هُرَيْرَةَ وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُهُ. فَقَالَ أَبْنُ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: لَقَدْ فَرَطْنَا فِي قَرَارِ نِطْرٍ كَبِيرٍ ().

**فُرْطَتْ: ضَيْقَتْ مِنْ أَفْرِ الْلَّهِ.** ضائع کیا۔

حضرت امام نخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عادت ہے کہ قرآن کی آیتوں میں جو لفظ وارد ہوئے ہیں اگر حدیث میں کوئی وہی لفظ آتی ہے تو آپ اس کے ساتھ ساتھ قرآن کے لفظ کی بھی تفسیر کر دیتے ہیں۔ یہاں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کلام میں فرط کا لفظ آیا اور قرآن میں بھی (فَوَرْطَتْ فِي جَنْبَ الْلَّهِ) (الزمر: ۵۶) آیا ہے تو اس کی بھی تفسیر کردی یعنی میں نے اللہ کا حکم کچھ ضائع کیا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نسبت کہا، انہوں نے بہت حدیثیں بیان کیں۔ اس سے یہ مطلب نہیں تھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جھوٹے ہیں۔ بلکہ ان کو یہ شبہ رہا کہ شاید ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے ہوں یا حدیث کا مطلب اور کچھ ہو وہ نہ سمجھے ہوں۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی ان کی شادوت دی تو ان کو پورا تین آیا اور انہوں نے افسوس سے کہا کہ ہمارے بہت سے قیراط اب تک ضائع ہوئے۔ حضرت امام کا مقدمہ باب اس شخص کی فضیلت بیان کرنا ہے جو جنازے کے ساتھ جائے، اسے ایک قیراط کا ثواب ملے گا۔ قیراط ایک برا وزن مثل احمد پہاڑ کے مراد ہے اور جو شخص دفن ہونے تک ساتھ رہے اسے دو قیراط برابر ثواب ملے گا۔

### باب جو شخص دفن ہونے تک ٹھہر ار ہے

(۱۳۲۵) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابن ابی ذہب کے سامنے یہ حدیث پڑھی، ان سے ابو سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سناتھا۔ (دوسری سند) ہم سے احمد بن شیب نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا کہ ابن شاہب نے کہا کہ (مجھ سے فلاں نے یہ بھی حدیث بیان کی)

اور مجھ سے عبدالرحمن اعرج نے بھی کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جنازہ میں شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہتا اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوں گے؟ فرمایا کہ دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔

یعنی دنیا کا قیراط مت سمجھو جو درہم کا بارہواں حصہ ہوتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آخرت کے قیراط احمد پہاڑ کے برابر ہیں۔

### باب بڑوں کے ساتھ بچوں کا بھی نماز جنازہ میں

شریک ہونا

**۵۸ - بَابُ مَنِ انتَظَرَ حَتَّىٰ تُدْفَنَ**

۱۳۲۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِينِدِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْمَقْبَرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ: سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ شَبِيبِ بْنِ سَعِينِدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ح. [راجح: ۴۷]

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ الأَغْرَجُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّىٰ يُصْلَىَ لَهُ قِيرَاطٌ، وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّىٰ تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطٌ)). قَيْلَ: وَمَا الْقِيرَاطُ؟ قَالَ: مِثْلُ الْجَبَانِينِ الْفَطَيْمِينِ.

**۵۹ - بَابُ صَلَاةِ الصَّبِيَّانِ مَعَ النَّاسِ**

عَلَى الْجَنَائزِ

(۱۳۲۶) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے مجھی بن الی بکیر نے، انہوں نے کہا ہم سے زائد نے بیان کیا، انہوں نے ان سے ابو اسحاق شیبلی نے، ان سے عامر نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر پر تشریف لائے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اس میت کو گزشتہ رات میں دفن کیا گیا ہے۔ (صاحب قبر مرد تھا یا عورت تھی) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پھر ہم نے آپ کے پیچے صفت بندی کی اور آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ کیونکہ ابن عباس اس واقعہ کے وقت بیچے ہی تھے۔ مگر آپ کے ساتھ برابر صفحہ میں شریک ہوئے۔

### باب نماز جنازہ عید گاہ میں اور مسجد میں (ہر دو جگہ جائز ہے)

(۱۳۲۷) ہم سے مجھی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیٹھ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان دونوں حضرات سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب شہ کے نجاشی کی وفات کی خبر دی، اسی دن جس دن ان کا انتقال ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لئے خدا سے مغفرت چاہو۔

(۱۳۲۸) اور ابن شاہب سے یوں بھی روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید گاہ میں صفت بندی کرائی پھر (نماز جنازہ کی) چار تکبیریں کیں۔

۱۳۲۶ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْنُ الدِّينُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقُ الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عَامِرٍ عَنْ أَبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((أَتَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْرًا فَقَالُوا: هَذَا دُفْنٌ - أَوْ ذُفْنٌ الْبَارِحَةَ). قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : لَصَفَقْنَا خَلْفَهُ، ثُمَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهَا)). [راجح: ۸۵۷]

### ۶۰ - بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّجَاثَةِ بِالْمُصَلَّى وَالْمَسْجِدِ

۱۳۲۷ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ عَفِيلٍ عَنْ أَبْنَ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبٍ وَأَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((نَعَى لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ النَّجَاشِيُّ صَاحِبُ الْحَبَشَةِ يَوْمَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ لَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوا لِأَخِينَكُمْ)).

[راجح: ۱۲۴۵]

۱۳۲۸ - وَعَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ : حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((إِنَّ النَّبِيَّ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلَّى، فَكَيْرٌ عَلَيْهِ أَرْبَعاً)).

[راجح: ۱۲۴۵]

امام نووی فرماتے ہیں قال ابن عبدالبر و انعقد الاجتماع بعد ذلك على اربع واجمع الفقهاء و اهل الفتوی بالامصار على اربع على ماجاء في احاديث الصحاح وما سوى ذلك عندهم شنبوذ لا يلتفت اليه (نووی) یعنی ابن عبدالبر نے کہا کہ تمام فتاویٰ



اور اہل فتویٰ کا چار تکمیروں پر اجماع ہو چکا ہے جیسا کہ احادیث صحیح میں آیا ہے اور جو اس کے خلاف ہے وہ نوادر میں داخل ہے جس کی طرف التفات نہیں کیا جاسکتا۔

شیخ الحدیث مولانا عبد اللہ مبارکپوری مدظلہ فرماتے ہیں۔ والراجح عندي انه لا ينبغي ان يزيد على اربع لان فيه خروجا من الخلاف ولان ذلك هو الغالب من فعله لكن الامام اذا اكبر خمساً تابعه المأمور لان ثبوت الخمس لا مردله من حيث الرواية العمل الخ (مرعاة، ج: ۲، ص: ۲۶)

یعنی میرے نزدیک راجح یہی ہے کہ چار تکمیروں سے زیادہ نہ ہوں۔ اختلاف سے بچنے کا یہی راستہ ہے نبی کریم ﷺ کے فعل سے اکثر یہی ثابت ہے۔ لیکن اگر امام پانچ تکمیریں کے تو مقتنيوں کو اس کی پیروی کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ روایت اور عمل کے لحاظ سے پانچ کا بھی ثبوت موجود ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔

(۱۳۲۹) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، ان سے ابو ضمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا، ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے ثانی نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ یہود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنے ہم نہ ہب ایک مرد اور عورت کا جنہوں نے زنا کیا تھا، مقدمہ لے کر آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسجد کے نزدیک نماز جنازہ پڑھنے کی جگہ کے پاس انہیں سنگار کر دیا گیا۔

حدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَفْيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ الْيَهُودَ جَازُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِرَجْلٍ مِنْهُمْ وَأَمْرَأَةٌ زَوْنَاهُ، فَأَمَرَ بِهِمَا فَرَجِعُهُمَا قَرِبَتِيَا مِنْ مَوْضِعِ الْجَنَاحِيَّةِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ)).

[اطرافہ فی : ۳۶۳۵، ۴۵۰۶، ۶۸۱۹، ۶۸۴۱، ۷۳۳۲، ۷۵۴۳]

**لشیخ بن حنفیہ** جنازہ کی نماز مسجد میں بلا کراہت جائز و درست ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہے: عن عائشة انها قالت لما توفی سعد بن ابی و قاص ادخلوا به المسجد حتى اصلی عليه فانکروا ذلك علیها فقالت والله لقد صلی رسول الله صلی الله علیہ وسلم علیه و سلم علی ابن بیضاء فی المسجد سهیل و اخیه رواه مسلم و فی روایة ما صلی رسول الله صلی الله علیہ وسلم علی سهیل بن البیضاء الافی جوف المسجد رواه لجماعة الابخاری

یعنی حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ سعد بن ابی و قاص کے جنازہ پر انہوں نے فرمایا کہ اسے مسجد میں داخل کر دیا جائے تک کہ میں بھی اس پر نماز جنازہ ادا کروں۔ لوگوں نے اس پر کچھ انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ قسم اللہ کی رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور اس کے بھائی پر نماز جنازہ مسجد میں ادا کی تھی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ سہیل بن بیضاء کی نماز جنازہ آنحضرت ﷺ نے مسجد کے پیچوں بیچا ادا فرمائی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہوں کا جنازہ مسجد میں ادا کیا گیا تھا۔

علام شوکلی فرماتے ہیں والحدیث یدل علی جواز ادخال العیت فی المسجد والصلوة علیہ فیہ و بہ قال الشافعی واحمد واسحاق والجمهور یعنی یہ حدیث ولالت کرتی ہے کہ مسیت کو مسجد میں داخل کرنا اور وہاں اس کا جنازہ پڑھنا درست ہے۔ امام شافعی اور احمد اور

احقاق اور جسمور کا بھی یہی قول ہے۔ جو لوگ میت کے نلپاک ہونے کا خیال رکھتے ہیں ان کے نزدیک مسجد میں نہ میت کالانا درست نہ وہاں نماز جنازہ جائز۔ مگر یہ خیال بالکل غلط ہے، مسلمان مردہ اور زندہ بخس نہیں ہوا کرتا۔ جیسا کہ حدیث میں صاف موجود ہے۔ ان المؤمن لا ینجس حیا ولا میتا بے شک مومن مردہ اور زندہ بخس نہیں ہوتا۔ یعنی نجاست حقیقی سے وہ دور ہوتا ہے۔ بنو بیضاء تمیں بھائی تھے۔ سل و سیل اور صفوان ان کی والدہ کو بطور وصف بیضاء کہا گیا۔ اس کا نام وعد تھا اور ان کے والد کا نام وہب بن رہبیدہ قریشی فہری ہے۔

اس بحث کے آخر میں حضرت مولانا شیخ الحدیث عبید اللہ صاحب مبارک پوری فرماتے ہیں۔ والحق انه یجوز الصلوٰۃ علی الجنازہ فی المسجد من غير کراهة والفضل الصلوٰۃ علیها خارج المسجد لان اکثر صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم علی الجنازہ کان فی المصلى الحج (مرعایة) یعنی حق یکی ہے کہ مسجد میں نماز جنازہ بلا کراہت درست ہے اور افضل یہ ہے کہ مسجد سے باہر پڑی جائے کیونکہ اکثر نبی کریم ﷺ نے اس کو عید گاہ میں پڑھا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اسلامی عدالت میں اگر کوئی غیر مسلم کا کوئی مقدمہ دائر ہو تو فیصلہ بہر حال اسلامی قانون کے تحت کیا جائے گا۔ آپ نے ان یہودی زانیں کے لئے سنکاری کا حکم اس لئے بھی صادر فرمایا کہ خود تورات میں بھی یہی حکم تھا ہے علماء یہود نے بدل دیا تھا۔ آپ نے گویا ان یہی کی شریعت کے مطابق فیصلہ فرمایا۔ (تشریف)

### باب قبروں پر مسجد بنانا مکروہ ہے

۶۱- بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْتَّحَادِ

الْمَسَاجِدُ عَلَى الْقُبُوْرِ

وَلَمَّا مَاتَ الْحَسَنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَلَيٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ضَرَبَتِ الْغَرْسَةُ الْقُبْةَ عَلَى  
قَبْرِهِ سَبَّةً، ثُمَّ رَفَعَتْ، فَسَمِعُوا صَائِحَةَ  
يَقُولُونَ: أَلَا هَلْ وَجَدُوا مَا فَقَدُوا؟ فَأَجَابَهُ  
آخَرُ: بَلْ يُشْسُوا فَانْقَلَبُوا.

اور جب حسن بن حسن علی رضی اللہ عنہم گزر گئے، تو ان کی یہوی (فاطمہ بنت حسین) نے ایک سال تک قبر پر خیمہ لگائے رکھا۔ آخر خیمہ اٹھایا گیا تو لوگوں نے ایک آواز سنی ”کیا ان لوگوں نے جن کو کھویا تھا، ان کو پایا؟“ دوسرے نے جواب دیا نہیں بلکہ نا امید ہو کر لوٹ گئے۔

**لشیخ** یہ حسن حضرت حسن بن علیؑ کے صاحبزادے اور بڑے ثقات تابعین میں سے تھے۔ ان کی یہوی قاطر حضرت حسینؓ کی صاحبزادی تھیں اور ان کے ایک صاحبزادے تھے ان کا نام نبی بھی حسن تھا۔ گویا تین پشت تک بھی مبارک نام رکھا گیا۔ ان کی یہوی نے اپنے دل کو تملی دینے اور غم غلط کرنے کے لئے سال بھر تک اپنے محبوب شوہر کی قبر کے پاس ڈیرہ رکھا۔ اس پر ان کو ہاتھ غیب سے ملامت ہوئی اور وہ واپس ہو گئیں۔

(۳۳۰) ہم سے عبید اللہ بن موکی نے بیان کیا، ان سے شیخ بن نے، ان سے ہلال وزان نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اگر ایسا اور نہ ہوتا تو آپ کی قبر کمل رہتی

۱۴۳۰- حَدَّثَنَا عَبْيَذُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ شَيْخِهِ عَنْ هِلَالٍ هُوَ الْوَزَانُ عَنْ غُرْزَةِ عَنْ غَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ: ((لَعْنَ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُرَ أَنْبِيَاءِنَّهُمْ

مسنجدًا)۔ قَالَتْ : وَلَوْ لَا ذَلِكَ لَأَبْرُزَوا  
 (اور جزو میں نہ ہوتی) کیونکہ مجھے ڈراس کا ہے کہ کہیں آپ کی قبر  
 قبرہ، غیر آئی اخشنی آن یُتَخَدَّلَ مَسْجِدًا۔  
 بھی مسجد نہ بنائی جائے۔

[راجح: ۴۲۵]

**لئے بیرون** یعنی خود قبور کو پوچنے لگے یا قبور پر مسجد اور گرجا بنا کر وہاں خدا کی عبادت کرنے لگے۔ تو باب کی مطابقت حاصل ہو گئی۔  
**لئے بیرون** امام ابن قیم نے کہا ہے لوگ قبور پر وقت میں میں تجھ ہوتے ہیں وہ بھی گویا قبر کو مسجد ہاتے ہیں۔ دوسری حدیث میں ہے میری قبر کو عید نہ کر لیا یعنی عید کی طرح وہاں میلہ اور جمع نہ کرنا۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ بھی ان یہودیوں اور نصرانیوں کے پیرو ہیں جن پر آخشرت لئے بیرون نے لعنت فرمائی۔

افسوں! ہمارے زمانے میں گور پرستی الی شائع ہو رہی ہے کہ یہ نام کے مسلمان خدا اور رسول سے ذرا بھی نہیں شرعاً تھا، قبور کو اس قدر پختہ شاندار بناتے ہیں کہ ان کی عمارت کو دیکھ کر مساجد کا شبہ ہوتا ہے۔ حالانکہ آنحضرت لئے بیرون نے تجھ کے ساتھ قبور پر الی تحریرات کے لئے منع فرمایا ہے۔ حضرت علی لئے بیرون نے ابو ہیلان اسدی کو کہا تھا ابھنک علی ما باعثی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تدع تمثلاً لاطسمته ولا قبراً مشترفاً الا سویته رواه الجماعة الا البخاري وابن ماجه یعنی کیا میں تم کو اس خدمت کے لئے نہ سمجھوں جس کے لئے مجھے آنحضرت لئے بیرون نے سمجھا تھا۔ وہ یہ کہ کوئی مورت ایسی نہ چھوڑ سکے تو مثانہ دے اور کوئی اونچی قبر نہ رہے ہے تو برایمنہ کر دے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبور کا حد سے زیادہ اوپر لٹک کرنا بھی شارع کو ناپسند ہے۔ علامہ شوکانی فرماتے ہیں۔ فیما ان السنۃ ان القبر لا یرفع رفعاً کثیراً ممن غیر فرقہ میں من کان فاضلاً و من کان غیر فاضل و الظاهر ان رفع القبور زیادة على القدر الماذون حرام یعنی سنت یہی ہے کہ قبر کو حد شرعی سے زیادہ بلند بنایا جائے خواہ وہ کسی فاضل عالم صوفی کی ہو یا کسی غیر فاضل کی اور ظاہر ہے کہ شرعی اجازت سے زیادہ قبور کو اوپر کرنا حرام ہے۔ آگے علامہ فرماتے ہیں:

وَمِنْ رَفْعِ الْقُبُورِ الدَّاخِلِ تَحْتَ الْحَدِيثِ دَخْلُوا أَوْلِيَ الْقُبُوبِ وَالْمَشَاهِدِ الْمُعْمُورَةِ عَلَى الْقُبُورِ وَإِيْضًا هُوَ مِنْ اتِّخَادِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ وَقَدْ لَعِنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْلَمْ ذَلِكَ كَمَا سَيَّاسَيَ وَكَمْ قَدْ سَرَى عَنْ تَشْيِيدِ بَنِيَّةِ الْقُبُورِ وَتَحْسِينِهَا مِنْ مَفَاسِدِ بَيْكِيَّ لَهَا الْإِسْلَامُ مِنْهَا اعْتِقَادُ الْجَهْلَةِ لَهَا كَاعْتِقَادُ الْكُفَّارِ لِلأَصْنَامِ وَعَظِيمُ ذَلِكَ فَظُنِوا إِنَّهَا قَادِرَةٌ عَلَى جَلِبِ الْمَنَافِعِ وَدَفْعِ الضرَرِ فَجَلَعُوهَا مَقْصِدَ الْتَّلْبِيَّةِ قَضَاءَ الْجَوَاجِ وَمَلْجَاءَ لِتَحْاجَجِ الْمَطَالِبِ وَسَالُوا مِنْهَا مَا يَسْأَلُهُ الْعِبَادُ مِنْ رِبِّهِمْ وَشَلَوُا إِلَيْهَا الرَّحَالَ وَتَسْمَحُوا بِهَا وَاسْتَغْاثُوا بِهَا وَبِالْحَمْلَةِ اَنْهُمْ لَمْ يَدْعُوا شَيْئًا مِمَّا كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ تَفْعَلُهُ بِالْأَصْنَامِ إِلَّا فَعَلَوْهُ فَانِّا لَهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَمَعَ هَذَا الْمُنْكَرِ الشَّيْءُ الْكُفُّرُ الْفَظِيعُ لَا نَجَدُ مِنْ يَهْضَبُ لِلَّهِ وَيَهْرَحِمُهُ لِلَّهِ الْعَنِيفُ لَا عَالِمًا وَلَا مُتَلَعِّمًا وَلَا امِيرًا وَلَا وزِيرًا وَلَا مُلْكًا وَتَوَارَدَ إِنَّا مِنَ الْأَخْبَارِ مَا لَا يُشَكُّ مَعَهُ إِنْ كَثُرَّا مِنْ هُولَاءِ الْمَقْبُورِينَ أَوْ أَكْثُرُهُمْ إِذَا تَوَجَّهُتْ عَلَيْهِ يَمِينُ مَنْ جَهَهُ خَصْمَهُ حَلْفٌ بِاللَّهِ فَاجْرَا وَإِذْ قَبِيلَ لَهُ بَعْدَ ذَلِكَ احْلَفُ بِشِيخِكَ وَمَعْتَدِكَ الْوَلِيِّ الْفَلَانِيِّ تَلْعُمُ وَتَلْكَأُ وَانِّي وَاعْتَرَفُ بِالْحَقِّ وَهَذَا مِنْ أَبْيَنِ الْأَدْلَةِ الدَّالِلَةِ عَلَى أَنْ شَرَكَهُمْ قَدْ بَلَغَ فُوقَ شَرَكٍ مِنْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ثَانِيَ التَّينِ أَوْ ثَالِثُ ثَلَاثَةَ فِيَ علمَاءِ الدِّينِ وَيَامِلُوكُ الْمُسْلِمِينَ إِذْ رَزَءَ لِلْمُسْلِمِينَ اشْدَدُ مِنَ الْكُفُّرِ وَإِذْ بَلَاءُهُمْ بِهِذَا الدِّينِ اضْرَرُ عَلَيْهِ مِنْ عِبَادَةِ غَيْرِ اللَّهِ وَإِذْ مُصْبَبَةَ يَهَابُ بِهَا الْمُسْلِمُونَ تَعْدِلُ هَذِهِ الْمُصْبَبَةِ وَإِذْ مُنْكَرٌ يَجْبُ اِنْكَارَهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ اِنْكَارُهُ هَذِهِ الشَّرَكُ الْبَيْنِيَّ وَاجِبًا.

|      |       |      |       |       |
|------|-------|------|-------|-------|
| لقد  | اسمعت | لو   | ناديت | حي    |
| ولكن | لا    | حياة | لم    | تنادي |
| ولو  | نارا  | نفخت | بها   | اضاعت |

ولکن انت نفع فی الرماد

(مثل الاولوار، ج: ۳ / ص: ۹۰)

یعنی بزرگوں کی قبور پر بیانیٰ ہوئی عمارت، قے اور زیارت گاہیں یہ سب اس حدیث کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے قطعاً ناجائز ہیں۔ یہی قبور کو مساجد بنانا ہے جس پر آنحضرت ﷺ نے لعنت فرمائی ہے اور ان قبور کے پختہ بنانے اور ان پر عمارت کو مزین کرنے سے اس قدر مفاسد پیدا ہو رہے ہیں کہ آج ان پر اسلام رو رہا ہے۔ ان میں سے مثلاً یہ کہ ایسے مزاروں کے بارے میں جالل لوگ وہی اعتقادات رکھتے ہیں جو کفار بتوں کے بارے میں رکھتے ہیں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر ایسے جالل ان قبور والوں کو نفع دینے والے اور نقصان دور کرنے والے تصور کرتے ہیں۔ اس لئے ان سے حاجات طلب کرتے ہیں۔ اپنی مرادیں ان کے سامنے رکھتے ہیں اور ان سے ایسے ہی دعا میں کرتے ہیں جیسے بندگان خدا کو خدا سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ ان مزاروں کی طرف کجاوے باندھ باندھ کر سفر کرتے ہیں اور وہاں جا کر ان قبور کو مسح کرتے ہیں اور ان سے فریاد رہی چاہتے ہیں۔ مفتری کہ جاہلیت میں جو کچھ بتوں کے ساتھ کیا جاتا تھا وہ سب کچھ ان قبور کے ساتھ ہو رہا ہے۔ انا اللہ وانا الیه راجعون۔

اور اس کلے ہوئے بدترین کفر ہونے کے باوجود ہم کسی بھی اللہ کے بندے کو نہیں پاتے جو اللہ کے لئے اس پر غصہ کرے اور دین حیف کی کچھ غیرت اس کو آئے۔ عالم ہوں یا متعلم، امیر ہوں یا وزیر یا بادشاہ، اس بارے میں سب خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ سماں گیا ہے کہ یہ قبر پرست دشمن کے سامنے اللہ کی جھوٹی قسم بکھا جاتے ہیں۔ مگر اپنے بیرون مثلیٰ کی جھوٹی قسموں کے وقت ان کی زبانیں لڑکھڑائے لگ جاتی ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کا شرک ان لوگوں سے بھی آگے بڑھا ہوا ہے جو دو خدا یا اتنی خدا مانتے ہیں۔ پس اے دین کے عالمو! اور مسلمانوں کے بادشاہو! اسلام کے لئے ایسے کفر سے بڑھ کر اور مصیبت کیا ہو گی اور غیر اللہ کی پرستش سے بڑھ کر دین اسلام کے لئے اور نقصان کی چیز کیا ہو گی اور مسلمان اس سے بھی بڑھ کر اور کس مصیبت کا شکار ہوں گے اور اگر اس کلے ہوئے شرک کے خلاف ہی آواز انکار بلند نہ کی جاسکی تو اور کونا گناہ ہو گا جس کے لئے زبانیں کھل سکتیں گی۔ کسی شاعر نے چ کہا ہے۔

”اگر تو زندوں کو پکارتا تو ناسکتا تھا۔ مگر جن (مردوں) کو تو پکار رہا ہے وہ تو زندگی سے قطعاً محروم ہیں۔ اگر تم آگ میں پھونک مارتے تو وہ روشن ہوتی لیکن تم را کھ میں پھونک مار رہے ہو جو کبھی بھی روشن نہیں ہو سکتی۔“

خلاصہ یہ کہ ایسی قبور اور ایسے مزاروں اور ان پر یہ عرس، قوالیاں، میلے ٹھیلے گانے بجائے قطعاً حرام اور شرک اور کفر ہیں۔ اللہ ہر مسلمان کو شرک جل اور نفع سے بچائے۔ آمين

حدیث علی بن بشیر کے ذیل میں مجده اللہ حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم فرماتے ہیں: ونهی ان یجھص القبر وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ و قال لا تصلو اليها لان ذلك ذرعة ان يتخذها الناس معبدوا وان يفتروا في تعظيمها بما ليس بحق فيحرفو دينهم كما فعل اهل الكتاب وهو قوله صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الیہود و النصاری اتخلو اقوبرا انبیائهم مساجد الخ (حجۃ اللہ البالغة، ج: ۲ / ص: ۱۳۶ کراتشی) اور قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ قبور کی طرف نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ اس بات کا ذریعہ ہے کہ لوگ قبور کی پرستش کرنے لگتیں اور لوگ ان قبور کی اتنی زیادہ تنظیم کرنے لگتیں جس کی وہ سختی نہیں ہیں۔ پس لوگ اپنے دین میں تحریف کر ڈالیں جیسا کہ اہل کتاب نے کیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو۔ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا۔ پس حق یہ ہے کہ تو سلط اخیار کرے۔ نہ تو مردہ کی اس قدر تنظیم کرے کہ وہ شرک ہو جائے اور نہ اس کی اہانت اور اس کے ساتھ عداوت کرے کہ مرنے کے بعد اب یہ سارے معاملات ختم کر کے مرنے والا اللہ کے حوالہ ہو چکا ہے۔

## باب اگر کسی عورت کا نفاس کی حالت میں انتقال ہو جائے تو اس پر نماز جنازہ پڑھنا

(۱۳۳۱) ہم سے مدد نے بیان کیا۔ کما کہ ہم سے یزید بن زریع نے، ان سے حسین معلم نے، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے، ان سے سروہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں ایک عورت (ام کعب) کی نماز جنازہ پڑھی تھی جس کا نفاس میں انتقال ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کمر کے مقابل کھڑے ہوئے۔

## باب اس بارے میں کہ عورت اور مرد کی نماز جنازہ میں کہاں کھڑا ہو جائے؟

(۱۳۳۲) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے حسین نے بیان کیا اور ان سے ابن بریدہ نے کہ ہم سے سروہ بن جنبد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچے ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی تھی جس کا زوج کی حالت میں انتقال ہو گیا تھا۔ آپ اس کے پیچے میں کھڑے ہوئے۔

**سنن ابو داؤد** میں حضرت انس بن ثور سے روایت کو ضعیف سمجھا اور ترجیح اس کو دی کہ امام مرد اور عورت دونوں کی کر کے مقابل کھڑا ہو۔ اگرچہ اس حدیث میں صرف عورت کے وسط میں کھڑا ہونے کا ذکر ہے اور یہی مسنون بھی ہے۔ مگر حضرت امام <sup>رض</sup> نے باب میں عورت اور مردوں کو یکساں قرار دیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں و قد ذهب بعض اہل العلم الی هذا ای الى ان الاماں يقوم حذاء راس الرجل و حذاء عجیزة المرأة وهو قول احمد و اسحاق وهو قول الشافعی وهو الحق وهو روایة عن ابی حنیفة قال في الهدایۃ وعن ابی حنیفة انه يقوم من الرجل بحذاء راسه ومن المرأة بحذاء وسطها لان انسا فعل كذلك وقال هو السنة (تحفۃ الاحوڈی)

یعنی بعض الال علم اسی طرف گئے ہیں کہ جنازہ کی نماز میں امام مرد میت کے سر کے پاس کھڑا ہو اور عورت کے بدن کے وسط میں کر کے پاس۔ امام احمد <sup>رض</sup> اور امام شافعی <sup>رض</sup> کا یہ قول ہے اور یہی حق ہے اور ہدایۃ میں حضرت امام ابو حنیفہ <sup>رض</sup> سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ امام مرد میت کے سر کے پاس اور عورت کے وسط میں کھڑا ہو اس لئے کہ حضرت انس بن ثور نے ایسا ہی کیا تھا اور فرمایا تھا کہ مت یہی ہے۔

## ۶۲- بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النُّفَسَاءِ إِذَا مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا

(۱۳۳۱) - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا قَالَ يَوْنِيهٌ  
بْنُ زُرْبَعَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَنْ أَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرْنِيَّةَ عَنْ سَمْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ قَالَ: ((صَلَّيْتُ وَرَأَءَ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى  
امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا، فَقَامَ عَلَيْهَا  
وَسَطَّهَا)). [راجع: ۳۳۲]

## ۶۳- بَابُ أَيْنَ يَقُومُ مِنَ الْمَرْأَةِ وَالرَّجُلِ؟

(۱۳۳۲) - حَدَّثَنَا عِمْرَانَ بْنَ مَيْسَرَةَ قَالَ  
حَدَّثَنَا عَنْ أَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ  
ابْنِ بُرْنِيَّةَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَمْرَةَ بْنَ جَنْدَبِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((صَلَّيْتُ وَرَأَءَ النَّبِيَّ  
ﷺ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا، فَقَامَ  
عَلَيْهَا وَسَطَّهَا)). [راجع: ۳۳۲]

**الشیخ** مسنون یہی ہے کہ امام عورت کی کر کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے سر کے مقابل۔ سنن ابو داؤد میں حضرت انس بن ثور سے روایت کو ضعیف سمجھا اور ترجیح اس کو دی کہ امام مرد اور عورت دونوں کی کر کے مقابل کھڑا ہو۔ اگرچہ اس حدیث میں صرف عورت کے وسط میں کھڑا ہونے کا ذکر ہے اور یہی مسنون بھی ہے۔ مگر حضرت امام <sup>رض</sup> نے باب میں عورت اور مردوں کو یکساں قرار دیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں و قد ذهب بعض اہل العلم الی هذا ای الى ان الاماں يقوم حذاء راس الرجل و حذاء عجیزة المرأة وهو قول احمد و اسحاق وهو قول الشافعی وهو الحق وهو روایة عن ابی حنیفة قال في الهدایۃ وعن ابی حنیفة انه يقوم من الرجل بحذاء راسه ومن المرأة بحذاء وسطها لان انسا فعل كذلك وقال هو السنة (تحفۃ الاحوڈی)

### باب نماز جنازہ میں چار تکمیریں کہنا

اور حیدر طویل نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تو تین تکمیریں کہیں پھر سلام پھیر دیا۔ اس پر انہیں لوگوں نے یاد دہانی کرائی تو دوبارہ قبلہ رخ ہو کر چو تھی تکمیر بھی کہی پھر سلام پھیرا۔

**لشیخ** [اکثر علماء جیسے امام شافعی اور امام احمد اور ابو حنیفہ اور امام مالک کا یہ قول ہے اور سلف کا اس میں اختلاف ہے۔ کسی نے پانچ تکمیریں کہیں، کسی نے تین، کسی نے سات۔ امام احمد نے کہا کہ چار سے کم نہ ہوں اور سات سے زیاد نہ ہوں۔ یہی نے روایت کیا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں جنازہ پر لوگ سات اور چھ اور پانچ اور چار تکمیریں کہا کرتے تھے۔ حضرت عمر بن حفظ نے چار پر لوگوں کا اتفاق کردا دعا (وجیدی)]

(۱۳۳۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نقیبی نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام مالک نے خردی، انہیں ان شباب نے، انہیں سعید بن مسیب نے، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نجاشی کا جس دن انقلال ہوا اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی وفات کی خردی اور آپ صاحب کے ساتھ عید گاہ گئے۔ پھر آپ نے صرف بندی کرائی اور چار تکمیریں کہیں۔

(۱۳۳۴) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سلیمان بن حیان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید بن میان نے بیان کیا اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احمد نجاشی کی نماز جنازہ پڑھائی تو چار تکمیریں کہیں۔ یزید بن ہارون و اسطمی اور عبدالصمد نے سلیمان سے احمد نام نقل کیا ہے اور عبدالصمد نے اس کی متابعت کی ہے۔

[راجح: ۱۳۱۷] نجاشی جبش کے ہر بادشاہ کا لقب ہوا کرتا تھا۔ جیسا کہ ہر ملک میں بادشاہوں کے خاص لقب ہوا کرتے ہیں شاہ جبش کا اصل نام احمد تھا۔

باب نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا (ضروری ہے) اور امام حسن بصریؑ نے فرمایا کہ پچھے کی نماز جنازہ میں پہلے سورہ فاتحہ

### ٦٤- بَابُ التَّكْبِيرِ عَلَى الْجَنَازَةِ

أَرْبَعًا وَ قَالَ حُمَيْدٌ: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَبَرَ ثَلَاثَةً ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَيْلَ لَهُ: فَاسْتَقْبِلْ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ كَبَرَ الرَّوْبَعَةَ، ثُمَّ سَلَّمَ.

[راجح: ۱۴۴۵] ۱۴۴۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَعَى النَّجَاشِيَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، وَخَرَجَ بِهِمْ إِلَى الْمَصَلَى فَصَفَّ بِهِمْ وَكَبَرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيرَاتٍ)).

۱۴۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَيَّاً عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْنَمَهُ النَّجَاشِيَ فَكَبَرَ أَرْبَعًا)). وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَعَنْدَ الصَّمْدِ عَنْ سَلِيمٍ ((أَصْنَمَهُ)).

[راجح: ۱۳۱۷]

٦٥- بَابُ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى الْجَنَازَةِ وَقَالَ الْحَسَنُ: يَقْرَأُ عَلَى

پڑھی جائے پھر یہ دعا پڑھی جائے اللہم اجعلہ لنا فرطا و سلفا و اجرایا  
اللہ! اس بچے کو ہمارا امیر سلام کروے اور آگے چلنے والا، ثواب  
ولانے والا۔

الْقَلْبُ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ: اللَّهُمَّ  
اجْعَلْنَا لَنَا سَلَفاً وَلَرْطَاً وَأَجْرًا.

(۱۳۳۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا۔ کما کہ ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے اور ان سے طلحہ نے کما کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں نماز (جنازہ) پڑھی (دوسری سند) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کما کہ ہمیں سفیان ثوری نے خبر دی، انسیں سعد بن ابراہیم نے، انسیں طلحہ بن عبد اللہ بن عوف نے، انہوں نے بتایا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورہ فاتحہ (ذرا پکار کر) پڑھی۔ پھر فرمایا کہ تمیں معلوم ہونا چاہئے کہ کیسی طریقہ نبوی ہے۔

۱۳۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَثْرَاءَ، قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدُرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ سَعْدِ  
عَنْ طَلْحَةَ قَالَ: ((صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا)) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ  
بْنُ كَثِيرٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفِيَّانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ  
إِبْرَاهِيمَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ:  
قَالَ ((صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا عَلَى جَنَازَةَ فَقَرَأْتُ بِفَاتِحَةَ الْكِتَابِ.  
قَالَ: لِيَعْلَمُوا أَنَّهَا سُنَّةً)).

**تَسْبِيحُهُ** جنازہ کی نمازوں سے سورہ فاتحہ پڑھنی ایسی ہی واجب ہے جیسا کہ دوسری نمازوں میں کیوں کہ حدیث لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الكتاب ہر نماز کو شامل ہے۔ اس کی تفصیل حضرت مولانا عبداللہ صاحب شیخ الحدیث مدظلہ العالی کے لفظوں میں یہ ہے۔

والحق والصواب ان قراءة الفاتحة في صلوٰۃ الجنائز واجبة كما ذهب اليه الشافعی واحد واصحاق وغيرهم لأنهم اجمعوا على أنها صلوٰۃ وقد ثبت حدیث لا صلوٰۃ الا بفاتحة الكتاب فھی داخلة تحت العموم واخراجها منه يحتاج الى دليل ولأنها صلوٰۃ يجب فيها القيام فوجبت فيها القراءة كسائر الصلوات ولأنه ورد الامر بقراءتها فلقد روی ابن ماجة باسناد فيه ضعف يشير عن ام شريك قالت امرنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان نقراء على ميتنا بفاتحة الكتاب وروی الطبراني في الكبير من حدیث ام عفیف قالت امرنا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرأ على ميتنا بفاتحة الكتاب قال الهیشی وفيه عبد المنعم ابو سعید وهو ضعیف انتہی۔

والامر من ادلة الوجوب وروی الطبراني في الكبير ایضاً من حدیث اسماء بنت يزيد قالت قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلیتم على الجنائز فاقرئوا بفاتحة الكتاب قال الهیشی وفيه معلی بن حمران ولم اجد من ذکرہ وبقیة رجاله موقون وفي بعضهم کلام هذا وقد صنف حسن الشربی من متاخری الحنفیة في هذه المسألة رسالة اسمها النظم المستطاب لحكم القراءة في صلوٰۃ الجنائز ام الكتاب وحقق فيها ان القراءة اولی من ترك القراءة ولا دليل على الكراهة وهو الذي اختاره الشیخ عبدالحی الکھنوبی في تصانیفه لعدمة الرعایة والتعليق الممجد و امام الکلام ثم انه استدل بحدیث ابن عباس على الجهر بالقراءة في الصلوٰۃ على الجنائز لانه يدل على انه جهر بها حتى سمع ذلك من صلی معا و اصرح من ذلك ما ذکر ناه من روایة النسائی بل فقط صلیت خلف ابن عباس على جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب ووجه حتى اسمعنا فلما فرغ اخذت بيده فسالته فقال سنة و حق وفي روایة اخرى له ایضا صلیت خلف ابن عباس على جنازة لسمعته يقرأ بفاتحة الكتاب و يدل على الجهر بالدعاء حدیث عوف بن مالک الاتی فان الظاهر انه حفظ الدعاء المذکور لما جهر به النبي صلی اللہ علیہ وسلم في الصلوٰۃ على الجنائز اصرح منه حدیث والله في الفصل الثاني۔

واعتلف العلماء في ذلك فذهب بعضهم إلى أنه يستحب الجهر بالقراءة والدعاء فيها واستدلوا بالروايات التي ذكرناها انفا وذهب

الجمهور الى انه لا يندب الجهر بل يندب الاسرار قال ابن قدامه ويسر القراءة والدعاء في صلوٰة الجنائز لا تعلم بين اهل العلم فيه خلافاً انتهى.

واستدلوا بذلك بما ذكرنا من حديث ابي امامۃ قال السنة في الصلوٰة على الجنائز ان يقراء في التکبیر الاولی بام القرآن مخالفۃ لحديث اخرجه النسائی ومن طريقه ابن حزم في المحتل (ص: ۲۹ / ج: ۵) قال التووی في شرح المذهب رواه النسائی باسناد على شرط الصحيحین وقال ابو امامۃ هذا صحابی انتهى وبماروی الشافعی في الام (ص: ۲۲۹ / ج: ۱) والبیهقی (ص: ۳۹ / ج: ۳) من طريقه عن مطرف بن مازن عن عمر عن الزہری قال اخبرنی ابو امامۃ بن سهل انه اخبره رجل من اصحاب النبي صلی الله علیه وسلم ان السنة في الصلوٰة على الجنائز ان يکبر الامام ثم يقرأ بالفاتحة الكتاب بعد التکبیر الاولی سراً في نفسه الحديث وضفت هذه الروایة بمطرف لكن قوله البیهقی بما رواه في المعرفة والسنن من طريق عبدالله بن ابی زیاد الرضا في عن الزہری بمعنى روایة مطرف وبماروی الحاکم (ص: ۵۹ / ج: ۱) والبیهقی من طريقه (ص: ۲۲ / ج: ۳) عن شر حبیل بن سعد قال حضرت عبدالله بن مسعود صلی علیه جنازة بالابواء فکبر ثم قرأ بام القرآن راتقاً صوته بها ثم صلی علی النبي صلی الله علیه وسلم ثم قال اللهم عبدک و ابن عبدک الحمد لله وفي اخره ثم انصرف فقال يا ايها الناس ائمۃ اقواء علينا (ای جھر) الا نتعلموا ائمۃ اقواء فتح و شرح حبیل مختلف في تولیقه انتهى.

واخرج ابن الجارود في المتنقی من طريق زید بن طلحة التمیی قال سمعت ابن عباس قرأ على جنازة فاتحة الكتاب وسورة وجرہ بالقراءة وقال انما جهرت لاعلمكم ائمۃ اقواء.

وذهب بعضهم الى انه يخیر بين الجھر والاسرار وقال بعض اصحاب الشافعی انه يجھر بالليل كالليلة ويسر بالنهار. قال شيخنا في شرح الترمذی قول ابن عباس انما جهرت لتعلموا ائمۃ اقواء بدل على ان جھرہ كان للتعليم ای لالبيان ان الجھر بالقراءة سنة قال واما قول بعض اصحاب الشافعی بجھر بالليل فلم اقتد على روایة تدل على هذا انتهى. وهذا بدل على ان الشیخ مال الى قول الجمهور ان الاسرار بالقراءة مندوب هذا وروایة ابن عباس عند النسائی بلفظ فقرأ بالفاتحة الكتاب وسورة تدل على مشروعية قراءة سورة مع الفاتحة في الصلوٰة الجنائز قال الشوکانی لا معیص عن المصیر الى ذلك لانها زيادة خارجة من مخرج صحيح قلت وبدل عليه ایضاً ما ذکرہ این حزم في المحتل (ص: ۲۹ / ج: ۵) معلقاً عن محمد بن عمرو بن عطاء ان المسور بن مغفرة صلی علی الجنائز فقرأ في التکبیر الاولی بفاتحة الكتاب وسورة قصیرة رفع بها صوته فلما فرغ قال لا اجهل ان تكون هذا الصلوٰة عجماء ولكن اردت ان اعلمکم ان فيها قراءة.

(مرعاۃ المفاتیح ج: ۲ / ص: ۳۷۸)

حضرت مولانا شیخ الحسین عبید اللہ مبارک پوری مدھلہ الحالی کے اس طویل بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ سورۃ قاتحة جنازہ میں پڑھنی واجب ہے جیسا کہ امام شافعی اور احمد اور اسحاق وغیرہم کا ذہب ہے۔ ان سب کا اجماع ہے کہ سورۃ قاتحة عی نماز ہے اور حدیث میں موجود ہے کہ سورۃ قاتحة پڑھنے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ پس نماز جنازہ بھی اسی عموم کے تحت داخل ہے اور اسے اس مجموع سے خارج کرنے کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور یہ بھی کہ جنازہ ایک نماز ہے جس میں قیام واجب ہے۔ پس دیگر نمازوں کی طرح اس میں بھی قرأت واجب ہے اور اس لئے بھی کہ اس کی قرأت کا صریح حکم موجود ہے۔ جیسا کہ این ماجی میں ام شریک سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے جنازہ میں سورۃ قاتحة پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی سند میں کچھ ضعف ہے مگر دیگر دلائل و شواہد کی بنا پر اس سے استدلال درست ہے اور طریقی میں بھی ام عفیف سے ایسا یعنی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سورۃ قاتحة پڑھنے کا حکم فرمایا اور امر و جوب کے لئے ہوتا ہے۔ طریقی میں اسماء بنت زید سے بھی ایسا یعنی مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم جنازہ پر نماز پڑھو تو سورۃ قاتحة پڑھا کرو۔

متاخرین حنفیہ میں ایک مولانا حسن شربنائی مرحوم نے اس مسئلہ پر ایک رسالہ ہاتم النظم المستطاب لحكم القراءۃ فی صلوٰۃ

الجنازة بام الكتاب کما ہے۔ جس میں ثابت کیا ہے کہ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا ہے پڑھنے سے بہتر ہے اور اس کی کراہیت پر کوئی دليل نہیں ہے۔ ایسا ہی مولانا عبدالحی لکھنؤیؒ نے اپنی تصانیف عمدة الرعایہ اور تعلیق المسجد اور امام الكلام وغیرہ میں لکھا ہے۔

پھر حدیث ابن عباسؓ سے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کے جہر پر دلیل پکوئی گئی ہے کہ وہ حدیث صاف دلیل ہے کہ انہوں نے اسے پڑھا۔ یہاں تک کہ مقتدیوں نے اسے سنائے اور اس سے بھی زیادہ صریح دلیل وہ ہے جسے نسائی نے روایت کیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ایک جنازہ کی نماز حضرت ابن عباسؓ کے پیچے پڑھی۔ آپ نے سورہ فاتحہ اور ایک سورہ کو جر کے ساتھ ہم کو سنا کر پڑھا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے آپ کا ہاتھ پکوڑ کر کہ مسئلہ آپ سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک یہی سنت اور حق ہے اور جنازہ کی دعاوں کو جر سے پڑھنے پر عوف بن مالک کی حدیث دلیل ہے۔ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کے پیچے آپ کے بلند آواز سے پڑھنے پر سن کر ان دعاوں کو حظوظ و یاد کر لیا تھا اور اس سے بھی زیادہ صریح دلیل کی حدیث ہے۔

اور علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض نے روایات مذکورہ کی پڑھا پر جر کو مستحب مانا ہے جیسا کہ ہم نے ابھی کا ذکر کیا ہے۔ جبور نے آہستہ پڑھنے کو مستحب گردانا ہے۔ جبور کی دلیل حدیث امامہ ہے جس میں آہستہ پڑھنے کو سنت بتایا گیا ہے اخراج النساء۔ علامہ ابن حزم نے محلی میں اور امام شافعی نے کتاب الام میں اور نبیقی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ایک صحابی نے فرمایا کہ نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ آہستہ پڑھی جائے۔

شر حبیل بن سعد کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے پیچے ایک جنازہ میں بقایہ ابواء شریک ہوا۔ آپ نے سورہ فاتحہ اور درود اور دعاوں کو بلند آواز سے پڑھا پھر فرمایا کہ میں جر سے نہ پڑھتا گر اس لئے پڑھا تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے۔ اور مستحب ابن جارود میں ہے کہ زید بن طلحہ تھی نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کے پیچے ایک جنازہ کی نماز پڑھی۔ جس میں انہوں نے سورہ فاتحہ اور ایک سورت کو بلند آواز سے پڑھا اور بعد میں فرمایا کہ میں نے اس لئے جر کیا ہے تاکہ تم کو سکھلاوں کہ یہ سنت ہے۔

بعض علماء کہتے ہیں کہ جر اور سر ہر دو کے لئے اختیار ہے۔ بعض شافعی حضرات نے کہا کہ رات کو جنازہ میں جر اور دن میں سر کے ساتھ پڑھا جائے۔ ہمارے شیخ مولانا عبدالرحمن مبارک پوری مطہریؒ قول جبور کی طرف ہیں اور فرماتے ہیں کہ قرأت آہستہ ہی مستحب ہے اور نسائی والی روایات عبد اللہ بن عباسؓ میں دلیل ہے کہ جنازہ میں سورہ فاتحہ مع ایک سورہ کے پڑھنا مشروع ہے۔ سورہ بن مخمر نے ایک جنازہ میں پہلی تجھیمیں سورہ فاتحہ اور ایک منحری سورت پڑھی۔ پھر فرمایا کہ میں نے قرأت جر سے اس لئے کی ہے کہ تم جان لو کہ اس نماز میں بھی قرأت ہے اور یہ نماز گوگی (بغير قرأت والی) نہیں ہے۔ انهی مختصرًا خلاصہ المرام یہ کہ جنازہ میں سورہ فاتحہ مع ایک سورہ کے پڑھنا ضروری ہے۔ حضرت قاضی شاء اللہ پانی پی خفی مطہریؒ نے اپنی مشور کتاب ملا بد منہ میں اپنا وصیت نامہ بھی درج فرمایا ہے۔ جس میں آپ فرماتے ہیں کہ میرا جنازہ وہ غرض پڑھائے جو اس میں سورہ فاتحہ پڑھے۔ پس ثابت ہوا کہ جملہ اہل حق کا یہی مقام مسلک ہے۔

علمائے احتفاف کا فتوی؟ فاضل محترم صاحب تفسیر البخاری نے اس موقع پر فرمایا ہے کہ حنفی کے نزدیک بھی نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنی جائز ہے۔ جب دوسری دعاوں سے اس میں جاصیت بھی زیادہ ہے تو اس کے پڑھنے میں حرج کیا ہو سکتا ہے۔ البتہ دعا اور شاء کی نیت سے اسے پڑھنا چاہئے قرأت کی نیت سے نہیں۔ (تفسیر البخاری، پ ۵، ص: ۱۲۲)

فضل موصوف نے آخر میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ صحیح نہیں جب کہ سابقہ روایات مذکورہ میں اسے قرأت کے طور پر پڑھنا ثابت ہے۔ پس اس فرق کی کیا ضرورت بلی رہ جاتی ہے۔ بہر حال خدا کرے ہمارے محترم خفی بھائی جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنی شروع فرمائیں یہ بھی ایک نیک اقدام ہو گا۔

روایات بالا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ نے جو یہ فرمایا کہ یہ سنت اور حق ہے اس کی واضح حضرت مولانا شیخ الحدیث مدظلہ العالی نے یوں فرمائی ہے۔

والمراد بالسنة الطريقة المألوفة عنه صص لا يقابل الفريضة فإنه اصطلاح عرفى حادث فقال الأشرف الضمير المونث لقراءة الفاتحة وليس المراد بالسنة انها ليست بواجبة بل ما يقابل البدعة اي انها طريقة مروية وقال القسطلاني انها اي قراءة الفاتحة في الجنائز سنة اي طريقة الشارع فلا ينافي كونها واجبة وقد علم أن قول الصحابي من السنة كما حديث مرفوع عند الاكشر قال الشافعى في الام واصحاب النبي صلى الله عليه وسلم لا يقولون السنة رسول الله صلى الله عليه وسلم ان شاء الله تعالى انتهى (مرعاة المفاتيح، ص:

(۳۷۷)

لینی یہاں لفظ سنت سے طریقہ مالوفہ نبی کریم ﷺ کے مقابلہ پر ہوتی ہے۔ یہ ایک عین اصطلاح استعمال کی گئی ہے یہ مراد نہیں کہ یہ واجب نہیں ہے بلکہ وہ سنت مراد ہے جو بدعت کے مقابلہ پر بولی جاتی ہے۔ لینی یہ طریقہ مرویہ ہے اور قسطلاني نے کما کہ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنی سنت ہے لینی شارع کا طریقہ ہے اور یہ واجب ہونے کے مناسنی نہیں ہے۔ امام شافعیؓ نے کتاب الام میں فرمایا ہے کہ صحابہ کرام لفظ سنت کا استعمال سنت یعنی طریقہ رسول اللہ ﷺ پر کرتے تھے۔ اقوال صحابہ میں حدیث مرفوع پر بھی سنت کا لفظ بولا گیا ہے۔ بہرحال یہاں سنت سے مراد یہ ہے کہ سورہ فاتحہ نماز میں پڑھنا طریقہ نبوی ہے اور یہ واجب ہے کہ اس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی جیسا کہ تفصیل بالا میں بیان کیا گیا ہے۔

## باب مردہ کو دفن کرنے کے بعد قبر نماز جنازہ پڑھنا

(۱۳۳۶) ہم سے مجاہن بن منہال نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا، کما کہ میں نے شعبی سے سنائیں ہوں نے بیان کیا کہ مجھے اس صحابی نے خردی جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر سے گزرے تھے۔ قبر پر آپ امام بنی اسرائیل کے ساتھ ایک الگ تھلگ قبر سے گزرے تھے۔ شیبانی نے کما کہ میں نے شعبی سے پوچھا کہ ابو عمرو! یہ آپ سے کس صحابی نے بیان کیا تھا تو انہوں نے بتلایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اور

(۱۳۳۷) ہم سے محمد بن فضل نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے بیان کیا، ان سے ابو رافع نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ کالے رنگ کا ایک مرد یا ایک کالی عورت مسجد کی خدمت کیا کرتی تھیں، ان کی وفات ہو گئی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفات کی خبر کسی نے نہیں دی۔ ایک دن آپ نے خود یاد فرمایا کہ وہ شخص دکھائی نہیں دیتا۔ صحابہ

۱۳۳۶ - حدثنا حجاجُ بْنُ مِهَالٍ قَالَ: حدثنا شعبةُ بْنُ مَعْنَى، حدثني سليمان الشيباني، قَالَ: سَيَغْفِرُ الشَّعْبِيُّ قَالَ: ((أَخْبَرَنِي مَنْ مَرَّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَبْرٍ مَّبْرُوزٍ فَأَنْهَمْنَاهُ وَصَلَّوَا خَلْفَهُ). قَلْتُ: مَنْ حَذَّلَكَ هَذَا يَا أَبا عَمْرُو؟ قَالَ: ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا). [راجع: ۸۵۷]

۱۳۳۷ - حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: حدثنا حمادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ أَسْوَدَ - رَجُلًا أَوْ امْرَأَةً - كَانَ يَقْمُدُ الْمَسْجِدَ، لَمَّا تَرَكَهُ، وَلَمْ يَعْلَمْ النَّبِيُّ ﷺ بِمَوْتِهِ، فَذَكَرَهُ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ عَلَيْهِ

نے کما کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان کا تو انتقال ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم نے مجھے خبر کیوں نہیں دی؟ صاحبہ نے عرض کیا کہ یہ وجہ تھیں (اس لئے آپ کو تکلیف نہیں دی گئی) کیا لوگوں نے ان کو تھیر جان کر قتل توجہ نہیں سمجھا لیکن آپ نے فرمایا کہ چلو مجھے ان کی قبر بتا دو۔ چنانچہ آپ اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز جائزہ پڑھی۔

السلامُ وَالسَّلَامُ: مَا فَعَلَ ذَلِكَ الْإِنْسَانُ؟  
قَالُوا: مَاتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ: ((أَفَلَا  
آذَنْتُمُونِي؟)) فَقَالُوا : إِنَّهُ كَانَ كَذَّا وَكَذَّا  
- قِصَّةً - قَالَ فَحَقَرُوا شَانَهُ . قَالَ:  
((فَذُلُونِي عَلَى قَبْرِهِ)). فَاتَّقِ قَبْرَهُ فَصَلِّ  
عَلَيْهِ. [راجع: ٤٥٨]

**لَشَيْخُهُ** یہ کالا مرد یا کالی عورت مسجد نبوی کی جاروب کش بڑے بڑے بادشاہی ہفت الیم سے اللہ کے نزدیک مرتبہ اور درجہ میں زائد تھی۔ حبیب خدا شیخ نے ڈھونڈ کر اس کی قبر پر نماز پڑھی۔ واہ رے قست! آپ کی کفشن برداری اگر ہم کو بہت میں نصب ہو جائے تو اسی دینیا کی لاکھوں سلطنتیں اس پر تصدق کر دیں (وحیدی)

حضرت امام بخاری شیخ نے اس سے ثابت فرمایا کہ اگر کسی مسلمان مرد یا عورت کا جائزہ نہ پڑھا گیا ہو تو قبر پر دفن کرنے کے بعد بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ بعض نے اسے نبی کرم شیخ نے ساتھ خاص بتالیا ہے مگر یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔

باب اس بیان میں کہ مردہ لوث کر جانے والوں کے جو توں  
کی آواز سنتا ہے۔

## ٦٧- بَابُ الْمَيْتِ يَسْمَعُ خَفَقَ

### النَّغَالِ

یہاں سے یہ نکلا کہ قبرستان میں جوتے پہن کر جانا جائز ہے۔ ان منیر نے کما کہ امام بخاری شیخ نے یہ باب اس لئے قائم کیا کہ دفن کے اداب کا لحاظ رکھیں اور شور و غل اور زین پر زور سے چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ سوتے آدمی کے ساتھ کرتا ہے۔

١٣٣٨ - حَدَّثَنَا عَيَاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ح.. وَقَالَ لِي  
خَلِيفَةً: قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ زُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
سَعِيدٌ عَنْ فَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي  
قَبْرِهِ وَتُؤْتَى وَذَهَبَ أَصْحَابَهُ - حَتَّى إِنَّهُ  
يَسْمَعُ قَرَاعَ نِقَالِهِمْ - أَتَاهُ مَلَكَانِ  
فَأَفْعَدَاهُ، فَيَقُولُانَ لَهُ : لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ  
فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٌ ﷺ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ  
أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ. فَيَقَالُ: أَنْظِرْ إِلَيَّ  
مَقْعِدِكَ مِنَ النَّارِ، أَبْدَلْكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعِدًا مِنَ  
الْجَنَّةِ). قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَيَأْهُمَا

ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس بندہ مومن کو جنت اور جنم دو نوں دکھائی جاتی ہیں اور رہا کافر یا منافق تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں، میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے سنا تھا وہی میں بھی کہتا رہا۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ نہ تو نے کچھ سمجھا اور نہ (اپنے) لوگوں کی) پیروی کی۔ اس کے بعد اسے ایک لوہے کے ہتھوڑے سے بڑے زور سے مارا جاتا ہے اور وہ اتنے بھیانک طریقہ سے چینٹا ہے کہ انسان اور جن کے سوا ارد گرد کی تمام مخلوق سنتی ہے۔

جَمِيعًا. وَأَمَّا الْكَافِرُ - أَوِ الْمُنَافِقُ -  
فَيَقُولُونَ: لَا أَذْرِي، كَتَنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُونَ  
النَّاسُ. فَيَقَالُ : لَا ذَرَيْتَ، وَلَا تَلَيْتَ، فَمَمْ  
يَضْرَبُ بِمُطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرَبَةً بَيْنَ  
أَذْنَيْهِ، فَيُصْبِحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا  
(الْقَلَّيْنِ)).

[١٣٧٤ : طرفه في]

**لشیح** اس حدیث سے یہ نکلا کہ ہر شخص کے لئے دو ٹھکانے بنے ہیں، ایک جنت میں اور ایک دوزخ میں اور یہ قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ کافروں کے ٹھکانے جو جنت میں ہیں ان کے دوزخ میں جانے کی وجہ سے ان ٹھکانوں کو ایماندار لے یہیں گے۔

قریں تین پاؤں کا سوال ہوتا ہے من ریک تیرا رب کون ہے؟ مومن جواب دیتا ہے ربی اللہ میرا رب اللہ ہے پھر سوال ہوتا ہے وما دینک تیرا دین کیا تھا، مومن کہتا ہے دینی الاسلام میرا دین اسلام تھا۔ پھر پوچھا جاتا ہے کہ تیرا نبی کون ہے؟ وہ بولتا ہے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ان جوابات پر اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور کافر اور منافق ہر سوال کے جواب میں یہی کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا۔ جیسا لوگ کہتے رہتے تھے میں بھی کہہ دیا کرتا تھا۔ میرا کوئی دین مذہب نہ تھا۔ اس پر اس کے لئے دوزخ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

لم لادریت ولہم لا نلیت کے ذیل مولانا وحید الزمان مرحوم فرماتے ہیں۔ یعنی نہ مجتہد ہوانہ مقلد اگر کوئی اعتراض کرے کہ مقلد تو ہوا کیونکہ اس نے پہلے کہا کہ لوگ جیسا کہتے تھے میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تقلید کچھ کام کی نہیں کہ نئے پر ہر شخص عمل کرنے لگا۔ بلکہ تقلید کے لئے بھی غور لازم ہے کہ جس شخص کے ہم مقلد بننے ہیں ان آیا وہ لائق اور فاضل اور سمجھ دار تھا یا نہیں اور دین کا علم اس کو تھا یا نہیں۔ سب باشیں تجویز تحقیق کرنی ضروری ہیں۔

باب جو شخص ارض مقدس یا ایسی ہی کسی برکت والی جگہ  
دفن ہونے کا آرزو مند ہو

(۱۳۴) ہم سے محمود بن غیلان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الرزاق نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو معرنے خبر دی، انہیں عبد اللہ بن طاؤس نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابو ہریرہ بن حوشان نے بیان کیا کہ ملک الموت (آدمی کی شکل میں) موسیٰ ﷺ کے پاس بیجی گئے۔ وہ جب آئے تو موسیٰ ﷺ نے (نہ پہچان کرنا) انہیں ایک زور کا طلاقچہ مارا اور ان کی آنکھ پھوڑ ڈالی۔ وہ واپس اپنے رب کے حضور میں پہنچے اور عرض کیا کہ یا اللہ تو نے مجھے اپنے بندے کی طرف بھیجا

١٣٩ - حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزْقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ ابْنِ طَاوِعٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((أَرْسَلَ مَلَكُ الْمَوْتَ إِلَيْيَ مُوسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَلَمَّا جَاءَهُ صَكَّهُ فَقَالَ عَيْنِهِ فَرَجَعَ إِلَيْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ أَرْسَلْتَنِي إِلَيْ عَيْنِ لَا يُرِيدُ الْمَوْتَ. فَرَأَى

جو مرنے نہیں چاہتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ پسلے کی طرح کر دی اور فرمایا کہ دوبارہ جا اور ان سے کہہ کہ آپ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھئے اور پیٹھ کے جتنے بال آپ کے ہاتھ تلے آجائیں ان کے ہر بیال کے بدلے ایک سال کی زندگی دی جاتی ہے۔ (موسیٰ ﷺ تک جب اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچا تو آپ نے کہا کہ اے اللہ! پھر کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر بھی موت آئی ہے۔ موسیٰ ﷺ بولے تو بھی کیوں نہ آجائے۔ پھر انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں ایک پتھر کی مار پر ارض مقدس سے قریب کر دیا جائے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی تبرد کھاتا کہ لال ٹیلے کے پاس راستے کے قریب ہے۔

بیت المقدس ہو یا کہ مدینہ ایسے مبارک مقامات میں دفن ہونے کی آرزو کرنا جائز ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ کا مقصود باب یہی ہے۔  
**باب رات میں دفن کرنا کیسا ہے؟ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رات میں دفن کرنے کے لئے۔**

(۱۳۲۰) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے شیبانی نے، ان سے عبیی نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے ایک ایسے شخص کی نماز جائزہ پڑھی جن کا انتقال رات میں ہو گیا تھا (اور اسے رات ہی میں دفن کر دیا گیا تھا) آپؐ اور آپؐ کے اصحاب کھڑے ہوئے اور آپؐ نے ان کے متعلق پوچھا تھا کہ یہ کن کی قبر ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ فلاں کی ہے جسے کل رات ہی دفن کیا گیا ہے۔ پھر سب نے (دوسرے روز) نماز جائزہ پڑھی۔

[راجع: [۸۵۷] معلوم ہوا کہ رات کو دفن کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ بلکہ بہتری ہے کہ رات ہو یا دن مرنے والے کے کفن دفن میں دیر نہ کی جائے۔]

**باب قبر پر مسجد تعمیر کرنا کیسا ہے؟**

(۱۳۲۱) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھے سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ

اللَّهُ أَعْزَزُ وَجْهَهُ عَلَيْهِ عَنْهُ وَقَالَ: إِذْ جَعَنْتُ فَلْعَلَّ لَهُ يَضْطَعُ يَدَهُ عَلَى مَنْ تَوَرَّ، فَلَمَّا بَكَلَّ مَا غَطَتْ بِهِ يَدَهُ بَكَلَّ شَغْرَةً سَنَةً. قَالَ: أَيْ رَبُّ، ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ثُمَّ الْمَوْتُ. قَالَ: فَإِنَّمَا. فَسَأَلَ اللَّهُ أَنْ يَدِينَهُ مِنَ الْأَرْضِ الْمَقْدَسَةِ رَمَيْهِ بِحَجَرٍ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: (فَلَوْ كُنْتُ ثُمَّ لَأُرِيكُمْ قَبْرَةً إِلَى جَانِبِ الطَّرِيقِ عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَخْمَرِ).

**۶۹۔ بَابُ الدُّفْنِ بِاللَّيْلِ وَدُفْنُ أَبُوبَكْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَيَّلًا**

(۱۳۴۰) - حَدَّثَنَا عَثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيزٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَجُلٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ بِلَيْلَةٍ، قَامَ هُوَ وَأَصْنَاحَاهُ، وَكَانَ سَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ: ((مَنْ هَذَا؟)) فَقَالُوا: فُلَانٌ، دُفِنَ الْبَارِحةَ. فَصَلَّوَا عَلَيْهِ)).

[راجح: [۸۵۷]

۷۰۔ **بَابُ بَنَاءِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقَبْرِ**  
 ۱۳۴۱۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑے تو آپ کی بعض یوں (ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام جبیہ رضی اللہ عنہا) نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے جب شہ میں دیکھا تھا جس کا نام ماریہ تھا۔ ام سلمہ اور ام جبیہ رضی اللہ عنہا دو توں جب شہ کے ملک میں گئی تھیں۔ انہوں نے اس کی خوبصورتی اور اس میں رکھی ہوئی تصاویر کا بھی ذکر کیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک انہا کر فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی صالح شخص مر جاتا تو اس کی قبر سجد تعمیر کر دیتے۔ پھر اس کی مورت اس میں رکھتے۔ اللہ کے نزدیک یہ لوگ ساری مخلوق میں برے ہیں۔

رضی اللہ عنہا فائلت: ((لَمَّا أَشْكَى النَّبِيُّ ﷺ ذَكَرَتْ بَعْضُ نِسَاءِهِ كَيْنِيَةَ رَأْيِنَهَا بِأَرْضِ الْحَجَّةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ، وَكَانَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَيْنَيَةَ رِضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّا أَرَضَ الْحَجَّةَ فَذَكَرَتَا مِنْ حُسْنِيَّهَا وَتَصَاوِيرَ فِيهَا. فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: (أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمْ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوَا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَةَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ)). [راجح: ۴۲۷]

**لِشَرِيفِ** امام قطلانی فرماتے ہیں : قال القرطی انما صوروا اوانهم الصور ليتنسوا بها وينذكروا افعالهم الصالحة فيجهدون کاجتهاudem ويعبدون الله عند قبورهم ثم خلفهم قوم جهلو مرادهم ووسوس لهم الشيطان ان اسلافكم كانوا يعبدون هذه الصور و يعظمونها فحدى النبي صلی اللہ علیہ وسلم عن مثل ذلك سداد اللذرية المودية الى ذلك بقوله اولىک شرار الخلق عند الله وموضع الترجمة بنوا على قبره مسجدا وهو مول على مذنة من اتخذ القبر مسجدا ومقتضاه التحرير لاسمها وقد ثبت اللعن عليه يعني تربیتی نے کما کہ بنوا سرائیل نے شروع میں اپنے بزرگوں کے بت بنائے تاکہ ان سے انس حاصل کریں اور ان کے نیک کاموں کو یاد کر کر کے خود بھی ایسے ہی نیک کام کریں اور ان کی قبروں کے پاس بیٹھ کر عبادت الہی کریں۔ پچھے اور بھی زیادہ جالیں لوگ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اس مقصد کو فراموش کر دیا اور ان کو شیطان نے وسوسوں میں ڈالا کہ تمہارے اسلاف ان ہی مورتوں کو پوچھتے تھے اور انہی کی تقطیم کرتے تھے۔ پس نبی کرم ملکہ نے اسی شرک کا سد باب کرنے کے لئے تخت کے ساتھ ڈرایا اور فرمایا کہ اللہ کے نزدیک یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔ اور ترجمہ الباب لفظ حدیث بنواعلیٰ قبرہ مسجدا سے ثابت ہوتا ہے یعنی آخرت پڑھیں نے اس شخص کی مذمت کی جو قبر کو مسجد بنالے۔ اس سے اس فعل کی حرمت بھی ثابت ہوتی ہے اور ایسا کرنے پر لعنت بھی وارد ہوئی ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی شروع شروع میں اسی طرح اپنے بزرگوں کے بت بنائے بعد میں پھر ان بتوں ہی کو خدا کا درجہ دے دیا گیا۔ عموماً جملہ بت پرست اقوام کا کیسی حال ہے۔ جبکہ وہ خود کہتے بھی ہیں کہ ﴿مَا نَعِدُهُمْ إِلَّا يَقْرَبُونَا إِلَيْنَا الَّذِي رَفَقَنَا﴾ (آل عمران: ۳)

یعنی ہم ان بتوں کو محض اس لئے پوچھتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ سے قریب کر دیں۔ باقی یہ معبدوں نہیں ہیں یہ تو ہمارے لئے وسیلہ ہیں۔ اللہ پاک نے مشرکین کے اس خیال باطل کی تردید میں قرآن کریم کا بیشتر حصہ نازل فرمایا۔

صد افسوس! کہ کسی نہ کسی شکل میں بت سے مدعاں اسلام میں بھی اس قسم کا شرک داخل ہو گیا ہے۔ حالانکہ شرک اکبر ہو یا اصغر اس کے مرکب پر جنت یہش کے لئے حرام ہے۔ مگر اس صورت میں کہ وہ مرنے سے پہلے اس سے تائب ہو کر خالص خدا پرست بن جائے۔ اللہ پاک ہر قسم کے شرک سے بچائے۔ آمين!

### باب عورت کی قبر میں کون اترے؟

(۱۳۴۲) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، ان سے فتح بن سلیمان نے

۷۱ - بَابُ مَنْ يَدْخُلُ قَبْرَ الْمَرْأَةِ

- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَيَّانٍ قَالَ

بیان کیا، ان سے ہلال بن علی نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک پیش نہ کے، ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے جنازہ میں حاضر تھے۔ آنحضرت ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا ایسا آدمی بھی کوئی یہاں ہے جو آج رات کو عورت کے پاس نہ گیا ہو۔ اس پر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بولے کہ میں حاضر ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم قبر میں اتر جاؤ۔ انس نے کہا کہ وہ اتر گئے اور میت کو دفن کیا۔ عبد اللہ بن مبارک نے بیان کیا کہ فتح نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ «لم يقارب» کا معنی یہ ہے کہ جس نے گناہ نہ کیا ہو۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سورہ انعام میں جو «لیقتربوا» آیا ہے اس کا معنی یہی ہے تاکہ گناہ کریں۔

حدَّثَنَا فُلَيْخُ بْنُ سَلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ عَلَىٰ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْنَا بِنَتَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ - وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ - فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَذْمِعَانِ، قَالَ: ((هَلْ فِيهِمْ مِنْ أَحَدٍ لَمْ يُقَارِفْ اللَّيْلَةَ؟)) قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَنَا. قَالَ: ((فَأَنْزَلْتُ فِي قَبْرِهِ)) فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا لَقَبَرَهَا قَالَ أَبْنُ النَّمَارِكَ قَالَ فُلَيْخَ: أَرَاهُ يَغْنِي الْذَّنْبَ. قَالَ أَبُو عَنْدَ اللَّهِ: «لِيَقْتَرِفُوا هُنَّ أَيْ لِيَكْتَسِبُوا.

[راجح: ۱۲۸۵]

ایک بات عجیب مشور ہو گئی ہے کہ موت کے بعد شوہر یوپی کے لئے ایک اجنبی اور عام آدمی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا، یہ انتہائی لغو اور غلط تصور ہے۔ اسلام میں شوہر اور یوپی کا تعلق اتنا معمولی نہیں کہ وہ مرنے کے بعد ختم ہو جائے اور مرد عورت کے لئے اجنبی بن جائے۔ پس عورت کے جنازے کو خود اس کا خاوند بھی اتار سکتا ہے اور حسب ضرورت دوسرے لوگ بھی جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا۔

### باب شہید کی نماز جنازہ پڑھیں یا نہیں؟

(۱۳۲۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یاث بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن کعب بن مالک نے، ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہمانے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احمد کے دو دو شہیدوں کو ملا کر ایک ہی کپڑے کا کفن دیا۔ آپ دریافت فرماتے کہ ان میں قرآن کے زیادہ یاد ہے۔ کسی ایک کی طرف اشارہ سے پتایا جاتا تو آپ بغلی قبر میں اسی کو آگے کرتے اور فرماتے کہ میں قیامت میں ان کے حق میں شادادت دوں گا۔ پھر آپ نے سب کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا۔ نہ انہیں غسل دیا گیا اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

### ۷۲- باب الصَّلَاةِ عَلَى الشَّهِيدِ

۱۴۴۳ - حدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنَ يُوسُفَ حدَّثَنَا الْبَيْثُرَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَفْبَرٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَجْمِعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَلْئَى أَحَدٍ فِي تَوْبَةِ وَاحِدٍ لَمْ يَقُولْ: ((أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْدَدًا لِلْقُرْآنِ؟)) فَإِذَا أَشِبَّرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدْمَهُ فِي اللَّعِدِ وَقَالَ: ((أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هُؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). وَأَمَرَ بِدَفِينِهِمْ فِي دِمَانِهِمْ، وَلَمْ يَغْسِلُوا

وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ

[اطرافہ فی : ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷]

۱۳۴۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَتْمَىٰ يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَيْنَبٍ عَنْ أَبِي الْغَيْرِ عَنْ عَفْعَةَ بْنِ عَامِرٍ (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ) خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَىٰ أَهْلِ أَخْدِ صَلَاهَةِ عَلَىٰ الْمُتَّمَتِ، ثُمَّ نَصَرَفَ إِلَى الْمُنْبَرِ فَقَالَ : ((إِنِّي فَرَطْ لَكُمْ، وَمَا آتَا شَهِيدًا عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرَ إِلَىٰ حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أَغْطِسُتُ مَفَاتِيحَ خَوَانِ الْأَرْضِ، أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ. وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بِنِعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَأْفَسُوا فِيهَا)).

[اطرافہ فی : ۳۵۹۶، ۴۰۴۲، ۴۰۸۵]

. ۶۴۲۶

**لِشَهِيدٍ** شہید فی سہیل اللہ جو میدان جنگ میں مارا جائے اس پر نماز جائزہ پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ اسی باب کے ذیل میں ہر دو احادیث میں یہ اختلاف موجود ہے۔ ان میں تبیق یہ ہے کہ دوسری حدیث جس میں شہادے احمد پر نماز کا ذکر ہے اس سے مراد صرف دعا اور استغفار ہے۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کانہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا لهم واستغفار لهم حين قرب اجله بعد ثمان سنین کالمودع لللاحجه والاموات (الحفة الاحدودی) لیکن اس حدیث میں جو ذکر ہے یہ مزکر احمد کے آخر سال بعد کا ہے۔ یعنی آخر ضرر میں اپنے آخری وقت میں شہادے احمد سے بھی رخصت ہونے کے لئے دہل گئے اور ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ طویل بحث کے بعد الحدیث الکبیر مولانا عبد الرحمن مبارک پوری مرحوم فرماتے ہیں۔ قلت الظاهر عندي ان الصلوة على الشهيد ليست بوجبة فيجوز ان يصلى عليها ويجوز تركها والله اعلم لیکن میرے زدیک شہید پر نماز جائزہ پڑھنا اور نہ پڑھنا ہر دو امور جائز ہیں والله اعلم۔

### باب دویا تین آدمیوں کو ایک قبر میں دفن کرنا

(۱۳۲۵) ہم سے سعید بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیٹھ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے این شماں نے بیان

### ۷۳ - بَابُ دَفْنِ الرَّجُلَيْنِ وَالثَّالِثَةِ فِي قَبْرٍ وَاحِدٍ

۱۳۴۵ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَتْمَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ شَهَابٍ عَنْ

کیا۔ ان سے عبد الرحمن بن کعب نے کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احمد کے دو دو شہیدوں کو دفن کرنے میں ایک ساتھ جمع فرمایا تھا۔

عبد الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ((أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرِّجْلَيْنِ مِنْ قُتْلَى أَحْدَادِ))۔ [راجع: ۱۳۴۳]

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

۷۴- بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ غَسْلَ الشَّهِيدَاءِ

### باب اس شخص کی دلیل جو شداء کا غسل مناسب نہیں سمجھتا

(۱۳۴۶) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یاث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عبد الرحمن بن کعب نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انہیں خون سمیت دفن کر دیجئی احمد کی لڑائی کے موقع پر اور انہیں غسل نہیں دیا تھا۔

### باب بغلی قبر میں کون آگے رکھا جائے۔

امام بخاریؓ نے کما کہ بغلی قبر کو مخد اس لئے کہا گیا کہ یہ ایک کونے میں ہوتی ہے اور ہر جائز (اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی چیز) کو مخد کہیں گے۔ اسی سے ہے (سورہ کف میں) لظ ملتحداً یعنی پناہ کا کونہ اور اگر قبر سیدھی (صدق و حق) ہو تو اسے ضریح کہتے ہیں۔

(۱۳۴۷) ہم سے محمد بن مقابل نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کما کہ ہمیں یاث بن سعد نے خبر دی۔ انہوں نے کما کہ مجھ سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے عبد الرحمن بن کعب بن مالک نے اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احمد کے دو دو شہید مردوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیتے اور پوچھتے کہ ان میں قرآن کس نے زیادہ یاد کیا ہے۔ پھر جب کسی ایک طرف اشارہ کر دیا جاتا تو لحد میں اسی کو آگے بڑھاتے اور فرماتے جاتے کہ میں ان پر گواہ ہوں۔ آپ نے خون سمیت انہیں دفن کرنے کا حکم دیا، نہ ان کی نماز جنازہ

۱۳۴۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إذْفُرُوهُمْ فِي دُمَاهِهِمْ))، يَعْنِي يَوْمَ أَحْدَادٍ، وَلَمْ يَغْسِلُهُمْ [راجع: ۱۳۴۳]

۷۵- بَابُ مَنْ يُقَدِّمُ فِي الْلَّهُدْ

وَسُئِلَ الْلَّهُدْ لِأَنَّهُ فِي نَاجِيَةٍ وَكُلُّ جَانِبٍ مُّلْجَدٌ. (مُتَّحِدًا): مَعْدِلًا. وَلَوْ كَانَ مُسْتَقِيمًا كَانَ ضَرِيحاً.

۱۳۴۷ - حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ : حَدَّثَنِي ابْنُ شَهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرِّجْلَيْنِ مِنْ قُتْلَى أَحْدَادٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، ثُمَّ يَقُولُ : ((أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَحْدَادًا لِلْقُرْآنِ؟)) فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحْدَادِهِمَا فَدَمَهُ فِي الْلَّهُدْ وَقَالَ : ((أَنَا

پڑھی اور نہ انہیں غسل دیا۔

شہیدہ علیٰ هؤلاء۔)

وَأَمْرَ بِذِفْنِهِمْ بِدِمَانِهِمْ، وَلَمْ يُصْلِّ عَلَيْهِمْ،  
وَلَمْ يُغْسِلْهُمْ). [راجع: ۱۳۴۳]

۱۳۴۸ - وَأَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ  
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لِقَطْنَى  
أَخِدِ: ((أَيُّ هُؤُلَاءِ أَكْثَرُ أَخْدًا لِلْفُرْقَانِ؟))  
فَإِذَا أَشْبَرَ لَهُ إِلَى رَجُلٍ قَدْمَةٌ فِي الْلَّهِ  
قَبْلَ صَاحِبِهِ - وَقَالَ جَابِرٌ - فَكَفَنَ أَبِي  
وَعَمِي فِي نِبْرَةٍ وَاحِدَةٍ)).

[راجع: ۱۳۴۳]

وَقَالَ سُلَيْمَانَ بْنَ كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي قَالَ  
الْزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ.

اور سلیمان بن کثیر نے بیان کیا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا، ان سے  
اس شخص نے بیان کیا جنوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے  
ساختا۔

مسک رائج یہی ہے جو حضرت امام نے بیان فرمایا کہ شہید فی سبل اللہ پر نماز جائز نہ پڑھی جائے۔ تفصیل پچھے گزر چکی ہے۔

### باب اذ خار و سوکھی گھاس قبر میں

#### بچھانا

۱۳۴۹) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے  
عبد الوہاب نے بیان کیا۔ کہا ہم سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمه  
نے، ان سے ابن عباس بھیستا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ  
تعالیٰ نے مکہ کو حرم کیا ہے۔ نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے (یہاں قتل و  
خون) حلال تھا اور نہ میرے بعد ہو گا اور میرے لئے بھی تھوڑی دیر  
کے لئے (فتح کہ کے دن) حلال ہوا تھا۔ پس نہ اس کی گھاس اکھاڑی  
جائے نہ اس کے درخت قلم کئے جائیں۔ نہ یہاں کے جانوروں کو  
(شکار کے لئے) بھکایا جائے اور سوا اس شخص کے جو اعلان کرنا چاہتا ہو  
(کہ یہ گری ہوئی چیز کس کی ہے) کسی کے لئے وہاں سے کوئی گری

۱۳۴۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنُ  
حَوْشَبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابٍ قَالَ:  
حَدَّثَنَا حَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:  
((حَرَمَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مَكَّةَ، فَلَمْ تَحِلْ  
لِأَحَدٍ قُبْلَهُ وَلِأَحَدٍ بَعْدِهِ، أَحْلَتْ لِي  
سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ: لَا يُخْتَلِي خَلَاهَا، وَلَا  
يُغَضِّدْ شَجَرَاهَا، وَلَا يُنْفَرْ صَيْدَهَا، وَلَا  
تُلْقِطْ لَقَطْنَاهَا إِلَّا لِمَعْرَفَ)). فَقَالَ الْعَبَّاسُ

ہوئی جیز اٹھائی جائز نہیں۔ اس پر حضرت عباس بن شعبان نے کہا ”لیکن اس سے اذخر کا استثناء کر دیجئے کہ یہ ہمارے سناروں کے اور ہماری قبروں میں کام آتی ہے۔“ آپ نے فرمایا کہ مگر اذخر کی اجازت ہے۔ ابو ہریرہ وہ شعبہ کی نبی کریم مسیح پر سے روایت میں ہے۔ ”ہماری قبروں اور گھروں کے لئے۔“ اور ابن بن صالح نے بیان کیا، ان سے حسن بن مسلم نے، ان سے صفیہ بنت شیبہ نے کہ انہوں نے نبی کریم مسیح پر سے اسی طرح ساختا۔ اور مجید بن طاؤس کے واسطے سے بیان کیا اور ان سے ابن عباس بھی اسٹھانے پر الفاظ بیان کئے۔ ہمارے قین (لوہاروں) اور گھروں کے لئے (اذخر اکھاڑنا حرام سے) جائز کر دیجئے۔

رضی اللہ عنہ لا الا ذخیر لصاغۃ  
وقبورنا۔ فَقَالَ : ((لا الا ذخیر)).  
وقال أبو هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ : ((لقمورنا  
وبيوتنا)). و قال أبا عبد الله بن صالح عن  
الحسن بن مسلم عن صفية بنت هشيمة  
((سمافت النبي ﷺ)) مثلاً۔ و قال  
مجاهد عن طاؤس عن ابن عباس رضي  
الله عنهمَا: ((لقنهم وبيوتهم)).  
[٤٩، ١٥٨٧، ١٨٣٢، ١٨٣٤،  
٢٠٩٠، ٢٤٣٣، ٢٧٨٣، ٢٨٢٥،  
٣١٨٩، ٤٣١٣، ٤٣٦٣].

پس آپ نے اذخر نبی گھاس اکھاڑنے کی اجازت دے دی۔

**لشیخ** اس حدیث سے جمل قبر میں اذخر یا کسی سوکھی گھاس کا ذرا مانع نہیں کہ مکرمہ کا بھی اثبات ہوا۔ اللہ نے شر مکہ کو امن والا شر فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں اسے بلد امن کہا گیا ہے۔ یعنی وہ شر جمال امن ہی امن ہے، وہاں نہ کسی کا قتل جائز ہے نہ کسی جانور کا مارنا جائز ہی کہ وہاں کی گھاس تک بھی اکھاڑنے کی اجازت نہیں۔ یہ وہ امن والا شر ہے جسے خدا نے روز اzel ہی سے بلد الامم قرار دیا ہے۔

۷۷- بَابُ هَلْ يُنْخَرِجُ الْمَيْتُ مِنَ  
الْقَبْرِ وَاللَّهُدِ لِعْلَةٍ.

امام بخاریؓ نے اس باب میں اس کا بہزاد ثابت کیا اگر کسی پر زہر کھلانے یا ضرب لگانے سے موت کا مگان ہو تو اس کی لاش بھی قبر سے نکال کر دیکھ سکتے ہیں۔ البتہ مسلمان کی لاش کا حیہ ناکسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

۱۳۵۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : (١٣٥٠) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، عمرو نے کما کہ میں نے جابر بن عبد اللہ بن عوف سے سنا، انہوں نے کما کہ رسول اللہ مسیح پر تشریف لائے تو عبد اللہ بن ابی (مناقف) کو اس کی قبر میں ڈالا جا پکھا تھا۔ لیکن آپ کے ارشاد پر اسے قبر سے نکال لیا گیا۔ پھر آپ نے اسے اپنے گھنٹوں پر رکھ کر لعلب دہن اس کے منه میں ڈالا اور اپنا کرہتے اسے پہنلیا۔ اب اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ( غالباً مرنے کے بعد ایک منافق کے ساتھ اس احسان کی وجہ یہ تھی کہ

انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ایک قیس پہنائی تھی (غزوہ بدر میں جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے قیدی بن کر آئے تھے) سفیان بن عیاض نے بیان کیا کہ ابوہارون موسیٰ بن ابی عیاض کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے استعمال میں دو کرتے تھے۔ عبد اللہ کے لڑکے (جو مومن مخلص تھے رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ یا رسول اللہ؟ میرے والد کو آپ وہ قیس پہنادیجھے جو آپ کے جد اطہر کے قریب رہتی ہے۔ سفیان نے کہا لوگ سمجھتے ہیں کہ آخر خضرت ﷺ نے اپنا کہتا اس کے کرتے کے بدل پہنادیا جو اس نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پہنایا تھا۔

(۱۳۵۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم کو بشر بن مفلن نے بزرگی، کہا کہ ہم سے حسین معلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے، ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب جنگ احد کا وقت قریب آگیا تو مجھے میرے باپ عبد اللہ نے رات کو بلا کر کہا کہ مجھے ایسا کھلائی دیتا ہے کہ نبی کرم ﷺ کے اصحاب میں سب سے پہلا مقتول میں ہی ہوں گا اور دیکھو نبی کرم ﷺ کے سوا دوسرا کوئی مجھے (اپنے عزیزوں اور وارثوں میں) تم سے زیادہ عزیز نہیں ہے، میں متروض ہوں اس لئے تم میرا قرض ادا کر دیا اور اپنی (نو) بہنوں سے اچھا سلوک کرنا۔ چنانچہ جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے میرے والدی شہید ہوئے۔ قبر میں آپ کے ساتھ میں نے ایک دوسرے شخص کو بھی دفن کیا تھا۔ پر میرا دل نہیں مانا کہ انہیں دوسرے صاحب کے ساتھ پوں ہی قبر میں رہنے دوں۔ چنانچہ چھ مہینے کے بعد میں نے ان کی لاش کو قبر سے نکالا دیکھا تو صرف کان تھوڑا سا گلنے کے سوابقی سارا جسم اسی طرح تھا جیسے دفن کیا گیا تھا۔

**لشیخ** حنفی کہ میں کافروں کو ماروں گا اور مروں گا۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک خواب بھی دیکھا تھا کہ مبشر بن عبد اللہ جو جنگ بدھ میں شہید ہوئے تھے وہ ان کو کہ رہے تھے کہ تم ہمارے پاس ان ہی دنوں میں آنا چاہتے ہو۔ انہوں نے یہ خواب آخر خضرت ﷺ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری قسم میں شہادت لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ خواب سچا ثابت ہوا۔ اس حدیث سے ایک موسیٰ بن شان بھی معلوم ہوئی کہ اس کو آخر خضرت ﷺ سب سے زیادہ عزیز ہوں۔

عَبَاسًا قَمِيصًا وَ قَالَ سَفِيَّا وَقَالَ  
أَبُو هُرَيْرَةَ : وَكَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ  
كَمِيصَانَ، فَقَالَ لَهُ أَنْبَنْ عَبْدَ اللَّهِ: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ أَلْبَسْ أَبِي قَمِيصَكَ الَّذِي يَلِي  
جَنَدَكَ، قَالَ سَفِيَّا: قَيْرَوْنَ أَنَّ النَّبِيَّ  
أَلْبَسَ عَبْدَ اللَّهِ، قَمِيصَةً مَكَافَةً لِمَا  
صَنَعَ)).

۱۳۵۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا بِشْرٌ  
بْنُ الْمُفْضَلِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسْنَى الْمَعْلُومُ  
عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
((لَمَّا حَضَرَ أَخْدَ دَعَانِي أَبِي مِنَ اللَّيلِ  
فَقَالَ: مَا أَرَانِي إِلَّا مَقْتُولًا فِي أَوَّلِ مَنْ  
يُقْتَلُ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ  
، وَإِنِّي لَا  
أَتُرُكَ بَعْدِي أَعْزَ عَلَيَّ مِنْكَ، غَيْرَ نَفْسِ  
رَسُولِ اللَّهِ  
. فَإِنَّ عَلَيَّ دِينَا، فَاقْتِلْ،  
وَاسْتَوْصِ بِأَخْوَاتِكَ خَيْرًا، فَاصْبَخْنَا،  
فَكَانَ أَوَّلَ قَتِيلَ، وَذِلِّنَ مَعَهُ أَخْرَ فِي قَبْرِ،  
لَمْ لَمْ تَطْبِ نَفْسِي أَنْ أَتُرُكَ مَعَ الْآخَرِ  
فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَلَمَّا هُوَ  
كَيْوَمْ وَضَعْتُهُ هُنْيَةً، غَيْرُ أَذْيَه)).

[طرفة بن: ۱۳۵۲]

(۱۳۵۲) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید بن عامر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابن الی نجح نے، ان سے عطاء بن الی رباح نے اور ان سے جابر بنثہ نے بیان کیا کہ میرے باپ کے ساتھ ایک ہی قبر میں ایک اور صحابی (حضرت جابرؓ کے چچا) دفن تھے۔ لیکن میرا دل اس پر راضی نہیں ہوا تھا۔ اس لئے میں نے ان کی لاش نکال کر دوسرا قبر میں دفن کر دی۔

### باب بغلي يا صندوق قبر بنانا

(۱۳۵۳) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہمیں یسٹ بن سعد نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے سے ابن شاہب نے بیان کیا۔ ان سے عبد الرحمن بن کعب بن مالک نے، اور ان سے جابر بن عبد اللہ الفنصاری رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ احمد کے شدائد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک کفن میں دو دو کو ایک ساتھ کر کے پوچھتے تھے کہ قرآن کس کو زیادہ یاد تھا۔ پھر جب کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو بغلي قبر میں اسے آگے کر دیا جاتا۔ پھر آپ فرماتے کہ میں قیامت کو ان (کے ایمان) پر گواہ بنوں گا۔ آپ نے انہیں بغلي غسل دیئے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا تھا۔

### باب ایک بچہ اسلام لایا پھر اس کا انتقال ہو گیا، تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی؟ اور کیا بچے کے سامنے

اسلام کی دعوت پیش کی جاسکتی ہے؟

حسن، شریع، ابراہیم اور قادہ رحمہم اللہ نے کہا کہ والدین میں سے جب کوئی اسلام لائے تو ان کا بچہ بھی مسلمان سمجھا جائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اپنی والدہ کے ساتھ (مسلمان سمجھے گئے تھے اور مکے) کمزور مسلمانوں میں سے تھے۔ آپ اپنے والد کے ساتھ نہیں

1352 - حدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ نَجِيْعَ عَنْ عَطَاءَ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((دُفِنْ مَعَ أَبِيهِ رَجُلٍ فَلَمْ تَطِبْ نَفْسِي حَتَّى أَخْرَجْتُهُ، فَجَعَلْتُهُ فِي قَبْرِ عَلَى جَدَّهُ)). [راجع: ۱۳۵۱]

### 78- بابُ الْلَّهِدِ وَالشَّقِّ فِي الْقَبْرِ

1353 - حدَّثَنَا عَبْدَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّبِيُّ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرُّحْمَنِ بْنِ كَعْبٍ بْنِ مَالِكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ النَّبِيُّ يَخْمَعُ بَيْنَ الرِّجُلَيْنِ مِنْ قَنْلَى أَحَدِ ثُمَّ يَقُولُ: ((أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَحَدًا لِلْقُرْآنِ؟)) فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلَى أَحَدِهِمَا قَدْمَةً فِي الْلَّهِدِ فَقَالَ: ((أَنَا شَهِيدٌ عَلَى هُؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)), فَأَمَرَ بِدُفِينِهِ بِدِمَاتِهِمْ، وَلَمْ يَغْسِلْهُمْ)). [راجع: ۱۳۴۳]

### 79- بابُ إِذَا أَسْلَمَ الصَّبِيُّ فَمَا هُلْ يُصْلَى عَلَيْهِ، وَهُلْ يُغَرَّضُ عَلَى الصَّبِيِّ إِلَّا إِسْلَامُهُ؟

وقال الحسن وشريح وإبراهيم وقتادة: إذا أسلم أحدهما فلأولئك مع المسلمين وكان ابن عباس رضي الله عنهم مع أمته من المستضعفين. ولم يكن مع أنه

تھے جو ابھی تک اپنی قوم کے دین پر قائم تھے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اسلام غالب رہتا ہے مغلوب نہیں ہو سکتا۔

(۱۳۵۴) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا کہ میں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے سالم بن عبد اللہ نے خبر دی کہ انہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما میٹا نے خبر دی کہ عمر بن الخطاب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ دوسرے اصحاب کی معیت میں اہن صیاد کے پاس گئے۔ آپ کو وہ بزم غال کے مکانوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا ملا۔ ان دونوں اہن صیاد جوانی کے قریب تھا۔ اسے آخر حضور ﷺ کے آنے کی کوئی خبری نہیں ہوئی۔ لیکن آپ نے اس پر اپنا باہر رکھا تو اسے معلوم ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابن صیاد! کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اہن صیاد رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ کر بولا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے رسول ہیں۔ پھر اس نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا۔ کیا آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں؟ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا میں اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لا یا۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟ اہن صیاد بولا کہ میرے پاس چھی اور جھوٹی دونوں خبریں آتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پھر تو تیرا سب کام گذشت ہو گیا۔ پھر آپ نے (اللہ تعالیٰ کے لئے) اس سے فرمایا اچھا میں نے ایک بات دل میں رکھی ہے وہ بتلا۔ (آپ نے سورہ دخان کی آیت کا تصور کیا۔) (فارتفق یوم تانی السماء بدخان میین) اہن صیاد نے کما وہ دخ ہے۔ آپ نے فرمایا چل دور ہو تو اپنی بساط سے آگے کبھی نہ بڑھ سکے گا۔ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا یا رسول اللہ! مجھ کو چھوڑ دیجئے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اگر یہ دجال ہے تو تو اس پر غالب نہ ہو گا اور اگر دجال نہیں ہے تو اس کا مارڈ الناتیرے لئے بہترہ ہو گا۔

(۱۳۵۵) اور سالم نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ناواہ کرتے تھے پھر ایک دن آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل

علیٰ دین قومیہ، وَقَالَ: إِلَّا إِسْلَامُ يَغْلُبُ وَلَا يُغْلَبُ۔

۱۳۵۴ - حَدَّثَنَا عَبْدَانٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَدَنُ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي رَفِطِ قَبْلَ أَنْ صَيَّادٌ حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الصَّيْبَانِ عِنْدَ أَطْمَ بَنِي مَفَالَةَ - وَقَدْ قَارَبَ أَنْ صَيَّادُ الْحَلْمِ - فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ يَدِهِ ثُمَّ قَالَ لِأَنْصَارِ صَيَّادٍ: ((تَشَهَّدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟)) فَنَظَرَ إِلَيْهِ أَنْصَارِ صَيَّادٍ فَقَالَ: أَشَهَّ أَنِّي رَسُولُ الْأَمَّيْنِ. فَقَالَ أَنْصَارِ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَتَشَهَّ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ فَرَفَضَهُ وَقَالَ: ((آمِنْتُ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ)). فَقَالَ لَهُ: مَاذَا تَرَى؟ قَالَ أَنْصَارِ صَيَّادٍ: يَا نَبِيَّ صَادِقٌ وَكَاذِبٌ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خُلِطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ)). ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي فَدَ خَبَاتَ لَكَ خَيْرًا)). فَقَالَ أَنْصَارِ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُونُ. فَقَالَ: ((أَخْسَأَ، فَلَمْ تَغْدُ فَدْرَكَ)). فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: ذَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَضْرِبْ عَنْقَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ يَكُنْ فَلَنْ تُسْلَطَ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَلَا خَيْرٌ لَكَ فِي قَتْلِهِ)).

[اطرافہ فی : ۳۰۵۵، ۶۱۷۳، ۶۱۸۶]۔

۱۳۵۵ - وَقَالَ سَالِمٌ: سَمِعْتُ أَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: ((انْطَلَقَ بَعْدَ

بن کعب دنوں مل کر ان کھجور کے درختوں میں گئے۔ جمال ابن صیاد تھا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ابن صیاد آپ کو نہ دیکھے اور) اس سے پہلے کہ وہ آپ کو دیکھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غفلت میں اس سے کچھ باتیں سن لیں۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھ پایا۔ وہ ایک چادر اوڑھے پڑا تھا۔ کچھ گن گن یا پھن پھن کر رہا تھا۔ لیکن مشکل یہ ہوتی کہ ابن صیاد کی مال نے دوری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنوں میں چھپ چھپ کر جا رہے تھے۔ اس نے پکار کر ابن صیاد سے کہ دیاصاف! یہ نام ابن صیاد کا تھا۔ دیکھو محمد آن پسچے۔ یہ سنت ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش اس کی مال ابن صیاد کو باتیں کرنے دیتی تو وہ اپنا حال کھولتا۔ شعیب نے اپنی روایت میں زمزمه فرقہ اور عقیل نے رمومہ نقل کیا ہے اور عمر نے رمزة کہا ہے۔

ذلیک رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبْيَنْ بْنُ كَعْبٍ إِلَى التَّخْلِيَّةِ الَّتِي فِيهَا أَبْنُ صَيَادٍ، وَهُوَ يَخْتَلِي أَنْ يَسْمَعَ مِنْ أَبْنِ صَيَادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ أَبْنُ صَيَادٍ، فَرَأَاهُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُضطَطَعٌ - يَغْنِي فِي قَطْيَفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْزَةً، أَوْ زَمْرَةً - فَوَأَتَ أُمُّ أَبْنِ صَيَادٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ يَغْنِي بِحَدْوَعِ التَّخْلِيَّةِ، فَقَالَتْ لِأَبْنِ صَيَادٍ : يَا صَافِ - وَهُوَ اسْمُ أَبْنِ صَيَادٍ - هَذَا مُحَمَّدٌ ﷺ، فَتَأَرَّ أَبْنُ صَيَادٍ. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : (لَوْ تَرَكْتُهُ بَيْنَ). وَقَالَ شَعِيبٌ فِي حَدِيثِهِ : زَمْرَةٌ فَرَصَّةٌ. زَمْرَةٌ. وَقَالَ إِسْحَاقٌ وَغَفِيلٌ رَمَّةٌ. وَقَالَ مَعْمَرٌ : رَمْزَةٌ [أَطْرَافُهُ فِي : ۲۶۳۸، ۳۰۳۳، ۶۱۷۴، ۳۰۵۶].

**شیخ** ابن صیاد ایک یہودی لڑکا تھا جو مدینہ میں دجل و فرب کی باتیں کر کر کے عوام کو بکایا کرتا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر اسلام پیش فرمایا۔ اس وقت وہ نبلاغ تھا۔ اسی سے امام بخاریؓ کا مقدمہ باب ثابت ہوا۔ آپؑ اس کی طرف سے مایوس ہو گئے کہ وہ اممان لانے والا نہیں یا آپؑ نے جواب میں اس کو چھوڑ دیا یعنی اس کی نسبت لا و نعم کچھ نہیں کہا صرف اتنا فرمادیا کہ میں اللہ کے سب شیخروں پر ایمان لایا۔

بعض روایتوں میں فرقہ صاد مسلمہ سے ہے کہ یعنی ایک لات اس کو جملی۔ بعضوں نے کہا کہ آپؑ نے اسے دبا کر بھینچا آپؑ نے جو کچھ اس سے پوچھا اس سے آپؑ کی غرض محسن یہ تھی کہ اس کا جھوٹ کھل جائے اور اس کا تیغہ بھی جھوٹا خواب دیکھتا ہوں، یہ شخص کا ہن تھا اس کو جھوٹی بھی خبریں شیطان دیا کرتے تھے۔ دخان کی جگہ سرف لٹک دی کیا۔ شیطانوں کی اتنی ہی طاقت ہوتی ہے کہ ایک آدھ کلمہ اپک لیتے ہیں، اسی میں جھوٹ ملا کر مشور کرتے ہیں (خلافہ وحدیہ) مزید تفصیل دوسری جگہ آئے گی۔

(۱۳۵۶) ہم سے سليمان بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک یہودی لڑکا (عبدالقدوس) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، ایک دن وہ بیمار ہو گیا۔ آپؑ اس کا مزاج معلوم کرنے کے لئے تشریف لائے اور اس کے سرہنے پیٹھے

۱۳۵۶ - حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنْسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : (كَانَ غَلَامٌ يَهُودِيٌّ يَخْلُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرَضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَهُوذَةً، فَقَمَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ قَالَ

گئے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جا۔ اس نے اپنے باب کی طرف دیکھا، باب پر ہیں موجود تھا۔ اس نے کما کہ (کیا مضاف تھے) ابو القاسم ﷺ جو کچھ کہتے ہیں مان لے۔ چنانچہ وہ پچھے اسلام لے آیا۔ جب آخرت شیخ ﷺ باہر لٹکے تو آپ نے فرمایا کہ شکر ہے اللہ پاک کا جس نے اس پچھے کو جنم سے بچالیا۔

(۱۳۵۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ عبد اللہ بن زیاد نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے سنا تھا کہ میں اور میری والدہ (آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترت کے بعد مکہ میں) کمزور مسلمانوں میں سے تھے۔ میں بچوں میں اور میری والدہ عورتوں میں۔

لہ: ((أَسْلِمْ)). لَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عَيْدَةُ،  
فَقَالَ لَهُ: أَطْعِنَ أَبَا الْفَاقِسِمِ ﷺ. فَأَسْلَمَ.  
فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَقُولُ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ  
الَّذِي أَنْقَذَنِي مِنَ النَّارِ)).

[طرفہ نی: ۵۶۵۶]

۱۳۵۷ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
حَدَّثَنَا سَفِيَّانَ قَالَ: قَالَ عَيْدَةُ اللَّهِ:  
سَمِعْتُ أَنَّ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
يَقُولُ: ((كَتَتْ أَنَا وَأُمِّي مِنَ  
الْمُسْتَضْعَفِينَ: أَنَا مِنَ الْوَلِدَانِ، وَأُمِّي مِنَ  
النِّسَاءِ))).

[اطرافہ فی: ۴۰۸۷، ۴۰۸۸، ۴۰۹۷]

جن کا ذکر سورۃ نساء کی آیتوں میں ہے «وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوَلِدَانِ اُوْرَالاَ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوَلِدَانِ الْخِ)»

(۱۳۵۸) ہم سے ابو الجمان نے بیان کیا، کما کہ ہم کو شیعہ نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ ابن شاہب ہر اس پچھے کی جو وفات پا گیا ہو نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ اگرچہ وہ حرام ہی کاچھ کیوں نہ ہو کیونکہ اس کی پیدائش اسلام کی فطرت پر ہوئی۔ یعنی اس صورت میں جب کہ اس کے والدین مسلمان ہونے کے دعویدار ہوں۔ اگر صرف باب مسلمان ہو اور مال کا نہ ہب اسلام کے سوا کوئی اور ہو جب بھی۔ پچھے کے رونے کی پیدائش کے وقت اگر آواز سنائی دیتی تو اس پر نماز پڑھی جاتی۔ لیکن اگر پیدائش کے وقت کوئی آواز نہ آتی تو اس کی نماز نہیں پڑھی جاتی تھی۔ بلکہ ایسے بچے کو کچھ حمل گرجانے کے درجہ میں سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر پچھے فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے مل کے جانور صحیح سالم پچھے جتنا ہے۔ کیا تم نے کوئی کان کٹا ہوا پچھے بھی دیکھا

۱۳۵۸ - حَدَّثَنَا أَبُو الْجَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا  
شَعِيبٌ قَالَ أَبْنُ شَهَابٍ : يَصْنَلِي عَلَى كُلِّ  
مَوْلُودٍ مُتَوْقَنٍ وَإِنْ كَانَ لِغَيْرِهِ، مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ  
وَلَدٌ عَلَى فِطْرَةِ الْإِسْلَامِ، يَدْعُ عَلَى مَوْلَاهُ  
الْإِسْلَامِ أَوْ أَبْوَاهُ خَاصَّةً وَإِنْ كَانَتْ أُمُّهُ  
عَلَى غَيْرِ الْإِسْلَامِ، إِذَا اسْتَهَلَ صَارَخَا  
صَنْلِي عَلَيْهِ، وَلَا يَصْنَلِي عَلَى مَنْ لَا  
يَسْتَهَلُ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ سِقْطٌ، فَإِنْ أَبْنَا هُرْبَرَةً  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يُحَدِّثُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
((مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى  
الْفِطْرَةِ، فَأَبْرَأَهُ بُهْرَادَيْهُ أَوْ يَنْصَرُهُ أَوْ  
يَمْجَسَّدَهُ، كَمَا تُتَّسِّعُ الْبَهِيمَةُ بِهِيمَةَ  
جَهَنَّمَ، هَلْ تُحْسِنُ لِنَهَا مِنْ جَذَّعَاهُ؟))

ہے؟ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فطرت نے اس آیت کو تلاوت کیا۔ ”یہ اللہ کی فطرت ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ الآیۃ۔

ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِطْرَةُ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا إِنَّهَا الْآيَةَ

[أطراfe في: ١٣٥٩، ١٣٨٥، ٤٧٧٥]

. [٥٦٩٩]

**لشیخ** قطلانی نے کہا اگر وہ چار مینے کا پچھہ ہو تو اس کو عسل اور کفن رضا واجب ہے، اسی طرح دفن کرنا لیکن نماز واجب نہیں کیونکہ اس نے آواز نہیں کی اور اگر چار مینے سے کم کا ہو تو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔

١٣٥٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَنْهُ  
اللَّهُ أَكَّلَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ:  
أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَنْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَاهَا  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا يُوَلِّهُ عَلَى  
الْفِطْرَةِ، فَإِبْرَاهِيمَ يُهُودَانِهُ أَوْ يُنَصَّرَانِهُ أَوْ  
يُمَحْسَانَهُ، كَمَا تُنْتَجُ التَّهِينَةُ بِهِنْمَةَ  
جَمِيعَهُ، هَلْ تُحِسِّنُ فِيهَا مِنْ جَذَعَاءِ؟))  
ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِطْرَةُ  
اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا، لَا تَبْدِيلَ  
لِخَلْقِ اللَّهِ، ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيْمُ).

[راجح: ١٣٥٨]

باب کا مطلب اس حدیث سے یوں ہوتا ہے کہ جب ہر ایک آدمی کی فطرت اسلام پر ہوئی ہے تو پچھے پر بھی اسلام پیش کرنا اور اس کا اسلام لانا صحیح ہو گا۔ ان شاپنے اس حدیث سے یہ نکلا کہ ہر پچھے پر نماز جنازہ پر مجی جائے کیونکہ وہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوا ہے۔ اس یہودی پچھے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا گویا اس سے اجازت چاہی جب اس نے اجازت دی تو وہ شوق سے مسلمان ہو گیا۔ باب اور حدیث میں مطابقت یہ کہ آپ نے پچھے سے مسلمان ہونے کے لئے فرمایا۔ اس حدیث سے اخلاقِ محمدی پر بھی روشنی پڑتی ہے کہ آپ از راہ ہمدردی مسلمان اور غیر مسلمان سب کے ساتھ محبت کا برداشت فرماتے اور جب بھی کوئی بیمار ہو جائے اس کی مزاج پر سی کے لئے تشریف لے جاتے (لشیخ)

### باب جب ایک مشرک موت کے وقت

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَمَّ لَيْ

٨٠ - بَابُ إِذَا قَالَ النَّمُشْرِكُ عِنْدَ  
الْمَوْتِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

**لشیخ** یعنی جب تک موت کا لیقین نہ ہوا ہو اور موت کی نشانیاں ظاہر نہ ہوئی ہوں کیونکہ ان کے ظاہر ہونے کے بعد پھر ایمان لانا فائدہ نہیں کرتا۔ ابو طالب کو بھی آپ نے نزع سے پلے ایمان لانے کو فرمایا ہو گایا اگر نزع کی حالت شروع ہو گئی تو یہ

ابو طالب کی خسوسیت ہو گی جیسے آپ کی دعا سے اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔

(۱۳۶۰) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کہا کہ مجھے میرے باپ (ابراہیم بن سعد) نے صالح بن کیمان سے خبر دی، انہیں ابن شاہب نے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے سعید بن مسیب نے اپنے باپ (مسیب بن حزن) سے خبر دی، ان کے باپ نے انہیں یہ خبر دی کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا تو ان کے پاس اس وقت ابو جمل بن ہشام اور عبد اللہ بن ابی امیہ بن مخیہ موجود تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ پچا! آپ ایک کلمہ ”لا الہ الا اللہ“ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کوئی معبود نہیں) کہ دیجئے تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔ اس پر ابو جمل اور عبد اللہ بن ابی امیہ مخیہ نے کہا ابو طالب! کیا تم اپنے باپ عبد المطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر کلمہ، اسلام ان پر پیش کرتے رہے۔ ابو جمل اور ابن ابی امیہ بھی اپنی بات دہراتے رہے۔ آخر ابو طالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبد المطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لا الہ الا اللہ کرنے سے انکار کر دیا پھر بھی رسول کشم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے استغفار کرتا رہوں گا۔ تا آنکہ مجھے منع نہ کر دیا جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت (و ما کان للنبي) نازل فرمائی۔ (التوبہ: ۱۳۳)

1360 - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ ((أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبَ الْوَفَاءَ جَاءَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَوَجَدَهُ عِنْدَ أَبَاجَهْلِ بْنَ هِشَامَ وَعَنْدَ أَلِيٍّ بْنِ أَمِيَّةَ بْنِ الْمُغَيْرَةِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَلِيٍّ طَالِبَ: ((يَا عَمُّ، قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ)). فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَعِنْدَهُ اللَّوْ بْنُ أَبِي أَمِيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ: أَتَرْغَبُ عَنْ مِلْكٍ عَنْهُ الْمُطْلِبِ؟ فَلَمْ يَزُلْ رَسُولُ اللَّهِ يَغْرِبُهَا عَلَيْهِ وَيَعُودُهُ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتَّىٰ قَالَ أَبُو طَالِبٍ أَخْبُرْ مَا كَلَمْتُمْ: هُوَ عَلَىٰ مِلْكٍ عَنْدَ الْمُطْلِبِ، وَأَبِي أَنْ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: ((أَمَا وَاللَّهُ لَا يَسْتَغْفِرُنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنْهَ عَنْكَ)) فَانْزَلَ اللَّهُ تَعَالَىٰ فِيهِ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ﴾ الآية۔ [اطرافہ فی: ۳۸۸۴، ۴۶۷۵، ۴۷۷۲]

. ۶۶۸۱

جس میں کفار و مشرکین کے لئے استغفار کی ممکحت کردی گئی تھی۔ ابو طالب کے آنحضرت ﷺ پر بڑے احسانات تھے۔ انہوں نے اپنے بچوں سے زیادہ آنحضرت ﷺ کو پلا اور پرورش کی اور کافروں کی ایذا دہی سے آپ کو بچاتے رہے۔ اس لئے آپ نے محبت کی وجہ سے یہ فرمایا کہ خیر میں تواریے لئے دعا کرنا گا اور آپ نے ان کے لئے دعا شروع کی۔ جب سورہ توبہ کی آیت (و ما کان للنبي) نازل ہوئی کہ پیغمبر اور ایمان والوں کے لئے نہیں چاہئے کہ مشرکوں کے لئے دعا کریں، اس وقت آپ رک گئے۔ حدیث سے یہ لکھا کہ مرتب وقت بھی اگر مشرک شرک سے توبہ کر لے تو اس کا ایمان صحیح ہو گا۔ باب کا یہی مطلب ہے۔ مگر یہ توبہ سکرات سے پہلے ہونی چاہئے۔ سکرات کی توبہ قول نہیں جیسا کہ قرآنی آیت (فَلَمْ يَكُنْ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا ذَرَّ أَوْ تَأْسَتَا) (غافر: ۸۵) میں مذکور ہے۔

## بپ قبریر کھجور کی ڈالیاں لگانا

اور بربیدہ اسلامی صحابی رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر دو شاخصیں لگادی جائیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی قبر پر ایک خیمہ تباہ وادی کھاتوں کرنے لگے کہ اے غلام! اے الکھاڑا! اب ان کا عمل سایہ کرے گا اور خارج بن زید نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں میں جوان تھا اور چھلانگ لگانے میں سب سے زیادہ وہ سمجھا جاتا جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پر چھلانگ لگا کر اس پار کو دجاتا اور عثمان بن حکیم نے بیان کیا کہ خارج بن زید نے میرا ہاتھ پکڑ کر ایک قبر پر مجھ کو بھلایا اور اپنے بچپن زید بن ثابت سے روایت کیا کہ قبر پر بیٹھنا اس کو منع ہے جو پیش بیا پاگانہ کے لئے اس پر بیٹھے۔ اور نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قبروں پر بیٹھا کرتے تھے۔

٨١ - بَابُ الْجَرِيدَةِ عَلَى الْقَبْرِ  
أو صَحَّى بُرْتَدَةُ الْأَسْلَمِيُّ أَنْ يَجْعَلَ فِي  
بَزْرَه جَرِيدَةً وَرَأَى ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا فُسْطَاطًا عَلَى قَبْرِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ  
فَقَالَ: إِنْزَعْهُ يَا غَلَامُ، فَلَمَّا يَظْلِمَهُ  
قَالَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ: رَأَيْتُكَ وَنَحْنُ شَبَانَ  
يَوْمَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَإِنْ أَشَدَّنَا  
بَأْبَةُ الْذِي يَشْبُهُ قَبْرُ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ  
يُجَاوِرُهُ. وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ:  
خُذْ بَيْدِي خَارِجَةً فَاجْلِسْنِي عَلَى قَبْرِ  
أَخْبَرَنِي عَنْ عَمَّهِ بَزْرَدَةِ بْنِ ثَابَتٍ قَالَ:  
لَمَّا كَوَّهَ ذَلِكَ لِمَنْ أَخْدَثَ عَلَيْهِ. وَقَالَ  
فَاعْ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
جَلِسْنَا عَلَى الْقُبُورِ.

(۱۳۶۱) ہم سے بھی بن جعفر بیکندی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو معاویہ نے بیان کیا، ان سے امش نے، ان سے مجاهد نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم ﷺ کا گزر ایسی دو قبروں پر ہوا جن پر عذاب ہو رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ان پر عذاب کسی بہت بڑی بات پر نہیں ہو رہا ہے صرف یہ کہ ان میں ایک شخص پیشہ بند نہیں بچتا تھا اور دوسرا شخص پیغام خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ نے سمجھو کر ایک ہری ڈالی لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں قبر پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ)؟ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ شاید اس وقت تک کے لئے ان پر عذاب کچھ ہلکا ہو جائے جب تک یہ خشک نہ ہوں۔

١٣٦١ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَلَوْسَ عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ مَرَّ بِقَبْرَيْنِ يُعْذَبَانِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعْذَبَانِ، وَمَا يُعْذَبَانِ فِي كَيْفِيْرِ)) أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَرِّ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّسِيمَةِ). ثُمَّ أَخَذَ جَرِينَةً رَطِبَةً فَشَقَّهَا بِيَصْفَينِ، ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً. فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ لَمْ صَنَّفْتَ هَذَا؟ فَقَالَ: ((لَعْلَهُ أَنْ يُخْفَفَ عَنْهُمَا، مَا لَمْ يَتِيسَّ)).

[راجع: ۲۱۶]

**لشیخ** آنحضرتؐ کا خاصہ تھا اور کسی کو ظالیاں لگانے میں کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ امام بخاریؓ ان عمر بیہقیؑ کا اثر اسی پات کو ثابت کرنے کے لئے لائے۔ ان عمر اور بیدہ بیہقیؑ کے اثر کو این حد نے وصل کیا۔ خارجہ بن زید کے اثر کو امام بخاریؓ نے تاریخ صغیر میں وصل کیا۔ اس اثر اور اس کے بعد کے اثر کو بیان کرنے سے امام بخاریؓ کی غرض یہ ہے کہ قبر والے کو اس کے عمل ہی فائدہ دیتے ہیں۔ اونچی چیز لگانا جیسے شاخیں وغیرہ یا قبر کی عمارت اونچی بناتا یا قبر پر بیٹھنا یہ چیزیں ظاہر میں کوئی فائدہ یا نقصان دینے والی نہیں ہیں۔ یہ خارجہ بن زید اہل مدینہ کے سات فقہاء میں سے ہیں۔ انہوں نے اپنے چچا زید بن ثابت سے نقل کیا کہ قبر پر بیٹھنا اس کو مکروہ ہے جو اس پر پاخانہ یا پیشاب کرے۔ (وحیدی)

علامہ حافظ ابن حجرؓ فرماتے ہیں: قال ابن رشید وبظہر من تصرف البخاری ان ذلک خاص بهما للذلک عقبہ بقول ابن عمر انما يظله عمله (فتح الباری) یعنی ابن رشید نے کہا کہ امام بخاریؓ کے تعرف سے کمی ظاہر ہے کہ شاخوں کے گازنے کا عمل ان ہی ونوں قبروں کے ساتھ خاص تھا۔ اس لئے امام بخاریؓ اس ذکر کے بعد ہی حضرت عبد اللہ بن عمر بیہقیؑ کا قول لائے ہیں کہ اس مرنے والے کا عمل ہی اس کو سایہ کر سکے گا۔ جن کی قبر پر خیہہ دیکھا گیا تھا وہ عبدالرحمن بن ابو بکر صدیقؓ تھے اور حضرت عبد اللہ بن عمر بیہقیؑ نے یہ خیہہ دور کر دیا تھا۔ قبروں پر بیٹھنے کے بارے میں جموروں کا قول یہی ہے کہ ناجائز ہے۔ اس بارے میں کمی ایک احادیث بھی وارد ہیں چند حدیث ملاحظہ ہوں۔

عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یجعلس احدکم علی جمرة فتحرق تیابہ فخلص الی جلدہ خیر لہ من ان یجعلس علی قبر رواہ الجماعة الا البخاری و الترمذی یعنی رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی اگر کسی انگارے پر بیٹھنے کو وہ اس کے کپڑے اور جسم کو جلاوے تو اس سے بہتر ہے کہ قبر پر بیٹھنے۔

دوسری حدیث عمرو بن حزم سے مردی ہے کہ رانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متکنا علی قبر فقلال لا تؤذ صاحب هذا القبر او لا تؤذه رواہ احمد یعنی مجھے آنحضرتؐ نے ایک قبر پر نکلیے لگائے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ اس قبر والے کو تکفیر نہ دے۔ ان ہی احادیث کی بنا پر قبروں پر بیٹھنا منع ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر بیہقیؑ کا فعل جو مذکور ہوا کہ آپ قبروں پر بیٹھا کرتے تھے سو شاید ان کا خیال یہ ہو کہ بیٹھنا اس کے لئے منع ہے جو اس پر پاخانہ پیشاب کرے۔ مگر دیگر احادیث کی بنا پر مطلق بیٹھنا بھی منع ہے جیسا کہ مذکور ہوا یا ان کا قبر پر بیٹھنے سے مراد صرف نیک لگانا ہے نہ کہ اور پر بیٹھنا۔

حدیث مذکور سے قبر کا عذاب بھی ثابت ہوا ہو برحق ہے جو کمی آیات قرآنی و احادیث نبوی سے ثابت ہے۔ جو لوگ عذاب قبر کا انکار کرتے اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں۔ وہ قرآن و حدیث سے بے بہرہ اور گمراہ ہیں۔ مداہم اللہ۔ آمين

٨٢- بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدَّثِ عِنْدَ  
الْقَبْرِ، وَقُعُودِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ  
باب قبر کے پاس عالم کا بیٹھنا اور لوگوں کو نصیحت کرنا اور  
لوگوں کا اس کے ارد گرد بیٹھنا

سورہ قمر میں آیت (يخرجون من الأجداث) میں اجداث سے قبریں مراد ہیں۔ اور سورہ انفال میں بعض احادیث کے معنے اٹھائے جانے

کے ہیں۔ عربوں کے قول میں «بعثت حوضی» کا مطلب یہ کہ حوض کا تھلا حصہ اوپر کر دیا۔ ایفاض کے معنے جلدی کرنا۔ اور اگر مش کی قرأت میں الی نصب (فتح نون) ہے یعنی ایک شنی منصوب کی طرف تیزی سے دوڑے جا رہے ہیں تاکہ اس سے آگے بڑھ جائیں۔ نصب (بضم نون) واحد ہے اور نصیب (فتح نون) مصدر ہے اور سورۂ ق میں یوم الخروج سے مراد مردوں کا قبروں سے لکھنا ہے۔ اور سورۂ آنیاء میں پنسلوں یخرون کے معنے میں ہے۔

بَعْثَتْ حَوْضِيٌّ: أَنْ جَعَلْتُ أَسْفَلَهُ أَغْلَاهُ.  
الإِيْفَاضُ: الْإِسْرَاعُ. وَقَرَا الْأَغْمَشُ:  
هُلَى نَصْبِهِ: إِلَى شَنِيٍّ مَنْصُوبٍ  
يَسْتَبْقُونَ إِلَيْهِ. وَالنَّصْبُ وَاحِدٌ، وَالنَّصِيبُ  
مُضَنْدَرٌ. يَوْمَ الْخُرُوجِ مِنْ قُبُورِهِمْ:  
هُنَسِّلُونَ يَخْرُجُونَ.

**لَئِنْ يَرَنْجَعُ** حضرت امام بخاریؓ نے اپنی عادت کے مطابق یہاں بھی کئی ایک قرآنی الفاظ کی تشریع فرمادی ہے۔ قبروں کی مناسبت سے اجداد کے معنی اور بعثت کے معنے بیان کر دیئے۔ آئت میں ہے کہ قبروں سے اس طرح تکل کر بھائیں گے جیسے تمازوں کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ اس مناسبت سے ایفاض اور نصب کے معنے بیان کئے۔ اور ذلک یوم الخروج میں خروج سے قبروں سے لکھنا مراد ہے۔ اس لئے پنسلوں کا معنی بیان کر دیا۔ کیونکہ وہ بھی یخرون کے معنے میں ہے۔

حضرت محمد مطلق امام بخاریؓ نے یہ ثابت فرمایا کہ قبرستان میں اگر فرست نظر آئے تو امام عالم محمد وہاں لوگوں کو آخرت یاد دلانے اور ثواب و عذاب قبر پر مطلع کرنے کے لئے قرآن و حدیث کی روشنی میں وعظ سنائے ہے۔ جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے وعظ سنایا۔

مگر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ بیشتر لوگ جو قبرستان جلتے ہیں وہ محض تفریح اور وقت گزار دیتے ہیں اور بہت سے حق و سُکریت نوٹی میں مصروف رہتے ہیں۔ اور بہت سے مٹی لگنے تک اور ادھر مٹراغٹ کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے ایسے حفراں کو سچنا چاہئے کہ آخر ان کو بھی اسی جگہ آتا ہے اور قبر میں داخل ہوتا ہے۔ کسی نہ کسی دن تو قبروں کو یاد کر لیا کریں یا قبرستان میں جا کر تو موت اور آخرت کی یاد سے اپنے دلوں کو پکھلایا کریں۔ اللہ تعالیٰ سب کو یہ سمجھ عطا کرے۔ آمين۔

اہل بدعت نے بجائے مسنون طریقہ کے قبرستانوں میں اور نت نے طریقہ ایجاد کر لئے ہیں اور اب تو نتی بدعت یہ نکال گئی ہے کہ دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دیتے ہیں۔ خدا جانے اہل بدعت کو ایسی نتی نتی بدعتات کمال سے سوجھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بدعت سے بچا کر سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نہیں۔ آمين

(۱۳۶۲) ہم سے عثمان ابن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے بیان کیا، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن حبیب نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ تھے۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھے گئے۔ ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھے گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی جس سے آپ زمین کریڈنے لگے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں یا کوئی جان

۱۳۶۲ - حَدَّثَنَا عَفْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي جَرِينُ  
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبِيَّةَ عَنْ أَبِي  
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلَيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
قَالَ: ((كُنَّا فِي جَنَازَةٍ فِي بَقِيعِ الْفَرْقَادِ،  
فَأَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَعَدَ، وَقَعَدْنَا حَوْنَةً، وَمَعْنَةً  
مِخْصَرَةً). فَتَكَسََ فَجَعَلَ يَنْكُتُ  
بِمِخْصَرِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ  
أَوْ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٌ إِلَّا كُبَّ مَكَانُهَا

ایسی نہیں جس کاٹھکاتا جنت اور دوزخ دونوں جگہ نہ لکھا گیا ہو اور یہ بھی کہ وہ نیک بخت ہو گی یا بد بخت۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر کیوں نہ ہم اپنی تقدیر پر بھروسہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں کیونکہ جس کا نام نیک دفتر میں لکھا ہے وہ ضرور نیک کام کی طرف رجوع ہو گا اور جس کا نام بد بختوں میں لکھا ہے وہ ضرور بدی کی طرف جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جن کا نام نیک بختوں میں ہے ان کو اتنے کام کرنے میں ہی آسانی معلوم ہوتی ہے اور بد بختوں کو برے کاموں میں آسانی نظر آتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی ((فَامِنْ أَعْطَى وَأَنْقَى الْخُ))

منَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كَبِيَتْ شَفَقَةُ أَنْ سَعِينَةً)). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَكِلُّ عَلَى كَيْابِنَا وَنَدِعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَنْاسٍ مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيفُ إِلَى عَمَلٍ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيفُ إِلَى عَمَلٍ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ؟ قَالَ: ((أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُسْتَرُونَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُسْتَرُونَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ. ثُمَّ قَرَأَ: (فَأَمَّا مَنْ أَغْطَى وَأَنْقَى) الآية)).

[اطرافہ فی: ۴۹۴۵، ۴۹۴۶، ۶۶۰۵، ۷۷۵۲، ۶۲۱۷، ۴۹۴۸]

یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا اور پر ہیزگاری اختیار کی اور ابھتے دین کو سچا بانا اس کو ہم آسانی کے گھر لینے بھت میں بچھنے کی توفیق دیں گے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی شرح واللیل کی تفسیر میں آئے گی۔ اور یہ حدیث تقدیر کے اثبات میں ایک اصل عظیم ہے۔ آپ کے فرمائے کا مطلب یہ ہے کہ عمل کرنا اور محنت اٹھانا ضروری ہے۔ جیسے حکیم کہتا ہے کہ دوا کھائے جاؤ حالانکہ شخار بنا اللہ کا کام ہے۔

### ۸۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي قَاتِلِ النَّفْسِ بَابُ جو شخص خود کشی کرے اس کی سزا کے بیان میں۔

**تَسْبِيحٌ** اس باب کے لانے سے حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کی غرض یہ ہے کہ جو شخص خود کشی کرے جب وہ جنمی ہو تو اس پر جنازے کی نماز نہ پڑھنا چاہئے اور شاید امام بخاری نے اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے اصحاب سنن نے جابر بن سرہ سے نکلا کہ آخر حضرت مسیح موعید کے سامنے ایک جنازہ لایا گیا۔ اس نے اپنے تیس تیوں سے مارڈالا تھا تو آخر حضرت مسیح موعید نے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ مگر سنانی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ اور لوگوں کی مجرمت کے لئے ہو امام اور مقتدی ہو وہ اس پر نماز نہ پڑھے لیکن عوام لوگ پڑھ لیں۔ اور امام مالکؓ اور شافعیؓ اور ابو حیفہؓ اور جمیور علماء یہ کہتے ہیں کہ فاقس پر نماز پڑھی جائے گی۔ یہ بھی فاقس ہے اور عترت اور عمر بن عبد العزیز اور اوزاعی کے نزدیک فاقس پر نماز نہ پڑھیں، اسی طرح باعثی اور ڈاکو پر (وحیدی)

حافظ ابن حجر ابن منیر کا قول یوں نقل فرماتے ہیں۔ عادة البخاری اذا توقف في شئ ترجمة مهممة كانه ينهى على طريق الاجتهاد ولدقن عن مالك ان قاتل النفس لا تقبل توبته و مقتضاها ان لا يصلح عليه وهو نفس قول البخاري۔

یعنی امام بخاری رضی اللہ عنہ کی عادت یہ ہے کہ جب ان کو کسی امر میں توقف ہوتا ہے تو اس پر بہم باب منعقد فرماتے ہیں۔ گویا وہ طریق اجتاد پر منتبہ کرنا چاہیتے ہیں اور امام مالکؓ سے منقول ہے کہ قاتل نفس کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور اسی کا مقنونی ہے کہ اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ امام بخاریؓ کا یہی نٹاہے۔

(۱۳۶۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کما کہ ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے ثابت بن شحاتہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین پر ہونے کی جھوٹی قسم قصد آکھائے تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ اس نے اپنے لئے کہا ہے اور جو شخص اپنے کو دھاردار چیز سے ذمہ کر لے اسے جنم میں اسی تھیار سے عذاب ہوتا رہے گا۔

۱۳۶۳ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدٌ  
بْنُ زَرْيَعَ قَالَ حَدَّثَنَا حَالِدٌ عَنْ أَبِيهِ قَلَابَةَ  
عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّحَافِكَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ  
النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((مَنْ حَلَفَ بِيَمْلَةٍ غَيْرِ  
الْإِسْلَامِ كَادَنَا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ كَمَا قَالَ ،  
وَمَنْ قُتِلَ نَفْسَهُ بِحَدِيدَةٍ عَذَّبَ بِهِ فِي نَارِ  
جَهَنَّمَ)). [اطرافہ فی: ۴۱۷۱، ۴۸۴۳، ۶۰۴۷  
۶۱۰۵، ۶۰۵۲].

(۱۳۶۴) اور حجاج بن منہاں نے کما کہ ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے کما کہ ہم سے جندب بن عبد اللہ بکلی بن شحاتہ نے اسی (بصرے کی) مسجد میں حدیث بیان کی تھی نہ ہم اس حدیث کو بھولے ہیں اور نہ یہ ڈر ہے کہ جندب بن شحاتہ نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا ہوا ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص کو زخم لگا، اس نے (زخم کی تکلیف کی وجہ سے) خود کو مار ڈالا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے جان نکالنے میں مجھ پر جلدی کی۔ اس کی سزا میں جنت حرام کرتا ہوں۔

(۱۳۶۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کما کہ ہمیں شعیب نے خبر دی، کما کہ ہم کو ابو الزناد نے خردی، ان سے اعرج نے، ان سے ابو ہریرہ بن شحاتہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خود اپنا گلا گھوٹ کر جان دے ڈالتا ہے وہ جنم میں بھی اپنا گلا گھوٹنا رہے گا اور جو بر جھے یا تیر سے اپنے تیس مارے وہ دوزخ میں بھی اس طرح اپنے تیس مارتا رہے گا۔

باب منافقوں پر نماز جنازہ پڑھنا اور مشرکوں کے لئے طلب مغفرت کرنا ناپسند ہے۔

اس کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۱۳۶۴ - وَقَالَ حَجَاجٌ بْنُ مِنْهَاٰ حَدَّثَنَا  
حَرْيَزٌ بْنُ حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ ((قَالَ حَدَّثَنَا  
جَنْدَبٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ  
فَمَا نَسِيَنَا وَمَا نَخَافُ أَنْ يَكْنِدَ جَنْدَبٌ  
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((كَانَ بِرَجْلِ جِرَاحٍ  
قُتِلَ نَفْسَهُ، فَقَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: بَدَرَنِي  
عَنِي بِنَفْسِي، حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ)).

[طرفہ فی: ۳۴۶۳].

۱۳۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا  
شَعِيبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الرِّنَادِ عَنِ الْأَغْرَجِ  
عَنْ أَبِيهِ هَرِيرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ ((الَّذِي يَخْتَقُ نَفْسَهُ يَخْتَقُهَا فِي  
النَّارِ، وَالَّذِي يَطْعَنُهَا يَطْعَنُهَا فِي النَّارِ)).

[طرفہ فی: ۵۷۷۸].

۸۴ - بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ الصَّلَاةِ عَلَى  
الْمُنَافِقِينَ وَالْإِسْتِغْفَارِ لِلْمُشْرِكِينَ .  
رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(۱۳۶۶) ہم سے بھی بن یکیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یسٹ بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے، ان سے ابن عباس نے اور ان سے عمر بن خطاب بن پتوہ نے فرمایا کہ جب عبد اللہ بن الی ابن رسول مرا ترسوں اللہ بن پتوہ سے اس پر نماز جنازہ کے لئے کہا گیا۔ یعنی کرم اللہ بن پتوہ جب اس ارادے سے کھڑے ہوئے تو میں نے آپ کی طرف بڑھ کر عرض کیا یا رسول اللہ؟ آپ ابن الی کی نماز جنازہ پڑھاتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن فلاں بات کی خشی اور فلاں دن فلاں بات۔ میں اس کی کفر کی باتیں گنتے گا۔ لیکن رسول اللہ بن پتوہ یا سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا عمرا! اس وقت پوچھے ہٹ جاؤ۔ لیکن جب میں بار بار اپنی بات دہراتا رہا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے اختیار دے دیا گیا ہے، میں نے نماز پڑھائی پسند کی اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ ستر مرتبہ سے زیادہ مرتبہ اس کے لئے مغفرت مانگنے پر اسے مغفرت مل جائے گی تو اس کے لئے اتنی ہی زیادہ مغفرت مانگوں گا۔ حضرت عمر بن پتوہ نے بیان کیا کہ آخر حضرت پتوہ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور واپس ہونے کے تھوڑی دیر بعد آپ پر سورہ براءۃ کی دو آیتیں نازل ہوئیں۔ ”کسی بھی منافق کی موت پر اس کی نماز جنازہ آپ ہرگز نہ پڑھائیے۔“ آیت و ہم فاسقون تک اور اس کی قبر پر بھی مت کھرا ہو، ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو نہیں مانا اور مرے بھی تو نا فرمان رہ کر حضرت عمر بن پتوہ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ بن پتوہ کے حضور اپنی اسی دن کی دلیری پر تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ اللہ اور اس کے رسول (ہر مصلحت کو) زیادہ جانتے ہیں۔

**شیخ** عبد اللہ بن الی مدینہ کا مشور ترین منافق تھا۔ جو عمر بھر اسلام کے خلاف سازشیں کرتا رہا اور اس نے ہر ناک موقع پر مسلمانوں کو اور اسلام کو دھوکا دیا۔ مگر آخر حضرت پتوہ رحمۃ للعلیین تھے۔ انتقال کے وقت اس کے لڑکے کی درخواست پر جو سچا مسلمان تھا، آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت عمر بن پتوہ نے مخالفت کی اور یاد دلایا کہ فلاں فلاں موقع پر اس نے ایسے ایسے گستاخانہ الفاظ استعمال کئے تھے۔ مگر آخر حضرت پتوہ نے اپنی فطری محبت و شفقت کی بنا پر اس پر نماز پڑھی۔ اس کے بعد وضاحت کے ساتھ ارشاد باری نازل ہوا کہ ﴿وَلَا تُنْهِلْ عَلَى أَخْدِيْقَتْهُمْ مَاتَ أَبَدًا﴾ (التجہیز: ۸۲) یعنی کسی منافق کی آپ بھی بھی نماز

1366 - حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْبَرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي الْيَتُّ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّهُ قَالَ: (إِذَا مَاتَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبَدَ أَنَّهُ أَنَّ سَلَوْنَ دَعَى لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَصَلِّي عَلَى أَبْنِ أَبَدَ أَوْ لَكُنْدَةَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا وَكَذَا - أَعْدَدْ عَلَيْهِ قَوْلَهُ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: ((أَخْرُجْ عَنِي يَا عُمَرَ)). فَلَمَّا أَكْتَبْتُ عَلَيْهِ قَالَ: ((إِنِّي خَيْرٌ مَا فَخَتَّرْتُ لَهُ لَرِدَتْ عَلَيْهَا)). قَالَ لَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعْنِكْ إِلَّا يَسِيرًا حَتَّى نَزَّلَتِ الْآيَاتِ مِنْ بَرَاءَةٍ: (وَلَا تُنْهِلْ عَلَى أَخْدِيْقَتْهُمْ مَاتَ أَبَدًا) - إِلَى - (وَهُمْ فَاسِقُونَ) قَالَ: فَعَجِبْتُ بِمَنْ مِنْ جَرَاعَتِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ، وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. [أطراfe في : ۴۶۷۱].

جنازہ نہ پڑھیں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ رک گئے۔ حضرت عمر بن الخطبؓ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں اس دن آنحضرت ﷺ کے سامنے ایسی جرأت نہ کرتا۔ بہرحال اللہ پاک نے حضرت عمر بن الخطبؓ کی رائے کی موافقت فرمائی اور منافقین اور مشرکین کے بارے میں کلے لفظوں میں چنانچہ سوالے سے روک دیا گیا۔

آج کل نفاق اعتمادی کا علم ناممکن ہے۔ کیونکہ وحی والامام کا سلسلہ بند ہے۔ لہذا کسی کلمہ گو مسلمان کو جو بظاہر ارکان اسلام کا پابند ہو، اعتمادی منافق نہیں کہا جاسکتا۔ اور عملی منافق فاسق کے درجہ میں ہے۔ جس پر نماز جتازہ ادا کی جائے گی۔ وانہد اعلم بالصواب۔

پاپ لوگوں کی زبان پر میت کی تعریف ہو تو بہتر ہے

(۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا، کما کہ میں نے انس بن مالک بن شہر سے نہ، آپ نے فرمایا کہ صحابہ کا گزر ایک جنازہ پر ہوا، لوگ اس کی تعریف کرنے لگے (کہ کیا اچھا آدمی تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ پھر دوسرا سے جنائزے کا گزر ہوا تو لوگ اس کی برائی کرنے لگے آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ اس پر حضرت عمر بن خطاب بن شہر نے پوچھا کہ کیا چیز واجب ہو گئی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس میت کی تم لوگوں نے تعریف کی ہے اس کے لئے توجہ واجب ہو گئی اور جس کی تم نے برائی کی ہے اس کے لئے وزن واجب ہو گئی۔ تم لوگ زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔

(۱۳۶۸) ہم سے عفان بن مسلم صفار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے، ان سے عبد اللہ بن بریدہ نے، ان سے ابو الاسود دکلی نے کہ میں مدینہ حاضر ہوا۔ ان دونوں وہلیں ایک بیماری پھیل رہی تھی۔ میں حضرت عمر بن خطاب رض کی خدمت میں تھا کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا۔ لوگ اس میت کی تعریف کرنے لگے تو حضرت عمر رض نے فرمایا کہ واجب ہو گئی پھر ایک اور جنازہ گزرا، لوگ اس کی بھی تعریف کرنے لگے۔ اس مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ پھر تمیرا جنائزہ لکلا، لوگ اس کی برائی کرنے لگے اور اس مرتبہ بھی آپ نے یہی فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ ابو الاسود دکلی نے

٨٥ - بَابُ ثَنَاءِ النَّاسِ عَلَى الْمَيِّتِ  
١٣٦٧ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ  
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْفَزِيرِ بْنُ صَهْبَيْرٍ قَالَ  
سَمِعْتُ أَنَّسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
يَقُولُ: ((مَرُو بِجَنَّاتِهِ فَأَتَتْهَا عَلَيْهَا خَيْرًا،  
فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَجَبَتْ)). ثُمَّ مَرُوا  
بِآخَرِي فَأَتَتْهَا عَلَيْهَا شَرًا، فَقَالَ  
((وَجَبَتْ)). فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: مَا وَجَبَتْ؟ قَالَ: ((هَذَا  
الْأَنْتِيمُ عَلَيْهِ خَيْرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَهَذَا  
الْأَنْتِيمُ عَلَيْهِ شَرًا فَوَجَبَتْ لَهُ الدَّارُ. أَتَمْ  
شَهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ؟)).

[٢٦٤٢] : طرفه في

١٣٦٨ - حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ذَاوِدٌ بْنُ أَبِي الْفَرَاتِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرْيَدَةَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ : قَدِيمَتْ الْمَدِينَةُ - وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرْضٌ - فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَمَرَأَتْ بِهِمْ جَنَاحَةً فَأَتَيْتُهُ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ : لَمْ يَأْخُرْ فَأَتَيْتُهُ عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا، فَقَالَ عُمَرُ : وَجَبَتْ : لَمْ يَأْخُرْ

بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ امیر المؤمنین کیا چیز واجب ہو گئی؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس وقت وہی کما جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس مسلم کی اچھائی پر چار شخص گواہی دے دیں اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے کہا اور اگر تین گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا کہ تین پر بھی پھر ہم نے پوچھا اور اگر دو مسلمان گواہی دیں؟ آپ نے فرمایا کہ دو پر بھی۔ پھر ہم نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر ایک مسلمان گواہی دے تو کیا؟

فَالثَّيْنِ عَلَى صَاحِبِهَا هُرُمٌ، فَقَالَ: وَجَهْتَ  
فَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدَ فَقُلْتُ وَمَا وَجَهْتَ يَا  
أَبِيهِ الرَّسُولِ أَمْ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: فَلَنْتَ كَمَا قَالَ  
النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا مُسْلِمٌ شَهَدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ  
بِخَيْرٍ أَذْخَلَهُ اللَّهُ النَّجَّةَ)). فَقُلْتُ: وَلَلَّاهِ؟  
قَالَ: ((وَلَلَّاهِ)). فَقُلْتُ: وَالْأَنَّ؟ قَالَ:  
((وَالْأَنَّ)). ثُمَّ لَمْ تَسْأَلَهُ عَنِ الْوَاحِدِ.

[طرفة فی: ۲۶۴۳].

**لَشِیْخُ حَمْدَنْ** باب کا مقصد یہ ہے کہ مرے والوں کی نبیوں کا ذکر خیر کرنا اور اسے یہ لفظوں سے یاد کرنا بہتر ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: فی رواية النضر بن انس عن ابيه عند الحاکم كت قاعدا عند النبی صلی الله عليه وسلم ثم بجنازة فقال ما هذه الجنائزه قالوا جنازة فلان الفلاني كان يحب الله ورسوله ويصل بطاعة الله ويسعی لها وقال حد ذلك في الغی التواعليها هرفا ففسر ما بهم من الخير والشر في رواية عبد العزيز والحاکم ایہا من حدیث جابر فقال بعضهم لعم المرالقد كان عفیها مسلما وفيه ایہا فقال بعضهم بنس العرا کان ان کان لفظا غلیظا (فتح الباری)

یعنی مند حاکم میں نفر بن انس من ابیہ کی روایت میں یوں ہے کہ میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جذے وہاں سے گزار گیا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کس کا جذے ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلان بن فلان کا ہے جو اللہ اور رسول سے محبت رکھتا اور طاعت الہی میں عمل کرتا اور کوشش رہتا تھا اور جس پر برائی کی گئی اس کا ذکر اس کے برکس کیا گیا۔ پس اس روایت میں ابہام خود شرکی تفصیل مذکور ہے اور حاکم میں حدیث جابر بھی یوں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ یہ شخص بت اچھا پاک دامن مسلمان قما اور دوسرے کے لئے کہا گیا کہ وہ برا آدمی اور بد اخلاق سخت کلامی کرنے والا تھا۔

خلاصہ یہ کہ مرے والے کے متعلق اہل ایمان یہ لفظ لوگوں کی شہادت جس طور بھی ہو وہ بڑا وزن رکھتی ہے لفظ انتہم شهداء الله فی الارض میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔ خود قرآن مجید میں بھی یہ مضمون ان لفظوں میں مذکور ہے وَكُلُّكُمْ جَنَاحُكُمْ أَمَّةٌ وَّ سَنَّا  
لِتَكُونُوا شُهَدًا عَلَى النَّاسِ (آل عمرہ: ۱۳۳) ہم نے تم کو درمیانی امت ہٹالیا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بن جاؤ۔ شہادت کی ایک صورت یہ بھی ہے جو ہمارا حدیث میں مذکور ہے۔

### باب عذاب قبر کا بیان

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ انعام میں) فرمایا  
اور اے پیغمبر! کاش تو اس وقت کو دیکھے جب ظالم کافر موت کی نختیوں  
میں گرفتار ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتے جاتے  
ہیں کہ اپنی جانیں نکالو آج تمہاری سزا میں تم کو رسائی کا عذاب (یعنی  
قبر کا عذاب) ہوتا ہے۔

٨٦- باب ما جاءَ فِي عَذَابِ الْقِبْرِ،

وَقُولُهُ تَعَالَى

﴿وَلَوْزَ تَرَا إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ  
الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ تَبَسَّطُ أَيْدِيهِمْ  
أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ  
الْهُوَنِ﴾ [الأنعام: ٩٣]

امام بخاری نے کہا کہ لفظ ہون قرآن میں ہوان کے معنے میں ہے یعنی ذلت اور رسولی اور ہون کا معنی زمی اور طامتہ ہے

اور اللہ نے سورۃ توبہ میں فرمایا کہ ہم ان کو دوبار عذاب دیں گے۔ (یعنی دنیا میں اور قبر میں) پھر بڑے عذاب میں لوٹائے جائیں گے۔ اور سورۃ مومن میں فرمایا فرعون والوں کو برے عذاب نے گھیر لیا، سچ اور شام آں کے سامنے لائے جاتے ہیں اور قیامت کے دن تو فرعون والوں کے لئے کہا جائے گا ان کو سخت عذاب میں لے جاؤ۔

امام بخاری نے ان آتوں سے قبر کا عذاب ثابت کیا ہے۔ اس کے سوا اور آیتیں بھی ہیں۔ آیت ﴿يَبْيَثُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِت﴾ (ابراهیم: ۲۷) آخر تک یہ بالاتفاق سوال قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ آگے مذکور ہے۔

(۱۳۶۹) ہم سے حضن بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے علقمہ بن مرشد نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے اور ان سے براء بن عازب نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب اپنی قبر میں بھالیا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ وہ شادوت درتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہیں۔ تو یہ اللہ کے اس فرمان کی تعبیر ہے جو سورۃ ابراہیم میں ہے کہ اللہ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں ٹھیک بات یعنی توحید پر مضبوط رکھتا ہے۔

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غدر نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے یہی حدیث بیان کی۔ ان کی روایت میں یہ زیادتی بھی ہے کہ آیت ﴿وَيَبْيَثُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ ”اللہ مومنوں کو ثابت قدمی بخدا ہے“ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۳۷۰) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے صالح نے، ان سے تافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے انسیں خبر دی کہ نبی کرم ﷺ کو نویں (جس میں بدر کے مشرک مقتولین کو ڈال دیا گیا تھا) والوں کے قریب آئے اور فرمایا تمہارے مالک نے جو تم سے چاہو دہ کیا تھا اسے تم لوگوں نے پالیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ مردوں کو خطاب کرتے

قالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَفْوَنْ: هُوَ الْهَوَانُ..  
وَالْهَوَانُ الرَّفْقُ.

وقوله جلت ذکرہ: ﴿هُوَ سَعْدَدُهُمْ مَرْتَبَتِنَ فَمَنْ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ﴾ [التعبد: ۱۰۱].

وقوله تعالیٰ: ﴿هُوَ حَاقٌ بَالِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ، النَّارُ يُغَرِّضُونَ عَلَيْهَا غَدُرًا وَعَشِيًّا، وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَذْجَلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ [غافر: ۴۵].

امام بخاری نے ان آتوں سے قبر کا عذاب ثابت کیا ہے۔ اس کے سوا اور آیتیں بھی ہیں۔ آیت ﴿يَبْيَثُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِت﴾ (ابراهیم: ۲۷) آخر تک یہ بالاتفاق سوال قبر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

۱۳۶۹ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْمَدِيَّ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَيْنَدَةَ عَنْ أَبِيهِ بْنِ عَزِيزٍ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَفْعَدْتَ الْمُؤْمِنِ فِي قَبْرِهِ أَتَيَتْهُ شَهَادَةً أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَلَدُكَ قَوْلُهُ: ﴿يَبْيَثُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِت﴾)).

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَنَدْرٌ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ بْنَ هَدْدَأَ، وَرَوَاهُ: ﴿يَبْيَثُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِهِمْ نَزَّلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ﴾.

[طرفة فی: ۴۶۹۹]

۱۳۷۰ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَقْتُرُبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ أَنَّ أَبَنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ: ((اطْلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَهْلِ الْقَلْنِيْبِ فَقَالَ: ((وَجَدْتُمْ مَا وَعَدْ رَبُّكُمْ حَقًّا)). فَقَيْلَ لَهُ :

ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تم کچھ ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو البتہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔

أَذْنَغُو أَفْوَاتِهِ فَقَالَ: ((مَا أَتَمْ بِاسْمَعِ  
مِنْهُمْ، وَلَكِنْ لَا يُجِيَّبُونَ)).

[طرفة فی : ۳۹۸۰، ۴۰۲۶].

(۱۷۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان بن عبینہ نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی خاتم النبی عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر لے کا فرزوں کو یہ فرمایا تھا کہ میں جوان سے کما کر تھا اب ان کو معلوم ہوا ہو گا کہ وہ حق ہے۔ اور اللہ نے سورہ روم میں فرمایا اے پیغمبر! تو مردوں کو نہیں ساکلت۔

١٣٧١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ إِلَّا أَنْ مَا كُنْتُ أَقُولُ حَقٌّ، وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: «فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمُؤْمِنَى»)).

[طرفة فی : ۳۹۷۹، ۴۰۲۷].

(۱۷۴) ہم سے عبدالان نے بیان کیا کہا مجھ کو میرے باپ (عمان) نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہوں نے اشعث سے نا، انہوں نے اپنے والد ابو الش tua سے، انہوں نے مسروق سے اور انہوں نے عائشہ رضی خاتم النبی عنہ نے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی۔ اس نے عذاب قبر کا ذکر چھیڑ دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کو عذاب قبر سے محفوظ رکے۔ اس پر عائشہ رضی خاتم النبی عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے اس کا جواب یہ دیا کہ ہاں عذاب قبر حق ہے۔ عائشہ رضی خاتم النبی عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور اس میں عذاب قبر سے خدا کی پناہ نہ مانگی ہو۔ غدر نے عذاب القبر حق کے الفاظ زیادہ کئے۔

١٣٧٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُهُ عَنْ أَخْبَرِنِي أَبِيهِ عَنْ شَعْبَةَ قَالَ سَيَغُوتُ الْأَشْعَثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((أَنَّ يَهُودِيًّا دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَلَدَّكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا: أَغَادِكَ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَسَأَلَتْ عَائِشَةَ رَسُولَ اللَّهِ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ: نَعَمْ، عَذَابُ الْقَبْرِ، قَالَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامَ بَعْدَ صَلَوةِ إِلَّا تَعْوَذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)). زاد غذر: ((عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ)).

١٣٧٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَلَيْمانَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَرْوَةُ بْنُ الزُّبَيرِ أَنَّهُ سَمِعَ أَسْمَاءَ بْنَتَ أَبِيهِ بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا تَقُولُ: ((قَامَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يَقْتَصِنُ فِيهَا الْمَرْءَةُ)).

(۱۷۵) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے یونس نے ابن شاہب سے خبر دی، انہوں نے کہا مجھے عروہ بن زیر نے خبر دی، انہوں نے اسماۃ بنی بکر رضی اللہ عنہم سے نا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے قبر کے امتحان کا ذکر کیا جمال انسان جانچا جاتا ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا

ذکر کر رہے تھے تو مسلمانوں کی چیکیاں بندہ گئیں۔

فَلَمَّا ذُكِرَ ذَلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ  
ضَجَّةً). [راجع: ۸۶]

(۷۳) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید نے بیان کیا، ان سے قنادہ نے اور ان سے انس بن مالک ہبتو نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اُدی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور جنازہ میں شریک ہونے والے لوگ اس سے رخصت ہوتے ہیں تو ابھی وہ ان کے جو توں کی آواز سنتا ہوتا ہے کہ دو فرشتے (منکر بکیر) اس کے پاس آتے ہیں، وہ اسے بھاکر پوچھتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں تو کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ مومن تو یہ کہ گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس جواب پر اس سے کما جائے گا کہ تو یہ دیکھے اپنا جنم کا ٹھکانا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بدله میں تمہارے لئے جنت میں ٹھکانا دے دیا۔ اس وقت اسے جنم اور جنت دونوں ٹھکانے دکھائے جائیں گے۔ قنادہ نے بیان کیا کہ اس کی قبر خوب کشاوہ کر دی جائے گی (جس سے آرام و راحت ملے) پھر قنادہ نے انس کی حدیث بیان کرنی شروع کی، فرمایا اور منافق و کافر سے جیب کما جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تو کیا کہتا تھا تو وہ جواب دے گا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں میں بھی وہی کہتا تھا جو دوسرا سے لوگ کہتے تھے۔ پھر اس سے کما جائے گا نہ تو نے جانے کی کوشش کی اور نہ سمجھنے والوں کی رائے پر چلا۔ پھر اسے لوہے کے گرزوں سے بڑی زور سے مارا جائے گا کہ وہ جیچ پڑے کا اور اس کی جیچ کو جن اور انسانوں کے سوا اس کے آس پاس کی تمام حکومت نے گی۔

### باب قبر کے عذاب سے پناہ مانگنا

(۷۵) ہم سے محمد بن شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید قنان نے، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا کہ محمد سے عون بن ابی جحیفہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد ابو جحیفہ نے، ان سے براء بن عازب

۱۳۷۴ - حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ عَنْ قَنَادَةَ عَنْ أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ حَدَّثَنِمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((إِنَّ الْعَنْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّتِي عَنْهُ أَصْحَابَهُ - وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نَعَالِيهِمْ - أَتَاهُ مَلْكَانِ لَيَقْعِدَنِيهِ فَيَقُولُ : مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ لِمَحْمَدٍ)). فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَنْهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ. فَيَقَالُ لَهُ : أَنْظِرْ إِلَيَّ مَقْعِدِكِ مِنَ النَّارِ، فَذَكَرَ لَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعِدًا مِنَ الْجَنَّةِ، فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا)) قَالَ قَنَادَةَ : ((وَذَكَرَ لَنَا أَنَّهُ يَفْسَحُ فِي قَبْرِهِ)). ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيفَتِهِ أَنْسٌ قَالَ : ((وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيَقَالُ لَهُ : مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ : لَا أَذْرِي، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُهُ النَّاسُ. فَيَقَالُ : لَا ذَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ. وَيَضْرِبُ بِسَطَارِقَ مِنْ حَدِيفَتِهِ ضَرَبَةً، فَيَصِحُّ صَبِحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرُ الْقَلْبِينَ)). [راجع: ۱۳۲۸]

۱۳۷۵ - بَابُ التَّعْوِذِ مِنْ عَذَابِ الْفَنَرِ  
خَذَّلَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْنِي قَالَ حَذَّلَنَا بَعْثَنِي قَالَ حَذَّلَنَا شَعْبَةَ قَالَ : حَذَّلَنِي حُوْنُ بْنُ أَبِي جَعْفَرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ الْمَرَاءِ

نے اور ان سے ابو ایوب انصاری رض نے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر تشریف لے گئے، سورج غروب ہو چکا تھا، اس وقت آپ کو ایک آواز سنائی دی۔ (یہودیوں پر عذاب قبر کی) پھر آپ نے فرمایا کہ یہودی پر اس کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ اور نفر بن شمیل نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خردی، ان سے عون نے بیان کیا، انسوں نے اپنے باپ ابو جحیفہ سے سنا، انسوں نے براء سے سنا، انسوں نے ابو ایوب انصاری رض سے اور انسوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

(۷۶) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کما ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے موکیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے خالد بن سعید بن عاصی کی صاحبزادی (ام خالد) نے بیان کیا، انسوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے سن۔

(۷۷) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، انسوں نے کما ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے مکیٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کرتے تھے "اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے اور کافے دجال کی بلاسے تیری پناہ چاہتا ہوں"۔

**لَذِيجُونَ** عذاب قبر کے بارے میں علامہ شیخ سفاری بن الارشی اپنی مشور کتاب لوعام انوار البھیہ میں فرماتے ہیں۔ و منها ای الامور التي يحب الایمان بها وانها حق لا ترد عذاب القبر قال الحافظ جلال الدين السيوطي في كتابه "شرح الصدور في ححوال الموتى والقبور" قد ذكر الله عذاب القبر في القرآن في عدة أماكن كما بينته في الأكليل في اسرار التزيل انتهى قال الحافظ ابن رجب في كتابه "آموال القبور" في قوله تعالى فلولا اذا بلغت الحلقوم الى قوله ان هذا لهو الحق المبين عن عبدالرحمن بن ابی ليلى قال لا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم هذه الايات قال اذا كان عند الموت قيل له هذا فلان كان من اصحاب اليمين احب لقاء الله واحب الله لقاءه وان كان من اصحاب الشأم كره لقاء الله وكره الله لقاءه .

وقال الامام المحقق ابن القیم في كتاب الروح قول السائل ما الحکمة في ان عذاب القبر لم یذكر في القرآن صریحاً مع شدة الحاجة الى معرفته والایمان به ليحذر الناس ويتنقى فاجاب عن ذلك بوجهين مجلل ومفصل اما المجل فان الله تعالى نزل على رسوله وحین فاوجب على عباده الایمان بهما والعمل بما فيهما واما الكتاب والحكمة قال تعالى واقن علىك

نْ هَازِبٌ عَنْ أَبِي الْيَوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: ((عَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَلَذِيجُونَ الشَّمْسُ، فَسَمِعَ صَوْنَا فَقَالَ: ((يَهُودُ تُعَذَّبُ فِي قُبَرِهَا)). وَقَالَ النَّبِيُّ: أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْنَ سَعِيفَتُ أَبِي قَالَ: سَعِيفَتُ الْمُهَاجَرَةَ عَنْ أَبِي الْيَوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

۱۳۷۶ - حَدَّثَنَا مَعْلُوٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبَتْ عَنْ مُوسَى بْنِ عَفْيَةَ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبْنَةُ خَالِدٍ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ الْعَاصِي ((أَنَّهَا سَعِيفَتُ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ يَعْوَذُ مِنْ عَذَابِ الْقُبُرِ)).

[طرفة فی : ۶۳۶۴].

۱۳۷۷ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقُبُرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيقَ الْدَّجَالِ))).



الكتاب والحكمة وقال تعالى هو الذي بعث في الاميين رسوله منهم الى قوله ويعلمهم الكتاب والحكمة وقال تعالى واذكرون ما يتعلى في بيتكن الاية . والحكمة هي السنة باتفاق السلف وما اخبر به الرسول عن الله فهو في وجوب تصديقه والایمان به كما اخبر به الرب على لسان رسوله فهذا اصل متفق عليه بين اهل الاسلام لا ينكره الا من ليس منهم وقال النبي صلى الله عليه وسلم انى اوتيت الكتاب ومثله معه قال المحقق واما الجواب المفصل فهو ان تعيم البرزخ وعدايه مذكور في القرآن مواضع منها قوله تعالى ولو ترى اذ الظلمون في غمرات الموت الاية وهذا خطاب لهم عند الموت قطعا وقد اخبرت الملائكة وهم الصادقون انهم حينئذ يجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق وكتم عن آياته تستكرون ولو تأخر عنهم ذلك الى انقضاء الدنيا لما صنعوا يقال لهم اليوم تجزون عذاب الهون وقوله تعالى فوقاء الله سينات ما مكروا الى قوله يعرضون عليها غدوا وعشيا الاية فذكر عذاب الدارين صريحا لا يحتمل غيره ومنها قوله تعالى فذرهم حتى يلاقوا يومهم الذى فيه يصعقون . يوم لا يغنى عنهم كيدهم شيئا ولا هم ينصرعون انتهى كلامه .

واخرج البخاري من حديث ابي هريرة رضي الله عنه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوا اللهم انى اعوذ بك من عذاب القبر و اخرج الترمذى عن علي رضي الله عنه انه قال ما زلتنا في شك من عذاب القبر حتى نزل الحكم التكاثر حتى زرت المقابر و قال ابن مسعود اذا مات الكافر اجلس في قبره فيقال له من ربك وما دينك فيقول لا ادرى فيضيق عليه قبره ثم قرأ ابن مسعود فان له معيشة ضنكًا قال المعيشة الضنك هي عذاب القبر و قال البراء بن عازب رض في قوله تعالى ولنديقهم من العذاب الاذنى دون العذاب الاكبر قال عذاب القبر وكذا قال قتادة والرابع بن انس في قوله تعالى سنعلبهم مرتين احدهما في الدنيا والآخر عذاب القبر

اس طویل عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ عذاب قبر حق ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے۔ اللہ پاک نے قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ تفصیل ذکر حافظ جلال الدین سیوطی کی کتاب ”شرح الصدور“ اور ”اکلیل فی اسرار الشیزل“ میں موجود ہے۔ ملاحظ ابن رجب نے اپنی کتاب ”احوال القبور“ میں آیت شریفہ ﴿فَلَوْلَا إِذَا بَلَّغَتِ الْحَلْقَةَ﴾ (الواقعہ : ۸۳) کی تفسیر میں عبدالرضا بن ابی سلی سے روایت کیا ہے کہ رسول کشم رض نے ان آیات کو تلاوت فرمایا اور فرمایا کہ جب موت کا وقت آتا ہے تو مرے والے سے یہ کہا جاتا ہے۔ پس اگر وہ مرے والا دائیں طرف والوں میں سے ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے مٹے کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے مٹے کو محبوب رکھتا ہے اور اگر وہ مرے والا بائیں طرف والوں میں سے ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو کروہ رکھتا ہے اور اللہ پاک اس کی ملاقات کو کروہ رکھتا ہے۔

اور علامہ محقق امام ابن قیم<sup>ر</sup> نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ اس امر میں کیا حکمت ہے کہ صراحت کے ساتھ قرآن مجید میں عذاب قبر کا ذکر نہیں ہے حالانکہ یہ ضروری تھا کہ اس پر ایمان لانا ضروری ہے تاکہ لوگوں کو اس سے ڈر پیدا ہو۔ حضرت علامہ نے اس کا جواب بجمل اور مفصل ہر دو طور پر دیا۔ بجمل تو یہ دیا کہ اللہ نے اپنے رسول پر دسم کی وحی نازل کی ہے اور ان دونوں پر ایمان لانا اور ان دونوں پر عمل کرنا واجب قرار دیا ہے اور وہ کتاب اور حکمت ہیں جیسا کہ قرآن مجید کی کئی آیات میں موجود ہے اور سلف صالحین سے مختصر طور پر حکمت سے سنت (حدیث بنوی) مراد ہے اب عذاب قبر کی خبر اللہ کے رسول رض نے صحیح احادیث میں دی ہے۔ پس وہ خبریقینا اللہ ہی کی طرف سے ہے جس کی تصدیق واجب ہے اور جس پر ایمان رکھنا فرض ہے۔ (جیسا کہ رب تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان حقیقت ترجمان سے صحیح احادیث میں عذاب قبر کے متعلق بیان کرایا ہے) پس یہ اصول الہ اسلام میں متفق ہے اس کا وعی فحص انکار کر سکتا ہے جو الہ اسلام سے باہر ہے۔ نبی کشم رض نے فرمایا کہ خبردار رہو کہ میں قرآن مجید دیا گیا ہوں اور اس کی مثال ایک اور کتب (حدیث) بھی دیا گیا ہوں۔

پھر حقیق علامہ ابن قیم نے تفصیلی جواب میں فرمایا کہ بزرگ کا عذاب قرآن مجید کی بہت سی آیات سے ثابت ہے اور بزرگ کی بہت سی نعمتوں کا بھی قرآن مجید میں ذکر موجود ہے۔ (یعنی عذاب و ثواب قبر ہے) ان آیات میں سے ایک آیت ۴۳: ﴿وَلَنْ تَرَى إِذَا الظَّالِمُونَ فِي نَعْمَاتِ الْفُؤَادِ الْخَ﴾ (الانعام: ۴۳) بھی ہے (جس میں ذکر ہے کہ اگر تو ظالموں کو موت کی بے ہوشی کے عالم میں دیکھے) ان کے لئے موت کے وقت یہ خطاب قطعی ہے اور اس موقع پر فرشتوں نے خبر دی ہے جو بالکل چیز ہیں کہ ان کافروں کو اس دن رسولی کا عذاب کیا جاتا ہے اور کما جاتا ہے کہ یہ عذاب تمہارے لئے اس وجہ سے ہے کہ تم اللہ پر ناقص جھوٹی پاٹیں باندھا کرتے تھے اور تم اس کی آیات سے تکبر کیا کرتے تھے۔ یہاں اگر عذاب کو دنیا کے خاتمه پر موخر مانا جائے تو یہ صحیح نہیں ہو گا یہاں تو ”آج کا دن“ استعمال کیا گیا ہے اور کما گیا ہے کہ تم کو آج کے دن رسولی کا عذاب ہو گا۔ اس آج کے دن سے یقیناً قبر کے عذاب کا دن مراد ہے۔

اور دوسری آیت میں یوں مذکور ہے کہ ﴿وَحَاقَ بِإِلَيْهِ فَزَعْنَ مَوْءِنَ الْعَذَابِ ۝ أَتَأَنْتَ يَنْهَا حَذَّرُوا وَعَشِيشًا﴾ (المومن: ۳۶) یعنی فرعونیوں کو سخت ترین عذاب نے گھیر لیا جس پر وہ ہر صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ اس آیت میں عذاب دارین کا صریح ذکر ہے اس کے سوا اور کسی کا اختلال ہی نہیں (دارین سے قبر کا عذاب اور پھر قیامت کے دن کا عذاب مراد ہے)

تیسرا آیت شریفہ ﴿فَلَذَّهُمْ حَتَّى يَلْفَزُوا بِوَمْلِمِ الَّذِي فِيهِ يُضْعَفُونَ﴾ (الطور: ۳۵) ہے۔ یعنی اے رسول! ان کافروں کو چھوڑ دیجئے۔ یہاں تک کہ وہ اس دن سے ملاقات کریں جس میں وہ بے ہوش کر دیئے جائیں گے، جس دن ان کا کوئی کر ان کے کام نہیں آسکے گا اور نہ وہ حد کے جائیں گے۔ (اس آیت میں بھی اس دن سے موت اور قبر کا دن مراد ہے)

بخاری شریف میں حدیث ابی ہریرہؓ میں ذکر ہے کہ رسول کشم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اللهم انی اعوذ بک من عذاب القبر اے اللہ! میں تھوڑے عذاب قبر سے تمہیں بناہ چاہتا ہوں اور ترمی میں حضرت علی بن مسیح سے مردی ہے کہ عذاب قبر کے بارے میں ہم مخلوق رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ آیات ﴿أَلْهَكُمُ الشَّكَاثُ حَتَّى زُذُّمُ الْمُقَبَّرِ﴾ (الثاثر: ۲) نازل ہوئی (گویا ان آیات میں بھی مراد قبر کا عذاب ہی ہے) حضرت ابن مسعود رضوی نے فرمایا کہ جب کافر مرتا ہے تو اسے قبر میں بھیجا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے تم ارب کون ہے؟ اور تمہارا دین کیا ہے۔ وہ جواب دیتا ہے کہ میں کوئی نہیں جانتا۔ پس اس کی قبر اس پر نکل کر دی جاتی ہے۔ پس حضرت ابن مسعودؓ نے آیت ﴿وَمَنْ أَغْرِضَ عَنِ يَتَكَرَّرِ فَإِنَّ لَهُ مُعِيشَةً مُنْكَرَةً﴾ (طہ: ۱۲۳) کو پڑھا (کہ جو کوئی ہماری یاد سے منہ مورے گا اس کو نہیت نکل زندگی ملے گی) یہاں نکل زندگی سے قبر کا عذاب مراد ہے۔ حضرت براء بن عازب نے آیت شریفہ ﴿وَلَنْ يَنْهَا مِنْ الْعَذَابِ الْأَذَلِيَّ ذُنُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ﴾ (السجدۃ: ۲۱) کی تفسیر میں فرمایا کہ یہاں بھی عذاب قبری کا ذکر ہے۔ یعنی کافروں کو بڑے سخت ترین عذاب سے پہلے ایک اولیٰ عذاب میں داخل کیا جائے گا (اور وہ عذاب قبر ہے) ایسا ہی تقدیر اور ریچ بن انس نے آیت شریفہ ﴿سَعَدَهُمْ مِنْ تِبَّعِهِمْ الْتَّوْبَةُ ۝ هُمْ أَنَّ كُوْدَوْ دَفَعَ عَذَابَ مِنْ جَلَّا كَرِينَ گَرَّ﴾ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ کہ ایک عذاب سے مراد دنیا کا عذاب اور دوسرے سے مراد قبر کا عذاب ہے۔

قال الحافظ ابن رجب وقد تواترت الاحاديث عن النبي صلی الله علیہ وسلم في عذاب القبر یعنی حافظ ابن رجب فرماتے ہیں کہ عذاب قبر کے بارے میں نبی کشم ﷺ سے متواتر احادیث مروی ہیں جن سے عذاب قبر کا حق ہونا ثابت ہے۔ پھر علامہ نے ان احادیث کا ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ یہاں بھی چند احادیث ذکر ہوئی ہیں۔

باب اثبات عذاب القبر پر حضرت حافظ ابن حجرؓ فرماتے ہیں: لم یتعرض الصنف في الترجمة لكون عذاب القبر يقع على الروح فقط او عليها وعلى الجسد و فيه خلاف شہیر عبدالمتکلمین و كانه تركه لأن الأدلة التي يوضأها ليست قاطعة في أحد الامرين فلم يتقدله الحكم في ذلك و اكتفى باثبات وجوده خلافاً لمن نفاه مطلقاً من الخوارج وبعض المعتزلة كضرار بن عمرو وبشر المربيسي ومن افقيهم وخالفهم في ذلك اکثر المعتزلة وجمع اهل السنة وغيرهم ، اکثروا من الاحتجاج له وذهب بعض المعتزلة كالجیانی الى انه يقع على

الکفار دون المؤمنین وبعض الاحادیث الائمه ترد علیہم ایضاً (فتح الباری)

خلاصہ یہ کہ مصنف (امام بخاری) نے اس بارے میں کچھ تعریض نہیں فرمایا کہ عذاب قبر فقط روح کو ہوتا ہے یا روح اور جسم ہر دو پر ہوتا ہے۔ اس بارے میں مشکلین کا بہت اختلاف ہے۔ حضرت امام نے قصداً اس بحث کو چھوڑ دیا۔ اس لئے کہ ان کے حسب نشاء کچھ والا کل قطعی اس بارے میں نہیں ہیں۔ میں آپ نے ان مباحثت کو چھوڑ دیا اور صرف عذاب قبر کے وجود کو ثابت کر دیا۔ جبکہ خواجہ اور کچھ معتزلہ اس کا انکار کرتے ہیں جیسے ضرار بن عمرو، بشر مریمی وغیرہ اور ان لوگوں کی جملہ المست کلہ کچھ معتزلہ نے بھی مخالفت کی ہے اور بعض معتزلہ جیانی وغیرہ اور گئے ہیں کہ عذاب قبر صرف کافروں کو ہوتا ہے ایمان والوں کو نہیں ہوتا۔ مذکور بعض احادیث ان کے اس غلط عقیدہ کی تردید کر رہی ہیں۔

بہرحال عذاب قبر حق ہے جو لوگ اس بارے میں ٹھوک و شہمات پیدا کریں ان کی محبت سے ہر مسلمان کو دور رہنا واجب ہے اور ان کلے ہوئے والا کل کے بعد بھی جن کی شفی نہ ہو ان کی بدایت کے لئے کوشش ہونا بیکار حکم ہے۔ وبالله التوفیق۔

تفصیل مزید کے لئے حضرت مولانا الشیخ عیین اللہ صاحب مبارک پوری مدرسہ العالی کا ایمان ذیل قتل مطالعہ ہے حضرت موصوف لکھتے ہیں:

باب البات عذاب القبر قال في المعمات المراد بالقبر ههنا عالم البرزخ قال تعالى ومن وراءهم بربخ الى يوم يبعثون وهو عالم بين الدنيا والآخرة له تعلق بكل منهما وليس المراد به الحفرة التي يدخلن فيها الميت فرب ميت لا يدخلن كالغريق والمعريق والماكول في بطن الحيوانات يذهب ويتمم ويسال والنما خص العذاب بالذكر للاهتمام ولا ان العذاب اکثر لکفارة الكفار والعصاة انتهي فلت حاصل ما قبل في بيان المراد من البرزخ انه اسم لانقطاع الحياة في هذا العالم المشهود اى دار الدنيا وابعداء حياة اخرى فيبدا الشئي من العذاب او العيم بعد انقطاع الحياة الدنيا فهو اول دار الجزاء ثم توفي كل نفس ما كسبت يوم القيمة عند دخولها في جهنم او الجنة وانما اضيف عذاب البرزخ ونعيمه الى القبر لكون مظنه يقع فيه ولكون الغائب على الموتى ان يقروا والا فالكافر ومن شاء الله عذابه من العصاة يذهب بعد موته ولو لم يدخلن ولكن ذلك محجوب عن الخلق الامن شاء الله وقيل لا حاجة الى التاویل فان القبر اسم للمكان الذي يکون فيه الميت من الارض ولا شك ان محل الانسان ومسکنه بعد القطاع الحياة الدنيا هي الارض كما انها كانت مسکنا له في حياته قبل موته قال تعالى الم يجعل الارض كفاتا احياء واماوات اي ضامة للاحيا والاموات تجمعهم وتضمهم وتحوزهم فلا محل للميت الا الارض سواء كان غريقا او حريقا او ماکولا في بطن الحيوانات من السبع على الارض والظبور في الهواء والحيتان في البحر فان الغريق يرسب في الماء فيسقط الى اسفله من الارض او الجبل ان كان تحته جبل وكذا الحريق بعد ما يصحر ماذا لا يستقر الا على الارض سواء اذرى في البر او البحر وكذا الماكول فان الحيوانات التي تأكله لا تذهب بعد موتها الا الى الارض فصحر ترابا والحاصل ان الارض محل جميع الاجسام السفلية ومقبرها لا ملجم لها الا الیها فھی كفات لها واعلم انه قد تظاهرت الدلائل من الكتاب والسنۃ على ثبوت عذاب القبر واجتمع عليه اهل السنۃ ولقد كثرت الاحادیث في عذاب القبر حتى قال غير واحد انها متوترة لا يصح عليها التراطیق وان لم يصح مثلها لم يصح شئ من امر الدين الى اخره (مرعاة، جلد: اول / ص: ۱۳۰)

مختصر مطلب یہ کہ لمحات میں ہے کہ یہاں قبر سے مراد عالم برزخ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ مرنے والوں کے لئے قیامت سے پہلے ایک عالم اور ہے جس کا نام برزخ ہے اور یہ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک عالم ہے جس کا تعلق دونوں سے ہے اور قبر سے وہ گزرنا مراد نہیں جس میں میت کو دفن کیا جاتا ہے کیونکہ بہت سی میت دفن نہیں کی جاتی ہیں جیسے ذوبتے والا اور جلنے والا اور جانوروں کے پیٹوں میں جانے والا۔ حالانکہ ان سب کو عذاب و ٹوپ ہوتا ہے اور ان سب سے سوال جواب ہوتے ہیں اور یہاں عذاب کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے، اس لئے کہ اس کا خاص اہتمام ہے اور اس لئے کہ اکثر طور پر گنگاروں اور جملہ کافروں کے لئے

عذاب ہی مقدر ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حاصل یہ ہے کہ بزرخ اس عالم کا نام ہے جس میں دار دنیا سے انسان زندگی منقطع کر کے ابتدائے دار آخرت میں پہنچ جاتا ہے۔ پس دنیاوی زندگی کے انقطع کے بعد وہ پہلا جزا اور سزا کا گھر ہے پھر قیامت کے دن ہر نفس کو اس کا پورا پورا بدله جنت یا دوزخ کی محل میں دیا جائے گا اور عذاب اور ثواب بزرخ کو قبر کی طرف اس لئے منسوب کیا گیا ہے کہ انسان اسی کے اندر داخل ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہ غالب موتی قبری میں داخل کے جاتے ہیں ورنہ کافر اور گھنگار جن کو اللہ عذاب کرنا چاہے اس صورت میں بھی وہ ان کو عذاب کر سکتا ہے کہ وہ دفن نہ کئے جائیں۔ یہ عذاب مخلوق سے پرده میں ہوتا ہے (الا من شاء الله)

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تاویل کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ قبر اسی جگہ کا نام ہے جہاں میت کا زمین میں مکان ہے اور اس میں کوئی نشک نہیں کہ مرنے کے بعد انسان کا آخری مکان زمین ہی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ہم نے تمارے لئے زمین کو زندگی اور موت ہر حال میں ٹھکانا بنایا ہے۔ وہ زندہ اور مردہ سب کو جمع کرتی ہے اور سب کو شامل ہے پس میت ڈوبنے والے کی ہو یا جلنے والے کی یا بطن حیوانات میں جانے والے کی خواہ زمین کے بھیڑیوں کے پیٹ میں جائے یا ہوا میں پرندوں کے شکم میں یا دریا میں پھیلیوں کے پیٹ میں، سب کا نتیجہ مٹی ہوتا اور زمین ہی میں ملنا ہے اور جان لو کہ کتاب و سنت کے ظاہر دلائل کی بنا پر عذاب قبر برحق ہے جس پر جملہ اہل اسلام کا اجماع ہے اور اس بارے میں اس قدر تواتر کے ساتھ احادیث مروی ہیں کہ اگر ان کو بھی صحیح نہ تسلیم کیا جائے تو دین کا پھر کوئی بھی امر صحیح نہیں قرار دیا جاسکتا۔ مزید تفصیل کے لئے کتاب الروح علامہ ابن قیم کا مطالعہ کیا جائے۔

### باب غیبت اور پیشاب کی آلوگی سے

### ۸۸- بَابُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْغَيْبَةِ

### والْبُولِ

(۱۳۷۸) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریئے بیان کیا، ان سے اعشش نے، ان سے مجاهد نے، ان سے طاؤس نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا گزرو د قبروں پر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ان دونوں کے مردوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی نہیں کہ کسی بڑی اہم بات پر ہو رہا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں! ان میں ایک شخص تو چغل خوری کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے بچنے کے لئے اختیاط نہیں کرتا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر آپ نے ایک ہری شنی لی اور اس کے ذو مکلوے کر کے دونوں کی قبروں پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ خلک نہ ہوں ان کا عذاب کم ہو جائے۔

۱۳۷۸ - حَدَّثَنَا قُتْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْزَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤْسِ قَالَ إِنَّ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيَعْذِبَانِ وَمَا يُعْذِبَانِ فِي كَثِيرٍ ثُمَّ قَالَ: بَلَى، أَمَا أَخْذُهُمَا فَكَانَ يَسْتَعِي بِالنَّمِيْمَةِ، وَأَمَا الْأَنْجَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَعِي مِنْ بَوْلِهِ)). قَالَ: ((ثُمَّ أَخَذَ عَوْذًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِالثَّنِيْنِ، ثُمَّ غَرَّ كُلًّا وَاجْدَدَهُمَا عَلَى قَبْرِ ثُمَّ قَالَ: لَعْلَهُ يُخْفَفُ عَنْهُمَا، مَا لَمْ يَبْتَسِّا)).

[راجح: ۲۱۶]

**تَسْبِيحٌ** حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: قال الزین بن المنیر المراد بتخصيص هذين الامرین بالذكر تعظيم امرهما لانفي الحكم عمما عداهما فعلی هذا لا يلزم من ذكرهما حصر عذاب القبر فيهما لكن الظاهر من الاقصار على ذكرهما انهمما امكن في ذلك من غيرهما

وقد روی اصحاب السنن من حديث ابی هريرة استنبطوا من البول فان عامة عذاب القبر منه ثم اورد المصنف حديث ابن عباس في قصة القبرين وليس فيه للنبي ذكره انسا ورد بلفظ التسمية وقد تقدم الكلام عليه مستوفى في الطهارة (فتح الباري) لینی زین بن منیر نے کماکہ باب میں صرف دو چیزوں کا ذکر ان کی اہمیت کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ دو سرے گناہوں کی نفی مراویں۔ پس ان کے ذکر سے یہ لازم نہیں آتا کہ عذاب قبران ہی دو گناہوں پر مختص ہے۔ یہاں ان کے ذکر پر کفایت کرنا اشارہ ہے کہ ان کے ارتکاب کرنے پر عذاب قبر کا ہونا زیادہ ممکن ہے۔ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لفظ یہ ہیں کہ پیشab سے پاکی حاصل کرو کیونکہ عام طور پر عذاب قبران سے ہوتا ہے۔ باب کے بعد مصنف نے یہاں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دو قبروں کاقصہ نقل فرمایا۔ اس میں غیبت کا لفظ نہیں ہے بلکہ چغل خور کا لفظ وارد ہوا ہے مزید وضاحت کتاب الحمارۃ میں گزر چکی ہے۔ غیبت اور چغلی قریب قریب ایک ہی قسم کے گناہ ہیں اس لئے ہر دو عذاب قبر کے اسباب ہیں۔

### باب مردے کو دونوں وقت صبح اور شام

اس کاٹھکانا بتلایا جاتا ہے

### ۸۹- بَابُ الْمِيتِ يُغَرَّضُ عَلَيْهِ

مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاءِ وَالْعَشَيِّ

(۱۳۷۹) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھ سے امام مالک نے یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کماکہ ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کاٹھکانا سے صبح و شام دکھلایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت والوں میں اور جو دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں۔ پھر کما جاتا ہے یہ تیراٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تجھ کو اٹھائے گا۔

۱۳۷۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ : حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ غُرَضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاءِ وَالْعَشَيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَعِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيَقُولُ : هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَعْتَلَكَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

[طرفہ فی : ۳۲۴۰، ۶۵۱۵].

**مطلب یہ ہے کہ اگر جنتی ہے تو صبح و شام اس پر جنت پیش کر کے اس کو تسلی دی جاتی ہے کہ جب تو اس قبر سے اٹھے گا تو تیرا آخری تھکانا یہ جنت ہوگی اور اسی طرح دوزخی کو دوزخ و دکھلائی جاتی ہے کہ وہ اپنے آخری انعام پر آکاہ رہے۔ ممکن ہے کہ یہ عرض کرنا صرف روح پر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ روح اور جسم ہر دو پر ہو۔ صبح اور شام سے ان کے اوقات مراوی ہیں بلکہ عالم برزخ میں ان کے لئے نہ صبح کا وجود ہے نہ شام کا۔ وہ حتماً ان فائدہ العرض فی حقهم تبیش را دراوحهم باستقرارہا فی الجنة مقررہ با جسادہا (فتح) یعنی اس پیش کرنے کا فائدہ مومن کے لئے ان کے حق میں ان کی روحوں کو یہ بشارت دیتا ہے کہ ان کا آخری مقام قرار ان کے جسموں سمیت جنت ہے۔ اسی طرح دوزخیوں کو ڈرانا کہ ان کا آخری تھکانا ان کے جسموں سمیت دوزخ ہے۔ قبر میں عذاب و ثواب کی صورت یہ بھی ہے کہ جنت کے لئے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے اس کو دوزخ کی گرم رُم ہوائیں حاصل ہوتی رہتی ہے اور دوزخی کے لئے دوزخ کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے اس کو دوزخ کی گرم رُم ہوائیں پہنچتی رہتی ہیں۔ صبح و شام ان ہی کھڑکیوں سے ان کو جنت و دوزخ کے کامل نظارے کرائے جاتے ہیں۔ یا اللہ! اپنے فضل و کرم سے ناشر بخاری شریف مترجم اردو کو اس کے والدین و اساتذہ و جملہ معاونین کرام و شاکرین عظام کو قبر میں جنت کی طرف سے تروتازگی**

نقیب فرمائیں اور قیامت کے دن جنت میں داخل فرمائیں اور دوزخ سے ہم سب کو محظوظ رکھیں۔ آئین۔

### باب میت کا چار پائی پر

بات کرنا

(۱۳۸۰) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنازہ تیار ہو جاتا ہے پھر مرد اس کو اپنی گردنوں پر اٹھایتے ہیں تو اگر وہ مردہ نیک ہو تو کہتا ہے کہ ہاں آگے لئے چلو مجھے پڑھائے چلو اور اگر نیک نہیں ہوتا تو کہتا ہے۔ ہائے رے خرابی! میرا جنازہ کمال لئے جا رہے ہو۔ اس آواز کو انسان کے سواتر تمام مخلوق خدا سنتی ہے۔ اگر کہیں انسان سن پائیں تو بے ہوش ہو جائیں۔

### ۹۰۔ بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى

الْجَنَازَةِ

۱۳۸۰ - حَدَّثَنَا قَعْيَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَئْمَةُ عَنْ سَعِينِدِ بْنِ أَبِي سَعِينِدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِينِدِ الْخُذْنَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ فَاحْمَلُهَا الرِّجَالُ عَلَى أَغْنَافِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ صَالِحةً قَالَتْ قَدْمُونِي، فَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحةٍ قَالَتْ قَدْمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ تَذَهَّبُونَ بِهَا؟ يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا إِنْسَانٌ، وَلَوْ سَمِعَهَا إِلَّا نَسِعَقَ)). [راجح: ۱۳۱۴]

**لشیخ** جنازہ اٹھائے جاتے وقت اللہ پاک بربخی زبان میت کو عطا کر دتا ہے۔ جس میں وہ اگر جنتی ہے تو جنت کے شوق میں کتنا مجھے کمال لئے جا رہے ہو۔ اس وقت اللہ پاک ان کو اس طور پر مجھی طریقہ سے بولنے کی طاقت دیتا ہے اور اس آواز کو انسان اور جنوں کے علاوہ تمام مخلوق سنتی ہے۔

اس حدیث سے سامع موتی پر بعض لوگوں نے دلیل کہوئی ہے جو بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید میں صاف سامع موتی کی نفی موجود ہے۔ (إِنَّكُمْ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى) (النمل: ۸۰) اگر مرنے والے ہماری آوازیں سن پاتے تو ان کو میت ہی نہ کہا جاتا۔ اسی لئے جملہ ائمہ ہدیٰ ہو گا۔

### باب مسلمانوں کی نبالغ اولاد کمال

رہے گی؟

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ جس کے تین نبالغ بچے مر جائیں تو یہ بچے اس کے لئے دوزخ سے روک بن جائیں گے یا یہ کہا کہ وہ جنت میں داخل ہو گا۔

### ۹۱۔ بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ

الْمُسْلِمِينَ

قالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ مَاتَ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ لَمْ يَلْفُغُوا الْجِنَّةَ كَانَ لَهُ حِجَابًا مِّنَ النَّارِ أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ)).

(۱۳۸۱) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس مسلمان کے بھی تین نبالغ پچے مر جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت سے جوان بچوں پر کرے گا، ان کو بہشت میں لے جائے گا۔

۱۳۸۱ - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَلِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صَهِيبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوتُ لَهُ ثَلَاثَةُ الْوَلَدُ لَمْ يَتَلَفَّوْا الْحِجْنَتَ إِلَّا أَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِلَيْهِمْ)). [راجع: ۱۲۴۸]

**لشیخ** باب منعقد کرنے اور اس پر حدیث ابو ہریرہ **رضی** لانے سے امام بخاری **رضی** کا مقصد صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی اولاد جو **نباشی** میں مر جائے وہ جنتی ہے، تب ہی تو وہ اپنے والدین کے لئے وزن سے روک بن سکیں گے۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے اور امام احمد **رحمۃ** نے حضرت علی **رضی** سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں کی اولاد جنت میں ہوگی۔

پھر آپ نے یہ آئیت پڑھی «وَالَّذِينَ أَمْتُوا وَأَتَعْنَثُمْ ذَرِّيَّتَهُمْ» (الطور: ۲۱) یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ان کی اتباع کی ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ جنت میں جمع کر دیں گے۔ قال التووی اجمع من يعتد به من علماء المسلمين على ان من مات من اطفال المسلمين فهو من اهل الجنة وتوقف بعضهم الحديث عائشة يعني الذى اخر جه مسلم بالفظ توفى صبي من الانصار فقلت طوبى له لم يعمل سوا لم يدركه فقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم او غير ذلك يا عائشة! ان الله خلق للجنة اهلا الحديث قال والجواب عنه انه لعله نها ها عن المسارعة الى القطع من غير دليل او قال ذلك قبل ان يعلم ان اطفال المسلمين في الجنة (فتح الباري)

یعنی امام تنوی نے کہا کہ علماء اسلام کی ایک بڑی تعداد کا اس پر اجماع ہے کہ جو مسلمان پچھے انتقال کر جائے وہ جنتی ہے اور بعض علماء نے اس پر توقف بھی کیا ہے۔ جن کی دلیل حضرت عائشہ **رضی** والی حدیث ہے جسے مسلم نے روایت کیا ہے کہ انصار کے ایک بچے کا انتقال ہو گیا، میں نے کہا کہ ان کے لئے مبارک ہو اس بچے نے کبھی کوئی راکام نہیں کیا یا یہ کہ کسی برے کام نے اس کو نہیں پیلا۔ آنحضرت **رضی** نے یہ سن کر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا اس خیال کے خلاف نہیں ہو سکتا، بے شک اللہ نے جنت کے لئے بھی ایک حقوق کو پیدا فرمایا ہے اور وزن کے لئے بھی۔ اس شہر کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ شاید بغیر دلیل کے آنحضرت **رضی** نے حضرت عائشہ **رضی** کو اس بچے کے قطعی جنتی ہونے کا فیصلہ دینے سے منع فرمایا یا آپ نے شاید اس کا اظہار اس وقت فرمایا ہو جبکہ آپ کو اطفال المسلمين کے بارے میں کوئی قطعی علم نہیں دیا گیا تھا۔ بعد میں آپ کو اللہ پاک نے بتا دیا کہ مسلمانوں کی اولاد یقیناً جنتی ہوگی۔

۱۳۸۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابَتٍ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوفِيَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)).

[طرفہ فی : ۳۲۰۵، ۶۱۹۵]

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی اولاد جنت میں داخل ہوگی۔ آنحضرت **رضی** کے صاحزادے کے لئے اللہ نے مزید ہے۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ مسلمانوں کی اولاد جنت میں داخل ہوگی۔ آنحضرت **رضی** کے صاحزادے کے لئے اللہ نے مزید

فضل یہ فرمایا کہ چونکہ آپ نے حالت رضاعت میں انتقال فرمایا تھا لہذا اللہ پاک نے ان کو دودھ پلانے کے لئے جنت میں ایک انا کو مقرر فرمادیا۔ (اللهم صل علی محمد و علی ال محمد و بارک و سلم)

**خاتمہ!** الحمد لله والمنة کہ رات اور دن کی سفر و حضر کی متواتر محنت کے نتیجہ میں آج اس پاک و مقدس کتاب کے پانچویں پارے کے ترجمہ و تشریحات سے فراغت حاصل ہوئی۔ اس خدمت کے لئے جس قدر محنت کی گئی اسے اللہ پاک ہی ہمدرجانتا ہے۔ یہ محض اس کا کرم ہے کہ اس نے اس محنت شاثہ کی توفیق عطا فرمائی اور اس عظیم خدمت کو یہاں تک پہنچایا۔ میری زبان میں طاقت نہیں کہ میں اس پاک پروردگار کا شکر ادا کر سکوں۔ اللہ پاک اسے قبول فرمائے اور قبول عام عطا کرے اور جہاں کہیں بھی مجھ سے کوئی لغزش ہوئی ہو کلام رسول کی اصل منشاء کے خلاف کہیں کوئی لفظ درج ہو گیا ہو، اللہ پاک اسے معاف کرے۔ میں نے اپنی دانست میں اس امر کی پوری سمجھی کی ہے کہ کسی جگہ بھی اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی منشاء کے خلاف ترجمہ و تشریح میں کوئی لفظ نہ آنے پائے پھر بھی میں حقیر ناچیز خلوم و جہول معرفت ہوں کہ خدا جانے کمال کمال میرے قلم کو لغزش ہوئی ہو گی۔ لہذا یہی کہہ سکتا ہوں کہ اللہ پاک میری قلمی لغزشوں کو معاف کرے اور میری نیت میں زیادہ سے زیادہ خلوص عطا فرمائے۔

میں نے یہ بھی خاص کوشش کی ہے کہ اختلافی امور میں ممالک مختلف کی تفصیل میں کسی بھی اعلیٰ وادیٰ بزرگ، امام، محدث، عالم، فاضل کی شان میں کوئی گستاخانہ جملہ قلم پر نہ آنے پائے۔ اگر کسی جگہ کوئی ایسا فقرہ نظر آئے تو امید ہے کہ علمائے ماہرین مجھ کو مطلع فرمائیں گے اور میری ہر غلطی کو بنظر اصلاح مطالعہ فرمائیں گے اور نظر ہائی کی طرف رہنمائی فرمائیں گے۔ میرا مقصد صرف کلام رسول کی خدمت ہے جس سے کوئی غرض فاسد مقصود نہیں ہے، پھر بھی انسان ہوں، ضعیف البیان ہوں، اپنی جملہ غلطیوں کا مجھ کو اعتراف ہے۔ ان علمائے کرام کا بے حد مکھور ہوں گا جو میری اصلاح فرمائے کہ میری دعائیں حاصل کریں گے۔

آخر میں اپنے ان جملہ شائقین کرام کا بھی از حد مکھور ہوں جن کی مسامی جیلہ کے نتیجہ میں یہ خدمت یہاں تک پہنچی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک جملہ بھائیوں کو دارین کی نعمتوں سے نوازے اور اس خدمت کی تکمیل کرائے۔ وبالله التوفیق و هو خیر الرفق

والسلام على عباد الله الصالحين آمين

تاجیر

محمد داؤد راز ولد عبد اللہ (غفران اللہ لہ ولوالدیہ آمین)

(دہلی ریچِ الاول ۱۳۸۹ھ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## چھٹا پارہ

### بابِ مُشْرِكِيْنَ کی تابِعُ اولادِ کَابِيَانَ

### ۹۲ - بَابُ مَا قِيلَ فِي أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ

**تَسْبِيحٌ** حافظ ابن حجر فرماتے ہیں هذه الترجمة تشعر ايضاً بأنه كان متوفقاً في ذلك وقد جزم بعد هذا في تفسير سورة الروم بما يدل على اختيار القول الصائر إلى انهم في الجنة كما سيأتي تحريره وقد رتب ايضاً احاديث هذا الباب ترتيباً يشير إلى المذهب المختار فإنه صدره بالحديث الدال على التوقف ثم ثنى بالحديث المرجح لكنهم في الجنة ثم ثلث بال الحديث المصر بذلك فإنه قوله في سياقه واما الصبيان حوله فاولاد الناس قد اخرجه في التعبير بلفظ اما الولدان الذين حوله فكل مولود يولد على الفطرة فقال بعض المسلمين و اولاد المشركين فقال اولاد المشركين ويوبده مارواه ابو عيل من حديث انس مرفوعاً سالت ربى اللاهين في ذرية البشر ان لا يذهبهم فاعطانيهم اسناده حسن (فتح الباري) جزء: سادس / ص: ۱)

قال ابن القيم ليس المراد بقوله يولد على الفطرة انه خرج من بطنه امه يعلم الدين لان ولله يقول الله اخربكم من بطن امهاتكم لا تسمون شيئاً ولكن المراد الفطرة مقتضيه لمعرفة دين الاسلام ومحبته فنفس الفطرة تستلزم الاقرار والمحبة وليس المراد مجرد قبول الفطرة لذلك لانه لا يتغير بتغير الابوين مثلاً بحيث يخرجان الفطرة عن القبول وانما المراد ان كل مولود يولد على القراءة بالبروبية فهو على عدم المعارض لم يعدل عن ذلك الى غيره كما انه يولد على محبة ما يلائم بدنه من ارتضاع اللبن حتى يصرف عنه الصارف من ثم شبهت الفطرة باللبن بل كانت اياته في تاویل الروایا والله اعلم - (فتح الباري) ج: ۶ / ص: ۳)

محقر مطلب یہ ہے کہ یہ باب ہی ظاہر کر رہا ہے کہ حضرت امام خواریؑ اس بارے میں متوقف تھے۔ اس کے بعد سورہ روم میں آپ نے اسی خیال پر جزم کیا ہے کہ وہ جنتی ہیں۔ یہاں بھی آپ نے احادیث کو اسی طرز پر مرتب فرمایا ہے جو مدحہب غفار کی طرف راہنمائی کر رہی ہے۔ پہلی حدیث تو توقف پر دال ہے۔ دوسرا حدیث سے ظاہر ہے کہ ان کے جنتی ہونے کو ترجیح حاصل ہے۔ تیسرا حدیث میں اسی خیال کی مزید صراحة موجود ہے جیسا لفظ اما الصبيان فاولاد الناس سے ظاہر ہے۔ اسی کو کتاب التعیر میں لفظوں میں نکلا ہے لیکن وہ پچھے جو اس بزرگ کے ارد گرد نظر آئے پس ہرچچہ بھی نظرت پر پیدا ہوتا ہے بعض نے کہا کہ وہ مسلمانوں کی اولاد تھی۔ اس کی تائید ابو عیل کی روایت سے بھی ہوتی ہے کہ میں نے اولاد آدم میں بے خبروں کی بخشش کا سوال کیا تو اللہ نے مجھے ان سب کو عطا فرمادیا۔

علامہ ابن قیم نے فرمایا کہ حدیث کل مولود يولد على الفطرة سے مراد یہ نہیں کہ ہرچچہ دین کا علم حاصل کر کے پیدا ہوتا ہے اللہ نے خود قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ تم کو اللہ نے ماوں کے پیٹ سے اس حال میں نکلا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ لیکن مراد

یہ ہے کہ پچھے کی فطرت اس بات کی متفقی ہے کہ وہ دینِ اسلام کی معرفت اور محبت حاصل کر سکے۔ پس نفس فطرت اقرار اور محبت کو لازم ہے خالی قبول فطرت مراد نہیں۔ بایں طور کہ وہ مال بپ کے ذرانے دھمکانے سے متغیر نہیں ہو سکتی۔ پس مراد یہی ہے کہ ہر پچھے اقرار رو بہت پر پیدا ہوتا ہے اور کوئی معارضہ اس کے سامنے نہ آئے تو وہ اس خیال سے نہیں بہت سکے گا جیسا کہ وہ اپنی مال کی چھاتیوں سے دودھ پینے کی محبت پر پیدا ہوا ہے یہاں تک کہ کوئی ہٹانے والا بھی اسے اس محبت سے ہٹانیں سکتا۔ اسی لئے فطرت کو دودھ سے تشبیہ دی گئی ہے بلکہ خواب میں بھی اس کی تعبیر یہی ہے۔

(۱۳۸۳) ہم سے حبان بن مویٰ مروزی نے بیان کیا، کما کہ ہمیں

عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کما کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی، انہیں ابو بشر جعفر نے، انہیں سعید بن جبیر نے، ان کو ابن عباس پیش کرنے کے نبی کریم ﷺ سے مشرکوں کے نبلانغ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیدا کیا تھا اسی وقت وہ خوب جانتا تھا کہ یہ کیا عمل کریں گے۔

۱۳۸۳ - حَدَّثَنَا حِيَانُ ثَابَتٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ

اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبِيهِ بِشْرٍ عَنْ سَعِينَدِ بْنِ جُبَيرٍ عَنْ أَبْنِ عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ: ((سَلَّمَ رَمْلُ اللَّهِ عَلَيْهِ عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ إِذَا خَلَقَهُمْ أَغْلَمَ بِمَا كَانُوا عَامِلِيْنَ)).

[طرفہ فی : ۶۵۹۷].

مطلوب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے علم کے موافق سلوک کرے گا۔ بظاہر یہ حدیث اس مذہب کی تائید کرتی ہے کہ مشرکوں کی اولاد کے بارے میں توقف کرنا چاہئے۔ امام احمد اور اسحق اور اکثر اہل علم کا یہی قول ہے اور یہ حق نے امام شافعی سے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔ اصولاً بھی یہ کہ نبلانغ پچے شرعاً غیر مکلف ہیں پھر بھی اس بحث کا عمدہ حل یہی ہے کہ وہ اللہ کے حوالہ ہیں جو خوب جانتا ہے کہ وہ جنت کے لائق ہیں یا دوزخ کے۔ مومنین کی اولاد تو بہشتی ہے لیکن کافروں کی اولاد میں جو نبلانغ کی حالت میں مر جائیں بہت اختلاف ہے۔ امام بخاری کا مذہب یہ ہے کہ وہ بہشتی ہیں کوئکہ بغیرِ گناہ کے عذاب نہیں ہو سکتا اور وہ معصوم مرے ہیں۔ بعضوں نے کما اللہ کو اعیار ہے اور اس کی مشیت پر موقوف ہے چلے بہشت میں لے جائے چاہے دوزخ میں۔ بعضوں نے کما اپنے مال بپ کے ساتھ وہ بھی دوزخ میں رہیں گے۔ بعضوں نے کما خاک ہو جائیں گے۔ بعضوں نے کما اعراف میں رہیں گے۔ بعضوں نے کما ان کا امتحان کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب (وحیدی)

(۱۳۸۴) ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، کما کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی، انہوں نے کما کہ مجھے عطا بن زین الدین لیثی نے خبر دی، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے نبلانغ بچوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو بھی وہ عمل کرنے والے ہوئے۔

۱۳۸۴ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ عَنْ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ زَيْنَدِ الْلَّاثِيْيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَلَّمَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ أَغْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِيْنَ)). [طرفہ فی : ۶۵۹۸، ۶۶۰۰].

**لشیخ** اگر اس کے علم میں یہ ہے کہ وہ بڑے ہو کر اچھے کام کرنے والے تھے تو بہشت میں جائیں گے ورنہ دوزخ میں۔ بظاہر یہ حدیث مشکل ہے کیونکہ اس کے علم میں جو ہوتا ہے وہ ضرور ظاہر ہوتا ہے۔ تو اس کے علم میں تو یہی تھا کہ وہ بچپن میں ہی مر جائیں گے۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ قلعی بات تو یہی تھی کہ وہ بچپن میں ہی مر جائیں گے اور پروردگار کو اس کا علم بے شک تھا

مگر اس کے ساتھ پروردگاریہ بھی جانتا تھا کہ اگر یہ زندہ رہتے تو نیک بخت ہوتے یا بد بخت ہوتے۔ والعلم عند اللہ۔

۱۳۸۵ - حَدَّثَنَا أَدْمَمُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ أَبِي ذِئْبٍ ذِئْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ نَفْسِهِ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَإِذَا هُوَ أَبُوهُ أَوْ يُنَصَّرَانِيهُ أَوْ يُمَحْسَنَانِيهُ، كَمَنَلِ الْبِهِيمَةِ تُنْجَعُ، هَلْ تَرَى فِيهَا جَدْعَاءً؟)). [راجح: ۱۳۵۸]

**لَذِيقَةُ حَمْرَةِ** مگر بعد میں لوگ ان کے کافی وغیرہ کاٹ کر ان کو عیب دار کر دیتے ہیں۔ اس حدیث سے امام بخاری نے اپنا ذہب ثابت کیا کہ جب ہرچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے تو اگر وہ بچپن ہی میں مر جائے تو اسلام پر مرے گا اور جب اسلام پر مراقب ہشتمی ہو گا۔ اسلام میں سب سے بڑا جزو توحید ہے تو ہرچہ کے دل میں خدا کی صرفت اور اس کی توحید کی قابلیت ہوتی ہے۔ اگر بری صحبت میں نہ رہے تو ضرور وہ موحد ہوں لیکن مشرک مال باب 'عزیز و اقیاء' اس فطرت سے اس کا دل پھرا کر شرک میں پھنسادیتے ہیں۔ (وحیدی)

## باب

### ۹۳ - بَابُ

اس باب کے ذیل حضرت ابن حجر فرماتے ہیں:

کذا ثبت لجمعیهم الا لابی ذر وهو كالفصل من الباب الذى قبله وتعلق الحديث به ظاهر من قوله فى حديث سمرة المذكور والشيخ فى اصل الشجرة ابراهيم والصبيان حوله اولاد الناس وقد تقدم التبيه على انه اورده فى التعبير بزيادة قالوا اولاد المشركين فقال اولاد المشركين سياتى الكلام على بقية الحديث مستوفى فى كتاب التعبير ان شاء الله تعالى (فتح البارى) ج: ۱/ ص: ۳) یعنی تمام شخصوں میں (بجز ابوذر کے) یہ باب اسی طرح درج ہے اور یہ کویا پچھلے باب سے فصل کے لئے ہے اور حدیث کا تعلق سمرة مذکور کی روایت میں لفظ (والشيخ) فی اصل الشجرة ابراهيم والصبيان حوله اولاد الناس سے ظاہر ہے اور پیچے کما جا چکا ہے کہ حضرت امام نے اسے کتاب التعبیر میں ان لفظوں کی زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے کہ کیا مشرکوں کی اولاد کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ فرمایا ہاں اولاد مشرکین کے لئے بھی اور پوری تفصیلات کا بیان کتاب التعبیر میں آئے گا۔ (وحیدی)

یہ حقیقت مسلم ہے کہ انبیاء کے خواب بھی دی اور امام کے درجہ میں ہوتے ہیں، اس لحاظ سے آنحضرت ﷺ کا اگرچہ یہ ایک خواب ہے مگر اس میں جو کچھ آپ نے دیکھا وہ بالکل برحق ہے جس کا اختصار یہ ہے کہ پہلا آپ نے وہ شخص دیکھا جس کے جزے دوزخی آنکھوں سے چیرے جا رہے تھے۔ یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں جھوٹ بولتا اور جھوٹی باتوں کو پھیلاتا رہتا ہے۔ دوسرا شخص آپ نے وہ دیکھا جس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا تھا۔ یہ وہ ہے جو دنیا میں قرآن کا عالم تھا مگر عمل سے بالکل خالی رہا اور قرآن پر نہ رات کو عمل کیا نہ دن کو، قیامت تک اس کو کسی عذاب ہوتا رہے گا۔ تیرا آپ نے سورت کی محل میں دوزخ کا ایک گڑھا دیکھا۔ جس میں بد کار مرو و غورت جل رہے تھے۔ چوتھا آپ نے ایک نرمیں غرق آدمی کو دیکھا جو نکھانا چاہتا تھا مگر فرشتے اس کو مار کر واپس اسی نرمیں غرق کر دیتے تھے۔ یہ وہ شخص تھا جو دنیا میں سو دکھانا تھا اور درخت کی جڑ میں بیٹھنے والے بزرگ حضرت سیدنا خلیل اللہ ابراہیم علیہ اسلام تھے اور

آپ کے ارد گردہ مخصوص بچے جو بچپن ہی میں انقلال کر گئے۔ وہ مسلمانوں کے ہوں یا دیگر قوموں کے اور وہ آگ پڑھکانے والا دونوں کا داروغہ تھا۔

یہ تمام چیزیں آخرت سے مخصوص ہیں اور آپ نے اپنی امت کی ہدایت و عبرت کے لئے ان کو بیان فرمادیا۔ حضرت امام بخاری رض نے اس سے ثابت فرمایا کہ شرکین کی اولاد جو بچپن میں انقلال کر جائے جنتی ہے۔ لیکن دوسری روایات کی بناء پر ایسا نہیں کہا جا سکتا۔ آخری بات یہی ہے کہ اگر وہ رہتے تو جو کچھ وہ کرتے اللہ کو خوب معلوم ہے۔ پس اللہ پاک عختار ہے وہ جو معاملہ چاہے ان کے ساتھ کرے ہاں مسلمانوں کی طبلخ اولاد یعنی سب جنی ہیں جیسا کہ متعدد دلائل سے ثابت ہے۔

(۱۳۸۶) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا کہا کہ ہم سے ابو رجاء عمران بن تمیم نے بیان کیا اور ان سے سره بن جندب رض نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز (نجم) پڑھنے کے بعد (عمونا) ہماری طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے اور پوچھتے کہ آج رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرو۔ راوی نے کہا کہ اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو اسے وہ بیان کروتا اور آپ اس کی تعبیر اللہ کو جو منظور ہوتی بیان فرماتے۔ ایک دن آپ نے معمول کے مطابق ہم سے دریافت فرمایا کیا آج رات کسی نے تم میں کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کی کہ کسی نے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا لیکن میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو آدمی میرے پاس آئے۔ انسوں نے میرے ہاتھ تھام لئے اور وہ مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے۔ (اور وہاں سے عالم بالا کی مجھ کو سیر کرائی) وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص تو بیٹھا ہوا ہے اور ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں (امام بخاری نے کہا کہ) ہمارے بعض اصحاب نے غالباً عباس بن فضیل استقطابی نے موی بن اسماعیل سے یوں روایت کیا ہے) لو ہے کا آنکھ تھا جسے وہ بیٹھنے والے کے جڑے میں ڈال کر اس کے سر کے پیچے تک چیر دیا پھر دوسرا جڑا صحیح اور اپنی اصلی حالت پر آ جاتا اور پھر پسلے کی طرح وہ اسے دوبارہ چیرتا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ میرے ساتھ کے دونوں آدمیوں نے کہا کہ آگے چلو۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے تو ایک ایسے شخص کے پاس آئے جو سر کے مل

- حدثنا موسى بن إسماعيل قال حدثنا جريز بن حازم قال حدثنا أبو رجاء عن سمرة بن جندب رضي الله عنه قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا صلأة أقبل علينا يوجهه فقال: ((من رأى منكم اللينة رؤيا؟)) قال: فإن رأى أحد فصها، فيقول: ((ما شاء الله)). فسألنا يوماً فقال: ((هل رأى منكم أحد رؤيا؟)) فلما: لا. قال: ((لكنني رأيت اللينة رجلين أتاني، فأخذنا بيدي فأخبر جانبي إلى الأرض المقدسة، فإذا رجل جالس ورجل قائما بيده - قال بعض أصحابنا عن موسى كلوب من خدبي يدخله في شذقه - حتى يتلعف ففأه، ثم يفعل بشذقة الآخر مثل ذلك، ويتشتم شذقة هذا، فيعود فيصنع مثله. قلت: ما هذا؟ قال: انطلق. فانطلقنا حتى أتينا على رجل مضطجع على ففأه، ورجل قائما على رأسه بغير أو صخرة، ليشدح بها رأسه، فإذا ضربته تذهبة

لیٹا ہوا تھا اور دوسرا شخص ایک بڑا سا پتھر نے اس کے سر پر کھڑا تھا۔ اس پتھر سے وہ لیٹے ہوئے شخص کے سر کو کچل دیتا تھا۔ جب وہ اس کے سر پر پتھر مارتا تو سر پر لگ کر وہ پتھر دور چلا جاتا اور وہ اسے جا کر اٹھا لاتا۔ ابھی پتھر لے کر واپس بھی نہیں آتا تھا کہ سر دوبارہ درست ہو جاتا۔ بالکل ویسا ہی جیسا پسلے تھا۔ واپس آکر وہ پتھر سے مارتا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ ان دونوں نے جواب دیا کہ ابھی اور آگے چلو۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے تو ایک سورجیسے گڑھے کی طرف چلے۔ جس کے اوپر کا حصہ تو نکل تھا لیکن نیچے سے خوب فراخ۔ نیچے آگ بھڑک رہی تھی۔ جب آگ کے شعلے بھڑک کر اوپر کو اٹھتے تو اس میں جلنے والے لوگ بھی اور اٹھتے آتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ اب وہ باہر نکل جائیں گے لیکن جب شعلے وہ جاتے تو وہ لوگ بھی نیچے چلے جاتے۔ اس سورج میں ننگے مرد اور عورتیں تھیں۔ میں نے اس موقع پر بھی پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ لیکن اس مرتبہ بھی جواب یہی ملا کہما کہ ابھی اور آگے چلو؛ ہم آگے چلے۔ اب ہم خون کی ایک نہر کے اوپر تھے نہ کے اندر ایک شخص کھڑا تھا اور اس کے نیچے میں (یعنی بن ہارون اور وہب بن جریر نے جریر بن حازم کے واسطے سے وسط انہر کے بجائے شط انہر نہر کے کنارے کے الفاظ نقل کئے ہیں) ایک شخص تھا۔ جس کے سامنے پتھر رکھا ہوا تھا۔ نہر کا آدمی جب باہر نکلنا چاہتا تو پتھر والا شخص اس کے منہ پر اتنی زور سے پتھر مارتا کہ وہ اپنی پہلی جگہ پر چلا جاتا۔ اور اسی طرح جب بھی وہ نکلتے کی کوشش کرتا وہ شخص اس کے منہ پر پتھراتی ہی زور سے پتھر مارتا کہ وہ اپنی اصلی جگہ پر نہر میں چلا جاتا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابھی اور آگے چلو۔ چنانچہ ہم اور آگے بڑھے اور ایک ہرے بھرے باغ میں آئے۔ جس میں ایک بہت بڑا درخت تھا اس درخت کی جڑ میں ایک بڑی عمر والے بزرگ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ کچھ بچے بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ درخت سے قریب ہی ایک شخص اپنے آگے آگ سلکا ہوا تھا۔ وہ میرے دونوں ساتھی مجھے لے کر اس درخت پر چڑھے۔

الحجَّرُ، فانطلَقَ إِلَيْهِ لِيَأْخُذَهُ فَلَا يَرْجِعُ إِلَى هَذَا حَتَّى يَلْتَمِمَ رَأْسَهُ وَغَادَ رَأْسَهُ كَمَا هُوَ، فَعَادَ إِلَيْهِ لِصُرْبَهُ، قَلَّتْ : مَنْ هَذَا؟ قَالَ : انطَلَقَ فَانطلَقْنَا إِلَيْهِ نَقْبَرِي مِثْلَ الشَّوْرِ أَبْنِ عَلَّةٍ ضَيْقٍ وَأَسْفَلَهُ وَاسْعَ يَتَوَقَّدُ تَحْتَهُ نَارًا، فَإِذَا اقْرَبَ ارْتَقَعُوا حَتَّى كَادَ وَأَنْ يَخْرُجُوا، فَإِذَا حَمَدْتَ رَجُونَاهُ فِيهَا، وَفِيهَا رِجَالٌ وَنِسَاءٌ عَرَّاءٌ. قَلَّتْ : مَنْ هَذَا؟ قَالَ : انطَلَقَنِي فَانطلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى نَهْرٍ مِنْ دَمٍ، فِيهِ رَجُلٌ قَائِمٌ، عَلَى وَسْطِ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَّارَةً - قَالَ يَزِيدُ وَرَهْبُ بْنُ جَرِينِي عَنْ جَرِينِي بْنِ حَازِمٍ : وَعَلَى شَطِ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَّارَةً - فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِي فِي النَّهْرِ ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَّرٍ فِي فِيهِ فَرَدَةٍ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلُّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَّرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ، قَلَّتْ : مَا هَذَا؟ قَالَ : انطَلَقَنِي فَانطلَقْنَا حَتَّى اتَّهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ خَضْرَاءٍ لِيَهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ، وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصَبِيَّانٌ، وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوقَدُهَا، فَصَعِدَ إِلَيْهِ إِلَى الشَّجَرَةِ وَأَذْخَلَنِي دَارًا لَمْ أَرْقَطُ أَحْسَنَ وَأَفْضَلَ مِنْهَا، فِيهَا رِجَالٌ شَيْوخٌ وَشَابَاتٌ وَنِسَاءٌ وَصَبِيَّانٌ، ثُمَّ أَخْرَجَنِي مِنْهَا فَصَعِدَ إِلَيْهِ الشَّجَرَةِ فَأَذْخَلَنِي دَارًا

اس طرح وہ مجھے ایک ایسے گھر میں اندر لے گئے کہ اس سے زیادہ حسین و خوبصورت اور باپر کرت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس گھر میں بوڑھے، جوان، عورتیں اور بچے (ابدی قسم کے لوگ) تھے۔ میرے ساتھی مجھے اس گھر سے نکال کر پھر ایک اور درخت پر چڑھا کر مجھے ایک اور دوسرے گھر میں لے گئے جو نہیں خوبصورت اور بہتر تھا۔ اس میں بھی بہت سے بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم لوگوں نے مجھے رات بھر خوب سیر کرائی۔ کیا جو کچھ میں نے دیکھا اس کی تفصیل بھی کچھ بتلاوے گے؟ انہوں نے کہا ہاں وہ جو تم نے دیکھا تھا اس آدمی کا جزا لوہے کے آنکھ سے پھاڑا جا رہا تھا تو وہ جھوٹا آدمی تھا جو جھوٹی باتیں بیان کیا کرتا تھا۔ اس سے وہ جھوٹی باتیں دوسرے لوگ سنتے۔ اس طرح ایک جھوٹی بات دور دور تک پھیل جایا کرتی تھی۔ اسے قیامت تک یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ جس شخص کو تم نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا تھا تو وہ ایک ایسا انسان تھا جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن وہ رات کو پڑا سوتارہ تا اور دن میں اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔ اسے بھی یہ عذاب قیامت تک ہوتا رہے گا اور جنہیں تم نے تصور میں دیکھا تو وہ زنا کرتے۔ اور جس کو تم نے نہ میں دیکھا وہ سود خوار تھا اور وہ بزرگ جو درخت کی جڑ میں بیٹھے ہوئے تھے وہ ابراہیم مطیع تھے اور ان کے ارد گرد والے بچے، لوگوں کی نیلاغی اولاد تھی اور جو شخص آگ جلا رہا تھا وہ دوزخ کا داروغہ تھا اور وہ گھر جس میں تم پہلے داخل ہوئے جنت میں عام مونتوں کا گھر تھا اور یہ گھر جس میں تم اب کھڑے ہوئے یہ شہداء کا گھر ہے اور میں جریئل ہوں اور یہ میرے ساتھ میکائیل ہیں۔ اچھا بap اپنا سراخھا میں نے جو سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر بول کی طرح کوئی چیز ہے۔ میرے ساتھیوں نے کہا کہ یہ تمہارا مکان ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ پھر مجھے اپنے مکان میں جانے دو۔ انہوں نے کہا کہ ابھی تمہاری عمر بیاتی ہے جو تم نے پوری نہیں کی اگر آپ وہ پوری کر لیتے تو اپنے مکان میں آجائے۔

ہی أَخْسَنُ وَأَفْعَلُ، فِيهَا شَيْخٌ وَشَيْبٌ۔ فَقَلَّتْ طَوْقَمَانِي الْلَّيْلَةَ فَأَخْبَرَنِي عَمًا رَأَيْتُهُ قَالًا: نَعَمْ。 أَمَا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقَةً لَكَذَابٍ يَحْدُثُ بِالْكَذَبِيَّةِ فَتَحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَلْغَى الْآفَاقُ، فَيَصْنَعُ بِهِ مَا رَأَيْتُ إِلَيْيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَدَّخُ رَأْسَهُ فَرَجَلٌ عَلَمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ، يَفْعَلُ بِهِ إِلَيْيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّقْبِ فَهُمُ الزَّوْنَاءُ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهْرِ أَكْلُو الرَّبَّا، وَالشَّيْخُ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَالصَّبِيَّانُ حَوْلَهُ فَأَلْوَادُ النَّاسِ، وَالَّذِي يُوَقِّدُ النَّارَ مَالِكُ خَازِنُ النَّارِ، وَالدَّارُ الْأُولَى الَّتِي دَخَلَتْ دَارُ عَامَةِ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشَّهِيدَاءِ، وَأَنَا جِبِرِيلُ، وَهَذَا مِنِّكَائِيلَ. فَأَرْفَعْ رَأْسَكَ، فَرَفَقْتُ رَأْسِي فِي أَذْوَانِي مِثْلُ السَّحَابَ، قَالَ: ذَلِكَ مَنْزِلِكَ، فَقَلَّتْ: دَعَانِي أَذْهَلْ مَنْزِلِي، قَالَ: إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عَمْرٌ لَمْ تَسْكُنْهُ، فَلَوْ أَسْكَنْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ):

[راجع: ۸۴۵]

## باب پیر کے دن مرنے کی فضیلت کا بیان

۹۴- بَابُ مَوْتٍ يَوْمِ الْإِثْنَيْنِ

**لئے جائیں** جمع کے دن کی موت کی فضیلت اسی طرح جمعہ کی رات مرنے کی فضیلت دوسری احادیث میں آئی ہے۔ پیر کا دن بھی موت کا لئے بہت افضل ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اسی دن وفات پائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسی دن کی آرزو کی مگر آپ کا انتقال منکل کی شب میں ہوا۔ (وحیدی)

(۱۳۸۷) ہم سے علی بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں (والد ماجد حضرت) ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کی مرض الموت میں) حاضر ہوئی تو آپ نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کو تم لوگوں نے کتنے کپڑوں کا کفن دیا تھا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ تین سفید دھنے ہوئے کپڑوں کا۔ آپ کو کفن میں قبیض اور عمادہ نہیں دیا گیا تھا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بھی پوچھا کہ آپ کی وفات کس دن ہوئی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ پیر کے دن۔ پھر پوچھا کہ آج کوں سادوں ہے؟ انہوں نے کہا آج پیر کا دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے بھی امید ہے کہ اب سے رات تک میں بھی رخصت ہو جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے اپنا کپڑا دیکھا جسے مرض کے دوران میں آپ پہن رہے تھے۔ اس کپڑے پر زعفران کا دیبہ لگا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے اس کپڑے کو دھولیتا اور اس کے ساتھ دو اور مالیتا پھر مجھے کفن انہیں کا دیتا۔ میں نے کہا کہ یہ تو پرانا ہے۔ فرمایا کہ زندہ آدی نئے کا مردے سے زیادہ مستحق ہے، یہ تو پیپ اور خون کی نذر ہو جائے گا۔ پھر منکل کی رات کا کچھ حصہ گزرنے پر آپ کا انتقال ہوا اور صبح ہونے سے پہلے آپ کو دفن کیا گیا۔

**لئے جائیں** سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیر کے دن موت کی آرزو کی، اس سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے کفن کے لئے اپنے روز مو کے کپڑوں کو ہی زیادہ پسند فرمایا جن میں آپ روزانہ عبادت اللہ کیا کرتے تھے۔ آپ کی سمازیزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ کا یہ حال دیکھا تو وہ ہائے ہائے کرنے لگیں مگر آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو بلکہ اس آیت کو پڑھو (وجاء ت سکرہ الموت بالحق) یعنی آج سکرات موت کا وقت آگیا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نفائل و مناقب کے لئے دفتر بھی تھاں ہے رضی اللہ عنہ وارضاہ

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں: وروی ابو داود من حديث علی مرفوعاً لا ن غالاً افی الكفن فانه يسلب سریعاً ولا يعارضه حديث جابر فی

الامر بتحسين الكفن اخرجه مسلم فانه يجمع بينهما بحمل التحسين على الصفة وحمل المغلالات على الشمن وقيل التحسين في حق الميت فإذا أوصى بتركه اتبع كما فعل الصديق ويتحمل ان يكون اختار ذلك الشرب بعينه لمعنى فيه من التبرك به لكونه صار اليه من النبي صلى الله عليه او لكونه جاهدا فيه او تعبد فيه ويوبيده ما رواه ابن سعد من طريق القاسم بن محمد بن ابي بكر قال قال ابو بكر كفوني في نبوي الذين كنت اصلى فيهم (فتح الباري) ج ٢ ص ٥ اور ابو داود نے حدیث علی بن بشیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ یعنی کپڑا کفن میں نہ دو وہ تو جلدی ہی ختم ہو جاتا ہے۔ حدیث جابر میں عمدہ کفن دینے کا بھی حکم آیا ہے۔ عمدہ سے مراد صاف تھرا کپڑا اور قیمت سے گرائی قیمت کپڑا مراد ہے۔ ہر دو حدیث میں یہی تلقین ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تحسین میت کے حق میں ہے اگر وہ چھوڑنے کی وصیت کر جائے تو اس کی ابیاع کی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت صدیق اکبر بن بشیر نے کیا۔ یہ بھی احتقال ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے اپنے ان کپڑوں کو بطور تبرک پسند فرمایا ہو کیونکہ وہ آپ کوئی کرم نہیں کیا۔ حاصل ہوئے تھے یا یہ کہ ان میں آپ نے بڑے بڑے مجہدے کے تھے یا ان میں عبادت الہی کی تھی۔ اس کی تائید میں ایک روایت میں آپ کے یہ لفظ بھی مقبول ہیں کہ مجھے میرے ان ہی دو کپڑوں میں کفن رہنا ہجہ میں میں نے نمازیں ادا کی ہیں۔

وفي هذا الحديث استحباب التكفين في الشاب البيضن وتثليث الكفن وطلب الموافقة فيما وقع للإكابر تبركا بذلك وفيه جواز التكفين في الشاب المفسولة وإيثار الحمى بالجديد والدفن بالليل وفضل ابى بكر وصححة فراسته وثباته عند وفاته وفيه أخذ المرأة العلم عن دونه وقال ابو عمر فيه ان التكفين في الثوب الجديد والخلق سواء

یعنی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سفید کپڑوں کا کفن دینا اور تین کپڑے کفن میں استعمال کرنا مستحب ہے اور اکابر سے نبی اکرم ﷺ کی بطور تبرک موافقت طلب کرنا بھی مستحب ہے۔ جیسے صدیق اکبر بن بشیر نے آنحضرت ﷺ کے یوم وفات پیر کے دن کی موافقت کی خواہش ظاہر فرمائی اور اس حدیث سے دھلے ہوئے کپڑوں کا کفن دینا بھی جائز ثابت ہوا اور یہ بھی کہ عمدہ نئے کپڑوں کے لئے زندوں پر ایثار کرنا مستحب ہے جیسا کہ صدیق اکبر بن بشیر نے فرمایا اور رات میں دفن کرنے کا جواز بھی ثابت ہوا اور حضرت ابو بکر صدیق بن بشیر کی فضیلت و فراست بھی ثابت ہوتی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ علم حاصل کرنے میں بڑوں کے لئے چھوٹوں سے بھی استفادہ جائز ہے۔ جیسا کہ صدیق اکبر بن بشیر نے اپنی صاحبزادوی سے استفادہ فرمایا۔ ابو عمر نے کہا کہ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نئے اور پرانے کپڑوں کا کفن دینا برابر ہے۔

### باب ناگہانی موت کا بیان

(۱۳۸۸) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا کہما مجھے بشام بن عروہ نے خردی، انہیں ان کے باپ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری ماں کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ کچھ نہ کچھ خیرات کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے کچھ خیرات کردوں تو کیا انہیں اس کا ثواب ملے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں ملے گا۔

### ٩٥ - بَابُ مَوْتِ الْفَجَّةِ الْبَغْتَةِ

١٣٨٨ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي هِشَامُ بْنُ غُرْزَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ أُمِّي افْتَلَتْ نَفْسَهَا، وَأَطْنَبَهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْزَاءٌ إِنْ تَصَدَّقَتْ عَنْهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ)).

[طرفة في : ٢٧٦٠].

**لشیخ** باب کی حدیث لاکر امام بخاری نے یہ ثابت کیا کہ مومن کے لئے ناگملی موت سے کوئی ضرر نہیں۔ کو آنحضرت ﷺ نے اس سے پڑا مانگی ہے کیونکہ اس میں دعیت کرنے کی ممکنگی نہیں ملتی۔ ابن القیم شیعہ نے روایت کی ہے کہ ناگملی موت مومن کے لئے راحت ہے اور پد کار کے لئے غمہ کی پکھر ہے۔ (وجیدی)

**باب نبی کریم ﷺ اور ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما  
کی قبروں کا بیان**

اور سورہ جبس میں جو آیا ہے فاقبرہ تو عرب لوگ کہتے ہیں اقربت  
الرجل اقربرہ یعنی میں نے اس کے لئے قبر بنائی اور قبرتہ کے معنی میں  
نے اسے دفن کیا اور سورہ مرسلات میں جو کفاناۃ الکاظم ہے زندگی بھی  
زمیں ہی پر گزارو گے اور مرنے کے بعد بھی اسی میں دفن ہوں گے۔  
(۸۹-۱۳) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے  
سلیمان بن بلال نے بیان کیا اور ان سے ہشام بن عروہ نے (دوسری)  
سند۔ امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن حرب نے بیان کیا، کما ہم  
سے ابو مروان سعیٰ بن ابی زکریا نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ  
نے، ان سے عروہ بن زیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ  
رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الوقات میں گویا اجازت لینا چاہتے تھے  
(دریافت فرماتے) آج میری باری کن کے یہاں ہے۔ کل کن کے  
یہاں ہوگی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن کے متعلق خیال فرماتے تھے  
کہ بہت دن بعد آئے گی۔ چنانچہ جب میری باری آئی تو اللہ تعالیٰ  
نے آپ کی روح اس حال میں قبض کی کہ آپ میرے سینے سے ٹیک  
لگائے ہوئے تھے اور میرے ہی گھر میں آپ دفن کئے گئے۔

۲۹ صفر ۱۴۰۶ھ کا دن تھا کہ رسول پاک ﷺ کو تکلیف شروع ہوئی اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو رومال حنور کے سر مبارک پر تھا وہ بخار کی وجہ سے ایسا گرم تھا کہ میرے ہاتھ کو برداشت نہ ہو سکی۔ آپ ۱۳ دن یا ۱۴ دن بیمار رہے۔ آخری بخت آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر ہی پورا فرمایا۔ ان ایام میں پیشتر آپ مسجد میں جا کر نماز بھی پڑھاتے رہے گرچاہ روز قابل حالت بہت دگر گوں ہو گئی۔ آخر ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ یوم دوشنبہ بوقت پاٹشت آپ دنیاۓ قائلی سے منہ موڑ کر ماءِ اعلیٰ سے جاتے۔ عمر مبارک ۳۲ سال قمری پر چار دن تھی اللہ یہم صل علی محمد و علی آل محمد و قات پر صحابہ کرام نے آپ کے دفن کے متعلق سوچا۔ آخری رائے یہی قرار پائی کہ جوہ مبارکہ میں آپ کو دفن کیا جائے کیونکہ انبیاء جہاں انتقال کرتے ہیں اس جگہ دفن کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا جوہ مبارکہ ہے جو آج گنبد خضراء کے نام سے دنیا کے کوڑا ہا انسانوں کا مرتع عقیدت ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت چیخ زیکی قبر شریف کی نشان وہی کرتے ہوئے یہ ثابت فرمایا کہ مرنے والے کو اگر اس کے گھر ہی میں دفن کر دیا جائے تو شرعاً اس

٩٦ - بَابُ مَا جَاءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ  
لَهُوَ أَنِي بَكْرٌ وَعُمَرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
وَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿فَالْقَبْرَةُ﴾ . الْقَبْرَةُ :  
الرَّجُلُ : إِذَا جَعَلْتَ لَهُ قَبْرًا . وَقَبْرُهُ :  
دَفْتَرٌ ﴿كَفَاهَا كُلُّهُ يَكُونُونَ فِيهَا أَحْيَاءً ،  
وَيَدْفَنُونَ فِيهَا أَمْوَالًا

١٣٨٩ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي  
سَلِيمَانُ عَنْ هِشَامٍ حَوْلَهُ مُحَمَّدُ بْنُ  
خَرْبَبِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْتَى بْنُ أَبِي  
رَكِبَنَا عَنْ هِشَامٍ عَنْ غُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَتْ : ((إِنْ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ لِيَعْتَذِرُ فِي مَرَضِهِ : ((أَيْنَ أَنَا  
الْيَوْمَ ، أَيْنَ أَنَا غَدَ؟)) اسْتَبْطَاءٌ لِيَوْمِ  
عَائِشَةَ . فَلَمَّا كَانَ يَوْمِي قَبْضَةُ اللَّهِ بَيْنَ  
سَاحِرِي وَنَحْرِي وَذَلِكَ فِي يَوْمِي)).

[٨٩٠: راجع]

میں کوئی تباہت نہیں ہے۔

آپ کے اخلاق حسنہ میں سے ہے کہ آپ ایام بیماری میں دوسرا یو یوں سے حضرت عائشہؓ کے گھر میں جانے کے لئے مذکور فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ جملہ ازواج مطہرات نے آپ کو جو حضرت عائشہؓ صدیقہؓ کے لئے اجازت دے دی اور آخری ایام آپ نے وہیں بسر کئے۔ اس سے حضرت عائشہؓ بھنپھنا کی بھی کمال فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ تفہ ہے ان نام نہاد مسلمانوں پر جو حضرت عائشہؓ صدیقہؓ بھنپھنا چیزیں مایہ ناز اسلامی خاتون کی فضیلت کا انکار کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطا فرمائے۔

(۱۳۹۰) ہم سے موسیٰ بن اساعیل نے بیان کیا، انسوں نے کماکہ ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ہلال بن حمید نے، ان سے عروہ نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس مرض کے موقع پر فرمایا تھا جس سے آپ جانبہ ہو سکے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی یہود و نصاریٰ پر لخت ہو۔ انسوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔ اگر یہ ڈرستہ ہو تو آپ کی قبر بھی کھلی رہنے والی جاتی۔ لیکن ڈراس کا ہے کہ کہیں اسے بھی لوگ سجدہ گاہ نہ بنالیں۔ اور ہلال سے روایت ہے کہ عروہ بن زیر نے میری کنیت (ابو عوانہ یعنی عوانہ کے والد) رکھ دی تھی ورنہ میرے کوئی اولاد نہ تھی۔

ہم سے محمد نے بیان کیا، کماکہ ہمیں عبد اللہ نے خبر دی، کماکہ ہمیں ابو بکر بن عیاش نے خبر دی اور ان سے سفیان تمار نے بیان کیا کہ انسوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک دیکھی ہے جو کوہاں نہا ہے۔

ہم نے فروہ بن ابی المغارہ نے بیان کیا، کماکہ ہم سے علی بن مسرنے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے کہ ولید بن عبد الملک بن مروان کے عمد حکومت میں (جب نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرہ مبارک کی) دیوار گری اور لوگ اسے (زیادہ اوپھی) اٹھانے لگے تو وہاں ایک قدم ظاہر ہوا۔ لوگ یہ سمجھ کر گھبرا گئے کہ یہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو قدم کو پچان سکتا۔ آخر عروہ بن زیر نے بتایا کہ نہیں خدا گواہ ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم نہیں ہے بلکہ یہ تو عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔

۱۳۹۰ - حدثنا موسى بن إسماعيل قال حدثنا أبو عوانة عن هلال عن عروة عن عائشة رضي الله عنها قالت: ((قال رسول الله ﷺ في مرضه الذي لم يقم منه : ((لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد)). لون لا ذلك أثرب قبره، غير أنه خشي - أو خشي - أن يتخذ مسجدا)). وعن هلال قال: كثاني عروة بن الزبير ولم يولده لي. [راجع: ۴۲۵]

حدثنا محمد بن مقاتل قال أخبرنا عبد الله قال أخبرنا أبو نصر بن عياش عن سفيان التمار أنه حدثه أنه رأى قبر النبي ﷺ مُسْنَماً.

حدثنا فروة قال حدثنا علي عن هشام بن عروة عن أبيه لما سقط عليهم الحادث في زمان أوليد بن عبد الملك أخذدوا في بنائه، فبدأت لهم قدم، ففرعوا وظنوا أنها قدم النبي ﷺ، فما وجدوا أحداً يعلم ذلك حتى قال لهم عروة : لا والله، ما هي قدم النبي ﷺ، ما هي إلا قدم عمر رضي الله عنه.

(۱۳۹۱) حشام اپنے والد سے اور وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو وصیت کی تھی کہ مجھے حضور اکرم رضی اللہ عنہما اور آپ کے ساتھیوں کے ساتھ دفن نہ کرنا۔ بلکہ میری دوسری سوکنوں کے ساتھ بقیع غرقد میں مجھے دفن کرنا۔ میں یہ نہیں چاہتی کہ ان کے ساتھ میری بھی تعریف ہو اکرے۔

۱۳۹۱ - وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أُبِيَّهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَوْصَتَ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ الْزَّبِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، لَا تَدْفِنِنِي مَعَهُمْ، وَادْفُونِي مَعَ صَوَاحِبِي بِالْبَقِيعِ، لَا أَرْكَنِي بِهِ أَنَّهَا۔ [طرفة فی : ۷۴۲۷]

**لشیخ** ہوا یہ کہ ولید کی خلافت کے زمانہ میں اس نے عمر بن عبد العزیز کو جو اس کی طرف سے مدینہ شریف کے عالی تھے، یہ لکھا کہ ازواج مطہرات کے مجرے گرا کر مسجد نبوی کو وسیع کر دو اور آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی جانب دیوار بلند کر دو کہ نماز میں اوصرہ نہ ہو عمر بن عبد العزیز نے یہ مجرے گرانے شروع کئے تو ایک پاؤ زمین سے نمودار ہوا ہے حضرت عروہ نے شاخت کیا اور بتایا کہ یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کا پاؤ ہے جسے یوں ہی احترام سے دفن کیا گیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کسر نفسی کے طور پر فرمایا تھا کہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ مجرہ مبارک میں دفن ہوں گی تو لوگ آپ کے ساتھ میرا بھی ذکر کریں گے اور دوسری یوں میں مجھ کو ترجیح دیں گے جسے میں پسند نہیں کرتی۔ لذا مجھے بقیع غرقد میں دفن ہونا پسند ہے جمال میری بھی ازواج مطہرات محفون ہیں اور میں اپنی یہ گلہ جو خالی ہے حضرت عمر بن عبد العزیز کے لئے دے دیتی ہوں۔ سبحان اللہ کتنا بڑا ایثار ہے۔ سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حجۃ مبارک کی دیواریں بلند کرنے کے بارے میں حضرت حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

ای حافظ حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فی روایۃ الحموی عنہم والسبب فی ذلک ما رواه ابوبکر الاجری من طبری شعبی بن اسحاق عن هشام عن عروہ قال اخبرنی ای قال کان الناس يصلون الى القبر فامر به عمر بن عبد العزیز فرفع حتى لا يصلى اليه احد فلما هدم بدلت قدم بساق وركبة فرفع عمر بن عبد العزیز فاتاه عروہ فقال هذا ساق عمر وركبته فسرى عن عمر بن عبد العزیز وروى الاجری من طريق مالک بن مقول عن رجاء بن حبیبة قال كتب الواليد بن عبد الملک الى عمر بن عبد العزیز وکان قد اشتري حجر ازواج النبی صلی الله علیہ وسلم ان اهدیها ووسع بها المسجد فقعد عمر في ناحية ثم امر بهدمها فلما رايتها باکيا اکثر من يومان ثم بناء كما اراد فلما ان بنتی البيت على القبر وهم الدیت الاول ظهرت القبور الثلاثة وکان الرمل الذي عليها قد انهار فرفع عمر بن عبد العزیز واراد ان یقوم فیسویها بنفسه فقلت له اصلاحک الله انک ان قمت قام الناس معک فلو امرت رجال ان یصلحها ورجوت انه یامرنی بذلك فقال یا مزاحم یعنی مولاہ قم فاصلحها قال فاصلحها قال رجاء وکان قبر ابی بکر عند وسط النبی صلی الله علیہ وسلم و عمر خلف ابی بکر راسہ عند وسطه اس عبارت کا خلاصہ وہی مضمون ہے جو گزر چکا ہے) (فتح الباری، ج ۲: ۶۱ / م)

(۱۳۹۲) ہم سے قیتبہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے جریر بن عبد الجمید نے بیان کیا، کما کہ ہم سے حسین بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے عمرو بن میمون اور وہی نے بیان کیا کہ میری موجودگی میں حضرت عمر بن عبد الرحمن! ام خطاب رضی اللہ عنہما نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اے عبد اللہ! ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں جا اور کہ کہ عمر بن خطاب نے آپ کو سلام کیا ہے اور پھر ان سے معلوم کرنا کہ کیا مجھے میرے

۱۳۹۲ - حَدَّثَنَا قَيْتِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ بْنُ عَنْدُو الْحَمِيمِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْذِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، اذْهَبْ إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ

دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی آپ کی طرف سے اجازت مل سکتی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے اس جگہ کو اپنے لئے پسند کر رکھا تھا لیکن آج میں اپنے پر عمر بیٹھو کو ترجیح دیتی ہوں۔ جب ابن عمر رضی اللہ عنہا وابیس آئے تو عمر بیٹھو نے دریافت کیا کہ کیا پیغام لائے ہو؟ کہا کہ امیر المؤمنین انہوں نے آپ کو اجازت دے دی ہے۔ عمر بیٹھو یہ سن کر بولے کہ اس جگہ دفن ہونے سے زیادہ مجھے اور کوئی چیز عزیز نہیں تھی۔ لیکن جب میری روح قبض ہو جائے تو مجھے اٹھا کر لے جانا اور پھر دوبارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو میرا سلام پہنچا کر ان سے کہنا کہ عمر نے آپ سے اجازت چاہی ہے۔ اگر اس وقت بھی وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہیں دفن کر دیا، ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو۔ میں اس امر خلافت کا ان چند صحابہ سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں سمجھتا جن سے رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے وقت تک خوش اور راضی رہے۔ وہ حضرات میرے بعد نے بھی خلیفہ بنائیں، خلیفہ وہی ہو گا اور تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اپنے خلیفہ کی باشن توجہ سے سنوا اور اس کی اطاعت کرو۔ آپ نے اس موقع پر حضرت عثمان، علی، طلحہ، زیبر، عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے نام لئے۔ اتنے میں ایک انصاری نوجوان داخل ہوا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کو بشارت ہو، اللہ عز وجل کی طرف سے، آپ کا اسلام میں پسلے داخل ہونے کی وجہ سے جو مرتبہ تھا وہ آپ کو معلوم ہے۔ پھر جب آپ خلیفہ ہوئے تو آپ نے انصاف کیا۔ پھر آپ نے شہادت پائی۔ حضرت عمر بیٹھو بولے میرے بھائی کے بیٹے! کاش ان کی وجہ سے میں برابر چھوٹ جاؤں۔ نہ مجھے کوئی عذاب ہو اور نہ کوئی ثواب۔ ہل میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ صابرین اولین کے ساتھ اچھا برداور رکھے، ان کے حقوق پچانے اور ان کی عزت کی حفاظت کرنے اور میں اسے انصار کے بارے میں بھی اچھا برداور رکھنے کی وصیت کرتا ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایمان والوں کو اپنے گھروں میں جگہ دی۔ (میری وصیت

عنهَا فَقْلٌ: يَقْرَأُ عَمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامُ، ثُمَّ سَلَّمَهَا أَنَّ أَذْفَنَ مَعَ صَاحِبِيَّةِ قَالَتْ: كَنْتُ أَرِيدُهُ لِنَفْسِيِّ، فَلَأُوْتُرُنَّهُ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِيِّ. فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ: مَا لَدَنِيكِ؟ قَالَ: أَؤْتَنَّ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ. قَالَ: مَا كَانَ شَيْءًا أَهْمَّ إِلَيْيِّ مِنْ ذَلِكَ الْمَضَاجِعِ، فَإِذَا قُبِضَتِ فَاحْمِلُونِي، ثُمَّ سَلَّمُوا ثُمَّ قَلَ: يَسْتَأْذِنُ عَمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَؤْتَنَّ لِي فَادْفُونِي، وَإِلَّا فَرُدُونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ، إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقُّ بِهِهَا الْأَمْرُ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِينَ تُؤْتَنِ رَسُولُ اللَّهِ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَمَنْ اسْتَخْلَفُوا بَعْدِي فَهُوَ الْخَلِيفَةُ فَاسْتَمْعُوا لَهُ وَأَطِينُوهُ فَسَمَّى غُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَطَلْحَةً وَالزَّبِيرَ وَعَبْدَ الرَّوْحَمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَاصِ. وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِشُرَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدِيمِ فِي الإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ اسْتَخْلَفْتَ لَعَدَلَتْ، ثُمَّ الشَّهَادَةَ بَعْدَ هَذَا كُلُّهُ. فَقَالَ: لَيَتَتَبَّعِي يَا ابْنَ أَخِي وَذَلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيْهِ وَلَا لِي. أَوْصِي الْخَلِيفَةَ حُرْمَتَهُمْ مِنْ بَعْدِي بِالْمُهَاجِرِينَ الْأُوْلَئِينَ حَيْرًا، أَنْ يَغْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَأَنْ يَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ. وَأَوْصِيَهُ بِالْأَنْصَارِ حَيْرًا، الَّذِينَ تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيَّانَ أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُخْسِنِهِمْ

ہے کہ ان کے اچھے لوگوں کے ساتھ بھائی کی جائے اور ان میں جو برے ہوں ان سے درگذر کیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اس ذمہ داری کو پورا کرنے کی جو اللہ اور رسول کی ذمہ داری ہے (یعنی غیر مسلموں کی جو اسلامی حکومت کے تحت زندگی گذارتے ہیں) کہ ان سے کئے گئے وعدوں کو پورا کیا جائے۔ انسیں بچا کر لڑا جائے اور طاقت سے زیادہ ان پر کوئی بارشہ ڈالا جائے۔

وَيُعْنِي عَنْ مُسِيَّبِهِمْ . وَأَوْصِيهِ بِلِدَةُ اللَّهِ  
وَذَمَّةُ رَسُولِهِ أَنْ يُوَفَّى لَهُمْ بِعِهْدِهِمْ  
وَأَنْ يَقَاتَلَ مِنْ وَزَادِهِمْ ، وَأَنْ لَا يَكْتَفُوا  
فَوْقَ طَاقَتِهِمْ ) . [اطرافہ فی : ۳۰۵۲، ۳۱۶۲، ۳۷۰۰، ۴۸۸۸، ۷۲۰۷]

**لشیخ** سیدنا حضرت عمر بن خطاب رض کی کنیت ابو حفص ہے۔ عدوی قبیلی ہیں۔ نبوت کے چھٹے سال اسلام میں داخل ہوئے بعضوں نے کماکر پانچویں سال میں۔ ان سے پہلے چالیس مرد اور گیارہ عورتیں اسلام لاپچی تھیں اور کما جاتا ہے کہ چالیسویں مرد حضرت عمر رض ہی تھے۔ ان کے اسلام قبول کرنے کے دن ہی سے اسلام نمایاں ہونا شروع ہو گیا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب فاروق ہوا۔ حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رض سے پوچھا تھا کہ آپ کا لقب فاروق کیسے ہوا؟ فرمایا کہ حضرت حمزہ رض میرے اسلام سے تین دن پہلے مسلمان ہو چکے تھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے میرا سینہ بھی رض کھول دیا تو میں نے کما اللہ لا الہ الا ہو لہ الاسماء الحسنی اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اسی کے لئے سب اچھے نام ہیں۔ اس کے بعد کوئی جان مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان سے پیاری نہ تھی۔ اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمال تشریف فرمایا تو میری بیٹے مجھ کو بتالیا کہ آپ دار ارقم بن ابی ارقم میں جو کوہ صفا کے پاس ہے تشریف رکھتے ہیں۔ میں اوار قم گئے مکان پر حاضر ہوا جبکہ حضرت حمزہ رض بھی آپ کے صحابہ کے ساتھ مکان میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی گھر میں تشریف فرماتے۔ میں نے دروازے کو پیٹا تو لوگوں نے نکلا چاہا۔ حضرت حمزہ رض نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا؟ سب نے کماکر عمر بن خطاب رض آئے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے کپڑوں سے پکڑ لیا۔ پھر خوب زور سے مجھ کو اپنی طرف کھینچا کہ میں رک نہ سکا اور گھٹنے کے مل گر گیا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عراس کفر سے کب تک باز نہیں آؤ گے؟ تو بے ساختہ میری زبان سے نکلا اشهاد ان لا الہ الا ہو وحدہ لا شریک له و اشهاد ان محمدًا عبدہ و رسوله اس پر تمام دار ارقم کے لوگوں نے نعروں بکیر بلند کیا کہ جس کی آواز حرم تشریف میں سنی گئی۔ اس کے بعد میں نے کماکر یا رسول اللہ؟ کیا ہم موت اور حیات میں دین حق پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں تم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم سب حق پر ہو، اپنی موت میں بھی اور حیات میں بھی۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ پھر اس حق کو چھپانے کا کیا مطلب۔ تم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہم ضرور حق کو لے کر باہر نکلیں گے۔

چنانچہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دو صفوں کے درمیان نکلا۔ ایک صفت میں حضرت حمزہ رض اور دوسری صفت میں میں تھا اور میرے اندر جوش ایمان کی وجہ سے ایک بھی جیسی گزگراہت تھی۔ یہاں تک کہ ہم مسجد حرام میں پہنچنے کے قبیلہ کو اور حضرت حمزہ رض کو قریش نے دیکھا اور ان کو اس قدر صدمہ پہنچا کہ ایسا صدمہ انسیں اس سے پہلے کبھی نہ پہنچا تھا۔ اسی دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام فاروق رکھ دیا کہ اللہ نے میری وجہ سے حق اور باطل میں فرق کر دیا۔ روایتوں میں ہے کہ آپ کے اسلام لانے پر حضرت جبریل میں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول! آج عمر رض کے اسلام لانے سے تمام آسمانوں والے بے حد خوش ہوئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہیں کہ تم خدا کی میں یقین رکھتا ہوں کہ حضرت عمر رض کے علم کو ترازو کے ایک پڑیے میں رکھا جائے اور دوسری میں تمام زندہ انسانوں کا علم تو یقیناً حضرت عمر رض کے علم والا پڑا جک جائے گا۔

آپ حضرت نبی کرم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے اور یہ پہلے خلیفہ ہیں جو امیر المؤمنین لقب سے پکارے گے۔ حضرت عمر گورے ریگ والے بے قدر والے تھے۔ سر کے بال اکثر گر گئے تھے۔ آنکھوں میں سرخ جھلک رہا کرتی تھی۔ اپنی خلافت میں تمام امور حکومت کو احسن طریق پر انجام دیا۔

آخرین میں بده کے دن ۲۶ ذی الحجه ۶۲۳ھ میں مخیرہ بن شعبہ کے غلام ابوالولوؤ نے آپ کو خبر سے زخمی کیا اور کم محرم الحرام کو آپ نے جام شادت نوش فرمایا۔ تیسٹھ سال کی عمر پائی۔ مدت خلافت دس سال چھ ماہ ہے۔ آپ کے جنازہ کی نماز حضرت صہیب روی نے پڑھائی۔ وفات سے قبل مجرہ نبوی میں دفن ہونے کے لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے باشاطہ اجازت حاصل کی۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ وفیہ العرص علی مجاہدة الصالحین فی القبور طمعاً فی اصابة الرحمة اذا نزلت عليهم وفي دعاء من يزورهم من اهل الخير يعني آپ کے اس واقعہ میں یہ پہلو بھی ہے کہ صالحین بندوں کے پڑوں میں دفن ہونے کی حرث کرنا درست ہے۔ اس طبع میں کہ ان صالحین بندوں پر رحمت الہی کا نزول ہو گا تو اس میں ان کو بھی شرکت کا موقع ملے گا اور جو اہل خیر ان کے لئے دعاۓ خیر کرنے آئیں گے وہ ان کی قبر پر بھی دعا کرتے جائیں گے۔ اس طرح دعاویں میں بھی شرکت رہے گی۔  
سبحان اللہ کیا مقام ہے! ہر سال لاکھوں مسلمان مدینہ شریف پہنچ کر آخر حضرت ﷺ پر درود و سلام پڑھتے ہیں۔ ساتھ ہی آپ کے جان شاروں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر بھی سلام پہنچنے کا موقع مل جاتا ہے۔ حق ہے۔  
نگاہ ناز ہے آشتائے راز کرے      وہ اپنی خوبی قسمت پر کیوں نہ ناز کرے

عشرہ مشرو میں سے یہی لوگ موجود تھے جن کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بناء والی کمیٹی کے لیے نام لیا۔ ابو عبیدہ بن جراح کا انقال ہو چکا تھا اور سعید بن نید کو زندہ تھے مگر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رشتہ دار یعنی بچازاد بھائی ہوتے تھے، اس لئے ان کا بھی نام نہیں لیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے تاکید فرمایا کہ دیکھو میرے بیٹے عبد اللہ کا خلافت میں کوئی حق نہیں ہے۔ یہ آپ کا وہ کارنامہ ہے جس پر آج کی نام نہاد جموروتیں ہزار ہا بار قربان کی جاسکتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کسر نفسی کا یہ عالم ہے کہ ساری عمر خلافت کمال عدل کے ساتھ چلائی پھر بھی اب آخر وقت میں اسی کو غیمت تصور فراہر ہے ہیں کہ خلافت کا نہ ثواب ملے نہ عذاب ہو بلکہ برابر برابر میں ارجائے تو کبی غیمت ہے۔ اخیر میں آپ نے مهاجرین و انصار کے لئے بہترین و صیئیں فرمائیں اور سب سے بڑا کارنامہ یہ کہ ان غیر مسلموں کے لئے جو خلافت اسلامی کے زیر تکلین امن و امان کی زندگی گزارتے ہیں، خصوصی دیست فرمائی کہ ہرگز ہرگز ان سے بد عمدی نہ کی جائے اور طاقت سے زیادہ ان پر کوئی بارہ نہ ڈالا جائے۔

## باب اس بارے میں کہ مردوں کو برا کرنے کی ممانعت ہے۔

٩٧- بَابُ مَا يُنْهَىٰ مِنْ سَبْ

الأَمْوَاتِ

(۱۳۹۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اعشش نے بیان کیا، ان سے مجہد نے بیان کیا اور ان سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مردوں کو برانہ کوئی نکلے انہوں نے جیسا عمل کیا اس کا بدلہ پالیا۔ اس روایت کی متابعت علی بن جعد، محمد بن عرعہ اور ابن ابی عدی نے شعبہ سے کی ہے۔ اور اس کی روایت

١٣٩٣- حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنِ الأَغْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا تَسْبُوا الْأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَلُ إِلَيْ مَا قَدَّمُوا)). تَابَعَهُ عَلَيٰ بْنُ الْجَعْدِ وَ مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَةَ وَ ابْنُ أَبِي عَيْدٍ عَنْ

عبداللہ بن عبد القدوس نے اعمش سے اور محمد بن انس نے بھی اعمش سے کی ہے۔

شَبَّةَ وَ رَوَاهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ عَبْدِ الْقَدْرُوسِ  
عَنِ الْأَعْمَشِ وَ مُحَمَّدَ بْنَ أَنَسٍ عَنِ  
الْأَعْمَشِ۔ [طرفة فی: ۵۶۱۶]

یعنی مسلمان جو مر جائیں ان کا مر نے کے بعد عیب نہ بیان کرنا چاہئے۔ اب ان کو برا کتنا ان کے عزیزوں کو ایذا دنے ہے۔

باب برے مردوں کی براہی بیان کرنا درست ہے  
(۱۳۹۲) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اعمش سے، انہوں نے کماکہ مجھ سے عمرو بن مروہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابواب نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کماکہ سارے دن تجوہ پر براہی ہو۔ اس پر یہ آیت اتری ﴿تَبَتَّ  
يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَ تَبٌ﴾ یعنی ثوٹ کے ہاتھ ابواب کے اور وہ خود ہی برباد ہو گیا۔

۹۸ - بَابُ ذِكْرِ شِرَارِ الْمَوْتَى

۱۳۹۴ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ  
حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَرْءَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّابِ  
عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ  
أَبُوهَبِّ عَلَيْهِ لَفْظُ اللَّهِ تَعَالَى: تَبَّا لَكَ  
سَائِرُ الْيَوْمِ، فَتَرَكَتْ: (تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ  
وَ تَبٌ).

[اطرافہ فی: ۳۵۲۵، ۳۵۲۶، ۴۷۷۰،  
۴۹۷۲، ۴۹۷۱، ۴۸۰۱]

جب یہ آیت اتری ﴿وَاتَّبِعُ عَشَيْرَتَكَ الْأَقْرَبَينَ﴾ (الشعراء: ۲۷۲) یعنی اپنے قریبی رشت داروں کو ڈرا تو آپ کوہ صاف پر چڑھے اور قریش کے لوگوں کو پکارا، وہ سب اکٹھے ہوئے۔ پھر آپ نے ان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا تب ابواب مردود کرنے کا تیری خرابی ہو سارے دن کیا تو نے ہم کو اسی بات کے لئے اکٹھا کیا تھا؟ اس وقت یہ سورت اتری ﴿تَبَتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَ تَبٌ﴾ یعنی ابواب ہی کے دونوں ہاتھوں ٹوٹے اور وہ ہلاک ہوا۔ معلوم ہوا کہ برے لوگوں کافروں، ملحدوں کو ان کے برے کاموں کے ساتھ یاد کرنا درست ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ای وصلو الی ما عملوا من خیر و شر واشتد به على منع سب الاموات مطلقاً وقد تقدم ان عمومه مخصوص واصح ما قبل في ذلك ان اموات الكفار والفساق يجوز ذكر مساویهم للتحذير منهم والتغیر عنهم وقد اجمع العلماء على جواز جرح المجرمین من الرواة احياء واماواتا یعنی انہوں نے جو کچھ براہی بھالائی کی وہ سب کچھ ان کے سامنے آگیا۔ اب ان کی براہی کرنا بیکار ہے اور اس سے دلیل پکڑی گئی ہے کہ اموات کو براہیوں سے یاد کرنا مطلقاً منع ہے اور یچھے گزر چکا ہے کہ اس کا عموم مخصوص ہے اور اس پارے میں صحیح ترین خیال یہ ہے کہ مرے ہوئے کافروں اور قاسیوں کی براہیوں کا ذکر کرنا جائز ہے۔ تاکہ ان کے جیسے برے کاموں سے فرت پیدا ہو اور علماء نے اجلع کیا ہے کہ راویان حدیث زندوں پر جرح کرنا جائز ہے۔

## ۲۳۔ کتاب الزکوٰۃ

# زکوٰۃ کے مسائل کا بیان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### ۱۔ بَابُ الْجُوبِ وَالرَّكَاةِ

اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ بتاتا نے کہا کہ ابوسفیان بن عثیمین نے مجھ سے بیان کیا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے متعلق (قیصر روم سے اپنی) گفتگو نقل کی کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہمیں وہ نماز، زکوٰۃ، صد رحمی، ناطہ جوڑنے اور حرام کاری سے بچنے کا حکم دیتے ہیں۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: هُوَ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَأَتُوْرُ الرَّكَاةَ [البقرة: ۴۳]،  
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا : حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَذَكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالرَّكَاةِ وَالصَّلَوةِ وَالْقَافِ)).

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ اپنی روشن کے مطابق پسلے قرآن مجید کی آیت لائے اور فرضیت زکوٰۃ کو قرآن مجید سے ثابت کیا۔ قرآن مجید میں زکوٰۃ کی بابت یہاں آیات میں اللہ پاک نے حکم فرمایا ہے اور یہ اسلام کا ایک عظیم رکن ہے۔ جو اس کا مکر ہے وہ بالاتفاق کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جماد کا اعلان فرمادیا تھا۔ زکوٰۃ میں مسلمانوں پر فرض ہوئی۔ یہ درحقیقت اس صفت ہمدردی و رحم کے بالغہ استعمال کا نام ہے جو انسان کے دل میں اپنے اپنے بھن کے ساتھ قدرتاً فطری طور پر موجود ہے۔ یہ اموال نامیہ یعنی ترقی کرنے والوں میں مقرر کی گئی ہے جن میں سے ادا کرنا ناگوار بھی نہیں گزر سکتا۔ اموال نامیہ میں تجارت سے حاصل ہونے والی دولت، زراعت اور مویشی (بھیز بکری گائے وغیرہ) اور نقد روپیہ اور معدنیات اور وقارن شمار ہوتے ہیں۔ جن کے مختلف نصاب ہیں۔ ان کے تحت ایک حصہ ادا کرنا فرض ہے۔ قرآن مجید میں اللہ پاک نے زکوٰۃ کی تقسیم ان لفظوں میں فرمائی۔ (إِنَّمَا الصَّدَقَةَ لِلْفَقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمَلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤْمِنَةِ فَلَنُؤْتِهِنَّمَا كَلَّتْ لَهُنَّمَوْلَاهُنَّمَا وَالْفَرِمِينَ وَلِنَفْعِلَ اللّٰهُ وَابْنَ السَّبِيلِ) (التوبہ: ۶۰) یعنی زکوٰۃ کامال فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہے اور تحصیلدار ان زکوٰۃ کے لئے (جو اسلامی ایشیت کی طرف سے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے مقرر ہوں گے ان کی تنخواہ اس میں سے ادا کی جائے گی) اور ان لوگوں کے لئے جن کی دل افزائی اسلام میں منظور ہو یعنی نو مسلم لوگ اور غلاموں کو آزادی دلانے کے لئے اور ایسے قرضداروں کا فرض چکانے کے

لئے جو قرض نہ اتار سکتے ہوں اور اللہ کے راستے میں (اسلام کی اشاعت و ترقی و سبلدی کے لئے) اور مسافروں کے لئے۔ لفظ زکوٰۃ کی لغوی اور شرعی تشریع کے لئے علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی ملیہ ناز کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف میں فرماتے ہیں

والزکوٰۃ فی اللغة النماء يقال زکا الزرع اذا نما ويرد ايضاً في المال وترد ايضاً بمعنى التطهير وشرعًا باعتبارين معاً اما بالاول فلان اخراجها سبب للنماء في المال او بمعنى ان الاجر بسببها يکثر ان معنی ان متعلقها الاموال ذات النماء كالتجارة والزراعة ودليل الاول ما نقص مال من صدقة ولأنها يضعف ثوابها كما جاء ان الله يربى الصدقه واما بالثانی فلانها طبرة للنفس من ردبة البخل وتطهير من الذنوب وهي الركن الثالث من الاركان التي بنى الاسلام عليها كما تقدم في كتاب الايمان وقال ابن العربي تطلق الزكوة على الصدقة الواجبة والمندوبة والنفقة والحق والعفو وتعريفها في الشرع اعطاء جزء من النصاب الحولي الى الفقير ونحوه غير هاشمی ولا مطابق لم لها ركن وهو الاخلاص وشرط هو السبب وهو ملك النصاب الحولي وشرط من تجب عليه وهو العقل البلوغ والحرية لها حكم وهو سقوط الجواب في الدنيا وحصول التواب في الآخری وحكمة وهي تطهير من الانذناس ورفع الدرجة واستعراف الاحرار النبی و هو جيد لكن في شرط من تجب عليه اختلاف والزکوٰۃ امر مقطوع به في الشرع يستغنی عن تکلف لاحتجاج له وانما وقع الاختلاف في بعض فروعه واما اصل فرضية الزکوٰۃ فمن جهدنا كفر وانما ترجم المصنف بذلك على عادته في ابراد الادلۃ الشرعیة والمتافق عليها والمختلف فيها (فتح الباری، ج: ۲ / ص: ۳۰۸)

اختلاف فی اول وقت فرض الزکوٰۃ فذهب الاکثر الی انه وقع بعد الهجرة فقبل کان فی السنة الثانیة قبل فرض رمضان اشار اليه

النحوی

خلاصہ یہ کہ لفظ زکوٰۃ نشوونما پر بولا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ زکا الزرع یعنی زراعت حکمتی نے نشوونما پائی جب وہ بڑھنے لگے تو ایسا بولا جاتا ہے۔ اسی طرح مال کی بڑھو تری پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے اور پاک کرنے کے معنی میں بھی آیا ہے اور شرعاً ہر دو اعتبار سے اس کا استعمال ہوا ہے۔ اول تو یہ کہ اس کی ادائیگی سے مال میں بڑھو تری ہوتی ہے اور یہ بھی کہ اس کے سبب اجر و تواب کی نشوونما حاصل ہوتی ہے یا یہ بھی کہ یہ زکوٰۃ ان اموال سے ادا کی جاتی ہے جو بڑھنے والے ہیں جیسے تجارت زراعت وغیرہ۔ اول کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں وارد ہے کہ صدقة نکالنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ وہ بڑھنے ہی جاتا ہے اور یہ بھی کہ اس کا تواب دو گناہ سے گناہ برداشت ہے۔ جیسا کہ آیا ہے کہ اللہ پاک صدقہ کے مال کو بڑھاتا ہے۔ اور دوسرے اعتبار سے نفس کو بچنی کے رذائل سے پاک کرنے والی چیز ہے اور گناہوں سے بھی پاک کرتی ہے اور اسلام کا یہ تیرا عظیم رکن ہے۔ ابن العربي نے کما کہ لفظ زکوٰۃ صدقہ فرض اور صدقہ نفل اور دیگر عطا یا پر بھی بولا جاتا ہے۔

اس کی شرعی تعریف یہ کہ مقررہ نصاب پر سال گزرنے کے بعد فقراء و دیگر مستحقین کو اسے ادا کرنا فقراء ہاشمی اور مطابق نہ ہوں کہ ان کے لئے اموال زکوٰۃ کا استعمال ناجائز ہے۔ زکوٰۃ کے لئے بھی کچھ اور شرائط ہیں۔ اول اس کی ادائیگی کے وقت اخلاص ہونا ضروری ہے۔ ریا و نمود کے لئے زکوٰۃ ادا کرے تو وہ عند اللہ زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ یہ بھی ضروری ہے کہ ایک حد مقررہ کے اندر وہ مال ہو اور اس پر سال گزر جائے اور زکوٰۃ عاقل ہائی آزاد پر واجب ہے۔ اس سے دنیا میں وجوہ کی ادائیگی اور آخرت میں توبہ حاصل ہونا مقصود ہے اور اس میں حکمت یہ کہ یہ انسانوں کو گناہوں کے ساتھ خھاٹل رذالت سے بھی پاک کرتی ہے اور درجات بلند کرتی ہے۔ اور یہ اسلام میں ایک بہترین عمل ہے مگر جس پر یہ واجب ہے اس کی تفصیلات میں کچھ اختلاف ہے اور یہ اسلام میں ایک اینا قطعی فرض ہے کہ جس کے لئے کسی اور مزید دلیل کی ضرورت ہی نہیں اور در اصل یہ قطعی فرض ہے، جو اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ یہاں بھی مصنف نے اپنی عادت کے مطابق اولہ شرعیہ سے اس کی فرضیت ثابت کی ہے۔ وہ اولہ جو متفق علیہ

(۱۳۹۵) ہم سے ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے بیان کیا، ان سے زکریا بن اسحاق نے بیان کیا، ان سے میکی بن عبد اللہ بن مسیفی نے بیان کیا، ان سے ابو معبد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یہیں (کا حاکم پناک) بھیجا تو فرمایا کہ تم انہیں اس کلمہ کی گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ لوگ یہ بات بھی مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال پر کچھ صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مدار لوگوں سے لے کر انہیں کے محتاجوں میں لوٹایا جائے گا۔

ہیں۔ جن میں پہلے آیت شریفہ، پھرچہ احادیث ہیں۔

۱۳۹۵ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِيم الصَّحَافِيُّ بْنُ مُخْلِدٍ عَنْ زَكَرِيَّةِ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيِّ عَنْ أَبِيهِ مَعْبُدٍ عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مَعَادًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ: ((إِذْهَبُوهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكُمْ بِالْدِلْكَ فَأَغْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةً، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكُمْ بِالْدِلْكَ فَأَغْلِمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَاهُمْ وَتُرْدَى عَلَى فَقْرَائِهِمْ)).

[اطرافہ فی : ۱۴۵۸، ۱۴۹۶، ۲۴۴۸، ۷۳۷۱، ۷۳۷۲، ۴۳۴۷]

(۱۳۹۶) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے محمد بن عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے بیان کیا ہے، ان سے موی بن طلحہ نے اور ان سے ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ آخر یہ کیا چاہتا ہے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ توبت اہم ضرورت ہے۔ (سنو) اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کوئی شریک نہ ٹھراو۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو اور صد رحمی کرو۔ اور بہرنے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا کہ ہم نے محمد بن عثمان اور ان کے باپ عثمان بن عبد اللہ نے بیان کیا کہ ان دونوں صاحبان نے موی بن طلحہ سے سن اور انہوں نے ابو ایوب سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کی طرح (سن) ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا کہ

۱۳۹۶ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ أَبْنَى عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ أَيُوبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ). قَالَ: مَالَهُ مَالَهُ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَرَبَّ مَالَهُ، تَعْمَدُهُ اللَّهُ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتَقْبِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ وَتَصْلِيلُ الرِّحْمِ)) وَقَالَ بَهْرَةً: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَبُو عَثْمَانَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ أَيُوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهَذَا. قَالَ أَبُو عَبْدِ

مجھے ذہبے کہ محمد سے روایت غیر محفوظ ہے اور روایت عمرو بن عثمان سے (محفوظ ہے)

اللَّهُ أَخْشَى أَنْ يَكُونَ مُحَمَّدًا غَيْرَ مَحْفُوظٍ، إِنَّمَا هُوَ عَمْرُو.

[طرفة فی، ۵۹۸۲، ۱۳۹۷]

(۱۳۹۷) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عفان بن مسلم نے بیان کیا، کما کہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان ان سے بیکی بن سعید بن حیان نے، ان سے ابو زرع نے اور ان سے ابو صریرہ بیٹھنے کے ایک دیسائی نبی کرم شیخیم کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ آپ مجھے کوئی ایسا کام بتلائیے جس پر اگر میں بھیکی کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کر، اس کا کسی کوئی شریک نہ ہمرا، فرض نماز قائم کر، فرض زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھ۔ دیسائی نے کما اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، ان عملوں پر میں کوئی زیادتی نہیں کروں گا۔ جب وہ پیچھے موڑ کر جانے لگا تو نبی کرم شیخیم نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہے جو جنت والوں میں سے ہو تو وہ اس شخص کو دیکھے۔ ہم سے مسدود بن مسرد نے بیان کیا، ان سے بیکی بن سعید قطان نے، ان سے ابو حیان نے، انہوں نے کہ مجھے سے ابو زرع نے نبی کرم شیخیم سے یہی حدیث روایت کی۔

گریجی بن سعید قطان کی یہ روایت مرسلا ہے۔ کیونکہ ابو زرع تابعی ہیں۔ انہوں نے آخرت شیخیم سے نہیں سنا اور وہیب کی روایت جو اور گزری وہ موصول ہے اور وہیب ثقہ ہیں۔ ان کی زیارت مقبول ہے۔ اس لئے حدیث میں کوئی علت نہیں (وجہی) اس حدیث کے ذیل حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

قال القرطبي في هذا الحديث وكذا حديث طلحة في قصة الاعرابي وغيرهما دلالة على جواز ترك الطعونات لكن من داوم على ترك السنن كان نقصا في دينه فان كان تركها تهاونا بها ورغبة عنها كان ذلك فسقا يعني لو رود العيد عليه حيث قال صلى الله عليه وسلم من رغب عن متى فليس مني وقد كان صدر الصحابة ومن تبعهم يواطئون على السنن مواظفهم على الفراغ ولا يفرقون بينهما في اختلاف توابعهما (فتح الباري)

یعنی قرطبی نے کہا کہ اس حدیث میں اور نیز حدیث طلحة میں جس میں ایک دیسائی کا ذکر ہے، اس پر دلیل ہے کہ غلیمات کا ترک کرونا بھی جائز ہے مگر جو شخص سنتوں کے چھوڑنے پر بھیکی کرے گا وہ اس کے دین میں تعلق ہو گا اور اگر وہ بے رحمتی اور سستی سے ترک کر رہا ہے تو یہ فقط ہو گا۔ اس لئے کہ ترک سنن کے متعلق وعید آئی ہے جیسا کہ آخرت شیخیم نے فرمایا جو میری سنتوں سے بے رحمتی کرے وہ مجھے سے نہیں ہے۔ اور صدر اول میں صحابہ کرام اور تابعین عظام سنتوں پر فرضون ہی کی طرح بھیکی کیا کرتے تھے

اور ثواب حاصل کرنے کے خیال میں وہ لوگ فرضوں اور سنتوں میں فرق نہیں کرتے تھے۔ حدیث بلا میں حج کا ذکر نہیں ہے، اس پر حافظ فرماتے ہیں۔ لم يذكر الحج لانه كان حسنة حاجا و لعله ذكره له فاختصره يعني حج کا ذکر نہیں فرمایا اس لئے کہ وہ اس وقت حاصل تھا اپنے ذکر فرمایا مگر راوی نے بطور اختصار اس کا ذکر چھوڑ دیا۔ بعض محترم حنفی حضرات نے الحدیث پر الزام لگایا ہے کہ یہ لوگ سنتوں کا اہتمام نہیں کرتے یہ الزام سراسر غلط ہے۔ الحمد للہ الحدیث کا بنیادی اصول توحید و سنت پر کاربرد ہوتا ہے۔ سنت کی محبت الحدیث کا شیوه ہے اللایہ الزام بالکل بے حقیقت ہے۔ ہل معاذین الحدیث کے بارے میں اگر کما جائے کہ ان کے ہل اقوال ائمہ اکثر سنتوں پر مقدم کیجے جاتے ہیں تو یہ ایک حد تک درست ہے۔ جس کی تفصیل کے لئے اعلام المؤقین از علامہ ابن قیم کا مطالعہ مفید ہو گا۔

(۱۳۹۸) ہم سے مجاہج بن منہل نے حدیث بیان کی، کما کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو جہر و نصر بن عمران ضمیعی نے بیان کیا، کما کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنًا، آپ نے بتایا کہ قبیلہ عبد القیس کا وفاد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم ربیجہ قبیلہ کی ایک شاخ ہیں اور قبیلہ مضر کے کافر ہمارے اور آپ کے درمیان پڑتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت کے مفہیموں ہی میں حاضر ہو سکتے ہیں (کیونکہ ان مفہیموں میں لا ایمان بند ہو جاتی ہیں اور راستے پر امن ہو جاتے ہیں) آپ ہمیں کچھ ایسی باتیں بتا دیجئے جس پر ہم خود بھی عمل کریں اور اپنے قبیلہ کے لوگوں سے بھی ان پر عمل کرنے کے لئے کہیں جو ہمارے ساتھ نہیں آسکے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہے اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کی وحدانیت کی شہادت دینے (ایہ کہتے ہوئے) آپ نے اپنی انگلی سے ایک طرف اشارہ کیا۔ نماز قائم کرنا، پھر زکوٰۃ ادا کرنا اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنے (کا حکم دریتا ہوں) اور میں تمہیں کدو کے قوبی سے اور حنتم (سیزرنگ کا چھوٹا سا مریبان جیسا گھڑا) تقریر (کھجور کی جڑ سے کھودا ہوا ایک برتن) اور زفت لگا ہوا برتن (زفت بصرہ میں ایک قسم کا تیل ہوتا تھا) کے استعمال سے منع کرتا ہوں۔ سلیمان اور ابوالنعمان نے حماد کے واسطے سے یہی روایت اس طرح بیان کی ہے۔ الایمان بالله شہادۃ ان لا اله الا الله يعني اللہ پر ایمان لانے کا مطلب لا اله الا اللہ کی گواہی دینا۔

بنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ : ((أَقْلِيمَ وَلَذْ عَبْدُ الْقَنِيسِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ لَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيعَةَ قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارٌ مُضَرَّ، وَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمَرْنَا بِشَيْءٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنَذْغُ إِلَيْهِ مِنْ وَرَاءَنَا. قَالَ : ((آمِرُكُمْ بِإِرْتِبَاعِ، وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْتِبَاعِ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَشَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - وَعَقْدِ بَيْدِهِ هَذِهَا - وَإِقْلَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاءِ، وَأَنْ تُؤْدُوا خَمْسَ مَا غَيْرَتُمْ. وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدِّهَاءِ، وَالْحَنْتِمِ وَالنَّقِيرِ وَالْمَزَافتِ)).

وقال سليمان و أبو التغمان عن حماد: ((الإيمان بالله شهادة أن لا إله إلا الله)). [راجع: ۵۳]

**لشیخ حنفی** یہ حدیث اور کئی بار گزر چکی ہے۔ سلیمان اور ابوالعنان کی روایت میں ایمان باللہ کے بعد واؤ عطف نہیں ہے اور حجاج کی روایت میں واؤ عطف تھی۔ جیسے اپر گزری۔ ایمان باللہ اور شاداۃ ان لا الہ الا اللہ دونوں ایک ہی ہیں۔ اب یہ اعتراض نہ ہو گا کہ یہ پانچ باتیں ہو گئیں اور حج کا ذکر نہیں کیا کیونکہ ان لوگوں پر شاید حج فرض نہ ہو گا۔ اس حدیث سے بھی زکوٰۃ کی فرمیت تلقن ہے کیونکہ آپ نے اس کا امر کیا اور امر و حجوب کے لئے ہوا کرتا ہے۔ مگر حج کوئی دوسرا قریبہ ہو جس میں عدم وحوب ثابت ہو۔ حافظ نے کہا کہ سلیمان کی روایت کو خود مؤلف نے مجازی میں اور ابوالعنان کی روایت کو بھی خود مؤلف نے غمیں میں وصل کیا۔ (وحیدی) چار قسم کے برتن جن کے استعمال سے آپ نے ان کو منع فرمایا ہے یہ تھے: جن میں عرب لوگ شراب بطور ذخیرہ رکھا کرتے تھے اور اکثر ان ہی سے صراحی اور جام کا مام لیا کرتے تھے۔ ان برتوں میں رکھنے سے شراب اور زیادہ نش آور ہو جائیا کرتی تھی۔ اس لئے آپ نے ان کے استعمال سے منع فرمادی۔ ظاہر ہے کہ یہ ممانعت وقیعہ ممانعت تھی۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ نہ صرف گناہوں سے پچاہلکہ ان کے اسباب اور دوائی سے بھی پرہیز کرنا لازم ہے جن سے ان گناہوں کے لئے آمادگی پیدا ہو سکتی ہو۔ اسی بنا پر قرآن مجید میں کہا گیا کہ «لَا تَقْرِبُوا الرُّنْفِ» یعنی ان کاموں کے بھی قریب نہ جاؤ جن سے زنا کے لئے آمادگی کا امکان ہو۔

(۱۳۹۹) ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعیب بن ابی حمزہ نے خردی، ان سے زہری نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو عرب کے کچھ قبائل کافر ہو گئے (اور کچھ نے زکوٰۃ سے انکار کر دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا) تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے اس فریان کی موجودگی میں کیوں نکر جنگ کر سکتے ہیں "مجھے حکم ہے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دیدیں اور جو شخص اس کی شہادت دنے دے تو میری طرف سے اس کامل وجہ محفوظ ہو جائے گا۔ سوا اسی کے حق کے (یعنی قصاص وغیرہ کی صورتوں کے) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو گا۔

(۱۴۰۰) اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ قسم اللہ کی میں ہر اس شخص سے جنگ کروں گا جو زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کرے گا۔ (یعنی نماز تو پڑھیے مگر زکوٰۃ کے لئے انکار کروے) کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم اگر انہوں نے زکوٰۃ میں چار میسینے کی (بکری کے) پچھے کو دینے سے بھی انکار کیا جائے وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو

۱۴۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ : أَخْبَرْنَا شَعِيبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَيْنَدُ اللَّهِ بْنُ عَيْنَدَ اللَّهِ بْنُ عَيْنَدِ اللَّهِ بْنُ عَيْنَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((لَمَّا تُؤْتَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْأَقْرَبِ، لَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَلَدَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((أَمْرَتُ أَنْ أَقْاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَاتَهَا لَفَدَ عَصَمَ مِنْيَ مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَجِسَانَهُ عَلَى اللَّهِ)).

[اطرافہ فی : ۱۴۵۷، ۶۹۲۴، ۷۷۸۴]۔

۱۴۰۰ - لقمان: ((وَإِنَّهُ لِأَقْاتِلِنَّ مَنْ فَرَقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَإِنَّهُ لَوْ مَنْعَنِي عَنَّا فَاكَثُرَا بُؤْدُونَاهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَقَاتَلَهُمْ عَلَى مُنْعِيهَا، قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَوَاللهِ

مَا هُوَ إِلَّا ذَرَرٌ شَرَحَ اللَّهُ صَدَرَ أَبِي بَكْرٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَعَرَفَتْ أَنَّهُ الْحَقُّ).  
میں ان سے لڑوں گا۔ حضرت عمر بن حنفیہ نے فرمایا کہ بخدا یہ بات اس کا  
نتیجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر بن حنفیہ کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیا تھا  
اور بعد میں میں بھی اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابو بکر بن حنفیہ ہی حق پر تھے۔

[اطراف فی : ۱۴۵۶، ۶۹۲۵، ۷۷۸۵].

**نقیبیۃ الحجۃ** وفات نبی کے بعد مدینہ کے اطراف میں مختلف قبائل جو پہلے اسلام لاپکے تھے اب انہوں نے سمجھا کہ اسلام ختم ہو گیا لہذا ان میں سے بعض بت پرست بن گئے۔ بعض سیلہ کذاب کے تالیع ہو گئے جیسے یہاں والے اور بعض مسلمان رہے گمراہ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے لگے اور قرآن شریف کی یوں تاویل کرنے لگے کہ زکوٰۃ لیتا آنحضرت ﷺ سے خاص خلا۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا - خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ثَلِيقَهُمْ وَتَرْكِيهُمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَوةَكَ سَكْنَ لَهُمْ (التوبہ : ۱۰۳) اور پیغمبر کے سوا اور کسی کی دعا سے ان کو تسلی نہیں ہو سکتی۔ (وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ) کا مطلب یہ کہ دل میں اس کے ایمان ہے یا نہیں اس سے ہم کو غرض نہیں اس کی پوچھے قیامت کے دن اللہ کے سامنے ہو گی اور دنیا میں جو کوئی زبان سے لا الہ الا اللہ کے گا اس کو مومن سمجھیں گے اور اس کے مال اور جان پر حملہ نہ کریں گے۔ صدقیق الفاظ میں فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ کا مطلب یہ کہ جو فرض نماز کو فرض کے گا گمراہ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے گا ہم ضرور ضرور اس پر جماد کریں گے۔ حضرت عمر بن حنفیہ نے بھی بعد میں حضرت ابو بکر بن حنفیہ کی رائے سے اتفاق کیا اور سب صحابہ متفق ہو گئے اور زکوٰۃ نہ دینے والوں پر جماد کیا یہ حضرت صدقیق اکبر بن حنفیہ کی فہم و فراست تھی۔ اگر وہ اس عزم سے کام نہ لیتے تو اسی وقت اسلامی نظام درہم برہم ہو جاتا گر حضرت صدقیق اکبر بن حنفیہ نے اپنے عزم صیم سے اسلام کو ایک بڑے فتنے سے بچا لیا۔ آج بھی اسلامی قانون پر ہے کہ کوئی شخص محض کلمہ گو ہونے سے مسلمان نہیں بن جاتا جب تک وہ نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج کی فرضیت کا اقراری نہ ہو اور وقت آئے پر ان کو ادا نہ کرے۔ جو کوئی کسی بھی اسلام کے رکن کی فرضیت کا انکار کرے وہ متفق طور پر اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ نماز کے لئے تو صاف موجود ہے من ترک الصلوٰۃ معتمدا فقد کفر جس نے جان بوجہ کربلا عذر شریعی ایک وقت کی نماز بھی ترک کر دی تو اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔

عدم زکوٰۃ کے لئے حضرت صدقیق اکبر بن حنفیہ کا فتویٰ جماد موجود ہے اور حج کے متعلق فاروق اعظم کا وہ فرمان قتل غور ہے جس میں آپ نے مملکت اسلامیہ سے ایسے لوگوں کی فرست طلب کی تھی جو مسلمان ہیں اور جن پر حج فرض ہے گردہ یہ فرض نہیں ادا کرے تو آپ نے فرمایا تھا کہ ان پر جزیہ قائم کر دو وہ مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہیں۔

باب زکوٰۃ دینے پر بیعت کرنا اور اللہ پاک نے (سورہ براءۃ میں) فرمایا کہ اگر وہ (کفار و مشرکین) تو بہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ (۱۳۰) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسماعیل بن خالد نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ جریر بن عبد اللہ بن حنفیہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔

۲- بَابُ النَّبِيَّةِ عَلَى إِيمَانِ الزَّكَوَةِ  
﴿فَإِنْ تَأْبُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَتُوا الزَّكَوَةَ  
فَلَا خَوْفُكُمْ فِي الدِّينِ﴾ [آل عمرہ : ۱۱].

۱۴۰۱- حَدَّثَنَا أَبْنُ نُعْمَانَ قَالَ : حَدَّثَنَا  
أَبِي قَالَ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسِ قَالَ :  
(قَالَ جَرِيزُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :  
بَأْيَفَتِ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ  
الزَّكَوَةِ وَالصَّحْنِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ).).

[راجح: ۵۷]

معلوم ہوا کہ دینی بھلائی بننے کے لئے قبیلت ایمان و اسلام کے ساتھ ساتھ نماز قائم کرنا اور صاحبِ نصاب ہونے پر زکوٰۃ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

### باب زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے کا گناہ

اور اللہ تعالیٰ نے (سورہ براثۃ میں) فرمایا

کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرج نہیں کرتے آخر آیت ہے (فَلَمَّا قَوْمًا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ) تک۔ لیکن اپنے مال کو گاڑنے کا مزہ چکھو۔

آیت میں کنز کا لفظ ہے کنز اسی مال کو کہیں گے جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے۔ اکثر صحابہ اور تابعین کا یہی قول ہے کہ آیت الہ کتاب اور مشرکین اور مومنین سب کو شامل ہے۔ امام بخاری نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے اور بعض صحابہ نے اس آیت کو کافروں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ (وجیدی)

(۱۳۰۲) ہم سے ابوالیمان حکم بن ثانع نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعیب بن ابی حمزہ نے خبر دی، کہا کہ ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا کہ عبدالرحمن بن ہرماعرجن نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے ابوصریرہ بن شہر سے نہ آپ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ (قیامت کے دن) اپنے مالکوں کے پاس جنوں نے ان کا حق (زکوٰۃ نہ ادا کیا کہ اس سے زیادہ موٹے تازے ہو کر آئیں گے (جیسے دنیا میں تھے) اور انہیں اپنے کھروں سے رومنیں گے۔ بکریاں بھی اپنے ان مالکوں کے پاس جنوں نے ان کے حق نہیں دیئے تھے پلے سے زیادہ موٹی تازی ہو کر آئیں گی اور انہیں اپنے کھروں سے رومنیں گی اور اپنے سینکوں سے ماریں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا حق یہ بھی ہے کہ اسے پانی ہی پر (یعنی جہاں وہ چڑا گاہ میں چڑھی ہوں) دوہا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص قیامت کے دن اس طرح نہ آئے کہ وہ اپنی گردن پر ایک ایسی بکری اٹھائے ہوئے ہو جو چلا رہی ہو اور وہ مجھ سے کہ کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے عذاب سے بچائیے میں اسے یہ جواب دوں کہ تیرے لئے میں کچھ نہیں کر سکتا (میرا کام پہنچانا تھا) سو میں نے پہنچا دیا۔ اسی طرح کوئی شخص اپنی گردن پر اونٹ لئے

### ۳۔ بَابُ إِثْمٍ مَانِعِ الزَّكَاءِ، وَقَوْلِ

اللَّهِ تَعَالَى

﴿وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الْأَنْهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ إِلَى قَوْلِهِ فَلَمُؤْفَوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَهُ﴾ [التوبۃ: ۴-۳۵] .

۱۴۰۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ: حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ هُرَمْزَ الْأَغْرَجَ حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَأْتِيَ الْإِبْلُ عَلَى صَاحِبِهَا عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ إِذَا هُوَ لَمْ يُغْطِ فِيهَا حَقَّهَا، تَطْؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَأْتِيَ الْفَنَمُ عَلَى صَاحِبِهَا عَلَى خَيْرٍ مَا كَانَتْ إِذَا لَمْ يُغْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطْؤُهُ بِأَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا)). قَالَ: ((وَمِنْ حَقَّهَا أَنْ تَخْلُبَ عَلَى الْمَاءِ)) قَالَ: ((وَلَا يَأْتِي أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَخْلِمُهَا عَلَى رَقْبِهِ لَهَا يُغَازَ فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ، فَاقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ هَذِهِ، فَذَبَّلْتُ). وَلَا يَأْتِي بِعِنْدِهِ يَخْلِمَهُ عَلَى رَقْبِهِ لَهُ رُغَاءٌ فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ، فَاقُولُ: لَا أَمْلِكُ لَكَ هَذِهِ، فَذَبَّلْتُ).

[اطرافہ فی : ۲۳۷۸، ۳۰۷۳، ۹۶۵۸].

ہوئے قیامت کے دن نہ آئے کہ اونٹ چلا رہا ہو اور وہ خود مجھ سے  
فriاد کرے، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! مجھے بچائیے اور میں یہ جواب دے دوں  
کہ تیرے لئے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میں نے تھوڑا (خدا کا حکم زکوٰۃ)  
پہنچا دیا تھا۔

**لشیخ محدث** مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ منہ سے کاشت گے۔ پچاس ہزار برس کا بودن ہو گا اس دن یہی کرتے رہیں گے۔ یہی  
تک کہ اللہ ہر دوں کا فیصلہ کرے اور وہ اپنا شکنا دیکھ لیں۔ بہت میں یا دوزخ میں) اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنی  
امت کو تجیہ فرمائی ہے کہ جو لوگ اپنے اموال اونٹ یا بکری وغیرہ میں سے مقرہ نصاب کے تحت زکوٰۃ نہیں ادا کریں گے، قیامت کے  
دن ان کا یہ حال ہو گا جو یہاں مذکور ہوا۔ فی الواقع وہ جانور ان حالات میں آئیں گے اور اس شخص کی گردان پر زبردستی سوار ہو جائیں  
گے۔ وہ حضور ﷺ کو مدد کے لئے پکارے گا مگر آپ کا یہ جواب ہو گا جو مذکور ہوا۔ بکری کو پانی پر دوہنے سے غرض یہ کہ عرب میں پانی پر  
اکثر غریب محتاج لوگ جمع رہتے ہیں وہاں وہ دودھ نکال کر مسکین فقراء کو پلایا جائے۔ بعضوں نے کہا یہ حکم زکوٰۃ کی فرمیت سے پہلے  
تھا، جب زکوٰۃ فرض ہو گئی تو اب کوئی صدقہ یا حق واجب نہیں رہا۔ ایک حدیث میں ہے کہ زکوٰۃ کے سوا مال میں دوسرا حق بھی ہے۔  
اسے تندی نے روایت کیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ اونٹوں کا بھی یہی حق ہے کہ ان کا دودھ پانی کے کنارے پر دوہا جائے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وانما خص الحلب بموضع الماء ليكون اسهل على المحتاج من قصد المنازل وارفق بالماشية يعني پانی پر  
دودھ دوہنے کے خصوص کا ذکر اس لئے فرمایا کہ وہاں محتاج اور مسافر لوگ آرام کے لئے قیام پذیر رہتے ہیں۔  
اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قیامت کے دن گناہ مثالی جسم اختیار کر لیں گے۔ وہ جسمی شکلوں میں سامنے آئیں گے۔ اسی  
طرح نیکیاں بھی مثالی شکلیں اختیار کر کے سامنے لاٹی جائیں گی۔ ہر دو قسم کی تفصیلات بہت سی احادیث میں موجود ہیں۔ آخر ہدیث  
میں بھی ایک ایسا یہ ذکر موجود ہے۔

(۱۳۰۳) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم  
سے ہاشم بن قاسم نے بیان کیا کہ ہم سے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن  
ویشار نے اپنے والد سے بیان کیا، ان سے ابو صالح سملن نے اور ان  
سے ابو هریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و  
سلم نے فرمایا کہ جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ نہیں ادا  
کی تو قیامت کے دن اس کا مال نہیں زہریلے کنجے ساتپ کی خل  
اختیار کر لے گا۔ اس کی آنکھوں کے پاس دویاہ نقطے ہوں گے۔ جیسے  
ساتپ کے ہوتے ہیں، پھر وہ ساتپ اس کے دونوں جبڑوں سے اسے  
کپڑے لے گا اور کسے گا کہ میں تیرا مال اور خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپ  
نے یہ آیت پڑھی ”اور وہ لوگ یہ گلن نہ کریں کہ اللہ قتلی نے  
انہیں جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے وہ اس پر بغل سے کام لیتے ہیں کہ

۱۴۰۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ  
حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ أَبِيهِ صَالِحِ السُّمَانِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْبَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
:(مَنْ آتَاهُ اللَّهُ مَا لَمْ فَلَمْ يُؤْدِ زَكَاتَهُ مُثْلٌ  
لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَجَاعًا أَفْرَعَ لَهُ زَيْتَانٌ  
يُطْوِقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُ بِلَهْزَمَتِهِ -  
يَغْنِي شَانِقَتِهِ - ثُمَّ يَقُولُ : أَنَا مَالِكُ، أَنَا  
كَنْزُكَ. ثُمَّ تَلَأَّ : هُوَ لَا يَخْسِنُ الْبَيْنَ  
يَنْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ

ان کمال ان کے لئے بہتر ہے۔ بلکہ وہ برا ہے جس مال کے معاملہ میں انسوں نے بھل کیا ہے۔ قیامت میں اس کا طوق بنا کر ان کی گردان میں ڈالا جائے گا۔

غَنِيًّا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌ لَهُمْ سَيِطْرُهُنَّ مَا  
بَخْلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (آل عمران: ۱۸۰)

[اطرافہ فی : ۴۵۶۵، ۴۶۵۹، ۴۹۵۷]

**تَسْبِيحٌ** نسلی میں یہ الفاظ اور ہیں۔ ویکون کنز احد کم یوم القیامۃ شجاعاً افرع یفرو منه صاحبہ ویطلبہ انا کنز ک فلا یزال حتی بالقصمه اصبعہ یعنی وہ گنج اساتپ اس کی طرف پکے گا اور وہ غرض اس سے بھاگے گا۔ وہ ساتپ کے گا کہ میں تم اخزانہ ہوں۔ پس وہ اس کی انگلیوں کا لئھہ بنائے گا۔ یہ آئت کریمہ ان مالداروں کے حق میں نازل ہوئی جو صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرتے بلکہ دولت کو زمین میں بطور خزانہ گاڑتے تھے۔ آج بھی اس کا حکم یہ ہے جو مالدار مسلمان زکوٰۃ ہضم کر جائیں ان کا یہی حشر ہو گا۔ آج سونا چاندی کی جگہ کرنی نے لے لی ہے جو چاندی اور ہونے ہی کے حکم میں داخل ہے۔ اب یہ کما جائے گا کہ جو لوگ نوٹوں کی گذیاں بنا کر رکھتے اور زکوٰۃ نہیں ادا کرتے ان کے وہی نوٹ ان کیلئے دوزخ کا ساتپ بن کر ان کے گلوں کا ہار بنائے جائیں گے۔

باب جس مال کی زکوٰۃ دے دی جائے وہ کنز (خرزانہ) نہیں  
ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم  
چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۳۰۲) ہم سے احمد بن شیبہ بن سعید نے بیان کیا، انسوں نے کما ہم سے میرے والد شیبہ نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ ہم سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے خالد بن اسلم نے، انسوں نے بیان کیا کہ ہم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کیسیں جا رہے تھے۔ ایک اعرابی نے آپ سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر بتالیئے ”جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ بنا کر رکھتے ہیں۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کا جواب دیا کہ اگر کسی نے سونا چاندی جمع کیا اور اس کی زکوٰۃ نہ دی تو اس کے لئے دیل (خرابی) ہے۔ یہ حکم زکوٰۃ کے احکام نازل ہونے سے پہلے تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا حکم نازل کر دیا تو اب وہی زکوٰۃ مال و دولت کو پاک کر دینے والی ہے۔

**تَسْبِيحٌ** یعنی اس مال سے متعلق یہ آئت نہیں ہے (وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الْأَنْهَبَ وَالْفِضَّةَ) (التوبہ: ۳۳) معلوم ہوا کہ اگر کوئی مال جمع کرے تو کنگار نہیں بشرطیکہ زکوٰۃ دی کرے۔ گو تو قوی اور فحیلت کے خلاف ہے۔ یہ ترجیح باب خود ایک حدیث ہے جسے مام لائل نے این معرفتی سے موقع نکالا ہے اور الوداود نے ایک مرفوع حدیث نکالی جس کا مطلب یہ ہے۔ حدیث لبس فیما دون

۴- بَابُ مَا أَدْبَى زَكَاتُهُ فَلَيْسَ  
بِكَنْزٍ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: (لَيْسَ فِيمَا  
ذُو نَحْسِنَةٍ أَوْ أَقْصَى صَدَقَةً)

۱۴۰۴ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ شِيبَابَ بْنِ  
سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبِي  
شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَمْسَلَمَ قَالَ: حَوْجَنَا  
مَعَ عَنْهُ أَفْلُونْ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.  
قَالَ أَغْرَبَنِي: أَخْبَرَنِي قَوْلُ اللَّهِ:  
هُوَ الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الْأَنْهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا  
يَنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ الرَّفِيعِ. قَالَ أَبْنُ عُمَرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: مَنْ كَنَزَهَا فَلَمْ يُؤْدِ  
زَكَاتَهَا فَوْتَلَهُ، إِنَّمَا كَانَ هَذَا قَبْلَ أَن  
تَنْزَلَ الزَّكَاةُ، فَلَمَّا أُنْزِلَتْ جَعَلَهَا اللَّهُ  
طَهْرًا لِلأَنْوَارِ). [طرفة فی : ۴۶۶۱]

خمس اوقاصدقة یہ حدیث اسی باب میں آتی ہے۔ امام بخاری نے اس حدیث سے دلیل لی کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ کنز نہیں ہے۔ اس کا دبالتا اور رکھ چھوڑنا درست ہے کیونکہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں بوجوب نص حدیث زکوٰۃ نہیں ہے۔ پس اتنی چاندی کا رکھ چھوڑنا اور دبالتا کرنے ہے ہو گا اور آیت میں سے اس کو خاص کرنا ہو گا اور خاص کرنے کی وجہ یہی ہوئی کہ زکوٰۃ اس پر نہیں ہے تو جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی گئی وہ بھی کنز نہ ہو گا کیونکہ اس پر بھی زکوٰۃ نہیں رہی۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے پانچ اوقیہ کے دو سو درہم ہوئے یعنی سائز میں باون تولہ چاندی۔ یہی چاندی کا نصاب ہے اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

کنز کے متعلق یہیق میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ما ادبیت زکوٰۃ و ان کا نتحت سمع ارضین للیس بکنز و کل ملا تودی زکوٰۃ فہو کنز و ان کا نظار علی وجہ الارض (فتح الباری)

یعنی ہر وہ مال جس کی تو نے زکوٰۃ ادا کر دی ہے وہ کنز نہیں ہے اگرچہ وہ ساتویں زمن کے بیچے وہن ہو اور ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ نہیں ادا کی وہ کنز ہے اگرچہ وہ زمن کی پیشہ پر رکھا ہوا ہو۔ آپ کا یہ قول بھی مردی ہے ما اہمی لی لو کان لم مثل احد ذہب اعلم عددہ از کیہ واعمل فیہ بطاعة الله تعالیٰ (فتح) یعنی مجھ کو کچھ پروانہ نہیں جب کہ میرے پاس احمد پہاڑ جتنا سوتا ہو اور میں زکوٰۃ ادا کر کے اسے پاک کروں اور اس میں اللہ کی اطاعت کے کام کروں یعنی اس حالت میں اتنا فراز ان بھی میرے لئے مفر نہیں ہے۔

۱۴۰۵ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ (۱۳۰۵) ہم سے اسحاق بن یزید نے حدیث بیان کی، انسوں نے کماکہ

ہمیں شعیب بن اسحاق نے خبر دی، انسوں نے کماکہ کہ ہمیں امام اوزاعی نے خبر دی، انسوں نے کماکہ مجھے تجھی بن ابی کیشرنے خبر دی کہ عمرو بن تجھی بن عمارہ نے انہیں خبر دی اپنے والد تجھی بن عمارہ بن ابو الحسن سے اور انسوں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انسوں نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ و سو سے کم (غلہ) میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

أَخْبَرَنَا شَعِيبُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ الْأَوْذَاعِيُّ  
أَخْبَرَنِي يَحْتَنِي بْنُ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ عَمْرَوْ بْنَ  
يَحْتَنِي بْنَ عَمَّارَةَ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ يَحْتَنِي بْنِ  
عَمَّارَةَ بْنِ أَبِي الْعَسْنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَهْلَ سَعِينَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
((لَيْسَ فِيمَا ذُوِنَ خَمْسٌ أَوْ أَقْلَقَةً،  
وَلَيْسَ فِيمَا ذُوِنَ خَمْسٌ ذُوِفَ صَدَقَةً،  
وَلَيْسَ فِيمَا ذُوِنَ خَمْسٌ أَوْ سَقَ صَدَقَةً)).

[اطرافہ فی : ۱۴۴۷ ، ۱۴۵۹ ، ۱۴۸۴] .

**لتبیح** ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ پانچ اوقیہ کے دو سو درہم یعنی سائز میں باون تولہ چاندی ہوتی ہے، یہ چاندی کا نصاب ہے۔ وہ سانچھ صاع کا ہوتا ہے صاع چار مکاڈ ایک رطل اور تھالی رطل کا۔ ہندوستان کے وزن (اسی توجہ پر کے حساب سے) ایک وہن کے سائز میں یا پانچ من کے قریب ہوتا ہے۔ پانچ وہن سائز میں باون تولہ چاندی ہے اس سے کم میں زکوٰۃ (عشر) نہیں ہے۔

(۱۳۰۶) ہم سے علی بن ابی ہاشم نے بیان کیا، انسوں نے شہم سے نہ، کماکہ ہمیں حصین نے خبر دی، انہیں زید بن وہب نے کماکہ میں مقام رہنے سے گزر رہا تھا کہ ابوذر بن ثابت و کھالی دیجے۔ میں نے پوچھا کہ آپ یہاں کیوں آگئے ہیں؟ انسوں نے جواب دیا کہ میں شام میں مھاتو

۱۴۰۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ سَمِعَ هُشَيْرَةَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ:  
(مَرَّتْ بِالرِّبَّدَةَ، فَإِذَا أَنَا بِأَبِي ذِرَّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ، قَلَّتْ لَهُ : مَا أَنْزَلْكَ مِنْ لَكَ

معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے میرا اختلاف (قرآن کی آیت) "جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے" کے متعلق ہو گیا۔ معاویہ کا کہنا یہ تھا کہ یہ آیت الہ کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور میں یہ کہتا تھا کہ الہ کتاب کے ساتھ ہمارے متعلق بھی یہ نازل ہوئی ہے۔ اس اختلاف کے نتیجے میں میرے اور ان کے درمیان کچھ تینجی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ انہوں نے عثمان بن عفی (جو ان دونوں خلیفۃ المسالیمین تھے) کے یہاں میری شکایت لکھی۔ عثمان بن عفی نے مجھے لکھا کہ میں مدینہ، چلا آؤ۔ چنانچہ میں چلا آیا۔ (وہاں جب پہنچا تو لوگوں کا میرے یہاں اس طرح ہجوم ہونے لگا جیسے انہوں نے مجھے پہلے دیکھا ہی نہ ہو۔ پھر جب میں نے لوگوں کے اس طرح اپنی طرف آنے کے متعلق عثمان بن عفی سے کہا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر مناسب سمجھو تو یہاں کا قیام چھوڑ کر مدینہ سے قریب ہی کہیں اور جگہ الگ قیام اختیار کرو۔ یہی بات ہے جو مجھے یہاں (ربذہ) تک لے آئی ہے۔ اگر وہ میزے اور پر ایک جیشی کو بھی امیر مقرر کر دیں تو میں اس کی بھی سفون گا اور اطاعت کروں گا۔

هذا؟ قال: كَتَبْتُ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفَ أَنَا وَمَعَاوِيَةُ فِي : هُوَ الَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيَقُولُ مَعَاوِيَةً: نَزَلتْ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ فَلَقُلْتُ : نَزَلتْ فِينَا وَلِنَفِيمْ، فَكَانَ شَيْءٌ وَبَيْتَهُ فِي ذَلِكَ وَكَتَبَ إِلَى عَفْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِشْكُونِي، فَكَتَبَ إِلَى عَفْمَانَ أَنَّ أَفْدِمُ الْمَدِينَةَ، فَلَقَدِمْتُهَا، فَكَثُرَ عَلَيْهِ النَّاسُ شَيْءٌ كَانُوكُمْ لَمْ يَرَوْنِي قَبْلَ ذَلِكَ، فَلَدَكَرَتْ ذَلِكَ لِعَفْمَانَ، فَلَقُلْتُ لَيْ : إِنْ شِفْتَ تَعْتَقِيتَ، فَلَكَتْ قَرِيَّتَا. فَلَدَكَ الَّذِي أَنْزَلَنِي هَذَا الْمَنْزِلَ، وَلَوْ أَمْرُوا غَلَى حَبْشَيَا لَسَمِعْتَ وَأَعْفَتْ).

[طرفة فی : ۴۶۰].

**لشیخ** حضرت ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) بڑے عالی شان صحابی اور زہد دروسی میں اپنا نظریہ نہیں رکھتے تھے، ایسی بزرگ شخصیت کے پاس خواہ خواہ لوگ بہت جمع ہوتے ہیں۔ حضرت معاویہ نے ان سے یہ اندیشہ کیا کہ کہیں کوئی فساد نہ اللہ کمرا ہو۔ حضرت عثمان بن عفی نے ان کو وہاں سے بلا بھیجا تو فوراً پڑے آئے۔ خلیفہ اور حاکم اسلام کی اطاعت فرض ہے۔ ابوذر نے ایسا ہی کیا۔ مدینہ آئے تو شام سے بھی زیادہ ان کے پاس جمع ہونے لگا۔ حضرت عثمان بن عفی کو بھی وہی اندیشہ ہوا جو معاویہ بن عفی کو ہوا تھا۔ انہوں نے صاف تو نہیں کہ تو مدینہ سے نکل جاؤ گر اصلاح کے طور پر بیان کیا۔ ابوذر نے ان کی مرضی پا کر مدینہ کو بھی چھوڑا۔ اور وہ ربذہ ناہی ایک گاؤں میں جا کر رہ گئے اور کام و وقت وہیں مقیم رہے۔ آپ کی قبر بھی وہیں ہے۔

امام احمد اور ابویعلی نے مرفوعاً نکلا ہے کہ آخر حضرت مسیح نے ابوذر سے فرمایا تھا جب تو مدینہ سے نکلا جائے گا تو کمل جائے گا؟ تو انہوں نے کماشام کے ملک میں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تو وہاں سے بھی نکلا جائے گا؟ انہوں نے کہا کہ میں پھر مدینہ شریف میں آجائوں گا۔ آپ نے فرمایا جب پھر وہاں سے نکلا جائے گا تو کیا کرے گا۔ ابوذر نے کہاں اپنی گوار سنبھال لوں گا اور لڑوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ امام وقت کی بات سن لیتا اور ملن لیتا۔ وہ تم کو جمال بھیجن چلے جائا۔ چنانچہ حضرت ابوذر نے اسی ارشاد پر عمل کیا اور دم نہ مارا اور آخر درم تک ربذہ ہی میں رہے۔

جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو آپ کی پیوی جو ساتھ تھیں اس موت غریت کا تصور کر کے روئے لگیں۔ کفن کے لئے بھی کچھ نہ تھا۔ آخر ابوذر کو ایک پیش کوئی یاد آئی اور یوہی سے فرمایا کہ میری وقت کے بعد اس نیلے پر جائیٹھنا کوئی قالہ آئے گا وہی میرے کفن کا انتظام کرنے لگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت عبد اللہ بن مسعود بن عفی اچانک ایک قالہ کے ساتھ اور صورت

حال معلوم کر کے رونے لگے، پھر کفن و فن کا انتظام کیا۔ کفن میں اپنا عالمہ ان کو دے دیا (بُشِّشم)

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں

و فی هذہ الحدیث من الفوائد غیر ما تقدم ان الکفار مخاطبون بفروع الشریعة لاتفاق ابی ذر و معاویة ان الایہ نزلت فی اهل الكتاب و فیه ملاطفة الانہم للعلماء فان معاویة لم یجسر علی الانکار علیه حتی کاتب من هو اعلى منه فی امره و عثمان لم یحق اعلی ابی ذر مع کونہ کان مخالفًا له فی تاویله فیه التحذیر من الشقاق والخروج علی الانہم والترغیب فی الطاعة لا ولی الامر وامر الافضل بطاعة المفسد خشیة المفسدة وجواز الاختلاف فی الاجتہاد والأخذ بالشدة فی الامر بالمعروف وان ادی ذالک الی فراق الوطن وتقديم دفع المفسدة علی جلب المنفعة لان فی بقاء ابی ذر بالمدینة مصلحہ كبيرة من بث عملہ فی طالب العلم ومع ذالک فرجع عند عثمان دفع مایتوقع عند المفسدة من الأخذ بمذهبہ الشدید فی هذه المسئلة ولم یامره بعد ذالک بالرجوع عنہ لان کلا منهما کان مجتہدا

یعنی اس حدیث سے بہت سے فوائد نکلتے ہیں حضرت ابوذر اور حضرت معاویہ یہاں تک متفق تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی ہے پس معلوم ہوا کہ شریعت کے فروغی احکامات کے کفار بھی مخاطب ہیں اور اس سے یہ بھی نکلا کہ حکام اسلام کو علماء کے ساتھ مہماں سے پیش آتا چاہئے۔ حضرت معاویہ نے یہ جسارت نہیں کی کہ حکم کھلا حضرت ابوذر کی مخالفت کریں بلکہ یہ معاملہ حضرت عثمان تک پہنچا دیا جو اس وقت مسلمانوں کے خلیفہ برحق تھے اور واقعات معلوم ہونے پر حضرت عثمان بن عثیمین نے بھی حضرت ابوذر بن عثیمین کے ساتھ کوئی تختی نہیں حلا نکھہ وہ ان کی تاویل کے خلاف تھے۔ اس سے یہ بھی نکلا کہ اہل اسلام کو باہمی نقاو و شقاق سے ڈرنا ہی چاہئے اور ائمہ برحق پر خروج نہ کرنا چاہئے بلکہ اولو الامر کی اطاعت کرنی چاہئے اور احتیادی امور میں اس سے اختلاف کا جواز بھی ثابت ہوا اور یہ بھی کہ امر بالمعروف کرنا ہی چاہئے خواہ اس کے لئے وطن چھوڑنا پڑے اور فساد کی چیز کو دفع ہی کرنا چاہئے اگرچہ وہ نفع کے خلاف بھی ہو۔ حضرت عثمان بن عثیمین نے جو حضرت ابوذر بن عثیمین کو حکم فرمایا، اس میں بڑی مصلحت تھی کہ یہ یہاں مدینہ میں رہیں گے تو لوگ ان کے پاس بکفرت علم حاصل کرنے آئیں گے اور اس مسئلہ مذاہم میں ان سے اسی شدت کا اثر لیں گے۔ حضرت عثمان بن عثیمین نے حضرت ابوذر بن عثیمین کو اس شدت سے رجوع کرنے کا بھی حکم نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ یہ سب مجتہد تھے اور ہر مجتہد اپنے احتیاد کا خود ذمہ دار ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت ابوذر اپنے زہد و تقویٰ کی بنا پر مال کے متعلق بہت شدت برست تھے اور وہ اپنے خیال پر اٹل تھے۔ مگر دیگر اکابر صحابہ نے ان سے افلاق نہیں کیا اور نہ ان سے زیادہ تعریض کیا۔ حضرت عثمان بن عثیمین نے خود ان کی مرضی دیکھ کر ان کو ریزہ میں آباد فرمایا تھا، باہمی ناراضگی نہ تھی جیسا کہ بعض خوارج نے سمجھا۔ تفصیل کے لئے فتح الباری کا مطالعہ کیا جائے۔

۱۴۰۷ - حَدَّثَنَا عَيَّاشٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الْأَعْلَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي  
الْفَلَاءِ عَنْ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ:  
(جلست). ح.

(دوسری سند) اور امام بخاری نے فرمایا کہ مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، انسوں نے کماکہ ہم سے بیان کیا، انسوں نے کماکہ ہم سے سعید جریری نے ابوالعلاء زین الدین سے بیان کیا، انسوں نے اخف بن قیس نے، انسوں نے کماکہ میں بیخا تھا

وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا  
عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا  
الْجُرَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْفَلَاءِ بْنُ  
الشَّعِيرِ أَنَّ الْأَخْنَفَ بْنَ قَيْسٍ حَدَّثَنَاهُمْ

نے بیان کیا ان سے اخض بن قیس نے بیان کیا کہ میں قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں سخت بال، موٹے کپڑے اور موٹی جھوٹی حالت میں ایک شخص آیا اور کھڑے ہو کر سلام کیا اور کہا کہ خزانہ جمع کرنے والوں کو اس پتھر کی بشارت ہو جو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا اور اس کی چھاتی کی بھٹکی پر رکھ دیا جائے گا جو موٹھے کی طرف سے پار ہو جائے گا اور موٹھے کی پتلی ہڈی پر رکھ دیا جائے گا تو یعنی کی طرف پار ہو جائے گا۔ اس طرح وہ پتھر برابر ڈھکلتا ہے گا۔ یہ کہہ کروہ صاحب چلے گئے اور ایک ستون کے پاس ٹیک لگا کر بیٹھے گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ چلا اور ان کے قریب بیٹھ گیا۔ اب تک مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ کون صاحب ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کی بات قوم نے پسند نہیں کی۔ انہوں نے کہا یہ سب توبہ و قوف ہیں۔

(۱۳۰۸) مجھ سے میرے خلیل نے کہا تھا میں نے پوچھا کہ آپ کے خلیل کون ہیں؟ جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ اے ابوذر! کیا احد پہاڑ تو دیکھتا ہے۔ ابو زر بن شعیب کا بیان تھا کہ اس وقت میں نے سورج کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کہ کتنا دن ابھی باقی ہے۔ کیونکہ مجھے (آپ کی بات سے) یہ خیال گزرا کہ آپ اپنے کسی کام کے لئے مجھے بھیجن گے۔ میں نے جواب دیا کہ جی ہاں (احد پہاڑ میں نے دیکھا ہے) آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو میں اس کے سوا دوست نہیں رکھتا کہ صرف تین دینا بچا کر باقی تمام کا تمام (اللہ کے راستے میں) دے ڈالوں (ابوذر بن شعیب نے پھر فرمایا کہ) ان لوگوں کو کچھ معلوم نہیں، یہ دنیا جمع کرنے کی فکر کرتے ہیں۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم نہ میں ان کی دنیا ان سے مانگتا ہوں اور نہ دین کا کوئی مسئلہ ان سے پوچھتا ہوں تا آنکہ میں اللہ تعالیٰ سے جاملوں۔

قال: ((جَلَسْتُ إِلَى مَلِإِ مِنْ قُرْيَاشٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ خَعِيشُ الشَّغْرِ وَالثَّيَابِ وَالْهَيْثَةِ، حَتَّى قَامَ عَلَيْهِمْ فَسَلَمَ ثُمَّ قَالَ : بَشَرٌ الْكَافِرِينَ بِرَضْفٍ يُحْمِي عَلَيْهِ فِي نَارِ جَهَنَّمِ ثُمَّ يَوْضَعُ عَلَى حَلْمَةِ ثَدِيِّ أَحَدِهِمْ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ نُفْضِ كَتِيفَةِ، وَيَوْضَعُ عَلَى نُفْضِ كَبِيْهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ حَلْمَةِ ثَدِيِّهِ يَتَرَلِّزُ. ثُمَّ وَلَى فَجَلَسَ إِلَى سَارِيَةِ وَتَبَقْعَةِ وَجَلَسَتْ إِلَيْهِ وَأَنَا لَا أَذْرِي مِنْ هُوَ، فَقُلْتُ لَهُ : لَا أَرَى الْقَوْمَ إِلَّا فَذَكَرُهُوا أَنَّهُ يَقُولُ. قَالَ : إِنَّهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا)).

۱۴۰۸ - قَالَ لِي خَلِيلِي - قَالَ فَلَتْ : مَنْ خَلِيلُكَ؟ قَالَ : النَّبِيُّ ﷺ : (( يَا أَبَا ذَرٍ أَتَبْصِرُ أَحَدًا؟ )) قَالَ فَنَظَرَتْ إِلَى الشَّمْسِ مَا بَقِيَ مِنَ النَّهَارِ، وَأَنَا أَرَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُوَسِّلُنِي فِي حَاجَةِ لَهُ، فَلَتْ : نَعَمْ. قَالَ : ((مَا أَحِبُّ أَنْ لَيْ مِثْلُ أَحَدٍ ذَهَبَ أَنْفِقَةً كُلَّهُ إِلَّا ثَلَاثَةَ ذَنَابِرٍ، وَإِنَّهُؤُلَاءِ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا، إِنَّمَا يَجْمَعُونَ الدُّنْيَا، لَا وَاللَّهِ، لَا أَسْأَلُهُمْ ذُنُبًا وَلَا أَسْتَفْتِهِمْ عَنْ دِينِهِ حَتَّى أَقْرَأَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ)). [راجح: ۱۲۳۷]

**لَشَبِيهَ** شاید تمن اشرفیاں اس وقت آپ پر قرض ہوں گی یا یہ آپ کا روزانہ کا خرچ ہو گا جائز نے کہا کہ اس حدیث سے یہ لکھا ہے کہ مال جمع نہ کرے۔ مگر یہ اولویت پر محول ہے کیونکہ جمع کرنے والا گو زکوٰۃ دے تب بھی اس کو قیامت کے دن حساب دیتا ہو گا۔ اس لئے بھرپری ہے کہ جو اتنے خرچ کر دے اے مگر اتنا بھی نہیں کہ قران پاک کی آیات کے خلاف ہو جس میں فرمایا

(وَلَا تُبْتَهُنَّهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدُ مُلْوَمًا مَغْشِيًّا) (بُنی اسرائیل: ۱۲۹) یعنی اتنے بھی ہاتھ کشادہ نہ کرو کہ تم خالی ہو کر شرمدہ اور عاجز بن کر بیٹھ جاؤ۔ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ ایک مسلمان کے لئے اس کے ایمان کو بچانے کے لئے اس کے ہاتھ میں مال کا ہونا مفید ہو گا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ بعض دفعہ محتاجی کافر بنا راتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ درمیانی راستہ بہتر ہے۔

### باب اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

(۱۳۰۶) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے بیکی بن سعید نے اساعیل بن ابی خالد سے بیان کیا، کما کہ مجھ سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا اور ان سے ابن مسعود بن عثمن نے بیان کیا کہ حد (رشک) کرنا صرف دو ہی آدمیوں کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے۔ ایک تو اس شخص کے ساتھ جسے اللہ نے مال دیا اور اسے حق اور مناسب جگہوں میں خرچ کرنے کی توفیق دی۔ دوسرے اس شخص کے ساتھ جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت (عقل علم) قرآن و حدیث اور معاملہ فتحی دی اور وہ اپنی حکمت کے مطابق حق فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اسکی تعلیم دیتا ہے۔

**لشیخ** امیر اور عالم ہر دو اللہ کے ہاں مقبول بھی ہیں اور مردود بھی۔ مقبول وہ جو اپنی دولت کو اللہ کی راہ میں خرچ کریں، زکوٰۃ اور صدقات سے مستحقین کی خبر گیری کریں اور اس بارے میں ریا نمود سے بھی بچپنی یہ مالدار اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان کو ان جیسا مالدار بننے کی تمنا کرنی جائز ہے۔ اسی طرح عالم جو اپنے علم پر عمل کریں اور لوگوں کو علمی فیض پہنچائیں اور ریا نمود سے دور رہیں، خشیت و محبت الہی بہر حال مقدم رکھیں، یہ عالم بھی قابل رشک ہیں۔ امام بخاری کا مقصد یہ کہ اللہ کے لیے خرچ کرنے والوں کا بڑا درجہ ہے ایسا کہ ان پر رشک کرنا جائز ہے جبکہ عام طور پر حد کرنا جائز نہیں گریب نیتی کے ساتھ ان پر حد کرنا جائز ہے۔

### باب صدقہ میں ریا کاری کرنا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

اے لوگو! جو ایمان لا جکے ہو اپنے صدقات کو احسان جتا کرو اور (جس نے تمہارا صدقہ لیا ہے اسے) ایذا دے کر بر باد نہ کرو جیسے وہ شخص اپنے صدقات بر باد کر دیتا ہے) جو لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتا (سے) اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”اور اللہ اپنے منکروں کو مہابت نہیں کرتا“ (تک)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا نے کما کہ (قرآن مجید) میں لفظ صلدائے مراد صاف اور بچکنی چیز ہے۔ عکرمه بن شوہر نے کہا (قرآن مجید

### ۵- باب إِنْفَاقُ الْمَالِ فِي حَقِّهِ

۱۴۰۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّفْتَنِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسَ عَنْ أَبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا حَسْدَ إِلَّا في التَّقْيَنِ : رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسُلْطَةً عَلَى هَلْكَةِ فِي الْحَقِّ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيَعْلَمُهَا)). [راجح: ۷۳]

### ۶- بَابُ الرِّيَاءِ فِي الصَّدَقَةِ، لِقَوْلِهِ

تعالیٰ :

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنْ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِنَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ - إِلَى قَوْلِهِ - وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴾ [البقرة: ۲۶۴، ۲۶۵]. وَقَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ﴿ حَمْلَدَاهُمْ : لَئِنْ عَلِمْتُمْ شَيْءاً، وَقَالَ

**عَنْرِمَةُ:** (وَأَبِيلٌ): مَطَرٌ شَدِيدٌ.  
**وَهُوَ الظُّلُمُ:** النَّدَى.

میں) لفظ وابل سے مراد زور کی بارش ہے اور لفظ طل سے مراد چشم اوس ہے۔

**لَتَبَرُّجْ** یہاں صدقہ فرض یعنی زکوٰۃ اور صدقہ نفل یعنی خیرات ہر دو شامل ہیں۔ ریا کاری کے دخل سے ہر دو بجائے ثواب کے باعث عذاب ہوں گے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ریا کار تنی کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور اس سے کما جائے گا کہ تو نے ہماری کے لئے مال خرچ کیا تھا سو تیرا نام دنیا میں جو اونچی مشور ہو گیا اب یہاں آخرت میں تیرے لئے کیا رکھا ہے۔ ریا کار سے بدتر وہ لوگ ہیں جو غباء و مسکین پر احسان جلتے اور ان کو روحلی ایذا پہنچاتے ہیں۔ اس طرح کے زکوٰۃ و صدقات عند اللہ باطل ہیں۔

حضرت امام بخاری نے یہاں باب میں ان آیات ہی پر اکتفا فرمایا اور آیات میں احسان جلانے اور ایذا دینے کو ریا کار کافروں کے صدقہ کے ساتھ تشبیہ دے کر ان کی انتہائی قباحت پر دلیل لی ہے۔ صلدا وہ صاف پھر جس پر کچھ بھی نہ ہو (هذا ممثل ضربہ اللہ لاعمال الكفار يوم القيمة بقول لا يقدرون على شئ مما كسبوا يومئذ كما ترك هذا المطر الصفا نقبا ليس عليه شئ) یعنی یہ مثل اللہ نے کافروں کے لئے بیان فرمائی کہ قیامت کے دن ان کے اعمال کا لعدم ہو جائیں گے اور وہ وہاں کچھ بھی نہ پاسکنیں گے جیسا کہ بارش نے اس پھر کو صاف کر دیا۔

**بَابُ اللَّهِ پَاكِ چوریِ کے مال میں سے خیرات نہیں قبول**  
 کرتا اور وہ صرف پاک کمالی سے قبول کرتا ہے  
 کیونکہ اللہ پاک کا ارشاد ہے بھلی بات کرنا اور فقیر کی سخت باتوں کو معاف کر دینا اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے نتیجے میں (اس شخص کو جسے صدقہ دیا گیا ہے) اذیت دی جائے کہ اللہ برا بے نیاز نہیں برد بیا ہے

**لَتَبَرُّجْ** اس آیت سے امام بخاری نے باب کا مطلب یوں نکلا کہ جب چور چوری کے مال میں سے خیرات کرے گا تو جن لوگوں پر خیرات کرے گا ان کو جب اس کی خبر ہو گی تو وہ رنجیدہ ہوں گے، ان کو ایذا ہو گی۔

**بَابُ حلالِ کمالی میں سے خیرات قبول ہوتی ہے**  
 کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے  
 کہ اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشرکے گنگار کو پسند نہیں کرتا۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی، اُنسیں ان اعمال کا ان کے پروردگار کے یہاں ثواب طے کا اور نہ انہیں کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمکنیں ہوں گے

**لَتَبَرُّجْ** ۷- بَابُ لَا يَقْبِلُ اللَّهُ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ، وَلَا يَقْبِلُ إِلَّا مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ  
 لِقَوْلِهِ : ( قَوْلٌ مَغْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِنْ صَدَقَةٍ يَتَبَعَّهَا أَذَى، وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ )  
 [ البقرة : ۲۶۳ ]

**لَتَبَرُّجْ** ۸- بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ،  
 لِقَوْلِهِ تَعَالَى : [ البقرة : ۲۷۶-۲۷۷ ]  
 ( وَتَبَرُّجِ الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كُفَّارٍ أَتَيْمٍ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَقْلَمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ )

(۱۴۱۰) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابوالنصر سالم بن ابی امیہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ صرف حلال کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے دامنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لئے اس میں زیادتی کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلاپا کر بڑھاتا ہے آنکہ اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔ عبدالرحمن کے ساتھ اس روایت کی متابعت سلیمان نے عبداللہ بن دینار کی روایت سے کی ہے اور ورقاء نے ابن دینار سے کہا، ان سے سعید بن یسار نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اور اس کی روایت مسلم بن ابی مریم، زید بن اسلم اور سہیل نے ابوصالح سے کہی، ان سے ابوہریرہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

(۱۴۱۱) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُنْبِرٍ سَمِعَ أَبْنًا النَّصْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنَ - هُوَ أَبْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ - عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ تَصَدَّقَ بِعَذْلٍ تَمْرَةً مِنْ كَسْبِ طَيْبٍ - وَلَا يَقْبَلُ اللَّهُ إِلَّا الطَّيْبُ - فَإِنَّ اللَّهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَرْبِّيْهَا لِصَاحَابِهِ كَمَا يَرْبِّي، أَحَدُكُمْ فَلَوْءَةٌ، حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ النَّجَلِ)).

تابعہ سلیمان عن ابن دینار . و قال ورقاء عن ابن دینار عن سعید بن یسار عن أبي هریرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ . وزواہ مسلم بن أبي مریم وزید بن اسلم و سہیل عن أبي صالح عن أبي هریرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ .

[طرفہ فی : ۷۴۳۰]

**الشیخ** حدیث میں ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دامنے ہیں یعنی ایسا نہیں کہ اس کا ایک ہاتھ درسے ہاتھ سے قوت میں کم ہو۔ جیسے مخلوقات میں ہوا کرتا ہے۔ ابحدیث اس قسم کی آئیں اور حدیثوں کی تاویل نہیں کرتے اور ان کو ان کے ظاہری معنی پر محول رکھتے ہیں۔ سلیمان کی روایت مذکورہ کو خود مؤلف نے اور ابو عوانہ نے وصل کیا۔ اور ورقاء کی روایت کو امام تیہی اور ابو بکر شافعی نے اپنے فوائد میں اور مسلم کی روایت کو قاضی یوسف بن یعقوب نے کتاب الزکوٰۃ میں اور زید بن اسلم اور سہیل کی روایتوں کو امام مسلم نے وصل کیا۔ (وحیدی)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ قال اهل العلم من اهل السنۃ والجماعۃ نومن بهذه الاحادیث ولا نوهم فيها تشییها ولا نقول کیف یعنی اہل سنۃ والجماعۃ کے جملہ اہل علم کا قول ہے کہ ہم بلاچوں وچہار احادیث پر ایمان لاتے ہیں اور اس میں تشییہ کا وہم نہیں کرتے اور نہ ہم کیفیت کی بحث میں جاتے ہیں۔

## ۹۔ بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّأْدِ

باب صدقہ اس زمانے سے پہلے کہ اس کا لینے والا کوئی باقی نہ رہے گا

(۱۴۱۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے

۱۴۱۱ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ

شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید بن خالد نے بیان کیا،  
انہوں نے کہا کہ میں نے حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے سنا،  
انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا کہ صدقہ کرو،  
ایک ایسا زمانہ بھی تم پر آنے والا ہے جب ایک شخص اپنے مال کا  
صدقہ لے کر نکلے گا اور کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔

قالَ حَدَّثَنَا مَعْقِدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ : سَمِعْتَ حَارِثَةَ بْنَ وَهَبٍ قَالَ : سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ : ((تَصَدَّقُوا ، فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبِلُهَا ، يَقُولُ الرَّجُلُ : لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لَقَبِلْتَهَا ، فَلَمَّا أَتَيْتَهُمْ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهَا)). [طرفہ فی: ۱۴۲۴، ۷۱۲۰].

**لشیخ** جس کے پاس صدقہ لے کر جائے گا وہ یہ جواب دے گا کہ اگر تم کل اسے لائے ہوئے تو میں قبول کر لیتا۔ آج تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ قیامت کے قریب زمین کی ساری دولت باہر نکل آئے گی اور لوگ کم رہ جائیں گے۔ اسی حالت میں کسی کو مال کی حاجت نہ ہوگی۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت غنیمت جانو جب تم میں محتاج لوگ موجود ہیں اور جتنی ہو سکے خیرات دو۔ اس حدیث سے یہ بھی لٹکا کر قیامت کے قریب ایسے جلد جلد انقلاب ہوں گے کہ آج آدمی محتاج ہے کل امیر ہو گا۔ آج اس دور میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔ ساری روئے زمین پر ایک طوفان بیپا ہے مگر وہ زمانہ بھی دور ہے کہ لوگ زکوٰۃ و صدقات لینے والے باقی نہ رہیں۔

(۱۳۲) ہم سے ابوالیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شیعیب نے خبر دی، کہا کہ ہم سے ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن ہرمز اعرج نے اور ان سے ابوهریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت آنے سے پہلے مال و دولت کی اس قدر کثرت ہو جائے گی اور لوگ اس قدر مال دار ہو جائیں گے کہ اس وقت صاحب مال کو اس کی فکر ہو گی کہ اس کی زکوٰۃ کون قبول کرے اور اگر کسی کو دینا بھی چاہے گا تو اس کو یہ جواب ملے گا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں ہے۔

قیامت کے قریب جب زمین اپنے خزانے اگل دے گی، تب یہ حالت پیش آئے گی۔

(۱۳۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں سعدان بن بشیر نے خبر دی، کہا کہ ہم سے ابو مجلد سعد طائی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے محل بن خلیفة طائی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ دو شخص آئے، ایک فتویٰ فاقہ کی شکایت لئے ہوئے تھا اور دوسرا کو راستوں

۱۴۱۲ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزَّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِينَكُمُ الْمَالُ ، فَيَفِيضُ ، حَتَّى يَهُمْ رَبُّ الْمَالِ مَنْ يَقْبِلُ صَدَقَةَ ، وَحَتَّى يَغْرِضَهُ فَيَقُولُ الَّذِي يَغْرِضُهُ عَلَيْهِ : لَا أَرْبَبُ لِي)). [راجح: ۸۵]

۱۴۱۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِيمِ النَّبِيلِ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعْدَانَ بْنَ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّلُ بْنُ خَلِيفَةَ الطَّائِي قَالَ : سَمِعْتَ عَدِيًّا بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : كَتَتْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَهُ

کے غیر محفوظ ہونے کی شکایت تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہاں تک راستوں کے غیر محفوظ ہونے کا تعلق ہے تو، بت جلد ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ جب ایک قافلہ مکے کسی محافظت کے بغیر نکلے گا۔ (اور اسے راستے میں کوئی خطرہ نہ ہو گا) اور رہا فخر و فاقہ تو قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک (مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے یہ حال نہ ہو جائے کہ) ایک شخص اپنا صدقہ لے کر تلاش کرے لیکن کوئی اسے لینے والا نہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک شخص اس طرح کھڑا ہو گا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پرداز نہ ہو گا اور نہ ترجمانی کے لئے کوئی ترجمان ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیا میں نے تجھے دنیا میں مال نہیں دیا تھا؟ وہ کہے گا کہ ہاں دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا میں نے تیرے پاس پیغمبر نہیں بھیجا تھا؟ وہ کہے گا کہ ہاں بھیجا تھا۔ پھر وہ شخص اپنے دامیں طرف دیکھے گا تو آگ کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا پھر باسیں طرف دیکھے گا اور اوہ بھی آگ ہی آگ ہو گی۔ پس تمہیں جنم سے ڈرنا چاہئے خواہ ایک کھور کے ٹکڑے ہی (کا صدقہ کر کے اس سے اپنا بچاؤ کر سکو) اگر یہ بھی میرنہ آسکے تو اچھی بات ہی منہ سے نکالے۔

رجُلَانِ : أَخْدُهُمَا يَشْكُوا الْعِيلَةَ، وَالآخَرُ يَشْكُو قَطْعَ السَّيْلِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : (أَمَا قَطْعُ السَّيْلِ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِي عَلَيْكَ إِلَّا قَلِيلٌ حَتَّى تَخْرُجَ الْعِيزُ إِلَى مَكَّةَ بَغْيِرِ خَفْيٍ. وَأَمَا الْعِيلَةُ فَإِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقْوُمُ حَتَّى يَطُوفَ أَحَدُكُمْ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبِلُهَا مِنْهُ. ثُمَّ لِيَقْنَعَ أَحَدُكُمْ بِنَيْنِ يَدِيِ اللَّهِ تَعَالَى بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ حِجَابٌ وَلَا تَرْجُمَانٌ يَتَرْجِمُ لَهُ، ثُمَّ لِيَقُولَنَّ لَهُ : أَلَمْ أُوتِكَ مَالًا؟ فَلَيَقُولَنَّ : بَلَى. ثُمَّ لِيَقُولَنَّ : أَلَمْ أَرْسِلْ إِلَيْكَ رَسُولًا؟ فَلَيَقُولَنَّ : بَلَى. فَيَنْظُرُ عَنْ شِمَالِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ، ثُمَّ لِيَقْنَعَنَّ أَحَدُكُمْ النَّارَ وَلَوْ بِشِقْ تَمَرَّةَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَجِدْ فِي كَلِمَةٍ طَيِّبَةً).

[اطرافہ فی : ۱۴۱۷، ۳۵۹۵، ۶۰۲۳، ۶۵۶۳، ۶۵۴۰، ۷۴۴۳، ۶۵۳۹]

[۷۵۱۲]

یہ بھی ایک برا صدقہ ہے یعنی اگر خیرات نہ دے تو اس کو نری سے ہی جواب دے کہ اس وقت میں مجبور ہوں، 'معاف کرو' گھر کتا جھکڑنا منع ہے۔ ترجمان وہ ہے جو ترجمہ کر کے بندے کا کلام اللہ سے عرض کرے اور اللہ کا ارشاد بندے کو سنائے بلکہ خود اللہ پاک کلام فرمائے گا۔ اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں آواز اور حروف نہیں؛ اگر آواز اور حروف نہ ہوں تو بندہ سے گا کیسے اور سمجھے گا کیسے؟ (وجیدی)

اس حدیث میں یہ بھی گوئی بھی ہے کہ ایک دن عرب میں امن و امان عام ہو گا، چور ڈاکو عام طور پر ختم ہو جائیں گے، یہاں تک کہ قافلے کے شریف سے (خفیر) کے بغیر نکلا کریں گے۔ خفیر اس شخص کو کما جاتا تھا جو عرب میں ہر ہر قبیلہ سے قافلہ کے ساتھ سفر کر کے اپنے قبیلہ کی سرحد امن و عافیت کے ساتھ پار کر دیتا تھا وہ راست بھی بتلاتا اور لوٹ مار کرنے والوں سے بھی بچاتا تھا۔

آج اس چودھویں صدی میں حکومت عربیہ سعودیہ نے حرمین شریف کو امن کا اس قدر گواہ ہنا دیا ہے کہ مجال نہیں کوئی کسی پر دست اندازی کر سکے۔ اللہ پاک اس حکومت کو قائمِ دامَ رکھے اور حاصلدین و معاذین کے اور اس کو یہیشہ غلبہ عطا فرمائے۔ آمین)

(۱۴۱۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے

ابو اسامہ (مداد بن اسامہ) نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے برید بن عبد اللہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ضرور ایک زمانہ ایسا آجائے گا کہ ایک شخص سونے کا صدقہ لے کر نکلے گا لیکن کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا اور یہ بھی ہو گا کہ ایک مرد کی پناہ میں چالیس چالیس عورتیں ہو جائیں گی کیونکہ مردوں کی کمی ہو جائے گی اور عورتوں کی زیادتی ہو گی۔

قیامت کے قریب یا تو عورتوں کی پیدائش بڑھ جائے گی، مرد کم پیدا ہوں گے یا لڑائیوں کی کثرت سے مردوں کی تلت ہو جائے گی۔ ایسا کمی و فخر ہو چکا ہے۔

باب اس بارے میں کہ جہنم کی آگ سے بچو خواہ کھجور کے ایک نکڑے یا کسی معمولی سے صدقہ کے ذریعے ہو۔

اور (قرآن مجید میں ہے) «(وَمِثْلُ الَّذِينَ يَنفَقُونَ أَمْوَالَهُمْ) (ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال خرچ کرتے ہیں، سے فرمان باری (وَمِنْ كُلِ الشُّرْمَاتِ) تک۔

یہ آیت اور حدیث سے حضرت امام بخاری نے یہ نکلا کہ صدقہ تحوزہ ہو یا بہت ہر طرح اس پر ثواب ملے گا کیونکہ آیت میں مطلق اموالہم کا ذکر ہے جو قلیل اور کثیر سب کو شامل ہے۔

(۱۴۱۵) ہم سے ابو قداس عبید اللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو الشمن حکم بن عبد اللہ بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے سلیمان امش نے، ان سے ابو داکل نے اور ان سے ابو مسعود انصاری بن شخ نے فرمایا کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم بوجھ ڈھونے کا کام کیا کرتے تھے (تاکہ اس طرح جو مزدوری ملے اسے صدقہ کر دیا جائے) اسی زمانہ میں ایک شخص (عبد الرحمن بن عوف) آیا اور اس نے صدقہ کے طور پر کافی چیزیں پیش کیں۔ اس پر لوگوں نے کہ کتنا شروع کیا کہ یہ آدمی ریا کار ہے۔ پھر ایک اور شخص (ابو عقیل نای) آیا اور اس نے صرف ایک صلح کا صدقہ کیا۔ اس کے بارے میں لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کو ایک صلح کا صدقہ کی کیا حاجت ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ”وَهُوَ لَوْلَگُ جو ان مومنوں پر

حدَّثَنَا أَبُو أَسَاطِةَ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِي بُزْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ ((لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَطْوُفُ الرَّجُلُ فِيهِ بِالصَّدَقَةِ مِنَ الْذَّهَبِ ثُمَّ لَا يَجِدُ أَحَدًا يَأْخُذُهَا مِنْهُ، وَتَرَى الرَّجُلُ الْوَاحِدُ يَتَبَغِّهُ أَرْبَعُونَ اغْرَأَةً يَلْذَنُ بِهِ، مِنْ فِلَةِ الرَّجَالِ وَكُثْرَةِ النِّسَاءِ)).

قیامت کے قریب یا تو عورتوں کی پیدائش بڑھ جائے گی، مرد کم پیدا ہوں گے یا لڑائیوں کی کثرت سے مردوں کی تلت ہو جائے گی۔ ایسا کمی و فخر ہو چکا ہے۔

۱۰ - بَابُ اِنْقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِيقٍ نَّمَرَةٌ، وَالْقَلِيلُ مِنَ الصَّدَقَةِ

«وَمَثْلُ الَّذِينَ يَنفَقُونَ أَمْوَالَهُمْ» - وَإِلَى قَوْلِهِ - «وَمَنْ كُلَّ الشَّمَرَاتِ».

یہ آیت سورہ بقرہ کے رکوع ۳۵ میں ہے۔ اس آیت اور حدیث سے حضرت امام بخاری نے یہ نکلا کہ صدقہ تحوزہ ہو یا بہت ہر طرح اس پر ثواب ملے گا کیونکہ آیت میں مطلق اموالہم کا ذکر ہے جو قلیل اور کثیر سب کو شامل ہے۔

۱۴۱۵ - حَدَّثَنَا أَبُو فَدَاعَةَ غَبَّيْنَةَ اللَّهُ بْنُ سَعِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النُّفَمَانَ الْحَكْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ سَلِيمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((لَمَّا نَزَّلَتْ آيَةُ الصَّدَقَةِ كَتَنْحَمِلُ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَيْءٍ كَثِيرٍ، فَقَالُوا : مُرَاءٌ، وَجَاءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِصَنَاعَ، فَقَالُوا : إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنْ صَنَاعَ هَذَا، فَنَزَّلَتْ : «الَّذِينَ يَلْمِزُونَ الْمُطْرَوِعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ، وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ» الآية)).

[أطراہ فی : ۱۴۱۶، ۲۲۷۲، ۴۶۶۸، ۴۶۶۹] عیب لگاتے ہیں جو صدقہ زیادہ دیتے ہیں اور ان پر بھی جو محنت سے کما کر لاتے ہیں۔ (اور کم صدقہ کرتے ہیں) آخر تک۔

**لَئِنْ يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ** یہ طعنہ مارنے والے کم بخت منافقین تھے، ان کو کسی طرح جیسی نہ تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنا آدھا مال آٹھ ہزار درہم صدقہ کر دیئے تو ان کو ریا کار کرنے لگے۔ ابو عقیل بن شریح بخارے غریب آدمی نے محنت مزدوری سے کمال کر کے ایک صاع کھبور اللہ کی راہ میں دی تو اس پر تمثیل مارنے لگے کہ اللہ کو اس کی احتیاج نہ تھی۔

ارے مردو! اللہ کو تو کسی چیز کی احتیاج نہیں۔ آٹھ ہزار کیا آٹھ کروڑ بھی ہوں تو اس کے آگے بے حقیقت ہیں۔ وہ دل کی نیت کو دیکھتا ہے۔ ایک صاع کھبور بھی بتتے ہے۔ ایک کھبور بھی کوئی خلوص کے ساتھ حلال مال سے دے تو وہ اللہ کے نزدیک مقبول ہے۔ انجیل شریف میں ہے کہ ایک بڑھیا نے خیرات میں ایک دمڑی دی۔ لوگ اس پر نہیں۔ حضرت عیسیٰ ﷺ نے فرمایا کہ اس بڑھیا کی خیرات تم سے بڑھ کر ہے۔ (وہیدی)

(۱۳۱۶) ہم سے سعید بن حیانؓ کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے شفیق نے اور ان سے ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ نے کما کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ہم میں سے بت سے بازار جا کر بوجہ اٹھانے کی مزدوری کرتے اور اس طرح ایک مد (غلہ یا کھبور وغیرہ) حاصل کرتے۔ (جسے صدقہ کر دیتے) لیکن آج ہم میں سے بت سوں کے پاس لاکھ لاکھ (درہم یا دریوار) موجود ہیں۔

(۱۳۱۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا اور ان سے ابو سحاق عمرو بن عبد اللہ سعیٰ نے کما کہ میں نے عبد اللہ بن معقل سے نہ انسوں نے کما کہ میں نے عدی بن حاتم بن شیخ سے نہ انسوں نے کما کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنائے جنم سے بچو اگرچہ کھبور کا ایک نکڑا دے کر ہی سی (مگر ضرور صدقہ کر کے دوزخ کی آگ سے بچنے کی کوشش کرو)

**لَئِنْ يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ** ان ہر دو احادیث سے صدقہ کی فضیلت ظاہر ہے اور یہ بھی کہ دور اول میں صحابہ کرام جبکہ وہ خود نہیات تنگی کی حالت میں تھے، اس پر بھی ان کو صدقہ خیرات کا کس درجہ شوق تھا کہ خود مزدوری کرتے، بازار میں قلی بنتے، کہیت مزدوروں میں کام کرتے، پھر جو حاصل ہوتا اس میں غباء و مساکین مسلمانوں کی امداد کرتے۔ اہل اسلام میں یہ جذبہ اس چیز کا بین شوت ہے کہ اسلام نے اپنے بیروکاروں میں بنی نوع انسان کے لئے ہمدردی و سلوک کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے۔ قرآن مجید کی آیت ﴿لَنْ تَنَأُلُوا النِّزَّةَ حَتَّىٰ تَنْتَفِعُوا مِمَّا تَحْجُّنُونَ﴾ (آل عمران: ۹۲) میں اللہ پاک نے رغبت ولائی کہ صدقہ و خیرات میں گھٹیا چیز نہ دو بلکہ پیاری سے پیاری چیزوں کا صدقہ کرو۔ برخلاف اس کے بھیل کی حد درجہ نہ ملت کی گئی اور بتلایا کہ بھیل جنت کی بوجی نہ پائے گا۔ یہی صحابہ کرام تھے جن کا حال آپ نے سن پھر اللہ نے اسلام کی برکت سے ان کو اس قدر بڑھایا کہ لاکھوں کے مالک ہیں گئے۔

۱۴۱۶ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَفِيقِ عَنْ أَبِيهِ مَسْعُودِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَمْرَنَا بِالصَّدَقَةِ أَنْطَقَ أَنْطَقَ إِلَى السُّوقِ فِي حَامِلٍ، فَيَصِيبُ الْمُدْمَدِ، وَإِنْ لَيَفْضُّلُهُمْ أَلَيْوَمَ لَيَانَةَ الْفَوْ)). [راجع: ۱۴۱۵]

۱۴۱۷ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنْ أَبِيهِ إِسْحَاقَ قَالَ: سَمِعْتَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ: سَمِعْتَ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اَنْقُوا النَّارَ وَلَا بِشِقْ تَغْرِفْ)). [راجع: ۱۴۱۳]

حدیث نوبشق تمرة مختلف لفظوں میں مختلف طرق سے وارد ہوئی ہے۔ طبرانی میں ہے اجعلوا بینکم وبين النار حجایا ولو بشق تمرة اور دوزخ کے درمیان صدقہ کر کے جباب پیدا کرو اگرچہ وہ صدقہ ایک کھبور کی چھاک ہی سے ہو۔ نیز مند احمد میں یوں ہے لبیق احد کم و وجہہ بالنار ولو بشق تمرة یعنی تم کو اپنا چھر آگے سے بچانا چاہئے جس کا واحد ذریعہ صدقہ ہے اگرچہ وہ آدمی کھبور ہی سے کیوں نہ ہو۔ اور مند احمد میں حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے یوں ہے کہ آپ نے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو خطاب فرمایا یا عائشہ استقری من النار ولو بشق تمرة الحدیث یعنی اے عائشہ! دوزخ سے پرہ کرو چاہے وہ کھبور کی ایک چھاک ہی کے ساتھ کیوں نہ ہو۔

آخر میں علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ وفی الحدیث الحث علی الصدقۃ بما قبل وما جل وان لا يحتقر ما يتصدق به وان اليسير من الصدقۃ يسر المتصدق من النار (فتح الباری) یعنی حدیث میں ترغیب ہے کہ تھوڑا ہو یا زیادہ صدقہ بہر حال کرنا چاہئے اور تھوڑے صدقہ کو تحریر جانا چاہئے کہ تھوڑے سے تھوڑا صدقہ متصدق کے لئے دوزخ سے جباب بن سکا ہے۔

(۱۳۱۸) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کما کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے بردی، کما کہ ہمیں محرنے زہری سے بردی، انہوں نے کما کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لئے مانگتی ہوئی آئی۔ میرے پاس ایک کھبور کے سوا اس وقت اور کچھ نہ قائمیں نہ وہی دے دی۔ وہ ایک کھبور اس نے اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور خود نہیں کھلائی۔ پھر وہ اٹھی اور چل گئی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سی بھی تکلیف میں ڈالا تو پھر اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کے لئے آڑ بن جائیں گی۔

۱۴۱۸ - حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ : أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَغْمَرٌ عَنِ الرُّهْفَرِيِّ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزَمٍ عَنْ غُزوَةِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((دَخَلْتُ امْرَأَةً مَعَهَا ابْنَانَ لَهَا سَنَاءً ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةً ، فَأَغْطَيْهَا إِلَيَّاهَا ، فَقَسَّمْتُهَا بَيْنَ ابْنَتَهَا ، وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ، ثُمَّ قَامَتْ لَعَرَجَتْ . فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا ، فَأَخْبَرَنَاهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((مَنِ ابْتَلَيَ مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنْ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)).

[طرفة فی : ۵۹۹۵]

**لشیخ** اس حدیث کی مناسبت ترجمہ بابت سے یوں ہے کہ اس عورت نے ایک کھبور کے دو گلزارے کر کے اپنی دونوں بیٹیوں کو دے دیے جو نایت قلیل صدقہ ہے اور باعوجو اسکے آنحضرت ﷺ نے اس کو دوزخ سے بچاؤ کی بشارت دی۔ میں کہتا ہوں اس کلف کی حاجت نہیں۔ باب میں دو مضبوں تھے ایک تو کھبور کا گلزارے کر دوزخ سے بچا، دوسرے قلیل صدقہ دینے۔ تو عذری کی حدیث سے پہلا مطلب ثابت ہو گیا اور حضرت عائشہ کی حدیث سے دوسرا مطلب۔ انہوں نے بہت قلیل صدقہ دیا یعنی ایک کھبور۔ (وحیدی)

اس سے حضرت عائشہ کی صدقہ خیرات کے لئے حرص بھی ثابت ہوئی اور یہ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد تھا لا یرجع من عندک سائل ولو بشق تمرة رواه البزار من حدیث ابی هریرة (فتح) یعنی تمہارے پاس سے کسی سائل کو غالی ہاتھ نہ جانا چاہئے۔ اگرچہ کھبور کی آدمی چھاک ہی کیوں نہ ہو۔

باب تدرستی اور مال کی خواہش کے زمانہ میں

۱۱ - بَابُ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ

### صدقہ دینے کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم کو موت آجائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! ہم نے تمہیں جو رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو، اس سے پہلے کہ وہ دن (قیامت) آجائے جب نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی اور نہ شفاعت....الآیہ۔

ان دونوں آیتوں سے حضرت امام بخاری نے یہ نکلا کہ صدقہ کرنے میں جلدی کرنی چاہئے ایسا نہ ہو کہ موت آن دوپھے۔ اس وقت کف افسوس ملتا ہے کہ اگر میں اور جیتا تو صدقہ دیتا۔ یہ کرتا وہ کرتا۔ باب کامطلب بھی قریب بھی ہے۔ (وجیدی)

(۱۳۱۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عمارہ بن ققاع نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو زرعہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو هریرہ بن ذئب نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یا رسول اللہ! کس طرح کے صدقہ میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس صدقہ میں جسے تم صحت کے ساتھ بخوبی کے باوجود کرو۔ تمہیں ایک طرف تو فقیری کا ذرہ ہو اور دوسری طرف مالدار بننے کی تمنا اور امید ہو اور (اس صدقہ خیرات میں) ڈھیل نہ ہونی چاہئے کہ جب جان حلق تک آجائے تو اس وقت تو کہنے لگے کہ فلاں کے لئے اتنا اور فلاں کے لئے اتنا حالا نکہ وہ تو اپ فلاں کا ہوچکا۔

حدیث میں ترغیب ہے کہ تدرستی کی حالت میں جب کہ مال کی محبت بھی دل میں موجود ہو، صدقہ خیرات کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہئے نہ کہ جب موت قریب آجائے اور جان حلقوم میں پہنچ جائے۔ مگر یہ شریعت کی مرہانی ہے کہ آخر وقت تک بھی جب کہ ہوش و حواس قائم ہوں، مرنے والوں کو تسلی مال کی وسیطت کرنا جائز قرار دیا ہے، ورنہ اب وہ مال تو مرنے والے کی بجائے وارثوں کا ہوچکا ہے۔ پس علمدی کا تقاضا یہی ہے کہ تدرستی میں حسب توفیق صدقہ و خیرات میں جلدی کرنی چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ گیادت پر ہاتھ آتا نہیں۔

### باب

(۱۳۲۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عوانہ

### وَصَدَقَةُ الشَّجِيقِ الصَّحِيفِ

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ ﴾ إِلَى آخِرِهَا [النَّافِقُونَ : ۱۰] الآية.

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمَ لَا يَبْعَثُ فِيهِ ﴾ [البَقْرَةَ : ۲۵۴] الآية.

۱۴۱۹ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا غُمَارَةُ بْنُ الْقَعْدَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((جَاءَ رَجُلٌ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: ((أَنَّ تَصَدِّقَ وَأَنْتَ صَحِيفَةً شَجِيقَةً تَخْشَى الْفَقْرَ وَتَأْمَلُ الْغَنَى، وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْخَلْقُومَ قُلْتَ: لِفُلَانِ كَدَا وَلِفُلَانِ كَدَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانِ)).

[طرفہ فی : ۲۷۴۸].

### - بَابُ -

۱۴۲۰ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ

ووضاحِ مسکری نے بیان کیا، ان سے فراس بن مجھی نے، ان سے صحی  
 نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم ﷺ سے  
 کی بعض یوں نے آپ سے پوچھا کہ کہ سب سے پہلے ہم میں  
 آخرت میں آپ سے کون جا کر ملے گی تو آپ نے فرمایا جس کا ہاتھ  
 سب سے زیادہ لمبا ہو گا۔ اب ہم نے لکڑی سے ناپا شروع کر دیا تو سودہ  
 میں اپنے سے لبے ہاتھ والی نکلیں۔ ہم نے بعد میں سمجھا کہ لبے ہاتھ  
 والی ہونے سے آپ کی مراد صدقہ زیادہ کرنے والی سے تھے۔ اور سودہ  
 میں اپنے ہم سب سے پہلے نبی کرم ﷺ سے جا کر ملیں، صدقہ کرنا آپ کو  
 بہت محبوب تھا۔

قالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فَرَاسٍ عَنِ  
الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَّ  
اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ بَعْضَ أَذْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ لَمْ يَلْتَمِ  
لِلنَّبِيِّ ﷺ)): ((إِنَّا أَسْرَعْ بِكَ لِحُوقَافٍ؟))  
فَالْأَطْوَلُ كُنْ يَدَاهُ)). فَأَخْلَقُوا قَصْبَةَ  
يَلْدَرَعَوْنَاهَا، فَكَانَتْ سَوْدَةً أَطْوَلُهُنْ يَدَاهُ.  
فَعَلِمُنَا بَعْدُ إِنَّمَا كَانَتْ طُولُ يَدِهَا  
الصَّدَقَةُ، وَكَانَتْ أَسْرَعَنَا لِحُوقَافَ بِهِ  
وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ)).

**لشیخ** اکثر علماء نے کما کہ طول پیدھا اور کانت کی ضمیروں میں سے حضرت زینب مراد ہیں مگر ان کا ذکر اس روایت میں نہیں ہے۔  
کیونکہ اس امر سے اتفاق ہے کہ آخرت شیخوں کی وفات کے بعد یوں یوں میں سے سب سے پہلے حضرت زینب کا ہی انقلاب ہوا تھا۔ لیکن امام بخاری نے تاریخ میں جو روایت کی ہے اس میں ام المؤمنین حضرت سودہ بنت خدا کی صراحت ہے اور یہاں بھی اس روایت میں حضرت سودہ کا نام آیا ہے اور یہ مشکل ہے اور ممکن ہے یوں جواب دینا کہ جس جلسے میں یہ سوال آخرت شیخوں سے ہوا تھا وہیں حضرت زینب موجود نہ ہوں اور جتنی یوں وہاں موجود تھیں، کوئی بالی نہ رہی تھی، اس حالت میں یہ احتمال بھی نہیں چل سکتا۔ چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

قال لنا محمد بن عمر يعني الوالدى هذا الحديث وهل فى سودة انما هو فى زينب بنت جحش فهى اول نسائه به لحقا و توفيت فى خلافة عمر وبقيت سودة الى ان توفيت فى خلافة معاویه فى شوال سنة اربع وخمسين قال ابن بطاط هذا الحديث سقط منه ذكر زينب لاتفاق اهل السير على ان زينب اول من مات من ازواج النبي صلى الله عليه وسلم يعني ان الصواب وكانت زينب اسرعنا الخ ولكن ينكر على هذا التأويل تلك الروايات المتقدمة المصرح فيها بان الضمير لسودة وفرات يخطط الحافظ ابي على الصدف ظاهر هذا النقوص ان سودة كانت اسرع وهو خلاف المعروف عند اهل العلم ان زينب اول من مات من الازواج لم تنقل عن مالك من روایته عن الوالدى قال يقويه رواية عائشه بنت طلحة وقال ابن الجوزى هذا الحديث غلط من بعض الرواة العجب من البخاري كيف لم يتبه عليه والا اصحابه التعالق ولا علم بفساد ذلك الخطابي فانه فسره وقال لحقوق سودة به علم من اعلام النبوة وكل ذلك وهم انما هى زينب فانها كانت اطروphen يدا بالمعطاء كما رواه مسلم من طريق عائشه بلغط كان اطروتنا يدا زينب لأنها كانت تعمل وتصدق و في رواية كانت زينب امراة صناعية باليد وكانت تلبّي و تخزّ و تصدق في سبيلا الله .

جنی ہم سے واقعی نے کما کہ اس حدیث میں راوی سے بھول ہو گئی ہے۔ درحقیقت سب سے پہلے انتقال کرنے والی زینب ہی ہیں جن کا انتقال حضرت عمر بن ہشتنگ کی خلافت میں ہوا اور حضرت سودہ بنی ہاشما کا انتقال خلافت معاویہ بن ہشتنگ میں ۵۳ میں ہوا ہے۔ ابن بطال نے کما کہ اس حدیث میں حضرت زینب کا ذکر ساقط ہو گیا ہے کیونکہ اہل سیر کا اتفاق ہے کہ امامت المؤمنین میں سب سے پہلے انتقال کرنے والی حلقون حضرت زینب بنت جحش ہی ہیں اور جن راویوں میں حضرت سودہ بنی ہاشما کا نام آیا ہے ان میں راوی سے بھول ہو گئی۔ ابن

بوزی نے کہا کہ اس میں بعض راویوں نے غلطی سے حضرت سودہ کا نام لے دیا ہے اور تجب ہے کہ حضرت امام بخاری کو اس پر اطلاع نہ ہو سکی اور نہ ان اصحاب تعلیق کو جنہوں نے یہاں حضرت سودہ بینِ خدا کا نام لیا ہے اور وہ حضرت زینب بنت خدا ہی ہے جیسا کہ مسلم شریف میں حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ ہم میں سب سے زیادہ دراز ہاتھ والی صدقہ خیرات کرنے والی حضرت زینب تھی۔ وہ سوت کاتا کرتی تھیں اور دیگر محنت مشقت دباغت وغیرہ کے پیسے حاصل کرتیں اور فی سبیل اللہ صدقہ خیرات کیا کرتی تھیں۔ بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ناپ کے لحاظ سے حضرت سودہ کے ہاتھ دراز تھے، ازواج النبی ﷺ نے شروع میں یہی سمجھا کہ دراز ہاتھ والی بیوی کا انتقال پسلے ہونا چاہئے۔ مگر جب حضرت زینب کا انتقال ہوا تو ظاہر ہو گیا کہ آنحضرت ﷺ کی مراد ہاتھوں کا دراز ہونا نہ تھی بلکہ صدقہ خیرات کرنے والے ہاتھ مراد تھے اور یہ سبقت حضرت زینب کو حاصل تھی، پسلے انہی کا انتقال ہوا، مگر بعض راویوں نے اپنی لاطمی کی وجہ سے یہاں حضرت سودہ کا نام لے دیا۔ بعض علماء نے یہ تعلیق بھی دی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جس وقت یہ ارشاد فرمایا تھا اس مجمع میں حضرت زینب بنت خدا نہ تھیں، آپ نے اس وقت کی حاضر ہونے والی بیویوں کے بارے میں فرمایا اور ان میں سے پسلے حضرت سودہ بنت خدا کا انتقال ہوا مگر اس تعلیق پر بھی کلام کیا گیا ہے۔

جستہ الجد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ والحدیث یوہم ظاہرہ ان اول من ماتحت من امہات المؤمنین بعد ولاته صلی

الله علیہ وسلم سودہ ولیس کذالک فتactual ولا تعجل فی هذا المقام فانه من مزالق الا قدام (شرح تراجم ابواب بخاری)

#### باب سب کے سامنے صدقہ کرنا جائز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے

(سورہ بقرہ میں) فرمایا کہ جو لوگ اپنے مال خرچ کرتے ہیں رات میں اور دن میں پوشیدہ طور پر اور ظاہر، ان سب کا ان کے رب کے پاس ثواب ملے گا، انہیں کوئی ڈر نہیں ہو گا اور نہ انہیں کسی قسم کا غم ہو گا۔

اس آیت سے علائیہ خیرات کرنے کا جواز لکلا۔ گو پوشیدہ خیرات کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں ریا کا اندرشہ نہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ آئت حضرت علیؓ کی شان میں اتری۔ اسکے پاس چار اشریفان تھیں۔ ایک دن کو دی، ایک علائیہ، ایک چھپ کر (وہی) یہاں حضرت امام بخاری نے مضمون باب کو مدل کرنے کے لئے صرف آیت قرآنی کا نقل کرنا کافی سمجھا۔ جن میں ظاہر لفظوں میں باب کا مضمون موجود ہے۔

#### باب چھپ کر خیرات کرنا افضل ہے

اور ابوصریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ ”ایک شخص نے صدقہ کیا اور اسے اس طرح چھپا کر اس کے باسیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوئی کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”اگر تم صدقہ کو ظاہر کرو تو یہ بھی اچھا ہے اور اگر پوشیدہ طور پر دو اور دو فقراء کو تو یہ بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور تمہارے گناہ مٹا دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری

#### ۱۲ - باب صدقة العلانية

وَقُولُهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أُمُوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرٌ هُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْزَنُونَ﴾ [البقرة : ۲۷۴].

#### ۱۳ - باب صدقة السر

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَرَأَجْلَنَ تَصْدِيقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَقْلِمَ شِمَالَةً مَا تَفْقِي بَعْثَةً)). وَقُولُهُ: ﴿إِنْ تُبْدِو الصَّدَقَاتِ فَبَعْدًا هِيَ وَإِنْ تُخْفِهَا وَتُؤْتُهَا الْفَقَرَاءُ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَيَكْفُرُ عَنْكُمْ مَنْ سَيْئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا

نَعْمَلُونَ خَيْرًا [البقرة : ٢٧١] الآية۔ طرح خبردار ہے۔"

یہاں حضرت امام نے مضمون باب کو ثابت کرنے کے لئے حدیث نبوی اور آیت قرآنی ہردو سے استدلال فرمایا، مقصود ریا کاری سے پہنچا ہے۔ اگر اس سے دور رہ کر صدقہ دیا جائے تو ظاہر ہو یا پوشیدہ ہر طرح سے درست ہے اور اگر ریا کا ایک شایبہ بھی نظر آئے تو پھر اتنا پوشیدہ دیا جائے کہ باسیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ اگر صدقہ خیرات زکوٰۃ میں ریامنود کا کچھ دخل ہو تو وہ صدقہ و خیرات و زکوٰۃ مالدار کے لئے اتنا وہاں جان ہو جائے گا۔

**باب اگر لا علمی میں کسی نے مالدار کو صدقہ دے دیا تو اس کو ثواب مل جائے گا)**

٤- بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى غَيْرِ  
وَهُوَ لَا يَعْلَمُ

(۱۳۲۱) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعیب نے خبر دی، کہا کہ ہم سے ابوالزندہ نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابو ہریرہ بن ٹھوفہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے (بی اسرائیل میں سے) کما کہ مجھے ضرور صدقہ (آج رات) دینا ہے۔ چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور (نادا تقی سے) ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ آج رات کسی نے چور کو صدقہ دے دیا۔ اس شخص نے کما کہ اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ (آج رات) میں پھر ضرور صدقہ کروں گا۔ چنانچہ وہ دوبارہ صدقہ لے کر نکلا اور اس مرتبہ ایک فاحشہ کے ہاتھ میں دے آیا۔ جب صبح ہوئی تو پھر لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج رات کسی نے فاحشہ عورت کو صدقہ دے دیا۔ اس شخص نے کما اے اللہ! تمام تعریف تیرے ہی لئے ہے، میں زانی کو اپنا صدقہ دے آیا۔ اچھا آج رات پھر ضرور صدقہ نکالوں گا۔ چنانچہ اپنا صدقہ لئے ہوئے وہ پھر نکلا اور اس مرتبہ ایک مالدار کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں کی زبان پر ذکر تھا کہ ایک مالدار کو کسی نے صدقہ دے دیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! حمد تیرے ہی لئے ہے۔ (میں اپنا صدقہ (لا علمی سے) چور، فاحشہ اور مالدار کو دے آیا۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بتایا گیا کہ جملہ تک چور کے ہاتھ میں صدقہ چلے جانے کا سوال ہے۔ تو اس میں اس کا امکان ہے کہ وہ چوری سے رک جائے۔ اسی طرح فاحشہ کو صدقہ کا مال مل جانے پر اس کا امکان ہے کہ وہ زنا سے رک جائے اور مالدار

١٤٢١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَيْنَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الرُّنَادُ عَنِ الْأَغْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَالَ رَجُلٌ لِّتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ، فَاصْبَحَوَا يَتَحَدَّثُونَ : تَصَدَّقَ عَلَى سَارِقٍ سَارِقٍ. فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لِتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ بِصَدَقَةٍ. فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَاصْبَحَوَا يَتَحَدَّثُونَ : تَصَدَّقَ عَلَى غَنِيٍّ غَنِيٌّ. فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، عَلَى زَانِيَةٍ، لِتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ غَنِيٍّ، فَاصْبَحَوَا يَتَحَدَّثُونَ : تَصَدَّقَ عَلَى غَنِيٍّ غَنِيٌّ. فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، عَلَى زَانِيَةٍ، وَعَلَى غَنِيٍّ، فَلَيَنْهَا فَبَيْلَنَ لَهُ: أَمَا صَدَقَتْكَ عَلَى سَارِقٍ فَلَمَلَأْنَا أَنْ يَسْتَعِفُ عَنْ سَرْقَبِهِ، وَأَمَا الزَّانِيَةَ فَلَمَلَأْنَا أَنْ يَسْتَعِفُ عَنْ زِنَاهَا، وَأَمَا الغَنِيِّ فَلَمَلَأْنَا يَغْبَرُ، فَيَنْفِقُ مِمَّا أَغْطَاهَ اللَّهُ).

کے ہاتھ میں پڑ جانے کا یہ فائدہ ہے کہ اسے عبرت ہو اور پھر جو اللہ عزوجل نے اسے دیا ہے، وہ خرچ کرے۔

**لشیخ** اس حدیث میں بنی اسرائیل کے ایک تنی کا ذکر ہے جو صدقہ خیرات تقسیم کرنے کی نیت سے رات کو لٹاگراس نے اعلیٰ میں پہلی رات میں اپنا صدقہ ایک چور کے ہاتھ پر رکھ دیا اور دوسرا رات میں ایک فاحش عورت کو دے دیا اور تیسرا شب میں ایک مالدار کو دیدیا، جو مستحق نہ تھا۔ یہ سب کچھ لا علیٰ میں ہوا۔ بعد میں جب یہ واقعات اس کو معلوم ہوئے تو اس نے اپنی لا علیٰ کا اقرار کرتے ہوئے اللہ کی حمد بیان کی گویا یہ کما اللهم لک الحمد ای لالی ان صدقتی و قوت بید من لا یستحقها فلک العمد حیث کان ذلک بارادتک ای لا بارادتی فان ارادۃ اللہ کلہا جمیلۃ لعین یا اللہ! حم تیرے لئے ہی ہے نہ کہ میرے لئے۔ میرا صدقہ غیر مستحق کے ہاتھ میں پہنچ گیا پس حم تیرے ہی لئے ہے۔ اس لئے کہ یہ تیرے ہی ارادے سے ہوانہ کہ میرے ارادے سے اور اللہ پاک جو بھی چاہے اور وہ جو ارادہ کرے وہ سب بہتر ہی ہے۔

امام بخاری کا مقصد باب یہ ہے کہ ان حالات میں اگرچہ وہ صدقہ غیر مستحق کو مل گیا مگر عند اللہ وہ قبول ہو گیا۔ حدیث سے بھی یہی ظاہر ہوا کہ ناواقفی سے اگر غیر مستحق کو صدقہ دے دیا جائے تو اسے اللہ بھی قبول کریتا ہے اور دینے والے کو ثواب مل جاتا ہے۔ لفظ صدقہ میں نظری صدقہ اور فرضی صدقہ لعین زکوٰۃ ہر دو داخل ہیں۔

اسرائیلیٰ تنی کو خوب میں بتالیا گیا یا ہاتھ غیب نے خبر دی یا اس زمانہ کے پیغمبر نے اس سے کہا کہ جن غیر مستقین کو تو نے غلطی سے صدقہ دے دیا، شاید وہ اس صدقہ سے عبرت حاصل کر کے اپنی غلطیوں سے باز آ جائیں۔ چور چوری سے اور زانیہ زنا سے رک جائے اور مالدار کو خود اسی طرح خرچ کرنے کی رغبت ہو۔ ان صورتوں میں تیرا صدقہ تیرے لئے بہت کچھ موجب اجر و ثواب ہو سکتا ہے۔

هذا هو المعاد

**باب اگر باب نواققی سے اپنے بیٹی کو خیرات دے دے کہ  
اس کو معلوم نہ ہو؟**

(۱۳۲۲) ہم سے محمد بن یوسف فربالی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسرائیل بن یونس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو جویریہ (حطان بن خفاف) نے بیان کیا کہ معن بن یزید نے ان سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے اور میرے والد اور دادا (انفس بن جبیب) نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ آپ نے میری معکنی بھی کرائی اور آپ ہی نے نکاح بھی پڑھلا تھا اور میں آپ کی خدمت میں ایک مقدمہ لے کر حاضر ہوا تھا۔ وہ یہ کہ میرے والد یزید نے کچھ دینار خیرات کی نیت سے نکالے اور ان کو انہوں نے مسجد میں ایک شخص کے پاس رکھ دیا۔ میں گیا اور میں نے ان کو اس سے لے لیا۔ پھر جب میں، انہیں لے کر والد صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ قسم

**۱۵ - بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ عَلَى أَبِيهِ  
وَهُوَ لَا يَشْعُرُ**

۱۴۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَزِيَّةُ أَنَّ مَعْنَ بْنَ يَزِيدَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَنَا قَالَ: ((بَابَيْعَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا وَأَبِيهِ وَجَدِيِّي، وَخَطَبَ عَلَيْ فَأَنْكَحْنَهُ وَخَاصَّمْتُ إِلَيْهِمْ. وَكَانَ أَبِيهِ يَزِيدُ أَخْرَجَ ذَنَائِيرَ يَعْصَدُقَ بِهَا، فَوَضَعَهَا عَنْهُ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ، فَجَهَتْ فَأَخْدَثَهَا فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا أَيْلَكَ أَرَدْتُ. فَخَاصَّمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَكَ مَا نَوَيْتَ

اللہ کی میرا ارادہ تجھے دینے کا نہیں تھا۔ یہی مقدمہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور آپ نے یہ فیصلہ دیا کہ دیکھو یزید جو تم نے نیت کی تھی اس کا ثواب تمہیں مل گیا اور من! جو تو نے لے لیا وہ اب تیرا ہو گیا۔

یا نَزِئِنْدُ، وَلَكَ مَا أَخْذَتَ يَا مَقْنُونْ).

**تَسْبِيحٌ** امام ابو حیفہ اور امام محمد کا یہی قول ہے کہ اگر نادا قبیل میں باپ بیٹے کو فرض زکوٰۃ بھی دے دے تو زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور دوسرے علماء کہتے ہیں کہ اعادہ واجب ہے اور الہدیث کے نزدیک بہر حال ادا ہو جاتی ہے۔ بلکہ عزیز اور قریب لوگوں کو جو محتاج ہوں زکوٰۃ دینا اور زیادہ ثواب ہے۔ سید علامہ نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم نے کہا کہ متعدد لاکل اس پر قائم ہیں کہ عزیزوں کو خیرات دینا زیادہ افضل ہے، خیرات فرض ہو یا نفل اور عزیزوں میں خاوند اولاد کی صراحت ابوسعید کی حدیث میں موجود ہے۔ (مولانا وحید الزماں)

مضمون حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ نبی کریم ﷺ کس قدر شفیق اور مریان تھے اور کس وسعت قلبی کے ساتھ آپ نے دین کا تصور بیش فرمایا تھا۔ باپ اور بیٹے ہر دو کو ایسے طور سمجھا دیا کہ ہر دو کا مقصد حاصل ہو گیا اور کوئی جھگڑا بالی نہ رہ۔ آپ کا ارشاد اس بنیادی اصول پر تھی تھا۔ جو حدیث انہا الاعمال بالنیات میں بتلایا گیا ہے کہ معلمون کا اعتبار نیتوں پر ہے۔

آج بھی ضرورت ہے کہ علماء و فقیہاء ایسی وسیع النظری سے کام لے کر امت کے لئے بجائے مشکلات پیدا کرنے کے شرعی حدود میں آسانیاں بہم پہنچائیں اور دین فطرت کا زیادہ سے زیادہ فراخ قلمی کے ساتھ مطالعہ فرمائیں کہ حالات حاضرہ میں اس کی شدید ضرورت ہے۔ فقیہاء کا وہ دور گزر چکا جب وہ ایک ایک جزوی پر میدان مناظرہ قائم کر دیا کرتے تھے جن سے ننگ اگر حضرت شیخ سعدی کو کہنا پڑا۔

#### فَقِيهٌ طَرِيقٌ جَدْلٌ سَاختَدْ

لِمَ لَانِسَمْ درانداختند

#### باب خیرات داہنے ہاتھ سے دینی بہتر ہے

(۱۴۲۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی بن سعید قطان نے بیان کیا عبد اللہ عمری سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے خبیب بن عبد الرحمن نے حفص بن عامش سے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سات قسم کے آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سالیہ میں رکھے گا جس دن اس کے سوا اور کوئی سالیہ نہ ہو گا۔ انصاف کرنے والا حاکم، وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادات میں جوان ہوا ہو، وہ شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہے، وہ ایسے شخص جو اللہ کے لئے محبت رکھتے ہیں، اسی پر وہ جمع ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے، ایسا شخص جسے کسی خوبصورت اور عزت دار عورت نے بلا یا لیکن اس نے یہ جواب دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ انسان جو

#### ۱۶ - بَابُ الصَّدَقَةِ بِالْيَمِينِ

۱۴۲۳ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ  
عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصٍ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيهِ  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:  
(سَبْعَةُ يَظْلَمُهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا  
ظَلَّ إِلَّا ظَلَّ : إِمَامٌ عَذْلٌ، وَشَابٌ نَشَأَ فِي  
عِبَادَةِ اللَّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُغْلَقٌ فِي  
الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلٌ تَحَبَّبَ إِلَيْهِ اللَّهُ اجْتَمَعَ  
عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَ عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ  
ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَعَالَ فَقَالَ : إِلَيَّ أَخْافِ

صدقہ کرے اور اسے اس درج چھپائے کہ بائیں ہاتھ کو بھی خربنہ ہو کہ دائبے ہاتھ نے کیا خرچ کیا اور وہ شخص جو اللہ کو تھلائی میں یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بننے لگ جائیں۔

اللَّهُ وَرَجُلٌ تَصْدِقُ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّىٰ  
لَا تَعْلَمُ شِعَالُهُ مَا تَفْقِيْعُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ  
اللَّهَ خَالِيَا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ). [۱۶۰]

[راجع: ۱۶۰]

**لشیخ** قیامت کے دن عرش عظیم کا سایہ پانے والے یہ سات خوش قسم انسان مرد ہوں یا عورت ان پر حصر نہیں ہے۔ بعض احادیث میں اور بھی ایسے نیک اعمال کا ذکر آیا ہے جن کی وجہ سے سایہ عرش عظیم مل سکے گا۔ بعض علماء نے اس موضوع پر مستقل رسائل تحریر فرمائے ہیں اور ان جملے اعمال صلح کا ذکر کیا ہے جو قیامت کے دن عرش الٰہی کے نیچے سایہ ملنے کا ذریعہ بن سکیں گے۔ بعض نے اس فرست کو چالیس تک بھی پہنچا دیا ہے۔ یہاں باب اور حدیث میں مطابقت اس مصدقہ سے ہے جو راہ اللہ اس قدر پوشیدہ خرچ کرتا ہے کہ دائبے ہاتھ سے خرچ کرتا ہے اور بائیں کو بھی خرچ نہیں ہو پاتی۔ اس سے غایت غلوص مراد ہے۔

النصاف کرنے والا حاکم چودھری، **رضی اللہ عنہ** عبادت میں مشغول رہنے والا جوان اور مسجد سے دل لگانے والا نمازی اور دو باہمی الٰہی اعمال حصہ ایسے ہیں کہ ان پر کارہنگ ہونے والوں کو عرش الٰہی کا سایہ ملتا ہی چاہئے۔ اس حدیث سے اللہ کے عرش اور اس کے سایہ کا بھی اثبات ہوا جو بلا کیف و کم و تاویل تسلیم کرنا ضروری ہے۔ قرآن پاک کی بہت سی آیات میں عرش عظیم کا ذکر آیا ہے۔ بلاشك و شے اللہ پاک صاحب عرش عظیم ہے۔ اس کے لئے عرش کا استواء اور جست فوق ثابت اور برحق ہے جس کی تاویل نہیں کی جاسکتی اور نہ اس کی کیفیت معلوم کرنے کے ہم مکلف ہیں۔

(۱۳۲۳) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی، کہا کہ مجھے معبد بن خالد نے خبر دی، کہا کہ میں نے حارثہ بن وہب خزاںی رضی اللہ عنہ سے سنًا۔ انسوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنًا، آپ نے فرمایا کہ صدقہ کیا کرو پس عنقریب ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے جب آدمی اپنا صدقہ لے کر نکلے گا (کوئی اسے قبول کر لے مگر جب وہ کسی کو دے گا تو وہ) آدمی کے گا کہ اگر اسے تم کل لائے ہوتے تو میں لے لیتا لیکن آج مجھے اس کی حاجت نہیں رہی۔

ثابت ہوا کہ مرد مغلص اگر صدقہ زکوٰۃ علانیہ لے کر تقیم کے لئے نکلے بورٹکے غلوص ولیمیت مد نظر ہو تو یہ بھی نہ موم نہیں ہے۔ یوں بتیری ہے کہ جہاں تک ہو سکے ریا و نمود سے نیچے کے لئے پوشیدہ طور پر صدقہ زکوٰۃ خیرات دی جائے۔

باب اس کے بارے میں کہ جس نے اپنے خدمت گار کو صدقہ دینے کا حکم دیا اور خود اپنے ہاتھ سے نہیں دیا

۱۴۲۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَنْدِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ قَالَ : أَخْبَرَنِي مَعْبُدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبَ الْخَزَاعِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((تَصَدِّقُوا، فَسَيَأْتِيَ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرِّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَيَقُولُ الرِّجُلُ : لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْأَمْسِ لِقَبِيلَتِهَا مِنْكَ، فَأَمَا الْيَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهَا)). [۱۴۱۱]

ثابت ہوا کہ مرد مغلص اگر صدقہ زکوٰۃ علانیہ لے کر تقیم کے لئے نکلے بورٹکے غلوص ولیمیت مد نظر ہو تو یہ بھی نہ موم نہیں ہے۔ یوں بتیری ہے کہ جہاں تک ہو سکے ریا و نمود سے نیچے کے لئے پوشیدہ طور پر صدقہ زکوٰۃ خیرات دی جائے۔

۱۷ - بَابُ مَنْ أَمْرَ خَادِمَةَ بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ يُنَاوِلْ بِنَفْسِهِ

اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یوں بیان کیا کہ خادم بھی صدقہ دینے والوں میں سمجھا جائے گا۔

(۱۴۲۵) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا کہا کہ ہم سے جری نے بیان کیا، ان سے منصور نے۔ ان سے شقین نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عورت اپنے شوہر کے مال سے کچھ خرچ کرے اور اس کی نیت شوہر کی پوچھی برپا کرنے کی نہ ہو تو اسے خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو بھی اس کا ثواب ملے گا کہ اس نے کمیا ہے اور خزانچی کا بھی یہی حکم ہے۔ ایک کا ثواب دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کرتا۔

وقالَ أَبُو مُوسَىٰ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: (( هُوَ أَحَدُ الْمَتَصَدِّقَيْنِ ))

۱۴۲۵ - حدَثَنَا عُثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَثَنَا جَرِيْزَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَفِيقِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَنْفَقْتِ الْمَرْأَةَ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ، وَلِخَازِنِ مِثْلِ ذَلِكَ لَا يَنْفَضُ بِغَضْبِهِمْ أَجْرٌ بِغَضْبِ شَيْنَا)).

[اطرافہ فی : ۱۴۳۷، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱]

[۲۰۶۵، ۱۴۴۱]

**لَشَرِحِ حَسَنِي** مطلب ظاہر ہے کہ مالک کے مال کی حفاظت کرنے والے اور اس کے حکم کے مطابق اسی میں سے صدقہ خیرات نکالنے والے ملازم خالوم خرچ اپنی سب ہی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ثواب کے متعلق متحقق ہوں گے۔ حتیٰ کہ یہوی بھی جو شوہر کی اجازت سے اس کے مال میں سے صدقہ خیرات کرے وہ بھی ثواب کی متعلق ہوگی۔ اس میں ایک طرح سے خرچ کرنے کی ترغیب ہے اور دینات و امانت کی تعلیم و تلقین ہے۔ آیت شریفہ «لَنْ تَنَالُوا الْبَرَّ» کا ایک مفہوم یہ بھی ہے۔

باب صدقہ وہی بہتر ہے جس کے بعد بھی آدمی مالدار ہی رہ

جائے (بالکل خالی ہاتھ نہ ہو بیٹھے)

اور جو شخص خیرات کرے کہ خود محتاج ہو جائے یا اس کے بال بچے محتاج ہوں (تو ایسی خیرات درست نہیں) اسی طرح اگر قرضدار ہو تو صدقہ اور آزادی اور بہبہ پر قرض ادا کرنا مقدم ہو گا اور اس کا صدقہ اس پر پھیر دیا جائے گا اور اسکو یہ درست نہیں کہ (قرض نہ ادا کرے اور خیرات دے کر لوگوں (قرض خواہوں) کی رقم تباہ کرے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کا مال (بطور قرض) تلف کرنے (یعنی نہ دینے) کی نیت سے لے تو اللہ اس کو برپا کر دے گا۔ البتہ اگر صبراً اور تکلیف اٹھانے میں مشور ہو تو اپنی خاص حاجت پر (فیکر کی حاجت کو) مقدم کر سکتا ہے۔ جیسے ابوکبر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا

وَمَنْ تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ أَوْ أَهْلُهُ مُحْتَاجٌ أَوْ عَلَيْهِ دِينٌ فَالَّذِينَ أَحَقُّ أَنْ يُفْضَى مِنَ الصَّدَقَةِ وَالْعُنْقَ وَالْهَبَّةِ، وَهُوَ رَدٌّ عَلَيْهِ، لَيْسَ لَهُ أَنْ يُتَفَلَّفَ أَمْوَالَ النَّاسِ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ أَخْذَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِرِينْدٍ إِنْ لَأَهْلَهَا أَتَلَفَهَا اللَّهُ)), إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَغْرُوفًا بِالصَّبَرِ فَيُؤْتَ عَلَى نَفْسِهِ وَلَوْ كَانَ بِهِ حَصَاصَةً، كَفَعَلَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حِينَ تَصَدَّقَ بِمَالِهِ، وَكَذَلِكَ أَنَّ الْأَنْصَارَ

سارا مال خیرات میں دے دیا اور اسی طرح انصار نے اپنی ضرورت پر مهاجرین کی ضروریات کو مقدم کیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے مال کو تباہ کرنے سے منع فرمایا ہے تو جب اپنا مال تباہ کرنا منع ہوا تو پرانے لوگوں کامال تباہ کرنا کسی طرح سے جائز نہ ہو گا۔ اور کعب بن مالک نے (جو جنگ تبوک سے پچھے رہ گئے تھے) عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی توبہ کو اس طرح پورا کرتا ہوں کہ اپنا سارا مال اللہ اور رسول پر تصدق کروں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں کچھ ہوڑا مال رہنے بھی دے وہ تیرے حق میں بہتر ہے۔ کعب نے کہا بت خوب میں اپنا خیر کا حصہ رہنے دیتا ہوں۔

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں احادیث نبوی اور آثار صحابہ کی روشنی میں بہت سے اہم امور متعلق صدقہ خیرات پر روشنی ڈالی ہے۔ جن کا غاصب یہ ہے کہ انسان کے لئے صدقہ خیرات کرنا اسی وقت ہتر ہے جبکہ وہ شرعی حدود کو مر نظر کرے۔ اگر ایک شخص کے اہل و عیال خود ہی محتاج ہیں یا وہ خود دوسروں کا مقتوض ہے پھر ان حالات میں بھی وہ صدقہ کرے اور نہ یہ اہل و عیال کا خیال رکھے نہ دوسروں کا قرض ادا کرے تو وہ خیرات اس کے لئے باعث اجر نہ ہو گی بلکہ وہ ایک طرح سے دوسروں کی حق تلفی کرنا اور جن کو رہنا ضروری تھا ان کی رقم کو تلف کرنا ہو گا۔ ارشاد نبوی من اخذ اموال الناس بیرون اقلافہ کا یہی فٹا ہے۔ ہاں صبر اور ایثار الگ چیز ہے۔ اگر کوئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا صابر و شاکر مسلمان ہو اور انصار جیسا ایثار پیشہ ہو تو اس کے لئے زیادہ سے زیادہ ایثار پیش کرنا جائز ہو گا۔ مگر آج کل ایسی مثالیں ملاش کرنا بے کار ہے۔ جبکہ آج کل ایسے اشخاص ناپید ہو چکے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بزرگ ترین جلیل القدر صحابی ہیں جو جنگ تبوک میں پچھے رہ گئے تھے بعد میں ان کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو انہوں نے اپنی توبہ کی قبولت کے لئے اپنا سارا مال فی سبیل اللہ دے دینے کا خیال ظاہر کیا۔ آنحضرت ﷺ نے سارے مال کو فی سبیل اللہ دینے سے منع فرمایا تو انہوں نے اپنی جائیداد خیر کو بچایا، بلکہ کو خیرات کرو دیا۔ اس سے بھی اندازہ لگانا چاہئے کہ قرآن و حدیث کی یہ غرض ہرگز نہیں کہ کوئی بھی مسلمان اپنے اہل و عیال سے بے نیاز ہو کر اپنی جائیداد فی سبیل اللہ بخش دے اور وارثین کو محتاج مفلس کر کے دنیا سے جائے۔ ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ یہ وارثین کی حق تلفی ہو گی۔ امیر المؤمنین فی الحدیث سیدنا حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ کا یہی فٹا ہے باب ہے۔

(۱۴۲۶) ہم سے عبدالنے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خردی، انہیں یونس نے، انہیں زہری نے، انہوں نے کہا مجھے سعید بن مسیب نے خردی، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بتسرن خیرات وہ ہے جس کے دینے کے بعد آدمی مالدار رہے۔ پھر صدقہ پلے انہیں دو جو تمصاری زیر پرورش ہیں۔

الْمُهَاجِرِينَ.  
وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ إِصْنَاعَةِ الْمَالِ، فَلَيْسَ لَهُ أَنْ يُضْيَغَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِعِلْمِ الصَّدَقَةِ.  
((وَقَالَ كَعْبٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي مِنْ تَوْبَقِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ ﷺ).  
فَأَلَّا ((أَمْسِكْ عَلَيْكَ بِغَضْنَ مَالِكَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ)). قُلْتُ : فَلِيَ أَمْسِكْ سَهْمِيَ الَّذِي بِخَيْرٍ.

حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس باب میں احادیث نبوی اور آثار صحابہ کی روشنی میں بہت سے اہم امور متعلق صدقہ خیرات پر روشنی ڈالی ہے۔ جن کا غاصب یہ ہے کہ انسان کے لئے صدقہ خیرات کرنا اسی وقت ہتر ہے جبکہ وہ شرعی حدود کو مر نظر کرے۔ اگر ایک شخص کے اہل و عیال خود ہی محتاج ہیں یا وہ خود دوسروں کا مقتوض ہے پھر ان حالات میں بھی وہ صدقہ کرے اور نہ یہ اہل و عیال کا خیال رکھے نہ دوسروں کا قرض ادا کرے تو وہ خیرات اس کے لئے باعث اجر نہ ہو گی بلکہ وہ ایک طرح سے دوسروں کی حق تلفی کرنا اور جن کو رہنا ضروری تھا ان کی رقم کو تلف کرنا ہو گا۔ ارشاد نبوی من اخذ اموال الناس بیرون اقلافہ کا یہی فٹا ہے۔ ہاں صبر اور ایثار الگ چیز ہے۔ اگر کوئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جیسا صابر و شاکر مسلمان ہو اور انصار جیسا ایثار پیشہ ہو تو اس کے لئے زیادہ سے زیادہ ایثار پیش کرنا جائز ہو گا۔ مگر آج کل ایسی مثالیں ملاش کرنا بے کار ہے۔ جبکہ آج کل ایسے اشخاص ناپید ہو چکے ہیں۔

۱۴۲۶ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ : أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسِيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((خَيْرٌ الصَّدَقَةُ مَا كَانَ عَنْ ظَهَرٍ غَنِيٌّ، وَأَبْدًا بِمَنْ تَعُولُ)).

[اطرافہ فی : ۱۴۲۸، ۵۳۵۵، ۵۳۵۶]

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے عزیزو اقرباء جملہ متعلقین اگر وہ مستحق ہیں تو صدقہ خیرات زکوٰۃ میں سب سے پہلے ان عی کا حق ہے۔ اس لئے ایسے صدقہ کرنے والوں کو دو گئے ثواب کی بشارت دی گئی ہے۔

(۷) (۱۳۲۷) ہم سے موی بن اساعیل نے بیان کیا، کما کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے رشام بن عروہ نے اپنے باپ سے بیان کیا، ان سے حکیم بن حرام بن الحوش نے کہ نبی کرم شفیع نے فرمایا اور والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور پہلے انسیں دو جو تمہارے بال پہنچے اور عزیز ہیں اور بتیرن صدقہ وہ ہے جسے دے کر آدمی مالدار رہے اور جو کوئی سوال سے پچنا چاہے گا اسے اللہ تعالیٰ مجھی محفوظ رکھتا ہے اور جو دوسروں (کے مال) سے بے نیاز رہتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ بے نیازی بنا دتا ہے۔

(۸) (۱۳۲۸) اور وہیب نے بیان کیا کہ ہم سے رشام نے اپنے والد سے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہ بن الحوش نے اور ان سے نبی کرم شفیع نے ایسا ہی بیان فرمایا۔

(۹) (۱۳۲۹) ہم سے ابو انعام نے بیان کیا، کما کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے تافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سن۔ (دوسری سند) اور ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے تافع نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے صدقہ اور کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے کا اور دوسرن سے مانگنے کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اور والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور کا ہاتھ خرج کرنے والے کا ہے اور نیچے کا ہاتھ مانگنے والے کا۔

**حضرت امام بخاری** نے باب منقدہ کے تحت ان احادیث کو لا کریہ ثابت فرمایا کہ ہر مرد مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ صاحب دولت بن کر اور دولت میں سے اللہ کا حق زکوٰۃ ادا کر کے ایسا رہنے کی کوشش کرے کہ اس کا ہاتھ بھیشہ اور کا ہاتھ رہے اور تازیت نیچے والانہ بنے یعنی دینے والا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے والا۔ حدیث میں اس کی

۱۴۲۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَكِيمٍ بْنِ حَزَامَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلَيْدَ الْغُلْيَا خَيْرٌ مِنَ النَّبِيِّ السُّفْلَى، وَأَبَدَا بِمَنْ تَقُولُ، وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرٍ غَنِيٍّ، وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يَعْفَهُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يَغْنِهُ اللَّهُ)).

۱۴۲۸ - وَعَنْ وُهَيْبٍ: قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِهَذَا۔ [راجع: ۱۴۲۶]

۱۴۲۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْعَفْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادًا بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبْيَوبَ عَنْ تَافِعٍ عَنْ أَبِينِ عَمْرٍ وَعَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ ح. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلِمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ تَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمُنْبِرِ - وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالْتَّعْفُفَ وَالْمَسْأَلَةَ ((أَلَيْدَ الْغُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْأَلِيدِ السُّفْلَى. فَالْأَلِيدَ الْغُلْيَا هِيَ الْمُنْفَقَةُ، وَالْسُّفْلَى هِيَ السَّائِلَةُ))).

لئے بخیر

بھی تریخ ہے کہ احتیاج کے باوجود بھی لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا چاہئے بلکہ صبر و استقلال سے کام لے کر اپنے توکل علی اللہ اور خودداری کو قائم رکھتے ہوئے اپنی قوت بازو کی محنت پر گزارہ کرنا چاہئے۔

۱۹ - بَابُ الْمَنَانِ بِمَا أَغْطَى، لِقَوْلِهِ

تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ

کرتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہے اس کی وجہ

سے نہ احسان جلتا تے ہر اور نہ تکلف دستے ہر

### ۱۔ خاتم نعمتی

## باب ییراٹ مرے یہ جددی

لرنا چاہئے۔

(۱۳۳۰) ہم سے ابو عاصم نبیل نے عمر بن سعید سے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز ادا کی پھر جلدی سے آپ گھر میں تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لے آئے۔ اس پر میں نے پوچھا یا کسی اور نے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں گھر کے اندر صدقہ کے سونے کا ایک ٹکڑا چھوڑ آیا تھا مجھے یہ بات پسند نہیں آئی کہ اسے تقسیم کئے بغیر رات گزاروں پس میں نے اس کو باٹ دیا۔

(حدیث سے ثابت ہوا کہ خیرات اور صدقہ کرنے میں جلدی کرنا بہتر ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آجائے یا مال بیٹی نہ رہے اور ثواب سے محروم رہ جائے۔ باب کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صاحب نصاب سال تمام ہونے سے پہلے ہی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دے۔ اس بارے میں مزید وضاحت اس حدیث میں ہے۔ (عن علی ان العباس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تعجیل صدقۃ قبل ان تحل فرخص له فی ذالک (رواہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ والدارمی) یعنی حضرت عباس بن علیؑ نے رسول کرم ﷺ سے پوچھا کہ کیا وہ اپنی زکوٰۃ سال گزرنے سے پہلے بھی ادا کر سکتے ہیں؟ اس پر آپؐ نے ان کو اجازت بخش دی۔ قال ابن مالک هذا بدل علی جواز تعجیل الزکوہ بعد حصول النصاب قبل تمام الحول الخ (مرعایہ) یعنی ابن مالک نے کہا کہ یہ حدیث ولالت کرتی ہے کہ نصاب مقررہ حاصل ہونے کے بعد سال پورا ہونے سے پہلے بھی زکوٰۃ ادا کی جاسکتی ہے۔

۲۱- يَابْ التَّخْرِيفِ عَلَى الصَّدَقَةِ، بَبُ لَوْكُونَ كُو صَدَقَةَ كَيْ تَرْغِيبَ دَلَانَا وَرَاسَ كَلَّه

سفارش کرنا

وَالشَّفَاعَةُ فِيهَا

<sup>٨٥١</sup> فَسَمْتُهُ). [راجع: ٨٥١]

١٤٣٠ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي مُلِيقَةَ أَنَّ عَقْبَةَ بْنَ الْحَارِثَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ : صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْتَ أَفَعْصُرُكَ فَأَسْرَعَ، ثُمَّ دَخَلَ بَيْنَ النَّبِيِّ وَالْعَصْرَ فَأَسْرَعَ، فَقَلَّتْ - أَوْ قَبَلَ - لَهُ فَقَالَ : ((كُنْتُ خَلْفَتُ فِي الْبَيْتِ يَتَرَا مِنَ الصَّدَقَةِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُبَيَّهُ،

(۱۴۳۱) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عدی بن ثابت نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابن عباس بن عیاش نے کہ نبی کرم ﷺ عید کے دن نکلے۔ پس آپ نے (عید گاہ میں) دور رکعت نماز پڑھائی۔ نہ آپ نے اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد۔ پھر آپ عورتوں کی طرف آئے۔ بالآخر آپ کے ساتھ تھے۔ انہیں آپ نے وعظ و نصیحت کی اور ان کو صدقہ کرنے کے لئے حکم فرمایا۔ چنانچہ عورتیں نگلن اور بالیاں (بالآخر نہ کچھ کے کچھ میں) ڈالنے لگیں۔

[راجع: ۹۸] باب کی مطابقت ظاہر ہے کیونکہ آخرفہرست ﷺ نے عورتوں کو خیرات کرنے کے لئے رغبت دلائی۔ اس سے صدقہ اور خیرات کی اہمیت پر بھی اشارہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ صدقہ اللہ پاک کے غصب اور غصہ کو بجھاتا ہے۔ قرآن پاک میں جگہ جگہ افاقت فی سبیل اللہ کے لئے ترغیبات موجود ہیں۔ فی سبیل اللہ کا مفہوم بہت عام ہے۔

(۱۴۳۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد الواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو بردہ بن عبد اللہ بن ابی بردہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو بردہ بن ابی موسیٰ نے بیان کیا، اور ان سے ان کے بارے موسیٰ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اگر کوئی مانگنے والا آتا یا آپ کے سامنے کوئی حاجت پیش کی جاتی تو آپ صحابہ کرام سے فرماتے کہ تم سفارش کرو کہ اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ پاک اپنے نبی کی زبان سے جو فیصلہ چاہے گا وہ دے گا۔

[اطراfe in : ۶۰۲۷، ۶۰۲۸، ۷۴۷۶]. معلوم ہوا کہ حاجت مندوں کی حاجت اور غرض پوری کر دینا برا ثواب ہے۔ اسی لئے آخرفہرست ﷺ صحابہ کرام کو سفارش کرنے کی رغبت دلاتے اور فرماتے کہ اگرچہ یہ ضروری نہیں ہے کہ تمہاری سفارش ضرور قبول ہو جائے۔ ہو گاوی جو اللہ کو منظور ہے۔ مگر تم کو سفارش کا ثواب ضرور مل جائے گا۔

(۱۴۳۳) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبدہ نے ہشام سے خبر دی، انہیں ان کی بیوی فاطمہ بنت متذرا نے اور ان سے اسماء بنی ابی شیبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ خیرات کو مت روک ورنہ تیرا رزق بھی روک دیا جائے گا۔

ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، اور ان سے عبدہ نے یہی

قالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ  
قَالَ حَدَّثَنَا عَدَيٌّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبَّارٍ عَنْ  
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((خَرَجَ  
النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ عِنْدِ فَصْلِي رَكْعَتَيْنِ لَمْ  
يُصْلِلْ قَبْلَ وَلَا بَعْدَ ثُمَّ مَالَ عَلَى النِّسَاءِ  
وَبَلَّا مَعْنَى - فَوَعَظَهُنَّ، وَأَمْرَهُنَّ أَنْ  
يَتَصَدَّقُنَّ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي الْقَلْبَ  
وَالْخُرْصَ)).

[راجع: ۹۸]

۱۴۳۲ - حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ  
حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْيَنْدَةَ بْنُ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْزَةَ حَدَّثَنَا أَبُو بُرْزَةَ بْنُ  
أَبِي مُوسَىٰ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ :  
كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ  
طَلَّبَتِ إِلَيْهِ حَاجَةً قَالَ : ((اشْفَعُوكُمْ تُؤْجِرُوا،  
وَيَنْفَضِيَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ مَا شَاءَ)).

[اطراfe in : ۶۰۲۷، ۶۰۲۸، ۷۴۷۶].

۱۴۳۳ - حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ  
أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ  
أَسْمَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ لِي  
النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا تُوْكِي فَيُوْكِي عَلَيْكِ)).

حَدَّثَنَا عَثْمَانَ بْنَ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ عَبْدَةَ

وقال: ((لَا تُخْصِي فِي خُصُّيَّةِ اللَّهِ  
بَنِي دَعَاءً گَرَّهُ)).  
حدیث روایت کی کہ گئنے نہ لگ جانا ورنہ پھر اللہ بھی تجھے گن گن کر

[اطرافہ فی : ۱۴۳۴، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱].

مقصد صدقہ کیلئے رغبت دلانا اور بخل سے نفرت دلانا ہے۔ یہ مقصد بھی نہیں ہے کہ سارا گھر لٹا کے کنگال بن جاؤ۔ یہاں تک فرمایا کہ تم اپنے ورثاء کو غنی چھوڑ کر جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلاتے پھر۔ لیکن بعض اشخاص کے لئے کچھ استثناء بھی ہوتا ہے جیسے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنا تمام ہی املاش فی سبیل اللہ پیش کر دیا تھا اور کہا تھا کہ گھر میں صرف اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں باقی سب کچھ لے ہوں یہ صدیق اکابر ہی متکل اعظم ہی کی شان ہو سکتی ہے ہر کسی کا یہ مقام نہیں۔ بہر حال اپنی طاقت کے اندر اندر صدقہ خیرات کرنا بہت ہی موجب برکات ہے۔ دوسرا باب اس مضمون کی مزید وضاحت کر رہا ہے۔

## باب جمال تک ہو سکے خیرات کرنا

(۱۴۳۳) ہم سے ابو عاصم (ضحاک) نے بیان کیا اور ان سے ابن جرتع نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور مجھ سے محمد بن عبد الرحمن نے بیان کیا، ان سے حجاج بن محمد نے بیان کیا اور انہوں نے کہا کہ ہم سے ابن جرتع نے بیان کیا کہ مجھے ابن ابی ملیکہ نے خبر دی، انہیں عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے اسماعیل بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (مال کو) تھیلی میں بند کر کے نہ رکھنا ورنہ اللہ پاک بھی تمہارے لئے اپنے خزانے میں بندش لگادے گا۔ جمال تک ہو سکے لوگوں میں خیر خیرات تقسیم کرتی رہ۔

## باب صدقہ خیرات سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۱۴۳۵) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جریر نے اعمش سے بیان کیا، ان سے ابو داکل نے، انہوں نے حدیفہ بن یمان بن شوشہ سے کہ عمر بن خطاب بن شوشہ نے فرمایا کہ فتنہ سے متعلق رسول اللہ بنی ہاشم کی حدیث آپ لوگوں میں کس کو یاد ہے؟ حدیفہ بن شوشہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا میں اس طرح یاد رکھتا ہوں جس طرح نبی اکرم بنی ہاشم نے اس کو بیان فرمایا تھا۔ اس پر حضرت عمر بن شوشہ نے فرمایا کہ تمہیں اس کے بیان پر جرأت ہے۔ اچھا تو آنحضرت بنی ہاشم نے فتوں کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟ میں نے کہا کہ (آپ نے فرمایا تھا) انسان کی

۱۴۳۴ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ أَبْنِ  
جُرَيْجٍ. حَوْلَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ  
الرَّحِيمِ عَنْ حَاجَاجَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبْنِ  
جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ  
عَبَادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيرِ أَخْبَرَهُ عَنْ  
أَسْمَاءَ بْنَتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لَا  
تُؤْعِي فَيَوْمَ الْحِسَابِ عَلَيْكَ)). ازْضَعْنِي مَا  
اسْتَطَعْتَ). [راجع: ۱۴۳۳]

۱۴۳۵ - حَدَّثَنَا قَتِيبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرَيْزٌ  
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَاتِّلٍ عَنْ حَدِيفَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَالَ عَمْرُ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ  
ﷺ عَنِ الْفِسْتَةِ؟ قَالَ: قُلْتُ أَنَا أَحْفَظُهُ كَمَا  
قَالَ). قَالَ: إِنَّكَ عَلَيْهِ لَحْرِيَةٌ، فَكَيْفَ  
قَالَ؟ قُلْتُ: ((فِسْتَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ  
وَجَارِهِ تُكَفَّرُهَا الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ

آزمائش (فتنه) اس کے خاندان، اولاد اور پڑوسیوں میں ہوتی ہے اور نماز، صدقہ اور اچھی باتوں کے لئے لوگوں کو حکم کرنا اور بری باتوں سے منع کرنا اس فتنے کا لفڑاہ بن جاتی ہیں۔ امشن نے کہا بودا مل کبھی یوں کہتے تھے۔ نماز اور صدقہ اور اچھی باتوں کا حکم دینا بری بات سے روکنا، یہ اس فتنے کو مٹا دینے والے نیک کام ہیں۔ پھر اس فتنے کے متعلق عمر بن شریعت نے فرمایا کہ میری مراد اس فتنے سے نہیں۔ میں اس فتنے کے بارے میں پوچھتا چاہتا ہوں جو سمندر کی طرح خالی میں مارتا ہوا چھیلے گا۔ حذیفہ بن شریعت نے بیان کیا، میں نے کہا کہ امیر المؤمنین آپ اس فتنے کی فکر نہ کچھے آپ کے اور اس فتنے کے درمیان ایک بند دروازہ ہے۔ عمر بن شریعت نے پوچھا کہ وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا صرف کھولا جائے گا۔ انہوں نے بتالیا نہیں بلکہ وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا۔ اس پر عمر بن شریعت نے فرمایا کہ جب دروازہ توڑ دیا جائے گا تو پھر کبھی بھی بند نہ ہو سکے گا بودا مل نے کہا کہ ہاں پھر ہم رب کی وجہ سے حذیفہ بن شریعت سے یہ نہ پوچھ سکے کہ وہ دروازہ کون ہے؟ اس لئے ہم نے مسروق سے کہا کہ تم پوچھو۔ انہوں نے کہا کہ مسروق حذیفہ نے پوچھا تو حضرت حذیفہ بن شریعت میں جسیکہ میں جو آپ کے بعد ہوئے والے تھے، پوچھتے رہا کرتے تھے۔ جبکہ دوسرے لوگوں کو اتنی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس لئے حضرت عمر بن شریعت نے ان سے فرمایا کہ بے شک تو دل کھول کر ان کو بیان کرے گا کیونکہ تو ان کو خوب جانتا ہے۔ اس حدیث کو حضرت امام بخاری بدلی یہ ثابت کرنے کے لئے لائے کہ صدقہ گناب ہوں کا لفڑاہ ہو جاتا ہے۔

۴۔ بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ فِي الشَّرْكِ ثُمَّ

دیا اور پھر اسلام لے آیا

(۱۳۳۶) ہم سے عبداللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں معمر نے زہری سے خبر دی، انہیں عروہ

وَالْمَغْرُوفُ))۔ قَالَ سَلَيْمَانٌ : قَدْ كَانَ يَقُولُ : ((الصَّلَاةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَفْرُوفِ وَالنَّهِيُّ عَنِ الْمُنْكَرِ))۔ قَالَ : لَيْسَ هَذَا أَرِينَدَ، وَلَكِنِي أَرِينَدَ الَّتِي تَمُوجُ كَمْرُجُ الْبَخْرِ. قَالَ : قُلْتَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بَاسْ، بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابٌ مُفْلِقٌ. قَالَ : فَيُكْسِرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ؟ قَالَ قُلْتُ : لَا، بَلْ يُكْسِرُ. قَالَ : فَإِنَّهُ إِذَا كَسِيرَ لَمْ يَغْلُقْ أَبَدًا. قَالَ قُلْتُ : أَجَلْ. قَالَ : فَهِنَا أَنْ سَأَلَهُ مِنِ الْبَابِ. فَقُلْتَ لِمَسْرُوقَ : سَلْهُ. قَالَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ : عَمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ : فَلَمَّا أَفْعَلَمْ عَمَرُ مِنْ تَهْنِيَّةً؟ قَالَ : نَعَمْ، كَمَا أَنْ دُونَ غَدِيلَةَ. وَذَلِكَ أَنِّي حَدَّثْتُهُ حَدِيثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِطِ). [راجع: ۵۲۵]

أَمْلَمْ

۱۴۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَغْمَرٌ عَنْ

نے اور ان سے حکیم بن حرام پوٹھ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان نیک کاموں سے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جنہیں میں جاہلیت کے زمانہ میں صدقہ، غلام آزاد کرنے اور صد رحمی کی صورت میں کیا کرتا تھا۔ کیا ان کا مجھے ثواب ملے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی ان تمام نیکوں کے ساتھ اسلام لائے ہو جو پسلے گزر چکی ہیں۔

الْأُفْرَيْ عَنْ عُزْوَةِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حَزَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((قَلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ أَشْيَاءَ كُنْتُ أَعْتَثُ بِهَا لِي الْجَاهِلِيَّةَ مِنْ صَدَقَةٍ أَوْ عَنَاقَةٍ وَصَلَةَ رَحْمٍ، فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَجْرٍ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ)).

[اطرافہ فی : ۲۲۲۰، ۲۵۳۸، ۵۹۹۲]

**لَشَیْخُ** امام بخاری نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر کافر مسلمان ہو جائے تو کفر کے زمانہ کی نیکیوں کا بھی ثواب ملے گا۔ یہ اللہ پاک کی عنایت ہے۔ اس میں کسی کا کیا اجازہ ہے۔ بادشاہ حقیقی کے پیغمبر نے جو کچھ فرمادیا وہی قانون ہے۔ اس سے زیادہ صراحت دار قطعی کی روایت میں ہے کہ جب کافر اسلام لاتا ہے اور اچھی طرح مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کی ہر نیکی جو اس نے اسلام سے پہلے کی تھی، لکھ لی جاتی ہے اور ہر برائی جو اسلام سے پہلے کی تھی منادی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر نیکی کا ثواب دس گناہ سے سات سو گناہ تک ملتا رہتا ہے اور ہر برائی کے بد لے ایک برائی لکھی جاتی ہے۔ بلکہ ممکن ہے اللہ پاک اسے بھی معاف کروے۔

## باب خادم نو کر کا ثواب، جب وہ مالک کے حکم کے مطابق

خیرات دے اور کوئی بگاڑ کی نیت نہ ہو

(۱۴۳۳) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے جریر نے اعمش سے بیان کیا، ان سے ابووالل نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ بنت خداوند نے کہ رسول کریم پیریہ نے فرمایا کہ جب یوی اپنے خاوند کے کھانے میں سے کچھ صدقہ کرے اور اس کی نیت اسے بردا کرنے کی نہیں ہوتی تو اسے بھی اس کا ثواب ملتا ہے اور اس کے خاوند کو کمانے کا ثواب ملتا ہے۔ اسی طرح خزانی کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے۔

**لَشَیْخُ** یعنی یوی کی خاوند کے مال کو بیکار تباہ کرنے کی نیت نہ ہو تو اس کو بھی بھی ثواب ملے گا۔ خادم کے لئے بھی بھی حکم ہے۔ مگر یوی اور خدمکار میں فرق ہے۔ یوی بغیر خاوند کی اجازت کے مال سے خیرات کر سکتی ہے لیکن خدمت کار ایسا نہیں کر سکت۔ اکثر علماء کے نزدیک یوی کو بھی اس وقت تک خاوند کے مال سے خیرات درست نہیں جب تک اجلالا یا تفصیلاً اس نے اجازت نہ دی ہو اور امام بخاری کے نزدیک بھی بھی عمار ہے۔ بعضوں نے کہا یہ عرف اور دستور پر موقوف ہے یعنی یوی پاک ہوا کھانا وغیرہ ایسی تحریزی جیسیں جن کے دینے سے کوئی ناراض نہیں ہوتا۔ خیرات کر سکتی ہے گو خاوند کی اجازت نہ ملے۔

(۱۴۳۸) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو اسماعیل بن عقبہ نے اور ان سے بیان کیا، ان سے برید بن عبد اللہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے

## ۲۵ - بَابُ أَجْرِ الْخَادِمِ إِذَا تَصَدَّقَ بِأَمْرِ صَاحِبِهِ غَيْرِ مُفْسِدِهِ

(۱۴۳۷) - حَدَّثَنَا فَتَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِينْزٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((إِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامٍ زَوْجُهَا غَيْرُ مُفْسِدِهِ كَانَ لَهَا أَجْرُهُ، وَلِزَوْجِهَا بِمَا كَسَبَ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ)).

**لَشَیْخُ** یعنی یوی کی خاوند کے مال کو بیکار تباہ کرنے سے کوئی ناراض نہیں ہوتا۔ خیرات کر سکتی ہے گو خاوند کی اجازت نہ ملے۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَلَاءَ قَالَ

حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ بُرَيْدَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

ابوموسیٰ بن شہر نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا۔ خازن مسلمان اماندار جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اور بعض دفعہ فرمایا وہ چیزوں پر طرح دستا ہے جس کا سے سرمایہ کے مالک کی طرف سے حکم دیا گیا اور اس کا دل بھی اس سے خوش ہے اور اسی کو دیتا ہے جسے دینے کے لئے مالک نے کہا تھا تو وہ دینے والا بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔

باب عورت کا ثواب جب وہ اپنے شوہر کی چیزوں سے  
صدقہ دے یا کسی کو کھلانے اور ارادہ گھر  
بگاڑنے کا نہ ہو۔

(۱۴۳۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعبہ نے خردی، کہا کہ ہم سے متصور بن متبر اعمش دونوں نے بیان کیا، ان سے ابو واکل نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کرم ﷺ کے حوالہ سے کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر کے مال سے صدقہ کرے۔

(۱۴۴۰) (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابو واکل شفیق نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا جب یوئی اپنے شوہر کے مال میں سے کسی کو کھلانے اور اس کا ارادہ گھر کو بگاڑنے کا بھی نہ ہوتا اسے اس کا ثواب ملتا ہے اور شوہر کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے اور خزانچی کو بھی ویسا ہی ثواب ملتا ہے۔ شوہر کو کمانے کی وجہ سے ثواب ملتا ہے اور عورت کو خرچ کرنے کی وجہ سے۔

**تشریح** حضرت امام بخاری نے اس حدیث کو تین طریقوں سے بیان کیا اور یہ تکرار نہیں ہے کیونکہ ہر ایک باب کے الفاظ جدا ہیں۔ کسی میں اذا تصدق المراة ہے کہ کسی میں اذا اطعمت المراة ہے کسی میں من بیت زوجها ہے کسی میں طعام بیتها ہے اور ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ تمیں کو برابر برابر ثواب ملتے گا۔ دوسری روایت میں ہے کہ عورت کو مرد کا آدھا ثواب ملتے گا۔ قطلانی نے کہا کہ داروغہ کو بھی ثواب ملتے گا۔ مگر مالک کی طرح اس کو دو گناہ ثواب نہ ہو گا۔ (وحیدی)

عن أبي بُزَّةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْأَمِينُ الَّذِي يُنْفَدُ - وَرَبِّمَا قَالَ: يُغْطِي - مَا أَمْرَ بِهِ كَامِلاً مُؤْفِراً طَيْبَ بِهِ نَفْسَهُ قَيْدَفَعَةً إِلَى الَّذِي أَمْرَ لَهُ بِهِ أَحَدُ الْمُتَصَدِّقِينَ)).

[طرفہ فی : ۲۲۶۰، ۲۳۱۹].

۲۶- بَابُ أَجْرِ الْمَرْأَةِ إِذَا تَصَدَّقَتْ  
أَوْ أَطْعَمَتْ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ  
مُفْسِدَةٍ

۱۴۳۹- حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعْبَةُ  
قَالَ حَدَّثَنَا مُنْصُورٌ وَالْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي  
وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ تَعْنِي إِذَا تَصَدَّقَتِ  
الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا حَ.

۱۴۴۰- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَفِيقٍ  
عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَطْعَمَتِ  
الْمَرْأَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ لَهَا  
أَجْرُهَا وَلَهُ مِثْلُهُ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ، لَهُ  
بِمَا اكتَسَبَ وَلَهَا بِمَا أَنْفَقَتْ)).

(۱۴۴۱) ہم سے بھی بن بھی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے جریر بن عبد الحمید نے منصور سے بیان کیا، ان سے ابو واکل شفیق نے، ان سے سروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها عن النبى ﷺ قال: ((إذا أنفقت المرأة من طعاميتها غير مفسدة فللها أجرها، وللزوج بما اكتسب، وللخازن مثل ذلك)).

**تشریح** عورت کا خرچ کرنا اس شرط کے ساتھ ہے کہ اس کی نیت گھربنداز کرنے کی نہ ہو۔ بعض دفعہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ خاوند کی اجازت حاصل کرے۔ مگر معمولی کھانے پینے کی چیزوں میں ہر وقت اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں خاوند یا خادم کے لئے بغیر اجازت کوئی پیسہ اس طرح خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ جب یوی اور خادم بابیں طور خرچ کریں گے تو اصل مالک یعنی خاوند کے ساتھ وہ بھی ثواب میں شریک ہوں گے۔ اگرچہ ان کے ثواب کی حیثیت الگ الگ ہوگی۔ حدیث کا مقصد بھی سب کے ثواب کو برابر قرار دینا نہیں ہے۔

### باب (سورہ واللیل میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

جس نے (اللہ کے راستے میں) دیا اور اس کا خوف اختیار کیا اور اچھائیوں کی (یعنی اسلام کی) تصدیق کی تو ہم اس کے لئے آسانی کی جگہ یعنی جنت آسان کر دیں گے۔ لیکن جس نے بخل کیا اور بے پرواہی بر تی اور اچھائیوں (یعنی اسلام کو) جھٹلایا تو اسے ہم دشواریوں میں (یعنی دوزخ میں) پھنسا دیں گے اور فرشتوں کی دعا کا بیان کے اے اللہ! بال خرچ کرنے والے کو اس کا اچھا بدله عطا فرماء۔

(۱۴۴۲) ہم سے اساعیل نے بیان کیا، کما کہ ہم سے میرے بھائی ابو بکر بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے معاویہ بن ابی مزروع نے، ان سے ابوالجہاب سعید بن یمار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی دن ایسا نہیں جائے کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اترے ہوں۔ ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدله دے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! مسک اور بخیل کے مار کو تلف کر دے۔

۱۴۴۲ - حدثنا يحيى بن يحيى قال: حدثنا جريراً عن منصور عن شفيق عن مسروق عن عائشة رضي الله عنها عن النبي ﷺ قال: ((إذا أنفقت المرأة من طعاميتها غير مفسدة فللها أجرها، وللزوج بما اكتسب، وللخازن مثل ذلك)).

۲۷ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: **فَإِنَّمَا مَنْ أَغْطَى وَأَتَقَى، وَصَدَقَ بِالْحُسْنَى فَسَيِّسَرَهُ لِلْيُسْرَى. وَإِنَّمَا مَنْ بَخْلَ وَاسْتَغْنَى وَكَذَبَ بِالْحُسْنَى، فَسَيِّسَرَهُ لِلْعُسْرَى** هـ الآية (اللیل: ۵)

۱۴۴۲ - حدثنا إسماعيل قال : حدثني أخخي عن سليمان عن معاویة بن أبي مزرود عن أبي الحباب عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: ((ما من يوم يصبح العباد فيه إلا ملكان يتزلجان فيقول أحدهما : اللهم أخط متفقاً خلفاً، ويقول الآخر : اللهم أخط ممسكاً تلفاً)).

ابن الہی حاتم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے۔ تب اللہ پاک نے یہ آیت اتاری ﴿فَامَّا مَنْ أَعْطَى وَأَنْفَقَ﴾ آخر تک اور اس روایت کو باب میں اس آیت کے تحت ذکر کرنے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی۔

### باب صدقہ دینے والے کی اور بخیل کی مثال کا بیان

(۱۳۲۳) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیں نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ طاؤس نے اور ان سے ابو ہریرہؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ایسے دو شخصوں کی طرح ہے جن کے بدن پر لو ہے کے دو کرتے ہیں۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شیعہ نے خبر دی، کہا کہ ہمیں ابوالزہد نے خبر دی کہ عبد اللہ بن ہر مزاعن نے ان سے بیان کیا اور انہوں نے ابو ہریرہؓ سے سنا اور ابو ہریرہؓ نے بخیل نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ایسے دو شخصوں کی سی ہے جن کے بدن پر لو ہے کے دو کرتے ہوں چھاتیوں سے نہیں تک۔ جب خرچ کرنے کا عادی (خنی) خرچ کرتا ہے تو اس کے تمام جسم کو (وہ کرتے) چھپا لیتا ہے یا (راوی نے یہ کہا کہ) تمام جسم پر وہ پھیل جاتا ہے اور اس کی انگلیاں اس میں چھپ جاتی ہے اور چلنے میں اس کے پاؤں کا نشان مٹا جاتا ہے۔ لیکن بخیل جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کرتے کا ہر حلقة اپنی جگہ سے چھٹ جاتا ہے۔ بخیل اسے کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہو پاتا۔ عبد اللہ بن طاؤس کے ساتھ اس حدیث کو سن بن مسلم نے بھی طاؤس سے روایت کیا، اس میں دو کرتے ہیں۔

(۱۳۲۳) اور حنظله نے طاؤس سے دو زریں نقل کیا ہے اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، انہوں نے عبد الرحمن بن ہرمز سے سنائیا کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سنا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھری کی حدیث بیان کی اس میں دو

زریں ہیں۔

### ۲۸ - بَابُ مَثَلِ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيلِ

۱۴۴۳ - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وَهِبْتَ  
قَالَ حَدَّثَنَا أَنَّ طَاؤُسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
((مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ  
عَلَيْهِمَا جَبَّانٌ مِّنْ حَدِيدٍ)). ح. وَحَدَّثَنَا  
أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَقِيقٌ قَالَ أَخْبَرَنَا  
أَبُو الزَّنَادَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ  
سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمَعَ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَثَلُ الْبَخِيلِ  
وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جَبَّانٌ مِّنْ  
حَدِيدٍ مِّنْ ثَدِيهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا). فَإِنَّمَا  
الْمُنْفِقَ فَلَا يُنْفِقُ إِلَّا سُبْتَ - أَوْ وَفَرَتْ  
- عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُخْفَى بَنَاهُ وَتَعْفُوا  
آثَرُهُ. وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِينَدُ أَنْ يُنْفِقُ شَيْئًا  
إِلَّا لَرْقَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَكَانَهَا، فَهُوَ يُوَسْعُهَا  
وَلَا تَسْعِ). تَابَعَهُ الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ  
طَاؤُسِ فِي الْجَبَّانِ.

[اطرافہ فی : ۱۴۴۴، ۲۹۱۷، ۵۲۹۹]

.۵۷۹۷

۱۴۴۴ - وَقَالَ حَنْظَلَةُ عَنْ طَاؤُسِ  
(الْجَبَّانِ). وَقَالَ الْلَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرٌ  
عَنْ أَبِنِ هُرْمَزَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (الْجَبَّانِ).

[راجح: ۱۴۴۳]

**تشریح** اس حدیث میں بخیل اور متعدق کی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ حنفی کی زرہ اتنی پیچی ہو جاتی ہے جیسے بہت بخچا کپڑا آدمی جب چلے تو وہ زمین پر گھستا رہتا ہے اور پاؤں کا نشان مٹا دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تنی آدمی کا دل روپیہ خرچ کرنے سے خوش ہوتا ہے اور کشاور ہو جاتا ہے۔ بخیل کی زرہ پسلے ہی مرحلہ پر اس کے سینہ سے چھٹ کر رہ جاتی ہے اور اس کو سخاوت کی توفیق ہی نہیں ہوتی۔ اس کے باقاعدہ زرہ کے اندر مقید ہو کر رہ جاتے ہیں۔

حسن بن مسلم کی روایت کو امام بخاری نے کتاب اللباس میں اور حظله کی روایت کو اساعیل نے وصل کیا اور یاث بن سعد کی روایت اس سند سے نہیں طی۔ لیکن ابن حبان نے اس کو دوسرا سند سے یہ سے نکلا۔ جس طرح کہ حافظ ابن حجر نے بیان کیا ہے۔

### باب محنت اور سوداگری کے مال میں سے

### ۲۹ - بَابُ صَدَقَةِ الْكَسْبِ

#### وَالْتَّجَارَةِ، لِقَوْلِهِ تَعَالَى :

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقرہ میں) فرمایا کہ اے ایمان والو! اپنی کمائی کی عمدہ پاک چیزوں میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو اور ان میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں۔ آخر آیت غنی حمید تک

﴿هُنَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفَقُوا مِنْ طَبَابَاتِ مَا كَسْبَتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجَنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ إِلَيْ فَوْلَهٖ هُنَّا اللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾  
[البقرة: ۲۶۷].

**تشریح** حضرت امام بخاری نے اشارہ کیا اس روایت کی طرف جو مجاہد سے منقول ہے کہ کسب اور کمائی سے اس آیت میں تجارت اور سوداگری مراد ہے اور زمین سے جو چیز اگائیں ان سے غلہ اور کھجور وغیرہ مراد ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں۔

ہکذا اورده اس الترجمہ مقتصرًا علی الایہ بغیر حدیث و کانہ اشارہ الی مارواہ شعبہ عن الحکم عن مجاهد فی هذا الایة یا ایها الذین آمنوا انفقوا من طبیبات ما کسبتم الایة قال من التجارة الحلال اخرجه الطبری و ابن ابی حاتم من طريق آدم عنه و اخرجه الطبری من طريق هشیم عن شعبہ ولقطعہ من الطبیبات ما کسبتم قال من التجارة و ممَا اخرجنا لکم من الارض قال من الشمار و من طريق ابی بکر الہنلی عن محمد بن سیرین عن عبیدہ بن عمرو عن علی قال فی قوله و ممَا اخرجنا لکم من الارض قال یعنی من الحب والتمر وكل شنی علیه زکوٰۃ و قال الزین ابن المنیر لم یقد کسب فی الترجمة بالطبع کما فی الایة استغناء عن ذلك بما تقدم فی ترجمة باب الصدقة من کسب طبیعت الباری)

یعنی یہاں اس باب میں حضرت امام بخاری نے صرف اس آیت کے نقل کر دینے کو کافی سمجھا اور کوئی حدیث یہاں نہیں لائے۔ گویا آپ نے اس روایت کی طرف اشارہ کر دیا ہے شعبہ نے حکم سے اور حکم نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ «من طبیبات ما کسبتم» سے مراد حلال تجارت ہے۔ اسے طبری نے روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے طریق آدم سے اور طبری نے طریق ششم سے بھی شعبہ سے اسے روایت کیا ہے۔ اور ان کے لفظ یہ کہ طبیبات ما کسبتم سے مراد تجارت ہے اور ممَا اخرجنا لکم سے مراد پھل وغیرہ ہیں جو زمین سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور طریق ابو بکر ہنلی میں محمد بن سیرین سے انسوں نے عبیدہ بن عمرو سے 'انسوں نے حضرت علی سے کہ ممَا اخرجنا لکم من الارض سے مراد دانے اور کھجور ہیں اور ہر وہ چیز جس پر زکوٰۃ واجب ہے' مراد ہے۔ زین ابن منیر نے کہا کہ یہاں باب میں امام بخاری نے کسب کو طبیب کے ساتھ مقید نہیں کیا۔ جیسا کہ آیت مذکور میں ہے، یہ اس لئے کہ حضرت امام پسلے ایک باب میں کسب میں کسب کے ساتھ طبیب کی قید لگائی چکے ہیں۔

باب ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے اگر (کوئی چیز دینے کے لئے) نہ ہو تو اس کے لئے اچھی بات پر عمل کرنا یا اچھی بات دوسرے کو بتلادیں بھی خیرات ہے۔

(۱۴۴۵) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید بن الی بروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ ابو بروہ نے ان کے دادا ابو موسیٰ الشعراً سے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے نبی! اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ پھر اپنے ہاتھ سے کچھ کما کر خود کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے کہا اگر اس کی طاقت نہ ہو؟ فرمایا کہ پھر کسی حاجت مند فریادی کی مدد کرے۔ لوگوں نے کہا اگر اس کی بھی سخت نہ ہو۔ فرمایا پھر اچھی بات پر عمل کرے اور بری باقتوں سے باز رہے۔ اس کا یہی صدقہ ہے۔

۳۰۔ بَابُ عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ،  
فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوفِ

حدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عَلَىٰ كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ)). فَقَالُوا: يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((يَغْفِلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)). قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((يَعْيِنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ)). قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: ((فَلْيَغْفِلْ بِالْمَعْرُوفِ، وَلَيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ، فَإِنَّهَا لَهُ صَدَقَةٌ)).

[طرفة فی : ۶۰۲۲].

**لَشَرِحِ** امام بخاری نے ادب میں جو روایت نکالی ہے اس میں یوں ہے کہ اچھی یا نیک بات کا حکم کرے۔ ابو داؤد طیالسی نے اتنا اور زیادہ کیا اور بری بات سے منع کرے۔ معلوم ہوا جو شخص نادار ہو اس کے لیے وعظ و نصیحت میں صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

(وحیدی)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

قال الشیخ ابو محمد بن ابی حمزة نفع الله به ترتیب هذا الحديث انه ندب الى الصدقة و عند العجز عنها ندب الى ما يقرب منها او يقوم مقامها وهو العمل والانتفاع و عند العجز عن ذلك ندب الى ما يقوم مقامه وهو الاغاثة و عند عدم ذلك ندب الى فعل المعروف اي من سوى ما نقدم كاما طلة الاذى و عند عدم ذلك ندب الى الصلوة فلن لم يطبق فترك الشر و ذلك آخر المراتب قال ومعنى الشر هما ما مع الشر ففيه تسليمة للعجز عن فعل المندوبات اذا كان عجزه عن ذلك عن غير اختيار (فتح الباري)

مختریہ کہ امام بخاری نے اس حدیث کو لا کریں درج بدراج صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی ہے۔ جب مال صدقہ کی توفیق نہ ہو تو جو بھی کام اس کے قائم مقام ہو سکے وہی صدقہ ہے۔ مثلاً اچھے کام کرنا اور دوسروں کو اپنی ذات سے نفع پہنچانا، جب اس کی بھی توفیق نہ ہو تو اسی میسیبت زدہ کی فریاد رسی کر دینا اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کوئی اور نیک کام کر دینا مثلاً یہ کہ راستے میں سے تکلیف دینے والی بیزوں کو دور کر دینا جائے۔ پھر نماز کی طرف رغبت دلائی کر یہ بھی بہترین کام ہے۔ آخری مرتبہ یہ کہ برائی کو ترک کر دینا جسے شریعت نے منع کیا ہے۔ یہ بھی ثواب کے کام ہیں اور اس میں اس شخص کے لئے تسلی دلاتا ہے جو افعال خیر سے بالکل عاجز ہو۔ ارشاد باری ہے «وَمَنْ يَعْمَلْ مِنْ حِلٍ فلنْ يُكْفَرَزَهُ» (آل عمران: ۱۱۵) لوگ جو کچھ بھی نیک کام کرتے ہیں وہ ضائع نہیں جاتا۔ بلکہ اس کا بدلہ کسی نہ کسی

شکل میں ضرور ضرور ملتا ہے۔ قدرت کا یہی قانون ہے۔ (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يُرَأَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يُرَأَهُ) (الزلزال: ۹۹)  
جو ایک ذرہ برابر خیر کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر شر کرے گا وہ اسے بھی دیکھ لے گا۔  
از مکافات غافل مشو گندم از گندم بروید جو زر

### باب زکوٰۃ یا صدقہ میں کتنا مال دینا درست ہے اور اگر کسی نے ایک پوری بکری دے دی؟

(۱۲۳۶) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو شاب نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ بنت خپانے کے نسبیہ نامی ایک انصاری عورت کے ہاں کسی نے ایک بکری بھیجی (یہ نسبیہ نامی انصاری عورت خود ام عطیہ ہی کا نام ہے)۔ اس بکری کا گوشت انہوں نے حضرت عائشہ بنت خپانے کے یہاں بھی بیچ دیا۔ پھر بھی کشم ملٹیپل نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کھانے کو کوئی چیز ہے؟ عائشہ بنت خپانے کما کہ اور تو کوئی چیز نہیں البتہ اس بکری کا گوشت جو نسبیہ نے بھیجا تھا، وہ موجود ہے۔ اس پر رسول اللہ ملٹیپل نے فرمایا کہ وہی لا واب اس کا کھانا درست ہو گیا۔

۳۱۔ بَابُ قَدْرُ كَمْ يُعْطَى مِنَ الزَّكَاةِ وَالصَّدَقَةِ؟ وَمَنْ أَغْطَى شَاءَ

۱۴۴۶ حدثنا أبو شهاب عن خالد الحذاء عن حفصة بنت سيرين عن أم عطية رضي الله عنها قالت: ((بعث إلى نسمة الانصارية بشاء، فأنسلت إلى عائشة رضي الله عنها منها، فقال النبي ﷺ: ((عندكم شيء؟)) فقلت: لا، إلا ما ارسلت به نسمة من تلك الشاء، فقال: ((هات، فقد بلغت محلها)).

[طرفاه في : ۱۴۹۴ ، ۲۵۷۹].

**تشريح** باب کا مطلب یوں ثابت ہوا کہ پوری بکری بطور صدقہ نسبیہ کو بھیجی گئی۔ اب ام عطیہ نے جو تھوڑا گوشت اس بکری میں سے حضرت عائشہ بنت خپانے کو تحفہ کے طور پر بھیجا۔ اس سے یہ لٹلا کہ تھوڑا گوشت بھی صدقہ دے سکتے ہیں کیونکہ ام عطیہ کا حضرت عائشہ بنت خپانے کو بھیجا گا کو صدقہ نہ تھا مگر بدیہی تھا۔ پس صدقہ کو اس پر قیاس کیا۔ ابن منیر نے کما کہ امام بخاری نے یہ باب لاکر ان لوگوں کا روکیا جو زکوٰۃ میں ایک فقیر کو اتنا دے دینا کر دو۔ ہمارے بھیجا تھا تو آپ نے فرمایا تھا۔ ہولہا صدقہ ولناہدیہ (وحیدی) وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور لیکن امام محمد نے کما اس میں کوئی قباحت نہیں۔ (وحیدی)

آخرت ملٹیپل نے اس بکری کے گوشت کو اس لئے کھانا حلال قرار دیا کہ جب فقیر ایسے مال سے تختہ کے طور پر کچھ بیچ دے تو وہ درست ہے۔ کیونکہ ملک کے بدل جانے سے حکم بھی بدل جاتا ہے۔ یہی مضمون بریرہ کی حدیث میں بھی دارد ہے۔ جب بریرہ نے صدقہ کا گوشت حضرت عائشہ بنت خپانے کو تحفہ بھیجا تھا تو آپ نے فرمایا تھا۔ ہولہا صدقہ ولناہدیہ (وحیدی) وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے اس کی طرف سے تخدیب ہے۔

### باب چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

(۱۲۳۷) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تنسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں عمرو بن یحییٰ مازنی نے، انہیں ان کے باپ یحییٰ نے۔ انہوں نے کما کہ میں نے حضرت ابوسعید

۳۲۔ بَابُ زَكَاةِ الْوَرِقِ

۱۴۴۷ حدثنا عبد الله بن يوسف قال أخبرنا مالك عن عمرو بن يحيى المازني عن أبيه قال : سمعت أبا سعيد الخدري

حدری رضی اللہ عنہ سے نہ انسوں نے کما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اونٹ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح پانچ اونٹ سے کم (غلہ) میں زکوٰۃ نہیں۔

ہم سے محمد بن شفیٰ نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ ہم سے عبد الوہاب شفیٰ نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ ہم سے تیجیٰ بن سعید نے بیان کیا، انسوں نے کما کہ مجھے عمرو بن تیجیٰ نے خبر دی، انسوں نے ابو سعید خدری بیٹھتے سے نہ اور انسوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کو سنا۔

**لئے** یہ حدیث ابھی اوپر باب ما ادادی زکوٰۃ فلیس بکنڑ میں گزر چکی ہے اور وست اور اوقیٰ کی مقدار بھی وہیں مذکور ہو چکی ہے۔ پانچ اونٹ دو سو درم کے ہوتے ہیں۔ ہر درم چھ دافن کا۔ ہر دافن ۸ جو اور ۵/۲ جو کا ہوا۔ بعضوں نے کما کہ درم چار ہزار اور دو سورائی کے دانوں کا ہوتا ہے۔ اور دنار ایک درم اور ۷/۳ درم کا یا چھ ہزار رائی کے دانوں کا۔ ایک قیراط ۸/۳ دافن کا ہوتا ہے۔

مولانا قاضی شاء اللہ پانی پتی مرعوم فرماتے ہیں کہ سونے کا نصاب میں مشکل ہے جس کا وزن سائز سے سات تو لہ ہوتا ہے اور چاندی کا نصاب دو سو درم ہے جن کے سکے رائجِ الوقت دلی سے ۵۶ روپے کا بنتے ہیں۔

وقال شیخ مشائخنا العلامہ الشیخ عبداللہ الفازیفوری فی رسالتہ ما معربه نصاب الفضة ماتنا درهم ای خسمون والثنان تولجه ونصف تولجه وہی تساوی سنتین روپیہ من الروبیہ الانگلیزیہ المخالفۃ فی الہند فی زمیں الانگلیز التي تكون بقدر عشر مابحجه ونصف مابحجه وقال الشیخ بحر العلوم الکنوی الحنفی فی رسائل الارکان الاربعہ ص ۲۸ وزن مائتی درهم وزن خمس وخمسین روپیہ وكل روپیہ احد عشر ماشیج (مرعاة جلد ۳ ص ۳۱)

ہمارے شیخ المشائخ علامہ حافظ عبد اللہ غازی پوری فرماتے ہیں کہ چاندی کا نصاب دو سو درم ہم ہیں یعنی سائز سے باون تو لہ اور یہ انگریزی دور کے مروج چاندی کے روپے سے سائبھ روپوں کے برابر ہوتی ہے۔ جو روپیہ تقريباً سائز سے گیارہ ماشہ کا مروج تھا۔ مولانا بحر العلوم لکھتے ہیں کہ دو سو درم وزن چاندی ۵۵ روپے کے برابر ہے اور ہر روپیہ گیارہ ماشہ کا ہوتا ہے۔ ہمارے زمانہ میں چاندی کا نصاب اوزان ہندیہ کی متناسب سے سائز سے باون تو لہ چاندی ہے۔

خلاصہ یہ کہ غلہ میں پانچ اونٹ سے کم پر عشر نہیں ہے اور پانچ اونٹ ایکس من سائز سے سینتیس سیر وزن ۸۰ تو لہ کے سیر کے حساب سے ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک اونٹ سائبھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع ۲۲۳ تو لے (۶ تو لہ کم ۳ سیر) کا ہوتا ہے۔ پس ایک اونٹ چار من سائز سے پندرہ سیر کا ہوا۔

اویتہ چالیس درم کا ہوتا ہے اس حساب سے سائز سے سات تو لہ سونا پر چالیسو ان حصہ زکوٰۃ فرض ہے اور چاندی کا نصاب سائز سے باون تو لہ ہے۔ واللہ اعلم بالاصواب۔

باب زکوٰۃ میں (چاندی سونے کے سوا اور) اسباب کا لینا

۳۳ - بَابُ الْغَرْضِ فِي الزَّكَاةِ

قال : قالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ دُودِ صَدَقَةً مِنَ الْإِبْلِ، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقِ صَدَقَةً، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَقِ صَدَقَةً)).

حدیثی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَشَّبِّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْوَهَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو سَمِعَ أَبَاهُ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ بِهَذَا۔ [راجح: ۱۴۰۵]

جسور علماء کے نزدیک زکوٰۃ میں چاندی سونے کے سوا دسرے اسباب کا لینا درست نہیں۔ لیکن ختنی نے اس کو جائز کیا ہے اور امام بخاری نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔

اور طاؤس نے بیان کر کے معاذ بنیث نے یمن والوں سے کما تھا کہ مجھے تم صدقہ میں جو اور جوار کی جگہ سامان و اسباب یعنی خمیصہ (دھاری دار چادریں) یا دسرے لباس دے سکتے ہو جس میں تمہارے لئے بھی آسانی ہوگی اور مدینہ میں نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے لئے بھی بہتری ہوگی اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ خالد نے تو اپنی زرہیں اور ہتھیار اور گھوڑے سب اللہ کے راستے میں وقف کر دیئے ہیں۔ (اس لئے ان کے پاس کوئی ایسی چیز ہی نہیں جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی۔ یہ حدیث کا مکارا ہے وہ آئندہ تفصیل سے آئے گی) اور نبی کریم ﷺ نے (عید کے دن عورتوں سے) فرمایا کہ صدقہ کرو خواہ تمہیں اپنے زیور ہی کیوں نہ دینے پڑ جائیں تو آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسباب کا صدقہ درست نہیں۔ چنانچہ (آپ کے اس فرمان پر) عورتوں میں اپنی بالیاں اور ہار ڈالنے لگیں آنحضرتوں ﷺ نے (زکوٰۃ کے لئے) سونے چاندی کی بھی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔

**وقال طاؤس:** قَالَ مُعَاذٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لِأَهْلِ الْيَمَنِ: أَتَتُونِي بِعَرْضٍ ثِيَابٌ حَمِيمٌ أَوْ لِنِسٌْ فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعْبِيِّ وَالْذَّرَّةِ، أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ، وَخَيْرٌ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ.

**وقال النبي ﷺ:** ((وَأَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْبَسَ أَذْرَاعَهُ وَأَغْتَدَهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ)). وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَصَدَّقَنَ وَلَوْ مِنْ حَلَيْكُمْ)) فَلَمْ يَسْتَشِنْ صَدَقَةَ الْعَرْضِ مِنْ غَيْرِهَا. فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَسَخَابَهَا. وَلَمْ يَخُصْ الْذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ مِنَ الْمَرْوِضِ.

**لشیخ** حضرت معاذ بنیث نے یمن والوں کو اس لئے یہ فرمایا کہ اول تجویز جوار کا یہیں سے مدینہ تک لانے میں خرج بہت پڑتا۔ پھر اس وقت مدینہ میں محلہ کو غله سے بھی زیادہ کپڑوں کی حاجت تھی تو معاذ نے زکوٰۃ میں کپڑوں وغیرہ اسباب ہی کا لینا مناسب جانتا۔ حضرت خالد بنیث کے اسباب کو وقف کرنے سے حضرت امام بخاری نے یہ نکالا کہ زکوٰۃ میں اسباب کا دینا درست ہے۔ اگر خالد بنیث نے ان کپڑوں کو وقف نہ کیا ہوتا تو ضرور ان میں سے کچھ زکوٰۃ میں دیتے۔ بعضوں نے تو یوں توجیہ کی ہے کہ جب خالد نے جلدیں کی سربراہی ہی سامان سے کی اور یہ بھی زکوٰۃ کا ایک مصرف ہے تو گویا زکوٰۃ میں سامان دیا ہو المطلوب۔ عید میں عورتوں کے زیور صدقہ میں دینے سے امام بخاری بنیث نے یہ نکالا کہ زکوٰۃ میں اسباب کا دینا درست ہے کیونکہ ان عورتوں کے سب زیور چاندی سونے کے نہ تھے جیسے کہ ہار وہ مشک اور لوگ سے بنا کر گلوں میں ڈالتیں۔

مخالفین یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ نفل صدقہ تھا نہ فرض زکوٰۃ کیونکہ زیور میں اکثر علماء کے نزدیک زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ (وحیدی) زیور کی زکوٰۃ کے متعلق حضرت مولانا عبداللہ شیخ الحدیث صاحب نے حضرت شیخ الحدیث الکبیر مولانا عبدالرحمن صاحب مبارکبوری مدینیؒ کے قول پر فتویٰ دیا ہے کہ زیور میں زکوٰۃ واجب ہے۔ مولانا فرماتے ہیں «(وَهُوَ الْحَقُّ)» (مرعاۃ)

واقعہ حضرت خالد کے متعلق حضرت مولانا شیخ الحدیث عبید اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

قصہ خالد تیول علی وجہ احدها انہم طالبو خالدا بالزکوٰۃ عن اثمان الاعتداد والا درع بطن انہا للتجارة وان الزکوٰۃ فيها واجبة فقال لهم لازکوٰۃ فيها على فقالوا للنبي صلی الله عليه وسلم ان خالدا منع الزکوٰۃ فقال انکم تظلمونه لانه حبسها ووقفها في سبل الله قبل الحول فلا زکوٰۃ فيها الخ (مرعاۃ)

یعنی واقعہ خالد کی کئی طرح تاویل کی جاسکتی ہے ایک تو یہ کہ مصلحت زکوٰۃ نے خالد سے ان کے ہتھیاروں اور زرع وغیرہ کی اس گمان سے زکوٰۃ طلب کی کہ یہ سب اموال تجارت ہیں اور ان میں زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھ پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ یہ مقدمہ آخر پرست رض تک پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ خالد پر ظلم کر رہے ہو۔ اس نے تو سال کے پورا ہونے سے پہلے ہی اپنے تمام سامان کو فی سبیل اللہ وقف کر دیا ہے۔ پس اس پر اس مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

لقط اعتماد کے متعلق مولانا فرماتے ہیں ہیں بضم المشاة جمع عتاد بفتحتين وفي مسلم اعتاده بزيادة الالف بعد النساء وهو أيضا جمعه وقال النووي واحد عتاد بفتح العين وقال الجوزي الاعتداد جمع عتاد وهو ما اعاده من السلاح والدواب والآلات الحرب ويجمع

علی اعتماد بكسر النساء ايضا وقيل هو الخيل خاصة يقال فرس عتيد اى صلب او معد المركوب وسريع الوثوب خلاصہ یہ کہ لقط اعتماد کی جمع ہے اور مسلم میں اس کی جمع الف کے ساتھ اعتماد بھی آئی ہے۔ نووی نے کہا کہ اس کا واحد عتاد ہے۔ جزوی نے کہا کہ اعتماد اعتماد کی جمع ہیں ہر وہ چیز ہتھیار سے اور جانوروں سے ان آلات جنگ سے جو کوئی جنگ کے لئے ان کو تیار کرے اور اس کی جمع اعتماد بھی ہے اور کہا گیا ہے کہ اس سے خاص گھوڑا ہی مراد ہے فرس عتید اس گھوڑے پر بولا جاتا ہے جو بہت ہی تیز مضبوط سواری کے قابل ہو تو یہ قدم جلد کوئے اور روٹنے والا۔

(۱۳۲۸) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا۔ کہا کہ مجھ سے میرے والد عبد اللہ بن شمی نے بیان کیا۔ کہا کہ مجھ سے شمامہ بن عبد اللہ نے بیان کیا۔ ان سے انس رض نے کہ ابو بکر صدیق رض نے انسین (اپنے دور خلافت میں فرض زکوٰۃ سے متعلق بدایت دیتے ہوئے) اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق یہ فرمان لکھا کہ جس کا صدقہ بنت مخاض تک پہنچ گیا ہو اور اس کے پاس بنت مخاض نہیں بلکہ بنت لبون ہے۔ تو اس سے وہی لے لیا جائے گا اور اس کے بدله میں صدقہ وصول کرنے والا میں درہم یا دو بکریاں زائد دیدے گا اور اگر اس کے پاس بنت مخاض نہیں ہے بلکہ ابن لبون ہے تو یہ ابن لبون ہی لے لیا جائے گا اور اس صورت میں کچھ نہیں دیا جائے گا، وہ مادہ یا نزاوٹ جو تیرے سال میں لگا ہو۔

۱۴۴۸ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي ثَمَامَةُ أَنَّ أَنَسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِي أَمْرَ اللَّهُ رَسُولُهُ ﷺ ((وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَةَ بَنْتِ مَحَاجِنِ وَرَأَيْسَتِ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ لَبُونٌ فَإِنَّهَا تَقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمَصَدَّقَ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاثِينَ، فَإِنَّ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ بَنْتُ مَحَاجِنِ عَلَى وَجْهِهَا وَعِنْدَهُ أَبْنُ لَبُونٌ فَإِنَّهَا يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ)).

[اطرافہ فی : ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۳، ۲۴۸۷، ۱۴۵۵، ۱۴۵۵، ۲۴۸۷، ۳۱۰۶، ۵۸۷۸، ۶۹۵۵]

۱۴۴۹ - حدَّثَنَا مُؤَمِّلٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ أَبْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: ((أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(۱۳۲۹) ہم سے مؤمل بن هشام نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسماعیل نے ایوب سے بیان کیا اور ان سے عطا بن ابی رباج نے کہ اہن عباس رض نے بتلایا۔ اس وقت میں موجود تھا جب رسول اللہ رض نے خطبہ سے پہلے نماز (عید) پڑ گئی۔ پھر آپ نے دیکھا کہ عورتوں

تک آپ کی آواز نہیں پہنچی، اس لئے آپ ان کے پاس بھی آئے۔ آپ کے ساتھ بلاں بیٹھو تھے جو اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ آپ نے عورتوں کو وعدت سنایا اور ان سے صدقہ کرنے کے لئے فرمایا اور عوتيں (اپنا صدقہ بلاں بیٹھو کے کپڑے میں) ڈالنے لگیں۔ یہ کہتے وقت الوب نے اپنے کان اور گلے کی طرف اشارہ کیا۔

حضرت امام بخاری نے مقصد باب کے لئے اس سے بھی استدلال کیا کہ عورتوں نے صدقہ میں اپنے زیورات پیش کئے جن میں بعض زیور جاندی سننے کے نہ تھے۔

باب زکوٰۃ لیتے وقت جو مال جدا جدا ہوں وہ اکٹھے نہ کئے جائیں اور جو اکٹھے ہوں وہ جدا جدانہ کئے جائیں اور سالم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔

(۱۳۵۰) ہم سے محمد بن عبد اللہ الفصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ثمامہ نے بیان کیا، اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں وہی چیز لکھی تھی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ضروری قرار دیا تھا۔ یہ کہ زکوٰۃ (کی زیادتی) کے خوف سے جدا جدا مال کو یک جا اور یک جامال کو جدا جدا نہ کہا جائے۔

**لشیخ** سالم کی روایت کو امام احمد اور ابو عیطی اور ترمذی وغیرہ نے وصل کیا ہے۔ امام مالک نے مؤطہ میں اس کی تفسیریوں بیان کی ہے۔ مثلاً تین آدمیوں کی الگ الگ چالیس چالیس بکریاں ہوں تو ہر ایک پر ایک بکری زکوٰۃ کی واجب ہے۔ زکوٰۃ لینے والا جب آیا تو یہ تینوں اپنی بکریاں ایک جگہ کر دیں۔ اس صورت میں ایک ہی بکری دینی پڑے گی۔ اسی طرح دو آدمیوں کی شرکت کے مال میں مثلاً دو سو بکریاں ہوں تو تین بکریاں زکوٰۃ کی لازم ہوں گی اگر وہ زکوٰۃ لینے والا جب آئے اس کو جدا جدا کر دیں تو دو ہی بکریاں دینی ہوں گی۔ اس سے منع فرمایا۔ کیونکہ یہ حق تعالیٰ کے ساتھ فریب کرنا ہے، معاذ اللہ۔ وہ توبہ جانتا ہے۔ (وجیدی)

**باب اگر دو آدمی سا جھی ہوں تو زکوٰۃ کا خرچہ حساب سے  
مرامیر مر امک دوسرا سے مجرما کر لیں۔**

اور طاؤس اور عطاہ رضاختی نے فرمایا کہ جب دو شرکیوں کے جانور الگ الگ ہوں، اینے اپنے جانوروں کو پچھانتے ہوں تو ان کو اکٹھانہ کریں

**لَصَنْىٰ قَبْلَ الْخُطْبَةِ فَرَأَى أَنَّهُ لَمْ يُسْمِعْ النِّسَاءَ، فَأَتَاهُنْ وَمَعْهُ بِلَائَنَ نَاسِيرٍ ثُوَبَةً فَوَعَظَهُنْ وَأَمْرَهُنْ أَنْ يَتَصَدَّقَنَّ، فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي)). وَأَشَارَ أَيُّوبُ إِلَى أَذْيَهِ وَإِلَى حَلْفَهِ.** [راجٌ: ٩٨]

وَالْيَ حَلْقِهِ. [رَاجِعٌ: ٩٨]

٤٣ - بَابُ لَا يُجْمِعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقَ،  
وَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ وَيُذَكِّرُ عَنْ  
سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلُهُ

١٤٥٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةً أَنَّ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَاهُ بَكَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ التَّيْ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((وَلَا يُجْمِعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلَا يُنَفِّقُ نَسْخَةً مُخْتَمِعَةً خَشْتَةً الصُّدْقَةَ)).

٣٥ - بَابُ مَا كَانَ مِنْ خَلْقِنِينَ  
 فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجِعُانِ يَبْيَهُمَا بِالسُّوَيَّةِ  
 وَقَالَ طَلَوْسُ وَعَطَاءُ: إِذَا عَلِمَ الْخَلِيلُ  
 أَمْوَالَهُمَا فَلَا يُخْفِي مَا لَهُمَا وَقَالَ سَفَيَّانُ

اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہو سکتی کہ دونوں شریکوں کے پاس چالیس چالیس بکریاں نہ ہو جائیں۔

(۱۳۵۱) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شامہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انسیں فرض زکوٰۃ میں وہی بات لکھی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھی اس میں یہ بھی لکھوا یا تھا کہ جب دو شریک ہوں تو وہ اپنا حساب برابر کر لیں۔

**لشیخ الحنفی** عطا کے قول کو ابو عیید نے کتاب الاموال میں وصل کیا ان کے قول کا مطلب یہ ہے کہ جدا جدا رہنے دیں گے اور اگر ہر ایک کامال بقدر نصاب ہو گا تو اس میں سے زکوٰۃ لیں گے ورنہ نہ لیں گے۔ مثلاً دو شریکوں کی چالیس بکریاں ہیں مگر ہر شریک کو اپنی اپنی بیس بکریاں علیحدہ اور معین طور سے معلوم ہیں تو کسی پر زکوٰۃ نہ ہوگی اور زکوٰۃ لینے والے کو یہ نہیں پہنچا کر دونوں کے جانب ایک جگہ کر کے ان کو چالیس بکریاں سمجھ کر ایک بکری زکوٰۃ کی لے۔ اور سفیان نے جو کہا امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ لیکن امام احمد اور شافعی اور البحدیریث کا یہ قول ہے کہ جب دونوں شریکوں کے جانب مل کر نصف نصاب کو پہنچ جائیں تو زکوٰۃ لی جائے گی۔ (وحیدی)

### باب اوثنوں کی زکوٰۃ کا بیان

اس باب میں حضرت ابو بکر، ابو ذر اور ابو هریرہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ سے روایتیں کی ہیں۔

(۱۳۵۲) ہم سے علی بن عبد اللہ بن مدینی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام او زاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم نے کہ ایک دہالتی نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کے متعلق پوچھا (یعنی یہ کہ آپ اجازت دیں تو میں مدینہ میں ہجرت کر آؤں) آپ نے فرمایا۔ افسوس! اس کی تو شان بڑی ہے۔ کیا تیرے پاس زکوٰۃ دینے کے لئے کچھ اونٹ ہیں جن کی تو زکوٰۃ دیا کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر کیا ہے سمندروں کے اس پار (جس ملک میں تو رہے وہاں) عمل کرتا رہ اللہ تیرے کسی عمل کا ثواب کم نہیں کرے گا۔

لَا تَعْجِبُ حَتَّىٰ يَقُمْ لَهُذَا أَرْبَعُونَ شَاهَةً  
وَلَهُذَا أَرْبَعُونَ شَاهَةً [راجع: ۱۴۴۸]

۱۴۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيلِنِي فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجِعُانِ بَيْنَهُمَا

بِالسُّوْيَةِ)). [راجع: ۱۴۴۸]

۳۶ - بَابُ زَكَّةِ الْإِبْلِذَكَرَةِ أَبُو بَكْرٌ وَأَبُو ذَرٍ وَأَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۴۵۲ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبْنُ شَهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِينَ الدُّخْنَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَغْرَابِيَاً سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَهْرَجَةِ فَقَالَ: ((وَرَجَحَ، إِنَّ شَانَهَا شَدِيدَةٌ، فَهُنَّ لَكَ مِنْ إِبْلٍ تُؤْدِي صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَأَعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يُنْكِرَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا)).

[اطرافہ فی : ۲۶۳۳، ۳۹۲۳، ۶۱۶۵]

**لشیخ** مطلب آپ کا یہ تھا کہ جب تم اپنے ملک میں ارکان اسلام آزادی کے ساتھ ادا کر رہے ہو۔ یہاں تک کہ اونٹوں کی زکوٰۃ بھی باقاعدہ نکالتے رہتے ہو تو خواہ نجواہ بھرت کا خیال کرنا ٹھیک نہیں۔ بھرت کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ گھر در وطن چھوڑنے کے بعد جو تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں ان کو بھرت کرنے والے ہی جانتے ہیں۔ مسلمان ہند کو اس حدیث سے سبق حاصل کرنا چاہئے اللہ نیک سمجھ عطا کرے۔ آمین

### باب جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ زکوٰۃ میں ایک برس کی اوپنی دینا ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو

(۱۳۵۳) ہم سے محمد بن عبد اللہ انصاری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے شماہ نے بیان کیا اور ان سے انس بیٹھنے کے ابو بکر بیٹھنے نے ان کے پاس فرض زکوٰۃ کے ان فریضوں کے متعلق لکھا تھا جن کا اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے۔ یہ کہ جس کے اونٹوں کی زکوٰۃ جذعہ تک پہنچ جائے اور وہ جذعہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے زکوٰۃ میں حقہ ہی لے لیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ دو بکریاں بھی لی جائیں گی، اگر ان کے دینے میں اسے آسانی ہو ورنہ میں درہم لئے جائیں گے۔ (تاکہ حقہ کی کمی پوری ہو جائے) اور اگر کسی پر زکوٰۃ میں حقہ واجب ہو اور حقہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ جذعہ ہو تو اس سے جذعہ ہی لے لیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا زکوٰۃ دینے والے کو میں درہم یا دو بکریاں دے گا اور اگر کسی پر زکوٰۃ حقہ کے برابر واجب ہو گئی اور اس کے پاس صرف بنت لبون ہے تو اس سے بنت لبون لے لی جائے گی اور زکوٰۃ دینے والے کو دو بکریاں یا میں درہم ساتھ میں اور دینے پریس گے اور اگر کسی پر زکوٰۃ بنت لبون واجب ہو اور اس کے پاس ہے حقہ ہو تو حقہ ہی اس سے لے لیا جائے گا اور اس صورت میں زکوٰۃ وصول کرنے والا میں درہم یا دو بکریاں زکوٰۃ دینے والے کو دے گا اور کسی کے پاس زکوٰۃ میں بنت لبون واجب ہو اور بنت لبون اس کے پاس نہیں بلکہ بنت مخاض ہے تو اس سے بنت مخاض ہی لے لیا جائے گا۔ لیکن زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ میں درہم یا دو بکریاں دے گا۔

### ۳۷ - بَابُ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ مَحَاضِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ

۱۴۵۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنِي ثَمَامَةُ أَنَّ أَنَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ فِرِينَةً الصَّدَقَةَ الَّتِي أَمْرَ اللَّهُ رَسُولُهُ ﷺ ((مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِيلَ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتِينَ إِنْ اسْتَيْسِرَتَا لَهُ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا. وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ الْحِقَّةُ وَعِنْدَهُ الْجَذَعَةُ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْجَذَعَةُ وَيَعْطِيهِ الْمُصَدَّقَ عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتِينَ. وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ إِلَّا بَنْتُ لَبُونٍ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بَنْتُ لَبُونٍ وَيَعْطِي شَاتِينَ أَوْ عِشْرِينَ دِرْهَمًا. وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَةُ بَنْتُ لَبُونٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ بَنْتُ مَحَاضِ فَإِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ بَنْتُ مَحَاضِ وَيَعْطِي مَعَهَا عِشْرِينَ دِرْهَمًا أَوْ شَاتِينَ)). [راجح: ۱۴۴۸]

**لشیخ** اونٹ کی زکوٰۃ پانچ راس سے شروع ہوتی ہے، اس سے کم پر زکوٰۃ نہیں پس اس صورت میں چوبیں اونٹوں تک ایک بنت خاص واجب ہوگی یعنی وہ اونٹی جو ایک سال پورا کر کے دوسرے میں لگ رہی ہو۔ اونٹی ہو یا اونٹ۔ پھر چھتیں پر بنت بیون یعنی وہ اونٹ جو دو سال کا ہو تو تیرے میں چل رہا ہو۔ پھر چھالیں پر ایک حصہ یعنی وہ اونٹ جو تین سال کا ہو کہ چوتھے میں چل رہا ہو۔ پھر اکٹھ پر جذعہ یعنی وہ اونٹ جو چار سال کا ہو کہ پانچوں میں چل رہا ہو۔ حضرت امام بخاری یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اونٹ کی زکوٰۃ مختلف عمر کے اونٹ جو واجب ہوئے ہیں اگر کسی کے پاس اس عمر کا اونٹ نہ ہو جس کاربنا صدقہ کے طور پر واجب ہوا تھا تو اس سے کم یا زیادہ عمر والا اونٹ بھی لیا جاسکے گا، مگر کم دینے کی صورت میں خود اپنی طرف سے اور زیادہ دینے کی صورت میں صدقہ وصول کرنے والے کی طرف سے روپیہ یا کوئی اور چیز اتنی مالیت کی دی جائے گی جس سے اس کی یا زیادتی کا حق ادا ہو جائے۔ جیسا کہ تفصیلات حدیث مذکورہ میں دی گئی ہیں اور مزید تفصیلات حدیث ذیل میں آرہی ہیں۔

### باب بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان

### ۳۸۔ بَابُ زَكَّةِ الْغَنِمِ

(۱۳۵۲) ہم سے محمد بن عبد اللہ بن عثمانی انصاری نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھ سے ثانیہ بن عبد اللہ بن انس نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب انہیں بحرین (کا حاکم بنا کر) بھیجا تو ان کو یہ پروانہ لکھ دیا۔

شروع اللہ کے نام سے جو برا امریان نہایت رحم کرنے والا ہے۔  
یہ زکوٰۃ کا وہ فریضہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے لئے فرض قرار دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا۔ اس لئے جو شخص مسلمانوں سے اس پروانہ کے مطابق زکوٰۃ مانگے تو مسلمانوں کو اسے دے دینا چاہئے اور اگر کوئی اس سے زیادہ مانگے تو ہرگز نہ دے۔ چوبیں یا اس سے کم اونٹوں میں ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری دینی ہوگی۔ (پانچ سے کم میں کچھ نہیں) لیکن جب اونٹوں کی تعداد چھتیں تک پہنچ جائے تو چھتیں سے پنچتیں تک ایک ایک برس کی اونٹی واجب ہوگی جو مادہ ہوتی ہے۔ جب اونٹ کی تعداد چھتیں تک پہنچ جائے (تو چھتیں سے) پنچتیں تک دو برس کی مادہ واجب ہوگی۔ جب تعداد چھالیں تک پہنچ جائے (تو چھالیں سے) ساٹھ تک میں تین برس کی اونٹی واجب ہوگی جو جفتی کے قابل ہوتی ہے۔ جب تعداد اکٹھ تک پہنچ جائے (تو اکٹھ سے) پچھتر تک چار برس کی مادہ واجب ہوگی۔ جب تعداد چھتر تک پہنچ جائے (تو چھتر سے) نوے

۱۴۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُسْتَنْيِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ : حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ : حَدَّثَنِي ثَمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنْسِ أَنَّ أَنَّا حَدَّثَنَا أَنَّ أَبَابِكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ هَذَا الْكِتَابَ لَمَّا وَجَهَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) - هَذِهِ فَرِيضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ، وَالَّتِي أَمَرَ اللَّهُ بِهَا رَسُولَهُ، فَمَنْ سُلِّمَهَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى وَجْهِهَا فَلَيُعْطِيهَا، وَمَنْ سُلِّمَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِيْ : فِي أَرْبَعِ وَعَشْرِينَ مِنَ الْإِبْلِ فَمَا دُونَهَا مِنَ الْغَنِمِ مِنْ كُلِّ خَمْسِ شَاةٍ، إِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَعَشْرِينَ إِلَى خَمْسِ وَتَلَاثَيْنِ فَفِيهَا بُنْتُ مَخَاصِرِ أَنْثَى، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًا وَتَلَاثَيْنِ إِلَى خَمْسِ وَأَرْبَعِينَ فَفِيهَا بُنْتُ لَبُونَ أَنْثَى، فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًا وَأَرْبَعِينَ إِلَى سِتِّينَ فَفِيهَا حِفْةُ طَرُوقَةُ الْجَمَلِ، فَإِذَا بَلَغَتْ وَاحِدَةً وَسِتِّينَ إِلَى خَمْسِ وَسِعْيَنَ فَفِيهَا جَذْعَةُ، فَإِذَا بَلَغَتْ

تک دو دو برس کی دو اونٹیاں واجب ہوں گی۔ جب تعداد اکیانوے تک پہنچ جائے تو (اکیانوے سے) ایک سو بیس تک تین تین برس کی دو اونٹیاں واجب ہوں گی جو جفتی کے قابل ہوں۔ پھر ایک سو بیس سے بھی تعداد آگے بڑھ جائے تو ہر چالیس پر دو برس کی دو اونٹی واجب ہوگی اور ہر پچاس پر ایک تین برس کی۔ اور اگر کسی کے پاس چار اونٹ سے زیادہ نہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مگر جب ان کا مالک اپنی خوشی سے کچھ دے اور ان بکریوں کی زکوٰۃ جو (سال کے اکٹھ حصے جنگل یا میدان وغیرہ میں) چر کر گزارتی ہیں اگر ان کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی ہو تو (چالیس سے) ایک سو بیس تک ایک بکری واجب ہوگی اور جب ایک سو بیس سے تعداد بڑھ جائے (تو ایک سو بیس سے) اسے دو سو تک دو بکریاں واجب ہوں گی۔ اگر دو سو سے بھی تعداد بڑھ جائے تو (تو دو سو سے) تین سو تک تین بکریاں واجب ہوں گی اور جب تین سو سے بھی تعداد آگے نکل جائے تو اب ہر ایک سو پر ایک بکری واجب ہوگی۔ اگر کسی شخص کی چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی مگر اپنی خوشی سے مالک کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ اور چاندی میں زکوٰۃ چالیسوائیں حصہ واجب ہوگی لیکن اگر کسی کے پاس ایک سونوے (درہم) سے زیادہ نہیں ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی مگر خوشی سے کچھ اگر مالک دینا چاہئے تو اور بات ہے۔

**لَيْسَ هُنَّا** زکوٰۃ ان ہی گائے، بیتل یا اونٹوں یا بکریوں میں واجب ہے جو آدمی سے زیادہ جنگل میں چر لیتی ہوں اور اگر آدمی برس سے زیادہ ان کو گھر سے کھلانا پڑتا ہے تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ الحدیث کے نزدیک سوا ان تین جانوروں لینی اونٹ، گائے، بکری کے سوا اور کسی جانور میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ مثلاً گھوڑوں یا چخروں یا گدھوں میں۔ (وحیدی)

باب زکوٰۃ میں بوڑھایا عیب دار یا نرجانور  
نہ لیا جائے گا مگر جب زکوٰۃ وصول کرنے والا  
مناسب سمجھے تو لے سکتا ہے۔

(۱۳۵۵) ہم سے محمد بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ

- یعنی سِتَّاً وَسَعْيِنَ - إِلَى تِسْعِينَ فَفِيهَا  
بِسْتَاً لَبُونٍ فَإِذَا بَلَغَتْ إِحْدَى وَتِسْعِينَ إِلَى  
عِشْرِينَ وَمَائَةَ فَفِيهَا حِقْتَانٌ طَرْوَقْتَانٌ  
الْجَمَلُ. فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمَائَةَ  
فَفِي كُلِّ أَرْبَعِينَ بَنْتُ لَبُونٍ وَفِي كُلِّ  
خَمْسِينَ حَقْقَةً. وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعْهُ إِلَّا  
أَرْبَعَ مِنَ الْإِبْلِ فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ  
يَشَاءَ رَبُّهَا، فَإِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا مِنَ الْإِبْلِ  
فَفِيهَا شَاةٌ. وَفِي صَدَقَةِ الْفَنَمِ فِي سَانِيمَهَا  
إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَمَائَةَ شَاةً.  
فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ وَمَائَةَ إِلَى مَائِتَيْنِ  
شَاتَانَ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى مَائِتَيْنِ إِلَى  
ثَلَاثَمَائَةَ فَفِيهَا ثَلَاثَ شَيَاهٍ فَإِذَا زَادَتْ  
عَلَى ثَلَاثَمَائَةَ فَفِي كُلِّ مَائَةٍ شَاةً، فَإِذَا  
كَانَتْ سَانِيمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ أَرْبَعِينَ  
شَاةً وَأَحَدَّةً فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ  
رَبُّهَا. وَفِي الرَّوْقَةِ رُبْعُ الْعُشْرِ، فَإِنْ لَمْ  
تَكُنْ إِلَّا تِسْعِينَ وَمَائَةَ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ إِلَّا  
أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا)). [راجع: ۶۴۴۸]

۳۹ - بَابٌ لَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ  
هُرْمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَنِسَّ، إِلَّا  
مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ

۱۴۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ قَالَ:

سے میرے باپ نے بیان کیا، انہوں نے کماک مجھ سے ثہامہ نے بیان کیا، ان سے اُس بن ماک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ احکام زکوٰۃ کے مطابق لکھا کہ زکوٰۃ میں بوڑھے عیبی اور زندہ لئے جائیں، البتہ اگر صدقہ وصول کرنے والا مناسب سمجھے تو لے سکتا ہے۔

مثلاً زکوٰۃ کے جانور سب مادیاں ہوں نر کی ضرورت ہو تو زن لے سکتا ہے یا کسی عمدہ نسل کے اونٹ یا گائے یا بکری کی ضرورت ہو اور گواں میں عیب ہو مگر اس کی نسل لینے میں آشناہ فائدہ ہو تو لے سکتا ہے۔

### باب بکری کا پچہ زکوٰۃ میں لینا

(۱۳۵۶) ہم ابوالیمان نے بیان کیا کہ ہمیں شعیب نے خبر دی اور انہیں زہری نے (دوسری سند) اور یسیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے عبدالرحمن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے (آنحضرت رضی اللہ عنہ کی وفات کے فوراً بعد زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں کے متعلق فرمایا تھا) قسم اللہ کی اگر یہ مجھے بکری کے ایک پچہ کو بھی دینے سے انکار کریں گے جسے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے تو میں ان کے اس انکار پر ان سے جماد کروں گا۔

(۱۳۵۷) عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے سوا اور کوئی بات نہیں تھی جیسا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جماد کے لئے شرح صدر عطا فرمایا تھا اور پھر میں نے بھی یہی سمجھا کہ فیصلہ انہیں کا حق تھا۔

**لشیخ** بکری کا پچہ اس وقت زکوٰۃ میں لایا جائے گا کہ تحصیلدار مناسب سمجھے یا کسی شخص کے پاس زے پچے ہی پچے رہ جائیں۔ حضرت امام بخاری نے حدیث عنوان میں یہ اشارہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ان لفظوں سے کلام کہ اگر یہ لوگ بکری کا ایک پچہ ہے آنحضرت رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں دیا کرتے تھے اس سے بھی انکار کریں گے تو میں ان پر جماد کروں گا پسے پسل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں سے جو زکوٰۃ ردیتے تھے لڑنے میں شامل ہوا کیونکہ وہ کلمہ گوتھے۔ لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان سے زیادہ علم تھا۔ آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان سے متفق ہو گئے۔ اس حدیث سے یہ صاف نکلتا ہے کہ صرف کلمہ پڑھ لینے سے آدمی کا اسلام پورا نہیں ہوتا۔ جب تک اسلام کے تمام اصول اور قطعی فرائض کو نہ مانے۔ اگر اسلام کے ایک قطعی فرض کا کوئی انکار کرے، جیسے نماز یا روزہ یا زکوٰۃ

حدیثی اُبی قَالَ : حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ أَنَّ أَنْسَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ الَّتِي أَمْرَ اللَّهُ رَسُولُهُ ﷺ ((وَلَا يُخْرِجَ فِي الصَّدَقَةِ هَرَمَةً وَلَا ذَاتَ عَوَارٍ وَلَا تَنِسَّ، إِلَّا مَا شاءَ الْمُصَدَّقَ)).

مثلاً زکوٰۃ کے جانور سب مادیاں ہوں نر کی ضرورت ہو تو زن لے سکتا ہے یا کسی عمدہ نسل کے اونٹ یا گائے یا بکری کی ضرورت ہو اور گواں میں عیب ہو مگر اس کی نسل لینے میں آشناہ فائدہ ہو تو لے سکتا ہے۔

### ۴۔ بَابُ أَخْذِ الْعَنَاقِ فِي الصَّدَقَةِ

۱۴۵۶ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح. وَقَالَ الْيَثِيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَبْيِيدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا هَرِيْزَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ أَبُوبَكْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((وَلَا لَوْ مَعْوَنِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤْدُونَهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لِقَاتْلَتْهُمْ عَلَى مَنْعِهَا)).

[راجح: ۱۴۰۰]

۱۴۵۷ - قَالَ عَمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : ((فَمَا هُوَ إِلَّا أَنَّ رَأَيْتُ أَنَّ اللَّهَ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بِالْقِتَالِ فَعَرَفَتُ أَنَّهُ الْحَقُّ)). [راجح: ۱۳۹۹]

یا جہاد ایج تودہ کافر ہو جاتا ہے اور اس پر جہاد کرنا درست ہے۔ (وجیدی)

## ۱۴- بَابُ لَا تُؤْخِذُ كَرَائِمَ أَمْوَالِ باب زکوٰۃ میں لوگوں کے عمدہ اور چھٹے ہوئے مال نہ لئے

### جاییں گے

(۱۳۵۸) ہم سے امیہ بن سطام نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زید بن زریع نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے روح بن قاسم نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن امیہ نے، ان سے میکی بن عبد اللہ بن میفی نے، ان سے ابو معبد نے اور ان سے ابی عباس رضی اللہ عنہ نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ دیکھو! تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب (عیسائی یہودی) ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو پچان لیں (یعنی اسلام قبول کر لیں) تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ اسے بھی ادا کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض قرار دی ہے جو ان کے سرمایہ داروں سے لی جائے گی (جو صاحب نصاب ہوں گے) اور انہیں کے فقیروں میں تقسیم کروی جائے گی۔ جب وہ اسے بھی مان لیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کر۔ البتہ ان کی عمدہ چیزیں (زکوٰۃ۔۔۔ کے طور پر لینے سے) پر بھیز کرنا۔

ان کے فقیروں میں تقسیم کا مطلب یہ کہ ان ہی کے ملک کے فقیروں کو بھیجنانا جائز قرار دیا گیا ہے۔ مگر جمورو علماء کہتے ہیں کہ مراو مسلمان فقراء ہیں خواہ وہ کہیں ہوں اور کسی ملک کے ہوں۔ اس معنی کے تحت زکوٰۃ کا دوسرا مطلب میں بھیجا درست رکھا گیا ہے۔ حدیث اور باب کی مطابقت ظاہر ہے۔ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب مدظلہ فرماتے ہیں۔۔۔ و قال شیعغا فی شرح الترمذی والظاهر عندی عدم النقل الا اذا فقد المستحقون لها او تكون في النقل مصلحة انشع واهم من عدمه والله تعالى اعلم (معنی)

یعنی ہمارے شیخ مولانا عبدالرحمن شرح ترمذی میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ظاہر ہی ہے کہ صرف اسی صورت میں وہاں سے زکوٰۃ دوسرا جگہ دی جائے جب وہاں مستحق لوگ نہ ہوں یا وہاں سے نقل کرنے میں کوئی مصلحت ہو یا بست ہیں آہم ہو اور زیادہ سے زیادہ فرع بخش ہو کہ وہ نہ بھیجنے کی صورت میں حاصل نہ ہو۔ ایسی حالت میں دوسرا جگہ میں زکوٰۃ نقل کی جاسکتی ہے۔

### باب پانچ اور تینوں سے کم میں

۱۴۵۸ - حَدَّثَنَا أَمِيَّةُ بْنُ بَسْطَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رَزِيعَ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْفَاسِمِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَمِيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيِّ عَنْ أَبِيهِ مَعْبُودِ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا بَعَثَ مَعَادًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى الْيَمَنِ قَالَ ((إِنَّكُمْ تَقْدِمُ عَلَى قَوْمٍ أَهْلَ كِتَابٍ فَلَتَكُنْ أُولَئِنَّا مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ عِبَادَةً إِلَهٌ، فَلَمَّا عَرَفُوا اللَّهَ فَأَخْبَرُوهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ لِيَبْرُوْهُمْ وَلَيَتَلَبَّهُمْ، فَلَمَّا فَعَلُوا الصَّلَاةَ فَأَخْبَرُوهُمْ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تُؤْخِذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرْدَ عَلَى فُقَرَاءِهِمْ، فَلَمَّا أَطَاعُوْهُمْ بَهَا فَخُذُّ مِنْهُمْ، وَتَوْقِ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ)). [راجح: ۱۳۹۵]

### ۱۴- بَابُ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسٍ

## زکوٰۃ نہیں

(۱۴۵۹) ہم عبد اللہ بن یوسف تھیں نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں محمد بن عبد الرحمن بن ابی صعصعہ مازنی نے، انہیں ان کے باپ نے اور انہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ وقت سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح پانچ اوقتوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

## ذوٰد صَدَقَةٌ

۱۴۵۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَفَصَعَةِ الْمَازِرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ الْحَذْرَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : ((لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةَ أُوْسَقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةً، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوَاقِ مِنَ الْوَرَقِ صَدَقَةً، وَلَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ ذُوٰدٍ مِنَ الْإِبْلِ صَدَقَةً)). [راجح: ۱۴۰۵]

**لَشَّافِي** اس حدیث کے ذیل حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

عن ابی سعید خمس اواق من الورق صدقة وهو مطابق للفظ الترجمة و كان للمصنف اراد ان يبين بالترجمة ما ابهم في لفظ الحديث اعتناداً على طريق الاخرى واواق بالتنوين وبالباتات التحتانية مشدداً ومحففاً جمع اوقية بضم الهمزة وتشديد التحتانية و حكى الجيانى وقيه بحذف الالف وفتح الواو ومقدار الاوقية لى هذا الحديث اربعون درهما بالاتفاق والمراد بالدرهم الحالى من الفضة سواء كان مضروباً او غير مضروب.

او سق جمع و سق بفتح الواو ويجوز كسرها كما حکاه صاحب المحکم وجعده حینند او ساق كحمل و احمال وقد وقع كذلك في رواية المسلم وهو ستون صاعا بالاتفاق و وقع في رواية ابن ماجة من طريق ابی البختري عن ابی سعید نحو هذا الحديث وفيه والرسق ستون صاعاً. وقد اجمعوا على ذلك في خمسة او سق فما زاد اجمع العلماء على اشتراط الحول في الماشية والنقد دون العشرات والله اعلم (فتح الباري) خلاصه عبارت یہ کہ پانچ اوقیہ چاندی میں زکوٰۃ ہے۔ یعنی لفظ باب کے مطابق ہے اور دوسری روایت پر اعتماد کرتے ہوئے لفظ حدیث میں جوابام تھا، اسے ترجیح کے ذریعہ بیان کر دیا۔ اور لفظ اواق اوقیہ کی جمع ہے جس کی مقدار متفقہ طور پر چالیس درہم ہے۔ درہم سے خالص چاندی کا سکہ مراد ہے جو مضروب ہو یا غیر مضروب۔

لفظ اوست و سق کی جمع ہے اور وہ متفقہ طور پر سائھ صاع پر بولا گیا ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ عشر کے لئے پانچ و سق کا ہوتا ضروری ہے اور جانوروں کے لئے نقدی کے لئے ایک سال کا گزر جانا بھی شرط ہے اس پر علماء کا اجماع ہے۔ اجتناس جن سے عشر کلا جاتا ہے ان کے لیے سال گزرنے کی شرط نہیں ہے۔ حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شیخ الحدیث بدھلہ فرماتے ہیں۔

قلت هذا الحديث صريح في ان النصاب شرط لوجوب العشر او نصف العشر فلا تجب الزكوة في شنى من الزروع والثمار حتى تبلغ خمسة او سق وهذا مذهب اکثر اهل العلم والصاع اربعة امداد والمدرطل وثلث رطل فالصاع خمسة ارطال وثلث رطل ذلك

بالرطل الذى وزنه مائة درهم وثمانية عشرون درهما بالدرارم اللتي كل عشرة منها وزن سبعة مثاقيل (مرعاة) یعنی میں کہتا ہوں کہ حدیث ہذا صراحت کے ساتھ بتلا روی ہے کہ عشر یا نصف عشر کے لئے نصاب شرط ہے پس کھیتی اور پھلوں میں کوئی زکوٰۃ فرض نہ ہو گی جب تک وہ پانچ و سق کونہ پہنچ جائے اور اکثر اہل علم کا یہی مذهب ہے اور ایک و سق سائھ صاع کا ہوتا

ہے۔ اور صاحب چار مدار کا ہوتا ہے اور مد ایک رطل اور تینائی رطل کا پس صاحب کے پانچ اور ٹھنڈھ رطل ہوئے اور یہ حساب اس رطل سے ہے جس کا وزن ایک سواٹھا نہیں درہم کے برابر ہوں اور درہم سے مراد وہ جس کیلئے وہ درہم کا وزن سات مشقان کے برابر ہو۔ بعض علمائے احتجاف ہند نے یہاں کی زمینوں سے عشر کو ساقط قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ جو یہاں کی اراضی کو خارجی قرار دیتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت مولانا شیخ الحدیث عبد اللہ صاحب مبارکپوری مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

اختلاف اصحاب الفتوی من الحنفیة في اراضی المسلمين في بلاد الهند في زمان الانكليز وتخبطوا في ذالک فقال بعضهم لاعشر فيها لأنها اراضی دارالحرب وقال بعضهم ان اراضی الهند ليست بعشرية ولا خراجية بل اراضی الحوز ای اراضی بیت المال واراضی المملکة والحق عندهنا وجوب العشر في اراضی الهند مطلقاً اي على اي صفة كانت فيجب العشر او نصفه على المسلم فيما بمحصل له من الارض اذا بلغ النصاب سواء كانت الارض ملكاً له او لغيره ذرع فيها على سبيل الاجارة او العارية او المزارعة لان العشر في الحب والزرع والعبرة لمن يملکه فيجب الزکوة فيه على مالکه المسلم وليس من مونة الارض فلا يبحث عن صفتها والفردية التي تأخذها المملکة من اصحاب المزارع في الهند ليست خراجاً شرعاً ولا مما يسقط فريضة العشر كما لا يخفى وارجع الى المعني (ص ۲/ ۲۸) (مرعاة، ج: ۳)

لینی انگریزی دور میں ہندی مسلمانوں کی اراضیات کے متعلق علمائے احتجاف نے جو صاحبان فتویٰ تھے، بعض نے یہ خط اختیار کیا کہ ان زمینوں کی پیداوار میں عشر نہیں ہے، اس لئے کہ یہ اراضی دارالحرب ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ زمینیں نہ تو عشیری ہیں نہ خراجی بلکہ یہ حکومت کی زمینیں ہیں اور ہمارے نزدیک امر حق یہ ہے کہ اراضی ہند میں مطلقاً پیداوار نصاب پر مسلمانوں کے لئے عشر و بدب سے چاہے وہ زمین ان کی ملک ہو یا غیر کی ہوں وہ کاشکار ہوں یا تھیکدار ہوں بہر حال اماج کی پیداوار جو نصاب کو پہنچ جائے فخر و احباب ہے اور اس بارے میں زمین پر اخراجات اور سرکاری مالیانہ وغیرہ کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ ہندوستان میں سرکار جو نیسول ہے، وہ خراج شرعی نہیں ہے اور نہ اس سے عشر ساقط ہو سکتا ہے۔

### باب گائے بیل کی زکوٰۃ کا بیان

اور ابو حمید ساعدی نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں (قیامت کے دن اس حال میں) وہ شخص دکھلا دوں گا جو اللہ کی بارگاہ میں گائے کے ساتھ اس طرح آئے گا کہ وہ گائے بولتی ہوئی ہوگی۔ (سورہ مومونون میں لفظ) جوار (خوار کے ہم معنی) بیجا رون (اس وقت کہتے ہیں جب) اس طرح لوگ اپنی آواز بلند کریں جیسے گائے بولتی ہے۔

(۱۴۶۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے میرے باپ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اعشش نے معروف بن سوید سے بیان کیا، ان سے ابوذر بن عوف نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے قریب پہنچ گیا تھا اور آپ فرماز ہے تھے۔ اس ذات کی قسم جس اس باتھ میں میری جان ہے یا (آپ نے قسم اس طرح لکھا) اس ذات نے

### ۳ - بَابُ زَكَّاءِ الْبَقَرِ

وَقَالَ أَبُو حَمِيدٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((لَا يَعْرِفُنَّ مَا جَاءَ اللَّهُ رَجُلٌ بِبَقَرَةٍ لَهَا خُوارٌ)) وَيَقَالُ : ((جُوازٌ)). تَجَارُوْنَ : أَيْ تَرْفَعُونَ أَصْنَوَاتِكُمْ كَمَا تَجَارُ الْبَقَرَةَ

۱۴۶۰ - حَدَّثَنَا عَمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غَيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ بْنِ سُوِيدٍ عَنْ أَبِي ذِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : اتَّهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ - أَوْ وَالَّذِي لَا إِلَهَ

قسم جس کے سوا کوئی معبد نہیں۔ یا جن الفاظ کے ساتھ بھی آپ نے قسم کھاتی ہو (اس تاکید کے بعد فرمایا) کوئی بھی ایسا شخص جس کے پاس اونٹ گائے یا بکری ہو اور وہ اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اسے لایا جائے گا۔ دنیا سے زیادہ بڑی اور موٹی تازہ کر کے۔ پھر وہ اپنے مالک کو اپنے کھروں سے روندے گی اور سینگ مارے گی۔ جب آخری جانور اس پر سے گزر جائے گا تو پسلا جانور پھر لوٹ کر آئے گا۔ (اور اسے اپنے سینگ مارے گا اور کھروں سے روندے گا) اس وقت تک (یہ سلسلہ برابر قائم رہے گا) جب تک لوگوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔ اس حدیث کو بکیر بن عبد اللہ نے ابوصالح سے روایت کیا ہے، انہوں نے ابو ہریرہؓ سے اور انہوں نے نبی کرمؐ سے۔

اس حدیث سے باب کا مطلب یعنی گائے بیتل کی زکوٰۃ دینے کا واجب ثابت ہوا یونکہ عذاب اس امر کے ترک پر ہو گا جو واجب ہے۔ مسلم کی روایت میں اس حدیث میں یہ لفظ بھی ہیں اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرتا ہو۔ حضرت امام بخاری کی شرائع کے مطابق انہیں گائے کی زکوٰۃ کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ملی۔ اس لئے اس باب کے تحت آپ نے اس حدیث کو ذکر کر کے گائے کی زکوٰۃ کی فرضیت پر دلیل پکڑی۔

#### باب اپنے رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا

اور نبی کرمؐ نے (زینب کے حق میں فرمایا جو عبد اللہ بن مسعود کی بیوی تھی) اس کو دو گناہوں ملے گا، ناط جوڑنے اور صدقے کا۔

اہم حدیث کے نزدیک یہ مطلقاً جائز ہے۔ جب اپنے رشتہ دار محتاج ہوں تو باپ بیٹی کو یا بیٹا باپ کو یا خاوند یا بیوی کو یا بیوی خاوند کو دے۔ بعضوں نے کہا اپنے چھوٹے بیچھے کو فرض زکوٰۃ دینا بلا جملع درست نہیں اور امام ابو حیفیہ اور امام مالک نے اپنے خاوند کو بھی دینا درست نہیں رکھا اور امام شافعی اور امام احمد نے حدیث کے موافق اس کو جائز رکھا ہے۔ مترجم (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہے کہ رشتہ داروں کو اگر وہ محتاج ہوں زکوٰۃ دینے میں دہراً ثواب ملے گا (اجائز ہونا کیسا؟ (وحیدی))

رائج کا معنی ہے کھلے آدمی کامل یا بے محنت اور مشقت کی آمدی کا ذریعہ۔ روح کی روایت خود امام بخاری نے کتاب المیوع میں اور بیہقی بن سعید کی کتب الوصلیا میں اور اساعیل کی کتب القیسر میں وصل کی۔ (وحیدی)

(۱۴۶۱) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امام مالکؓ نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہؓ نے، کہ انہوں نے انس بن مالکؓ سے سنا، انہوں نے کہا کہ ابو طلحہؓ مدنیہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے۔ اپنے کھجور کے باغات کی وجہ سے۔ اور اپنے باغات میں سب سے زیادہ پنداہ نہیں بیرحماء کا

غیرہ، اُو کہا حلفَ - مَا مِنْ رَجُلٍ  
تَكُونُ لَهُ إِبْلٌ أُو بَقَرٌ أُو غَنَمٌ لَا يُؤْدِي  
حَقَّهَا إِلَّا أَتَيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَغْلَظُ مَا  
تَكُونُ وَأَسْمَنَهُ، تُطَوَّهُ بِأَخْفَافِهَا وَتُنْطَحُهُ  
بِقُرُونِهَا، كُلُّمَا جَازَتْ عَلَيْهِ أَخْرَاهَا رَدَّتْ  
عَلَيْهِ أُولَاهَا، حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ النَّاسِ)).  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ.  
[طرفة في : ۶۶۳۸]

#### ۴۔ بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى الْأَقْارِبِ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَهُ أَجْرُ الْقُرَاةِ  
وَالْمَنْدَقَةِ))

حدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَبْيَ  
ظَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَسَّ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ يَقُولُ: ((كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ  
الْأَنْصَارَ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ

باغ تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ انس بیٹھنے پر بیان کیا کہ جب یہ آئت نازل ہوئی لن تنا لو البر الخیز ”تم نیکی کو اس وقت تک نہیں پاسکتے جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرج کرو۔“ یہ سن کر ابو طلحہ بیٹھ رسل اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پاسکتے جب تک تم اپنی پیاری سے پیاری چیز نہ خرج کرو۔ اور مجھے یہ رجاء کا باغ سب سے زیادہ پیارا ہے۔ اس لیے میں اے اللہ تعالیٰ کے لیے خیرات کرتا ہوں۔ اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ آخرت ہونے کا امیدوار ہوں۔ اللہ کے حکم سے جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کجھے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوب! یہ تو براہی آمنی کامل ہے۔ یہ تو بتت ہی نفع بخش ہے۔ اور جو بات تم نے کہی میں نے وہ سن لی۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے نزدیکی رشتہ داروں کو دے ڈالو۔ ابو طلحہ نے کہا۔ یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور پچھا کے لڑکوں کو دے دیا۔ عبد اللہ بن یوسف کے ساتھ اس روایت کی متابعت روح نے کی ہے۔ تیکی بن تیکی اور اسماعیل نے مالک کے واسطے سے (رانج کے بجائے) رائج نقل کیا ہے۔

أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بِيرْحَاء، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةً الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ يَذْهَلُهَا وَيَشْرُبُ مِنْ مَاءِ فِيهَا طَيْبٌ۔ قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: فَلَمَّا أَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةَ: هَلْنَ تَنَالُوا الْبِرِّ خَتَّى تَنْفَعُوا مِمَّا تُحِبُّونَهُ فَأَقَمَ أَبُو طَلْحَةَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: هَلْنَ تَنَالُوا الْبِرِّ خَتَّى تَنْفَعُوا مِمَّا تُحِبُّونَهُ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِي إِلَيْهِ بِيرْحَاء، وَإِنَّهَا صَدَقَةُ اللَّهِ أَرْجُو بِرَهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ، فَضَعْفَهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ۔ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ: ((بَخْ! ذَلِكَ مَالٌ رَّابِعٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَّابِعٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ)). فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ: أَفْعُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَفَارِيدِهِ وَتَبَيْنِ عَمَّهُ). تَابَعَهُ رَفِيقٌ وَقَالَ يَعْتَقِيْنِيْ بَنُو يَعْتَقِيْ تَابَعَهُ رَفِيقٌ وَقَالَ يَعْتَقِيْنِيْ بَنُو يَعْتَقِيْ وَإِسْمَاعِيلُ عَنْ مَالِكِ رَّابِعٍ بَالْأَيْمَانِ)).

[اطرافہ فی: ۲۳۱۸، ۲۷۵۸، ۲۷۵۲، ۴۰۰۵، ۴۵۰۴، ۵۶۱۱، ۲۷۶۹]

اس حدیث سے صاف لکا کہ اپنے رشتہ داروں پر خرچ کرنا درست ہے۔ یہاں تک کہ یہوی بھی اپنے مفلس خلوند اور مفلس بیٹھ پر خیرات کر سکتی ہے۔ اور گویہ صدقہ فرض زکوٰۃ نہ تھا۔ مگر فرض زکوٰۃ کو بھی اس پر قیاس کیا ہے۔ بعضوں نے کہا جس کا نفقة آدی پر واجب ہو جیسے یہوی کا یا چھوٹے لڑکے کا تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔ اور چونکہ عبد اللہ بن سعود ”زندہ تھے“ اس لیے ان کے ہوتے ہوئے بچے کا خرچ مال پر واجب نہ تھا۔ اللہ امان کو اس پر خیرات خرچ کرنا جائز ہوا۔ واللہ اعلم۔ (وجیدی)

۱۴۶۲ - حدثنا ابن أبي مريم قال  
محمد بن جعفر نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ مجھے زید بن اسلم نے خردیٰ  
أخبرنا محمد بن جعفر قال : أخبرني

انہیں عیاض بن عبد اللہ نے، اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفتح یا عید الفطر میں عید گاہ تشریف لے گئے۔ پھر (نماز کے بعد) لوگوں کو وعظ فرمایا اور صدقہ کا حکم دیا۔ فرمایا: لوگو! صدقہ دو۔ پھر آپ عورتوں کی طرف گئے اور ان سے بھی یہی فرمایا کہ عورتو! صدقہ دو کہ میں نے جسم میں بکثرت تم ہی کو دیکھا ہے۔ عورتوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا، اس لیے کہ تم عرض و طعن زیادہ کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم سے زیادہ عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ایسی کوئی مخلوق نہیں دیکھی جو کار آزمودہ مرد کی عقل کو بھی اپنی مشہی میں لے لیتی ہو۔ ہاں اے عورتو! پھر آپ واپس گھر پہنچے تو ابن مسعود بیٹھ کی یہوی زینبؓ آئیں اور اجازت چاہی۔ آپ سے کہا گیا کہ یہ زینب آئی ہیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کون سی زینبؓ (کیونکہ زینبؓ نام کی بہت سی عورتیں تھیں) کہا گیا کہ ابن مسعود بیٹھ کی یہوی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا انہیں اجازت دے دو، چنانچہ اجازت دے دی گئی۔ انہوں نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آج آپ نے صدقہ کا حکم دیا تھا اور میرے پاس بھی کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی۔ لیکن (میرے خالوں) ابن مسعود یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے لڑکے اس کے ان (مسکینوں) سے زیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کروں گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا کہ ابن مسعود نے صحیح کہا۔ تمہارے شوہر اور تمہارے لڑکے اس صدقہ کے ان سے زیادہ مستحق ہیں جنہیں تم صدقہ کے طور پر دو گی۔ (معلوم ہوا کہ اقارب اگر محتاج ہوں تو صدقہ کے اولین مستحق وہی ہیں)

زینبؓ عن عیاض بن عبد اللہ عن أبي سعید الخدري رضي الله عنه قال ((خرج رسول الله ﷺ في أضحي أو فطير إلى المصلى، ثم انصرف فوعظ الناس وأمرهم بالصدقة فقال: ((إيهما أربىك من امرأة اهل النار)). فقلن: فما رأيتم ذلك يا رسول الله؟ قال: ((تکبرن اللعن، وتکفرن العشير. ما رأيتم من ناقصات عقول ودين أذهب للب الرجل الخازم من إحداكم يا مغشر النساء)). لم انصرف، فلما صار إلى منزله جاءت زينب امرأة ابن مسعود تستأذن عليه، فقيل: يا رسول الله، هذه زينب. فقال: ((أي الزيارات؟)) فقيل: امرأة ابن مسعود. قال ((نعم، انذروا لها)), فأذن لها. قالت: يا نبی الله، إنك أمرت اليوم بالصدقة، وكان عندي خليٌ لي فارذت أن أتصدق به، فزعم ابن مسعود أنه وزلندة أحقر من تصدقته به عليهم. فقال النبي ﷺ: ((صدق ابن مسعود، زوجك وزلنتك أحقر من تصدقته به عليهم)).

[راجع: ۳۰۴]

باب مسلمان پر اس کے گھوڑوں کی زکوٰۃ دینا  
ضروری نہیں ہے

٤٥ - بَابُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي  
فَرَسِيهِ صَدَقَةٌ

(۱۴۶۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے سلیمان بن یسیار سے سنائے ان سے عراک بن مالک نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

**باب مسلمان کو اپنے غلام (لوٹڈی) کی زکوٰۃ دینی ضروری نہیں ہے۔**

(۱۴۶۴) ہم سے مسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے تجیب بن سعید نے بیان کیا، ان سے ششم بن عراک بن مالک نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے (دوسری سند) اور ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ششم بن عراک بن مالک نے بیان کیا، انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر نہ اس کے غلام میں زکوٰۃ فرض ہے اور نہ گھوڑے میں۔

۱۴۶۳ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَلِيمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسَةٍ وَغَلَامٍ دِيْنٌ)).

**۴۶ - بَابُ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي عَنْدِهِ صَدَقَةٌ**

۱۴۶۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ خَثِيمٍ بْنِ عِرَاكَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: وَحَدَّثَنَا سَلِيمَانَ بْنَ حَرْبٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا وَهِبْتُ بْنَ حَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَثِيمٍ بْنِ عِرَاكَ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةً فِي عَنْدِهِ وَلَا فِي فَرَسَةٍ)).

[راجح: ۱۴۶۳]

اہم حدیث کا محقق مذهب یہی ہے کہ غلاموں اور گھوڑوں میں مطلقاً زکوٰۃ نہیں ہے گو تجارت کے لیے ہوں۔ مگر ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے۔ اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ ان ہی جنوں میں لازم ہے جن کا بیان آنحضرت ﷺ نے فرمادیا۔ یعنی چوبیوں میں سے اونٹ، گائے اور تین بکریوں میں سے کھبور، اور سوکھی اگور میں، بس ان کے سوا اور کسی مال میں زکوٰۃ نہیں گوہ تجارت اور گیسوں اور جو اور جوار اور میسوں میں سے کھبور، اور سوکھی اگور میں، بس ان کے سوا اور کسی مال میں زکوٰۃ نہیں گوہ تجارت اور سوداگری ہی کے لیے ہو اور ابن منذر نے جو اجماع اس کے خلاف پر نقل کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ جب ظاہر یہ اور اہم حدیث اس مسئلہ میں خلف ہیں تو اجماع کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اور ابو داؤد کی حدیث اور دارقطنی کی حدیث کہ جس مال کو ہم بینچے کے لیے رکھیں اس میں آپ نے زکوٰۃ کا حکم دیا، یا کچڑے میں زکوٰۃ ہے ضعیف ہے۔ جوت کے لیے لائق نہیں۔

اور آیت قرآن خذ من اموالہم صدقة میں اموال سے وہی مال مراد ہیں جن کی زکوٰۃ کی تصریح حدیث میں آئی ہے۔ یہ امام شوکانی کی تحقیق ہے اور سید علامہ نے اس کی تائید کی ہے۔ اس بنا پر جواہر، موتی، مونگا، یاقوت، الماس اور دوسری صدھا اشیائے تجارتی میں جیسے گھوڑے، گاڑیاں، کتابیں، کاغذ میں زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔ مگر چونکہ ائمہ اربعہ اور جمیع علماء اموال تجارتی میں وجوب زکوٰۃ نہیں

طرف گئے ہیں لہذا احتیاط اور تقویٰ کی ہے کہ ان میں سے زکوٰۃ نکالے۔ (وحیدی)

### باب تیمیوں پر صدقہ کرنا برا اثواب ہے

(۱۳۶۵) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ہشام وستوائی نے، مجھی سے بیان کیا۔ ان سے ہلال بن ابی میمونہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عطاء بن یسار نے بیان کیا، اور انہوں نے ابوسعید خدری مولیٰ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن منبر پر تشریف فرمایا ہے۔ ہم بھی آپ کے ارد گرد بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے متعلق اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی خوشحالی اور اس کی زیباتش و آرائش کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا اچھائی برائی پیدا کرے گی؟ اس پر نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس لیے اس شخص سے کہا جانے لگا کہ کیا بات تھی۔ تم نے نبی کریم ﷺ سے ایک بات پوچھی لیکن آخر حضور ﷺ تم سے بات نہیں کرتے۔ پھر ہم نے محسوس کیا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ بیان کیا کہ پھر آخر حضور ﷺ نے پہینہ صاف کیا (جو وحی نازل ہوتے وقت آپ کو آنے لگتا تھا) پھر پوچھا کہ سوال کرنے والے صاحب کہاں ہیں۔ ہم نے محسوس کیا کہ آپ نے اس کے (سوال کی) تعریف کی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اچھائی برائی نہیں پیدا کرتی (مگر بے موقع استعمال سے برائی پیدا ہوتی ہے) کیونکہ موسم بہار میں بعض ایسی گھاس بھی اگتی ہیں جو جان لیوا یا تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں۔ البتہ ہر یا چر نے والا وہ جانور قریج جاتا ہے کہ خوب چرتا ہے اور جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جاتی ہیں تو سورج کی طرف رخ کر کے پاخانہ پیشتاب کر دیتا ہے اور پھر جرتا ہے۔ اسی طرح یہ مال و دولت بھی ایک خوشنوار بزرہ زار ہے۔ اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جو مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا جائے۔ یا جس طرح نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں اگر کوئی شخص زکوٰۃ حقدار ہونے کے بغیر لیتا ہے تو اس کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اور قیامت کے دن یہ مال اس کے

### ۴۷ - بَابُ الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتَامَى

۱۴۶۵ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَّالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ هَلَالٍ بْنِ أَبِي مِيمُونَةَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدِ الْخُدَرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَحْدُثُ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنَارِ وَجَلَسَنَا حَوْلَهُ فَقَالَ : ((إِنِّي مِمَّا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِمَّا نَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِمَّا مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَرَبِّنَيْهَا)). فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَوْ يَأْتِيَ الْغَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ ﷺ. فَقَيْلَ لَهُ : مَا شَانَكَ؟ تَكَلَّمُ النَّبِيُّ ﷺ وَلَا يَكَلِّمُ؟ فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ. قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحْضَاءَ، وَقَالَ : ((أَيْنَ السَّائِلُ؟)) - وَكَانَهُ حَمْدَةً - فَقَالَ : ((إِنَّهُ لَا يَأْتِيَ الْخَيْرُ بِالشَّرِّ، وَإِنَّ مِمَّا يُبَتِّ الرِّبَيعُ يُقْتَلُ أَوْ يُلْمَمُ، إِلَّا أَكْلَهُ الْخَضْرَاءُ، أَكْلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَفَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَلَلَّطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ. وَإِنَّهُ هَذَا الْمَالُ حَصِيرَةٌ حَلْوَةٌ، فَيَغُمُ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا أَغْطَى مِنْهُ الْمُسْكِنِينَ وَالْيَتَامَى وَابْنَ السَّبِيلِ)) - أَوْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : ((وَإِنَّهُ مَنْ يَأْخُذُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْيَعُ، وَيَكُونُ شَهِيدًا عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)).

خلاف گواہ ہو گا۔

**لَتِيفَيْحَةُ** اس طویل حدیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے مستقبل کی بابت کئی ایک اشارے فرمائے جن میں سے بیشتر تالیں وجود میں آجھی چیزیں۔ اس سلسلہ میں آپ نے مسلمانوں کے عورج و اقبال کے دور پر بھی اشارہ فرمایا۔ اور یہ بھی تالیباً کر دینا کی ترقی مال و دولت کی فراوانی یہاں کا عیش و عشرت یہ چیزیں بظاہر خیر ہیں مگر بعض دفعہ ان کا تنقیب شر سے بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔ اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ حضور کیا خیر بھی شر کا باعث ہو جائے گی۔ اس سوال کے جواب کے لیے آنحضرت ﷺ وی کے انتظار میں خاموش ہو گئے۔ جس سے کچھ لوگوں کو خیال ہوا کہ آپ اس سوال سے خفا ہو گئے ہیں۔ کافی دیر بعد جب اللہ پاک نے آپ کو بذریعہ وحی جواب سے آگاہ فرمایا تو آپ نے یہ مثال دے کر جو حدیث میں مذکور ہے سمجھایا اور تالیباً کر گو دولت حق تعالیٰ کی نعمت اور اچھی چیزیں ہے مگر جب بے موقع اور گناہوں میں صرف کی جائے تو یہی دولت عذاب بن جاتی ہے۔ مجیسے فعل کی ہری گھاس وہ جانوروں کے لیے بڑی عمدہ نعمت ہے۔ مگر جو جانور ایک ہی مرتبہ گر کر اس کو حد سے زیادہ کھا جائے تو اس کے لیے یہی گھاس زہر کا کام دیتی ہے۔ جانور پر کیا مختصر ہے۔ یہی روشنی جو آدمی کے لیے باعث حیات ہے اگر اس میں بے اعتمادی کی جائے تو باعث موت بن جاتی ہے۔ تم نے دیکھا ہو گا قحط سے متاثر بھونکے لوگ جب ایک ہی مرتبہ کھانا پا لیتے ہیں اور حد سے زیادہ کھا جاتے ہیں تو بعض دفعہ ایسے لوگ پانی پیتے ہی دم توڑ دیتے ہیں اور ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہ کھانا ان کے لیے زہر کا کام دیتا ہے۔

پس جو جانور ایک ہی مرتبہ رینج کی پیداوار پر نہیں گرتا بلکہ سوکھی گھاس پر جو بارش سے ذرا ذرا ہری نکلتی ہے اس کے کھانے پر تقاضت کرتا ہے۔ اور پھر کھانے کے بعد سورج کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر اس کے ہضم ہونے کا انتظار کرتا ہے۔ پاخانہ پیشاب کرتا ہے تو وہ ہلاک نہیں ہوتا۔

ای کی طرح دنیا کا مال بھی ہے جو اعتماد سے حرام و حلال کی پابندی کے ساتھ اس کو کھاتا ہے اس سے فائدہ اٹھاتا ہے آپ کھاتا ہے۔ مسکین، یتیم، مسافروں کی مدد کرتا ہے تو وہ بچا رہتا ہے۔ مگر جو حریص کتے کی طرح دنیا کے مال و اسباب پر گرپڑتا ہے اور حلال و حرام کی قید اٹھادتا ہے۔ آخر وہ مال اس کو ہضم نہیں ہوتا۔ اور استفراغ کی ضرورت پڑتی ہے۔ کبھی بد ہضمی ہو کر اسی مال کی دھن میں اپنی جان بھی گزار دیتا ہے۔ پس مال دنیا کی ظاہری خوبصورتی پر فریب مت کھاؤ، ہوشیار رہو، طوفہ کے اندر زہر پلٹنا ہوا ہے۔ حدیث کے آخری الفاظ کالذی یا کل ولا بنیع میں ایسے لامچی طਮاع لوگوں پر اشارہ ہے جن کو جو ع البقر کی بیماری ہو جاتی ہے اور کسی طرح ان کی حص نہیں جاتی۔

حدیث اور باب میں مطابقت حدیث کا جملہ فنعم صاحب المسلم ما اعطی منه المسکین والیتم و ابن السبیل ہے۔ کہ اس سے قیوموں پر صدقہ کرنے کی ترغیب ولائی گئی ہے۔

**باب عورت کا خود اپنے شوہر کو یا اپنی زیر تربیت یتیم بچوں کو زکوٰۃ دینا۔**

اس کو ابو سعید خدری بن الحنفی نے بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔ (۱۳۶۶) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے میرے باپ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے امّش نے بیان کیا، ان سے شقین نے ان سے عمرو بن الحارث نے اور ان سے عبد اللہ بن مسعود

**٤٨ - بَابُ الزَّكَاةِ عَلَى النَّوْزُوجِ**

**وَالْأَيْتَامُ فِي الْحَجَرِ**

قالَهُ أَبُو سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

١٤٦٦ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ عِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَمْرُو بْنِ

کی بیوی زینبؓ نے۔ (امش نے) کما کہ میں نے اس حدیث کا ذکر ابراہیم نجھی سے کیا۔ تو انہوں نے بھی مجھ سے ابو عبیدہ سے بیان کیا۔ ان سے عمرو بن حارث نے اور ان سے عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ نے بالکل اسی طرح حدیث بیان کی (بس طرح شیعیت نے کی کہ) زینبؓ نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا۔ آپ یہ فرم رہے تھے، صدقہ کرو، خواہ اپنے زیوری میں سے دو۔ اور زینبؓ اپنا صدقہ اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور چند تیکیوں پر بھی جوان کی پرورش میں تھے خرچ کیا کرتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے خاوند سے کما کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے پوچھئے کہ کیا وہ صدقہ بھی مجھ سے کفایت کرے گا جو میں آپ پر اور ان چند تیکیوں پر خرچ کروں جو میری سپردگی میں ہیں۔ لیکن عبداللہ بن مسعودؓ نے کما کہ تم خود جا کر رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لو۔ آخر میں خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت میں نے آپؐ کے دروازے پر ایک انصاری خاتون کوپیا۔ جو میری ہی جسمی ضرورت لے کر موجود تھیں۔ (جو زینبؓ ابو مسعود انصاری کی بیوی تھیں) پھر ہمارے سامنے سے بلاں گزرے۔ تو ہم نے ان سے کما کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیجئے کہ کیا وہ صدقہ مجھ سے کفایت کرے گائے میں اپنے شوہر اور اپنی زیرِ تحولیں چند تیکیوں پر خرچ کر دوں۔ ہم نے بلاں سے یہ بھی کما کہ ہمارا نام نہ لیتا۔ وہ اندر گئے اور آپ سے عرض کیا کہ دو عورتیں مسئلہ دریافت کرتی ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں کون ہیں؟ بلاںؓ نے کہہ دیا کہ زینب نام کی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کون سی زینب؟ بلاںؓ نے کما کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ہاں! بے شک درست ہے۔ اور انہیں دو گناہ ثواب ملے گا۔ ایک قرابت داری کا اور دوسرا خیرات کرنے کا۔

**شیعیت** اس حدیث میں صدقہ یعنی خیرات کا لفظ ہے جو فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ اور نقل خیرات دونوں کو شامل ہے۔ امام شافعیؓ اور شوریؓ اور صاحبین اور امام مالکؓ اور امام احمدؓ سے ایک روایت اسی ہی ہے اپنے خاوند کو اور پیشوں کو (بشرطیکہ وہ غریب

الْحَارِثُ عَنْ زَيْنَبَ اُمِّهَا عَنْدَ الْمُرْسَلِ  
الله عَنْهُمَا. قَالَ فَذَكَرَنَاهُ لِإِبْرَاهِيمَ  
فَحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ أُمِّيِّ غَيْثَةَ عَنْ  
عُمَرِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ اُمِّهَا عَنْدَ  
الله بِعِنْدِهِ سَوَاءً قَالَ: ((كَتَتْ فِي  
الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ لَقَالَ: ((تَصَدَّقَنَ  
وَلَوْزَ مِنْ خَلِيلِكُنَّ)). وَكَانَتْ زَيْنَبَ تُنْفِقُ  
عَلَى عَبْدِ الله وَأَنْتَمْ فِي حَجَرِهَا. لَقَالَتْ  
لِعَبْدِ الله: سَلْ رَسُولَ الله ﷺ أَيُّخْرِي  
عَنِي أَنْ أَنْفِقَ عَلَيْكُمْ وَعَلَى أَنْتَمْ فِي  
حَجَرِيِّ مِنَ الصَّدَقَةِ؟ لَقَالَ: سَلِّي أَنْتَ  
رَسُولَ الله ﷺ. فَانْطَلَقَتْ إِلَيْهِ ﷺ  
فَوَجَدَتْ اُمَّةً مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى الْبَابِ  
حَاجِتُهَا مِثْلُ حَاجِتِي. فَمَرَأَ عَلَيْنَا بِلَالَّ  
لَقَلَّنَا: سَلِّي النَّبِيَّ ﷺ أَيُّخْرِيِّ؟ عَنِي أَنْ  
أَنْصَدَقَ عَلَى زَوْجِي وَأَنْتَمْ لِي فِي  
حَجَرِيِّ. وَقَلَّنَا: لَا تُخْبِرْ بِنَا. فَدَخَلَ فَسَأَلَهُ  
لَقَالَ: ((مَنْ هُمَا؟)) لَقَالَ زَيْنَبُ. قَالَ:  
(أَيُّ الزَّيَّابِ؟) قَالَ: اُمَّةً عَبْدِ الله.  
قَالَ: ((نَعَمْ، وَلَهَا أَجْرٌ: أَجْرُ الْقَرَائِبِ  
وَأَجْرُ الصَّدَقَةِ)).

مکسین ہوں) ریتا درست ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ماں باپ اور بیٹے کو ریتا درست نہیں۔ اور امام ابو حنفیؓ کے نزدیک خاوند کو بھی زکوٰۃ ریتا درست نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان حدیثوں میں صدقہ سے نقل صدقہ مراد ہے۔ (وحیدی) لیکن خود حضرت امام بخاری و مسلمؓ نے یہاں زکوٰۃ فرض کو مراد لیا ہے۔ جس سے ان کا مسلک ظاہر ہے حدیث کے ظاہر الفاظ سے بھی حضرت امام کے خیال ہی کی تائید ہوتی ہے۔

(۱۴۶۷) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبده نے، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے، ان سے زینب بنت ام سلمہ نے، ان سے ام سلمہ نے، انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر میں ابو سلمہ (اپنے پسلے خاوند) کے بیٹوں پر خرچ کروں تو درست ہے یا نہیں۔ کیونکہ وہ میری بھی اولاد ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ان پر خرچ کر۔ تو جو کچھ بھی ان پر خرچ کرے گی اس کا ثواب تجھ کو ملے گا۔

حدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَمْرَو بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُهُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ : قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلِيَ أَجْزُ أَنْ أَنْفِقَ عَلَى بَنِي أَبِي سَلَمَةَ؟ إِنَّمَا هُمْ بَنِي. قَالَ : ((أَنْفِقْي عَلَيْهِمْ، فَلَكَ أَجْزُ مَا أَنْفَقْتَ عَلَيْهِمْ)).

[طرفة فی : ۵۳۶۹].

محاج اولاد پر صدقہ خیرات حتیٰ کہ ماں زکوٰۃ دینے کا جواز ثابت ہوا۔

#### باب اللہ تعالیٰ کے فرمان

(زکوٰۃ کے مصارف بیان کرتے ہوئے کہ زکوٰۃ غلام آزاد کرانے میں، مقرضوں کے قرض ادا کرنے میں اور اللہ کے راستے میں خرچ کی جائے۔

۴۹- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :  
﴿وَفِي الرِّقَابِ وَالْفَارِمِينَ وَلِي سَيِّلَ اللَّهُ﴾ [التوبۃ : ۶۰].

وفی الرقباب وalfarmineen ولی سیل اللہ [التوبۃ : ۶۰].

اوہن عباس سے منقول ہے کہ اپنی زکوٰۃ میں سے غلام آزاد کر سکتا ہے اور حج کے لیے دے سکتا ہے۔ اور امام حسن بصریؓ نے کہا کہ اگر کوئی زکوٰۃ کے ماں سے اپنے آپ کو جو غلام ہو خرید کر آزاد کر دے تو جائز ہے۔ اور مجاهدین کے اخراجات کے لیے بھی زکوٰۃ دی جائے۔ اسی طرح اس شخص کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے جس نے حج نہ کیا ہو۔ (تاکہ اس امداد سے حج کر سکے) پھر انہوں نے سورہ توبہ کی آیت انما الصدقات للفقرااءہم الاتیۃ۔ فی ایهَا اغطیتْ اجزَاتْ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ خَالِدًا احْتَسَنَ أَذْرَاعَهُ فِي سَيِّلِ اللَّهِ)). وَيَذْكُرُ عَنْ أَبِي لَاسِ: (حَمَلَنَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَى إِبْلِ الصَّدَقَةِ

للحجۃ). کے راستے میں وقف کر دی ہیں۔ ابوالاس (زیادہ خراجی صحابی)ؓ سے مقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں زکوٰۃ کے اونٹوں پر سوار کر کے جو کرایا۔

**لتبیخ** قرآن شریف میں زکوٰۃ کے آئھے مصارف مذکور ہیں۔ فقراء، مساکین، عاملین زکوٰۃ، مؤلفة القلوب، رقاب، غارمین فی سبیل اللہ ابن السبیل یعنی مسافر۔ امام حسن بصریؓ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ والا ان میں سے کسی میں بھی زکوٰۃ کا مال خرج کرے تو کافی ہو گا۔ اگر ہو سکے تو آٹھوں قسموں میں دے گریہ ضروری نہیں ہے حضرت امام ابو حنفیہ اور جمورو علماء اور اہل حدیث کی قول ہے اور شافعیہ سے مقول ہے کہ آٹھوں معرف میں زکوٰۃ خرج کرنا واجب ہے گو کسی معرف کا ایک ہی آدی طے۔ مگر ہمارے زمانہ میں اس پر عمل مشکل ہے۔ اکثر ملکوں میں مجہدین اور مؤلفة القلوب اور رقاب نہیں ملتے۔ اسی طرح عاملین زکوٰۃ (وحیدی) آئیت مصارف زکوٰۃ کے تحت امام النبی حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحلتی فرماتے ہیں۔

”یہ آئھے مصارف جس ترتیب سے بیان کئے ہیں حقیقت میں معاشرہ کی قدرتی ترتیب بھی یہی ہے سب سے پہلے فقراء اور مساکین کا ذکر کیا جو احتجاق میں سب سے مقدم ہیں پھر عاملین کا ذکر آیا جن کی موجودگی کے بغیر زکوٰۃ کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ پھر ان کا ذکر آیا جن کا دل ہاتھ میں لیتا ایمان کی تقویت اور حق کی اشاعت کے لیے ضروری تھا۔ پھر غلاموں کو آزاد کرنے اور قرضداروں کو بار قرض سے بکدوش کرنے کے مقاصد نمایاں ہوئے پھر فی سبیل اللہ کا مقصود رکھا گیا جس کا زیادہ الطلق و فساع پر ہوا۔ پھر دین کے اور امت کے عام مصلح اس میں شامل ہیں۔ مثلاً قرآن اور علوم دینی کی ترویج و اشاعت، مدارس کا اجراء و قیام، دعا و سبلغین کے ضروری مصارف، ہدایت و ارشادات کے تمام مفید و مسائل۔

نقیہا و مفسرین کا ایک گروہ اس طرف گیا ہے۔ بعضوں نے مسجد، کنوں، پل جیسی تعمیرات خیریہ کو بھی اس میں داخل کر دیا۔ (تل الاوطار) فقہائے خیریہ میں سے صاحب فتاویٰ ظسیریہ لکھتے ہیں المراد طبیۃ العلم اور صاحب بدائع کے نزدیک وہ تمام کام جو نیکی اور خیرات کے لیے ہوں اس میں داخل ہیں۔ سب کے آخر میں ابن السبیل یعنی مسافر کو جگہ دی۔

جموروں کے مذهب کا مطلب یہ ہے کہ تمام مصارف میں یہک وقت تعمیم کرنا ضروری نہیں ہے۔ جس وقت جیسی حالت اور جیسی ضرورت ہو اسی کے مطابق خرج کرنا چاہیے۔ اور یہی مذهب قرآن و سنت کی تصریحات اور روح کے مطابق بھی ہے۔ ائمہ اربعہ میں صرف امام شافعیؓ اس کے خلاف گئے ہیں۔“ (اقتباس از تفسیر ترجمان القرآن آزاد جلد ۲ ص ۱۳۰)

فی سبیل اللہ کی تفسیر میں نواب صدیق حسن خل مرحوم لکھتے ہیں: واما سبیل اللہ فالمراد هبنا الطریق الیه عز وجل والجهاد و ان كان اعظم الطریق الی اللہ عز وجل لكن لا دليل على اختصاص هذا السهم به بل يصح صرف ذلك في كل ما كان طریقاً الى اللہ هذا معنی الآیة لغتہ والواجب الوقوف على المعنی اللغویة حيث لم یصح النقل هنا شرعاً و من جملة سبیل اللہ الصرف فی العلماء الذين یقومون بمصالح المسلمين الدينیة فان لهم فی مال اللہ نصیباً بل الصرف فی هذه الجهة من اهم الامور لان العلماء ورثة الانبیاء وحملة الدین وبهم تحفظ بیضة الاسلام وشريعة سید الانام وقد كان علماء الصحابة یاخذون من العطاء ما یقوم بما یحتاجون الیہ۔

اور علامہ شوکانی اپنی کتاب و بل الفعام میں لکھتے ہیں:

و من جملة في سبیل اللہ الصرف في العلماء فان لهم في مال الله نصيباً سواء كانوا اغنياء او فقراء بل الصرف في هذه الجهة من اهم الامور وقد كان علماء الصحابة يأخذون من جملة هذه الاموال التي كانت تفرق بين المسلمين على هذه الصفة من الزكوة الخ (ملخص از کتاب دلیل الطالب ص ۳۲۲)

خلاصہ یہ کہ یہاں سبیل اللہ سے مراد جو ہے جو وصول الی اللہ کا ہمت ہی برداشت ہے۔ مگر اس حصہ کے ساتھ سبیل اللہ کی تخصیص کرنے پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ نیک جگہ مراد ہے جو طریق الی اللہ سے متعلق ہو۔ آیت کے لغوی معانی یہی ہیں۔ جن پر واقعیت ضروری ہے۔ اور سبیل اللہ میں ان علماء پر خرچ کرنا بھی جائز ہے جو خدمات مسلمین میں دینی حیثیت سے لگے ہوئے ہیں۔ ان کے لیے اللہ کے مال میں یقیناً حصہ ہے بلکہ یہ اہم الامور ہے۔ اس لیے کہ علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ ان ہی کی مسائی جیلیہ سے اسلام اور شریعت سید الانعام محفوظ ہے۔ علمائے صحابہ بھی اپنی حاجات کے مطابق اس سے عطا یا لیا کرتے تھے۔

علامہ شوکانی کہتے ہیں کہ فی سبیل اللہ میں علمائے دین کے مصارف میں خرچ کرنا بھی داخل ہے۔ ان کا اللہ کے مال میں حصہ ہے اگرچہ وہ غنی کیوں نہ ہوں۔ اس مصرف میں خرچ کرنا بہت ہی اہم ہے اور علمائے صحابہ بھی اپنی حاجات کے لیے اس صفت پر اموال زکوٰۃ سے عطا یا لیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم با صواب۔

(۱۴۶۸) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں شعیب نے خبر دی، کہا کہ ہم سے ابوالزناد نے اعرج سے خبر دی اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ سے کہا گیا کہ ابن جبیل اور خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابن جبیل یہ شکر نہیں کرتا کہ کل تک تو وہ فقیر تھا۔ پھر اللہ نے اپنے رسول کی دعا کی برکت سے اسے مالدار بنادیا۔ باقی رہے خالد، تو ان پر تم لوگ ظلم کرتے ہو۔ انہوں نے تو اپنی زریں اللہ تعالیٰ کے راستے میں وقف کر رکھی ہیں۔ اور عباس بن عبدالمطلب تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچا ہیں۔ اور ان کی زکوٰۃ انہی پر صدقہ ہے۔ اور اتنا ہی اور انہیں میری طرف سے دینا ہے۔ اس روایت کی متابعت ابوالزناد نے اپنے والد سے کی اور ان احراق نے ابوالزناد سے یہ الفاظ بیان کئے۔ ہی علیہ و مثلاہ معها (صدقہ کے لفظ کے بغیر) اور ابن جرجی نے کہا کہ مجھ سے اعرج سے اسی طرح یہ حدیث بیان کی گئی۔

جریج : حدثت عن الأعرج بعلمه.

**لشیخ** اس حدیث میں تین اصحاب کا واقعہ ہے۔ پہلاں ابن جبیل ہے جو اسلام لانے سے پہلے محض فلاش اور مفلس تھا۔ اسلام کی برکت سے مالدار بن گیا تو اس کا بدلہ یہ ہے کہ اب وہ زکوٰۃ دینے میں کراہتا ہے اور خدا ہوتا ہے۔ اور حضرت خالدؑ کے متعلق آنحضرت ﷺ نے خود فرمادیا جب انہوں نے اپنا سارا مال و اسباب تھیار وغیرہ فی سبیل اللہ وقف کر دیا ہے تو اب وقتوں مال کی زکوٰۃ کیوں دینے لگا۔ اللہ کی راہ میں مجنہوں کو دینا یہ خود زکوٰۃ ہے۔ بعض نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ خالد تو ایسا تھی ہے کہ اس نے تھیار گھوڑے وغیرہ سب راہ خدا میں دے ڈالے ہیں۔ وہ بھلا فرض زکوٰۃ کیسے نہ دے گا تم غلط کہتے ہو کہ وہ زکوٰۃ نہیں دینا۔ حضرت عباسؓ کے بارے میں آپؓ نے فرمایا کہ یہ زکوٰۃ بلکہ اس سے دونا میں ان پر سے تقدیم کروں گا۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ عباسؓ

کی زکوٰۃ بلکہ اس کا دوسرा روپیہ میں دوں گا۔ حضرت عباسؓ دو برس کی زکوٰۃ پیشگی آنحضرت ﷺ کو دے پکے تھے۔ اس لیے انوں نے ان تحصیل کرنے والوں کو زکوٰۃ نہ دی۔ بعضوں نے کام مطلب یہ ہے کہ بالفعل ان کو مملت دو۔ سال آئندہ ان سے دو ہری یعنی دو برس کی زکوٰۃ وصول کرنا۔ (مختصر ازو جیدی)

### باب سوال سے پچنے کا بیان

(۱۳۶۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام ماک نے، ابن شاہب سے خبر دی، انہیں عطاء بن یزید لیشی نے اور انہیں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے انہیں دیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا اور آپ نے پھر دیا۔ یہاں تک کہ جو مال آپ کے پاس تھا۔ اب وہ ختم ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس جو مال و دولت ہو تو میں اسے بچا کر نہیں رکھوں گا۔ مگر جو شخص سوال کرنے سے پچتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے سوال کرنے سے محفوظ ہی رکھتا ہے۔ اور جو شخص بے نیازی برداشت ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز برداشت ہے اور جو شخص اپنے اوپر زور ڈال کر بھی صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے صبر و استقلال دے دیتا ہے۔ اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پیالا خیر نہیں ملی۔ (صبر تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے)

**لَتَبَرُّجْ** شریعت اسلامیہ کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک یہ خوبی بھی کس قدر اہم ہے کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے، سوال کرنے سے مختلف طریقوں کے ساتھ ممانعت کی ہے اور ساتھ ہی اپنے زور بازو سے کمانے اور رزق حاصل کرنے کی ترغیبات ولائی ہیں۔ مگر پھر بھی کتنے ہی ایسے مخدوٰرین مرد عورت ہوتے ہیں جن کو بغیر سوال کئے چارہ نہیں۔ ان کے لیے فرمایا ہے، اسماں فلَّا تَهْزِيْلَنِي سوال کرنے والوں کو نہ ڈانتو بلکہ نرمی سے ان کو جواب دے دو۔

حدیث ہذا کے راوی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ جن کا نام سعد بن ماک ہے۔ اور یہ انصاری ہیں۔ جو کنیت ہی سے زیادہ مشور ہیں۔ حافظ حدیث اور صاحب فضل و عقل علائے کبار صحابہ میں ان کا شمار ہے ۸۲ سال کی عمر پائی اور ۴۳ ہیں میں انتقال کیا اور جنت البقیع میں سپرد خاک کئے گئے رضی اللہ عنہ وارضا۔

(۱۳۷۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام ماک نے خبر دی، انہیں ابو الزناد نے، انہیں اعرج نے، انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر کوئی شخص رسی سے لکڑیوں کا بوجھ باندھ کر اپنی پیٹھ پر جگل سے اٹھا لائے (پھر انہیں بازار

### ۵۰ - بَابُ الْإِسْتِغْفَافِ عَنِ الْمَسَأَةِ

۱۴۶۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدِ النَّبِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ أَنَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ فَأَغْطَاهُمْ، ثُمَّ سَأَلُوهُ فَأَغْطَاهُمْ، حَتَّىٰ نَفِدَ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ : ((مَا يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَمَنْ أَذْخِرَهُ عَنْكُمْ، وَمَنْ يَسْتَغْفِفْ يَعْفَفُ اللَّهُ، وَمَنْ يَسْتَغْفِفْ يُغْفِي اللَّهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرُ اللَّهُ، وَمَا أَغْطِي أَحَدًا عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّيْرِ)).

[طرفہ فی : ۶۴۷۰].

۱۴۷۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ الرِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : ((وَالَّذِي نَفْسِي بِهِدِيهِ، لَأَنَّ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَخْتَبِطَ عَلَى ظَهِيرِهِ

خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَلْتَمِّ رَجْلًا فَسَالَهُ، أَعْطَاهُ  
أُوْ مَنْعَةً). میں نئے کراپنارزت حاصل کرے تو وہ اس شخص سے بہتر ہے جو کسی  
کے پاس آکر سوال کرے۔ پھر جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اسے دے  
اویز دے۔

[اطرافہ فی : ۱۴۸۰، ۲۰۷۴، ۲۳۷۴]۔

**شیخ حنفی** حدیث ہذا سے یہ لفظ ہے کہ ہاتھ سے محنت کر کے کھانا کھانا نہایت افضل ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ کمائی کے تین اصول ہیں۔ ایک زراعت، دوسرا تجارت، تیسرا صنعت و حرف۔ بعضوں نے کماں نہیں میں تجارت افضل ہے۔ بعضوں نے کماز راعت افضل ہے۔ کیونکہ اس میں ہاتھ سے محنت کی جاتی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں ہے جو ہاتھ سے محنت کر کے پیدا کیا جائے، راعت کے بعد پھر صنعت افضل ہے۔ اس میں بھی ہاتھ سے کام کیا جاتا ہے۔ اور نوکری تو بدترین کسب ہے۔ ان احادیث سے یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول کرم ﷺ نے محنت کر کے کمانے والے مسلمان پر کس قدر محبت کا اظہار فرمایا کہ اس کی خوبی پر آپ نے اللہ پاک کی قسم کھائی۔ پس جو لوگ محض بھتے بن کر بیٹھے رہتے ہیں اور دوسروں کے دست مگر رہتے ہیں۔ پھر قسم کا گلگ کرنے لگتے ہیں۔ یہ لوگ عند اللہ و عند الرسول اچھے نہیں ہیں۔

(۱۴۷۱) ہم سے موی بن اساعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اگر (ضرورت مند ہو تو) اپنی ری لے کر آئے اور لکڑیوں کا گھشا باندھ کر اپنی پیٹھ پر رکھ کر لائے اور اسے بیچے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو محفوظ رکھ لے تو یہ اس سے اچھا ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے، اسے وہ دیں یا نہ دیں۔

قالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الزُّبَيرِ بْنِ الْعَوَامِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا إِنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ فَيَأْتِيَ بِحَزْمَةَ الْحَطَبِ عَلَىٰ ظَهِيرَهِ فَيَبْيَعُهَا فَيَكْفُفُ اللَّهُ بِهَا وَجْهَهُ، خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ أَغْطُوْهُ أَوْ مَنْؤُهُ)).

[اطرافہ فی : ۲۰۷۵، ۳۳۷۳]۔

اس حدیث کے روایی حضرت زبیر بن عوام ہیں جن کی کنیت ابو عبد اللہ قریشی ہے۔ ان کی والدہ حضرت صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی اور آخر خضور ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ یہ اور ان کی والدہ شروع میں عی اسلام لے آئے تھے جب کہ ان کی عمر سول سال کی تھی۔ اس پر ان کے بچانے والوں سے ان کا دم کھوٹ کر تکلیف پہنچائی تاکہ یہ اسلام چھوڑ دیں مگر انہوں نے اسلام کو نہ چھوڑا۔ یہ تمام غزوات میں آخر خضور ﷺ کے ساتھ رہے اور یہ وہ ہیں جنہوں نے سب سے اول تواریخ اللہ کے راستے میں سوتی۔ اور آخر خضور ﷺ کے ساتھ جگ احمد میں ڈلے رہے۔ اور عشرہ میہروں میں ان کا بھی شمار ہے۔ چونکہ سال کی عمر میں بصرہ میں شہید کر دیئے گئے۔ یہ حدود ۳۶۷ میں پیش آیا۔ اول واوی سلیمان میں دفن ہوئے۔ پھر بصرہ میں منتقل کر دیئے گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضا ہے۔

(۱۴۷۲) ہم سے عبدالان نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا کہ ہمیں یونس نے خبر دی، ائمہ زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر اور سعید بن مسیب نے کہ حکیم بن حرام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ ماں گا۔ آپ نے عطا فرمایا۔ میں نے پھر

الله قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ غُرْزَةَ بْنِ الزُّبَيرِ وَسَعِينِدَ بْنِ الْمُسَيْبِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حَزَامَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ:

مانگا اور آپ نے پھر عطا فرمایا۔ میں نے پھر مانگا آپ نے پھر بھی عطا فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ اے حکیم! یہ دولت بڑی سربرز اور بہت ہی شیرس ہے۔ لیکن جو شخص اسے اپنے دل کو تھی رکھ کر لے تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے۔ اور جو لالج کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں کچھ بھی برکت نہیں ہوگی۔ اس کا حال اس شخص جیسا ہو گا جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا (ایاد رکھو) اور کاہتھ یچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ حکیم بن حرام نے کہا، کہ میں نے عرض کی اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبuous کیا ہے۔ اب اس کے بعد میں کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ تا آنکہ اس دنیا ہی سے میں جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ان کا معمول دینے کو بلاتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب نے بھی انہیں ان کا حصہ دینا چاہا تو انہوں نے اس کے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ مسلمانوں میں تمہیں حکیم بن حرام کے معاملہ میں گواہ بنا تاہوں کہ میں نے ان کا حق انہیں دینا چاہا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حکیم بن حرام بن الخطاب رسول اللہ ﷺ کے بعد اسی طرح کسی سے بھی کوئی چیز لینے سے ہمیشہ انکار ہی کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وفات پا گئے۔ حضرت عمر مال فی یعنی ملکی آمدی سے ان کا حصہ ان کو دینا چاہتے تھے مگر انہوں نے وہ بھی نہیں لیا۔

**تشریح** حکیم بن حرام کی کنیت ابو خالد قریشی اسدی ہے۔ یہ حضرت امام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہما کے بھتیجے ہیں۔ واقعہ فیل سے تیروں سال پہلے کعبہ میں پیدا ہوئے۔ یہ قریش کے معزز ترین لوگوں میں سے ہیں۔ جاہلیت اور اسلام ہر دو زمانوں میں بڑی عزت و منزلت کے مالک رہے۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے۔ ۶۲ھ میں اپنے مکان کے اندر کردیتے میں وفات پائی۔ ان کی عمر ایک سو میں سال کی ہوئی۔ سانچھ سال بعد جاہلیت میں گزارے اور سانچھ سال زمانہ اسلام میں زندگی پائی۔ بڑے زیر ک اور فاضل مقنی صحابہ میں سے تھے زمانہ جاہلیت میں سو غلاموں کو آزاد کیا۔ اور سو اونٹ سواری کے لیے بخت۔ وفات نبوی کے بعد یہ مدت تک زندہ رہے یہاں تک کہ معاویہ بن خثیف کے عمد میں بھی دس سال کی زندگی پائی۔ مگر کبھی ایک پیسہ بھی انہوں نے کسی سے نہیں لیا۔ جو بہت بڑے درجے کی بات ہے۔

اس حدیث میں حکیم انانتی رسول کرم ﷺ نے قافع اور حبیص کی مثل بیان فرمائی کہ جو بھی کوئی دنیاوی دولت کے سلسلہ میں قاتع سے کام لے گا اور حرم اور لالج کی بیماری سے بچے گا اس کے لیے برکتوں کے دروازے کھلیں گے اور تھوڑا مال

((سَأَلَتْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاغْطَانِي، ثُمَّ سَأَلَتْهُ فَاغْطَانِي ثُمَّ قَالَ: (إِنَّ حَكِيمًا، إِنَّ هَذَا الْمَالَ حَضِيرَةٌ حَلْوَةٌ، فَمَنْ أَخْدَهُ بِسَخَاوَةٍ نَفْسٌ بُورَكَ لَهُ فِيهِ، وَمَنْ أَخْدَهُ بِإِشْرَافٍ نَفْسٌ لَمْ يَنْتَرِكْ لَهُ فِيهِ، وَكَانَ كَالْلَدِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْتَبِعُ. أَنِيدَ الْفَلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلِيِّ)). قَالَ حَكِيمٌ : فَقَلَّتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَالَّذِي بَعْثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَخْدَهُ بِغَذَائِكَ شَيْئًا حَتَّى أَفَارِقَ الدُّنْيَا. فَكَانَ أَبُوبَكْرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَذْنُغُ حَكِيمًا إِلَى الْعَطَاءِ فَيَأْتِي أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ. ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَعَاءً لِيَعْطِيهِ فَيَأْتِي أَنْ يَقْبَلَهُ مِنْهُ شَيْئًا، فَقَالَ عُمَرُ : إِنِّي أَشْهَدُكُمْ يَا مَغْثِرَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى حَكِيمٍ أَنِّي أَغْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ مِنْ هَذَا الْفَلْيِ فَيَأْتِي أَنْ يَأْخُدَهُ، فَلَمْ يَرْزُأْ حَكِيمٌ أَخْدَهُ مِنَ النَّاسِ بِغَدَةٍ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى تُؤْمِنُ)).

[اطرافہ فی : ۲۷۵۰، ۳۱۴۳، ۶۴۴۱۔]

بھی اس کے لیے کافی ہو سکے گا۔ اس کی زندگی پرے ہی اطمینان اور سکون کی زندگی ہو گی۔ اور جو شخص حرم کی پیاری اور لائج کے بخار میں جلتا ہو گا اس کا پہیت بھروسی نہیں سکتا خواہ اس کو ساری دنیا کی دولت حاصل ہو جائے وہ پھر بھی اسی چکر میں رہے گا کہ کسی نہ کسی طرح سے اور زیادہ مال حاصل کیا جائے۔ ایسے ملکا لوگ نہ اللہ کے نام پر خرچ کرنا جانتے ہیں نہ مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ نہ کشادتی کے ساتھ اپنے اور اپنے الٰہ و عیال ہی پر خرچ کرتے ہیں۔ اگر سرمایہ داروں کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بہت ہی بھیاک تصویر نظر آتی ہے۔ فخر موجودات ملکہ نے ان ہی حقائق کو اس حدیث مقدس میں بیان فرمایا ہے۔

**۵۱۔ بَابُ مَنْ أَغْطَاهُ اللَّهُ شَيْئًا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ وَلَا إِشْرَافٍ نَفْسٍ هُوَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌ لِلسَّائِلِ وَالْمَخْرُومُ** [الداریات : ۱۹]

باب اگر اللہ پاک کسی کو بن مانگے اور بن دل لگائے اور امیدوار رہے کوئی چیز دلادے (تو اس کو لے لے) اللہ تعالیٰ نے میں فرمایا۔ ان کے مالوں میں مانگنے والے اور خاموش رہنے والے دونوں کا حصہ ہے۔

اس آیت سے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ نکلا کہ بن مانگے جو اللہ دے دے اس کا لینا درست ہے۔ ورنہ محروم خاموش فقیر کا حصہ کچھ نہ رہے گا۔ قسطلانی نے کماکہ بغیر سوال جو آئے اس کا لے لینا درست ہے بشرطیکہ حلال کا مال ہو اگر مخلوق کا مال ہو تو اپس کر دنایا پر تہیز گاری ہے۔

(۱۳۷) ہم سے بھی بن کیرنے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یہ نے بیان کیا، ان سے یوں نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے اور ان سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے کے میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی چیز عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ آپ مجھ سے زیادہ محتاج کو دے دیجئے۔ لیکن آنحضرت فرماتے کہ لے لو، اگر تمہیں کوئی ایسا مال ملے جس پر تمہارا خیال نہ لگا ہو اور نہ تم نے اسے مانگا ہو تو اسے قبول کر لیا کرو۔ اور جونہ ملے تو اس کی پرواہ نہ کرو اور اس کے پیچھے نہ پڑو۔

**باب اگر کوئی شخص اپنی دولت بڑھانے کے لیے لوگوں سے سوال کرے؟**

(۱۳۷) ہم سے بھی بن کیرنے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یہ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی جعفر نے کہا کہ میں نے حمزہ بن عبد اللہ بن عمر سے شاً، انہوں نے کہا کہ میں نے عبد اللہ بن

۱۴۷۳۔ **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ : ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُغَطِّنِي الْفَطَاءَ فَأَقُولُ: أَغْطِيهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي، فَقَالَ: ((خُذْهُ، إِذَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَأَنْتَ شَيْرٌ مُشْرِفٌ وَلَا سَائِلٌ، فَخُذْهُ، وَمَا لَا فَلَّا تَبْغِعَ نَفْسَكَ)).**

[طرفہ فی : ۷۱۶۳، ۷۱۶۴].

**۵۲۔ بَابُ مَنْ سَأَلَ النَّاسَ تَكْثُرًا**

۱۴۷۴۔ **حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ عَبْيِيدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ**

عمر رضی اللہ عنہما سے نا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدی ہیشہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ اس کے چرے پر ذرا بھی گوشت نہ ہو گا۔

(۱۴۷۵) اور آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج اتنا قریب ہو جائے گا کہ پہنچنے آؤے کاں تک پہنچ جائے گا۔ لوگ اسی حال میں اپنی مخلصی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے فریاد کریں گے۔ پھر موئی علیہ السلام سے۔ اور پھر محمد ﷺ سے۔ عبد اللہ نے اپنی روایت میں یہ زیادتی کی ہے کہ مجھ سے یہ شیخ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن ابی جعفر نے بیان کیا، کہ پھر آنحضرت ﷺ نے شفاعت کریں گے کہ خلق کا فیصلہ کیا جائے۔ پھر آپ بودھیں گے اور جنت کے دروازے کا حلقہ تھام لیں گے۔ اور اسی دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔ جس کی تمام الٰہی محشر تعریف کریں گے۔ اور معلیٰ بن اسد نے کہا کہ ہم سے وہیب نے نعیان بن راشد سے بیان کیا، ان سے زہری کے بھائی عبد اللہ بن مسلم نے، ان سے حمزہ بن عبد اللہ نے، اور انہوں نے عبد اللہ بن عمرؓ سے نا، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پھر اتنی عی حدیث بیان کی جو سوال کے باب میں ہے۔

قال: سَيَقَتُ عَنْهُ أَنَّهُ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يَرَأَ الرُّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَلْتَمِسْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةٌ لَحْمٌ)).

۱۴۷۵ - وَقَالَ : ((إِنَّ الشَّمْسَ تَذَوَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَلْتَمِسْ الْغَرَقَ بِنَصْفِ الْأَذْنِ . فَيَنْهَا هُنْ كَذِيلَكَ اسْتَغْفَلُوا بِآدَمَ، ثُمَّ بِمُوسَى، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ)). وَرَأَدَ عَنْهُ اللَّهُ : قَالَ حَدَّثَنِي الْبَيْثَنَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبْنَ أَبِي جَعْفَرٍ : ((يَشْفَعُ لِيَقْضِيَ يَبْنَ الْخَلْقِ، فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ النَّابِ)).

فَيُوَمِّنُ بِيَقْعَدَةِ اللَّهِ مَقَاماً مَحْمُودًا يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ)). وَقَالَ مُعْلَى حَدَّثَنَا وَهِبْتَ عَنْ النَّعْمَانِ بْنِ رَاشِدٍ عَنْ عَنْهُ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنَ عَنْهُ اللَّهِ سَمِعَ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَسَالَةِ .

[طرفة فی : ۴۷۱۸]

**تشریح** حدیث کے باب میں بھی سوال کرنے کی نہیت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ غیر مستحق سوال کرنے والوں کا حشر میں یہ حل ہو گا کہ ان کے چرے پر گوشت نہ ہو گا اور اس ذلت و خواری کے ساتھ وہ میدان شرمن محسور ہوں گے۔ سوال کرنے کی تفصیل میں علامہ عینی فرماتے ہیں:

وهي على ثلاثة اوجه حرام و مکروه و مباح فالحرام لمن سال وهو غنى من زكوة او اظهر من الفقر لوق ما هو به والمکروه لمن سال ما عنده ما يمنعه عن ذلك و لم يظهر من الفقر فوق ما هو به والمباح لمن سال بالمعروف قريبا او صديقا واما السوال عند الضرورة واجب لاحياء النفس وادخله الداودى في المباح واما الاخذ من غير مستلة ولا اشراف نفس فلا باس به (عني)

یعنی سوال کی تین قسمیں ہیں۔ حرام، مکروہ اور مباح۔ حرام تو اس کے لیے جو مالدار ہونے کے باوجود زکوٰۃ میں سے مانگے اور خواہ خواہ اپنے کو محتاج ظاہر کرے۔ مکروہ اس کے لیے جس کے پاس وہ چیز موجود ہے جسے وہ اور سے مانگ رہا ہے، وہ یہ نہیں سوچتا کہ یہ چیز تو میرے پاس موجود ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہ اپنے آپ کو محتاج بھی ظاہر نہیں کرتا پھر سوال کر رہا ہے۔ اور مباح اس کے لیے ہے جو حقیق حاجت کے وقت اپنے کسی خاص دوست یا رشتہ دار سے سوال کرے۔ بعض مرتبہ سخت ترین ضرورت کے تحت جمل

موت و زندگی کا سوال آجائے سوال کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے اور بقیہ سوال کے اور تاکے جھائکے کوئی چیز از خود مل جائے تو اس کے لینے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

غیر مستحقین سائلین کی سزا کے بیان کے ساتھ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کی شفاعة کبریٰ کا بھی بیان کیا گیا ہے جو قیامت میں آپ کو حاصل ہو گی۔ جہاں کسی بھی نبی و رسول کو مجال کلام نہ ہو گا وہاں آپ ﷺ کوئی نوع انسان کے لئے شافع اور مشتبہ بن کر تشریف لا سیں گے۔ اللهم ارزقنا شفاعة حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم يوم القيمة امين

### باب (سورہ بقرہ میں) اللہ تعالیٰ کا رشارد

کہ جو لوگوں سے چھٹ کر نہیں مانگتے اور کتنے مال سے آدمی مالدار کھلاتا ہے۔ اس کا بیان اور نبی کرم ﷺ کا یہ فرماتا کہ وہ شخص جو بقدر کفایت نہیں پاتا (گویا اس کو غنی نہیں کہہ سکتے) اور (اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ میں فرمایا ہے کہ) صدقہ خیرات تو ان فقراء کے لئے ہے جو اللہ کے راستے میں گھر گئے ہیں۔ کسی ملک میں جانہیں سکتے کہ وہ تجارت ہی کر لیں۔ ناقف لوگ انہیں سوال نہ کرنے کی وجہ سے غنی سمجھتے ہیں۔ آخر آیت فان اللہ بہ علیم تک (یعنی وہ حد کیا ہے جس سے سوال ناجائز ہو)

باب کی حدیث میں اسکی تصریح نہیں ہے۔ شاید امام بخاری رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق کوئی حدیث ایسی نہیں ملی جو انکی شرط پر ہو۔ (۱۴۷۶) ہم سے مجاج بن منسال نے بیان کیا۔ انسوں نے کماکہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا۔ انسوں نے کماکہ مجھے محمد بن زیاد نے خبر دی انسوں نے کماکہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سناؤ کی نبی کرم ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے ایک دو لمحے در در پھرا سیں۔ مسکین تو وہ ہے جس کے پاس مال نہیں۔ لیکن اسے سوال سے شرم آتی ہے اور وہ لوگوں سے چھٹ کر نہیں مانگتا (مسکین وہ جو کمائے گر بقدر ضرورت نہ پا سکے)

### ۵۳ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلَّا حَافَلُهُمْ﴾ [البقرة: ۲۷۳] وَكَمِ الْفِيَ، ؟ وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: ((وَلَا يَجِدُ غِنَىٰ يَغْنِيهِ)) (للفقراءِ الْدِيَنِ أَخْبِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِعُونَ ضَرَبَتِي فِي الْأَرْضِ يَخْسِبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءُ مِنَ التَّعْفُفِ) - إِلَى قَوْلِهِ - ﴿فَإِنَّ اللَّهَ بِعَلِيهِ﴾ [البقرة : ۲۷۳].

۱۴۷۶ - حَدَّثَنَا حَجَاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّةُ قَالَ : أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زَيَادٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : (لَيْسَ الْمُسْكِنِينَ الَّذِي تَرَدَّدَ الْأَكْلَةُ وَالْأَكْلَاتُانِ، وَلَكِنَّ الْمُسْكِنِينَ الَّذِي لَيْسَ لَهُ غُنْيٌ وَيَسْتَحْسِنُ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلَّا حَافَلُهُمْ)).

[طرفاہ فی : ۱۴۷۹ ، ۴۵۳۹] .

ابو داؤد نے سل بن حنظله سے نکلا کہ صحابہ نے پوچھا تو گھری جس سے سوال منہ ہو، کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب صح شام کا کھانا اسکے پاس موجود ہو۔ این خزینہ کی روایت میں یوں ہے جب دن رات کا پیٹ بھر کھانا اسکے پاس ہو۔ یعنیوں نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے دوسرا حدیثوں سے جس کے پاس بچپاس درہم ہوں یا اتنی مالیت کی چیزیں اوحیدی: (۱۴۷۷) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کماکہ ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، کماکہ ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان

حدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ

سے اب اشوع نے، ان سے عامر شعبی نے۔ کما کہ مجھ سے مغیرہ بن شعبہ کے مشی و رادنے بیان کیا۔ کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انہیں کوئی ایسی حدیث لکھنے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو۔ مغیرہ بن شعبہ نے لکھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے تین باتیں پسند نہیں کرتا۔ باوجود کی گپٹ شپ، فضول خرچی۔ لوگوں سے بست مانگنا۔

الْحَدِّيْدُ عَنِ ابْنِ اَشْوَعَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي كَاتِبُ الْمُفْتَرَةِ بْنُ شَعْبَةَ قَالَ: ((كَتَبَ مُعَاوِيَةً إِلَى الْمُفْتَرَةِ بْنِ شَعْبَةَ أَنِ اَتَخْبُطَ إِلَيْيَ بِشَيْءٍ سَمِيقَةَ مِنَ النَّبِيِّ)). فَكَتَبَ إِلَيْهِ: سَمِيقَةُ النَّبِيِّ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ كَرِهُ لِكُمْ ثَلَاثَةً: قَتْلٌ وَّقَالَ، وَإِصْنَاعَةً اَلْمَالِ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ)). [راجع: ۸۴۴]

**لشیخ** فضول کلامی بھی ایسی بیماری ہے جس سے انسان کا وقار خاک میں مل جاتا ہے۔ اس لیے کم بولنا اور سوچ سمجھ کر بولنا عقل مندوں کی علامت ہے۔ اسی طرح فضول خرچی کرنا بھی انسان کی بڑی بیماری حالت ہے جس کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب دولت ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ اسی لیے قرآنی تعلیم یہ ہے کہ نہ بخیل: بخوار نہ اتنے ہاتھ کشادہ کرو کہ پریشان حالی میں مبتلا ہو جاؤ۔ در میانی چال بہر حال بہتر ہے۔ تیرا عیب کثرت کے ساتھ دست سوال دراز کرنا یہ بھی اتنا خطرناک مرض ہے کہ جس کو لگ جائے اس کا پچھا نہیں جھوڑتا اور وہ بری طرح سے اس میں گرفتار ہو کر دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہو جاتا ہے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے یہ حدیث لکھ کر حضرت امیر معاویہؓ کو پیش کی۔ اشارہ تھا کہ آپ کی کامیابی کاراز اس حدیث میں ضرر ہے۔ جس میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ آنحضرت ﷺ کے جو اجمع اکلم میں اس حدیث شریف کو بھی برا مقام حاصل ہے۔ اللہ پاک ہم کو یہ حدیث سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

(۱۷۸) ہم سے محمد بن غریر زہری نے بیان کیا، کما کہ ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے اپنے باپ سے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے ان سے ابن شاہب نے، انہوں نے کما کہ مجھے عامر بن سعد بن ابی واقاص نے اپنے باپ سعد بن ابی واقاص سے خبر دی۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند اشخاص کو کچھ مال دیا۔ اسی جگہ میں بھی بیٹھا ہوا تھا۔ انہوں نے کما کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ہی بیٹھے ہوئے شخص کو چھوڑ دیا اور انہیں کچھ نہیں دیا۔ حالانکہ ان لوگوں میں وہی مجھے زیادہ پسند تھا۔ آخر میں نے رسول اللہ ﷺ کے قریب جا کر پیکے سے عرض کی، فلاں شخص کو آپ نے کچھ بھی نہیں دیا؟ واللہ میں اسے مومن خیال کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یا مسلمان؟ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میں تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔ لیکن میں ان کے متعلق جو کچھ جانتا تھا اس نے مجھے مجبور کیا، اور میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ فلاں شخص سے کیوں

۱۴۷۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ غَرِيرِ الزُّهْرَيِّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبِنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرٌ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ((أَغْطَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَهْطًا وَآتَاهُ جَالِسًا فِيهِمْ، قَالَ فَتَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْهُمْ رَجُلًا لَمْ يُغْطِ - وَمَوْأِيْعَهُمْ إِلَيْيَ - فَقُتِّلَتْ إِلَيْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَارَتْهُ فَقُتِّلَتْ: مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ، وَاللَّهُ إِنِّي لِأَرَاهُ مُؤْمِنًا). قَالَ: فَسَكَتَ قَلِيلًا، ثُمَّ غَلَّتِي مَا أَعْلَمُ فِيهِ فَقُتِّلَتْ: يَا رَسُولُ اللَّهِ مَا لَكَ عَنْ فُلَانٍ، وَاللَّهُ إِنِّي لِأَرَاهُ مُؤْمِنًا. قَالَ: فَسَكَتَ قَلِيلًا، فَلَمْ مُنَلِّمًا).

خفا ہیں، واللہ! میں اسے مومن سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، یا مسلمان؟ تمن مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص کو دینا ہوں (اور دوسرا کو نظر انداز کر جاتا ہوں) حالانکہ وہ دوسرا میری نظر میں پہلے سے زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ کیونکہ (جس کو میں دینا ہوں نہ دینے کی صورت میں) مجھے ڈراس بات کا رہتا ہے کہ کیس اسے چڑے کے بل محیث کر جنم میں نہ ڈال دیا جائے۔ اور (یعقوب بن ابراہیم) اپنے والدے، وہ صالح سے، وہ اسماعیل بن محمد سے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والدے سا کہ وہ یہی حدیث بیان کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میری گروں اور موئیٹھے کے نقش میں مارا۔ اور فرمایا۔ سعد! اور حرسنو۔ میں ایک شخص کو دینا ہوں۔ آخر حدیث تک۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ (قرآن مجید میں لفظ) شَبَّابُوا اوندھے لٹادینے کے معنے میں ہے۔ اور سورہ ملک میں جو مکببا کا لفظ ہے وہ اکب سے تکلا ہے۔ اکب لازم ہے یعنی اوندھا گرا۔ اور اس کا متعدد کب ہے۔ کہتے ہیں کہ کہہ اللہ لوجهہ یعنی اللہ نے اسے اوندھے منہ گرا دیا۔ اور کبیتہ یعنی میں نے اس کو اوندھا گرا دیا۔ امام بخاری نے کہا صالح بن کیسان عمر میں زہری سے بڑے تھے وہ عبد اللہ بن عمر سے ملے ہیں۔

**شَبَّابُوا** یہ حدیث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ ابن احراق نے مجازی میں کہا، آنحضرت ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ نے عبید بن حصن اور اقرع بن حابس کو سو سو روپے دے دیے۔ اور جمل سراقد کو کچھ نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا، تم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جمل بن سراقد عبیدہ اور اقرع ایسے ساری زمین بھر لوگوں سے بہتر ہے۔ لیکن میں عبیدہ اور اقرع کا روپیہ دے کر دل ملتا ہوں اور جمل کے ایمان پر تو مجھ کو بھروسہ ہے۔ (وحیدی)

(۱۴۷۹) ہم سے اسماعیل بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے ابو الزناد سے بیان کیا، ان سے اعرج نے، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کا چکر کالتا پھرتا ہے تاکہ اسے دو ایک لقہ یاد، ایک سمجھو مر جائیں۔ بلکہ اصلی مسکین وہ ہے جس کے پاس انتامال نہیں کہ وہ اس کے ذریعہ سے بے پرواہ ہو جائے۔ اس حال میں بھی کسی کو

لئے گلئی ما أغلَمْ فِيهِ فَقَلَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ مَالِكَ عَنْ فُلَانَ، وَاللَّهُ إِنِّي لِأَرَاهُ مُؤْمِنًا. قَالَ : ((أَوْ مُسْلِمًا)) فَلَمَّا مَرَّاتِ لَقَالَ : ((إِنِّي لَأَغْطِي الرَّجُلَ وَغَنِيَّةَ أَحَبِّ إِلَيِّي مِنْهُ، خَشِيتُ أَنْ يَكْبَرْ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ)). وَعَنْ أَبِيهِ عَنْ صَالِحٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ قَالَ : سَمِعْتُ أَبِيهِ يَحْدُثُ هَذَا فَقَالَ لِي حَدِيثَهُ : ((فَصَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَهِيدُهُ لِجَمِيعِ تَهْيَّئَتِهِ وَتَكْتُفِي لَهُ فَلَمْ يَكُنْ أَنْتَ أَنْتَ سَفَدُهُ، إِنِّي لَأَغْطِي الرَّجُلَ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : (فَكَبَّهُو) : قُلْبُهُو. (مَكْبَهُهُ): أَكْبَرُ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ فَعْلَةً غَيْرَ وَاقِعٍ عَلَى أَحَدٍ، فَإِذَا وَقَعَ الْفِعْلُ قَلَتْ : كَبَّهُهُ اللَّهُ لِوَجْهِهِ، وَكَبَّهُهُ أَنَا، قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانٍ هُوَ أَكْبَرُ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَهُوَ قَدْ أَذْرَكَ أَنَّهُ غَمَرَ۔ [راجع: ۲۷]

۱۴۷۹ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِيهِ الزُّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيهِ هَرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : ((أَتَيْسَ الْمُسْتَكِينَ الَّذِي يَطْوُفُ عَلَى النَّاسِ تَرْدَدُهُ الْلَّفْمَةُ وَاللَّفْمَاتُ وَالثُّمَرَةُ وَالثُّمُرَاتُ، وَلَكِنْ

معلوم نہیں کہ کوئی اسے صدقہ ہی دے دے اور نہ وہ خود ہاتھ پھیلانے کے لیے اٹھتا ہے۔

الْمُسْتَكِنُ الَّذِي لَا يَجِدُ غَنِيًّا يَغْنِيهُ، وَلَا  
يَفْعَلُ بِهِ فَيَصْدُقُ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُولُ فَيَسْأَلُ  
النَّاسَ). [راجح: ۱۴۷۶]

(۱۳۸۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اگر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو صالح ذکوان نے بیان کیا، اور ان سے ابو ہریرہ رضوی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم میں سے کوئی شخص اپنی رسی لے کر (میرا خیال ہے کہ آپ نے یوں فرمایا) پھر اُوں میں چلا جائے پھر لکڑیاں جمع کر کے انہیں فروخت کرے۔ اس سے کھائے بھی اور صدقہ بھی کرے۔ یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔

۱۴۸۰ - حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ عَبْيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الأَغْمَشُ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ قَالَ: ((إِنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ جَنَّةً ثُمَّ يَغْدُ - أَخْسِبْهُ قَالَ إِلَى الْجَبَلِ - فَيَخْطُبُ فَيَبْيَعُ فَيَأْكُلُ وَيَصْدُقُ خَيْرَ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ)). [راجح: ۱۴۷۰]

#### باب کھجور کا درختوں پر اندازہ کر لیتا درست ہے

#### ۵۴ - بَابُ خَرْصِ التَّغْرِ

جب کھجور یا انگور یا اور کوئی میوه درختوں پر پختہ ہو جائے تو ایک جانے والے شخص کو بادشاہ یا حاکم بھیجا ہے وہ جا کر اندازہ کرتا ہے کہ اس میں اتنا میوه اترے گا۔ پھر اسی کا دسوال حصہ زکوٰۃ کے طور پر لیا جاتا ہے اس کو خرص کہتے ہیں۔ آخرست تھیجہ نے یہیش یہ جاری رکھا اور خلفائے راشدین نے بھی۔ امام شافعی اور امام احمد اور الحدیث سب اس کو جائز کہتے ہیں۔ لیکن خنی نے برخلاف احادیث صحیح کے صرف اپنی رائے سے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ ان کا قول دیوار پر پھینک دینے کے لائق ہے (از مولانا وجید الزبان مرحوم)

اندازہ لگانے کے لیے کھجور کا ذکر اس لیے آگیا کہ مدینہ میں بکھرٹ کھجوریں ہی ہوا کرتی تھیں وہ انگور وغیرہ کا اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے۔

عن عتاب بن اسید ان النبي صلی الله عليه وسلم کان یبعث علی الناس من يخرص عليهم كرومهم و ثمارهم رواه الترمذی و ابن ماجہ. یعنی نبی کریم ﷺ لوگوں کے پاس اندازہ کرنے والوں کو بھیجا کرتے تھے۔ جو ان کے انگوروں اور پھلوں کا اندازہ لگاتے۔ وعنه ایضاً قال امر رسول الله صلی الله عليه وسلم ان يخرص العتب الحديث رواه ابو داود والترمذی یعنی آخرست تھیجہ نے حکم فرمایا کہ کھجوروں کی طرح انگوروں کا بھی اندازہ لگایا جائے پھر انکے خلک ہونے پر ان میں سے اسی اندازہ کے مطابق عشر میں متین لیا جائے گا۔ حضرت امام شوکلیؒ فرماتے ہیں۔ والاحادیث المذکورة تدل على مشروعية الخرص في العنب والنخل وقد قال الشافعی في احد قوله بوجوبه مستدلا بما في حديث عتاب من ان النبي صلی الله عليه وسلم امر بذلك وذهب العترة ومالك وروى الشافعی انه جائز فقط وذهب الهداوية وروى عن الشافعی ایضا الى انه مندوب وقال ابو حنيفة لا يجوز لانه رجم بالغيب والاحادیث المذکورة ترد عليه انجيل الاوطان

یعنی احادیث مذکورہ کھجور اور انگوروں میں اندازہ کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں اور عتاب کی حدیث مذکورہ سے دلیل کہتے ہوئے امام شافعیؒ نے اپنے ایک قول میں اسے واجب قرار دیا ہے اور عترت اور امام مالکؓ اور ایک قول میں امام شافعیؒ نے بھی

اسے صرف درجہ جواز میں رکھا ہے۔ اور حضرت امام ابو حنفیؓ سے ناجائز کہتے ہیں۔ اس لیے کہ اندازہ ایک غریبی اندازہ ہے۔ اور احادیث مذکورہ ان کے اس قول کی تردید کرتی ہیں۔

اس حدیث کے ذیل میں حافظ ابن حجرؓ فرماتے ہیں: حکم الترمذی عن بعض اهل العلم ان تفسیره ان الشمار اذا ادركت من الربط و العنبر مما تجب فيه الزکوة بعث السلطان خارصا ينظر فيقول يخرج من هذا كذا و كذا زينا و كذا و كذا تمرا فيحصيه و ينظر مبلغ العشر فيثبته عليهم ويخلع بينهم وبين الشمار فإذا جاء وقت العجز اذا اخذ منهم العشر الى اخره (فتح الباری)

یعنی خرچ کی تغیر بعض اہل علم سے یوں متفق ہے کہ جب اگور اور سمجھور اس حال میں ہوں کہ ان پر زکوٰۃ لاگو ہو تو بادشاہ ایک اندازہ کرنے والا بسیجے گا۔ جو ان پاگوں میں جا کر ان کا اندازہ کر کے بتائے گا کہ اس میں اتنا اگور اور اتنا سمجھور نکلے گی۔ اس کا سمجھ اندازہ کر کے دیکھے گا کہ عشر کے نسب کو یہ پختہ ہیں یا نہیں۔ اگر عشر کا انصاب موجود ہے تو پھر وہ ان پر عشر ثابت کر دے گا اور بالکل وہ کوچلوں کے لیے اختیار دے دے گا وہ جو چاہیں کریں۔ جب کٹائی کا وقت آئے گا تو اسی اندازہ کے مطابق ان سے زکوٰۃ و مصلوٰہ کی جائے گی۔ اگرچہ علماء کا اب اس کے متعلق اختلاف ہے مگر سمجھ بات یہی ہے کہ خرچ اب بھی جائز ہے اور اس بارے میں اصحاب الرائے کا توہنی درست نہیں ہے۔ حدیث ذیل میں جنگ توبک ۹۶ھ کا ذکر ہے۔ اسی موقع پر ایله کے عیسائی حاکم نے آنحضرت ﷺ سے صلح کر لی تھی جو ان لفظوں میں لکھی گئی تھی۔

بسم الله الرحمن الرحيم هذه امنة من الله و محمد النبي رسول الله ليوحنا بن روبه و اهل ايلة سفتهم و مبارتهم في البر والبحر لهم

ذمة الله و محمد النبي

یعنی اللہ اور اس کے رسول محمد نبی ﷺ کی طرف سے یہ یوچابن روبہ اور اہل ایله کے لیے امن کا پروانہ ہے۔ خلکی اور تری میں ہر جگہ ان کے سفینے اور اگنی گاڑیاں سب کے لیے اللہ اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف سے امن و امان کی گارنی ہے۔

۱۴۸۱ - حدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ نَعْمَانَ قَالَ

حدَّثَنَا وَهِبْيَةً عَنْ عَمْرُو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ السَّاعِدِيِّ عَنْ أَبِيهِ حَمَيْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوكَ، فَلَمَّا جَاءَ وَادِيَ الْفَرْقَى إِذَا امْرَأَةٌ فِي حَيْنَقَةٍ لَهَا، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَصْنَاعِبِهِ : ((اخْرُصُوا)), وَخَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَشْرَةً أُوْسَقِ، قَالَ لَهَا: ((اخْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا)). فَلَمَّا أَتَيْنَا تَبُوكَ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهَا سَهْبُ الْلَّيْلَةِ رِينَ شَدِيدَةَ، فَلَا يَقُولُنَّ أَحَدَ، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ بَعْزَ فَلَيْقَلْهَ، فَلَعْقَلْنَاهَا، وَهَبْتَ رِينَ شَدِيدَةَ فَقَامَ رَجُلٌ فَلَقْتَهُ بِجَلْ طَهْيِ)). وَاهْدَى مِنْكَ أَئِلَّةً

اسے جبل طے پر جا پھینکا۔ اور الیہ کے حاکم (یو حتا بن روبہ) نے نبی کریم ﷺ کو سفید چہرہ اور ایک چادر کا تحفہ بھیجا۔ آنحضرت ﷺ نے تحریری طور پر اسے اس کی حکومت پر برقرار رکھا پھر جب وادی قمری (واپسی میں) پہنچے تو آپ نے اسی عورت سے پوچھا کہ تمہارے باغ میں کتنا پھل آیا تھا اس نے کہا کہ آپ کے اندازہ کے مطابق دس وقت آیا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ جلد جانا چاہتا ہوں۔ اس لیے جو کوئی میرے ساتھ جلدی چلتا چاہے وہ میرے ساتھ جلد روانہ ہو پھر جب (ابن بکار امام بخاری) کے شیخ نے ایک ایسا جملہ کہا جس کے معنے یہ تھے کہ مدینہ دکھائی دیئے گا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہے طلب! پھر آپ نے احمد پھارڈی کھاتوں فرمایا کہ یہ پماڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا میں انصار کے سب سے اچھے خاندان کی نشاندہی نہ کروں؟ صحابہ نے عرض کی کہ ضرور کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ: بونجوار کا خاندان۔ پھر بنو عبد الاشہل کا خاندان، پھر بنو سعید کا یا (یہ فرمایا کہ) انی حارث بن خزرج کا خاندان۔ اور فرمایا کہ انصار کے تمام ہی خاندانوں میں خیر ہے، ابو عبد اللہ (قاسم بن سلام) نے کہا کہ جس باغ کی چمار دیواری ہو اسے حدیقة کہیں گے۔ اور جس کی چمار دیواری نہ ہو اسے حدیقة نہیں کہیں گے۔

(۱۴۸۲) اور سلیمان بن بلاں نے کہا کہ مجھ سے عمرو نے اس طرح بیان کیا کہ پھر بنی حارث بن خزرج کا خاندان اور پھر بنو سعید کا خاندان۔ اور سلیمان نے سعد بن سعید سے بیان کیا، ان سے عمارہ بن غزیہ نے، ان سے عباس نے، ان سے ابی عباس نے کہ باب (سل) نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا احمد وہ پماڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

اس طویل حدیث میں جمال کھبوروں کا اندازہ کر لینے کا ذکر ہے وہاں اور بھی بست سے حقائق کا بیان ہے۔ غزوہ توبک ۹۶ میں ایسے وقت میں پیش آیا کہ موسم گرم میں کھبور کی نصل بالکل تیار تھی۔ پھر بھی صحابہ

لِلَّهِ يَعْلَمُ بِيَقِنَاءَ وَكَسَاءَ بُرْدَا، وَكَبَّ لَهُ بَعْرِهِمْ فَلَمَّا أَتَى وَادِيَ الْفَرْقَانِ قَالَ لِلْمَرْأَةِ ((كَمْ جَاءَتْ حَدِيقَتُكِ؟)) قَالَتْ: عَشْرَةً أُونَسِيَ خَرَصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي مُتَعَجِّلٌ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَمَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَعَجَّلَ مَعِي فَلَيَتَعَجَّلْ)) فَلَمَّا - قَالَ أَبْنُهُ بَكَارٍ كَلِمَةً مَعْنَاهَا - أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((هَذِهِ طَابَةٌ)) فَلَمَّا رَأَى أَخْدَهُ قَالَ: ((هَذَا جَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، أَلَا أَخْبُرُكُمْ بَخْيَرِ دُورِ الْأَنْصَارِ)) قَالُوا: بَلَى. قَالَ: ((دُورُ بَنِي النَّجَارَ، ثُمَّ دُورُ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ دُورُ بَنِي سَاعِدَةَ أَوْ دُورُ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْغَزَرَجِ، وَقَدْ كُلُّ دُورِ الْأَنْصَارِ يَغْنِي خَيْرًا)) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كُلُّ بُشَّانِ عَلَيْهِ حَاطِطٌ فَهُوَ حَدِيقَةٌ وَمَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ حَاطِطًا لَا يَقَالُ حَدِيقَةً)).

[اطرافہ فی : ۱۸۷۲، ۳۱۶۱، ۳۷۹۱]

. ۴۴۲۲

۱۴۸۲ - وَقَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بْلَالٍ حَدَّثَنِي عَمْرُو ((ثُمَّ دَارَ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْغَزَرَجِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ)). وَقَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ سَعِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَارَةِ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَخْدَهُ جَيْلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)).

اس طویل حدیث میں جمال کھبوروں کا اندازہ کر لینے کا ذکر ہے وہاں اور بھی بست سے حقائق کا بیان ہے۔ غزوہ توبک ۹۶ میں ایسے وقت میں پیش آیا کہ موسم گرم میں کھبور کی نصل بالکل تیار تھی۔ پھر بھی صحابہ

کرام نے بڑی جان ثاری کا شوت دیا اور ہر پیشائی کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ اس طویل سفر میں شریک ہوئے۔ سرحد کا معاملہ تھا۔ آپ دشمن کے انتقام میں وہاں کافی ٹھہرے رہے مگر دشمن مقابلہ کے لیے نہ آیا۔ بلکہ قریب ہی الیہ شر کے عیسائی حاکم یوختابن روہے نے آپ کو صلح کا پیغام دیا۔ آپ نے اس کی حکومت اس کے لیے برقرار رکھی۔ کیونکہ آپ کا منشاء ملک گیری کا ہرگز نہ تھا۔ واپسی میں آپ کو مسیہ کی محبت نے سفر میں عجلت پر آمادہ کر دیا تو آپ نے مدینہ جلد سے جلد پہنچنے کا اعلان فرمادیا۔ جب یہ پاک شر نظر آئے لگا تو آپ اس قدر خوش ہوئے کہ آپ نے اس مقدس شر کو لفظ طالب سے موسم فرمایا۔ جس کے سنبھلے پاکیزہ اور عمده کے ہیں۔ احد پہاڑ کے حق میں بھی اپنی انتہائی محبت کا انعام فرمایا پھر آپ نے قبائل انصار کی درجہ بدراجہ فضیلت بیان فرمائی جن میں اولین درجہ بننجار کو دیا گیا۔ ان ہی لوگوں میں آپ کی نہال تھی اور سب سے پہلے جب آپ مسیہ تشریف لائے یہ لوگ تھیمار باندھ کر آپ کے استقبال کے لیے حاضر ہوئے تھے۔ پھر تمام ہی قبائل انصار تعریف کے قتلیں ہیں جنہوں نے دل و جان سے اسلام کی ایسی مدد کی کہ تاریخ میں بیش کے لیے یاد رہ گئے۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

**باب اس زمین کی پیداوار سے دسوال حصہ لینا ہو گا جس کی  
سیرابی بارش یا جاری (سر، دریا وغیرہ) پانی سے ہوئی ہو اور  
حضرت عمر بن عبد العزیز نے شد میں زکوٰۃ کو ضروری نہیں  
جانا۔**

(۱۴۸۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس بن یزید نے خبر دی، انہیں شاہب نے، انہیں سالم بن عبد اللہ بن عمر نے، انہیں ان کے والد نے کہ نبی کرم شاہیل نے فرمایا۔ وہ زمین جسے آسان (بارش کا پانی) یا چشمہ سیراب کرتا ہو۔ یادہ خود بخود نبھی سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار سے دسوال حصہ لیا جائے اور وہ زمین جسے کنوں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو تو اس کی پیداوار سے بیسوال حصہ لیا جائے۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا کہ یہ حدیث یعنی عبد اللہ بن عمر کی حدیث کہ جس کھینچ میں آسان کا پانی دیا جائے، دسوال حصہ ہے پہلی حدیث یعنی ابو سعید کی حدیث کی تفسیر ہے۔ اور زیادتی قبول کی جاتی مقدار مذکور نہیں ہے اور اس میں مذکور ہے۔ اور زیادتی قبول کی جاتی ہے۔ اور گول مول حدیث کا حکم صاف صاف حدیث کے موافق لیا جاتا ہے۔ جب اس کا راوی ثقہ ہو۔ جیسے فضل بن عباسؓ نے روایت کیا کہ نبی کرم شاہیل نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔ لیکن بلاںؓ نے

**٥٥- بَابُ الْعُشْرِ فِيمَا يُسْتَقَى مِنْ  
مَاءِ السَّمَاءِ وَبِالْمَاءِ الْجَارِيِ  
وَلَمْ يَرَ غَمْرٌ بْنُ عَبْدِ الْغَزِيزِ فِي الْفَصْلِ**  
شیئا

(۱۴۸۳) - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مُرَيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ الْوَهْرَيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : ((فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْمَبْيَوْنُ أَوْ كَانَ عَفَرًا الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْجِ نِصْفُ الْعُشْرِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ هَذَا تَفْسِيرُ الْأُولَى لِأَنَّهُ لَمْ يُوقَتْ فِي الْأُولَى، يَعْنِي حَدِيثَ أَبِنِ عَمْرٍ ((فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ)) وَتَبَيَّنَ فِي هَذَا وَوْقَتٍ. وَالزِّيَادَةُ مَقْبُولَةٌ، وَالْمُفَسَّرُ يَفْضِي عَلَى النَّبِيِّ إِذَا رَوَاهُ أَهْلُ الْفَتْنَ، كَمَا دَوَى أَفْضَلُ بْنُ عَبَّاسٍ ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يُصَلِّ فِي الْكَعْبَةِ)) وَقَالَ بِلَالٌ : ((قَدْ صَلَى))

بُلْلَامَ کَمَا کَانَ آپ نے نماز (کعبہ میں) پڑھی تھی۔ اس موقع پر بھی بال لگی بات قبول کی گئی اور فضل حکا قول چھوڑ دیا گیا۔

**اصل حدیث** میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ نعمت اور ضایعات غرض کی زیادتی مقبول ہے۔ اسی بنا پر ابو سعیدؓ کی حدیث ہے جس میں یہ مذکور نہیں ہے کہ زکوٰۃ میں مال کا کون سا حصہ لیا جائے گا یعنی دسوال حصہ یا بیساوں حصہ اس حدیث یعنی ابن عمر کی حدیث میں زیادتی ہے تو یہ زیادتی واجب القبول ہو گی۔ بعضوں نے یوں ترجیح کیا ہے یہ حدیث یعنی ابو سعید کی حدیث پہلی حدیث یعنی ابن عمرؓ کی حدیث کی تغیر کرتی ہے۔ کیونکہ ابن عمرؓ کی حدیث میں نصاب کی مقدار مذکور نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک پیداوار سے دسوال حصہ یا بیساوں حصہ لیے جانے کا اس میں ذکر ہے۔ خواہ پانچ و ستر ہو یا اس سے کم ہو۔ اور ابو سعیدؓ کی حدیث میں تفصیل ہے کہ پانچ و ستر سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ تو یہ زیادتی نعمت اور معتبر راوی کی مقبول ہے۔ (وحید الزہابی مرحوم)

### باب پانچ و ستر سے کم میں زکوٰۃ

فرض نہیں ہے۔

(۱۳۸۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے مجھی بن سعید قطان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امام مالکؓ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الی صعصعہ نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانچ و ستر سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے، اور پانچ مہار اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور چاندی کے پانچ اوپری سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

### باب نیس فیما دون خمسۃ

اوسمی صدقة

۱۴۸۴ - حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي  
صَفَصَفَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((نِسَاءٌ  
فِيمَا أَقْلَى مِنْ خَمْسَةَ أُوسمی صدقة، وَلَا  
لَهُ أَقْلَى مِنْ خَمْسَةَ مِنْ الْإِلَيْلِ الدُّودِ  
صَدَقَة، وَلَا فِي أَقْلَى مِنْ خَمْسَةَ أَوْاقِ مِنْ  
الْأَوْرُقِ صَدَقَة)). [راجح: ۱۴۰۵]

**الحدیث** کا مذہب یہ ہے کہ گیوں اور جوار اور کھجور اور انگور میں جب ان کی مقدار پانچ و ستر یا زیادہ ہو تو زکوٰۃ واجب ہے۔ اور ان کے سوا دسری چیزوں میں جیسے اور ترکاریاں اور میوے وغیرہ میں مطلقاً زکوٰۃ نہیں خواہ وہ کتنے ہی ہوں۔ قطلانی نے کامیوں میں سے صرف کھجور اور انگور میں اور انہوں میں سے ہر ایک انہاں میں جو ذخیرہ رکھے جاتے ہیں جیسے گیوں، جو، جوار، مسور، ماش، باخرہ، چننا، لوپیا وغیرہ ان سب میں زکوٰۃ ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک پانچ و ستر کی قید بھی نہیں ہے، قلیل ہو یا کثیر سب میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور امام عماریؓ نے یہ حدیث لاکران کا رد کیا۔ (وحیدی)

### باب کھجور کے پھل توڑنے کے وقت

زکوٰۃ لی جائے

اور زکوٰۃ کی کھجور کو بچے کا ہاتھ لگاتا یا اس میں سے کچھ کھالیتا

### باب أخذ الصدقة العنبر عند

صرام التخل

وَهَلْ يُنْرَكُ الصَّبِيُّ فَيُمْسَأْ تَمَرُ الصَّدَقَةُ ؟

(۱۴۸۵) ہم سے عمر بن محمد بن حسن اسدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے میرے باپ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابراہیم بن حمان نے بیان کیا، ان سے محمد بن زید نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس توڑنے کے وقت زکوٰۃ کی کھجور لائی جاتی، ہر شخص اپنی زکوٰۃ لاتا اور نوبت یہیں تک پہنچتی کہ کھجور کا ایک ڈھیر لگ جاتا۔ (ایک مرتبہ) حسن اور حسین رضی اللہ عنہما ایسی ہی کھجوروں سے کھلی رہے تھے کہ ایک نے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نبی دیکھا تو ان کے منہ سے وہ کھجور نکال لی۔ اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد زکوٰۃ کا مال نہیں کھا سکتی۔

۱۴۸۵ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَسَنِ الْأَسْدِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْنِي بِالْعُنْزِ عِنْدَ صِرَاطِ النَّخْلِ، فَيَجِيءُ هَذَا بَعْزَرَهُ وَهَذَا مِنْ نَعْزِهِ، حَتَّى يَصِيرَ عِنْدَهُ كَوْمًا مِنْ نَعْزِهِ، فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحَسَنَيْنُ وَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَلْعَبَانِ بِذَلِكَ الصَّفَرِ، فَأَخَذَ أَخْدَفَهُمَا نَعْزَرَةً لَجَعَلَهُ فِي فِيهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْرَجَهَا مِنْ فِيهِ فَقَالَ: ((أَمَا عِلْمَتَ أَنَّ أَلَّا مُحَمَّدٌ لَا يَأْكُلُونَ الصَّدَقَةَ)).

[طرفہ فی : ۱۴۹۱ ، ۳۰۷۲]

معلوم ہوا کہ یہ فرض زکوٰۃ حق کیونکہ وہی آخر خضرت شہیاد کی آل پر حرام ہے۔ حدیث سے یہ لکھا کہ چھوٹے بچوں کو دین کی باتیں سکھانا اور ان کو تنبیہ کرنا ضروری ہے۔

### باب جو شخص اپنا میوہ یا کھجور کا درخت یا کھیت پیچ ڈالے

حالانکہ اس میں دسوائی حصہ یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اب وہ اپنے دوسرے مال سے یہ زکوٰۃ ادا کرے تو یہ درست ہے یادہ میوہ پیچے جس میں صدقہ واجب ہی نہ ہوا ہو اور آخر خضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میوہ اس وقت تک نہ پتو جب تک اس کی پیچگی نہ معلوم ہو جائے۔ اور پیچگی معلوم ہو جانے کے بعد کسی کو پیچے سے آپ نے منع نہیں فرمایا۔ اور یوں نہیں فرمایا کہ زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو تو نہیں۔

وَلَذْ وَجَبَ فِيهِ الْعُشْرُ أَوِ الصَّدَقَةُ فَإِذَا الزَّكَاءُ مِنْ غَيْرِهِ، أَوْ بَاعَ بِسْمَارَةً وَلَمْ تَجِبْ فِيهِ الصَّدَقَةُ وَقَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا تَبِغُوا الشَّمْرَةَ حَتَّى يَبْدُوا صَلَاحَهَا)) فَلَمْ يَخْطُرْ أَبْيَعُ بَعْدَ الصَّلَاحِ عَلَى أَحَدٍ، وَلَمْ يَخْصُ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الزَّكَاءُ مِنْ لَمْ تَجِبْ.

امام بخاریؓ کا مطلب یہ ہے کہ ہر حال میں مالک کو اپنا مال پیچنا درست ہے خواہ اس میں زکوٰۃ اور عشرہ واجب ہو گیا ہو یا نہ ہو اور روکیا شافعیؓ کے قول کو جنوں نے ایسے مال کا پیچنا جائز نہیں رکھا جس میں زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو جب تک زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ امام بخاریؓ نے فرمان نبوی لا تبیحوا الشمرۃ لَمَّا کے عموم سے دلیل لی کہ میوہ کی پیچگی کے جب آثار معلوم ہو جائیں تو اس کا پیچنا آخر خضرت

محدثین نے مطلق درست رکھا اور زکوٰۃ کے وجوہ یا عدم وجوہ کی آپ نے کوئی قید نہیں لگائی۔ (وجہی) (۱۳۸۶) ہم سے حاج بن منمال نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کما کہ مجھے عبداللہ بن دنار نے خردی کما کہ میں نے این عمر سے نا، انہوں نے کما کہ نبی کریم ﷺ نے کبھو کو (درخت پر) اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک اس کی پختگی ظاہر نہ ہو۔ اور این عمر سے جب پوچھتے کہ اس کی پختگی کیا ہے، وہ کہتے کہ جب یہ معلوم ہو جائے کہ اب یہ پھل آفت سے فج رہے گا۔

[۲۲۴۷، ۲۲۴۹]

(۱۳۸۷) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ مجھ سے یہ سے بیان کیا، انہوں نے کما کہ مجھ سے خالد بن زیند نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کو اس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا جب تک ان کی پختگی مکمل نہ جائے۔

(۱۳۸۸) ہم سے قتبیہ نے امام الامم سے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس بن مالک نبوغ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تک پھل پر سرفی نہ آجائے، انہیں بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مراد یہ ہے کہ جب تک وہ پک کر سرفی نہ ہو جائیں۔

۱۴۸۶ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْهُ عَنْدُ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ سَمِعْتُ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ تَبْيَعِ الْفَمَرَةِ حَتَّى يَنْذُرَ صَلَاحَهَا)). وَكَانَ إِذَا مُنْتَلَ عَنْ صَلَاحِهَا قَالَ: ((حَتَّى تَذَبَّقَ عَاقِفَةً)).

[اطرافہ فی : ۲۱۸۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۹]

۱۴۸۷ - حَدَّثَنَا عَنْهُ عَنْدُ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْلَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَنْهُ عَنْهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ تَبْيَعِ الْفَمَارِ حَتَّى يَنْذُرَ صَلَاحَهَا)).

[اطرافہ فی : ۲۱۸۹، ۲۱۹۶، ۲۲۸۱]

۱۴۸۸ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حَمِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ تَبْيَعِ الْفَمَارِ حَتَّى تُزْهَى)). قَالَ: ((حَتَّى تَخْمَانَ)).

[اطرافہ فی : ۲۱۹۵، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸]

[۲۲۰۸]

یعنی یہ یقین نہ ہو جائے کہ اب میوہ ضرور اترے گا اور کسی آفت کا ذرہ نہ رہے۔ پختہ ہونے کا مطلب یہ کہ اس کے رنگ سے اس کی پختگی ظاہر ہو جائے۔ اس سے پسلے پیٹا اس لے منع ہوا کہ کبھی کوئی آفت آتی ہے تو سارا میوہ خراب ہو جاتا ہے یا اگر جاتا ہے۔ اب گویا مشتری کا مال مفت کھالیتا ہمرا۔

۱۴۸۹ - بَابُ هَلْ يَشْتَرِي صَدَقَةً؟ وَلَا يَأْسَ أَنْ يَشْتَرِي صَدَقَةً غَيْرَهُ لَاَنَّ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّمَا نَهَى الْمُصَدِّقَ خَاصَّةً

باب کیا آدمی اپنی چیز کو جو صدقہ میں دی ہو پھر خرید سکتا ہے؟ اور دوسرے کار دیا ہوا صدقہ خریدنے میں تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ آخر فرست ﷺ نے خاص صدقہ دینے والے کو پھر اس

کے خریدنے سے منع فرمایا۔ لیکن دوسرے شخص کو منع نہیں فرمایا۔ (۱۳۸۹) ہم سے تجھی بن بکیر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یہ شیخ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے سالم نے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں صدقہ کیا۔ پھر اسے آپ نے دیکھا کہ وہ بازار میں فروخت ہو رہا ہے۔ اس لیے ان کی خواہش ہوئی کہ اسے وہ خود ہی خرید لیں۔ اور اجازت لینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اپنا صدقہ واپس نہ لو۔ اسی وجہ سے اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتا پہاڑ دیا ہوا کوئی صدقہ خرید لیتے تو پھر اسے صدقہ کر دیتے تھے۔ (اپنے استعمال میں نہ رکھتے تھے) باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

(۱۳۹۰) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام مالک بن انس نے خبر دی، انسیں زید بن اسلم نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن الخطاب کو یہ کہتے سن کہ انہوں نے ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک شخص کو سواری کے لیے دے دیا۔ لیکن اس شخص نے گھوڑے کو خراب کر دیا۔ اس لیے میں نے چلا کاک اسے خرید لوں۔ میرا یہ بھی خیال تھا کہ وہ اسے سنتے دامون نجٹ ڈالے گا۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اپنا صدقہ واپس نہ لو۔ خواہ وہ تمہیں ایک درہم ہی میں کیوں نہ دے کیونکہ دیا ہوا صدقہ واپس لینے والے کی مثال قے کر کے چاٹنے والے کی سی ہے۔

عن الشَّرْاءِ وَلَمْ يَنْهَا غَيْرَةٌ  
۱۴۸۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْيَرٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا الْيَثْرَى عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنَى شِهَابٍ  
عَنْ سَالِمٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا كَانَ يَحْدُثُ : (إِنَّ عُمَرَ بْنَ  
الْخَطَّابِ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
فَوَجَدَهُ يَنْتَاغُ، فَأَرَادَ أَنْ يَشْرِيهَ، لَمْ آتَى  
النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْمَرَهُ فَقَالَ : ((لَا تَعْذُ فِي  
صَدَقَتِكَ)). فَبِذَلِكَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا لَا يَتَرُكُ أَنْ يَنْتَاغَ شَيْئًا تَصَدَّقَ  
بِهِ إِلَّا جَعَلَهُ صَدَقَةً)).

[اطرافہ فی: ۲۷۷۵، ۲۹۷۱، ۳۰۰۲۔]

۱۴۹۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ  
عَنْ أَبِيهِ قَالَ : سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : ((حَمَلْتُ عَلَى  
فَرَسٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، فَاضْنَاعَهُ الَّذِي كَانَ  
عِنْدَهُ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَشْرِيهَ - وَظَنَّتُ أَنَّهُ  
يَبْيَغِي بِرَغْصٍ - فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ :  
((لَا تَشْرِي، وَلَا تَعْذُ فِي صَدَقَتِكَ وَإِنْ  
أَغْطَاكَ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْفَائِدَةَ فِي صَدَقَتِهِ  
كَالْعَالِدِ فِي قِيمَتِهِ))).

[اطرافہ فی: ۲۶۲۳، ۲۶۳۶، ۲۹۷۰، ۳۰۰۳۔]

باب کی حدیثوں سے بظاہر یہ نکلا ہے کہ اپنا دوا ہوا صدقہ تو خریدنا حرام ہے لیکن دوسرے کا دیا ہوا صدقہ فقیر سے فراغت کے ساتھ خرید سکتا ہے۔

باب نبی کریم ﷺ اور آپؐ کی آل پر صدقہ

۶۰ - بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الصَّدَقَةِ

### کاحرام ہونا

(۱۳۹۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، کماکہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نہ، انہوں نے بیان کیا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے زکوٰۃ کی کھبوروں کے ذمیر سے ایک کھبور ادا کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جھی! جھی! کالو اسے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم لوگ صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔

قطلانی نے کماکہ ہمارے اصحاب کے نزدیک مجھ یہ ہے کہ فرض زکوٰۃ آپ کی آل کے لیے حرام ہے۔ امام احمد بن حنبل کا ہمیہ کی قول ہے۔ امام جعفر صادق سے شافعی اور یہیثی نے کلالہ کہ وہ بیلؤں میں سے پانی پا کرتے۔ لوگوں نے کماکہ یہ تو صدقہ کا پانی ہے، انہوں نے کماکہ پر فرض زکوٰۃ حرام ہے۔

**باب نبی کریم ﷺ کی بیویوں کی لونڈی غلاموں کو صدقہ دینا**

درست ہے۔

(۱۳۹۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کماکہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاب نے، کماکہ مجھ سے عبد اللہ بن عبد اللہ نے بیان کیا، اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ بنت حنچہ کی باندی کو جو بکری صدقہ میں کسی نے دی تھی وہ مری ہوئی دیکھی۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے چجزے کو کیوں نہیں کام میں لانے۔ لوگوں نے کماکہ یہ تو مردہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حرام تو صرف اس کا کھاتا ہے۔

(۱۳۹۳) ہم نے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کماکہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کماکہ ہم سے حکم بن عتبہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تھمی نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہؓ نے کہ ان کا ارادہ ہوا کہ بریرہ کو (جو باندی تھیں) آزاد کر دینے کے لیے خرید لیں۔ لیکن

### لِلنَّبِيِّ ﷺ

۱۴۹۱ - حدُثنا آدم قال حدُثنا شعبة قال حدُثنا محمد بن زياد قال: سمعت أبا هريرة رضي الله عنه قال: ((أخذ الحسن بن علي رضي الله عنهما تمرة من تمر الصدقة فجعلها في فيه، فقال النبي ﷺ: ((كُنْ، كُنْ)) يطرحها. ثم قال: ((ما شعرت أن لا تأكل الصدقة؟))). [راجح: ۱۴۷۵]

۶۱ - **باب الصدقة على موالى**

### أزواج النبي ﷺ

۱۴۹۲ - حدُثنا سعيد بن غفار قال حدُثنا ابن وهب عن يُونس عن ابن شهاب حدثني عبيذ الله بن عبد الله عن ابن عباس رضي الله عنهما قال : ((وَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ شَاهَةً مِيتَةً أَعْطَيْتُهَا مَوْلَةً لِمَتَّمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلَا انْتَفَعْتُ بِجَلِيلِهِ؟)) قَالُوا: إِنَّهَا مِيتَةً. قَالَ: ((إِنَّمَا حُرُمَ أَكْلُهَا)).

[اطرافہ فی : ۳۲۲۱، ۵۵۳۱، ۵۵۳۲]

۱۴۹۳ - حدُثنا آدم قال حدُثنا شعبة قال حدُثنا الحكم عن إبراهيم عن الأسود عن عائشة رضي الله عنها ((إنها أرادت أن تسترني ببريرة للغقيقة، وأراد

اس کے اصل مالک یہ چاہتے تھے کہ ولاء انہیں کے لیے رہے۔ اس کا ذکر عائشہؓ نے نبی کرم ﷺ سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم خرید کر آزاد کرو، ولاء تو اسی کی ہوتی ہے، جو آزاد کرے۔ انہوں نے کہا کہ نبی کرم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا۔ میں نے کہا کہ یہ بربریہؓ کو کسی نے صدقہ کے طور پر دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کے لیے صدقہ تھا۔ لیکن اب ہمارے لیے یہ ہدیہ ہے۔

غلام کے آزاد کردینے کے بعد مالک اور آزاد شدہ غلام میں بھائی چارہ کے تعلق کو ولاء کہا جاتا ہے۔ گیا غلام آزاد ہونے کے بعد بھی اصل مالک سے کچھ نہ کچھ متعلق رہتا تھا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو اس شخص کا حق ہے جو اسے خرید کر آزاد کرا رہا ہے اب بھائی چارے کا تعلق اصل مالک کی بجائے اس خرید کر آزاد کرنے والے سے ہو گا۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

### باب جب صدقہ محتاج کی ملک ہو جائے۔

(۱۴۹۳) ہم سے علی بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ النصاریہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ نہیں کوئی چیز نہیں۔ ہل نسیہؓ کا بھیجا ہوا اس بکری کا گوشت ہے جو انہیں صدقہ کے طور پر ملی ہے۔ تو آپ نے فرمایا لا وَ خِرَاتْ تو اپنے ٹھکانے پہنچ گئی۔

معلوم ہوا کہ صدقہ کا مال بین طور اغیاء کی تحویل میں بھی آسکتا ہے۔ کیونکہ وہ محتاج آدمی کی ملکیت میں ہو کر اب کسی کو بھی مسکین کی طرف سے ریا جاسکتا ہے۔

(۱۴۹۵) ہم سے سعید بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے وکیع نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، قادہ سے اور وہ انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ گوشت پیش کیا گیا جو بربریہؓ کو صدقہ کے طور پر ملا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ گوشت ان پر صدقہ تھا۔ لیکن ہمارے لیے یہ ہدیہ ہے۔ ابو داؤد نے کہا کہ ہمیں شعبہ نے خردی۔ انہیں قادہ نے کہ انہوں نے انس

مُوَالِيْهَا أَن يَشْتَرِطُوا وَلَاءَهَا، فَلَمَّا كَرِتْ  
عَائِشَةُ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ:  
(الاشْتَرِيْهَا، فَإِنَّمَا الولاءُ لِمَنْ أَعْفَقَ).  
قَالَتْ: وَأَنَّى النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ، فَقَلَّتْ: هَذَا  
مَا تُصَدِّقُ بِهِ عَلَى بَرِيْزَةَ، قَالَ: ((هُوَ لَهَا  
صَدَقَةً وَلَا هَدِيَّةً)). [راجح: ۴۵۶]

سَمِعَ أَنَّهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ . رضي اللہ عنہ سے نادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے تھے۔ [طرفہ فی : ۲۵۷۷]

مقدمہ یہ ہے کہ صدقہ مسکین کی ملکیت میں آکر اگر کسی کو بطور تخفہ پیش کر دیا جائے تو جائز ہے اور چند تخفہ پانے والا غنی ہی کیوں نہ ہو۔

باب المداروں سے زکوٰۃ و صول کی جائے اور فقراء پر خرج  
کردی جائے خواہ وہ  
کہیں بھی ہوں

٦٣ - بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ  
الْأَغْنِيَاءِ، وَتَرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ حِينَ  
كَانُوا

(۱۳۹۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عبد اللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں ذکریا ابن اسحاق نے خبر دی، انہیں تیجیٰ بن عبد اللہ بن صیفی نے، انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ابو معبد نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یہنے بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں۔ اس لیے جب تم وہاں پہنچو تو پہلے انہیں دعوت دو کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے سچے رسول ہیں۔ وہ اس بات میں جب تمہاری بات مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ جب وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ دینا ضروری قرار دیا ہے، یہ ان کے مداروں سے لی جائے گی اور ان کے غریبوں پر خرج کی جائے گی۔ پھر جب وہ اس میں بھی تمہاری بات مان لیں تو ان کے اچھے مال لینے سے بچو اور مظلوم کی آہ سے ڈرو کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔

١٤٩٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَابِلٍ قَالَ  
أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاً بْنَ  
إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِي  
عَنْ أَبِيهِ مَعْبُدٍ مَوْلَى أَبْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ ﷺ لِمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعْثَةَ إِلَى  
الْيَمَنِ : ((إِنَّكَ سَأَلْتَنِي قُوفَنَا أَهْلَ كِتَابٍ،  
فَإِذَا جَنَّتْهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهُدُوا أَنْ لَا  
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ  
هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ  
قَدْ إِقْرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ لِي  
كُلِّ يَوْمٍ وَلِلَّيْلَةِ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ  
فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ إِقْرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً  
تُؤْخَدُ مِنْ أَغْنِيَاهُمْ فَتَرَدُّ عَلَى فُقَرَاءِهِمْ.  
فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَلَيَكُنْ وَكَرَامَةً  
أَمْوَالَهُمْ، وَأَنِّي دَعْوَةُ الْمُظْلُومِ، فَلَيَنْهَا نَيْسَانَ  
بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللَّهِ جَجَابَ )) [راجح: ۱۳۹۵]

اس حدیث کے ذیل مولانا عبد اللہ صاحب شیخ الحدیث لشیخ فرماتے ہیں ”قال الحافظ استدل به على ان الامام هو الذى يتعلى بقضى الزكوة و صرفها اما بنفسه و اما بناته فمن امتنع منها اخذلت منه قهراً لیعنی حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس حدیث کے جملہ تُؤْخَدُ مِنْ أَغْنِيَاهُمْ سے دلیل لی گئی ہے کہ زکوٰۃ امام وقت وصول کرے گا۔ اور وہی اسے اس کے مصارف میں خرج کرے گا۔ وہ خود

کرے یا اپنے باب سے کرائے۔ اگر کوئی زکوٰۃ اسے نہ دے تو وہ زبردستی اس سے وصول کرے گا۔ بعض لوگوں نے یہاں جائزوں کی زکوٰۃ مرادی ہے اور سونے چاندی کی زکوٰۃ میں مختار قرار دیا ہے۔ فان ادی زکوٰتہما خفیہ یجزء لله لیکن حضرت مولانا عبداللہ مدظلہ فرماتے ہیں والظاهر عندي ان ولایۃ اخذ الامام ظاہرہ و باطنہ لان لم یکن امام فرقہا المالک فی مصارفہا و قد حقق ذلک الشوکانی فی السیل العوار بما لا مزید علیہ فلیرجع الیہ۔ یعنی میرے نزدیک تو ظاہر و باطن ہر قسم کے اموال کے لیے امام وقت کی تولیت ضروری ہے۔ اور اگر امام نہ ہو (جیسے کہ دور حاضرہ میں کوئی امام خلیفۃ المسلمين نہیں) تو مالک کو اختیار ہے کہ اس کے مصارف میں خود اس مال زکوٰۃ کو خرچ کر دے اس مسئلہ کو امام شوکانی نے سیل الاجرام میں بدی ہی تفصیل کے ساتھ لکھا ہے جس سے زیادہ مکن نہیں۔ جو چاہے ادھر جو ع کر سکتا ہے۔

یہ مسئلہ کہ اموال زکوٰۃ کو دوسرا شروں میں نقل کرنا جائز ہے یا نہیں، اس بارے میں بھی حضرت امام بخاریؓ کا مسلک اس باب سے ظاہر ہے کہ مسلمان فقراء جمال بھی ہوں ان پر وہ صرف کیا جاسکتا ہے۔ حضرت امامؓ کے نزدیک ترد علی فقرائهم کی ضمیر اللہ اسلام کی طرف لوٹتی ہے۔ قال ابن المنیر اختصار البخاری جواز نقل الزکوٰۃ من بلد العمال لعموم قوله ففرد فی فقرائهم لان الضمير بعد للمسلمین فی فقیر منهم ردت فی الصدقة فی ای جهہ کان فقد واقع عموم الحديث انتہی۔

الحمد للہ الکبیر مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: والظاهر عندي عدم النقل الا اذا فقد المستحقون لها او تكون في النقل مصلحة انفع واهم من عدمه والله تعالى اعلم (مرعاۃ جلد ۲ ص ۳۲) یعنی زکوٰۃ نقل نہ ہونی چاہیے مگر جب متحق مفقود ہوں یا نقل کرنے میں زیادہ فائدہ ہو۔

## باب امام (حاکم) کی طرف سے زکوٰۃ دینے والے کے حق میں دعائے خیر و برکت کرنا۔

### ٦٤ - بَابُ صَلَاةِ الْإِمَامِ وَذُعَانِهِ لِصَحَّابِ الصَّدَقَةِ

اللہ تعالیٰ کا (سورہ توبہ میں) ارشاد ہے کہ آپ ان کے مال سے خیرات لجئے جس کے ذریعہ آپ انہیں پاک کریں۔ اور ان کا تذکرہ کریں۔ اور ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کریں۔ آخر آیت تک۔ (۱۳۹) ہم سے خض بن عمر نے بیان کیا کہ ہم سے شبہ نے عمرو بن مروے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی اوفی بن خثیف نے بیان کیا کہ جب کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو آپ ان کے لیے دعا فرماتے۔ اے اللہ! آل فلاں کو خیر و برکت عطا فرماء میرے والد بھی اپنی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! آل ابی اوفی کو خیر و برکت عطا فرماء۔

وقوله تعالیٰ: ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُرْكَنُهُمْ بِهَا، وَصَلَّ عَلَيْهِمْ﴾ الآیۃ [الغوبۃ : ۱۰۳]۔

١٤٩٧ - حدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ عَمْرِو عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَاهُ قَوْمًا بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فَلَادَنِ)). فَلَمَّا كَانَ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى)).

[اطرافہ فی : ۴۱۶۶، ۶۲۳۲، ۶۲۵۹]۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کے بعد بھی خلافتے اسلام کے لیے مناسب ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے حق میں خیر و برکت کی دعا میں کریں۔ لفظ امام سے ایسے ہی خلیفہ اسلام مرادیں جو فی الواقع مسلمانوں کے لئے انما الامام جنتہ یقائق من ودائہ انجام لگاؤں کے لیے ڈھال ہے جس کے چیچے ہو کر لا ای کی جاتی ہے) کے مصدق ہوں۔

زکوٰۃ اسلامی ائمٰت کے لیے اور اس کے بیت المال کے لیے ایک اہم ذریعہ آمدن ہے جس کے وجود پذیر ہونے سے ملت کے کتنے ہی مسائل حل ہوتے ہیں۔ عمد رسالت اور پھر عمد خلافت راشدہ کے تجویات اس پر شاہد عادل ہیں۔ مگر صد افسوس کہ اب نہ تو کہیں وہ صحیح اسلامی نظام ہے اور نہ ہے حقیقی بیت المال۔ اس لیے خود مالداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی دیانت کے پیش نظر زکوٰۃ نکالیں اور جو مصارف ہیں ان میں دیانت کے ساتھ خرچ کریں۔ دور حاضر میں کسی مولوی یا مسجد کے پیش امام یا کسی مدرسہ کے مدرس کو امام وقت خلیفہ، اسلام قصور کر کے ان کو دینے بغیر زکوٰۃ ادا نہ ہو گی، زکوٰۃ ان کے حوالہ کرنا بڑی نادانی بلکہ اپنی زکوٰۃ کو غیر معرف میں خرچ کرنا ہے۔

### باب جو مال سمندر سے نکلا جائے۔

اور عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا کہ عنبر کو رکاز نہیں کہ سکتے۔ غیر تو ایک چیز ہے جسے سمندر کنارے پر پھینک دیتا ہے۔ اور امام حسن بصریؑ نے کہا عنبر اور موتوی میں پانچواں حصہ لازم ہے۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے رکاز میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا ہے۔ تو رکاز اس کو نہیں کہتے جو پانی میں ملے۔

### ٦٥ - بَابُ مَا يُسْتَغْرِجُ مِنَ الْبَحْرِ

وَقَالَ أَبْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : لَيْسَ الْعَنْبَرُ بِرَكَازٍ، هُوَ شَيْءٌ دَسَرَةُ الْبَحْرِ.  
وَقَالَ الْحَسَنُ : فِي الْعَنْبَرِ وَاللُّؤْلُؤِ  
الْخُمْسُ : فَلَأَنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الرَّكَازِ  
الْخُمْسُ، لَيْسَ فِي الَّذِي يُصَابُ فِي  
الْمَاءِ.

١٤٩٨ - وَقَالَ النَّبِيُّ : حَدَّثَنِي جَعْفَرُ  
بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَنَ عَنْ  
أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ  
(أَنَّ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ سَأَلَ بَعْضَ  
بَنِي إِسْرَائِيلَ بَأْنَ يُسْلِفَةَ أَلْفَ دِينَارٍ،  
فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ، فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ  
مَرْكَبًا، فَأَخْدَى خَشْبَةً فَنَقَرَهَا فَلَأَذْخَلَ فِيهَا  
أَلْفَ دِينَارٍ فَرَمَى بِهَا فِي الْبَحْرِ، فَخَرَجَ  
الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ أَسْلَفَهُ فَلَمَّا بَلَغَهُ  
فَأَخْلَقَهَا لِأَفْلَيْهِ خَطْبَةً - فَذَكَرَ الْحَدِيثَ -  
فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ).

[اطرافہ فی : ۲۰۶۳، ۲۲۹۱، ۲۴۳۰]

. ۶۲۶۱، ۲۷۳۴

**لَئِنْجِنِی** حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ یہ ثابت فرماتا چاہتے ہیں کہ دریا میں سے جو چیزوں میں غیر موتوی وغیرہ ان میں زکوٰۃ نہیں ہے اور جن حضرات نے ایسی چیزوں کو رکاز میں شامل کیا ہے ان کا قول صحیح نہیں۔ حضرت امام اس ذیل میں یہ اسرائیلی واقعہ لائے

جس کے بارے میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

قال الاسعاعیلی لیس فی هذا الحديث شنیٰ بیناسب الترجمة رجل افترض قرضاً لارجع قرضه وكذا قال الداودی حديث الخشبة لیس من هذا الكتاب فی شنیٰ و اجاب عبد الملک بانه اشار به الی ان ما القاء البحر جاز اخذه ولا خمس لیه الخ (فتح الباری) یعنی اساعاعیلی نے کما کہ اس حدیث میں باب سے کوئی وجہ مناسبت نہیں ہے ایسا ہی داؤدی نے بھی کما کہ حدیث خبیر کو (کذبی جس میں روپیہ ملا) اس سے کوئی مناسبت نہیں۔ عبد الملک نے ان حضرات کو یہ جواب دیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے امام بخاری نے یہ اشارہ فریبا ہے کہ ہر وہ چیز ہے دریا باہر پھیک دے اس کا لینا جائز ہے اور اس میں خس نہیں ہے اس لحاظ سے حدیث اور باب میں مناسبت موجود ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں وذهب الجمصور الى الله لا يجرب فيه شئیٰ یعنی جسمور اس طرف کئے ہیں کہ دریا سے ہو چیزیں نکالی جائیں ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

اسرائیلی حضرات کا یہ واقعہ قبلہ عبرت ہے کہ دینے والے نے محض اللہ کی مہانت پر اس کو ایک ہزار اشرفیاں دے ڈالیں اور اس کی امانت دیانت کو اللہ نے اس طرح ثابت رکھا کہ لکڑی کو معد اشرفیوں کے قرض دینے والے تک پہنچادیا۔ اور اس نے بایں صورت اپنی اشرفیوں کو وصول کر لیا۔ فی الواقع اگر قرض لینے والا وقت پر ادا کرنے کی صحیح نیت دل میں رکھتا ہو تو اللہ پاک ضرور ضور کسی نہ کسی ذریعہ سے ایسے سلان مہیا کر دیتا ہے کہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یہ مضمون ایک حدیث میں بھی آیا ہے۔  
مُكَرَّرٌ أَنَّ كُلَّمَا يَأْتِيَ إِلَيْهِ مُؤْمِنٌ بِالْحَقِيقَةِ يَأْتِيَهُ الْحَقِيقَةُ إِلَيْهِ مُؤْمِنًا۔ الْأَمْشَاءُ اللَّهُ بِهِ أَعْلَمُ

### باب رکاز میں پانچواں حصہ واجب ہے

اور امام بالک<sup>ؒ</sup> اور امام شافعی<sup>ؒ</sup> نے کمار رکاز جاہلیت کے زمانے کا خزانہ ہے۔ اس میں تھوڑا مال لٹکے یا بہت پانچواں حصہ لیا جائے گا۔ اور کان رکاز نہیں ہے۔ اور آخر حضرت مسیح<sup>صلی اللہ علیہ وسلم</sup> نے کان کے بارے میں فرمایا اس میں اگر کوئی گر کر کیا کام کرتا ہو امر جائے تو اس کی جان مفت گئی۔ اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔ اور عمر بن عبد العزیز خلیفہ کانوں میں سے چالیسوں حصہ لیا کرتے تھے۔ دو روپوں میں سے پانچ روپیہ اور امام حسن<sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> نے کما جو رکاز دار الحرب میں پائے تو اس میں سے پانچواں حصہ لیا جائے اور جو امن اور صلح کے ملک میں ملے تو اس میں سے زکوٰۃ چالیسوں حصہ لی جائے۔ اور اگر دشمن کے ملک میں پڑی ہوئی چیز ملے تو اس کو پانچواوے (شاید مسلمان کامل ہو) اگر دشمن کامال ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرے۔ اور بعض لوگوں نے کہا معدن بھی رکاز ہے جاہلیت کے دفینہ کی طرح کیونکہ عرب لوگ کہتے ہیں ارکز المعدن جب اس میں سے کوئی چیز لٹکے۔ ان

۶۶- بَابُ فِي الرِّكَازِ الْخَمْسُ  
وَقَالَ مَالِكٌ وَأَبْنُ إِدْرِيسٍ: الرِّكَازُ دِفْنُ  
الْجَاهِيلِيهِ، فِي قَلِيلِهِ وَكَثِيرِهِ الْخَمْسُ،  
وَلَيْسَ الْمَغْدِنُ بِرِكَازٍ。 وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ:  
((لِي الْمَغْدِنُ جَبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ  
الْخَمْسُ)). وَأَخَذَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْغَفِيرِ  
مِنَ الْمَعَادِنِ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً.  
وَقَالَ الْحَسَنُ : مَا كَانَ مِنْ رِكَازٍ فِي  
أَرْضِ الْحَرْبِ فَفِيهِ الْخَمْسُ، وَمَا كَانَ مِنْ  
أَرْضِ السُّلْطَنِ فَفِيهِ الزِّكَارُ。 وَإِنْ وَجَدْتَ  
اللُّقْطَةَ فِي أَرْضِ الْعَدُوِّ فَعَرَفْهَا، وَإِنْ  
كَانَتْ مِنَ الْعَدُوِّ فَقَبِيَّهَا الْخَمْسُ۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: الْمَغْدِنُ رِكَازٌ مِثْلُ  
دِفْنِ الْجَاهِيلِيهِ، لَأَنَّهُ يُقَالُ: أَرْكَزُ الْمَغْدِنِ

کا جواب یہ ہے اگر کسی شخص کو کوئی چیز بھے کی جائے یادے نہ کمائے یا اس کے باغ میں میوہ بہت لٹکے تو کہتے ہیں اُز کَنْتَ (حالانکہ یہ چیز بالاتفاق رکاز نہیں ہیں) پھر ان لوگوں نے اپنے قول کے آپ خلاف کیا۔ کہتے ہیں رکاز کا چھپالیتا کچھ برائیں پانچواں حصہ نہ دے۔

إِذَا خَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ قَاتَلَ لَهُ فَذَلِكَ يُقَالُ  
لِمَنْ وُهِبَ لَهُ شَيْءٌ وَرَبَّ رَبِيعَ رَبِيعًا كَبِيرًا  
أَوْ كَثُرَ ثَمَرَةً أَرْكَنْتَ لَمْ نَاقَشَهُ وَقَالَ  
لَا بَأْسَ أَنْ يَكْتُمَهُ وَلَا يُؤْدِي الْخُمْسَ.

یہ پہلا موقع ہے کہ امام الحدیثین امیر الجہدین حضرت امام بخاری رض نے لفظ "بعض الناس" کا استعمال فرمایا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : قال ابن العین المراد ببعض الناس ابو حنيفة قلت و هذا اول موضع ذكره فيه البخاري بهذه الصيغة و يحتمل ان يزيد به ابا حنيفة وغيره من الكوفيين من قال بذلك قال ابن ذهب ابو حنيفة والثورى وغيرهما لى ان المعدن كالركاز و احتاج لهم يقول العرب رکز الرجل اذا اصحاب رکاز او هی قطع من الذهب تخرج من المعدن و حجة للجمهور تفرقة النبي صلی الله علیہ وسلم بین المعدن و الرکاز بو او المطف فصح انه غيره الخ (فتح الباری)

یعنی ابن تین نے کہا کہ مراد یہاں حضرت امام ابو حنيفة رض ہیں۔ حافظ ابن حجر رض کہتے ہیں کہ ان کو امام بخاری نے اس میخد کے ساتھ ذکر کیا ہے اور یہ بھی اختال ہے کہ اس سے مراد امام ابو حنيفة اور ان کے علاوہ دوسرے کوئی بھی ہوں جو ایسا کہتے ہیں۔ ابن بطال نے کہا کہ حضرت امام ابو حنيفة اور ثوری وغیرہ مانے کہا کہ معدن یعنی کان بھی رکاز ہی میں داخل ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص کان سے کوئی سونے کا ڈالا پائے تو عرب لوگ بولتے ہیں رکز الرجل فلاں کو رکاز مل گیا۔ اور وہ سونے کا ٹکڑا ہوتا ہے جو کان سے نکلتا ہے۔ اور جسور کی دلیل اس پارے میں یہ ہے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معدن اور رکاز کا وادعہ عطف کے ساتھ الگ الگ ذکر فرمایا ہے۔ پس صحیح یہ ہوا کہ معدن اور رکاز دو الگ الگ ہیں۔

رکاز وہ پرانا دفینہ جو کسی کو کہیں مل جائے۔ اس میں سے بیت المال میں پانچواں حصہ دیا جائے گا۔ اور معدن کان کو کہتے ہیں۔ ہر دو میں فرق ظاہر ہے۔ پس ان کا حکم بھی الگ الگ ہے۔ خود رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ جانور سے جو نقصان پہنچے اس کا کچھ بدلہ نہیں۔ اور کتویں کا بھی معاف ہے اور کان کے حادث میں کوئی مر جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اور رکاز میں پانچواں حصہ ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ معدن اور رکاز دو الگ الگ ہیں۔

حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شیخ الحدیث رض فرماتے ہیں :

واحتج الجمهور ابضاً بان الرکاز في لغة اهل الحجاز هو دفين الجاهليه ولا شك في ان النبي الحجازي صلی الله علیہ وسلم تکلم بلغة اهل الحجاز واراد به ما يزيدون منه قال ابن الاطير الجزري في النهاية الرکاز عند اهل الحجاز كنوز الجاهليه المدفونة في الأرض و عند اهل العراق المعادن والقولان تحتملهمما اللغة لان كلما منها مرموز في الأرض اي ثابت يقال رکزه يرکزه ورکزا اذا دفنه وارکز الرجل اذا وجد الرکاز و الحديث انما جاء في التفسير الاول وهو الکنز الجاهلي و انما كان فيه الخمس لكثره نفعه و سهولة اخذه الخ (مرعاة ج ۲ ص ۳۴)

یعنی جسور نے اس سے بھی جنت پکڑی ہے کہ حجازیوں کی لخت میں رکاز جالمیت کے دفینے پر بولا جاتا ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حجازی ہیں اور آپ اہل حجاز ہی کی لخت میں کلام فرماتے تھے۔ ابن اثیر جزري نے کہا کہ اہل حجاز کے نزدیک رکاز جالمیت کے گڑے ہوئے خزانوں پر بولا جاتا ہے۔ اور اہل عراق کے ہاں کافنوں پر بھی اور لغوی اخبار سے ہردو کا اختال ہے اس لیے کہ دونوں ہی زمین میں گڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور حدیث مذکور تفسیر اول (یعنی عبد جالمیت کے دفینوں) ہی کے متعلق ہے اور وہ کنز جالمی ہے اور اس میں خس ہے اس لیے کہ اس کا فتح کیا ہے اور وہ آسمانی سے حاصل ہو جاتا ہے۔

اس سلسلہ میں احتف کے بھی کچھ دلائل ہیں۔ جن کی بنی پر وہ معدن کو بھی رکاز میں داخل کرتے ہیں۔ کیونکہ احتف میں ادکن المعدن کا لفظ مستعمل ہے جب کان سے کوئی چیز نکلے تو کہتے ہیں ادکن المعدن حضرت امام بخاریؓ نے اس کا الزای جواب دیا ہے کہ لفظ ادکن تو مجاز ابعض دفعہ لفظ کثیر کسی کو کسی کی بخشش سے حاصل ہو یا تجارتی منافع سے ہو یا کثرت پیدا اور سے ایسے موقع پر بھی لفظ ادکن بول دیتے ہیں۔ یعنی تجھے خزانہ مل گیا۔ تو کیا اس طرح بول دینے سے اسے بھی رکاز کے ذیل میں لا لیا جاسکتا ہے؟ پس ایسے ہی مجاز یہ لفظ کان پر بھی بول دیا گیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ کان رکاز میں داخل نہیں ہے۔ اس کا مزید ثبوت خود ختنی حضرات کا یہ فتویٰ ہے کہ کان کہیں پوشیدہ جگہ میں مل جائے تو پانے والا سے چمپا بھی سکتا ہے۔ اور ان کے فتویٰ کے مطابق جو پانچواں حصہ سے ادا کرنا ضروری تھا اسے وہ اپنے ہی اوپر خرچ کر سکتا ہے۔ یہ فتویٰ بھی دلالت کر رہا ہے کہ رکاز اور معدن دونوں الگ الگ ہیں۔ چند روایات بھی ہیں جو مسلم ختنی کی تائید میں پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن سند کے اعتبار سے وہ بخاری شریف کی روایات مذکورہ کے برابر نہیں ہیں۔ لذا ان سے استدلال ضعیف ہے۔

سارے طویل مباحث کے بعد حضرت شیخ الحدیث موصوف فرماتے ہیں:

والقول الرابع عندها هو ما ذهب اليه الجمهور من ان الركاز انما هو كنز الجاهلية الموضوع في الأرض وانه لا يعم المعدن بل هو غيره والله تعالى اعلم. یعنی ہمارے نزدیک رکاز کے متعلق جمصور ہی کا قول راجح ہے کہ وہ دور جاہلیت کے دینے ہیں جو پسلے لوگوں نے نہیں میں دفن کر دیئے ہیں۔ اور لفظ رکاز میں معدن داخل نہیں ہے۔ بلکہ ہر دو الگ الگ ہیں۔ اور رکاز میں خس ہے۔

رکاز کے متعلق اور بھی بہت سی تفصیلات ہیں کہ اس کا نصاب کیا ہے؟ قلیل یا کثیر میں کچھ فرق ہے یا نہیں؟ اور اس پر سال گزرنے کی قید ہے یا نہیں؟ اور وہ سونے چاندی کے علاوہ لوہا، تکبا، سیس، ہیٹل وغیرہ کو بھی شامل ہے یا نہیں؟ اور رکاز کا صرف کیا ہے؟ اور کیا ہر پانے والے پر اس میں خس واجب ہے؟ پانے والا غلام ہو یا آزاد ہو، مسلم ہو یا ذمی ہو؟ رکاز کی پہچان کیا ہے؟ کیا یہ ضروری ہے کہ اس کے سکون پر پسلے کسی باو شہ کا نام یا اس کی تصویر یا کوئی اور علامت ہوئی ضروری ہے وغیرہ وغیرہ ان جملہ مباحث کے لیے ال علم حضرات مرعات المفاتیح جلد ۳ ص ۶۵۲ و ۶۵۳ کا مطالعہ فرمائیں جہاں حضرت الاستاذ مولانا عبد اللہ صاحب مدظلہ نے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے جزا اللہ خیر الجزاء فی الدارین۔ میں اپنے ان مختصر صفات میں تفصیل مزید سے تاقریب ہوں اور عوام کے لیے میں نے جو لکھ دیا ہے اسے کافی سمجھتا ہوں۔

(۱۴۹۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خردی، انہیں ابن شاہب نے، ان سے سعید بن مسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے بیان کیا، اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جانور سے جو نقصان پہنچے اس کا کچھ بدله نہیں اور کنویں کا بھی یہی حال ہے اور کان کا بھی یہی حکم ہے اور رکاز میں سے پانچواں حصہ لیا جائے۔

۱۴۹۹ - حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَيِّدِهِ بْنِ الْمُسَيَّبٍ وَعَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْثَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : ((الْعَجْمَاءُ جَبَّارٌ وَالْبَرْزَاجَارُ وَالْمَعْدِنُ جَبَّارٌ، وَفِي الرَّكَازِ الْخَمْسُ)).

[اطرافہ فی : ۲۳۵۵، ۶۹۱۲، ۶۹۱۳]۔

باب اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں فرمایا زکوٰۃ کے

۶۷ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

### تحصیلداروں کو بھی زکوٰۃ سے ریا جائے گا

اور انکو حاکم کے سامنے حساب سمجھانا ہو گا۔ یہاں کان اور رکاز کو رسول کرم ﷺ نے الگ الگ بیان فرمایا۔ اور یہی باب کا مطلب ہے۔

(۱۵۰۰) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ (عروہ بن زیر نے بیان کیا)، ان سے حضرت ابو حمید سعیدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسد کے ایک شخص عبداللہ بن لتبیہ کو نبی سلیم کی زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔ جب وہ آئے تو آپ نے ان سے حساب لیا۔

زکوٰۃ وصول کرنے والوں سے حاکم اسلام حساب لے گا تاکہ معالله صاف رہے، کسی کو بدگمانی کا موقع نہ ملے۔ این نتیجے کیا کہ احتیل ہے کہ عامل مذکور نے زکوٰۃ میں سے کچھ اپنے معارف میں خرج کر دیا ہو، لہذا اس سے حساب لیا گیا۔ بعض روایات سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بعض مال کے متعلق اس نے کہا تھا کہ یہ مجھے بطور تحفہ ملا ہے، اس پر حساب لیا گیا۔ اور تحفہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ یہ سب بہت المال ہی کا ہے۔ جس کی طرف سے تم کو بھیجا گیا تھا، تحفہ میں تم سارا کوئی حق نہیں ہے۔

**باب زکوٰۃ کے اونٹوں سے مسافر لوگ کام لے سکتے ہیں اور ان کا دودھ بی سکتے ہیں**

(۱۵۰۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے بھی قحطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے کہا کہ ہم سے قادہ نے بیان کیا، اور ان سے انس بن شیر نے کہ عربیہ کے کچھ لوگوں کو مدینہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دے دی کہ وہ زکوٰۃ کے اونٹوں میں جا کر ان کا دودھ اور پیشاب استعمال کریں (کیونکہ وہ ایسے مرض میں بہتلا تھے جس کی دوا یہی تھی) لیکن انہوں نے (ان اونٹوں کے) چڑا ہے کو مارڈا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے آخر وہ لوگ پکڑ لائے گئے۔ آں حضور نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوادیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروادیں پھرا نہیں دھوپ میں ڈالوادیا

﴿وَالْعَامِلُونَ عَلَيْهَا﴾ [الوبۃ: ۶۰]

وَمُحَاسِبَةُ الْمُصَدِّقِينَ مَعَ الْإِمَامِ

۱۵۰۰ - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَزْرَوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ حَمَيْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((أَسْتَغْفِلُ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجُلًا مِنَ الْأَسْدِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمَانَ يَدْعُنِي أَبْنَ الْكُنْبَيْهِ لَلَّمَّا جَاءَ حَاسِبَهُ)). [راجح: ۹۲۵]

۶۸ - **باب استغفال ایل الصدقة وآثارها لأبناء السبيل**

۱۵۰۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَى عَنْ شَعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَنَادُهُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّ نَاسًا مِنْ عَرَبَتَهُ اجْتَوَرُوا الْمَدِينَةَ، فَرَأَخْصَنَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يَأْتُوَا إِلَيْهِ الصَّدَقَةَ فَشَرَبُوا مِنْ آثَارِهَا وَأَبْوَاهَا. فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَأْفُوا الدَّوْدَ. فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَمَّا بَيْمَنْ فَقَطَعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجَلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْنَاهُمْ وَتَرَكَهُمْ بِالْحَرَّةِ يَعْضُوُنَ الْجِجَارَةِ)). قَاتِلَهُ أَبُو قَلَابةَ وَخَمِيدَ وَكَاتِبَتْ عَنْ أَنَسِ.

[راجح: ۲۳۳]

(جس کی شدت کی وجہ سے) وہ پتھر چبانے لگے تھے۔ اس روایت کی متابعت ابو قلابہ ثابت اور حمید نے انس بن مثہلہ کے واسطے سے کی ہے۔

**الشیعہ** آنحضرت ﷺ نے ان کو مسافر اور بیمار جان کر زکوٰۃ کے اونٹوں کی چاگاہ میں بیچ دیا کیونکہ وہ مرض استقاء کے مریض تھے۔ مگر وہاں ان ظالموں نے اونٹوں کے محافظ کو نہ صرف قتل کیا بلکہ اس کا مثلہ کرڈا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ گئے۔ بعد میں پکڑے گئے اور قصاص میں ان کو الیک عی سزا دی گئی۔

حضرت امام بخاریؓ نے اس سے ثابت فرمایا کہ مسافروں کے لیے زکوٰۃ کے اونٹوں کا دودھ وغیرہ دیا جا سکتا ہے اور ان کی سواری بھی ان پر ہو سکتی ہے۔ غرض المصنف فی هذا الباب البات وضع الصدقة فی صنف واحد خلافاً لمن قال يجب استیعاب الاصناف الشعانية (فتح الباری)، یعنی مصنف کا مقصود اس باب سے یہ ثابت کرتا ہے کہ اموال زکوٰۃ کو صرف ایک ہی معرف پر بھی خرچ کیا جاسکتا ہے برخلاف ان کے جو آئٹھوں مصارف کا استیعاب ضروری جانتے ہیں۔ ان لوگوں کی یہ تھیں سزا قصاص عی میں تھی اور بس۔

## باب زکوٰۃ کے اونٹوں پر حاکم کا اپنے ہاتھ سے داخ دینا

(۱۵۰۲) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عمرو او زاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے احساق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے انس بن مالک بن مثہلہ نے بیان کیا کہ میں عبد اللہ بن ابی طلحہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ ان کی تحقیک کر دیں۔ (یعنی اپنے منہ سے کوئی چیز چبا کر ان کے منہ میں ڈال دیں) میں نے اس وقت دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں داخ لگانے کا آلہ تھا اور آپ زکوٰۃ کے اونٹوں پر داخ لگا رہے تھے:

۱۵۰۲ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمَنْذِلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرُو الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَّسُ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((عَذَّوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ تَعَالَى بَعْدَ أَنَّ اللَّهَ بْنَ أَبِي طَلْحَةَ لِيَحْكُمَ، فَوَافَتِهِ فِي يَدِهِ الْمِنْسَمُ يَسِمُ إِبْلَ الصَّدَّلَةِ)).

[طرفہ فی : ۵۵۴۲، ۵۸۲۴]

علوم ہوا کہ جانور کو ضرورت سے داخ دینا درست ہے اور رد ہوا حنفیہ کا جنہوں نے داخ دینا کروہ اور اس کو مثلہ سمجھا ہے۔ (وحیدی) اور بچوں کے لیے تحقیک بھی مت ہے کہ سمجھو وغیرہ کوئی چیز کسی نیک آدمی کے منہ سے کچلا کر بچے کے منہ میں ڈالی جائے تاکہ اس کو بھی نیک فطرت حاصل ہو۔

## باب صدقہ فطر کا فرض ہونا ابو العالیہ عطاء اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہم نے بھی صدقۃ فطر کو فرض سمجھا ہے۔

۷۰ - بَابُ فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ  
وَرَأَى أَبُو الْعَالِيَةِ وَعَطَاءَ وَإِنَّ سَيِّرِينَ  
صَدَقَةَ الْفِطْرِ فَرِيقَةً

**الشیعہ** حضرت امام بخاریؓ نے کتاب الزکوٰۃ کو ختم فرماتے ہوئے صدقہ فطر کے مسائل بھی پیش فرمادیے۔ قال اللہ تعالیٰ لد اللح من تزکی و ذکر اسم ربه فصلی روى عن ابن عمرو و عمرو بن عوف قالا نزلت في زكوة الفطر روى عن ابن العالية و ابن

المسیب و ابن سیرین وغیرہم قالوا یعطی صدقة الفطر ثم یصلی رواه البیهقی وغیرہ (مرعایہ) یعنی قرآنی آیت فلاخ پائی اس شخص نے جس نے ترکیہ حاصل کیا اور اپنے رب کا نام یاد کیا۔ اور نماز پڑھی۔ حضرات عبد اللہ بن عمر اور عمرو بن عوف کتے ہیں کہ یہ آیات صدقۃ فطر کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ یہ حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ پہلے صدقۃ فطر ادا کیا جائے، پھر نماز پڑھی جائے۔ لفظ ترکی کے ترکیہ سے روزوں کو پاک صاف کرنا مراد ہے: جس کے لیے صدقۃ فطر ادا کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں: فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر طہرا للعاصم من اللغو والرفث الحدیث رواہ ابو داؤد وابن ماجہ یعنی رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ الفطر کو فرض قرار دیا جو روزہ دار کو لغو اور گناہوں سے (جو اس سے حالت روزہ میں صادر ہوتے ہیں) پاک صاف کر دیتی ہے۔ پس آپ کا لفظ ترکی سے مراد صدقۃ فطر ادا کرنا ہوا۔ حدیث ہذا کے تحت علامہ شوکانی فرماتے ہیں: فيه دلیل على ان صدقۃ الفطر من الفرائض وقد نقل ابن المنذر وغيره الاجماع ذلك ولكن الحنفیة يقولون بالوجوب دون الفرضية على قاعدةتهم في التفرقة بين الفرض والوجوب (نیل الاوطار)

یعنی اس حدیث میں دلیل ہے کہ صدقۃ فطر فرائض اسلامیہ میں سے ہے۔ ابن منذر وغیرہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے مگر حنفیہ اسے واجب قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ہاں ان کے قاعدہ کے تحت فرض اور واجب میں فرق ہے اس لیے وہ اس کو فرض نہیں بلکہ واجب کے درجے میں رکھتے ہیں۔ علامہ عینی حنفی فرماتے ہیں کہ یہ صرف لفظی نزاع ہے۔

بعض کتب فقه حنفیہ میں اسے صدقۃ الفطرہ یعنی تاکی زیارتی کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اس سے مراد وہ فطرت لی گئی ہے جو آیت شریفہ فطرۃ اللہ الٰتی فطر النّاس علیہما میں ہے۔ مگر حضرت مولانا عبداللہ صاحب شیخ الحدیث ﷺ فرماتے ہیں:

واما لفظ الفطر بدون تاء فلا کلام في انه معنى لغوی مستعمل قبل الشرع لانه ضد الصوم ويقال لها ايضا زکوٰۃ الفطر و زکوٰۃ رمضان و زکوٰۃ الصوم و صدقة رمضان و صدقة الصوم الخ (مرعایہ)

لیکن لفظ فطر بغیر تاء کے کوئی مشک نہیں کہ یہ لغوی معنی میں مستعمل ہے، شریعت کے نزول سے پہلے بھی یہ روزہ کی ضرر پر بولا جاتا رہا ہے۔ اسے زکوٰۃ الفطر، زکوٰۃ رمضان، زکوٰۃ صوم و صدقۃ رمضان و صدقۃ صوم کے ناموں سے بھی پہکارا گیا ہے۔

(۱۵۰۳) ہم سے بھیجیا ہن محدثون سکن نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے محمد بن عاصیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے محمد بن عاصیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امام علی بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عمر بن نافع نے ان سے ان کے باپ نے اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطر کی زکوٰۃ (صدقۃ فطر) ایک صاع کھبڑیا ایک صاع جو فرض قرار دی تھی۔ غلام، آزاد، مرد، عورت، چھوٹے اور بڑے تمام مسلمانوں پر۔ آپ کا حکم یہ تھا کہ نماز (عید) کے لیے جانے سے پہلے یہ صدقۃ ادا کر دیا جائے۔

السَّكِّن قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْنَمَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنَ عَنْهُمَا قَالَ: ((فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعْبَرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْمُرْجَرِ وَالذَّكَرِ وَالأنْثَى وَالصَّفَرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَأَمْرَ بِهَا أَنْ تُؤْذَى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ)).

## باب صدقة فطر کا مسلمانوں پر یہاں تک کہ غلام لوٹڈی پر بھی فرض ہونا

(۱۵۰۳) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے، اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (آن رسول اللہ ﷺ فرض زکاۃ الفطر صناعاً من تمیر اُو صناعاً من شعیر علی کُل حُر اُو عبد ذکر اُو اُشی من المُسْلِمِينَ) کا بھروسہ کیا۔

## ٧١- بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْعَبْدِ وَغَيْرِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ

٤- ۱۵۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرِضَ زَكَةَ الْفِطْرِ صَنَاعًا مِنْ تَمِيرٍ أُو صَنَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ أُو عَبْدٍ ذَكَرٍ أُو اُشِيٍّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ). [راجح: ۱۵۰۴]

**لشیعی** غلام اور لوٹڈی پر صدقہ فطر فرض ہونے سے یہ مراد ہے کہ ان کا مالک ان کی طرف سے صدقہ دے۔ بعضوں نے کہا یہ صدقہ پسلے غلام لوٹڈی پر فرض ہوتا ہے پھر مالک ان کی طرف سے اپنے اوپر احتیالتا ہے۔ (وحیدی) صدقہ فطر کی فرضیت یہاں تک ہے کہ یہ اس پر بھی فرض ہے جس کے پاس ایک روز کی خوراک سے زائد غله یا کھلنے کی چیز موجود ہے۔ کیونکہ رسول کرم ﷺ نے فرمایا صاع من بر اوقمح عن کل اثنین صغير او كبير حرا و عبد ذکر او اثنى اما غنيكم فيز کیہ اللہ و اما فقير کم فید عليه اکثر مما اعطاه (ابوداؤد) یعنی ایک صاع گیوں چھوٹے بڑے دونوں آدمیوں آزاد غلام مرد عورت کی طرف سے نکلا جائے اس صدقہ کی وجہ سے اللہ پاک مدار کو گناہوں سے پاک کر دے گا (اس کاروزہ پاک ہو جائے گا) اور غریب کو اس سے بھی زیادہ روے گا جتنا کہ اس نے دیا ہے۔

صاع سے مراد صاع جازی ہے جو رسول کرم ﷺ کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں مروج تھا، نہ صاع عراقی مراد ہے۔ صاع جازی کا وزن اسی تو لے کے سیر کے حساب سے پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے، حضرت مولانا عبد اللہ صاحب شیخ الحدیث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

و هو خمسة ارطال و ثلث رطل بغدادی ويقال له الصاع الحجازی لانه كان مستعملما في بلاد الحجاز وهو الصاع الذي كان مستعملا في زمن النبي صلي الله عليه وسلم وبه كانوا يخرجون صدقة الفطر وذكورة العشرات وغيرهما من الحقوق الواجبة المقيدة في عهد النبي صلي الله عليه وسلم وبه قال مالك والشافعی واحمد وابو يوسف وعلماء الحجاز وقال ابو حنیفة ومحمد بالصاع العراقي وهو ثمانية ارطال بالرطل المذكور والمقابل له العراقي لانه كان مستعملا في بلاد العراق وهو الذي يقال له الصاع الحجازي لانه ابرزه الحجاج الوالی و كان ابو يوسف يقول كقول ابی حنیفة ثم رجع الى قول الجمهور لما تناظر مع مالک بالمدينة فاراه المیعاد التي توارتها اهل المدينة عن اصحابهم في زمن النبي صلي الله عليه وسلم (مرعاة ج ۲ ص ۹۳)

صاع کا وزن ۵ رطل اور گلٹ رطل بغدادی ہے، اسی کو صاع جازی کہا جاتا ہے جو رسول کرم ﷺ کے زمانہ میں جازی میں مروج تھا۔ اور عدد رسالت میں صدقہ فطر اور عشر کا غلبہ اور دیگر حقوق واجبہ بیشورت اجتناس اسی صاع سے وزن کر کے ادا کئے جاتے تھے۔ امام مالک اور امام شافعی اور امام ابو یوسف اور علماء حجاز کا یہی قول ہے۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد صاع عراقی مراد لیتے ہیں۔ جو بلاد عراق میں مروج تھا۔ جسے صاع جعلی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کا وزن آنھر رطل مذکور کے برابر ہوتا ہے امام ابو یوسف ”بھی اپنے استاد گرامی امام ابو حنیفہؓ کے قول پر فتوی دیتے تھے گرچہ آپ مرنے تشریف لائے اور اس بارے میں امام المدینہ امام مالک“

سے تبادلہ خیال فرمایا تو امام مالکؓ نے مدینہ کے بہت سے پرانے صائع جمع کرائے۔ جو اہل مدینہ کو زمانہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور وراثت ملے تھے اور جن کا عمد نبوی میں رواج تھا، ان کا وزن کیا گیا تو ۵ رطل اور ٹنک رطل بقدادی لکلا۔ چنانچہ حضرت امام ابو یوسفؓ نے اس بارے میں قول جسوس کی طرف رجوع فرمایا۔ صائع جمعی اس لیے کہا گیا کہ اسے جاج و الی نے جاری کیا تھا۔ حساب بالا کی رو سے صائع جماعتی کا وزن ۲۳۳ تولہ ہوتا ہے جس کے ۶ تولہ کم تین سیر بنتے ہیں جو اسی (۸۰) تولہ والے سیر کے مطابق ہیں۔

### باب صدقہ فطری میں اگر جو دے تو ایک صائع ادا کرے۔

(۱۵۰۵) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زید بن اسلم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عیاض بن عبد اللہ نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک صائع جو کا صدقہ دیا کرتے تھے۔

تفصیل سے بتالیا جا چکا ہے کہ صائع سے مراد صائع جماعتی ہے جو عمد رسالت میں موجود تھا۔ جس کا وزن تین سیر سے کچھ کم ہوتا ہے۔  
باب گیوں یادو سر انانج بھی صدقہ فطری میں ایک صائع ہونا

### چاہیے

(۱۵۰۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عیاض بن عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح عامری نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ ہم فطرہ کی زکوٰۃ ایک صائع انانج یا گیوں یا ایک صائع جو یا ایک صائع کبھی ریا ایک صائع پریا ایک صائع زبیب (خیک انگور یا انجیر) لکلا کرتے تھے۔

### ۷۲- بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاغُ مِنْ شَعْبَرٍ

۱۵۰۵ - حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عَقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّاً عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ سَعِيْدِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((كَتَأْنُطَعِمُ الصَّدَقَةَ صَاغَ مِنْ شَعْبَرٍ)).

[اطرافہ فی : ۱۵۰۶، ۱۵۰۸، ۱۵۱۰].

### ۷۳- بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاغُ مِنْ

#### طَعَامٍ

۱۵۰۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَيَّاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيهِ سَرْحَ الْعَامِرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ : ((كَتَأْنُخْرِجُ زَكَاءَ الْفِطْرِ صَاغَ مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاغَ مِنْ شَعْبَرٍ أَوْ صَاغَ مِنْ تَغْرِيرٍ أَوْ صَاغَ مِنْ أَقْطَافٍ أَوْ صَاغَ مِنْ زَبِيبٍ)). [راجح: ۱۵۰۵]

**لئے جائیں** طعام سے اکثر لوگوں کے نزدیک گیوں ہی مراد ہے۔ بعضوں نے کماجو کے سوا دوسرے انانج اور اہل حدیث اور شافعیہ اور جمورو علماء کا یہی قول ہے کہ اگر صدقہ فطری میں گیوں دے تو بھی ایک صائع دینا کافی سمجھا۔ انہی خزینہ اور حاکم نے ابو سعیدؓ سے نکلا۔ میں تو وہی صدقہ دوں گا جو آخر حضرت مسیح مسیح کے زمانے میں دیا کرتا تھا۔ یعنی ایک صائع کبھی ریا ایک صائع گیوں یا ایک صائع نبیر

ایک صاع جو۔ ایک حفص نے کما یادہ نصف صاع گیوں، انہوں نے کہا نہیں یہ معاویہ کی ٹھرائی ہوئی بات ہے۔ (وہیدی)

### باب صدقۃ فطر میں کھجور بھی ایک صاع

نکال جائے۔

(۱۵۰۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیٹ نے نافع کے واسطے سے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو کی زکوٰۃ فطر دینے کا حکم فرمایا تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر لوگوں نے اسی کے برابر دو مد (آدھا صاع) گیوں کر لیا تھا۔

### باب صدقۃ فطر میں منقی بھی ایک صاع دینا چاہیے۔

(۱۵۰۸) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے زید بن ابی حکیم عدنی سے نہ، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے عیاض بن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صدقۃ فطر ایک صاع گیوں یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع زبیب (خشک اگور یا خشک انجر) نکالتے تھے۔ پھر جب معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں آئے اور گیوں کی آمدی ہوئی تو کہنے لگئے میں سمجھتا ہوں اس کا ایک مد و سرے اثاث کے دو مد کے برابر ہے۔

### باب صدقۃ فطر نماز عید سے پہلے ادا کرنا

(۱۵۰۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ ہم سے حفص بن میسرہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے موئی بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے صدقۃ فطر نماز (عید) کے لیے جانے سے پہلے پہلے نکالنے کا حکم دیا تھا۔

### ۷۴- بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاغَا مِنْ

تَمْرٍ

۱۵۰۷- حدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَثْرَى عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ: ((أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ بِزَكَاءِ الْفِطْرِ صَاغَا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاغَا مِنْ شَعْبَرٍ). قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَمْ يَجْعَلْ النَّاسُ عِذَّةَ مُدْيَنٍ مِنْ جِنْطَةٍ)). [راجح: ۱۵۰۳]

### ۷۵- بَابُ صَاعِ مِنْ زَبِيبٍ

۱۵۰۸- حدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُبِينٍ سَمِعَ يَزِيدَنَدَ أَبِيهِ حَكِيمَ الْعَدَنِيَّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَيَاضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِيهِ سَرْجَ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ الْحَدَنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا نُغَطِّيْهَا فِي رَمَانَ النَّبِيِّ ﷺ صَاغَا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاغَا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاغَا مِنْ شَعْبَرٍ أَوْ صَاغَا مِنْ زَبِيبٍ، فَلَمَّا جَاءَ مَعَاوِيَةً وَجَاءَتِ السَّمْرَاءَ، قَالَ: ((أَرَى مَدًا مِنْ هَذَا يَغْدِلُ مُدْيَنِ)). [راجح: ۱۵۰۵]

### ۷۶- بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الْعِيدِ

۱۵۰۹- حدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصَ بْنُ مَيْسِرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِيهِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيِّ ﷺ أَمْرَ بِزَكَاءِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ)). [راجح: ۱۵۰۳]

(۱۵۰) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو عمر حفص بن میسر نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عیاض بن عبد اللہ بن سعد نے، ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عید الفطر کے دن (کھانے کے غلے سے) ایک صاع ثکالت تھے۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارا کھانا (ان دونوں جو، زبیب، پنیر اور کھجور تھا)۔

۱۵۱۔ حدثنا معاذ بن فضالة قال  
حدثنا أبو عمر عن زيد عن عياض بن عبد الله بن سقيع عن أبي سعيد الخدري  
قال: ((كُنَا نُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ -  
وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ - وَكَانَ طَعَامُنَا الشَّعِيرُ  
وَالزَّبِيبُ وَالْأَفْطُرُ وَالثَّمْرُ)).

[راجح: ۱۵۰۵]

**تَشْبِيهُ** صدقہ، فطر عید سے ایک دو دن پسلے ہیں ٹکلا جاسکتا ہے مگر نماز عید سے پسلے تو اسے ادا کری دینا چاہیے۔ جیسا کہ دوسری روایات میں صاف موجود ہے فمن ادھا قبیل الصلوٰۃ فھی زکوٰۃ مقبوٰۃ و من ادھا بعد الصلوٰۃ فھی صدقۃ من الصدقات (ابوداؤد و ابن ماجہ) یعنی ہو اسے نماز عید سے قبل ادا کر دے گا اس کی یہ زکوٰۃ الفطر مقبول ہو گی اور ہونماز کے بعد ادا کرے گا اس صورت میں یہ ایسا ہی معمولی صدقہ ہو گا جیسے عام صدقات ہوتے ہیں۔

### باب صدقة فطر، آزاد اور غلام پر واجب ہونا۔

### ۷۷۔ بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الْخُرُ وَالْمَمْلُوكِ

اور زہری نے کہا جو غلام لوٹی سوداگری کامل ہوں تو انکی سالانہ زکوٰۃ بھی دی جائے گی اور انکی طرف سے صدقہ فطر بھی ادا کیا جائے۔

**تَشْبِيهُ** وقال الرُّهْبَرُ فِي الْمَمْلُوكِ كِنْ لِلتَّجَارَةِ :  
يُنْزَكِي فِي التَّجَارَةِ، وَيُنْزَكِي فِي الْفِطْرِ  
پسلے ایک باب اس مضمون کا گزر چکا ہے کہ غلام وغیرہ پر جو مسلمان ہوں صدقہ، فطر واجب ہے پھر اس باب کے دوبارہ لانے سے کیا غرض ہے؟ ابن منیر نے کہا کہ پسلے باب سے امام بخاری کا مطلب یہ تھا کہ کافر کی طرف سے صدقہ، فطر و نکاح۔ اس لیے اس میں من المسلمين کی قید لکھی۔ اور اس باب کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ہونے پر صدقہ فطر کس کس پر اور کس کس طرف سے واجب ہے۔ (وحیدی)

(۱۵۱) ہم سے ابوالشعما نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطریا یہ کہا کہ صدقہ رمضان مرد، عورت، آزاد اور غلام (سب پر) ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فرض قرار دیا تھا۔ پھر لوگوں نے آدھا صاع گیوں اس کے برابر قرار دے لیا۔ لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کھجور دیا کرتے تھے۔

۱۵۱۔ حدثنا أبو النعمان قال حدثنا  
حماد بن زيد قال حدثنا أيوب عن نافع  
عن ابن عمر رضي الله عنهما قال:  
((فرض النبي ﷺ صدقة الفطر)) أو قال:  
رمضان - على الذكر والأنثى والخر  
والمملوك صاعاً من تمر أو صاعاً من  
شعير، لعذل الناس به نصف صاع من

ایک مرتبہ مہینہ میں سمجھور کا قحط پر اتو آپ نے جو صدقہ میں نکلا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما میرے بیٹوں کی طرف سے بھی صدقہ فطر نکالتے تھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر کو جو اسے قبول کرتا، دے دیا کرتے تھے۔ اور لوگ صدقہ فطر ایک یادوں پسلے ہی دے دیا کرتے تھے۔ امام بخاریؓ نے کہا میرے بیٹوں سے نافع کے بیٹے مراد ہیں۔ امام بخاریؓ نے کہا وہ عید سے پہلے جو صدقہ دے دیتے تھے تو اکٹھا ہونے کے لیے نہ فقیروں کے لیے (پھر وہ جمع کر کے فقرائیں تقسیم کر دیا جاتا)

بُرُّ، فَكَانَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُغْطِي الصَّفَرَ، فَأَغْوَرَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ مِنَ الصَّفَرِ فَأَغْطَى شَعِيرًا، فَكَانَ أَبْنُ عُمَرَ لِيُغْطِي عَنِ الصَّفَرِ وَالْكَبِيرِ حَتَّى إِنْ كَانَ يُغْطِي عَنْ بَنِيِّ. وَكَانَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُغْطِيَهَا الَّذِينَ يَقْبَلُونَهَا. وَكَانُوا يَغْطُونَ قَبْلَ الْفِطْرِ يَوْمَ أَوْ يَوْمَيْنِ). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَيْنَى يَعْنِى بَنِي نَافِعٍ قَالَ كَانُوا يَغْطُونَ لِيُجْمِعَ لَا لِلْفَقَرَاءِ.

[راجع: ۱۵۰۳]

### باب صدقة فطر بیوں اور چھوٹوں پر واجب ہے۔

اور ابو عمرو نے بیان کیا کہ عمر، علی، ابن عمر، جابر، عائشہ، طاؤس، عطاء اور ابن سیرین رضی اللہ عنہم کا خیال یہ تھا کہ یتیم کے مال سے بھی زکوٰۃ دی جائے گی۔ اور زہری دیوانے کے مال سے زکوٰۃ نکالنے کے قائل تھے۔

(۱۵۱۲) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے بھی قطان نے عبد اللہ عمری کے واسطے سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع جو یا ایک صاع سمجھور کا صدقہ فطر، چھوٹے، بڑے، آزاد اور غلام سب پر فرض قرار دیا۔

٧٨- بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ عَلَى الصَّفَرِ وَالْكَبِيرِ قَالَ أَبُو عَمْرُو وَ رَءَاءُ عُمَرَ وَ عَلِيٌّ وَ أَبْنُ عُمَرَ وَ جَابِرٌ وَ عَائِشَةٌ وَ طَاؤُسٌ وَ عَطَاءٌ وَ أَبْنُ سِيرِينَ أَنْ يُزَكَّى مَالُ الْيَتَمِّ وَ قَالَ الرُّهْفَرِيُّ يُزَكَّى مَالُ الْمَجْنُونِ.

١٥١٢- حَدَّثَنَا مُسْدَدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ ذَلِكَ الْفِطْرُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّفَرِ وَالْكَبِيرِ وَالْأَنْحرِ وَالْمَمْلُوكِ)).

[راجع: ۱۵۰۳]

## ٢٥۔ کتاب الحج

# حج کے مسائل کے بیان میں

*بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ*

### باب حج کی فرضیت اور اس کی فضیلت کا بیان

**۱۔ بَابُ وُجُوبِ الْحَجَّ وَفَضْلِهِ.**

**وَقُولُ اللّٰهِ تَعَالٰى:**

﴿وَاللّٰهُ عَلٰى النّاسِ حَجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْأَقْوَالِمِينَ﴾ [آل عمران: ۹۷]

اور اللہ پاک نے (سورہ آل عمران میں) فرمایا۔

”لوگوں پر فرض ہے کہ اللہ کے لیے خانہ کعبہ کا حج کریں جس کو وہاں تک راہ مل سکے۔ اور جو نہ مانے (اور باوجود قدرت کے حج کونے

شیخ] اپنے معقول کے مطابق امیر المؤمنین فی المحدث حضرت امام بخاریؓ نے حج کی فرضیت ثابت کرنے کے لئے قرآن پاک کی آیت مذکورہ کو نقل فرمایا۔ یہ سورہ آل عمران کی آیت ہے جس میں اللہ نے استطاعت والوں کے لیے حج کو فرض قرار دیا ہے۔ حج کے لفظ معنی قدح کرنے کے ہیں۔ وacial الحج فی اللغة القصد و فی الشرع القصد الی الیت العرام باعمال مخصوصة لغوی معنی حج کے قدح کے ہیں اور شرعی معنی یہ کہ بیت اللہ شریف کا اعمال مخصوصہ کے ساتھ قدم کرنا۔ استطاعت کا لفظ اتنا جامی ہے کہ اس میں مال، جسمانی، ملکی ہر قسم کی استطاعت داخل ہے۔ حج اسلام کے پانچوں رکنوں میں سے ایک رکن ہے۔ اور وہ ساری عمر میں ایک بار فرض ہے۔ اس کی فرمیت ۹۵ میں ہوئی۔ بعض کا خیال ہے کہ کچھ تجب نہیں اگر وہ یہودی یا صراحتی ہو کر مرن۔ حج کی فرضیت کا مکمل کافر ہے اور باوجود قدرت کے حج نہ کرنے والوں کے حق میں کما گیا ہے کہ کچھ تجب نہیں اگر وہ یہودی یا صراحتی ہو کر مرن۔ حج کا فرضیہ ہر مسلمان پر اسی وقت عائد ہوتا ہے جبکہ اس کو جسمانی اور مالی اور ملکی طور پر طاقت حاصل ہو۔ جیسا کہ آیت شریفہ من استطاع الیه سبیل اے ظاہر ہے۔

حضرت امام بخاریؓ آیت قرآنی لانے کے بعد وہ حدیث لائے جس میں صاف ان فریضة اللہ علی عبادہ فی الحج ادراکت ابی الحج کے لفاظ موجود ہیں۔ اگرچہ یہ ایک قبیلہ خشم کی مسلمان عورت کے لفاظ ہیں مگر آنحضرت ﷺ نے ان کو سناؤر آپؐ نے ان پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔ اس لحاظ سے یہ حدیث تقریری ہو گئی اور اس سے فرضیت حج کا واضح لفظوں میں ثبوت ہوا۔

ترمذی شریف پاب ماجاء من التغليظ فی ترك الحج میں حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہے قال قال رسول اللہ صلی

الله علیہ وسلم من ملک زاداً و راحلة تبلغه الی بیت الله ولم یجع للا علیہ ان یموت یہودیاً او نصرانیاً۔ یعنی آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو خرج اخراجات سواری وغیرہ سفر بیت اللہ کے لیے روپیہ میرہ ہو (اور وہ تدرست بھی ہو) پھر اس نے حج نہ کیا تو اس کو اختیار ہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ یہ بڑی سے بڑی وعید ہے جو ایک چھ مرو مسلمان کے لیے ہو سکتی ہے۔ پس جو لوگ باوجود استطاعت کے مکہ شریف کا رخ نہیں کرتے بلکہ یورپ اور دیگر ممالک کی سیر و سیاحت میں ہزارہا روپیہ برداشت کر دیتے ہیں گرچ کے نام سے ان کی روح خلک ہو جاتی ہے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان و اسلام کی خیر مانگنی چاہیے۔ اسی طرح جو لوگ دن رات دنیاوی وہندوں میں منہک رہتے ہیں اور اس پاک سفر کے لیے ان کو فرصت نہیں ہوتی ان کا بھی دین ایمان سخت خطرے میں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہو جائے اس کو اس کی ادائیگی میں حتیٰ الامکان جلدی کرنی چاہیے۔ اور یہ لعل میں وقت نہ ٹالنا چاہیے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عمد خلافت میں ممالک محروسہ میں مندرجہ ذیل پیغام شائع کرایا تھا۔ لقد هممت ان ابعت رجالاً الى هذه الامصار فينظروا كل من كان له جدة ولا يجع فيضرموا عليهم الجزية ماهم ب المسلمين ماهم ب المسلمين (نبيل الاوطار ج ۲ ص ۱۳۵) میری دلی خواہش ہے کہ میں کچھ آدمیوں کو شہروں اور دیساوں میں تعمیش کے لیے روانہ کروں جو ان لوگوں کی فرست تیار کریں جو استطاعت کے باوجود اجتماع حج میں شرکت نہیں کرتے، ان پر کفار کی طرح جزیہ مقرر کروں۔ کیونکہ ان کا دعویٰ اسلام فضول و بیکار ہے وہ مسلمان نہیں ہیں۔

وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ بد نسبی اور کیا ہو گی کہ بیت اللہ شریف جیسا بزرگ اور مقدس مقام اس دنیا میں موجود ہو اور وہاں تک جانے کی ہر طرح سے آدمی طاقت بھی رکھتا ہو اور پھر کوئی مسلمان اس کی زیارت کو نہ جائے جس کی زیارت کے لیے بیان آدم علیہ السلام سیکھلوں مرتبہ پیدل سفر کر کے گئے۔ اخراج ابن خزیمة و ابو الشیخ فی المظمة والدبلیم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ادم اتی هذا الیت الف اتیة لم یرکب قط فیہن من الہند علی رجلیہ۔ یعنی ابن عباسؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کا ملک ہند سے ایک ہزار مرتبہ پیدل چل کر حج کیا۔ ان جھوں میں آپؐ بھی سواری پر سوار ہو کر نہیں گئے۔

آنحضرت ﷺ نے جب کافروں کے مظالم سے بھک آکر کہ معظمه سے بھرت فرائی تو رخصتی کے وقت آپؐ نے مجراسو د کو چوما اور آپ وسط مسجد میں کھڑے ہو کر بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے اور آبدیدہ نہ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تو اللہ کے نزدیک تمام جمل سے پیارا و بہتر گھر ہے اور یہ شرب بھی اللہ کے نزدیک احباب البلاد ہے۔ اگر کفار قبیش مجھ کو بھرت پر مجبور نہ کرتے تو میں تیری جدائی ہرگز اختیار نہ کرتا۔ (ترفی) میں تیری جدائی ہرگز اختیار نہ کرتا۔ (ترفی)

جب آپؐ کہ شریف سے باہر لٹکے تو پھر آپؐ نے اپنی سواری کامنہ کہ شریف کی طرف کر کے فرمایا: والله انک لخیر ارض الله واحب ارض الله الى الله ولو لا اخرجت منک ما خرجت (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)، قسم اللہ کی! اے شرک کہ تو اللہ کے نزدیک بہترین شر ہے، تیری زمین اللہ کو تمام روئے زمین سے پیاری ہے۔ اگر میں یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو بھی یہاں سے نہ نکلتا۔

لغیت حج کے بارے میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں من حج هذا الیت فلم یرثت ولم یفسق رجع کما ولدته امہ (ابن ماجہ ص ۲۲۲) یعنی جس نے پورے آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ نہ جمل کے قریب گیا اور نہ کوئی بے ہودہ حرکت کی وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر لوٹا ہے جیسا مال کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک صاف تھا۔

ابو ہریرہ کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو کوئی حج بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوتا ہے۔ اس شخص کی سواری جتنے قدم چلتی ہے ہر قدم کے عوض اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹاتا ہے۔ اس کے لیے ایک یکل لکھتا ہے۔ اور ایک

درجہ جنت میں اس کے لیے بلند کرتا ہے۔ جب وہ شخص بیت اللہ شریف میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے پھر بال منڈواتا یا کتردا تا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسا مان کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔  
(ترغیب و ترغیب ص ۲۲۲)

ابن عباس<sup>ؓ</sup> سے مرفوعاً ابن خزیمہ کی روایت ہے کہ جو شخص کہ مظہر سے حج کے واسطے نکلا اور پیدل عرفات گیا پھر واپس بھی وہاں سے پیدل ہی آیا تو اس کو ہر قدم کے بد لے کر ٹوٹوں ٹکیاں ملتی ہیں۔  
بیہقی نے عمر<sup>ؓ</sup> سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ حج و عمرہ ساتھ ساتھ ادا کرو۔ اس پاک عمل سے فخر کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے اور گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے بھی لوہے کو میل سے پاک کر دیتی ہے۔  
مند احمد میں ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس مسلمان پر حج فرض ہو جائے اس کو ادائیگی میں بلدی کرنی چاہیے۔ اور فرمات کو غیبت جانتا چاہیے۔ نہ معلوم کل کیا پیش آئے۔ اے زفرمات بے خبر در ہرچہ باشی نزد باش۔ میدان عرفات میں جب حاجی صاحبان اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دین و دنیا کی بھلائی کے لیے دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر فرشتوں میں ان کی تعریف فرماتا ہے۔

ابو یعلیٰ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو حاجی راستے میں انتقال کر جائے اس کے لیے قیامت تک ہر سال حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

الغرض فرمیت حج کے بارے میں اور فضائل حج کے متعلق اور بھی بہت سی مرویات ہیں۔ مومن مسلمان کے لیے اسی قدر کافی وافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس مسلمان کو اتنی طاقت دے کہ وہ حج کو جائے اس کو ضرور بالضور وقت کو غیبت جانتا چاہیے اور توحید کی اس عظیم الشان سلامانہ کافرنیس میں بلا حیل و جحش شرکت کرنی چاہیے۔ وہ کافرنیس جس کی بنیاد آج سے چار ہزار سال قبل اللہ کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسالہ و علیہ السلام نے اپنے پاک ہاتھوں سے رکھی اس دن سے آج تک ہر سال یہ کافرنیس ہوتی چلی آ رہی ہے۔ پس اس کی شرکت کے لیے ہر مومن مسلمان ہر ابراہیمی ہر محمدی کو ہر وقت متینی رہنا چاہیے۔

حج کی فرضیت کے شرائط کیا ہیں؟ حج فرض ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط ہیں، ان میں سے اگر ایک چیز بھی فوت ہو جائے تو حج کے لیے جانا فرض نہیں ہے۔ قاعدہ کلیہ ہے اذافات الشرط فات المشروط شرط کے فوت ہونے سے مشروط بھی ساتھ ہی فوت ہو جاتا ہے۔ شرائط یہ ہیں (۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل یا بالغ ہونا (۳) راستے میں امن و امان کا پایا جانا (۴) اخراجات سفر کے لیے پوری رقم کا موجود ہونا (۵) تدرست ہونا (۶) عورتوں کے لیے ان کے ساتھ کسی حرم کا ہونا، حرم اس کو کہتے ہیں جس سے عورت کے لیے نکاح کرنا ہیشہ کے لیے قطعاً حرام ہو جیسے بیٹا یا سگا بھائی یا باپ یا اماں وغیرہ۔ حرم کے علاوہ مناسب تو یہی ہے کہ عورت کے ساتھ اس کا شوہر ہو۔ اگر شوہرنہ ہو تو کسی حرم کا ہونا ضروری ہے۔ عن ابی هریثہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسافر امراء مسيرة يوم وليلة الا و معها ذو محروم متفق عليه۔ ابو ہریرہ<sup>ؓ</sup> روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، عورت بغیر شوہر یا کسی ذی حرم کو ساتھ لئے سفر کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا، حضور! میرا نام مجاهدین کی فرمات میں آگیا اور میری عورت حج کے لیے جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا، جاؤ تم اپنی عورت کے ساتھ حج کرو۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا يخلون رجل بامرأة ولا تسافرون امراة الا و معها محروم الحديث متفق عليه ابن عباس<sup>ؓ</sup> روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ مرد کسی غیر عورت کے ساتھ ہرگز تہلی میں نہ ہو۔ اور نہ ہرگز کوئی عورت بغیر شوہر یا کسی ذی حرم کو ساتھ لئے سفر کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا، حضور! میرا نام مجاهدین کی فرمات میں آگیا اور میری عورت حج کے لیے جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا، جاؤ تم اپنی عورت کے ساتھ حج کرو۔

حج کے میہنوں اور ایام کا بیان چونکہ حج کے لیے عموماً مہ شوال سے تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے شوال و ذی قعده و عشرہ ذی الحجه کو اشراف حج یعنی حج کے میئے کہا جاتا ہے۔ ارکان حج کی ادائیگی کے لیے خاص دن مقرر ہیں جو آٹھ ذی الحجه سے شروع ہوتے ہیں اور تہراً ذی الحجه پر ختم ہوتے ہیں۔ ایام جاہلیت میں کفار عرب اپنے اغراض کے ماتحت حج کے میہنوں کا الٹ پھیر کر لیا کرتے تھے۔ قرآن پاک نے ان کے اس فعل کو کفر میں زیادتی سے تعبیر کیا۔ اور سختی کے ساتھ اس حرکت سے روکا ہے۔ عمرہ مطلق زیارت کو کہتے ہیں۔ اس لیے یہ سال بھر میں ہر میئے میں ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے ایام کی خاص قیود نہیں ہیں۔ آخرت پڑھیں نے اپنی مدت المرضیں چار مرتبہ عمرہ کیا۔ جن میں سے تین عمرے آپ نے ماہ ذی قعده میں کئے اور ایک عمرہ آپ کا جمۃ الوداع کے ساتھ ہوا۔ (تفہیق علیہ)

(۱۵۱۳) ہم سے عبداللہ بن یوسفؑ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شاہب نے، انہیں سلیمان بن یسار نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ فضل بن عباس (جمۃ الوداع میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری کے پیچھے پیشے ہوئے تھے کہ قبیلہ خشم کی ایک خوبصورت عورت آئی۔ فضل اس کو دیکھنے لگے وہ بھی انہیں دیکھ رہی تھی۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا چڑھ بار بار دوسری طرف موڑ دینا چاہتے تھے۔ اس عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ کا فریضہ حج میرے والد کے لیے ادا کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ لیکن وہ بہت بوڑھے ہیں اور نئی پر بیٹھنے نہیں سکتے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج (بدل) کر سکتی ہوں؟ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں۔ یہ جمۃ الوداع کا واقعہ تھا۔

١٥١٣ - حَدَّثَنَا عَنْدُهُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَلِيمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنْ عَنْ عَنْ عَنْ عَنْ عَنْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((كَانَ الْفَضْلُ رَدِيفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَطْفَمْ، فَجَعَلَ الْفَضْلَ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَتَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ إِلَى الشَّقْ الْآخِرِ، فَقَالَتْ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ فَرِنَصَةَ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ فِي الْحَجَّ أَذْرَكَتْ أَبِي شِنْحَا كَثِيرًا لَا يَبْثُثُ عَلَى الرَّاحِلَةِ، أَفَأَخْجُّهُ عَنْهُ ؟ قَالَ : (نَعَمْ). وَذَلِكَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ)).

[اطرافہ فی : ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۴۳۹۹]

[۶۲۲۸]

**الشیخ** اس حدیث سے یہ نکلا کہ نیابتادوسرے کی طرف سے حج کرنا درست ہے۔ مگر وہ شخص دوسرے کی طرف سے حج کر سکتا ہے جو اپنا فرض حج ادا کر چکا ہو۔ اور حنفیہ کے نزدیک مطلقادرست ہے اور ان کے مذہب کو وہ حدیث روکتی ہے جس کو ابن خزیس اور اصحاب سنن نے ابن عباسؓ سے نکلا کہ آخرت پڑھیں نے ایک شخص کو شریمه کی طرف سے لبیک پکارتے ہوئے نہیں۔ فرمایا کیا تو اپنی طرف سے حج کر چکا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو پہلے اپنی طرف سے حج کر پھر شریمه کی طرف سے کرو۔ اسی طرح کسی شخص کے مرجانے کے بعد بھی اس کی طرف سے حج درست ہے۔ بشرطیکہ وہ دوست کر گیا ہو۔ اور بعضوں نے مل بپ کی طرف سے بلا وصیت بھی حج درست رکھا ہے۔ (وجیدی)

حج کی ایک قسم حج بدل بھی ہے۔ جو کسی مغضور یا متومنی کی طرف سے نیابت کیا جاتا ہے۔ اس کی نیت کرتے وقت لبیک کے ساتھ جس کی طرف سے حج کے لیے آیا ہے اس کا نام لینا چاہیے۔ مثلاً ایک شخص نید کی طرف سے حج کے لیے گیا تو وہ یوں پکارے

لیکن عن زینہ بیانہ کی محدود زندے کی طرف سے حج کرنا جائز ہے۔ اسی طرح کسی مرے ہوئے کی طرف سے بھی حج بدل کرایا جاسکتا ہے۔ ایک صحابی نے نبی کرمؐ سے عرض کیا تھا کہ میرا بپ بست ہی بوڑھا ہو گیا ہے وہ سواری پر بھی چلتے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ اجازت دیں ان کی طرف سے حج ادا کروں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں کر لو (ابن ماجہ) مگر اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ جس شخص سے حج بدل کرایا جائے وہ پسلے خود اپنے حج ادا کر چکا ہو۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہے۔

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجل يقول لیک عن شبرمة فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شبرمة قال قریب لی قال هل حججت فقط قال لا قال فاجعل هذه عن نفسك لم حج عن شبرمة رواه ابن ماجة یعنی ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو نا وہ لبیک پکارتے وقت کسی شخص شبرمه نامی کی طرف سے لبیک پکار رہا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ بھی یہ شبرمه کون ہے؟ اس نے کہا کہ شبرمه میرا ایک قریبی ہے۔ آپ نے پوچھا تو نے کبھی اپنے حج ادا کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا، اپنے نفس کی طرف سے حج ادا کر پھر شبرمه کی طرف سے کرنا۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حج بدل وی شخص کر سکتا ہو جو پسلے اپنے حج کر چکا ہو۔ بست سے ائمہ اور امام شافعی و امام احمدؓ کا یہ مذهب ہے۔ لمحات میں ملا علی قاری مرحوم لکھتے ہیں الامر بدل بظاهرہ علی ان النیابة انما یجوز بعد اداء فرض الحج و الی ذهب جماعة من الانتمة والشافعی و احمد یعنی امرتبی بظہار اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نیابت اسی کے لیے جائز ہے جو اپنا فرض ادا کر چکا ہو۔ علامہ شوکانی رضی اللہ عنہ نے اپنی مایہ ناز کتاب نسل الاوطار میں یہ باب منعقد کیا ہے۔ باب من حج عن غيره و لم يكن حج عن نفسه یعنی جس شخص نے اپنے حج نہیں کیا وہ غیر کا حج بدل کر سکتا ہے یا نہیں اس پر آپ حدیث بالا شبرمه والی لائے ہیں اور اس پر فیصلہ دیا ہے وہ لیس فی هذا الباب اصح منه یعنی حدیث شبرمه سے زیادہ اس باب میں اور کوئی صحیح حدیث وارد نہیں ہوتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں: وظاهر الحديث انه لا یجوز لمن لم یحج عن نفسه ان یحج عن غيره و سوآء كان مستطیعا او غير مستطیع لأن النبي صلی اللہ علیہ وسلم لم يستحصل هذا الرجل الذي سمعه یلی عن شبرمة و هو ینزل منزلة العموم والی ذلك ذهب الشافعی و الناصر (جزء و اربع نسل الاوطار ص ۲۰) یعنی اس حدیث سے ظاہر ہے کہ جس شخص نے اپنے نفس کی طرف سے پسلے حج نہ کیا ہو وہ حج بدل کسی دوسرے کی طرف سے نہیں کر سکتا۔ خواہ وہ اپنے حج کرنے کی طاقت رکنے والا ہو یا طاقت نہ رکنے والا ہو۔ اس لیے کہ نبی ﷺ نے جس شخص کو شبرمه کی طرف سے لبیک پکارتے ہوئے سنا تھا اس سے آپ نے یہ تفصیل دریافت نہیں کی۔ پس یہ بنسزل عموم ہے اور امام شافعی و ناصر کا یہ مذهب ہے۔

پس حج بدل کرنے اور کرانے والوں کو سوچ سمجھ لینا چاہیے۔ امر ضروری یہی ہے کہ حج بدل کے لیے ایسے آدمی کو حلاش کیا جائے جو اپنے حج ادا کر چکا ہوتا کہ بلا منک و شبہ اوسیکی فرضیہ حج ہو سکے۔ اگر کسی بغیر حج کئے ہوئے کو بیچ دیا تو حدیث بلا کے خلاف ہو گا۔ نیز حج کی قبولیت اور اوسیکی میں پورا پورا تردید بھی ملتی رہے گا۔ عقل مند ایسا کام کیوں کرے جس میں کافی روپیہ خرچ ہو اور قبولیت میں تردود و منک و شبہ ہاتھ آئے۔

چاکارے کند عاقل کہ باز آید پیمانی

### باب اللہ پاک کا سورہ حج میں یہ ارشاد کہ

۲- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

لُوگ پیدل چل کر تیرے پاس آئیں اور دبلے اونٹوں پر دور دراز راستوں سے اس لیے کہ دین اور دنیا کے فائدے حاصل کریں۔ امام بخاری نے کما سورہ نوح میں ہو فیجا کا لفظ آیا ہے اس کے معنی کھلے اور

﴿يَا أَيُّوبُ وَجَلَّ وَعْدَنَا وَكُلُّ حَنَامٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فُجُّ عَمِيقٍ لَيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ﴾  
لِغَاجَا: الْطُّرْقِ الْوَامِيَّةِ. [الحج: ۲۷].

کشادہ راستے کے ہیں۔

اگلی آیت سورہ حج کی اس باب سے متعلق تھی اور چونکہ اس میں فوج کا لفظ ہے اور فوج اسی کی جمع ہے جو سورہ نوح میں دارد ہے اس لئے اس کی بھی تفسیر بیان کر دی۔

**تفسیر حج** | اس آیت کریمہ کے ذیل مفسرین لکھتے ہیں : فنادی علی جبل ابو قبیس یا ایہا الناس ان ربکم بثی بیتا و اوجب عليکم الحج الیه فاجبوا ربکم واللطف بوجهہ بمنا و هملا و شرقا و غربا لاجابہ کل من کتب له ان بحبح من اصلاب الرجال و ارحام الامهات لبیک اللهم لبیک (جلالین) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبل ابو قبیس پر چڑھ کر پکارا اے لوگو! تمہارے رب نے اپنی عبادت کے لیے ایک گھر بنوایا ہے اور تم پر اس کا حج فرض کر دیا ہے۔ آپ یہ اعلان کرتے ہوئے شمال و جنوب مشرق و مغرب کی طرف منہ کرتے جاتے اور آواز بلند کرتے جاتے تھے۔ پس تن انسانوں کی قسمت میں حج بیت اللہ کی سعادت اذلی کمی جا چکی ہے۔ انہوں نے اپنے بارپوں کی پشت سے اور اپنی ماوں کے ارحام سے اس مبارک ندا کو سن کر جواب دیا لبیک اللہم لبیک۔ یا اللہ ہم حاضر ہیں۔ یا اللہ ہم تیرے پاک گھر کی زیارت کے لیے حاضر ہے۔

قرآن مجید کی مذکورہ پیش گوئی کی حکلک تورۃ میں آج بھی موجود ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہے۔  
”اوْتَشِیَانَ كُثْرَتْ سَعَيْتَ سَعَيْتَ آكِرْ كَرْصَبَلِیْسَ گَمِیَانَ اوْرْ مِنْدَكَ جَوَادْتَشِیَانَ ہِیْنَ اوْرَدَ سَبَ جَوَسَکَیَ ہِیْنَ آئِسَ گَیَ۔“ (مسیحہ ۶/۲۰)  
”قیدار کی ساری بھیڑیں (قیدار اساعیل کے بیٹے کا نام ہے) تیرے پاس جمع ہوں گی۔ نبیط (پیر اساعیل) کے مینڈھے تمہی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ میری منتظری کے واسطے میرے منع پر چڑھائے جائیں گے۔ اپنے شوکت کے گھر کو بزرگی دوں گا۔ یہ کون ہیں پہلے آئیں گے۔“ (مسیحہ ۱۳/۲۰)

ان جملہ پیش گوئیوں سے علمت کعبہ ظاہر ہے۔ وللتفصیل مقام اخر

(۱۵۱۴) ہم سے احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا، کما کہ ہمیں عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، ائمیں یونس نے، ائمیں بن شاہب نے کہ سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ائمیں خبر دی، ان سے عبد اللہ بن عمر نے فرمایا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذی الحلیفہ میں دیکھا کہ اپنی سواری پر چڑھ رہے ہیں۔ پھر جب وہ سید می کھڑی ہوئی تو آپ نے لبیک کہا۔

(۱۵۱۵) - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ عَيْنَى قَالَ حَدَّثَنَا أَنْهُ وَهَبُّ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَنْ شِهَابٌ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَنْدَ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَنَّهُ عَمَّرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَرْكَبُ رَاحِلَةً بِدِيَ الْخُلُفَاءِ ثُمَّ يَهُلُّ حِينَ تَسْتَوِي بِهِ قَالَمَةً)).

[راجع: ۱۶۶]

(۱۵۱۵) ہم سے ابراہیم بن موئی نے بیان کیا، کما کہ ہمیں ولید بن مسلم نے خبر دی، کما کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے سنا، وہ جابر بن عبد اللہ النصاری رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو الحلیفہ سے احرام پاندھا۔ جب سواری آپ کو لے کر سید می کھڑی ہو گئی۔

(۱۵۱۶) - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ سَمِعَ عَطَاءَ يَحْدُثُ عَنْ جَابِرٍ بْنِ عَنْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ إِفَالَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ ذِي الْخُلُفَاءِ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتَهُ)).

رَوَاهُ أَنْسٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ابْرَاهِيمَ بْنَ مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ يَقُولُ حَدِيثُ إِبْرَاهِيمَ بْنُ مُوسَى

بھی مردی ہے۔

امام بخاری کی فرض ان حدیثوں کے لانے سے یہ ہے کہ حج پایا دہ اور سوار ہو کر دونوں طرح درست ہے۔ بعضوں نے کہا ان لوگوں پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ حج پایا دہ افضل ہے، اگر ایسا ہوتا تو آپ بھی پایا دہ حج کرتے مگر آپ نے اوپنی پر سوار ہو کر حج کیا اور آنحضرت ﷺ کی حیروی سب سے افضل ہے۔ (وحیدی) اونٹ کی جگہ آج کل موڑکاروں نے لے لی ہے اور اب حج بے حد آرام وہ ہو گیا ہے۔

### باب پالان پر سوار ہو کر حج کرنا

(۱۵۲) اور ابان نے کہا ہم سے مالک بن دینار نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کشم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی عبدالرحمن کو بھیجا اور انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو شیعیم سے عمر کرایا اور پالان کی کچھ لکڑی پر ان کو بھالیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حج کے لئے پالانیں باندھو کیوں کہ یہ بھی ایک جماد ہے۔

(۱۵۳) محمد بن الی بکر نے بیان کیا کہ ہم سے زید بن زریع نے بیان کیا کہ ہم سے عزراہ بن ثابت نے بیان کیا، ان سے شمام بن عبد اللہ بن انس نے بیان کیا کہ حضرت انس رض ایک پالان پر حج کے لئے تشریف لے گئے اور آپ بخیل نہیں تھے۔ آپ نے بیان کیا کہ نبی کشم رض بھی پالان پر حج کے لئے تشریف لے گئے تھے، اسی پر آپ کا اسباب بھی لدا ہوا تھا۔

لکھنئی مطلب یہ ہے کہ حج میں لکھ کرنا اور آرام کی سواری ڈھونڈنا سنت کے خلاف ہے۔ سادے پالان پر چڑھنا کافی ہے۔ شدف اور عمل اور عمدہ کجاوے اور گدے اور لکنے کے ان چیزوں کی ضرورت نہیں۔ عبادت میں جس قدر مشقت ہو اتنا ہی زیادہ ثواب ہے۔ (وحیدی) یہ باقین آج کے سفر حج میں خواب و خیال بن کر رہ گئی ہیں۔ اب ہر جگہ موڑکار، ہوائی جاز و دوڑتے پھر رہے ہیں۔ حج کا مبارک سر بھی ریل، دغلی جاز، موڑکار ہوائی جازوں سے ہو رہا ہے۔ پھر زیادہ سے زیادہ آرام ہر ہر قدم پر موجود ہے۔ ان لکھفات کے ساتھ حج اس حدیث کی تصدیق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ آخر زندہ میں سفر حج بھی ایک تفریح کا ذریعہ بن جائے گا۔ لیکن سنت کے شدائی ان حالات میں بھی چاہیں تو سادگی کے ساتھ یہ مبارک سفر کرتے ہوئے قدم پر خدا ترسی سنت شعاری کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ کہ شریف سے پیدل چلنے کی اجازت ہے۔ حکومت مجبور نہیں کرتی کہ ہر شخص موڑی کا سفر کرے مگر آرام ٹلی کی دنیا میں یہ سب باقین و قیانوی بھی جانے لگی۔ بہر حال حقیقت ہے کہ سفر حج جماد سے کم نہیں ہے بشرطیہ حقیقی حج نصیب ہو۔

### ۳- بَابُ الْحَجَّ عَلَى الرَّحْلِ

۱۵۱۶- حَدَّثَنَا أَبْدَانٌ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ عَنِ الْفَالِسِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَالِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَثَثَ مَعَهَا أَخَاهَا عَبْدَ الرَّحْمَنَ فَأَغْمَرَهَا مِنَ التَّعْبِينِ، وَحَمَلَهَا عَلَى قَبْرِهِ)). وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: شَدُّوا الرَّحْلَ فِي الْحَجَّ، فَإِنَّهُ أَحَدُ الْجِهَادِينِ۔ [راجع: ۲۹۴]

۱۵۱۷- وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمَقْدِنِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْبَيْعَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ قَابِطٍ عَنْ فَعَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ: ((حَجُّ أَنْسٍ عَلَى رَحْلٍ، وَلَمْ يَكُنْ شَحِيفَةً، وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَجُّ عَلَى رَحْلٍ وَكَانَتْ زَامِلَةً)).

لقط زاملہ ایسے اونٹ پر بولا جاتا ہو حالت سفر میں عیمہ سلامان اسباب اور کمانے پینے کی اشیاء اٹھانے کے لئے استعمال میں آتا تھا، یہاں راوی کا مقصد یہ ہے کہ آخرت میں یہ سفر مبارک اس قدر سادگی سے کیا کہ ایک ہی اونٹ سے سواری اور سلامان اٹھانا ہر دو کام لے لئے گے۔

(۱۵۱۸) ہم سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ایمبن بن نائل نے بیان کیا۔ کہا کہ ہم سے قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی خدا عنہ کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ لوگوں نے تو عمرہ کر لیا لیکن میں نہ کر سکی۔ اس لئے آخرت میں یہ نبی نے فرمایا عبد الرحمن اپنی بن کو لے جا اور انہیں شیعیم سے عمرہ کرالا۔ چنانچہ انہوں نے عائشہ رضی خدا عنہ کو اپنے اونٹ کے پیچے بٹھالیا اور عائشہ رضی خدا عنہ نے عمرہ ادا کیا۔

۱۵۱۸ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلَيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي هُنَّةَ بْنَ نَابِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا اغْتَرَنَّتُمْ وَلَمْ أَغْتَرْمُ. لَقَالَ: ((يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، اذْهَبْ بِأَخْيَكَ فَإِنْجِزْهَا مِنَ التَّعْبِيمِ)) فَأَخْبَرَهَا عَلَى نَافِقَةِ فَاغْتَرَرْتُ)).

[راجع: [۲۹۴]

**شیعیم** آخرت میں یہ حضرت عائشہ رضی خدا عنہ کو عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے شیعیم بھیجا۔ اس بارے میں حضرت علامہ نواب صدیق حسن خان رضی خدا عنہ فرماتے ہیں۔

"میخانش حل است از برا لے مکی بعد حديث صحیحین وغیرہما کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عبد الرحمن بن ابی بکر را امر فرمود با عائشہ بسو نے تعیم بر آید ووے ازانجا عمرہ بر آرد وہر کہ آنرا از مسکن و مکہ صحیح گوید جواب دادہ کہ این امر بنابر تطب خاطر عائشہ بود تا از حل بکہ در آید چنانکہ دیگر ازواج کردندا وابن واجب خلاف ظاہر است۔ باصل آنکه ازوے صلی اللہ علیہ وسلم تعین میقات عمرہ واقع نشده و تعین میقات حج از برا نے اہل پر جست ثابت گشتہ پس اگر عمرہ درین موافقیت بمجموع حج باشد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حديث صحیح گفتہ لمن کان دونهم فهله من اهله و کلناک اهل مکہ بہلوں منها وابن در صحیحین است بلکہ در حقیقت این عباس بعد ذکر موافقیت اہل پر محل تصریح آمدہ باآنکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمود حديث لهن لا هلهن ولعن الی علیهنهن من غیر اهلهن لمن کان یوید الحج و العمرہ وابن حديث در صحیحین است و دران تصریح یعنی با است (بدور الابله، ص: ۱۵۲)

اہل مکہ کے لئے عمرہ کا میقات حل ہے۔ جیسا کہ آخرت میں یہ عبد الرحمن بن ابی بکر رضی خدا عنہ کو فرمایا کہ وہ اپنی بن عائشہ کو شیعیم لے جائیں اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئیں اور جن علاوہ نے یہ کہا کہ عمرہ کا میقات اپنا کھرا اور کہ وہ اسی ہے، انہوں نے اس حدیث کے بارے میں جواب دیا کہ یہ آخرت میں یہ محن حضرت عائشہ رضی خدا عنہ کی دل جوئی کے لئے فرمایا تھا تاکہ وہ حل سے کر آئیں جیسا کہ دیگر ازواج مطررات نے کیا تھا اور یہ جواب ظاہر کے خلاف ہے، حاصل یہ کہ آخرت میں فرمایا سے عمرہ کے لئے میقات کا تعین واقع نہیں ہوا اور میقات حج کا تعین ہر جست والوں کے لئے ثابت ہوا ہے۔ پس اگر عمرہ ان موافقیت میں حج کی ماندہ ہو تو آخرت میں یہ حدیث صحیح میں فرمایا ہے کہ جو لوگ میقات کے اندر ہوں ان کا میقات ان کا گھر ہے وہ اپنے گھروں سے احرام باندھیں اسی طرح کہ وہی کہ وہی سے احرام باندھیں اور یہ حدیث صحیح میں ہے۔ بلکہ حدیث این عباس رضی خدا عنہ میں ہر جگہ کی میقات کا ذکر کرنے کے بعد صراحتاً آیا ہے کہ رسول اللہ میں یہ میقات ان لوگوں کے لئے ہیں جو ان کے اہل ہیں اور جو بھی اور حرمے گزریں ملاں کہ وہ یہاں کے باشندے نہ ہوں۔ پھر ان کے لئے میقات بھی مقلات ہیں جو بھی حج اور عمرے کا ارادہ کر کے

آئیں۔ پس اس حدیث میں صراحتاً عمرو کا لفظ موجود ہے۔

نواب مرhom کا اشارہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب حج کا احرام کر دالے کہہ ہی سے ہاندھیں گے اور ان کے گھر ہی ان کے میقات ہیں تو عمرو کے لئے بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ حدیث پڑا میں رسول کریم ﷺ نے حج اور عمرہ کا ایک ہی جگہ ذکر فرمایا ہے۔ پہ سلسلہ میقات جس قدر احکامات حج کے لئے ہیں وہی سب عمرو کے لئے ہیں۔ ان کی ہنا پر صرف کہ شریف سے عمرہ کا احرام ہاندھنے والوں کے لئے تعمیم جانا ضروری نہیں ہے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

### باب حج مبرور کی فضیلت کا بیان

(۱۵۱۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ کون سا کام بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ پوچھا گیا کہ پھر اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں جلواد کرنا۔ پھر پوچھا گیا کہ پھر اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا کہ حج مبرور۔

### ۴- بَابُ فَضْلِ الْحَجَّ الْمَبُرُورِ

۱۵۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْغَفِيرِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ  
قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ الزَّهْرَيِّ  
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ هُرَيْثَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((سَيْلَ النَّبِيِّ ﷺ أَيُّ  
الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: ((إِيمَانُ بِاللَّهِ  
وَرَسُولِهِ)). قَيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((جِهَادٌ  
لِّهِ سَيْلَ اللَّهِ)). قَيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ:  
((حَجُّ مَبُرُورٌ)). [راجح: ۲۶]

**حج مبرور** مبرور لفظ پر سے ہتا ہے جس کے معنی تینی کے ہیں۔ قرآن مجید میں لمیں البر میں یعنی لفظ ہے۔ یہی وہ حج جس میں ازاں اول **حج مبرور** آخر نیکیاں ہی نیکیاں کی گئی ہوں۔ گناہ کا شائبہ بھی نہ ہو۔ ایسا حج قست والوں کو یہ نصیب ہوتا ہے۔ عند اللہ یہی حج مقبول ہے پھر ایسا حاجی عمر بھر ایک مثالی مسلمان بن جاتا ہے اور اس کی زندگی سرپا اسلام اور ایمان کے رنگ میں رنگ جاتی ہے۔ اگر ایسا حج نصیب نہیں تو وہی مثال ہوگی خرمیٹی گر کر کے رو دچوں بیاہ ہنوز خر باشد۔

حج مبرور کی تعریف میں حافظ فرماتے ہیں الذی لا یخالطه شئی من الانم یعنی حج مبرور وہ ہے جس میں گناہ کا مطلقاً دخل نہ ہو۔ حدیث جابر میں ہے کھلانا اور سلام پھیلانا جو حاجی اپنا شعار بنالے اس کا حج حج مبرور ہے۔ یہی حج وہ ہے جس سے گرشہ صیرہ و کیرہ جملہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور ایسا حاجی اس حالت میں لوٹتا ہے گویا وہ آج ہی مل کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اللہ پاک ہر حاجی کو ایسا حج نصیب کرے۔

گرافوس ہے کہ آج کی مادی ترقیات نے نئی نئی ایجادوں نے روحانی عالم کو بالکل سخت کر کے رکھ دیا ہے۔ پیشتر حاجی کہ شریف کے بازاروں میں جب مغربی سازوں سلطان دیکھتے ہیں، ان کی آنکھیں چکا چورہ ہو جاتی ہیں وہ جائز اور ناجائز سے پلا ہو کر انکی انکی جیزیں خرید لیتے ہیں کہ واپس اپنے وطن آکر حاجیوں کی بدناہی کا موجب بنتے ہیں۔ حکومت کی نظروں میں ذلیل ہوتے ہیں۔ الا من رحم اللہ

(۱۵۲۰) ہم سے عبدالرحمن بن مبارک نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے خالد بن عبد اللہ طحان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں حسیب بن ابی عمرہ نے خردی، انسیں عائشہ بنت طلحہ نے اور انہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ انہوں نے

۱۵۲۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
الْمَبَارِكَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا  
خَبِيبُ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ  
طَلْحَةَ ((عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ

پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد سب نیک کاموں سے بڑھ کر ہے۔ پھر ہم بھی کیوں نہ جہاد کریں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ سب سے افضل جہاد حج ہے جو مبرور ہو۔

[۲۸۷۶]

(۱۵۲۱) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سیار ابو الحکم نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو حزم سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابو هریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لئے اس شان کے ساتھ حج کیا کہ نہ کوئی فخش بات ہوئی اور نہ کوئی گناہ تو وہ اس دن کی طرح واپس ہو گا جیسے اس کی مال نے اسے جتنا تھا۔

حدیث بلا میں لفظ مبرور سے مراد وہ حج جس میں ریا کاری کا دغل نہ ہو، خالص اللہ کی رضا کے لئے ہو جس میں ازاول آ آخر کوئی گناہ نہ کیا جائے اور جس کے بعد حاجی کی پہلی حالت بدل کر اب وہ سرپا نیکیوں کا مجسمہ بن جائے۔ بلاش اس کا حج حج مبرور ہے حدیث مذکور میں حج مبرور کے کچھ اوصاف خود ذکر میں آگئے ہیں، ای تفصیل کے لئے حضرت امام اس حدیث کو یہاں لائے۔

### باب حج اور عمرہ کی میقاتوں

#### کا بیان

(۱۵۲۲) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے زہیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے زید بن جبیر نے بیان کیا کہ وہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی قیامگاہ پر حاضر ہوئے۔ وہی ثقہات کے ساتھ شامیانہ لگا ہوا تھا (زید بن جبیر نے کہا کہ) میں نے پوچھا کہ کس جگہ سے عمرہ کا احرام باندھنا چاہئے۔ عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد والوں کے لئے قرن، مدینہ والوں کے لئے ذوالمحیۃ اور شام والوں کے لئے جوف مقرر کیا ہے۔

میقات اس جگہ کو کہتے ہیں جس سے حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھ لینا چاہئے اور وہاں سے بغیر احرام باندھے آگے بونا جائز ہے اور اور ہندوستان کی طرف سے جانے والوں کے لئے یہ مسلم پاٹ کے محاذ سے احرام باندھ لینا چاہئے۔ جب جائز ہیں سے گرتے ہے تو

اللہ عنہا آئہ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، نَرِى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ ، أَفَلَا نُجَاهِدُ ؟ قَالَ : ((لَا ، لَكِنْ أَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُورٌ)).

[اطرافہ فی: ۱۸۶۱، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵]

۱۵۲۱ - حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكْمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفَعْ وَأَنْتَمْ يَفْسَقُونَ رَاجِعَ كَيْوَمٍ وَلَدَنَةَ أُمَّةٍ)).

[طرفہ فی: ۱۸۱۹، ۱۸۲۰].

### ۵- بَابُ فَرْضِ مَوَاقِيتِ الْحَجَّ وَالْعُمَرَةِ

۱۵۲۲ - حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهْرَةُ قَالَ : زَيْدُ بْنُ جَيْثَرٍ أَنَّهُ أَتَى عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي مَنْزِلِهِ وَلَهُ فُسْطَاطَةٌ وَسُرَادِقَ - فَسَأَلَهُ : مِنْ أَنِّي يَحْجُوزُ أَنْ أَغْمِرَ ؟ قَالَ : فَرَضَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا ، وَلِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْخَيْفَةِ ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجَخَفَةِ). [راجح: ۱۳۳]

کپتان خود سارے حاجیوں کو اطلاع کر دتا ہے یہ جگہ عدن کے قریب پڑتی ہے۔ قرن منازل کہ سے دو منزل پر طائف کے قریب ہے اور ذوالخیفہ مدینہ سے چھ میل پر ہے اور جحفہ کہ سے پانچ چھ منزل پر ہے۔ قسطلانی نے کماں لوگ جحفہ کے بدل رانغ سے احرام باندھ لیتے ہیں۔ جو جحفہ کے برابر ہے اور اب جحفہ دیران ہے وہاں کی آب و ہوا خراب ہے نہ وہاں کوئی جاتا ہے نہ اترتا ہے۔ (وجیدی) واختصت الجحفة بالحنى فلا ينزلها أحد الا حرم (فتح) یعنی جحفہ بخار کے لئے مشور ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں عاملہ نے قیام کیا تھا جبکہ ان کو شیرب سے بنو عیل نے نکال دیا تھا مگر یہاں ایسا سیلاب آیا کہ اس نے اس کو برپا کر کے رکھ دیا۔ اسی لئے اس کا جحفہ نام ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ عمرہ کے میقات بھی وہی ہیں جو حج کے ہیں۔

### ۶۔ باب قول اللہ تعالیٰ :

﴿وَتَرْوَدُوا، فَإِنْ خَيْرُ الرِّزْادِ التَّقْوَىٰ﴾  
[البقرة : ۱۹۷] کہ تو شہ ساتھ میں لے لوا اور سب سے بہتر تو شہ تقویٰ ہے۔

(۱۵۲۳) ہم سے سعیٰ بن بشر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شبیہ بن سوار نے بیان کیا، ان سے ورقاء بن عمرو نے، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عکرمه نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ میں کے لوگ راستہ کا خرج ساتھ لائے بغیر خج کے لئے آجاتے تھے۔ کہتے تو یہ تھے کہ ہم تو کل کرتے ہیں لیکن جب کہ آتے تو لوگوں سے مانگنے لگتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ”اور تو شہ لے لیا کرو کہ سب سے بہتر تو شہ تو تقویٰ ہی ہے۔“ اس کو ابن عبیینہ نے عمرو سے بواسطہ عکرمه مرسلًا نقل کیا ہے۔

**لشیخ** مرسل اس حدیث کو کہتے ہیں کہ یہاںی آنحضرت ﷺ کی حدیث بیان کرے اور جس صحابی سے وہ نقل کر رہا ہے اس کا نام نہ لے۔ صحابی کا نام لینے سے یہی حدیث پھر مرفوع کملاتی ہے جو درج قبولیت میں خاص مقام رکھتی ہے۔ یعنی سچے مرفوع حدیث نبوی (لشیخ)

آہت شریفہ میں تقویٰ سے مراد ماٹنے سے پچھا اور اپنے مصارف سفر کا خود انتظام کرنا مراد ہے اور یہ بھی کہ اس سفر سے بھی زیادہ اہم سزا آخرت درپیش ہے۔ اس کا تو شہ بھی تقویٰ پر ہیزگاری گناہوں سے پچھا اور پاک زندگی گزارنا ہے۔ بہ سلسلہ حج تقویٰ کی تلقین کی حج کا ماحصل ہے۔ آج بھی جو لوگ حج میں وست سوال دراز کرتے ہیں، انہوں نے حج کا مقصد ہی نہیں سمجھا۔ قال المهلب فی هذا الحديث من الفقة ان ترك السوال من التقوى و يوبده ان الله مدح لم يستل الناس الحالا فان قوله فان خير الزاد التقوى اي تزودوا والتفوا اذى الناس بسؤالكم ايامهم والان في ذلك (فتح) یعنی مطلب نے کہا کہ اس حدیث سے یہ سمجھا گیا کہ سوال نہ کرنا تقویٰ سے ہے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اللہ پاک نے اس شخص کی تعریف کی ہے جو لوگوں سے چٹ کر سوال نہیں کرتا۔ خیر الزاد التقوى کا مطلب یہ کہ ساتھ میں تو شہ لے اور سوال کر کر کے لوگوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ اور سوال کرنے کے گناہ سے بچو۔

۱۵۲۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانٌ عَنْ وَرْقَاءِ عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْيَمَنَ يَحْجُونَ وَلَا يَتَرَوَّدُونَ، وَيَقُولُونَ: نَحْنُ الْمُتَوَكِّلُونَ، فَإِذَا قَدِمُوا مَكَّةَ سَأَلُوا النَّاسَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَتَرْوَدُوا، فَإِنْ خَيْرُ الرِّزْادِ التَّقْوَىٰ﴾ عَنْ عَمْرُو عَنْ عِكْرَمَةَ مَرْسَلًا.

مائنگنے والا متوكل نہیں ہو سکتے۔ حقیقی توکل یہی ہے کہ کسی سے بھی کبی چیزیں مدد نہ مانگی جائے اور اسباب مہیا کرنے کے باوجود بھی اسباب سے قطع نظر کرنا یہ توکل سے ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے اونٹ والے سے فرمایا تھا کہ اسے مضبوط باندھ پھر اللہ پر بھروسہ رکھ۔

بر توکل زانوئے اشتہرے بدر

گفت پیغمبر پاواز بلند

باب مکہ و اے حج اور عمرہ کا احرام

کمال سے باندھیں

(۱۵۲۳) ہم سے موئی بن اساعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے این عباس مجھے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ والوں کے احرام کے لئے ذوالحیفہ، شام والوں کے لئے جوفہ، نجد والوں کے لئے قرن منازل، یمن والوں کے لئے یہاں متعین کیا۔ یہاں سے ان مقلات والے بھی احرام باندھیں اور ان کے علاوہ وہ لوگ بھی جو ان راستوں سے آئیں اور حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔ لیکن جن کا قیام میقات اور مکہ کے درمیان ہے تو وہ احرام اسی جگہ سے باندھیں جمل سے انہیں سفر شروع کرتا ہے۔ یہاں تک کہ مکہ کے لوگ مکہ ہی سے احرام باندھیں۔

[۱۸۴۵]

## ۷۔ بَابُ مُهَلٌ أَهْلَ مَكَّةَ لِلْحَجَّ وَالْعُمْرَةِ

۱۵۲۴ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهِبَّةً قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ((إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَتْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحَلِيفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجَحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَنَمَ، هُنَّ لَهُنْ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنْ مِنْ غَيْرِهِنْ مِمْنَ أَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، وَمَنْ كَانَ ذُو دِلْكَ فَعِنْ حَتَّى أَهْلَ مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ)).

[اطرافة فی : ۱۵۲۶، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰]

معلوم ہوا کہ حج اور عمرہ کے میقات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہی حضرت امام بخاری کا مقصود باب ہے۔

## بَلْ بَرْمِيَّةِ وَالْوَلِ كَامِيقَاتِ اورَ اُنَيْسِ ذَوَالْحَلِيفَةِ سَبِيلٌ احرام نہ باندھنا چاہئے

(۱۵۲۵) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خردی، اُنہیں نافع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کے لوگ ذوالحیفہ سے احرام باندھیں، شام کے لوگ جوفہ سے اور نجد کے لوگ قرن منازل سے۔ عبد اللہ نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور یمن کے لوگ یہاں سے احرام باندھیں۔

## ۸۔ بَابُ مِيقَاتِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ، وَلَا يُهِلُّونَ قَبْلَ ذِي الْحَلِيفَةِ

۱۵۲۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((يُهِلُّ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِي الْحَلِيفَةِ، وَأَهْلُ الشَّامِ مِنْ الْجَحْفَةِ، وَأَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنِ)). قَالَ عَبْدُ اللَّهِ ((وَتَلَغَّى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((وَيُهِلُّ

اہل الیمنِ من یَلْقَمُ). [راجع: ۱۳۳]

**شاید حضرت امام بخاری کامنہب یہ ہے کہ میقات سے پہلے احرام باندھنا درست نہیں ہے، اسحق اور داؤد کا بھی یہی قول ہے۔ جمصور کے نزدیک درست ہے۔ یہ میقات مکانی میں اختلاف ہے لیکن میقات زمانی یعنی حج کے میتوں سے پہلے حج کا احرام باندھنا بالاتفاق درست نہیں ہے۔ نجد وہ ملک ہے جو عرب کا بالائی حصہ تہامہ سے عراق تک واقع ہے۔ بعضوں نے کما جرش سے لے کر کوفہ کے نواحی تک اس کی مغربی حد جائز ہے۔ (دوہیدی)**

### باب شام کے لوگوں کے احرام باندھنے کی جگہ کہاں ہے؟

(۱۵۲۶) ہم سے مدد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے طاؤس نے بیان کیا، اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحیفہ کو میقات مقرر کیا۔ شام والوں کے لئے جحفہ، نجد والوں کے لئے قرن منازل اور بیکن والوں کے لئے یملہم۔ یہ میقات ان ملک والوں کے ہیں اور ان لوگوں کے لئے بھی جوان ملکوں سے گزر کر حرم میں داخل ہوں اور حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔ لیکن جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہوں ان کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ان کے گھر ہیں۔ یہاں تک کہ مکہ کے لوگ احرام مکہ ہی سے باندھیں۔

### ۹- بَابُ مُهَلَّ أَهْلِ الشَّامِ

۱۵۲۶- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادًا عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((وَقَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْخُلَفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ، وَلِأَهْلِ نَجْدِ قَرْنِ الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلَمِ، فَهُنَّ لَهُنَّ وَلَمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ لِمَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمَهُلَهُ مِنْ أَهْلِهِ وَكَذَّاكَ حَتَّى أَهْلُ مَكَّةَ يَهُلُونَ مِنْهَا)). [راجع: ۱۵۲۴]

جو حضرات عمرہ کے لئے تعمیم جانا ضروری گرداتے ہیں یہ حدیث ان پر صحیح ہے بشرطیہ بنظر تحقیق مطالعہ فرمائیں۔

### باب نجد والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ کوئی ہے؟

(۱۵۲۷) ہم سے علی بن مدینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عبیینہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم نے زہری سے یہ حدیث یاد رکھی، ان سے سالم نے کہا اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میقات متعین کر دیئے تھے۔

(۱۵۲۸) (دوسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے احمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شلب نے، انہیں سالم بن عبد اللہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے رسول کشم میثیلہ سے سنایا۔ آپ

### ۱۰- بَابُ مُهَلَّ أَهْلِ نَجْدِ

۱۵۲۷- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِيَّاً قَالَ حَفِظَنَا مِنَ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ ((وقَتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ح۔

[راجع: ۱۳۳]

۱۵۲۸- حَدَّثَنَا أَخْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَمِعَتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مُهَلَّ

نے فرمایا تھا کہ مدینہ والوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ذوالحیفہ اور شام والوں کے لئے میع یعنی جحفہ اور نجد والوں کے لئے قرن منازل۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کماکہ لوگ کہتے تھے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ یمن والے احرام یہ مسلم سے باندھیں لیکن میں نے اسے آپ سے نہیں سن۔

أَهْلُ الْمَدِينَةِ ذُو الْحَلَيْفَةِ، وَمُهَلٌ أَهْلُ  
الشَّامِ مَهِيْعَةً وَهِيَ الْجُحْفَةُ، وَأَهْلُ نَجْدٍ  
قَرْنٌ) قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
رَعَمُوا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ - وَتَمَ أَسْمَعَهُ  
- ((وَمُهَلٌ أَهْلُ الْيَمَنِ يَلْمَلُمُ)).

[راجع: ۱۳۳]

### باب جو لوگ میقات کے اوہ رہتے ہوں ان کے احرام باندھنے کی جگہ

(۱۵۲۹) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے عمرو بن دینار نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کے لیے ذوالحیفہ میقات تھمرایا اور شام والوں کے لیے جحفہ، یمن والوں کے لیے یہ مسلم اور نجد والوں کے لیے قرن منازل۔ یہ ان ملکوں کے لوگوں کے لیے ہیں اور دوسرے ان تمام لوگوں کے لیے بھی جوان ملکوں سے گزریں۔ اور حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں۔ لیکن جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہوں۔ تو وہ اپنے شہروں سے احرام باندھیں، تا آنکہ کہ کو لوگ مکہ ہی سے احرام باندھیں۔

### باب یمن والوں کے احرام باندھنے کی جگہ کونسی ہے؟

(۱۵۳۰) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کماکہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے باب نے اور ان سے ابن عباسؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ والوں کے لئے ذوالحیفہ کو میقات مقرر کیا، شام والوں کے لئے جحفہ، نجد والوں کے لئے قرن منازل اور یمن والوں کے لئے یہ مسلم۔ یہ ان ملکوں کے باشندوں کے میقات ہیں اور تمام ان دوسرے مسلمانوں کے بھی جوان ملکوں سے گزر کر آئیں اور حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتے

### ۱۱- بَابُ مُهَلٌ مَنْ كَانَ دُونْ الْمَوَاقِيتِ

۱۵۲۹- حَدَثَنَا قَتِيْبَةُ قَالَ حَدَثَنَا حَمَادٌ  
عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَقَتَ  
لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُوا الْحَلَيْفَةِ، وَلِأَهْلِ الشَّامِ  
الْجُحْفَةِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلُمُ، وَلِأَهْلِ  
نَجْدٍ قَرْنًا، فَهُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ أَتَى عَلَيْهِنَّ  
مِنْ غَيْرِ أَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَجَّ  
وَالْعُمْرَةَ، فَمَنْ كَانَ دُونَهُنَّ فَمَنْ أَهْلُهُ،  
حَتَّى إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ يَهُلُونَ مِنْهَا)).

[راجع: ۱۵۲۴]

### ۱۲- بَابُ مُهَلٌ أَهْلُ الْيَمَنِ

۱۵۳۰- حَدَثَنَا مَعْلُىٰ بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَثَنَا  
وَهَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيهِ  
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ وَقَتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذُوا الْحَلَيْفَةِ،  
وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةِ، وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ  
الْمَنَازِلِ، وَلِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلُمُ، هُنَّ  
لِأَهْلِهِنَّ وَلِكُلِّ أَتَى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِمْ

ہوں۔ لیکن جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہیں تو وہ احرام وہیں سے باندھیں) جمل سے سفر شروع کریں تا آنکہ کماک کے لوگ احرام کمہی سے باندھیں۔

**باب عراق والوں کے احرام باندھنے کی جگہ ذات عرق ہے**

(۱۵۳۱) ہم سے علی بن مسلم نے بیان کیا، کماک ہم سے عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کماک ہم سے عبید اللہ عمری نے تفخ سے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر بن حیثی نے کہ جب یہ دو شر (بصرہ اور کوفہ) فتح ہوئے تو لوگ حضرت عمر بن حیثی کے پاس آئے اور کماک کیا امیر المؤمنین رسول اللہ ﷺ نے خود کے لوگوں کے لئے احرام باندھنے کی جگہ قرن منازل قرار دی ہے اور ہمارا راستہ ادھر سے نہیں ہے، اگر ہم قرن کی طرف جائیں تو ہمارے لئے بڑی دشواری ہو گی۔ اس پر حضرت عمر بن حیثی نے فرمایا کہ پھر تم لوگ اپنے راستے میں اس کے برابر کوئی جگہ تجویز کرلو۔ چنانچہ ان کے لئے ذات عرق کی تعین کر دی۔

**لئے عرق کی تعین کر دی** یہ مقام کہ شریف سے بیالیں میل پر ہے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر بن حیثی نے یہ مقام اپنی رائے اور اجتہاد سے مقرر کیا۔ مگر جابر بن عبد اللہ کی روایت میں آخرست لئے عرق کے سے عراق والوں کا میقات ذات عرق مردی ہے گواں کے مرفوع ہونے میں شک ہے۔ اس روایت سے یہ بھی نکلا کہ اگر کوئی کہ میں حج یا عمرے کی نیت سے اور کسی راستے سے آئے جس میں کوئی میقات راہ میں نہ پڑے تو جس میقات کے مقابل پہنچ دہاں سے احرام باندھے۔ بعضوں نے کماک اگر کوئی میقات کی برا بری معلوم نہ ہو سکے تو جو میقات سب سے دور ہے اتنی دور سے احرام باندھے۔ میں کہتا ہوں ابوداؤ اور سلسلے نے بماند صحیح حضرت عائشہ بنی خوشی سے نکلا کہ آخرست لئے عرق نے عراق والوں کے لئے ذات عرق مقرر کیا اور احمد اور دارقطنی نے عبداللہ بن عمرو بن عاصی سے بھی ایسا یہ لکھا ہے۔

پس حضرت عمر بن حیثی کا اجتہاد حدیث کے مطابق پڑا (مولانا وحید الزہبی)

اس بارے میں حافظ ابن حجر نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ آخر میں آپ فرماتے ہیں لکن لما من عمر ذات عرق وتعہ عليه الصحابة واسعمر عليه العمل کان اولی بالاباع یعنی حضرت عمر بن حیثی نے اسے مقرر فرمادیا اور صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا تو اب اس کی اتباع ہی بہتر ہے۔

### باب ذوالخیفہ میں احرام باندھتے وقت نماز پڑھنا

(۱۵۳۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کماک ہمیں امام مالک نے خردی، انہیں تفخ نے، انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذوالخیفہ کے پتھریلے میدان میں اپنی سواری روکی اور پھر وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

بیٹھنے ارادۃ الحجۃ والغمۃ، فَمَنْ كَانَ  
ذُو ذِلْكَ فَمَنْ حَيَثُ أَنْشَا، حَتَّى أَهْلَ  
مَكَّةَ مِنْ مَكَّةَ). [راجح: ۱۵۲۴]

**۱۳- باب ذات عرق لأهل العراق**  
 ۱۵۳۱ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ:  
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُعَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْيَيْدُ  
 اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
 عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمَّا فَتحَ هَذَا الْمَهْرَبَانِ  
 أَتَوْا عُمَرُ فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّلَ لِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَاتٍ وَهُوَ  
 جَوْزٌ عَنْ طَرِيقَنَا، وَإِنَّ أَرَدْنَا قَرْنَاتٍ شَقَّ  
 عَلَيْنَا. قَالَ: فَانظُرُوا حَلْوَهَا مِنْ طَرِيقَكُمْ.  
 فَحَدَّلَ لَهُمْ ذاتَ عرق).

**لئے عرق کا اجتہاد حدیث کے مطابق پڑا (مولانا وحید الزہبی)**  
 اس بارے میں حافظ ابن حجر نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ آخر میں آپ فرماتے ہیں لکن لما من عمر ذات عرق وتعہ عليه الصحابة واسعمر عليه العمل کان اولی بالاباع یعنی حضرت عمر بن حیثی نے اسے مقرر فرمادیا اور صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا تو اب اس کی اتباع ہی بہتر ہے۔

### ۱۴- باب الصلاة بذري الخيفية

۱۵۳۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ  
 قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
 بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّا  
 نَأْخُذُ بِالْبَطْحَاءِ بِذْرِيَ الْخِيفَةِ

سلم نے نماز پڑھی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

### باب بنی کریم شیبیم کا شجرہ پر سے گزر کر جانا

(۱۵۳۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبداللہ عمری نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے راستے سے گزرتے ہوئے ”معرس“ کے راستے سے مدینہ آتے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ جاتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے لیکن واپسی میں ذوالحیفہ کے شیب میں نماز پڑھتے۔ آپ رات وہیں گزارتے تا آنکہ صبح ہو جاتی۔

شجرہ ایک درخت تھا ذوالحیفہ کے قریب۔ آخرت شیب میں اسی راستے سے آتے اور جاتے۔ اب وہاں ایک مسجد بن گئی ہے۔ آج کل اس جگہ کا نام بر علی ہے، یہ علی حضرت علی بن ابی طالب نہیں ہیں بلکہ کوئی اور علی ہیں جن کی طرف یہ جگہ اور یہاں کا کتوں میں منسوب ہے۔ معرس عربی میں اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سافر رات کو اتریں اور وہاں ڈیرہ لگائیں۔ یہ مذکورہ معرس ذوالحیفہ کی مسجد تھی واقع ہے اور یہاں سے مدینہ بہت ہی قریب ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو پار بار ان مقامات مقدسہ کی زیارت فہیب کرے۔ آمین۔ آپ دن کی روشنی میں مدینہ میں داخل ہوا کرتے تھے۔ پس سنت یہی ہے۔

### باب بنی کریم شیبیم کا ارشاد کہ وادی عقیق مبارک وادی ہے

(۱۵۳۴) ہم سے ابو بکر عبداللہ حمیدی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ولید اور بشر بن بکر تیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے میخی بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنًا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنًا، ان کا بیان تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وادی عقیق میں سنًا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ رات میرے پاس میرے رب کا ایک فرشتہ آیا

قصتلی بھا، وَكَانَ عَنْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقْعُلُ ذَلِكَ). [راجع: ۴۸۴]

### ۱۵- باب خروج النبی ﷺ عَلَى طریق الشجَرَةِ

۱۵۳۳ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْتَهِرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عَيَاضٍ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ طَرِيقِ الشَّجَرَةِ وَيَدْخُلُ مِنْ طَرِيقِ الْمَعْرِسِ، وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ إِلَى مَكَّةَ يَصْلَى فِي مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ، وَإِذَا رَجَعَ صَلَّى بِلْدِي الْحَلَيفَةَ يَبْطِلُ الْوَادِي وَبَاتَ حَتَّى يُضْبَحَ)).

۱۶- باب قول النبی ﷺ ((الْعَقِيقُ وَادٌ مَبَارَكٌ))

۱۵۳۴ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ وَبَشْرُ بْنُ بَكْرٍ التَّبَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْتَى قَالَ حَدَّثَنِي عِكْرَمَةُ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُونَ: إِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُونَ: إِنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيًّا ﷺ بِوَادِي

اور کہا کہ اس ”مبارک وادی“ میں نماز پڑھ اور اعلان کر کے عمرہ حج میں شریک ہو گیا۔

[طرفہ فی : ۲۲۳۷، ۷۳۴۳]

الْفَقِيقِ يَقُولُ : ((أَتَانِي الْنَّبِيلَةُ آتَتِي مِنْ رَبِّي  
فَقَالَ: صَلَّى فِي هَذَا الْوَادِي الْمَبَارَكِ وَقَلَّ:

عُمْرَةُ فِي حَجَّةٍ)).

ایام حج میں عمرہ عمد جاہلیت میں سخت معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس غلط خیال کی بھی اصلاح کی اور اعلان کرایا کہ اب ایام حج میں عمرہ داخل ہو گیا۔ یعنی جاہلیت کا خیال باطل ہوا۔

ایام حج میں عمرہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی لئے تمعن کو افضل قرار دیا گیا کہ اس میں حاجی پہلے عمرہ کر کے جاہلیت کی رسم کی تنخ کرنی کرتا ہے۔ پھر اس میں جو آسانیاں ہیں کہ یوم ترویہ تک احرام کھول کر آزادی مل جاتی ہے۔ یہ آسانی بھی اسلام کو مطلوب ہے۔ اسی لئے تمعن حج کی ہمترن صورت ہے۔

(۱۵۳۵) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سالم بن عبد اللہ بن عمر نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے کہ معرس کے قریب ذوالخلفیہ کی بطن وادی (اوی عقین) میں آپؐ کو خواب دکھایا گیا۔ (جس میں) آپؐ سے کہا گیا تھا کہ آپؐ اس وقت ”بطحاء مبارک“ میں ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ سالم نے ہم کو بھی وہاں ٹھہرایا وہ اس مقام کو ڈھونڈ رہے تھے جہاں عبد اللہ اونٹ بھلایا کرتے تھے یعنی جہاں اخضرت ﷺ رات کو اترا کرتے تھے۔ وہ مقام اس مسجد کے یچے کی طرف میں ہے جو نالے کے نشیب میں ہے۔ اترنے والوں اور راستے کے پیچوں نجع (اوی عقین مدینہ سے چار میل بقعہ کی جانب ہے۔

۱۵۳۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَىٰ بْنُ عَقْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((عَنْ السَّيِّدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ رَضِيَ وَهُوَ مَعْرُوسٌ بِذِي الْحَلَّيَةِ بِبَطْنِ الْوَادِي قِيلَ لَهُ: إِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مَبَارَكَةً، وَقَدْ أَنَّا خَبَّا سَالِمَ بِتَوْخِي بِالْمُنَائِخِ الَّذِي كَانَ عَنْدَ اللَّهِ يُبَيِّنُ بَيْتَهُ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَهُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْمَسْجِدِ الَّذِي بِبَطْنِ الْوَادِي، يَنْهَمُ وَيَنْبَنِ الطَّرِيقُ وَسَطْ مِنْ ذَلِكَ)).

[راجع: ۴۸۳]

حدیث سے وادی کی فضیلت ظاہر ہے۔ اس میں قیام کرنا اور یہاں نمازیں ادا کرنا باعث اجر و ثواب اور اتباع سنت ہے۔ تمعن جب مدینہ سے واپس ہوا تو اس نے یہاں قیام کیا تھا اور اس زمین کی خوبی دیکھ کر کہا تھا کہ یہ تو عقین کی مانند ہے۔ اسی وقت سے اس کا نام عقین ہو گیا (فتح الباری)

باب اگر کپڑوں پر خلوق (ایک قسم کی خوشبو) لگی ہو تو اس کو تین بار دھونا۔

(۱۵۳۶) ہم سے محمد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابو عاصم ضحاک بن محدث نبیل نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں این جرتع نے خبر دی، کہا کہ مجھے

۱۷ - بَابُ غَسْنِ الْخَلُوقِ ثَلَاثَ مَرَاتٍ مِنِ الشَّيَابِ

۱۵۳۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمِ النَّبِيلِ أَخْبَرَنَا أَبْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي

عطاء بن ابی ربان نے خردی، انہیں صفوان بن یعلیٰ نے کہا کہ ان کے باپ یعلیٰ بن امیہ نے حضرت عمر بن الخطاب سے کہا کہ کبھی آپ مجھے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں دکھائیے جب آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ جمعرانہ میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آگر پوچھایا رسول اللہ ﷺ! اس شخص کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے جس نے عمرہ کا حرام اس طرح باندھا کہ اس کے کپڑے خوشبو میں بے ہوئے ہوں۔ نبی کریم ﷺ اس پر تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو گئے۔ پھر آپ پر وحی نازل ہوئی تو حضرت عمر بن الخطاب نے یعلیٰ بن الخطاب کو اشارہ کیا۔ یعلیٰ آئے تو رسول اللہ ﷺ پر ایک کپڑا تھا جس کے اندر آپ تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے کپڑے کے اندر اپنا سر کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ روئے مبارک سرخ ہے اور آپ خراٹے لے رہے ہیں۔ پھر یہ حالت ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ وہ شخص کمال ہے جس نے عمرہ کے متعلق پوچھا تھا۔ شخص مذکور حاضر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جو خوشبو لگا رکھی ہے وہ سے تین مرتبہ دھولے اور اپنا جبہ اتار دے۔ عمرہ میں بھی اسی طرح کر جس طرح جج میں کرتے ہو۔ میں نے عطاء سے پوچھا کہ کیا آنحضرت ﷺ کے تین مرتبہ دھونے کے حکم سے پوری طرح صفائی مراد تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں۔

عطاً أن صفوان بن يغلى أخبره ((أن  
يغلى قال لعمر رضي الله عنه: أربى  
النبي ﷺ حين يوحى إليه. قال: فَيَنِمُّ  
النبي ﷺ بالجفونة - ومدة نفر من  
 أصحابه - جاءه رجل فقال: يا رسول  
الله، كيف ترى في رجل آخر بعمره  
وهو متضمخ بطين؟ فسكت النبي ﷺ  
ساعة، فجاءه الوحي، فأشار عمر رضي  
الله عنه إلى يغلى، فجاء يغلى - وعلى  
رسول الله ﷺ ثوب قد أطلبه - فادخل  
رأسه، فإذا رسول الله مغموم الوجه وهو  
يغطى، ثم سرّي عنه فقال: ((أين الذي  
سأل عن العمرة؟)) فلما برجل فقال:  
((اغسل الطين الذي بك ثلاث مرات،  
وانزع عنك الجبة، وأصنع في عمرتك  
كم تصنع في حجتك)). فقلت لعطاً:  
أراد الإنقاء حين أمره أن يغسل ثلاث  
مرات؟ فقال: ((نعم))).

أطراfe في: ١٧٨٩، ١٨٤٧، ٤٣٢٩]

•[4980

**لیستہجھ** اس حدیث سے ان لوگوں نے دلیل لی ہے جو احرام کے وقت خوشبو لگانا جائز نہیں سمجھتے۔ کیونکہ آخر فقرت میں اس خوشبو کے اثر کو تمیں پار دھونے کا حکم فرمایا۔ الہم بالک بطور امام محرکا میں قول ہے۔ اور جمورو علماء کے زندگی احرام ہاندھے وقت خوشبو لگانا درست ہے گو اس کا اثر احرام کے بعد بھی رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بعیلی کی حدیث ۸۷ هـ کی ہے اور ۱۰۴ هـ میں یعنی جمعۃ الوداع میں حضرت عائشہؓ نے احرام ہاندھے وقت آپؐ کے خوشبو لگائی اور یہ آخری فعل پہلے کاٹا گئے ہے۔ (وحیدی)

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں واجاب الجمهور بان قصہ یعنی کانت بالحصرۃ کیا ثابت فی هذا الحديث وھی فی سنۃ ثمان بلا خلاف وقد ثبت عن عائشة انها طبیت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بینها عند احرامها کما سیاتی فی الذی بعده وکان ذالک فی حجۃ الوداع سنۃ عشر بلا خلاف وانما یوْخَذ بالآخر فلَا يُخَرِّج مِن الْأَمْر (فتح الباری) خلاصہ اس عبارت کا وہی ہے جو اور پر مذکور ہوا۔

### باب الحرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا

اور احرام کے ارادہ کے وقت کیا پہننا چلے ہے اور کنگھا کرے اور تیل لگائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حرم خوشبو دار پھول سوکھ سکتا ہے۔ اسی طرح آئینہ دیکھ سکتا ہے اور ان چیزوں کو جو کھائی جاتی ہیں بطور دوابجی استعمال کر سکتے ہیں۔ مثلاً زیتون کا تیل اور گنگی وغیرہ۔ اور عطاء نے فرمایا کہ حرم انگوٹھی پن سکتا ہے اور ہمیانی باندھ سکتا ہے۔ ابن عمر نے طواف کیا اس وقت آپ حرم تھے لیکن پیٹ پر ایک کپڑا باندھا رکھا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہما نے جانکئے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا تھا۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی مراد اس حکم سے ان لوگوں کے لئے تھی جو ان کے ہودج کو اونٹ پر کسا کرتے تھے۔

اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا۔ دارقطنی کی روایت میں یوں ہے اور حمام میں جا سکتا ہے اور داڑھ میں درد ہو تو اکھاڑ سکتا ہے پھر ابھوڑ سکتا ہے، اگر ناخن نوث گیا ہو تو اتنا ٹکڑا نکال سکتا ہے۔ جموروں علاء کے نزدیک احرام میں جانکیا پہننا درست نہیں کیونکہ یہ پاجامہ ہی کے حکم میں ہے۔

(۱۵۳۷) ہم سے محمد بن یوسف فربابی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سادہ تیل استعمال کرتے تھے (احرام کے باوجود) میں نے اس کا ذکر ابراہیم نجعی سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ تم ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بات نقل کرتے ہو۔

(۱۵۳۸) مجھ سے تو اسود نے بیان کیا اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرم ہیں اور گویا میں آپ کی ماںگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔

**لشیخ** اس نقل سے کوئی غرض نہیں جب آخر حضرت کی حدیث موجود ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ احرام باندھنے وقت آپ نے خوشبو لگائی۔ یہاں تک کہ احرام کے بعد بھی اس کا اثر آپ کی ماںگ میں رہا اس روایت سے حفظیہ کو سبق لینا چاہئے۔ ابراہیم نجعی حضرت امام ابو حیینؓ کے استاذ الاستاذین میں انہوں نے حدیث کے خلاف ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول و فعل رد کر دیا تو اور کس مجتهد اور فقیہ کا قول حدیث کے خلاف کہ قتل قبول ہو گیا (مولانا وحید الرہاں مرحوم)

۱۸ - بَابُ الطَّيِّبِ عَنْهُ الْأَخْرَامِ  
وَمَا يَلْبِسُ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُحْرِمَ، وَيَرْجِلُ  
وَيَدْهِنُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا: يَشْمُمُ الْمُحْرِمَ الرِّتْخَانَ، وَيَنْظُرُ فِي  
الْمِرْأَةِ، وَيَتَدَاوِي بِمَا يَأْكُلُ الزَّيْتَ  
وَالسُّمْنَ. وَقَالَ عَطَاءً: يَعْتَمِمُ وَيَلْبِسُ  
الْأَهْمَيْتَانَ. وَطَافَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا وَهُوَ مُحْرِمٌ وَقَدْ حَرَمَ عَلَى بَطْنِيِهِ  
بِنُوبٍ وَلَمْ تَرَ عَالِيَّةً رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
بِالْتَّبَانِ بَاسَأَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ تَعْنِي لِلَّذِينَ  
يُرَحَّلُونَ هَذِهِجَا.

۱۵۳۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ مُنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ  
جَبَّابٍ قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا يَدْهِنُ بِالْزَيْتِ، فَلَدَّكَرْتُهُ لِإِبْرَاهِيمَ  
لَقَالَ: مَا تَصْنَعُ بِقَوْلِهِ :

۱۵۳۸ - حَدَّثَنِي الأَسْوَدُ عَنْ عَالِيَّةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((كَانَتِي أَنْظَرْتُ إِلَيَّ  
وَيَنْصِي الطَّيِّبِ فِي مَفَارِقِ رَسُولِ اللَّهِ  
وَهُوَ مُحْرِمٌ)).

اس مقام پر حدیث نبوی لوگان موسیٰ حیا و اجتماعوہ الخ بھی یاد رکھنی ضروری ہے۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ اگر آج موئی علیہ السلام زندہ ہوں اور تم میرے خلاف ان کی اتباع کرنے لگو تو تم سیدھے راستے سے گراہ ہو جاؤ گے مگر مقلدین کا حال اس تدریجیب ہے کہ وہ اپنے اماموں کی محبت میں نہ قرآن کو قتل غور گردانے ہیں نہ احادیث کو۔ ان کا آخری ہواب یہی ہوتا ہے کہ ہم کو قول امام بن ہبہ ہے۔ ایسے مقلدین جادین کے لئے حضرت امام مددی علیہ السلام ہی شاید راہمنا بن سکین ورنہ سراسرنا امیدی ہے۔

۱۵۳۹ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ (۱۵۳۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کما کہ ہمیں امام

مالک نے خبر دی، انہیں عبد الرحمن بن قاسم نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں آپ کے احرام کے لئے اور اسی طرح بیت اللہ کے طواف زیارت سے پسلے حلال ہونے کے لئے خوشبو لگایا کرتی تھیں۔

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ قَالَ : ((كَنْتُ أَطَيْبَ رَسُولَ اللَّهِ لِإِخْرَاجِهِ حِينَ يَخْرُمُ، وَلِجَلْهِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بِالْبَيْتِ)).

[اطرافہ فی: ۱۷۰۴، ۵۹۲۲، ۵۹۲۸]

. [۵۹۳۰]

### باب بالوں کو جما کر احرام باندھنا

احرام باندھتے وقت اس خیال سے کہ بال پر بیان نہ ہوں، ان میں گرد و غبار نہ سائے، بالوں کو گوند یا بھٹی یا کسی اور لحاب سے جملتے ہیں۔ عربی زبان میں اسے تلبید کہتے ہیں۔

۱۵۴۰ - حَدَّثَنَا أَصْبَعُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبِيهِ وَهُبَّ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبِيهِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَهْلِكُ نِهَلَ مَلَيدًا)).

[اطرافہ فی: ۱۵۴۹، ۵۹۱۴، ۵۹۱۵]

لیکن کسی لیس دار چیز گوند وغیرہ سے آپ نے بالوں کو اس طرح جملایا تھا کہ احرام کی حالت میں وہ پرانگہ نہ ہونے پائیں۔ اسی حالت میں آپ نے احرام باندھا تھا۔

### باب ذوالحلیفة کی مسجد کے پاس

#### احرام باندھنا

۱۵۴۱ - حَدَّثَنَا عَلَىٰ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ مَرْيَمَيْنَيْنِيْ نَبَّأَ بِهِ أَنَّهُمْ نَبَّأُوا لِمَا سَمِعُوا بْنَ عَفَّةَ سَفِیَّاً بْنَ عَبِیْبَهُ نَبَّأَ بِهِ أَنَّهُمْ نَبَّأُوا لِمَا سَمِعُوا بْنَ عَفَّةَ عَقْبَةَ نَبَّأَ بِهِ أَنَّهُمْ نَبَّأُوا لِمَا سَمِعُوا بْنَ عَبِیْبَهُ نَبَّأَ بِهِ أَنَّهُمْ نَبَّأُوا لِمَا سَمِعُوا بْنَ عَفَّةَ

### ۲۰ - بَابُ الْإِهْلَالِ عِنْدَ مَسْجِدِ

#### ذِي الْحُلْيَةِ

۱۵۴۱ - حَدَّثَنَا عَلَىٰ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِیَّاً بْنَ عَبِیْبَهُ نَبَّأَ بِهِ أَنَّ عَقْبَةَ سَمِعَتْ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : سَمِعَتْ

انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا (دوسری صد) امام بخاری نے کہا اور ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے، انہوں نے اپنے باپ سے سنا، وہ کہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذواللیفہ کے قریب ہی پہنچ کر احرام باندھا تھا۔

اس میں اختلاف ہے کہ آخر حضرت مسیح موعودؑ نے کس جگہ سے احرام باندھا تھا۔ بعض لوگ ذواللیفہ کی مسجد سے بتاتے ہیں جب آپ نے احرام کا دو گانہ ادا کیا۔ بعض کہتے ہیں جب مسجد سے نکل کر اوپنی پر سوار ہوئے۔ بعض کہتے ہیں جب آپ بیداء کی بلندی پر پہنچے۔ یہ اختلاف درحقیقت اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان تینوں مقاموں میں آپ نے لبیک پکاری ہوئی گی۔ بعضوں نے اول اور دوسرے مقام کی نہ سنی ہو گئی۔ بعضوں نے اول کی نہ سنی ہو گئی تو ان کو یہی مکان ہوا کہ یہیں سے احرام باندھا۔ (وجیری)

### باب محرم کو کونے کپڑے پہننا درست نہیں

(۱۵۳۴) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! محرم کو کس طرح کا کپڑا پہننا چاہئے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کرتے پہنچنے نہ عمامہ باندھے نہ پاجامہ پہنچنے نہ باران کوٹ نہ موزے۔ لیکن اگر اس کے پاس جو قی نہ ہو تو وہ موزے اس وقت پہن سکتا ہے جب مخنوں کے نیچے سے ان کو کاٹ لیا ہو۔ (اور احرام میں) کوئی ایسا کپڑا نہ پہن جس میں زعفران یا ورس لگا ہوا ہو۔ ابو عبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ محرم اپنا سرد ہو سکتا ہے لیکن سکھانہ کرے۔ بدن بھی نہ کھبلانا چاہئے اور جوں سراور بدن سے نکال کر زمین پر ڈالی جاسکتی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما۔ ح وحدتنا عبد اللہ بن مسلمہ عن مالک عن موسیٰ بن عقبہ عن سالم بن عبد اللہ آنہ سمع آباء يقول : ((ما أهل رسول الله ﷺ إلا من عند المسجد)) یعنی مسجد ذی الحجۃ.

### ۲۱- بَابُ مَا لَا يَلْبِسُ الْمُحْرِمِ مِنَ الشَّيْبِ

۱۵۴۲- حدثنا عبد الله بن يوسف قال أخبرنا مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما (أن رجلاً قال : يا رسول الله، ما يلبس المحرم من الشيب؟ قال رسول الله ﷺ : (لا يلبس القمبص ولا العمائم ولا السراويلات ولا البرائس ولا الخفاف، إلا أحدة لا يجده نلائين فلينبس خفين ولنيقطفهم أسفال من الأكتقين، ولا تلبسو من الشيب شيئاً مسأله الرغفان أو ورسن) قال أبو عبد الله يغسل المحرم رأسه ولا يترجع ولا يحلك جسدته ويلقى القفل من رأسه و جسدته في الأرض. [راجح: ۱۳۴]

وہ ایک زرد گماں ہوتی ہے خوشبودار اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ محرم کو یہ کپڑے پہننے ناجائز ہیں۔ ہر سلاہوا کپڑا پہننا مرد کو احرام میں ناجائز ہے لیکن عورتوں کو درست ہے۔ خلاصہ یہ کہ ایک لگنی اور ایک چادر، مرد کا یہی احرام ہے۔ یہ ایک فقری لباس

ہے، اب یہ حاجی اللہ کا فقیر بن گیا، اس کو اس لباس فخر کا تازنگی لفاظ رکھنا ضروری ہے۔ اس موقع پر کوئی کتنا ہی برا بادشاہ مالدار کیوں نہ ہو سب کو یہی لباس نسبت تن کر کے مساوات انسانی کا ایک بہترین نمونہ پیش کرنا ہے اور ہر امیر و غریب کو ایک ہی سطح پر آجائنا ہے تاکہ وحدت انسانی کا ظاہر اور باطنی بہتر مظاہرہ ہو سکے اور امراء کے دامغوں سے خوت امیری نکل سکے اور غباء کو تلی والاطیناں ہو سکے۔ الغرض لباس احرام کے اندر ہست سے روحانی و مادی و سماجی فوائد مضریہں گران کا مطالعہ کرنے کے لئے دیدہ بصیرت کی ضرورت ہے اور یہ چیز ہر کسی کو نہیں ملتی۔ اسماں نہ کرو اولو الالباب

## باب حج کے لئے سوار ہونا یا سواری پر کسی کے پیچھے بیٹھنا

درست ہے

(۱۵۴۳، ۳۲۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، ان سے وہ بیان جریر نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھ سے میرے والد جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے یوسف بن زید نے، ان سے زہری نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے عرفات سے مزادفہ تک اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر مزادفہ سے منی تک حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما پیچھے بیٹھے گئے تھے، دونوں حضرات نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جو عقبہ کی روی تک برابر تلبیہ کرتے رہے۔

## ۲۲۔ بَابُ الرُّكُوبِ وَالْأَرْتِدَافِ فِي

### الحج

۱۵۴۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَبُّ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يُونُسَ الْأَيْلِيِّ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ أَسَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ رِذْفَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ عَرْفَةَ إِلَى الْمُزَدْلِفَةِ، ثُمَّ أَرْذَفَ الْفَضْلَ مِنْ الْمُزَدْلِفَةِ إِلَى مَنْيَى، قَالَ فَكِلَاهُمَا قَالَ: لَمْ يَرْزَلْ النَّبِيُّ ﷺ يُلْبِيَ حَتَّى رَمَى حَمْرَةَ الْعَقْدَةِ)). [طرفة في : ۱۶۸۶].

[اطرافہ في : ۱۶۷۰، ۱۶۸۵، ۱۶۸۷].

## باب محروم چادریں اور تہبند اور کون کون

سے کپڑے پہنے

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا محروم تھیں لیکن کم کیسو کے پھول) میں رکے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ عورتیں احرام کی حالت میں اپنے ہونٹ نہ چھپائیں نہ منہ پر نقاب ڈالیں اور نہ ورس یا زعفران کارنگا ہوا کپڑا پہنیں اور جابر بن عبد اللہ النصاری نے کماکہ میں کسم کو خوشبو نہیں سمجھتا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کے لئے زیور سیاہ یا گلابی کپڑے اور موزوں کے پہننے میں کوئی مضاائقہ نہیں سمجھا اور ابراہیم نجھی نے کماکہ عورتوں کو احرام کی حیات میں

۲۳۔ بَابُ مَا يَلْبِسُ النَّمَرِيمُ مِنَ الشَّيَابِ وَالْأَرْدِيَةِ وَالْأَرْزِ  
وَلَبِسَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا الشَّيَابَ  
الْمُعَصْفَرَةَ - وَهِيَ مُخْرِمَةٌ - وَقَالَتْ : لَا  
تَلْئِمْ وَلَا تَتَبَرَّقْ وَلَا تَلْبِسْ ثَوْبًا بُوْرُسٍ وَلَا  
رَغْفَانِ. وَقَالَ جَابِرٌ : لَا أَرَى الْمُعَصْفَرَ  
طَيِّبًا. وَلَمْ تَرِ عَائِشَةَ بَاسَّا بِالْخَلْيِ  
وَالْتَّوْبِ الْأَسْوَدِ وَالْمُؤْرَدِ وَالْخَفَّ  
لِلْمَرْأَةِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ : لَا بَأْسَ أَنْ يَنْدِلَ

کپڑے بدل لینے میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۵۳۵) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے موئی بن عقبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے کریب نے خبر دی اور ان سے عبداللہ بن عباس پتی اپنے نے بیان کیا کہ جنتۃ الادعی میں ظراور عصر کے درمیان ہفت کے دن (نی کشم شیخیل) نکھا کرنے اور تیل لگانے اور ازار اور رداء پہننے کے بعد اپنے محلہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ آپ نے اس وقت زعفران میں رنگے ہوئے ایسے کپڑے کے سوا جس کا رنگ بدن پر لگتا ہو کسی قسم کی چادر یا تہند پہننے سے منع نہیں کیا۔ دن میں آپ ذوالحجۃ ہجع گئے (اور رات وہیں گزاری) پھر آپ سوار ہوئے اور بیداء سے آپ کے اور آپ کے ساتھیوں نے لبک کہا اور احرام باندھا اور اپنے اونٹوں کو ہار پہنلیا۔ ذی قعده کے مینے میں اب پانچ دن رہ گئے تھے۔ پھر آپ جب مکہ پہنچنے تو ذی الحجه کے چاروں گزر پہنچتے۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی، آپ ابھی حلال نہیں ہوئے کیونکہ قربانی کے جانور آپ کے ساتھ تھے اور آپ نے ان کی گردن میں ہار ڈال دیا تھا۔ آپ جون پہاڑ کے نزدیک مکہ کے بالائی حصے میں اترے۔ حج کا احرام اب بھی باقی تھا۔ بیت اللہ کے طواف کے بعد پھر آپ وہاں اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک میدان عرفات سے واپس نہ ہوئے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ بیت اللہ کا طواف کریں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں، پھر اپنے سروں کے بل ترشا کر حلال ہو جائیں۔ یہ فرمان ان لوگوں کے لئے تھا جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے۔ اگر کسی کے ساتھ اس کی یہوی تھی تو وہ اس سے ہم بستر ہو سکتا تھا۔ اسی طرح خوبصوردار اور (سلے ہوئے) کپڑے کا استعمال بھی اس کے لیے جائز تھا۔

۱۵۴۵ - حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمَقْنُوتِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ سُلَيْمانَ قَالَ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عَفْرَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي كُرْبَتَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((الْأَنْطَلَقُ النَّبِيُّ مِنَ الْمَدِينَةِ بَعْدَمَا تَرَبَّلَ وَأَذْهَنَ وَلَمْ يَنْهَا إِذَا رَأَهُ وَرِدَاءَهُ هُوَ وَأَصْحَابَهُ، فَلَمْ يَنْهَا عَنْ شَيْءٍ مِنَ الْأَرْضِ وَالْأَرْضُ تُبَشِّرُ إِلَّا الْمَغْفِرَةُ الَّتِي تُرْدَعُ عَلَى الْجَلْدِ، فَاصْبَحَ بِهِ الْمَلِيَّةُ الْخَلَفِيَّةُ، رَكِبَ رَاحِلَةً حَتَّى اسْتَوَى عَلَى الْبَيْتِ أَهْلُ هُوَ وَأَصْحَابَهُ، وَلَلَّهُ بَدَنَتْهُ، وَذَلِكَ لِعَنْسِ بَقِيفَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ، فَقَدِيمٌ مَكْهُ لِأَرْبِيعِ تِيَابٍ حَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ، فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَّا وَالسَّرْوَةِ، وَلَمْ يَجِدْ مِنْ أَجْلِ بَدَنِهِ لَا تَهْنَقَهُ، ثُمَّ نَزَّلَ بِأَغْلَى مَكْهَ عِنْدَ الْحَجَّوْنَ وَهُوَ مُهَلِّ بِالْحِجَّةِ، وَلَمْ يَقْرَبْ لِكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرْفَةَ، وَأَمْرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَطْوُفُوا بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَّا وَالسَّرْوَةِ، ثُمَّ يَقْسِرُوا مِنْ رُؤُوسِهِمْ ثُمَّ يَحْلُوا، وَذَلِكَ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ بَدَنَةً قَلَدَهَا، وَمَنْ كَانَ مَعَهُ أَنْوَهَنَّهُ لَهُ حَلَالٌ وَالظَّبَابُ وَالْقِيَابُ)).

[طرفہ فی : ۱۶۲۵ ، ۱۷۳۱]

نی کشم شیخیل ہفت کے دن مدینہ منورہ سے ہمارخ ۲۵ ذی قعده کو لکھے تھے۔ اگر مینہ تیس دن کا ہوتا تو پانچ دن باقی رہے تھے۔ لیکن اتفاق سے مینہ ۲۹ دن کا ہو گیا اور ذی الحجه کی پہلی تاریخ پنج شنبہ کو واقع ہوئی۔ کیونکہ دوسری روایتوں سے ثابت

ہے کہ آپ صرفات میں جمعہ کے دن ظہرے تھے۔ ابن حزم نے جو کماکہ آپ جمرات کے دن مدینہ سے لٹکے تھے یہ ذہن میں نہیں آتا۔ البتہ ممکن ہے کہ آپ جمعہ کو مدینہ سے لٹکے ہوں۔ مگر صحیحین کی روایتوں میں ہے کہ آپ نے اس دن ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعتیں پڑھیں اور صدر کی ذواللیفۃ میں دو رکعتیں۔ ان روایتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ جمعہ کا دن نہ تھا۔ جو ان پہاڑ مصب کے قریب مسجد عقبہ کے پرہام ہے۔

### باب (مدینہ سے چل کر) ذواللیفۃ میں صحیح تک ظہرنا،

یہ عبد اللہ بن عمر بن حنفیہ کیم شیخہ سے نقل کرتے ہیں۔

(۱۵۳۶) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی بنے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ مجھے ابین جرجیع نے خبر دی، انہوں نے کماکہ مجھ سے محمد بن المکدر نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں چار رکعتیں پڑھیں لیکن ذواللیفۃ میں دو رکعت ادا فرمائیں پھر آپ نے رات وہیں گزاری۔ صح کے وقت جب آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے تو آپ نے لیک پکاری۔

(۱۵۳۷) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کماکہ ہم سے عبد الوہاب نے بیان کیا، کماکہ ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک نے کہ رسول اللہ شیخہ نے مدینہ میں ظہر چار رکعت پڑھی لیکن ذواللیفۃ میں صرف دو رکعت۔ انہوں نے کماکہ میرا خیال ہے کہ رات صح تک آپ نے ذواللیفۃ میں ہی گزار دی۔

ذواللیفۃ وہی جگہ ہے جو آج کل بر عملی کے ہم نے مشور ہے آج بھی حاجی صاحبان کا یہیل پڑاؤ ہوتا ہے۔

### باب لبیک بلند آواز سے کہنا

(۱۵۳۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کماکہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ابو ایوب نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک نے کہ نبی کرم شیخہ نے نماز ظہر میں منورہ میں

۲۴- بَابُ مَنْ بَاتَ بَدِيَ الْخُلُفَةِ  
حَتَّىٰ أَصْبَحَ، قَالَهُ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ  
اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

۱۵۴۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ  
جَرْجِيَعَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِيرِ عَنْ  
أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:  
((صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا، وَبِدِيَ  
الْخُلُفَةِ رَكْعَيْنِ، لَمْ بَاتْ حَتَّىٰ أَصْبَحَ  
بِدِيَ الْخُلُفَةِ، فَلَمَّا رَكِبَ رَاحِلَةً  
وَأَسْنَوَتْ بِهِ أَقْلَمَ)). [راجح: ۱۰۸۹]

۱۵۴۷- حَدَّثَنَا فَقِيْهَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ  
الْوَهَّابَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْيُوبُ عَنْ أَبِيهِ قِلَّاتَةَ  
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ((أَنَّ  
النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الطَّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا،  
وَصَلَّى الْعُصْرَ بِدِيَ الْخُلُفَةِ رَكْعَيْنِ،  
قَالَ: وَأَخْسِبَهُ بَاتٍ بِهَا حَتَّىٰ أَصْبَحَ)).

[راجح: ۱۰۸۹]

۲۵- بَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْإِفْلَالِ

۱۵۴۸- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَوْبَبَ قَالَ  
حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبْيُوبٍ عَنْ أَبِيهِ  
قِلَّاتَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ:

((صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ الطُّفُورَ أَرْبَعًا  
وَالْعَصْرَ بِدِي الْحَلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ،  
وَسَمِعَتُهُمْ يَضْرُبُونَ بِهِمَا جَمِيقًا)).

**لشیخ** جسور علماء کا یہ قول ہے کہ لبیک پاکر کرنا مستحب ہے مگر یہ مردوں کے لئے ہے، عورتیں آہستہ کیں۔ امام احمد نے مرفوعاً حضرت ابو ہریرہ رض سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو لبیک پاکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب لبیک کرنا امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک سنت ہے اور اما ابو حیفہ کے نزدیک بغیر لبیک کے احرام پورانہ ہو گا۔ آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ حج قرآن کی نیت کرنے والے لبیک بحجۃ و عمرہ پاکر ہے تھے۔ پس قرآن والوں کو جو حج و عمرہ ہر دو ملائکر کرنا چاہیے ہوں وہ ایسے ہی لبیک پاکریں۔ اور خالی حج کرنے والے لبیک بحجۃ کیں اور خالی عمرہ کرنے والے لبیک بعمرہ کے الفاظ پاکریں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں فیہ حجۃ للجمہور فی استحباب رفع الاوصوات بالتلبیۃ وقد روی مالک فی الموطأ واصحاب السنن وصححه الترمذی وابن خزیمة والحاکم من طریق خلا德 بن السائب عن ایہہ مرفوعاً جاء نی جبرئیل فامرني ان امور اصحابی برفعون اوصواتهم بالاہل لیعنی لبیک کے ساتھ آواز بلند کرنا مستحب ہے۔ موظا وغیرہ میں مرفوعاً مردی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا کہ اپنے اصحاب سے کہہ دیجئے کہ لبیک کے ساتھ آواز بلند کریں۔ پس صحابہ کرام اس قدر بلند آواز سے لبیک پاکر کرتے کہ پاہڑ کو بخت لگ جلتے لبیک اللہم لبیک کے معنی یا اللہ! میں تمہی عبادت پر قائم ہوں اور تیرے بلانے پر حاضر ہوں یا میرا اخلاص تیرے ہی لئے ہے، میں تمہی طرف متوجہ ہوں۔ تمہی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ لبیک اس دعوت کی قبولت ہے جو تحییل عمارت کعبہ کے بعد حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وسلم نے (وَإِذْنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجَّ) کی قیمتیں میں پکاری تھی کہ لوگو! آؤ اللہ کا گمراہ گیا ہے پس اس آواز پر ہر حاجی لبیک پاکرا تھے۔ کہ میں حاضر ہو گیا ہوں یا یہ کہ غلام حاضر ہے۔

### باب تلبیہ کا بیان

(۱۵۴۹) ہم سے عبد اللہ بن یوسف رض نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خردی، انہیں نافع نے اور انہیں عبد اللہ بن عمر رض نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا "حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں میں، تمہا کوئی شریک نہیں۔ حاضر ہوں، تمام حمد تمہرے ہی لئے ہے اور تمام نعمتیں تمہی ہی طرف سے ہیں، ملک تمہا ہی ہے، تمہا کوئی شریک نہیں۔"

### ۲۶۔ بَابُ التَّلْبِيَةِ

(۱۵۴۹) - حَدَّثَنَا عَنْدَ اللَّهِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ تَلْبِيَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: لَبِّيْكَ اللَّهُمَّ لَبِّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبِّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ، لَا شَرِيكَ لَكَ)).

[راجح: ۱۵۴۰]

(۱۵۵۰) ہم سے محمد بن یوسف فرمایا نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے اغمش سے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابو عطیہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں جانتی ہوں کہ کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ کرتے تھے۔ آپ تلبیہ

(۱۵۵۰) - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ عَمَارَةَ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَيْفَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ

یوں کہتے تھے لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والسمعة لک (ترجمہ گزر چکا ہے) اس کی متابعت سفیان ثوری کی طرح ابو معاویہ نے امشش سے بھی کی ہے۔ اور شعبہ نے کماکر مجھ کو سلیمان امشش نے خبر دی کہ میں نے خیش نے سنا اور انہوں نے ابو عطیہ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا۔ پھر یہی حدیث بیان کی۔

**باب احرام باندھتے وقت جب جانور پر سوار ہونے لگے تو**  
**لبیک سے پسلے الحمد للہ، سبحان اللہ،**  
**اللہ اکبر کہنا**

(۱۵۵۱) ہم سے مویں بن اسماعیل نے بیان کیا، کما کہ ہم سے وہیب بن خلد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس نے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ۔۔۔ ہم بھی آپ کے ساتھ تھے ۔۔۔ ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحیفہ میں عصر کی نماز دو رکعت۔ آپ رات کو وہیں رہے۔ صبح ہوئی تو مقام یداء سواری پر بیٹھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد اس کی تسبیح اور حکیمی کی۔ پھر جس سے سواری کے لئے ایک ساتھ احرام باندھا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اور عمرو کے لئے ایک ساتھ احرام باندھا (یعنی قران کیا) جب ہم کہ آئے تو آپ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ کھول دیا۔ پھر آٹھویں تاریخ میں سب نے حج کا احرام باندھا۔ انہوں نے کما کرنی کیم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کڑے ہو کر بت سے اونٹ خر کئے۔ حضور اکرم نے (عید الاضحی کے دن) مدینہ میں بھی دو چت کبرے سیکھوں والے میڈھے ذئب کئے تھے۔ ابو عبد اللہ امام بخاری نے کما کہ بعض لوگ اس حدیث کو یوں روایت کرتے ہیں ایوب سے، انہوں نے ایک شخص سے، انہوں نے انس سے۔

**باب جب سواری سیدھی لے کر کھڑی ہو**  
**اس وقت لبیک پکارنا**

یلَّیْ: لَبِیْکَ اللَّهُمَّ لَبِیْکَ، لَبِیْکَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبِیْکَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ). تَابَعَهُ أَبُو مُعاوِيَةَ عَنِ الْأَغْمَشِ وَقَالَ شَعْبَةُ أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ سَمِيعُتْ قَالَ خَيْرَةَ عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ قَالَ سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا.

### ٤٧ - بَابُ التَّحْمِيدِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ قَبْلَ الْإِهْلَالِ عِنْدَ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّائِبَةِ

١٥٥١ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهِنْبَتْ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ أَبِي قَلَابَةَ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مَعَهُ بِالْمَدِينَةِ - الظُّهُرُ أَرْبَعًا وَالْعَصْرُ بِذِي الْحَلَيْفَةِ رَكْعَيْنِ، ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتَّى أَصْبَحَ، ثُمَّ رَكِبَ، ثُمَّ رَكَبَ حَتَّى اسْتَوَتْ يَهُ عَلَى الْبَيْدَاءِ حَمِيدَ اللَّهُ وَسَبَحَ وَكَبَرَ، ثُمَّ أَهْلَ بَحْرَ وَعَمَرَةَ وَأَهْلَ النَّاسِ بِهِمَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمْرَ النَّاسَ فَحَلُولُوا، حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ أَهْلُوا بِالْحَجَّ. قَالَ وَنَحْرَ النَّبِيُّ ﷺ بِدَنَاتِ بَيْدَهُ قِيَاماً، وَذَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ كَبَشَيْنِ أَنْلَهِيْنِ)). قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: قَالَ بَعْضُهُمْ هَذَا عَنْ أَيُوبَ عَنْ رَجْلٍ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ أَنَسِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ [١٠٨٩]. [راجع: ۱۰۸۹]

٤٨ - بَابُ مَنْ أَهْلَ حِينَ اسْتَوَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ قَائِمَةً

(۱۵۵۲) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں ابن جریج نے خبر دی، کہا کہ مجھے صالح بن کیسان نے خبر دی، انہیں تافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو لے کر آپ کی سواری پوری طرح کھڑی ہو گئی تھی تو آپ نے اس وقت لبیک پکارا۔

### باب قبلہ رخ ہو کر احرام باندھتے ہوئے لبیک پکارنا

(۱۵۵۳) اور ابو معن نے کہا کہ ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ایوب سختیانی نے تافع سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب ذوالحیفہ میں صبح کی نماز پڑھ پکے تو اپنی اوٹنی پر پالان لگانے کا حکم فرمایا، سواری لائی گئی تو آپ اس پر سوار ہوئے اور جب وہ آپ کو لے کر کھڑی ہو گئی تو آپ کھڑے ہو کر قبلہ رو ہو گئے اور پھر لبیک کہنا شروع کیا تا آنکہ حرم میں داخل ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے لبیک کہنا بند کر دیا۔ پھر ذی طوی میں تشریف لا کر رات وہیں گزارتے صبح ہوتی تو نماز پڑھتے اور غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے) آپ یقین کے ساتھ یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔ عبدالوارث کی طرح اس حدیث کو اسماعیل نے بھی ایسی روایت کیا۔ اس میں غسل کا ذکر ہے۔

(۱۵۵۴) ہم سے ابوالربیع سلیمان بن داؤد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے فلیج بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے تافع نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ جانے کا ارادہ کرتے تھے پسلے خوشبو کے بغیر تبل استعمال کرتے۔ اس کے بعد مسجد ذوالحیفہ میں تشریف لاتے یہاں صبح کی نماز پڑھتے، پھر سوار ہوتے، جب اوٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر پوری طرح کھڑی ہو جاتی تو احرام باندھتے۔ پھر فرماتے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔

۱۵۵۴ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبْنُ حُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ((أَهْلُ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ اسْتَوْتَ بِهِ رَاجِلَةً قَائِمَةً)). [راجح: ۱۶۶]

۲۹ - بَابُ الْإِهْلَالِ مُسْتَقْبِلِ الْقَبْلَةِ

۱۵۵۳ - وَقَالَ أَبُو مَغْمِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُوبُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ ((كَانَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا صَلَّى بِالْقَدَّاءِ بِذِي الْحَيَّةِ أَمْرَ بِرَاجِلَةٍ فَرَجَلَتْ، ثُمَّ رَكِبَ، فَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ اسْتَقْبَلَ الْقَبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ يَلْتَمِسُ حَتَّى يَلْعَظَ الْحَرَمَ، ثُمَّ يَمْسِكُ، حَتَّى إِذَا جَاءَهُ ذَا طُوَى بَاتَ بِهِ حَتَّى يَصْبِحَ، فَإِذَا صَلَّى الْقَدَّاءَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَلَ ذَلِكَ)).

تابعه إسماعيل عن أيوب : في الفصل.

[اطلاقه في : ۱۵۰۴ ، ۱۵۷۳ ، ۱۵۷۴].

۱۵۵۴ - حَدَّثَنَا سَلَيْمَانُ بْنُ دَاؤُدَّ أَبُو الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا فَلْيَحُ عَنْ نَافِعٍ قَالَ ((كَانَ هُنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا أَرَادَ الْخَرُوجَ إِلَى مَكَّةَ إِذْهَنَ بِدُنْهَنَ لَيْسَ لَهُ رَأْيَةً طَيِّبَةً، ثُمَّ يَلْتَمِسُ مَسْجِدَ الْخَلِيفَةِ فَيَصْلِي، ثُمَّ يَرْكِبُ. وَإِذَا اسْتَوَتْ بِهِ رَاجِلَةً قَائِمَةً أَحْرَمَ ثُمَّ قَالَ : هَكَذَا رَأَيْتَ الَّذِي ﷺ يَفْعَلُ)). [راجح: ۱۵۰۳]

## باب نالے میں اترتے وقت لبیک کے

(۱۵۵۵) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابن عدی نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن عون نے، ان سے مجہد نے بیان کیا، کہا کہ ہم عبد اللہ بن عباس عَلِيٰ شَفَاعَةً کی خدمت میں حاضر تھے۔ لوگوں نے دجال کا ذکر کیا کہ آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہو گا۔ تو ابن عباس عَلِيٰ شَفَاعَةً نے فرمایا کہ میں نے تو یہ نہیں سن۔ ہاں آپ نے یہ فرمایا تھا کہ گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ جب آپ نالے میں اترے تو لبیک کہہ رہے ہیں۔

لشیخ معلوم ہوا کہ عالم مثال میں آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حج کے لئے لبیک پکارتے ہوئے دیکھا۔ ایک روایت میں ایسے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی ذکر ہے۔ ایک حدیث میں حضرت عیینی بن مریم کافر الروحاء سے حرام باندھنے کا ذکر ہے۔ یہ بھی احتقال ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آپ نے اس حالت میں خواب میں دیکھا ہو۔ حافظ نے اسی پر اعتماد کیا ہے۔

مسلم شریف میں یہ واقعہ حضرت ابن عباس عَلِيٰ شَفَاعَةً سے یوں مروی ہے۔ کانی انظر الی موسیٰ هابطا من الشیۃ واضعاً اصبعیہ فی اذنیہ مارا بہذا الوادی وله جوار الی الله بالتلیۃ یعنی آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا گویا کہ میں حضرت موسیٰ عَلِيٰ شَفَاعَةً کو دیکھ رہا ہوں آپ گھائی سے اترتے ہوئے کاؤں میں الگیاں ڈالے ہوئے لبیک بلند آواز سے پکارتے ہوئے اس وادی سے گزر رہے ہیں۔ اس کے ذیل میں حافظ صاحب کی پوری تقریر یہ ہے

واختلف اهل التحقيق في معنى قوله كاني انظر على اوجه الاول هو على الحقيقة والأنبياء احياء عند ربهم يرزقون فلا مانع ان يبحروا في هذا الحال كما ثبت في صحيح مسلم من حدیث انس انه صلی الله علیہ وسلم رأى موسیٰ قائمًا في قبره يصلی قال القرطبي حبیت اليه العبادة فهم يتبعلون بما يجدونه من دواعی انفسهم بما لا يلزمون به كما يلهم اهل الجنة الذكر وبویده ان عمل الآخرة ذکر ودعاء لقوله تعالى دعواهم فيها سبحة اللهم الاية لیکن تمام هذا التوجیہ ان يقال ان المنظور اليه هي ارواحهم فلعلها مثلت له صلی الله علیہ وسلم في الدنيا كما مثلت له ليلة الاسرى واما اجسادهم فهي في القبور قال ابن المنbir وغيره يجعل الله لروحه مثلاً فيرى في البقطة كما يرى في النوم ثانية کانه مثلت له احوالهم التي كانت في الحياة الدنيا كيف تعلو وكيف حجرا وكيف ليوا ولهاذا قال کانی انظر ثالثها کانه اخبر بالوحی عن ذلك فلشددة قطعه به قال کانی انظر اليه رابعها کانها رؤیة منام تقدمت له فاخبر عنها الحاج عندما تذكر ذلك ورؤیة الانبياء وحی وهذا هو المعتمد عندي كما میساتی فی احادیث الانباء من التصریح بتحقیح ذلك فی احادیث آخر وکون ذلك كان في المنام والذی قبله ليس بعيد والله اعلم (فتح الباری)

یعنی آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کے فرمان کانی انظر الیہ (گویا کہ میں ان کو دیکھ رہا ہوں) کی اہل تحقیق نے مختلف توجیمات کی ہیں۔ اول تو یہ کہ یہ حقیقت پر مبنی ہے کہ کیونکہ اننبیاء کرام اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں اور وہ اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ پس کچھ

## ۳۰۔ بَابُ التَّلِيَّةِ إِذَا أَنْحَدَرَ فِي الْوَادِي

۱۵۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْتَهَى قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ ابْنِ عَوْنَ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: ((كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، فَذَكَرُوا الدِّجَالَ أَنَّهُ قَالَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيهِ: كَافِرٌ). فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ أَسْمَعْهُ، وَلَكِنْهُ قَالَ: أَمَا مُوسَىٰ كَانَيْ أَنْظَرُ إِلَيْهِ إِذَا أَنْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّيَ)). [طرفاه فی : ۳۲۵۵، ۵۹۱۳].

مشکل نہیں کہ وہ اس حالت میں حج بھی کرتے ہوں جیسا کہ صحیح مسلم میں حدیث انس سے ثابت ہے کہ آخرت میں نے فریا کہ میں نے مویٰ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ قطبی نے کہا کہ عبادت ان کے لئے محبوب ترین چیز رہی۔ پس وہ عالم آخرت میں بھی اسی حالت میں بطیب خاطر مشغول ہیں حالانکہ یہ ان کے لئے وہاں لازم نہیں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ ال جنت کو ذکر الہی کا الحمام ہوتا رہے گا اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عمل آخرت ذکر اور دعا ہے جیسا کہ آیت شریفہ ذکر غواہم فیہا سُبْعَنْكَ اللَّهُمَّ (یونس: ۱۰) میں مذکور ہے۔ لیکن اس توجیہ کی تجھیں اس پر ہے کہ آپ کو ان کی ارواح نظر آئیں اور عالم مثال میں ان کو دنیا میں آپ کو دکھلایا گیا۔ جیسا کہ معراج میں آپ کو تمثیلی اشکال میں ان کو دکھلایا گیا تھا۔ حالانکہ ان کے اجراء ان کی قبروں میں تھے۔ ابن منیر نے کہا کہ اللہ پاک ان کی ارواح طیبہ کو عالم مثال میں دکھلادیتا ہے۔ یہ عالم بیداری میں بھی ایسے ہی دکھلائی دیتے جاتے ہیں جیسے عالم خواب میں۔ دوسری توجیہ یہ کہ ان کے تمثیلی حالات دکھلائے گئے۔ جیسے کہ وہ دنیا میں عبادت اور حج اور لبک وغیرہ کیا کرتے تھے۔ تیسرا یہ کہ وہی سے یہ حال معلوم کرایا گیا جو اتنا قطعی تھا کہ آپ نے کافی انظر الہی سے اسے تعبیر فرمایا۔ چوتھی توجیہ یہ کہ یہ عالم خواب کا معاملہ ہے جو آپ کو دکھلایا گیا اور انہیاء کے خواب بھی وہی کے درجہ میں ہوتے ہیں اور میرے نزدیک اسی توجیہ کو ترجیح ہے جیسا کہ احادیث الانبیاء میں صراحت آئے گی اور اس کا حالت خواب میں نظر آتا کوئی بعد چیز نہیں ہے۔ خلاصہ الرام یہ ہے کہ عالم خواب میں یا عالم مثال میں آخرت میں نے حضرت مویٰ ﷺ کو سفر حج میں لبک پکارتے ہوئے اور مذکورہ وادی میں سے گزرتے ہوئے دیکھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام

### باب حیض والی اور نفس والی عورتیں کس طرح احرام باندھیں

عرب لوگ کہتے ہیں اہل یعنی بات منہ سے نکال دی واستھلنا و اہلنا الہلال ان سب لفظوں کا معنی ظاہر ہونا ہے اور استھل المطر کا معنی پانی ابر میں سے نکلا۔ اور قرآن شریف (سورہ مائدہ) میں جو وہما  
اہل لغير الله به ہے اس کے معنی جس جانور پر اللہ کے سوا وہ سرے کا  
نام پکارا جائے اور پچھے کے استھل سے نکلا ہے۔ یعنی پیدا ہوتے وقت  
اس کا آواز کرنا۔

(۱۵۵۶) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قعینی نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں امام مالک نے ابن شلب سے خبر دی، اُنہیں عروہ بن زیبر نے، ان سے نبی کریم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ پھیلھنے نے بیان کیا کہ ہم مجتہ الدواع میں نبی کریمؓ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پہلے ہم نے عمرہ کا احرام باندھا لیکن نبی کریمؓ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہوتا سے عمرہ کے ساتھ حج کا بھی احرام باندھ لینا چاہئے۔ ایسا شخص درمیان میں حلال نہیں ہو سکتا بلکہ حج اور عمرہ دونوں سے ایک ساتھ حلال ہو گا۔

أَهْلٌ تَكَلَّمُ بِهِ وَأَسْتَهْلَلَنَا وَأَهْلَلَنَا الْهَلَالَ: كُلُّهُ مِنَ الظُّهُورِ وَأَسْتَهْلَلَ الْمَطَرُ : خَرَجَ مِنِ السَّخَابَ. هُوَ مَا أَهْلٌ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَهُوَ مِنِ اسْتَهْلَلِ الصَّبَبِ

1556 - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزَّمِيرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: ((خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلَنَا بِعُمْرَةِ هَذِهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مَقْهَةً هَذِهِ فَلَيَهُمْ بِالْحَجَّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحْلِلُ حَتَّى

میں بھی مکہ آئی تھی اس وقت میں حافظہ ہو گئی، اس لئے نہ بیت اللہ کا طواف کر سکی اور نہ صفا اور مروہ کی سعی۔ میں نے اس کے متعلق نبی کریم ﷺ سے شکوہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ اپنا سرکھول ڈال، لکھا کر اور عمرہ چھوڑ کر حج کا احرام پاندھ لے۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ہم حج سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے میرے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر کے ساتھ تعمیم بھیجا۔ میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام پاندھا (اور عمرہ ادا کیا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اس عمرہ کے بدلتے میں ہے۔ (جسے تم نے چھوڑ دیا تھا) حضرت عائشہؓ نے بھی اپنے نے بیان کیا کہ جن لوگوں نے (جستہ الوداع میں) صرف عمرہ کا احرام پاندھا تھا، وہ بیت اللہ کا طواف صفا اور مروہ کی سعی کر کے حلال ہو گئے۔ پھر منی سے واپس ہونے پر دوسرا طواف (یعنی طواف الزیارتہ) کیا لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام پاندھا تھا، انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا یعنی طواف الزیارتہ کیا۔

یَعْلَمُ مِنْهُمَا جَمِيعًا). فَقَدَّمْتُ مَكَّةَ وَأَنَا حَالِضُونَ وَلَمْ أَطْلُفْ بِأَنْيَتِي وَلَا يَئِنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ، فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّقْضَى رَأْسَكَ وَأَنْتَشَطَى وَأَهْلَى بِالْحَجَّ وَدَعَى الْعُمَرَةَ)), فَفَعَلْتُ. فَلَمَّا قَعَدْتُمَا الْبَحْرَجَ أَرْسَلْتُنِي النَّبِيُّ ﷺ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنَ نَبْنِ أَبِي هَنْدٍ إِلَى التَّعْبِيْمِ فَأَغْتَمَرْتُ. فَقَالَ: هَذِهِ مَكَانٌ غَمْرَتِكُمْ. قَالَتْ: طَافَ الَّذِينَ كَانُوا أَهْلُوا بِالْعُمَرَةِ بِأَنْيَتِهِ وَتَبَيَّنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ ثُمَّ حَلُوا، ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مِنَى، وَأَمَّا الَّذِينَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمَرَةَ فَلَمَّا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا)). [رَاجِع: ۲۹۴]

**لَشَيْخِ حَمْزَةَ** حضرت نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر حضرت عائشہؓ کو عمرہ چھوڑنے کے لئے فرمایا۔ میں سے ترجمہ باب نکلا کہ حیض والی عورت کو صرف حج کا احرام کا دو گانہ نہ پڑے۔ صرف لبیک پکار کر حج کی نیت کر لے۔ اس روایت سے صاف یہ نکلا کہ حضرت عائشہؓ نے عمرہ چھوڑ دیا اور حج محفوظ کا احرام پاندھا۔ حنفی کا یہ قول ہے اور شافعی کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ عمرہ کو بالفعل رہنے وے۔ حج کے ارکان ادا کرنا شروع کر دے، تو حضرت عائشہؓ نے قران کیا، اور سرکھولنے اور سکھنی کرنے میں احرام کی حالت میں قباحت نہیں۔ اگر بالہ نہ گریں تو ایک خاہر کے خلاف ہے۔ (وجیدی) واما الذین جمعوا الحج و العمارة سے معلوم ہوا کہ قارن کو ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی کافی ہے اور عمرہ کے افعال حج میں شریک ہو جاتے ہیں۔ امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد اور جمصور علماء کا یہ قول ہے۔ اس کے خلاف کوئی پختہ دلیل نہیں۔

باب جس نے آنحضرت ﷺ کے سامنے احرام میں یہ نیت  
کی جو نیت آنحضرت کی ہے

یہ عبد اللہ بن عمرؓ نے آنحضرت ﷺ سے نقل کیا ہے۔ (۱۵۵۷) ہم سے کبی بن ابراهیم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے ان سے عطاء بن ابی ربیع نے بیان کیا کہ جابرؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے علی بن بشیرؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے احرام پر قائم رہیں۔ انہوں

۳۲ - بَابُ مَنْ أَهْلَ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ

كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ

فَالَّهُ أَنْبَىْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ۱۵۵۷ - حَدَّثَنَا الْمُكَفَّرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءً قَالَ جَابِرٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَيْهَا رَضِيَ اللَّهُ

نے سرقة کا قول بھی ذکر کیا تھا۔ اور محمد بن الی بکرنے ابن جرتی سے یوں روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا علی! تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ انہوں نے عرض کی نبی کریم ﷺ نے جس کا احرام باندھا ہوا (اسی کامیں نے بھی باندھا ہے) آنحضرت نے فرمایا کہ پھر قربانی کرو اور اپنی اسی حالت پر احرام جاری رکھ۔

عنه أَن يُقِيمَ عَلَى إِخْرَاجِهِ، وَذَكَرَ قَوْلَ سُرَاقَةَ) وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنْ أَبْنِ جُرْيَجَ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِمَا أَهْلَلْتَ يَا عَلِيًّا قَالَ يَا أَهْلَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ فَاهْدِ وَأَنْكِثْ حَرَاماً كَمَا أَنْتَ.

[اطرافہ فی: ۱۵۶۸، ۱۵۷۰، ۱۷۸۵]

. [۷۳۶۷، ۷۲۳۰، ۴۳۵۲، ۲۵۰۶]

(۱۵۵۸) ہم سے حسن بن علی خالل ہندی نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے عبدالصمد بن عبد الوارث نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے سليم بن حیان نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ میں نے مروان اصغر سے نا اور ان سے انس بن مالک نے بیان کیا تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ کس طرح کا احرام باندھا ہے؟ انہوں نے کماکہ جس طرح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہوا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے ساتھ قربانی نہ ہوتی تو میں حلال ہو جاتا۔

(۱۵۵۹) ہم سے محمد بن یوسف فربابی نے بیان کیا، کماکہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے قیس بن مسلم نے، ان سے طارق بن شاہب نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضوی نے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے میری قوم کے پاس یہنے بھیجا تھا۔ جب (جعۃ الوداع کے موقع پر) میں آیا تو آپ سے بٹھائے میں ملاقات ہوئی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کس کا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ آنحضرت ﷺ نے جس کا احرام باندھا ہوا آپ نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ قربانی ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں، اس لئے آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں بیت اللہ کا طوف اور صفا اور مروہ کی سعی کروں۔ اس کے بعد آپ نے احرام کھول دینے کے لئے فرمایا۔ چنانچہ میں اپنی قوم کی ایک خاتون کے پاس آیا۔ انہوں نے میرے سر کا گنگھا کیا یا میرا سرد ہویا۔ پھر حضرت عمر

۱۵۵۸ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَانُ الْهَنْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْدَ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَيْمَ بْنُ حَيَّانَ قَالَ : سَمِعْتَ مَرْوَانَ الْأَصْفَرَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((قَيْمَ النَّبِيُّ ﷺ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْيَمِنِ فَقَالَ : (بِمَا أَهْلَلْتَ؟) قَالَ : بِمَا أَهْلَلَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ : ((لَوْلَا أَنْ مَعِي الْهَنْدِيُّ لَاَخْلَلْتُ)).

۱۵۵۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْيَانَ عَنْ قَيْمَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((بَعْثَتِي النَّبِيُّ ﷺ إِلَى قَوْمٍ بِالْيَمِنِ . فَجَنَّتْ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ : (بِمَا أَهْلَلْتَ؟) قَلَّتْ أَهْلَلْتُ كَإِهْلَالِ النَّبِيِّ ﷺ . قَالَ : ((هَلْ مَغْكَثَ مِنْ هَنْدِي؟)) قَلَّتْ : لَا . فَأَمْرَنَيَ أَنْ أَطْوَفَ بِالْبَيْتِ فَطَفَّ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ . ثُمَّ أَمْرَنَيَ فَأَخْلَلْتُ ، فَأَنْتَ امْرَأَ مِنْ قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي أَوْ غَسَّلْتَ رَأْسِي . فَقَدِيمَ عَمَرْ

بیشتر کا زمانہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر ہم اللہ کی کتاب پر عمل کریں تو وہ یہ حکم دیتی ہے کہ حج اور عمرہ پورا کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اور حج اور عمرہ پورا کرو اللہ کی رضا کے لئے۔“ اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کی سنت کو لیں تو آنحضرت ﷺ نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک آپ نے قربانی سے فراغت نہیں حاصل فرمائی۔

رضی اللہ عنہ فَقَالَ : إِنْ تَأْخُذْ بِكِتَابِ  
اللَّهِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَامِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :  
وَأَتَمُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ۝ . وَإِنْ تَأْخُذْ  
بِسُنْنَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَإِنَّهُ لَمْ يَجِدْ حَتَّى نَحْرِ  
الْأَنْذَنِي۝ .

[اطرافہ فی : ۱۵۶۵، ۱۷۲۴، ۱۷۹۵، ۴۳۹۷، ۴۳۴۶]

**تَسْبِيح** حضرت عمر بن عبد اللہ کی رائے اس باب میں درست نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے احرام نہیں کھولا اس کی وجہ بھی آپ نے خود بیان فرمائی تھی کہ آپ کے ساتھ ہدیٰ تھی۔ جن کے ساتھ ہدیٰ نہ تھی ان کا احرام خود آنحضرت ﷺ نے کھلوادیا۔ پس جہاں صاف صریح حدیث نبوی موجود ہو وہاں کسی کی بھی رائے قول نہیں کی جاسکتی خواہ وہ حضرت عمر بن عبد اللہ ہی کیوں نہ ہوں۔ حضرات مقلدین کو یہاں غور کرنا چاہئے کہ جب حضرت عمر جیسے خلیفہ راشد جن کی پیروی کرنے کا خاص حکم نبوی ہے افتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر حدیث کے خلاف قتل اقتداء نہ ہمرے تو اور کسی امام یا مجتہد کی کیا باساط ہے۔ (وحیدی)

### باب اللہ پاک کا سورہ بقرہ میں یہ فرمانا کہ

۳۳ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

حج کے میں مقرر ہیں جو کوئی ان میں حج کی ٹھانے لے تو شوت کی باتیں نہ کرے نہ گناہ اور جھگڑے کے قریب جائے کیونکہ حج میں خاص طور پر یہ گناہ اور جھگڑے بہت ہی بڑے ہیں۔ اے رسول! تجھ سے لوگ چاند کے متعلق پوچھتے ہیں۔ کہ دیکھ کر چاند سے لوگوں کے کاموں کے اور حج کے اوقات معلوم ہوتے ہیں۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حج کے میں شوال، ذی القعده اور ذی الحجه کے دس دن ہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا سنت یہ ہے کہ حج کا احرام صرف حج کے مینوں ہی میں باندھیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی خراسان یا کران سے احرام باندھ کر چلے تو یہ مکروہ ہے۔

**تَسْبِيح** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کو ابن حجر اور طبری نے وصل کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حج کا احرام پسلے سے پسلے غرہ شوال سے باندھ سکتے ہیں۔ لیکن اس سے پسلے درست نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے اثر کو ابن حزمیہ اور دارقطنی نے وصل کیا ہے۔ حضرت عثمان بن عیش کے قول کا مطلب یہ ہے کہ میقات یا میقات کے قریب سے احرام باندھنا سنت اور بہتر ہے گو میقات سے پسلے بھی باندھ لینا درست ہے۔ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا اور ابو الحسن بن سیار نے تاریخ مردوں میں نکلا کہ جب

الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَغْلُومَاتٍ، فَمَنْ فَرَضَ  
فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا  
جِدَالٌ فِي الْحَجَّ۝ . (۱۷۹: البقرة)،  
هُبَيْسَأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلَةِ قُلْ هُنَّ مَوَاقِيتٌ  
لِلنَّاسِ وَالْحَجَّ۝ . وَقَالَ ابْنُ عَمَرَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا: أَشْهُرُ الْحَجَّ شَوَّالٌ وَذُو  
الْقَعْدَةِ وَعَشْرُ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : (مِنْ  
السُّنْنَةِ أَنْ لَا يُخْرَمَ بِالْحَجَّ إِلَّا فِي أَشْهُرِ  
الْحَجَّ). وَكَرَهَ عَمَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ  
يُخْرَمَ مِنْ خُرُومَانَ أَوْ كَرْمَانَ.

**تَسْبِيح** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کو ابن حجر اور طبری نے وصل کیا ہے۔ لیکن اس سے پسلے درست نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس کے اثر کو ابن حزمیہ اور دارقطنی نے وصل کیا ہے۔ حضرت عثمان بن عیش کے قول کا مطلب یہ ہے کہ میقات یا میقات کے قریب سے احرام باندھنا سنت اور بہتر ہے گو میقات سے پسلے بھی باندھ لینا درست ہے۔ اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا اور ابو الحسن بن سیار نے تاریخ مردوں میں نکلا کہ جب

عبداللہ بن عامر نے خراں نجیب کیا تو اس کے شگریہ میں انہوں نے منت ملنی کہ میں بیہیں سے احرام باندھ کر نکلوں گا۔ حضرت عثمان بن عفی کے پاس آئے تو انہوں نے ان کو طلاقت کی۔ کہتے ہیں اسی سال حضرت عثمان شہید ہوئے۔ حدیث میں آمدہ مقام سرف کے سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسے آج کل وادی قاطلہ کہتے ہیں۔

### احرام میں کیا حکمت ہے

شاید درباروں کے آداب میں سے ایک خاص لباس بھی ہے جس کو زیب تن کے بغیر جانا سوء ادبی سمجھا جاتا ہے۔ آج اس روشن تندیب کے زمانے میں بھی ہر حکومت اپنے نشانات مقرر کئے ہوئے ہے اور اپنے درباروں ایوالوں کے لئے خاص خاص لباس مقرر کئے ہوئے ہے۔ پرانچہ ان ایوالوں میں شریک ہونے والے ممبروں کو ایک خاص ڈریس تیار کرنا پڑتا ہے۔ جس کو زیب تن گر کے وہ شریک اجلاس ہوتے ہیں۔ حج احکم الحاکمین رب العالمین کا سالانہ جشن ہے۔ اس کے دربار کی حاضری ہے۔ پس اس کے لئے تیاری نہ کرنا اور ایسے ہی گستاخانہ چلے آتا کیوں نکر مناسب ہو سکتا ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ میقات سے اس دربار کی حضوری کی تیاری شروع کرو اور اپنی وہ حالت بنا لو جو پندرہہ بار گاہ عالی ہے، یعنی عاجزی، مسکینی، ترک زینت، بتل الی اللہ اس لئے احرام کا لباس بھی ایسا ہی سادہ رکھا جو سب سے آسان اور سلیل الحصول ہے اور جس میں مساوات اسلام کا بخوبی ظہور ہوتا ہے۔ اس میں کافی بھی مشابہت ہے جس سے انسان کو یہ بھی یاد آ جاتا ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت اس کو اتنا چیز کپڑا نصیب ہو گا۔ نیز اس سے انسان کو اتنی ابتدائی حالت بھی یاد آتی ہے جبکہ وہ ابتدائی دور میں تھا اور جموہ شجر کے لباس سے نکل کر اس نے اپنے لئے کپڑے کا لباس ایجاد کیا تھا۔ احرام کے اس سادہ لباس میں ایک طرف فقیری کی تلقین ہے تو دوسری طرف ایک فقیری فوج میں ڈپلن بھی قائم کرنا مقصود ہے۔

### لبیک پکارنے میں کیا حکمت ہے:-

لبیک کا انعرواللہ کی فوج کا قوی نزد ہے جو جشن خداوندی کی شرکت کے لئے اقصائے عالم سے کمپنی چلی آ رہی ہے۔ احرام باندھنے سے کھولنے تک ہر حاجی کو نہیت خشوع و خضوع کے ساتھ بار بار لبیک کا انعرواللہ پکارنا ضروری ہے۔ جس کے مقدس الفاظ یہ ہوتے ہیں لبیک اللهم لبیک لبیک لا شریک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لا شریک لک حاضر ہوں۔ اللہ! فقیرانہ و غلامانہ جذبات میں تیرے جس کی شرکت کے لئے حاضر ہوں۔ حاضر ہوں تجھے واحد بے مثال سمجھ کر حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں۔ تمام تعریفیں تیرے ہی لئے نیزاں اور سب نعمتیں تیری ہی عطا کی ہوئی ہیں۔ راج پاٹ سب کا مالک حقیقی صرف تو ہی ہے۔ اس میں کوئی تیرا شریک نہیں۔ ان الفاظ کی گرامی پر اگر غور کیا جائے تو بے شمار حکمتیں ان میں نظر آئیں گی۔ ان الفاظ میں ایک طرف بچ پادشاہ کی خدائی کا اعتراض ہے تو دوسری طرف اپنی خودی کو بھی ایک درجہ خاص میں رکھ کر اس کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پلے خدا بندے سے خود پوچھئے بتا تیری رضا کیا ہے

(۱) بار بار لبیک کہنا یہ اقرار کرنا ہے کہ اے خدا! میں پورے طور پر تسلیم و رضا کا بندہ بن کر تیرے سارے احکام کو ماننے کے لئے تیار ہو کر تیرے دربار میں حاضر ہوتا ہوں۔

(۲) لا شریک لک میں اللہ کی توحید کا اقرار ہے جو اصل اصول ایمان و اسلام ہے اور جو دنیا میں قیام امن کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ دنیا میں جس قدر تباہی و بریادی، فداء بدانی پھیلی ہوئی ہے وہ سب ترک توحید کی وجہ سے ہے۔

(۳) پھر یہ اعتراف ہے کہ سب نعمتیں تیری ہی دی ہوئی ہیں۔ لینا و دینا صرف تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ لہذا ہم تیری ہی حمد و شنا کرتے ہیں اور تیری ہی تعریفوں کے گیت گاتے ہیں۔

(۴) پھر اس بات کا اقرار ہے کہ ملک و حکومت صرف خدا کی ہے۔ حقیقی بادشاہ چھا حاکم اصل مالک وہی ہے۔ ہم سب اس کے

عاجز بندے ہیں۔ لہذا دنیا میں اسی کا قانون نافذ ہونا چاہئے اور کسی کو اپنی طرف سے نیا قانون بنانے کا اختیار نہیں ہے۔ جو کوئی قانون اللہ سے ہٹ کر قانون سازی کرے گا وہ اللہ کا حریف ٹھہرے گا۔ دنیاوی حکام صرف اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔ اگر وہ سمجھیں تو ان پر بڑی بھاری ذمہ داری ہے، ان کو اللہ نے اس لئے با اختیار بیایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کا نفاذ کریں۔ اس لئے ان کی اطاعت بندوں پر اسی وقت تک فرض ہے جب تک وہ حدود اللہ کے قوانین کا نفاذ نہیں کیا جائے۔ بیشکیں اس کے بر عکس ان کی اطاعت حرام ہو جاتی ہے۔ غور کرو جو شخص بار بار ان سب باتوں کا اقرار کرے گا تو وہ حج کے بعد کس قسم کا انسان بن جائے گا۔ بشرطیکہ اس نے یہ تمام اقرار پے دل سے کئے ہوں اور سمجھ بوجھ کریے الفاظ منہ سے نکالے ہوں۔

(۱۵۶۰) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو بکر حنفی نے

بیان کیا، کما کہ ہم سے افلیٰ بن حمید نے بیان کیا، کما کہ میں نے قاسم

بن محمد سے سن، ان سے عائشہؓ بیٹی نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے

کے ساتھ حج کے مینوں میں حج کی راتوں میں اور حج کے دنوں میں

نکلے۔ پھر سرف میں جا کر اترے۔ آپ نے بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ کے

نے صحابہ کو خطاب فرمایا جس کے ساتھ ہدی نہ ہو اور وہ چاہتا ہو کہ

آپ نے احرام کو صرف عمرہ کا بنالے تو اسے ایسا کر لینا چاہئے لیکن

جس کے ساتھ قربانی ہے وہ ایسا نہ کرے۔ حضرت عائشہؓ بیٹی نے بیان

فرمایا کہ آنحضرت کے بعض اصحاب نے اس فرمان پر عمل کیا اور بعض

نے نہیں کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے

بعض اصحاب جو استطاعت و حوصلہ والے تھے (کہ وہ احرام کے

ممنوعات سے بچ سکتے تھے) ان کے ساتھ ہدی بھی تھی، اس لئے وہ تنہ

عمرہ نہیں کر سکتے تھے (پس انہوں نے احرام نہیں کھولا) عائشہؓ بیٹی نے

بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں رو

رہی تھی۔ آپ نے پوچھا کہ (اے بھولی بھالی عورت! تو) روکیوں رہی

ہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے آپ کے اپنے صحابہ سے ارشاد کو

سن لیا، اب تو میں عمرہ نہ کر سکوں گی۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں

نے کہا میں نماز پڑھنے کے قابل نہ رہی (یعنی حاضر ہو گئی) آپ نے

فرمایا کوئی حرج نہیں۔ آخر تم بھی تو آدم کی بیٹیوں کی طرح ایک

عورت ہو اور اللہ نے تمہارے لئے بھی وہ مقدر کیا ہے جو تمام

عورتوں کے لئے کیا ہے۔ اس لئے (عمرہ چھوڑ کر) حج کرتی رہ اللہ تعالیٰ

۱۵۶۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَيْرَانَ قَالَ :

حَدَّثَنَا أُبَيْ بْنُ كَعْبٍ الْحَنْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَللَّهُ

بْنُ حَمِيدٍ قَالَ : سَمِعْتُ الْفَقَاسِيَ بْنَ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ :

((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي أَشْهُرِ

الْحَجَّ وَلِيَالِي الْحَجَّ وَحِجْمَةَ الْحَجَّ

فَنَزَّلَنَا بِسْرَفٍ ، قَالَتْ : فَخَرَجْ إِلَى أَصْحَابِهِ

فَقَالَ : ((مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَهُ هَذِهِ

فَأَحَبْ أَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلَيَقْنَعُنَّ ، وَمَنْ

كَانَ مَعَهُ الْهَدِيُّ فَلَامَ)). قَالَتْ : فَالآخِذُ

بِهَا وَالْتَّارِكُ لَهَا مِنْ أَصْحَابِهِ . قَالَتْ فَإِنَّمَا

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَالٌ مِنْ أَصْحَابِهِ

فَكَانُوا أَهْلَ قُوَّةٍ وَكَانَ مَعَهُمُ الْهَدِيُّ فَلَمْ

يَقْدِرُوْا عَلَى الْعُمْرَةِ . قَالَتْ : فَدَخَلَ عَلَيْيَ

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ : ((مَا

يُنَكِّيْنِيْ يَا هَنَّتَةَ؟)) قَلَّتْ : سَمِعْتُ قَوْلَكَ

لِأَصْحَابِكَ فَمِنْفَعَتِ الْعُمْرَةِ . قَالَ : ((فَلَا

شَانِكِ؟)) قَلَّتْ : لَا أَصْنَلِي . قَالَ : ((فَلَا

يَضْرِبُكِ ، إِنَّمَا أَنْتِ امْرَأَةً مِنْ بَنَاتِ آدَمَ

كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكِ مَا كَتَبَ عَلَيْهِنَّ ، فَكُوْنِي

فِي حَجَّتِكَ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْزُقَكِنَّها)).

تمیں جلد ہی عمرہ کی توفیق دے دے گا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بیان کیا کہ ہم حج کے لئے نکلے۔ جب ہم (عرفات سے) منی پہنچے تو میں پاک ہو گئی۔ پھر منی سے جب میں نکلی تو بیت اللہ کا طوافِ ازیارة کیا۔ آپ نے بیان کیا کہ آخر میں آنحضرت کے ساتھ جب واپس ہونے لگی تو آپ وادیِ محسب میں آن کراتے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے عبد الرحمن بن ابی بکر کو بلا کر کہا کہ اپنی بیٹی کو لے کر حرم سے باہر جا اور وہاں سے عمرہ کا حرام باندھ پھر عمرہ سے فارغ ہو کر تم لوگ میں واپس آجائو، میں تمہارا انتظار کرتا رہوں گا۔ عائشہ نے بیان کیا کہ ہم (آنحضرت شفیعہ کی ہدایت کے مطابق) چلے اور جب میں اور میرے بھائی طواف سے فارغ ہو لئے تو میں سحری کے وقت آپ کی خدمت میں پہنچی۔ آپ نے پوچھا کہ فارغ ہو لیں؟ میں نے کہا ہاں۔ تب آپ نے اپنے ساتھیوں سے سفر شروع کر دینے کے لئے کہا۔ سفر شروع ہو گیا اور آپ مدینہ منورہ واپس ہو رہے تھے۔ ابو عبد اللہ (امام بخاری) نے کہا کہ جو لا یضیر کہے وہ ضار یضیر ضیرا سے شقٹ ہے ضار یضور ضورا بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور جس روایت میں لا یضرک ہے وہ ضری ضر ضر سے نکلا ہے۔

باب حج میں تمعّن، قرآن اور افراد کا بیان  
اور جس کے ساتھ ہدی نہ ہو، اسے حج فتح کر کے  
عمرہ بنا دینے کی اجازت ہے

(۱۵۶۱) ہم سے عثمان بن ابی شفیعہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جری نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نجی نے، ان سے اسود نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہم حج کے لئے رسول اللہ شفیعہ کے ساتھ نکلے۔ ہماری نیت حج کے سوا اور کچھ نہ تھی۔ جب ہم کہ پہنچے تو (اور لوگوں نے) بیت اللہ کا طواف کیا۔ آنحضرت شفیعہ کا حکم تھا کہ جو قربانی اپنے ساتھ نہ لایا ہو وہ حلال ہو جائے۔ چنانچہ جن کے پاس ہدی نہ تھی وہ حلال ہو گئے۔ (افعال عمرہ کے بعد) آنحضرت شفیعہ کی

قالت: فَخَرَجْنَا فِي حَجَّهِ حَتَّى قَدِمْنَا مِنْيَ  
فَطَهَرْنَا ثُمَّ حَرَجْنَا مِنْ مِنْيَ فَأَفْضَلْتَ  
بِالْبَيْتِ. قَالَتْ: ثُمَّ حَرَجْنَا مَعَهُ فِي التَّفْرِ  
الْآخِرِ حَتَّى نَزَلَ الْمُحَصَّبَ وَنَزَلْنَا مَعَهُ،  
فَدَعَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ:  
((أَخْرُجْ بِأَخْيَكَ مِنَ الْحَرَمَ فَلَتَهَلِ بِعُمْرَةَ  
ثُمَّ افْرَغْ ثُمَّ اتَّبَعْهَا هَنَا فَإِنِّي أَنْظَرْ كَمَا  
حَتَّى تَأْتِيَنِي)). قَالَتْ فَخَرَجْنَا حَتَّى إِذَا  
فَرَغْتَ وَفَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ ثُمَّ جَسَّتْ بِسَحْرِ  
فَقَالَ: ((هَلْ فَرَغْتُمْ؟)) فَقَلَّتْ: نَعَمْ، فَأَذْنَ  
بِالرُّجُلِ فِي أَصْحَابِهِ، فَأَرْتَهُلَ النَّاسُ،  
فَمَرَّ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْمَدِينَةِ.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ صَفِيرٌ مِنْ ضَارَ يَضِيرُ  
ضِيرًا. وَيَقَالُ ضَارَ يَضُورُ ضُورًا، وَضَرَ  
يَضُرُّ ضُرًّا. [راجح: ۲۹۴]

٣٤ - بَابُ التَّمْتُعُ وَالْإِقْرَانِ  
وَالْإِفْرَادُ بِالْحَجَّ وَفَسْخُ الْحَجَّ لِمَنْ  
لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْنَى

1561 - حَدَّثَنَا عَثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَوِيزُ  
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ  
النَّبِيِّ ﷺ، وَلَا نَرَى إِلَّا أَنَّهُ الْحَجُّ، فَلَمَّا  
قَدِمْنَا تَطْوِقْنَا بِالْبَيْتِ، قَامَرَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ  
لَمْ يَكُنْ سَاقُ الْهَدْنَى أَنْ يَحْلِمْ، فَحَلَّ مِنْ  
لَمْ يَكُنْ سَاقُ الْهَدْنَى وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسْفَنْ

ازوں مطہرات ہدی نہیں لے گئی تھیں، اس لئے انہوں نے بھی احرام کھول ڈالے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کماکہ میں حاضر ہو گئی تھی اس لئے میں بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی (یعنی عمرہ چھوٹ گیا اور حج کرتی چلی گئی) جب مصب کی رات آئی، میں نے کمایا رسول اللہ! اور لوگ تو حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہو رہے ہیں لیکن میں صرف حج کر سکی ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا کیا جب ہم مکہ آئے تھے تو تم طواف نہ کر سکی تھی؟ میں نے کماکہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ شعیم تک چل جا اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ (پھر عمرہ ادا کر) ہم لوگ تمہارا فلاں جگہ انتظار کریں گے اور صفیہ رضی اللہ عنہا نے کماکہ معلوم ہوتا ہے میں بھی آپ (لوگوں) کو روکنے کا سبب بن جاؤں گی۔ آنحضرت رضی اللہ عنہا نے فرمایا مردار سرمنڈی کیا تو نے یوم خمر کا طواف نہیں کیا تھا؟ انہوں نے کماکیوں نہیں میں تو طواف کر چکی ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں چل کوچ کر۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کماکہ پھر میری ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہوئی تو آپ مکہ سے جاتے ہوئے اور پر کے حصہ پر چڑھ رہے تھے اور میں نشیب میں اتر رہی تھی یا یہ کماکہ میں اور پر چڑھ رہی تھی اور آنحضرت رضی اللہ عنہا اس چڑھاؤ کے بعد اتر رہے تھے۔

**تشریح** حج کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تمعن وہ یہ ہے کہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ میں جا کر طواف اور سفر کر کے احرام دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھے یا پلے سفر عمرے کا احرام باندھے پھر کوئی اس میں شریک کر لے۔ اس صورت میں عمرے کے افعال حج میں شریک ہو جاتے ہیں اور عمرے کے افعال علیحدہ نہیں کرنا پڑتا۔ تیرے حج مفرد یعنی میقات سے صرف حج ہی کا احرام باندھے اور جس کے ساتھ ہدی نہ ہو اس کا حج فتح کر کے عمرہ باندھنا۔ یہ ہمارے امام احمد بن حبل اور جملہ الحدیث کے نزدیک جائز ہے۔ اور امام مالک اور شافعی اور ابو حیفہ اور جمورو علماء نے کماکہ یہ امر خاص تھا ان صحابہ سے جن کو آنحضرت رضی اللہ عنہا نے اس کی اجازت دی تھی اور دلیل لیتے ہیں بلال بن حارث کی حدیث سے جس میں یہ ہے کہ یہ تمہارے لئے خاص ہے اور یہ روایت ضعیف ہے اعتماد کے لائق نہیں۔ امام ابن قیم اور شوکانی اور مختقین الحدیث نے کہا ہے کہ فتح حج کو پوچھ بیس صحابہ نے روایت کیا ہے۔ بلال بن حارث کی ایک ضعیف روایت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ آپ نے ان صحابہ کو جو قربانی نہیں لائے تھے، عمرہ کے احرام کھول ڈالنے کا حکم دیا۔ اس سے تمعن اور حج کو فتح کر کے عمرہ کر ڈالنے کا جواز ثابت ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جو حج کی نیت کر لینے کا حکم دیا اس سے قرآن کا جواز نکلا۔ گو اس روایت میں اس کی صراحت نہیں ہے مگر جب انہوں نے حیث کی وجہ سے عمرہ ادا نہیں کیا تھا اور حج کرنے لگیں تو یہ مطلب نکل آیا۔ اور کی روایتیں میں اس کی صراحت ہو چکی ہے۔ (وجید الزمان مرحوم)

فَأَخْلَلْنَاهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: فَحِضَطَتْ، فَلَمْ أَطْفَنْ بِالْبَيْتِ. فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحُصْنَةِ قَلَتْ: يَارَسُولَ اللَّهِ، يَرْجِعُ النَّاسُ بِعْمَرَةٍ وَحَجَّةً وَأَرْجِعُ أَنَا بِحَجَّةٍ. قَالَ : ((وَمَا طَفْتِ لَيَالِي قَدِمْنَا مَكَّةً؟)) قَلَتْ : لَا. قَالَ : ((فَإِذْهَبِي بِعْمَرَةٍ، ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا التَّعْيِمِ فَأَهْلِي بِعْمَرَةً، ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا)). فَقَالَتْ صَفِيفَةُ : مَا أَرَانِي إِلَّا حَابِسَتْكُمْ. قَالَ : ((عَقْرَبَ حَلْقِي، أَوْ مَا طَفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قَلَتْ : قَلَتْ : بَلَى. قَالَ : ((لَا بَأْسَ، أَنْفِرِي)). فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا : فَلَقِينِي النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُصْنَعِدٌ مِنْ مَكَّةَ وَأَنَا مُنْهَبَةٌ عَلَيْهَا، أَوْ أَنَا مُصْنَعَةٌ وَهُوَ مُنْهَبٌ مِنْهَا. [راجع: ۲۹۴]

(۱۵۶۲) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ابوالاسود محمد بن عبد الرحمن بن نوافل نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم جمۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے۔ کچھ لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، کچھ نے حج اور عمرہ دونوں کا اور کچھ نے صرف حج کا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) صرف حج کا احرام باندھا تھا، آپ نے عمرہ بھی شریک کر لیا، پھر جن لوگوں نے حج کا احرام باندھا تھا اسی حج اور عمرہ دونوں کا ان کا احرام دسویں تاریخ تک نہ کھل سکا۔

۱۵۶۲ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِيهِ الْأَسْوَدِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ غُزْوَةِ بْنِ الْزَّبِيرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ : ((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَامَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ، فَيَنْتَهِي إِلَيْنَا مَنْ أَهْلَ بَعْدَرَةَ، وَيَنْتَهِي مَنْ أَهْلَ بِحَجَّةَ وَغَمْرَةَ؛ وَيَنْتَهِي مَنْ أَهْلَ بِالْحَجَّ، وَأَهْلَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْحَجَّ. فَإِنَّمَا مَنْ أَهْلَ بِالْحَجَّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْغَمْرَةَ لَمْ يَجْلُوا حَتَّىٰ كَانَ يَوْمُ النَّعْرِ)). [راجح: ۲۹۴]

۱۵۶۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَنْطَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَّةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلَيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ : ((شَهِدْتُ عَمَّانَ وَعَلَيْنَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَعَمَّانَ يَنْهَا عَنِ الْمُتَعَفِّفَةِ وَأَنْ يَجْمِعَ يَنْهَمَا، فَلَمَّا رَأَى عَلَيِّ، أَهْلَ بِهِمَا: لَكِنَّ بَعْدَرَةَ وَحَجَّةَ، قَالَ: مَا كُنْتُ لَأَدْعُ مَسْنَةَ النَّبِيِّ ﷺ يَقُولُ أَحَدُ)). [طرفہ فی: ۱۵۶۹].

(۱۵۶۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے غدر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے علی بن حسین (حضرت زین العابدین) نے اور ان سے مروان بن حکم نے بیان کیا کہ حضرت عثمان اور علی بن ابی طالب کو میں نے دیکھا ہے۔ عثمان بن علی نے حج اور عمرہ کو ایک ساتھ ادا کرنے سے روکتے تھے لیکن حضرت علی بن علی نے اس کے باوجود دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور کہا "لبیک بعمرہ و حجۃ" آپ نے فرمایا تھا کہ میں کسی ایک شخص کی بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو نہیں چھوڑ سکتا۔

**لذیذ حج** حضرت عثمان شاید حضرت عمرؓ کی تقلید سے تمعن کو برا بمحظت تھے ان کو بھی یہی خیال ہوا آنحضرت نے حج کو فتح کر جو حکم عمرہ کا دیا تھا وہ خاص تھا صحابہ سے۔ بعضوں نے کما کروہ تجزیی سمجھا اور چونکہ حضرت عثمان بن علی کا یہ خیال حدیث کے خلاف تھا۔ اس لئے حضرت علی بن علی نے اس پر عمل نہیں کیا اور یہ فرمایا کہ میں آنحضرت ﷺ کی حدیث کو کسی کے قول سے نہیں پھوڑ سکتا۔

مسلمان بھائیو! ذرا حضرت علی بن علی کے اس قول کو غور سے دیکھو، حضرت عثمان بن علی ظیفہ وقت اور ظیفہ بھی کیسے؟ خلیفہ راشد اور امیر المؤمنین۔ لیکن حدیث کے خلاف ان کا قول پھیلک دیا گیا اور خود ان کے سامنے ان کا خلاف کیا گیا۔ پھر تم کو کیا ہو گیا ہے جو تم ہو، ضیفہ یا شافعی کے قول کو لئے رہتے ہو اور صحیح حدیث کے خلاف ان کے قول پر عمل کرتے ہو، یہ صریح گمراہی ہے۔ خدا کے لئے ۲۱ سے باز آؤ اور ہمارا کہنا مانو، ہم نے جو حق بتا تھی وہ تم کو پتا دی آئندہ تم کو اختیار ہے۔ تم قیامت کے دن جب آنحضرت ﷺ کے

سانتے کمرے ہو گے اپنا ذریان کر لینا و السلام (مولانا وید الزمان مرحوم)

(۱۵۶۴) ہم سے موئی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہیں بن خالد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابن عباس نے کہ عرب سمجھتے تھے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرناروئے زمین پر سب سے بڑا گناہ ہے۔ یہ لوگ حرم کو صفر بنا لیتے اور کہتے کہ جب اونٹ کی پیٹھ ستابے اور اس پر خوب بال اگ جائیں اور صفر کا مینہ ختم ہو جائے (یعنی حج کے ایام گزر جائیں) تو عمرہ حلال ہوتا ہے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ چوتھی کی صبح کو حج کا احرام باندھے ہوئے آئے تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ اپنے حج کو عمرہ بنا لیں، یہ حکم (عرب کے پرانے رواج کی بنابر) عام صحابہ پر برا بھاری گزرا۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! عمرہ کر کے ہمارے لئے کیا چیز حلال ہو گئی؟ آپ نے فرمایا کہ تمام چیزیں حلال ہو جائیں گی۔

ہر آدمی کے دل میں قدیمی رسم و رواج کا برا اثر رہتا ہے۔ جامیت کے زمانہ سے ان کا یہ اعتقاد چلا آتا تھا کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا برا گناہ ہے، اسی وجہ سے آپ کا یہ حکم ان پر گراں گزرا۔

### ایمان افروز تقریر!

حدیث ہذا کے ذیل حضرت مولانا وید الزمان صاحب مرحوم نے ایک ایمان افروز تقریر حوالہ قطاس فرمائی ہے جو اہل بصیرت کے مطالعہ کے قابل ہے۔

صحابہ کرام نے جب کما یا رسول اللہ ای الحل قال حل کله یعنی یا رسول اللہ! عمرہ کر کے ہم کو کیا چیز حلال ہو گی۔ آپ نے فرمایا سب چیزیں یعنی جتنی چیزیں احرام میں منع تھیں وہ سب درست ہو جائیں گی۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ شاید عورتوں سے جملع درست نہ ہو، جیسے ری اور حلق اور قربانی کے بعد سب چیزیں درست ہو جاتی ہیں لیکن جملع درست نہیں ہوتا جب تک طواف الزيارة نہ کرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں عورتیں بھی درست ہو جائیں گی۔

دوسری روایت میں ہے کہ بعضے صحابہ کو اس میں تامل ہوا اور ان میں سے بعضوں نے یہ بھی کہا کہ کیا ہم حج کو اس حال میں جائیں کہ ہمارے ذکر سے منی نپک رہی ہو۔ آنحضرتؐ کو ان کا یہی حال دیکھ کرخت ملال ہوا کہ میں حکم دہنا ہوں اور یہ اس کی تھیں میں تامل کرتے ہیں اور چہ میگوئیں نکلتے ہیں۔ لیکن جو صحابہ قوی الایمان تھے انہوں نے فروز آنحضرتؐ کے ارشاد پر عمل کیا اور عمرہ کر کے احرام کھول ڈالا۔ پیغمبرؐ جو کچھ حکم دیں وہی اللہ کا حکم ہے اور یہ ساری محنت اور مشقت اٹھانے سے غرض کیا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی۔ عمرہ کر کے احرام کھول ڈالنا تو کیا چیز ہے۔ آپ جو بھی حکم فرمائیں اس کی قبولی ہارے لئے میں سعادت ہے۔ جو حکم آپ دیں اسی میں اللہ کی مرضی ہے گو سارا زمانہ اس کے خلاف بکار رہے۔ ان کا قول اور خیال ان کو مبارک رہے۔ ہم کو مرتے ہی اپنے پیغمبرؐ کے ساتھ رہنا ہے۔ اگر بالفرض دوسرے مجتہد یا امام یا قیرو و مرشد درویش قطبؐ پیغمبرؐ کی حیروی کرنے میں

۱۵۶۴ - حدثنا موسى بن إسماعيل قال حدثنا وقیب قال حدثنا ابن طاؤس عن أبيه عن ابن عباس رضي الله عنهما قال ((كانوا يرون أن الغمرة في أشهر الحج من أجر الفجور في الأرض، ويجعلون المحرم صفرًا، ويقولون : إذا برأ الدبر، وغافل عن ، وأنزلح صفر، حللت الغمرة لمن اغتمر. قيل النبي ﷺ وأصحابه صيحة رابعة مهمني بالحج، فامرتم أن يجعلوها غمرة، فتعاظم ذلك عندكم فقالوا : يا رسول الله، أي الحل ؟ قال : ((حل كلُّه)). [راجع: ۱۰۸۵]

ہم سے خواہو جائیں تو ہم کو ان کی خلائق کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ ہم کو قیامت میں ہمارے بغیر کا سایہ عاطفت بن کرتا ہے۔ سارے ولی اور درویش اور غوث اور قطب اور مجتهد اور امام اس بارگاہ کے ایک اونچی کفشوں بردار ہیں۔ کفش برداروں کو راضی رکھیں یا اپنے سردار کو اللہم صل علی محمد و علی آل محمد و علی اصحابہ و ارزوئنا شفاعتہ و ارزقنا فی زمرة اتباعہ و ثبتنا علی متابعتہ والعمل بستہ امین۔

(۱۵۶۵) ہم سے محمد بن شنی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے محمد بن جعفر غندر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قیس بن مسلم نے، ان سے طارق بن شاہب نے اور ان سے ابو موسیٰ اشرفؑ نے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (جۃ الوداع کے موقع پر یعنی سے) حاضر ہوا تو آپ نے (مجھ کو عمرہ کے بعد) احرام کھول دینے کا حکم دیا۔

(۱۵۶۶) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے امام مالکؓ نے بیان کیا (دوسری سند) اور امام بخاریؓ نے کما کہ ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کما کہ ہمیں امام مالکؓ نے خبردی، انہیں نافع نے اور انہیں ابن عمرؓ نے کہ حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت حفظہؓ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ؟ کیا بات ہے اور لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہو گئے لیکن آپ حلال نہیں ہوئے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے سرکی تلمیذ (بالوں کو جلانے کے لئے ایک لیس دار چیز کا استعمال کرنا) کی ہے اور اپنے ساتھ ہدی (قریانی کا جانور) لا یا ہوں اس لئے میں قربانی کرنے سے پہلے احرام نہیں کھول سکتا۔

(۱۵۶۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کما کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو جہرہ نصر بن عمران ضعی نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ میں نے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تو کچھ لوگوں نے مجھے منع کیا۔ اس لئے میں نے ابن عباسؓ نے اس کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے تمتن کرنے کے لئے کہا۔ پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ مجھ سے کہہ رہا ہے ”حج بھی مبرور ہوا اور عمرہ بھی قبول ہوا“ میں نے یہ خواب ابن عباسؓ کو سنایا، تو آپ نے

۱۵۶۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّهَّى قَالَ حَدَّثَنَا غَنْدُرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقَ بْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي مُوسَىٰ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((قَدِيمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَأَمْرَهُ بِالْجَلْ)).

[راجع: ۱۰۵]

۱۵۶۶ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكُ ح. وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ، مَا شَاءَ النَّاسُ حَلُّوا بِعُمُرَةٍ وَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ مِنْ عُمُرَكِ؟)) قَالَ: ((أَنِّي لَدُنْتُ رَأْسِي، وَلَقَدْنَتُ هَذِي، فَلَا أَنْجِلُ حَتَّى أَنْعَرُ)).

[اطرافہ فی: ۱۶۹۷، ۱۷۲۵، ۴۳۹۸، ۵۹۱۶]

۱۵۶۷ - حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو جَمْرَةَ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الْضَّعِيفُ قَالَ: ((مَمْتَعَتْ فَهَاهِي، نَاسٌ، فَسَأَلَتْ أَنَّ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَأَمَرَنَيْ، فَرَأَيْتُ فِي الْأَنَامِ كَانَ رَجُلًا يَقُولُ لِي: حَجُّ مَنْرُوزٌ وَعُمَرَةٌ مُنْقَبَّلَةٌ، فَأَخْبَرْتُ أَنَّ عَبَّاسٍ قَالَ: مَسْلَةُ النَّبِيِّ ﷺ

فرمایا کہ یہ نبی کرم ﷺ کی سنت ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میرے یہاں قیام کر، میں اپنے پاس سے تمہارے لئے کچھ مقرر کر کے دیا کروں گا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ میں نے (ابو جہر سے) پوچھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ کیوں کیا تھا؟ (یعنی مال کس بات پر دینے کے لئے کما) انہوں نے بیان کیا کہ اسی خواب کی وجہ سے جو میں نے دیکھا تھا۔

فقالَ لِي: أَقِمْ عِنْدِي فَأَجْعَلُ لَكَ سَهْمًا مِنْ مَالِي. قَالَ شَعْبَةُ : فَقُلْتُ: إِمَّا؟ فَقَالَ: لِلرُّؤْيَا أَنْتَ رَأَيْتُ). [طرفة فی : ۱۶۸۸].

**لَئِنْ يَرَى حَلْقَهُ** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ابو جہر کا یہ خواب بہت بھلا معلوم ہوا کیونکہ انہوں نے جو فتویٰ دیا تھا اس کی صحت اس سے ظن غالب ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حج تمعن کو رسول اللہ ﷺ کی سنت بتلیا اور سنت کے موافق ہو کوئی کام کرے وہ ضرور اللہ کی پارگاہ میں مقبول ہو گا۔ سنت کے موافق تصوری سی عبادت بھی خلاف سنت بڑی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے۔ علمائے دین سے منقول ہے کہ ادنیٰ سنت کی پیروی جیسے مجرم کی ستون کے بعد لیٹ جانا درجہ میں ہوئے ثواب کی چیز ہے۔ یہ ساری فتحت آخر حضرت ﷺ کی کش برواری کی وجہ سے ملتی ہے۔ پروردگار کو کسی کی عبادت کی حاجت نہیں۔ اس کو کیسی پسند ہے کہ اس کے حبیب کی چال ڈھال اقتیار کی جائے۔ حافظ فرماتے ہیں:

ويوحد منه اكرام من اخبر العره بما يسره وفرح العالم بموافقته والاستنساب بالرواية لموافقة الدليل الشرعي وعرض الرواية على العالم والتکبير عند المسررة والعمل بالادلة الظاهرة والتبيه على اختلاف اهل العلم ليعمل بالراجح منه الموافق للدليل (فتح) یعنی اس سے یہ لکلہ کر اگر کوئی بھائی کسی کے پاس کوئی خوش کرنے والی خبر لائے تو وہ اس کا اکرام کرے اور یہ بھی کہ کسی عالم کی کوئی بات حق کے موافق پڑ جائے تو وہ خوشی کا اطمینان کر سکتا ہے اور یہ بھی کہ دلیل شرعی کے موافق کوئی خواب نظر آجائے تو اس سے دلی سرت حاصل کرنا جائز ہے اور یہ بھی کہ خواب کسی عالم کے سامنے پیش کرنا چاہئے اور یہ بھی کہ خوشی کے وقت نعروں بکیر بلند کرنا درست ہے اور یہ بھی کہ ظاہر دلائل پر عمل کرنا جائز ہے اور یہ بھی کہ اختلاف کے وقت اہل علم کو تسبیہ کی جاسکتی ہے کہ وہ اس پر عمل کریں جو دلیل سے راجح ثابت ہو۔

(۱۵۶۸) ہم سے ابو حیم نے بیان کیا، ان سے ابو شاہب نے کہا کہ میں تمعن کی نیت سے عمرہ کا احرام باندھ کے یوم ترویہ سے تین دن پہلے مکہ پہنچا۔ اس پر کہہ کے کچھ لوگوں نے کہا اب تمہارا حج کی ہو گا۔ میں عطاء بن ابی رباح کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہی پوچھنے کے لئے انہوں نے فرمایا کہ مجھ سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسون نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ حج کیا تھا جس میں آپ اپنے ساتھ قریانی کے اونٹ لائے تھے (یعنی بعنة الوداع) صحابہ نے صرف مفرد حج کا احرام باندھا تھا۔ لیکن آخر حضور نے ان سے فرمایا کہ (عمرو کا احرام باندھ لو اور) بیت اللہ کے طوف اور صفا مروہ کی سی کے بعد اپنے احرام کھول ڈالا اور بال ترشالو۔ یوم ترویہ تک برایہ اسی طرح حال رہو،

۱۵۶۸ - حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ قَالَ : قَدِيمَتْ مُتَمَمِّعًا مَكَّةَ بِعُمْرَةِ، فَدَخَلْنَا قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِشَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَقَالَ لِي أَنَّاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ : تَصِيرْ إِلَّا حَجَّتُكَ مَكِيَّةً، فَدَخَلْتُ عَلَى عَطَاءِ إِسْتَفِينِيَّ فَقَالَ : ((حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا اللَّهُ حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ سَاقَ الْبَذْنَ مَعَهُ وَقَدْ أَهْلَوَا بِالْحَجَّ مَفْرِدًا فَقَالَ لَهُمْ : ((اجْلُوا مِنْ إِخْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْأَيْتِ وَتَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَلَصَرُّوا ثُمَّ

پھر یوم ترویہ میں کہہ دی سے حج کا احرام باندھو اور اس طرح اپنے حج مفرد کو جس کی تم نے پہلے نیت کی تھی، اب اسے تمنع بنا لو۔ صحابہ نے عرض کی کہ ہم اسے تمنع کیسے بناسکتے ہیں؟ ہم تو حج کا احرام باندھ پکے ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔ اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو خود میں بھی اسی طرح کرتا جس طرح تم سے کہہ رہا ہوں۔ لیکن میں کیا کروں اب میرے لئے کوئی چیز اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتی جب تک میرے قربانی کے جانوروں کی قربانی نہ ہو جائے۔ چنانچہ صحابہ نے آپ کے حکم کی تقلیل کی۔ ابو عبد اللہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو شعب کی اس حدیث کے سوا اور کوئی مرفوع حدیث مروی نہیں ہے۔

[راجع: ۱۵۵۶]

کی جس سے یہ مراد ہے کہ کہہ والے جو کہہ دی سے حج کرتے ہیں ان کو چونکہ تکلیف اور محنت کم ہوتی ہے الذا ٹواب بھی زیادہ نہیں ملتا۔ ان لوگوں کی غرض یہ تھی کہ جب تمنع کیا اور حج کا احرام کہہ سے باندھتا تو اب حج کا ٹواب اتنا نہ ہے گا جتنا حج مفرد میں ملتا جس کا احرام باہر سے باندھا ہوتا۔ جابر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث یہاں کر کے کہ والوں کا رد کیا اور ابو شعب کا شہد دور کر دیا کہ تمنع میں ٹواب کم ہے گا۔ تمنع تو سب قسموں میں افضل ہے اور اس میں افراد اور قران دونوں سے زیادہ ٹواب ہے۔

(۱۵۶۹) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے جماجم بن محمد اعور نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے عمرو بن مروی نے، ان سے سعید بن مسیب نے کہ جب حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما عسکان آئے تو ان میں باہم تمنع کے سلسلے میں اختلاف ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس کو رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اس سے آپ کیوں روک رہے ہیں؟ اس پر عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اپنے حال پر رہنے دو۔ یہ دیکھ کر علی رضی اللہ عنہ نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھا۔

أَقِيمُوا حَلَالًا حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الْغُرْبَةِ فَأَهْلُوا بِالْحَجَّ وَاجْعَلُوا أَلْيَهِ قَدِيمَتُمْ بِهَا مُتَعَظَّةً)، فَقَالُوا : كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتَعَظَّةً وَلَذْ سَمِيتَنَا الْحَجَّ؟ فَقَالَ: ((أَفَعَلُوا مَا أَمْرَتُكُمْ، فَلَوْلَا لَا أَنِ سَفَتُ الْهَذَنِ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي أَمْرَتُكُمْ، وَلَكِنْ لَا يَجْعَلُ مِنِي حَرَامَ حَتَّى يَتَلَقَّ الْهَذَنِ مَحْلَهُ)). فَقَعْدُوا قَالَ أَبُو عَنْدِ اللَّهِ أَبُو شَهَابٍ لَّهُ حَدِيثُ مُسْنَدٌ إِلَّا هَذَا.

[راجع: ۱۵۵۶]

۱۵۶۹ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَغْوَرُ عَنْ شَعْبَةَ عَنْ عَمْرُو بْنِ مُرَأَةِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُشَيْبِ قَالَ: ((إِخْلَفَ عَلَيْيَ وَعْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَقَعَدَا بِعَسْفَانَ فِي الْمُعْتَدِلَةِ عَلَيْهِ مَا تُرِنَّدَ إِلَى أَنْ تَهْنَى عَنْ أَنْفِرِ فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ). قَالَ: فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ عَلَيْهِ أَهْلَ بِهِمَا جَمِيعًا). [راجع: ۱۵۶۳]

**شیخ** عسکان ایک مقام ہے کہ سے ۳۲۱ میل پر یہاں کے تروز مشور ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے گو خود تمنع نہیں کیا تھا مگر دوسرے لوگوں کو اس کا حکم دیا تو گویا خود کیا۔ یہاں یہ اعتراض ہوتا ہے کہ بحث تو تمنع میں تھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قران کیا مطلب ہے۔ جواب یہ ہے کہ قران اور تمنع دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں کو ناجائز سمجھتے تھے۔ عجیب بات ہے قرآن شریف میں صاف یہ موجود ہے۔ فعن تمنع بالعمرۃ الی الحج اور احادیث میں مجھے متعدد صحابہ کی موجود ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تمنع کا حکم دیا۔ پھر ان صحابیوں کا اس سے منع کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔ بعضوں نے کہا کہ حضرت عمر اور

حضرت عثمان بن عفی اس تمعن سے منع کرتے تھے کہ حج کی نیت کر کے حج کا فتح کر دیا اس کو عمرہ بنا دیا۔ مگر یہ بھی صراحتاً احادیث سے ثابت ہے۔ بعضوں نے کہا یہ ممکنہ بطور تزییہ کے تھی۔ یعنی تمعن کو فضیلت کے خلاف جانتے تھے۔ یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ حدیث سے صاف یہ ثابت ہے کہ تمعن سب سے افضل ہے۔ حاصل کلام یہ کہ یہ مقام مشکل ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت عثمان کو حضرت علی بن ابی طالب کے مقابل پکھ جواب نہ بن پڑا۔ اس سلسلہ میں حافظ صاحب فرماتے ہیں:

وَلِيْ قُصَّةِ عَمَانَ وَعَلَىْ مِنَ الْفَوَادِ اشَاعَةِ الْعِلْمِ مَا عَنْهُ مِنْ الْعِلْمِ وَاظْهَارَهُ وَمَنَاظِرَهُ وَلَاَ الْأَمْرُ وَغَيْرُهُمْ فِي تَحْقِيقِهِ لَمْ فَوَىْ عَلَىْ ذَلِكَ لَقْدَ مِنَ صَحَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَالْبَيَانُ بِالْفَعْلِ مَعَ الْقَوْلِ وَجَوَازُ اسْتِبْطَاطِ مِنَ النَّصِّ لَأَنَّ عَمَانَ لَمْ يَخْفَ عَلَيْهِ إِنَّ التَّمَنُّ وَالْقَرَانَ جَانِزَانَ وَإِنَّمَا نَهَا عَنْهُمَا لِيَعْمَلَا بِالْأَفْضَلِ كَمَا وَقَعَ لِعَمَرٍ وَلَكِنَّ خَشِيَ عَلَىِّ أَنْ يَحْمِلَ غَيْرَهُ النَّهَا عَلَىِّ التَّحْرِيمِ فَأَشَاعَ جَوَازَ ذَلِكَ وَكُلُّ مِنْهُمَا مُجَتَهِدٌ مَا جَوَرَ (فتح الباری)

یعنی حضرت عثمان اور حضرت علی بن ابی طالب کے واقعہ مذکورہ میں بہت سے فوائد ہیں۔ مثلاً جو کچھ کسی کے پاس علم ہوا اس کی اشاعت کرنا اور اہل اسلام کی خیر خواہی کے لئے امر حنف کا اعلان کرنا یہاں تک کہ اگر مسلمان حاکموں سے مناگروں تک کی نوبت پہنچ جائے تو یہ بھی کردار ادا کر کی امر حنف کا مخفی بیان ہی نہ کرنا بلکہ اس پر عمل بھی کر کے دکھلانا اور نفس سے کسی مسئلہ کا استنباط کرنا۔ کیونکہ حضرت عثمان بن عفی سے یہ چیز مخفی نہ تھی حج تمعن اور قران بھی جائز ہیں مگر انہوں نے افضل پر عمل کرنے کے خیال سے تمعن سے منع فرمایا۔ جیسا کہ حضرت عمر بن عفی سے بھی واضح ہوا اور حضرت علی بن ابی طالب نے اسے اس پر محظوظ کیا کہ عوام الناس کہیں اس نہیں کو تحريم پر محظوظ نہ کر بیٹھیں۔ اس لئے انہوں نے اس کے جواز کا اعلان فرمایا بلکہ عمل بھی کر کے دکھلادیا۔ پس ان میں دونوں ہی مجتهد ہیں اور ہر دو کو اجر و ثواب ملے گا۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ نیک نیت کے ساتھ کوئی فروعی اختلاف واقع ہو تو اس پر ایک دوسرے کو بر احلا نہیں کہنا چاہئے۔ بلکہ صرف اپنی تحقیق پر عمل کرتے ہوئے دوسرے کا معاملہ اللہ پر چھوڑ دنا چاہئے۔ ایسے فروعی اور میں اختلاف فہم کا ہونا قادر تھی چیز ہے۔ جس کے لئے صد ہا میلیں سلف صالحین میں موجود ہیں۔ مگر صد افسوس کہ دور حاضر کے کم فہم علماء نے ایسے ہی اختلافات کو رائی کا پہاڑ بنا کر امت کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ اللهم ارحم علی امة حبیبک۔

### ۳۵- بَابُ مَنْ لَكِيْ بِالْحَجَّ وَمَسَّاهَةٌ بَابُ أَكْرَوَيَ لَيْكِ مِنْ حَجَّ كَاتِمَ لَهُ

یعنی لیک حج کی پکارے اور حج کا احرام باندھے تب بھی کہ میں پہنچ کر حج کو فتح کر سکتا ہے اور عمرہ کر کے احرام کھول سکتا ہے۔  
 ۱۵۷۰- حَدَّثَنَا مُسْنَدُهُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادٌ بْنُ زَيْلٍ عَنْ أَبْيَوبَ قَالَ : سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَنْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((لَقِيلَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَنَحْنُ نَقُولُ : لَيْكَ اللَّهُمَّ لَيْكَ بِالْحَجَّ، فَأَمْرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَفَعَلْنَا هَا غُزْرَةً)). [۱۵۰۹]

### ۳۶- بَابُ التَّمَنُّ عَلَىْ عَهْدِ النَّبِيِّ بَلْ بَنِي كَرِيمٍ شَهِيدِمْ کے زمانہ میں تمعن کا

### جاری ہونا

(۱۵۷۱) ہم سے موسیٰ بن اسٹیلیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہام بن یحییٰ نے قادہ سے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مطرف نے عمران بن حصین سے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے تمعن کیا تھا اور خود قرآن میں تمعن کا حکم نازل ہوا تھا۔ اب ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہ دیا۔

۱۵۷۱ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَيَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُطَرْفٌ عَنْ عُمَرَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: (تَمَتَّعْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَنَزَّلَ الْقُرْآنَ، قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهِ مَا شاءَ).

[طرفة فی : ۴۵۱۸]

### باب اللہ کا سورہ بقرہ میں یہ فرمانا

تَمَتَّعْنَا عَلَى قِرْبَانِي كَاحْكَمَ الْأَلْوَگُونَ كَلَّهُ لَهُ جَنَ كَمَرَوَالِي مَسْجِدِ حَرَامَ  
کے پاس نہ رہتے ہوں

۳۷ - بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَ جَلَّ: هَذِهِ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلَهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ [البقرة: ۱۹۶]

**لشیخ** اختلاف ہے کہ حاضری المسجد الحرام کون لوگ ہیں۔ امام مالکؓ کے نزدیک اہل کہ مراد ہیں۔ بعضوں کے نزدیک اہل حرم۔ ہمارے امام احمد بن خبلؓ اور شافعی کا قول ہے کہ وہ لوگ مراد ہیں جو کہ سے مسافت قصر کے اندر رہتے ہوں۔ حنفیہ کے نزدیک کہہ والوں کو تمعن درست نہیں اور شافعی وغیرہ کا قول ہے کہ کہہ والے تمعن کر سکتے ہیں لیکن ان پر قربانی یا روزے واجب نہیں اور ذکر کا اشارہ اسی طرف ہے یعنی یہ قربانی اور روزہ کا حکم۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ ذالک کا اشارہ تمعن کی طرف ہے یعنی تمعن اسی کو جائز ہے جو مسجد حرام کے پاس نہ رہتا ہو یعنی آفاق ہو (وحیدی)

(۱۵۷۲) اور ابو کامل فضیل بن حسین بصری نے کہا کہ ہم سے ابو معشر یوسف بن یزید براء نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عثمان بن غیاث نے بیان کیا، ان سے عکرہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، ابن عباس سے حج میں تمعن کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر صادرین الصاربی کشم سیفی کی اذواج اور ہم سب نے احرام باندھا تھا۔ جب ہم کہہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے احرام کو حج اور عمرو دونوں کے لئے کرو لیکن جو لوگ قربانی کا جانور اپنے ساتھ لائے ہیں (وہ عمرہ کرنے کے بعد حلال نہیں ہوں گے) چنانچہ ہم نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کر لی تو اپنا احرام کھول ڈالا اور ہم اپنی بیویوں کے پاس گئے اور سلے ہوئے کپڑے پہنے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک ہدی اپنی جگہ نہ پہنچ لے

۱۵۷۲ - وَقَالَ أَبُو كَامِلٍ فَضِيلُ بْنُ حُسْنِي . الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُقْنَصٍ الْأَبْرَاءَ حَدَّثَنَا عَمَّانُ بْنُ عَيَّاثَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَيَلَ عَنْ مُنْتَهِيِ التَّحْجُجِ: فَقَالَ ((أَهْلُ الْمَهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارِ وَأَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ) فِي حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَأَهْلَتَنَا، فَلَمَّا قَدِيمَنَا مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِجْعَلُوا إِهْلَ الْكُمْ بِالْحَجَّ عَمَرَةً إِلَّا مَنْ قَلَّدَ النَّهَنِيَّ، طَفَّنَا بِالنَّبِيَّ وَتَبَّنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ وَأَتَنَا النَّسَاءَ وَلَبَسَنَا الْقِيَابَ))، وَقَالَ: ((مَنْ قَلَّدَ النَّهَنِيَّ فَإِنَّهُ لَا يَجْعَلُ لَهُ حَتَّى يَتَلَعَّ النَّهَنِيَّ

(یعنی قربانی نہ ہو لے) ہمیں (جنہوں نے بڑی ساتھ نہیں لی تھی) آپ نے آٹھویں تاریخ کی شام کو حکم دیا کہ ہم حج کا احرام باندھ لیں۔ پھر جب ہم مناسک حج سے فارغ ہو گئے تو ہم نے آکر بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کی، پھر ہمارا حج پورا ہو گیا اور اب قربانی ہم پر لازم ہوئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”جسے قربانی کا جانور میسر ہو (تو وہ قربانی کرے) اور اگر کسی کو قربانی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے حج میں اور سات دن گھروابیں ہونے پر رکھے (قربانی میں) بکری بھی کافی ہے۔ تو لوگوں نے حج اور عمرہ دونوں عبادتیں ایک ہی سال میں ایک ساتھ ادا کیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کتاب میں یہ حکم نازل کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس پر خود عمل کر کے تمام لوگوں کے لئے جائز قرار دیا تھا۔ البتہ مکہ کے باشندوں کا اس سے احتشاء ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کافرمان ہے ”یہ حکم ان لوگوں کے لئے ہے جن کے گھروالے مسجد الحرام کے پاس رہنے والے نہ ہوں“۔ اور حج کے جن میمیزوں کا قرآن میں ذکر ہے وہ شوال، نیقudeh اور ذی الحجه ہیں۔ ان میمیزوں میں جو کوئی بھی تمعن کرے وہ یا قربانی دے یا اگر مقدور نہ ہو تو روزے رکھے۔ اور رفت کا معنی جماع (یا لخش باتیں) اور فسوق گناہ اور جدال لوگوں سے بچ جائے۔

### باب مکہ میں داخل ہوتے وقت غسل کرنا۔

(۱۵۷۳) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، انہیں ایوب سختیانی نے خبر دی، انہیں نافع نے، انہوں نے بیان کیا کہ جب عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حرم کی سرحد کے قریب پہنچتے تو تلبیہ کہنا بند کر دیتے۔ رات ذی طوی میں گزارتے، صبح کی نمازوں ہیں پڑھتے اور غسل کرتے (پھر مکہ میں داخل ہوتے) آپ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

محلہ)). ثُمَّ أَمْرَنَا عَنِّيْةَ التَّرْوِيَةَ أَنْ نَهِيَّ  
بِالْحَجَّ، فَإِذَا فَرَغْنَا مِنَ الْمَنَاسِكِ جَنَّا  
فَطَفَنَا بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَّا وَالْمَرْوَةَ فَقَدْ ثَمَّ  
حَجَّنَا وَعَلَيْنَا الْهَدْنِيُّ كَمَا قَالَ اللَّهُ  
عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْنِيِّ  
فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصَيَّامَ ثَلَاثَةً أَيَّامٍ فِي الْحَجَّ  
وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعْنَا﴾ إِلَى أَمْصَارِكُمْ، الشَّاءُ  
تَجْزِي. لَجَمَعُوا نُسُكِنَ فِي عَامِ بَيْنَ  
الْحَجَّ وَالْعُمْرَةِ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْزَلَهُ فِي  
كِتَابِهِ وَسَنَّهُ نَبِيُّهُ ﷺ وَأَبَاحَهُ لِلنَّاسِ غَيْرُ  
أَهْلِ مَكَّةَ. قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿فَذَلِكَ لِمَنْ  
لَمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِيَ الْمَسْجِدِ  
الْحَرَامِ﴾ وَأَشْهَرُ الْحَجَّ الْأَنْتِي ذَكَرَ اللَّهُ  
تَعَالَى : شَوَّالٌ وَذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ،  
فَمَنْ تَمَّتْ فِي هَذِهِ الْأَشْهُرِ فَعَلَيْهِ ذَمٌ أَوْ  
صَوْمٌ). وَالرُّثُقُ الْجِمَاعُ، وَالْفُسُوقُ  
الْمُعَاصِي، وَالْجِدَانُ الْمِرَاءُ.

### ۳۸۔ بَابُ الْإِغْتِسَالِ عِنْدَ دُخُولِ مَكَّةَ

۱۵۷۳ - حَدَّثَنَا يَغْفُورُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ  
حَدَّثَنَا ابْنُ عَلَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ  
نَافِعٍ قَالَ: ((كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا إِذَا دَخَلَ أَذْنَى الْحَرَامِ أَمْسَكَ عَنِ  
الثَّلِيَّةِ. ثُمَّ يَبْيَسُ بِدِي طَوِيَّ، ثُمَّ يَصْنَلِي بِهِ  
الصَّبْحَ وَيَغْتَسِلُ، وَيَحْدُثُ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ  
ﷺ كَانَ يَفْعُلُ ذَلِكَ)). [راجیع: ۱۵۵۳]

یہ عسل ہر ایک کے لئے مستحب ہے گو حاکمہ یا نفاس والی حورت ہو۔ اگر کوئی شیم سے عمرے کا احرام باندھ کر آئے تو کہ میں سمجھتے وقت پھر عسل کرنا مستحب نہیں کیونکہ شیم کے سے بہت قریب ہے۔ البتہ اگر دور سے احرام باندھ کر آیا ہو جیسے جعرانہ یا حدیبیہ سے تو پھر عسل کر لیتا مستحب ہے (قطلانی)

### ۳۹۔ بابُ دُخُولِ مَكْهَةَ نَهَارًاً أَوْ لَيْلَةً

نحو مطبوعہ مصر میں اس کے بعد اتنی عبارت زیادہ ہے۔ بات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدنی طویٰ حتیٰ اصبح نم دخل مکہ لعنی آپ رات کو ذی طویٰ میں رہ گئے صحیح مکہ پھر کہ میں داخل ہوئے۔ ترجمہ باب میں رات کو بھی داخل ہونا ذکر ہے۔ لیکن کوئی حدیث اس مضمون کی امام بخاری نہیں لائے۔ اصحاب سنن نے روایت کیا کہ آپ جعرانہ کے عمرہ میں کہ میں رات کو داخل ہوئے اور شاید امام بخاری نے اس طرف اشارہ کیا۔ بعضوں نے یوں جواب دیا کہ ذی طویٰ خود کہ ہے اور آپ شام کو وہاں پہنچتے تو اس سے رات کو داخل ہونے کا جواز نہیں آیا۔ بہر حال رات ہو یا دن دنوں میں داخلہ جائز ہے۔

حافظ صاحب فرماتے ہیں: واما الدخول ليلا فلم يقع منه صلی اللہ علیہ وسلم الا في عمرة الجعرانة فانه صلی اللہ علیہ وسلم احرام من الجعرانة ودخل مکہ ليلا فقضى امر العمرة ثم رجع ليلا فاصبح بالجعرانة کیا ت کما رواه اصحاب السنن الثلاثة من حدیث معرض الكعبی وترجم عليه النسائی دخول مکہ ليلا وروى سعد بن منصور عن ابراهیم التخنی قال كانوا يستحبون ان يدخلوا مکہ نهارا ويبغرون منها ليلا واخرج عن عطاء ان شتم فادخلوا ليلا الکم لست كرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم انه كان امام فاحب ان يدخلها نهارا الی ایام الناس انتہی وقضیہ هذا ان کان اماما بقدیم به استحب له ان یدخلها نهارا۔

لینی آنحضرت ﷺ کا مکہ شریف میں رات کو داخل ہونا یہ صرف عمرہ جعرانہ میں ثابت ہے جب کہ آپ نے جعرانہ سے احرام باندھا اور رات کو آپ کہ شریف میں داخل ہوئے اور اسی وقت عمرہ کر کے رات ہی کو واپس ہو گئے اور صحیح آپ نے جعرانہ ہی میں کی۔ گویا آپ نے ساری رات پہلی گزاری ہے جیسا کہ اصحاب سنن ملائش نے روایت کیا ہے۔ بلکہ امام نسائی بنے اس پر باب باندھا کر کہ میں رات کو داخل ہوتا۔ اور ابراہیم التخنی سے مروی ہے کہ وہ کہ شریف میں دن کو داخل ہونا مستحب کردا تھے اور رات کو واپس ہوتا اور عطاء نے کہا کہ اگر تم چاہو رات کو داخل ہو جاؤ تم رسول اللہ ﷺ چیزیں نہیں ہو، آپ امام اور مقتدی تھے، آپ نے اسی کو پسند فرمایا کہ دن میں آپ داخل ہوں اور لوگ آپ کو دیکھ کر مطمئن ہوں۔ خلاصہ یہ کہ جو کوئی بھی امام ہو اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ دن میں کہ شریف میں داخل ہو۔

(۱۵۷۴) ہم سے مدد دنے بیان کیا، انسوں نے کہا ہم سے بھی قحطان نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہم سے عبید اللہ عمری نے بیان کیا، ان سے ثانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی طویٰ میں رات گزاری۔ پھر جب صحیح ہوئی تو آپ کہ میں داخل ہوئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرت تھے۔

### باب مکہ میں کلہر سے داخل ہو

(۱۵۷۵) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، ان سے من بن عیسیٰ

۱۵۷۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْتَىٰ عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ أَبِنِ عَمِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((بَاتَ النَّبِيُّ بَلْدِي طُوَىٰ حَتَّىٰ أَصْبَحَ نَمْ دَخَلَ مَكْهَةً، وَكَانَ أَبْنُ عَمِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقْفَلُهُ)). [راجح: ۱۵۵۳]

### ۴۰۔ باب میں این یذخُلُ مَكْهَةً

۱۵۷۵۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ :

نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر بن حنبل نے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں بلند کھلی (یعنی جنت المعلی) کی طرف سے داخل ہوتے اور نکتہ شنیہ سفلی کی طرف سے یعنی نیچے کی کھلی (باب شیکہ) کی طرف سے۔

حدیثی معنٰی قال: حدیثی مالک عن نافع عن ابن عمر رضی الله عنہما قال: ((کَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَذْخُلُ مَكَّةَ مِنَ النَّبِيَّ الْعَلِيِّ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّبِيَّ السُّفْلَى)).  
[طرفة فی : ۱۵۷۶]

### باب مکہ سے جاتے وقت کون سی راہ سے جائے

(۱۵۷۶) ہم سے مسدوبن مسروہ بصری نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے بھی قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمری نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شنیہ علیاً یعنی مقام کداء کی طرف سے داخل ہوتے جو بطحاء میں ہے۔ اور شنیہ سفلی کی طرف سے نکتہ تھے یعنی نیچے والی کھلی کی طرف سے۔

۴۱ - بابُ مِنْ أَيْنَ يَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ ۱۵۷۶ - حدَّثَنَا مُسَدِّدُ بْنُ مُسَرَّهٍ البصْرِيُّ قَالَ: حدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عَبِيدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ مَكَّةَ مِنْ كَداءَ مِنَ النَّبِيَّ الْعَلِيِّ بِالْبَطْحَاءِ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّبِيَّ السُّفْلَى)). [راجع: ۱۵۷۵]

**شیخ** ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مکہ شریف میں ایک راہ سے آتا اور دوسری راہ سے جانا سمجھ ہے۔ نسخہ مطبوعہ مصریں یہاں اتنی عبارت زیادہ ہے۔ قال ابو عبدالله کان يقال هو مسدد کاسمه قال ابو عبدالله سمعت يحيى بن معین يقول سمعت يحيى بن سعید القطان يقول لو ان مسدد ائمۃ فی بیته فحدثه لاصحق ذلک و ما ابالي کتبی کانت عندي او عند مسدد یعنی امام مختاری نے کما مسدداً می باسکی تھے یعنی مسدود کے معنی عربی زبان میں مضبوط اور درست کے ہیں تو وہ حدیث کی روایت میں مضبوط اور درست تھے اور میں نے بھی بن معین سے نا، وہ کہتے ہیں میں نے بھی قطان سے نا، وہ کہتے ہیں اگر میں مسدود کے گھر جا کر ان کو حدیث سنایا کرتا تو وہ اس کے لائق تھے اور میری کتابیں حدیث کی میرے پاس رہیں یا مسدود کے پاس مجھے کچھ پرواہ نہیں۔ گویا بھی قطان نے مسدود کی بے حد تعریف کی۔

(۱۵۷۷) ہم سے حمیدی اور محمد بن شنی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عائشہ رضی اللہ عنہما نے کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں تشریف لائے تو اپر کی بلند جانب سے شرکے اندر داخل ہوئے اور (مکہ سے) واپس جب گئے تو نیچے کی طرف سے نکل گئے۔

۱۵۷۷ - حدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُشْتَى قَالَأَ حدَّثَنَا سَفِيَّاً بْنَ عَيْنَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَ مِنْ أَغْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلَهَا)).

[اطرافہ فی : ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۴۲۹۰، ۴۲۹۱]

(۱۵۷۸) ہم سے محمود بن غیلان مروزی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر شرمنی کداء کی طرف سے داخل ہوئے اور کدمی کی طرف سے نکلے جو مکہ کے بلند جانب ہے۔

کداء بالدر ایک پہاڑ ہے مکہ کے نزدیک اور کدمی بھی ایک دوسرا پہاڑ ہے جو مکہ کے راستے ہے۔ یہ روایت بظاہر اگلی روایتوں کے خلاف ہے۔ لیکن کہانی نے کہا کہ یہ فتح مکہ کا ذکر ہے اور اگلی روایتوں میں صحیح الاداع کا۔ حافظ نے کہا یہ راوی کی غلطی ہے اور نہیں یہ ہے کہ آپ کداء یعنی بلند جانب سے داخل ہوئے یہ عبارت من اعلیٰ کداء مکہ سے متعلق ہے نہ کدمی بالقصر سے (وحیدی)

(۱۵۷۹) ہم سے احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبد اللہ ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ ہمیں عمرو بن حارث نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر داخل ہوتے وقت مکہ کے بالائی علاقہ کداء سے داخل ہوئے۔ ہشام نے بیان کیا کہ عروہ اگرچہ کداء اور کدمی دونوں طرف سے داخل ہوتے تھے لیکن اکثر کدمی سے داخل ہوتے کیونکہ یہ راستہ ان کے گھر سے قریب تھا۔

(۱۵۸۰) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے حاتم بن اسماعیل نے ہشام سے بیان کیا، ان سے عروہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر مکہ کے بالائی علاقہ کداء کی طرف سے داخل ہوئے تھے۔ لیکن عروہ اکثر کدمی کی طرف سے داخل ہوتے تھے کیونکہ یہ راستہ ان کے گھر سے قریب تھا۔

(۱۵۸۱) ہم سے موی بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے وہب بن خالد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام نے اپنے باپ سے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے موقع پر کداء سے

۱۵۷۸ - حدثنا مُحمَّدُ بْنُ غِيلَانَ  
الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حدثنا أبو أَسَاطِةَ قَالَ  
حدثنا هشام بن غزوة عن أبيه عن عائشةَ  
رضي الله عنها ((أن النبي ﷺ دخل عامَ  
الفتح من كداء وخرج من كذا من أعلى  
مكّة)). [راجع: ۱۵۷۷]

۱۵۷۹ - حدثنا أَخْمَدُ قَالَ حدثنا أَبْنُ  
وَهْبٍ قَالَ أَعْبَرَنَا عَمْرُو عَنْ هِشَامَ بْنِ  
غَزْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءَ  
مِنْ أَعْلَى مَكَّةً)). قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ غَزْوَةَ  
يَدْخُلُ عَلَى كَلْتَيْهِمَا - مِنْ كَدَاءَ وَكَذَا -  
وَأَكْثَرُ مَا يَدْخُلُ مِنْ كَدَاءَ، وَكَانَ  
أَقْرَبَهُمَا إِلَى مَنْزِلِهِ۔ [راجع: ۱۵۷۷]

۱۵۸۰ - حدثنا عبد الله بن عبد الوهاب قَالَ حدثنا حاتم عن هشام عن  
عروة قَالَ ((دخل النبي ﷺ عام الفتح  
من كداء من أعلى مكة، و كان غزوة  
أكثر ما يدخل من كداء، وكانت أقربهما  
إلى منزله)). [راجع: ۱۵۷۷]

۱۵۸۱ - حدثنا موسى قَالَ حدثنا وهب  
قال حدثنا هشام عن أبيه ((دخل النبي  
ﷺ عام الفتح من كداء و كان غزوة

داخل ہوتے تھے۔ عروہ خود اگرچہ دونوں طرف سے (کداء اور کدمی) داخل ہوتے لیکن اکثر آپ کدمی کی طرف سے داخل ہوتے تھے کیونکہ یہ راستہ ان کے گھر سے قریب تھا۔ ابو عبد اللہ امام بخاریؓ نے کماکہ کداء اور کدمی دو مقالات کے نام ہیں۔

يَذْخُلُ مِنْهُمَا كَلِيْهُمَا، وَ كَانَ أَكْثَرُ مَا يَذْخُلُ مِنْ كَدَاءً أَفْرَاهُمَا إِلَى مَنْزِلِهِ).  
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ : كَدَاءً وَ كَدَأً مَوْضِعَانِ.

[راجح: ۱۵۷۷]

#### باب فضائل مکہ اور کعبہ کی بناء کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور جبکہ بنا دیا ہم نے خانہ کعبہ کو بار بار لوٹنے کی جگہ لوگوں کے لئے اور کر دیا اس کو امن کی جگہ اور حکم دیا ہم نے) کہ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناو اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل سے عذر لیا کہ وہ دونوں پاک کر دیں میرے مکان کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لئے۔ اے اللہ! کردے اس شر کو امن کی جگہ اور یہاں کے ان رہنے والوں کو پھلوں سے روزی دے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لا میں صرف ان کو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جس نے کفر کیا اس کو میں دنیا میں چند روز مزے کرنے دوں گا پھر اسے دوزخ کے عذاب میں کھینچ لاؤں گا اور وہ براثکانا ہے۔ اور جب ابراہیم و اسماعیل ملیما السلام خانہ کعبہ کی بنیاد اٹھا رہے تھے (تو وہ یوں دعا کر رہے تھے) اے ہمارے رب! ہماری اس کوشش کو قبول فرم۔ تو ہی ہماری (دعاؤں کو) سننے والا اور (ہماری نیتوں کا) جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری نسل سے ایک جماعت بناو جو تمیری فرماتہ بردار ہو۔ ہم کو احکام حج سکھا اور ہمارے حال پر توجہ فرمائ ک تو بت ہی توجہ فرمانے والا ہے اور بردار حیم ہے۔

(۱۵۸۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد مندی نے بیان کیا، کماکہ ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، کماکہ مجھے ابن جریر نے خبر دی، کماکہ مجھے عمرو بن ریثار نے خبر دی، کماکہ میں نے جابر بن عبد اللہ بن عثیمین سے سنا، انسوں نے بیان کیا کہ (زمانہ جاہلیت میں) جب کعبہ کی تعمیر ہوئی تو نبی کریم مصطفیٰؐ اور عباس بن عثیمین بھی پتھراٹھا کر لارہے تھے۔ عباس بن عثیمین نے

٤٢ - بَابُ فَضْلِ مَكَةَ وَبُنْيَانِهَا  
وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً  
لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ  
مُصْلَى وَعَهَدُنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَن  
طَهَرَا بَيْتَنَا لِلطَّافِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكْعَ  
السُّجُودَ. وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيْ  
هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَأَرْزَقْ أَهْلَهُ مِنَ الشَّمَراتِ  
مِنْ آمِنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، قَالَ  
وَمَنْ كَفَرَ فَأَمْتَعْهُ قَلِيلًا ثُمَّ اضْطَرَّهُ إِلَى  
عَذَابِ النَّارِ وَبَنِسَ الْمَصِيرِ. وَإِذْ يَرْفَعُ  
إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ،  
رَبَّنَا تَقْبَلْ مِنَا إِنْكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْغَنِيمُ.  
رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِيْنَ لَكَ وَمَنْ ذُرِّيْسَا أَمَّةً  
مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرْنَا مَنَاسِكَنَا وَتَبَ عَلَيْنَا،  
إِنْكَ أَنْتَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ﴾ [البقرة: ۱۲۵-۱۲۶]

١٥٨٢ - حَدَّثَنَا عَنْدُ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجَ  
قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ:  
سَمِعْتُ جَاهِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمَا يَقُولُ : ((لَمَّا بَيَّنَتِ الْكَعْبَةَ ذَهَبَ

نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اپنا تبند اتار کر کاندھ پر ڈال لو (اکار پتھر اٹھانے میں تکلیف نہ ہو) آنحضرت ﷺ نے ایسا کیا تو نگے ہوتے ہی بے ہوش ہو کر آپ زمین پر گردے اور آپ کی آنکھیں آہان کی طرف لگ گئیں۔ آپ کہنے لگے مجھے میرا تبند دے دو۔ پھر آپ نے اسے مضبوط باندھ لیا۔

اس نہاد میں مخت مزدوری کے وقت نگے ہونے میں عیب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ لیکن چونکہ یہ امر روت اور غیرت کے خلاف تھا اللہ نے اپنے حبیب کے لئے اس وقت تک آپ کو قبیری نہیں ملی تھی۔

(۱۵۸۳) ہم سے عبداللہ بن سلمہ چھپنی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے بیان کیا، ان سے سالم بن عبداللہ نے کہ عبداللہ بن محمد بن ابی بکر نے انسیں خبر دی، انسیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انسیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک یوں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے جب تیری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی تو بیان ابراہیم کو چھوڑ دیا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر آپ بیان ابراہیم پر اس کو کیوں نہیں بنا دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے بالکل نزدیک نہ ہوتا تو میں بے شک ایسا کروتا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے (اور یقیناً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما پیسی ہیں) تو میں سمجھتا ہوں کی وجہ تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حظیم سے متصل ہو دیواروں کے کونے ہیں ان کو نہیں چوتھے تھے۔ کیونکہ خانہ کعبہ ابراہیم بیانداروں پر پورا نہ ہوا تھا۔

(۱۵۸۴) ہم سے سعد بن بیان کیا، ان سے اخوص سلام بن سلیم جھپنی نے بیان کیا، ان سے اشتہ نے بیان کیا، کیونکہ حظیم حضرت ابراہیم کی بنا میں کعبہ میں داخل تھا۔ قریش نے پیر کم ہونے کی وجہ سے کعبہ کو چھوٹا کر دیا اور حظیم کی زمین کعبہ کے باہر چھوٹی رہنے دی۔ اس لئے طواف میں حظیم کو شامل کر لیتے ہیں (وہیدی)

الْهَبِيُّ وَعَبَاسُ يَنْقَلَانُ الْحِجَارَةَ، فَقَالَ  
الْهَبِيُّ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِجْفَلْ لِإِذَارَكَ عَلَى  
رَقْبَتِكَ، فَعَرَّ إِلَى الْأَرْضِ، فَطَمَّحَتْ عَيْنَاهُ  
إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: أَرِنِي لِإِذَارِي، فَشَدَّهُ  
عَلَيْهِ). [راجح: ۱۲۶]

۱۵۸۳ - حَدَّثَنَا عَنْهُ أَبُو بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ  
مَالِكٍ عَنْ أَنْبِيِّ شَهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَنْدِ  
الْمُؤْمِنِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ أَبِي بَكْرٍ  
أَخْبَرَ عَنْهُ أَبُو بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمْ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ  
ﷺ قَالَ لَهَا: ((أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكَ حِنْ  
بُنُوا الْكَعْبَةَ أَقْصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ  
إِبْرَاهِيمَ؟)) فَقَلَّتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا  
تَرْدُهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ؟ قَالَ: ((لَوْلَا  
جِدَّنَانَ قَوْمَكَ بِالْكُفَّرِ لَفَعَلْتُ)).

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَيْسَ كَانَتْ  
عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا سَيِّفَتْ هَذَا مِنْ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أَرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ  
تَرَكَ اسْتِلَامَ الرَّسُكَيْنِ اللَّلَّيْنِ يَلْبَانُ التَّحْجُرَ  
إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُنْهِمْ عَلَى قَوَاعِدِ  
إِبْرَاهِيمَ. [راجح: ۱۲۶]

کیونکہ حظیم حضرت ابراہیم کی بنا میں کعبہ میں داخل تھا۔ قریش نے پیر کم ہونے کی وجہ سے کعبہ کو چھوٹا کر دیا اور حظیم کی زمین کعبہ کے باہر چھوٹی رہنے دی۔ اس لئے طواف میں حظیم کو شامل کر لیتے ہیں (وہیدی)  
۱۵۸۴ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو  
الْأَخْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنْثَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ

ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقة رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا حطیم بھی بیت اللہ میں داخل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں پھر میں نے پوچھا کہ پھر لوگوں نے اسے کہبے میں کیوں ٹھیں شامل کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تمہاری قوم کے پاس خرج کی کی پڑ گئی تھی۔ پھر میں نے پوچھا کہ یہ دروازہ کیوں اونچا بنا�ا؟ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی تمہاری قوم ہی نے کیا تاکہ ہے چاہیں اندر آنے دیں اور ہے چاہیں روک دیں۔ اگر تمہاری قوم کی جاہلیت کا زمانہ تازہ تازہ نہ ہوتا اور مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ ان کے دل بگڑ جائیں گے تو اس حطیم کو بھی میں کعبہ میں شامل کر دیتا اور کعبہ کا دروازہ زمین کے برابر کر دیتا۔

(۱۵۸۵) ہم سے عبید بن اساعیل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو اسامة نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقة رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، اگر تمہاری قوم کا زمانہ کفر سے ابھی تازہ نہ ہوتا تو میں خانہ کعبہ کو توڑ کر اسے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر بناتا کیونکہ قریش نے اس میں کی کردی ہے۔ اس میں ایک دروازہ اور اس دروازے کے مقابل رکھتا۔ ابو معاویہ نے کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا۔ حدیث میں خلف سے دروازہ مراد ہے۔

**لئے جائیں** اب کعبہ میں ایک ہی دروازہ ہے وہ بھی قد آدم سے زیادہ اونچا ہے۔ داخلے کے وقت لوگ بڑی مشکل سے بیڑی پر چڑھ کر کہبے کے اندر جاتے ہیں اور ایک ہی دروازہ ہونے سے اس کے اندر تازی ہوا مشکل سے آتی ہے۔ داخلے کے لئے کعبہ شریف کو یا مسجد میں بت تھوڑی مت کے لئے کھولا جاتا ہے۔ الحمد للہ کہ ۱۵۳۴ کے حج میں کعبہ شریف میں مترجم کو داخلہ نصیب ہوا تھا۔ و الحمد للہ علی ذالک۔

(۱۵۸۶) ہم سے بیان بن عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے یزید بن رومان نے بیان کیا، ان

ہم نے فرمادیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا  
قالت: ((سَأَلَتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْجَنَّةِ أَمْ  
الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). قَلَّتْ: لَمَّا لَهُمْ  
لَمْ يَذْكُرُوا فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: ((إِنَّ قَوْمَكَ  
قَصَرَتْ بِهِمُ الْنَّفَقَةَ)).

قَلَّتْ: لَمَّا هَذَا نَبَاهٌ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: ((فَعَلَّ  
ذَلِكُو قَوْمُكُ لَيَذْكُرُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا  
مَنْ شَاءُوا، وَلَوْلَا أَنْ قَوْمَكَ حَدَّيْتَ  
عَهْدَنَمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَأَخَافُ أَنْ تَنْكِرَ  
قُلُوبُهُمْ أَنْ أَذْهَلَ الْجَنَّةَ فِي الْبَيْتِ وَأَنْ  
الْحَقِيقَ تَاهَ بِالْأَرْضِ)). [راجع: ۱۲۶]

۱۵۸۵ - حَدَّثَنَا عَبْيَدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَّةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ  
عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ لِي  
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْلَا حَدَّأَتْهُ قَوْمُكَ  
بِالْكُفَّرِ لَنَقْضَتِ الْبَيْتُ ثُمَّ لَبَثَتِهِ عَلَى  
أَسَاسِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَإِنْ  
قَرِبَتْهَا إِسْتَقْصَرَتْ بِنَاءَهُ، وَجَعَلَتْ لَهُ  
خَلْفًا)). قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ : حَدَّثَنَا هِشَامٌ :  
خَلْفًا يَعْنِي بَابًا۔ [راجع: ۱۲۶]

۱۵۸۶ - حَدَّثَنَا بَيَانُ بْنُ عَمْرُو قَالَ  
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ جَرِيرٍ بْنُ حَازِمٍ  
قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ رُومَانَ عَنْ عَرْوَةَ عَنْ

سے عروہ نے اور ان سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عائشہ؟! اگر تیری قوم کا زمانہ جاہلیت ابھی تازہ نہ ہوتا، تو میں بیت اللہ کو گرانے کا حکم دے دیتا تاکہ (نئی تعمیر میں) اس حصہ کو بھی داخل کر دوں جو اس سے باہر رہ گیا ہے اور اس کی کرسی زمین کے برابر کر دوں اور اس کے دو دروازے بنادوں، ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں۔ اس طرح ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر اس کی تعمیر ہو جاتی۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کعبہ کو گرانے سے یہی مقصد تھا۔ یزید نے بیان کیا کہ میں اس وقت موجود تھا جب عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے گرایا تھا اور اس کی نئی تعمیر کر کے حطیم کو اس کے اندر کر دیا تھا۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کے پائے بھی دیکھے جو اونٹ کی کوہان کی طرح تھے۔ جریر بن حازم نے کہا کہ میں نے ان سے پوچھا، ان کی جگہ کمال ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ابھی وکھاتا ہوں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ حطیم میں گیا اور آپ نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ وہ جگہ ہے۔ جریر نے کہا کہ میں نے اندازہ لگایا کہ وہ جگہ حطیم میں سے چھپا تھا ہو گی یا ایسی ہی کچھ۔

عائشہ رضی اللہ عنہا آن النبی ﷺ قال  
لہا: ((بِإِيمَانِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَوَلَّ أَنْ  
قَوْمَكَ حَدَّيْتُ عَنْهُ بِجَاهِلِيَّةِ الْأَمْرَتِ  
بِالْأَنْبِيَّةِ فَهَدَيْمَ، فَأَذْخَلْتُ فِيهِ مَا أَخْرَجْ  
مِنْهُ، وَأَلْرَقْتُهُ بِالْأَرْضِ، وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ  
بَابًا شَرْقِيًّا وَبَابًا غَرْبِيًّا فَبَلَّغْتُ بِهِ أَسَاسَ  
إِبْرَاهِيمَ)). فَذَلِكَ الَّذِي حَمَلَ ابْنُ الزَّبِيرِ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَلَى هَذِهِمْ. قَالَ يَزِيدُ:  
وَشَهَدْتُ ابْنَ الزَّبِيرِ حِينَ هَذِهِمْ وَبَنَاهُ  
وَأَذْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجَرِ، لَقَدْ رَأَيْتُ أَسَاسَ  
إِبْرَاهِيمَ حِجَارَةً كَاسِنَةً إِلَيْهِ الْإِبْلِ. قَالَ  
جَرِيزٌ: فَقُلْتُ لَهُ أَنِّي مَوْضِعُهُ؟ قَالَ: أَرِنِكَهُ  
الآن. فَدَخَلْتُ مَعَهُ الْحِجَرِ، فَأَشَارَ إِلَيَّ  
مَكَانَ فَقَالَ: هَذَا هُنَا؟ قَالَ جَرِيزٌ فَحَرَزَتُ  
مِنَ الْحِجَرِ سَيْتَةً أَذْرُعَ أَوْ نَسْخَوْهَا.

[راجع: ۱۲۶]

**لشیخ** معلوم ہوا کہ کل حطیم کی زمین کعبہ میں شریک نہ تھی۔ کیونکہ پرانے سے لے کر حطیم کی دیوار تک ستہ ہاتھ جگہ ہے اور ایک تماں ہاتھ دیوار کا عرض دو ہاتھ اور تماں ہے۔ بالی پندرہ ہاتھ حطیم کے اندر ہے۔ بعض کہتے ہیں کل حطیم کی زمین کعبہ میں شریک تھی اور حضرت عمر بن شیخ نے اپنی خلافت میں اقیاز کے لئے حطیم کے گرد ایک چھوٹی سی دیوار اٹھا دی (وحیدی) جس مقدس جگہ پر آج خانہ کعبہ کی عمارت ہے یہ وہ جگہ ہے جہاں فرشتوں نے پلے پل عبادت الہی کے لئے مسجد تعمیر کی۔ قرآن مجید میں ہے۔ (إِنَّ أَوَّلَ نِيَّتٍ وَّظِيلَةً لِلنَّاسِ لِلَّذِي يَنْكَثُ مِنْ كَثَرَةِ هُنْدَى لِلْغَلَمِينَ) (آل عمران: ۹۹) یعنی اللہ کی عبادت کے لئے اور لوگوں کی ہدایت کے لئے برکت والا گھر جو سب سے پلے دنیا کے اندر تعمیر ہوا وہ مکہ شریف والا گھر ہے۔

ابن الی شیبیہ، اسحاق بن راہویہ، عبد بن حید، حرش بن جریر، ابن الی حاتم اور ہیحقی نے حضرت علی بن الی طالب **بن شیخ** سے روایت کیا ہے۔ ان رجالاً قال له الا تخبرني عن البيت ا هو اول بيت وضع في الارض قال لا ولکنه اول بيت وضع للناس فيه البركة والهدى ومقام ابراہیم ومن دخله كان امنا ایک شخص نے حضرت علی بن الی طالب **بن شیخ** سے پوچھا کہ آیا وہ سب سے پلا مکان ہے جو روئے زمین پر بنا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ تبرک مقامات میں سب سے پلا مکان ہے جو لوگوں کے لئے تعمیر ہوا اس میں برکت اور ہدایت ہے اور مقام ابراہیم ہے جو شخص وہاں داخل ہو جائے اس کو امن مل جاتا ہے۔

حضرت آدمؑ کا بیت اللہ کو تعمیر کرنا!

عبدالرازاق، ابن جریر، ابن منذر، حضرت عطاء سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ قال آدم ای رب مالی لا اسمع اصوات الملائکہ قال لخطبینک ولكن اهبط الى الارض فابن لم يبتا ثم احلف به كما رأيت الملائكة تحف بيته الذى في السماء فزع الناس انه بناء خمسة اجبل من حراء ولبنان وطور زيتا وطور سينا والجودى فكان هذا بنا آدم حتى بناه ابراهيم بعد (ترجمہ) حضرت آدم ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی، پروردگار کیا پات ہے کہ مجھے فرشتوں کی آوازیں سنائی نہیں دیتیں۔ ارشاد الٰہی ہوا یہ تمہاری اس لغفرش کا سبب ہے جو شجر منونہ کے استعمال کے باعث تم سے ہو گئی۔ لیکن ایک صورت ابھی باقی ہے کہ تم زمین پر اتر و اور ہمارے لئے ایک مکان تیار کرو اور اس کو گھیرے رہو جس طرح تم نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ ہمارے مکان کو جو آسان پر ہے گھیرے ہوئے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس حکم کی بنا پر حضرت آدم نے کوہ حرا، لبنان، طور زيتا، طور سينا اور جودی ایسے پانچ پہاڑوں کے پھرلوں سے بیت اللہ شریف کی تعمیر کی، یہاں تک کہ اس کے آثار مت گئے تو حضرت ابراہیم ﷺ نے اس کے بعد از سرفاً اس کو تعمیر کیا۔ ابن الی حاتم اور طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: لما اهبط اللہ آدم من الجنة قال انی مهبط معک بیتا بیطا حوله کما یطاف حول عرشی و يصلی عنہ کما يصلی عند عرشی فلما كان زمن الطوفان رفعه اللہ الی فکانت الانیا یبحجونہ ولا یعلمون مکانہ حتی تولاہ اللہ بعد لابراهیم واعلمہ مکانہ فینا من خمسة اجبل حراء ولبنان، وثیر وجبل الطور وجبل الحمر وهو جبل بیت المقدس۔

(ترجمہ) اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جب آدم ﷺ کو بحث سے زمین پر اتارا تو ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایک گھر بھی اتاروں گا۔ جس کا طواف اسی طرح کیا جاتا ہے جیسا کہ میرے عرش کا طواف ہوتا ہے اور اس کے پاس نمازی طرح ادا کی جائے گی جس طرح کہ میرے عرش کے پاس ادا کی جاتی ہے۔ پھر جب طوفان نوح کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو اخالیا۔ اسکے بعد انہیا علمیں السلام بیت اللہ شریف کا جو توکیا کرتے تھے مگر اس کا مقام کسی کو معلوم نہ تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا پتہ حضرت ابراہیم ﷺ کو بتایا اور اسکی جگہ دکھاری تو آپ نے اسکو پانچ پہاڑوں سے بنایا۔ کہ حرا، لبنان شیر، جبل الحمر، جبل طور (جبل الحمر کو جبل بیت المقدس بھی کہتے ہیں) ازرنی اور ابن منذر نے حضرت وہب بن منبهؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جب آدم ﷺ کی توبہ قبول فرمائی تو ان کو مکہ مکرمہ جانے کا ارشاد ہوا۔ جب وہ چلنے لگے تو زمین اور بڑے بڑے میدان لپیٹ کر منحصر کر دیئے گئے۔ یہاں تک کہ ایک ایک میدان جمل سے وہ گزرتے تھے ایک قدم کے برابر ہو گیا اور زمین میں جمال کمیں سمندر یا تالاب تھے ان کے دبانے بھی اتنے چھوٹے کر دیئے گئے کہ ایک قدم میں اس طرف پار ہوں۔ لیکن دوسرا یہ لطف تھا کہ آپ کا قدم زمین پر جس جگہ پڑتا ہواں ایک ایک بستی ہو جاتی اور اس میں عجیب برکت نظر آتی۔ شدہ شدہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ کہ شریف آنے سے پیشتر آدم ﷺ کی آہ و زاری اور آپ کا رنج و غم جنت سے چلنے آنے کی وجہ سے بست تھا، یہاں تک کہ فرشتے بھی آپ کے گریے کی وجہ سے گریے کرتے اور آپ کے رنج میں شریک ہوتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا غم غلط کرنے کیلئے جنت کا ایک خیرہ عنایت فرمایا تھا جو کہ مکرمہ میں کعبہ شریف کے مقام پر نصب کیا گیا تھا۔ یہ وقت وہ تھا کہ ابھی کعبۃ اللہ کو کعبہ کا لقب نہیں دیا گیا تھا۔ اسی دن کعبۃ اللہ کے ساتھ رکن بھی نازل ہوا۔ اس دن وہ سفید یا قوت اور جنت کا فکر تھا۔ جب حضرت آدمؑ کے شریف آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی اور اس خیمہ کی حفاظت فرشتوں کے ذریعہ کرائی۔ یہ خیمہ آپ کے آخر وقت تک وہیں لگا رہا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ نے روح قبض فرمائی تو اس خیمہ کو اپنی طرف اخالیا اور آدم ﷺ کے صاحجزادوں نے اس کے بعد اس خیمہ کے مقام پر منی او۔ پھر کہ ایک مکان بنایا۔ جو ہمیشہ آباد رہا۔ آدم ﷺ کے صاحجزادے اور ان کے بعد والی نسلیں یکے بعد دیگرے اس کی آبادی کا انتظام کرتی رہیں۔ جب نوح ﷺ کا زمانہ آیا تو وہ عمارت غرق ہو گئی اور اس کا نشان چھپ گیا۔

**حضرت ہود اور صالحؐ کے سوا تمام انبیاء علیم السلام نے بیت اللہ شریف کی زیارت کی ہے:**  
 این احراق اور یہقیؐ نے حضرت عروہ بن حوش سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ ما من نبی الا وقد حجج الیت الاماکان من هود و صالح ولقد حججه نوح فلما کان فی الارض ماکان من الفرق اصحاب الیت ما اصحاب الارض و كان الیت بدوة حمراء فبعث الله عزوجل هودا فتشاغل با موقومہ حتی قبضه الله الیه فلم یحتجه حتی مات فلما بواه الله لا براہیم یکھا حججه ثم لم یبق نبی بعدہ الحاجہ (ترجمہ) جس قدر انبیاء علیم السلام مبعوث ہوئے سب نبی نے بیت اللہ شریف کا حج ادا فرمایا مگر حضرت ہود اور حضرت صالحؐ کو اس کا موقع نہ ملا۔ حضرت نوح یا ہم نے بھی حج ادا فرمایا ہے لیکن جب آپ کے زمانہ میں نہیں پر طوفان آیا اور ساری زمین غرقاب ہوئی تو بیت اللہ شریف کو بھی اس سے حصہ ملا۔ بیت اللہ شریف ایک سرخ رنگ کا تیلہ رہ گیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود یا ہم کو مبعوث فرمایا تو آپ حکم الی کے مطابق فرمیا۔ تینجی کی ادائیگی میں مشغول رہے اور آپ کی مشغولیت اس درجہ تھی کہ آپ کو آخر دم تک حج کرنے کی نوبت نہ آئی۔ پھر جب حضرت ابراہیم یا ہم کو بیت اللہ شریف بنانے کا موقع ملا تو انہوں نے حج ادا فرمایا اور آپ کے بعد جس قدر انبیاء علیم السلام تشریف لائے سب نے حج ادا فرمایا۔

### حضرت ابراہیمؐ کا بیت اللہ کو تعمیر کرنا!

طبقات این سد میں حضرت ابو جہنم بن حذیفہ بن حوش سے روایت ہے کہ جناب نبی کرمؐ نے فرمایا او حسی اللہ عزوجل الی ابراہیم یا میرہ بالمسیر الی بلده الحرام فرکب ابراہیم البراق وجعل اسماعیل امامہ وهو این سنتین وهاجر خلفہ ومه جبرئیل" بدله علی موضع الیت حتی قدم به مکہ فائزہ اسماعیل وامہ الی جانب الیت ثم انصرف ابراہیم الی الشام ثم او حسی اللہ الی ابراہیم ان تبی الیت وهو یومثل ابن مائۃ سنۃ واسماعیل یومثل ابن ثلاثین سنۃ فبناه معہ وتوفی اسماعیل بعد ایہ فدفن داخل الحجر مما یالی۔

یعنی اللہ عزوجل نے حضرت ابراہیمؐ کو بذریعہ وہی حکم بیجا کہ بلد الحرام مکہ شریف کی طرف چلیں۔ چنانچہ آپ بہ قیل حکم الی براق پر سوار ہو گئے۔ اپنے پیارے نور نظر حضرت اسماعیل کو جن کی عمر شریف ہونز دو سال کی تھی اپنے ساتھے اور بی بی ہاجر کو اپنے پیچھے لے لیا۔ حضرت جبراہیلؐ بیت اللہ شریف کا مقام بنانے کی غرض سے آپ کے ساتھ تھے۔ جب مکہ کرمنہ تشریف لائے تو حضرت اسماعیلؐ اور آپ کی والدہ ماجدہ کو بیت اللہ کے ایک جانب میں آتا اور حضرت ابراہیمؐ شام کو واپس ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؐ کو جبکہ آپ کی عمر شریف کامل ایک سو سال تھی، بذریعہ وہی بیت اللہ شریف کے بنانے کا حکم فرمایا۔ اس وقت حضرت اسماعیل یا ہم مبارک تیس سال کی تھی۔ چنانچہ اپنے صاحزادے کو ساتھ لے کر حضرت ابراہیمؐ نے کعبہ کی بنیاد ڈالی۔ پھر حضرت ابراہیمؐ کی وفات ہو گئی اور حضرت اسماعیل یا ہم نے بھی آپ کے بعد وفات پائی تو حجر اسود اور کعبہ شریف کے درمیان اپنی والدہ ماجدہ حضرت ہاجر کے ساتھ دفن ہوئے اور آپ کے صاحزادے حضرت ثابت بن اسماعیل اپنے والدہ محترم کے بعد اپنے ماہوؤں کے ساتھ مل کر جو نبی جرمہ سے تھے کعبہ شریف کے متولی قرار پائے۔

این ابی شیبہ، این جریر، این ابی حاتم اور یہقیؐ کی روایت کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیمؐ کو کعبہ اللہ شریف بنانے کا حکم ہوا تو آپ کو معلوم نہ ہوا کہ اس کو کس طرح بنائیں۔ اس نوبت پر اللہ پاک نے یکینہ یعنی ایک ہوا بھیجی جس کے دو کنارے تھے۔ اس نے بیت اللہ شریف کے مقام پر طوق کی طرح ایک حلقة بنانہ دیا۔ اور آپ کو حکم ہو چکا تھا کہ سیکنڈ جمل نصیرے بس دہیں تعمیر ہوئی چاہئے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؐ نے اس مقام پر بیت اللہ شریف کو تعمیر فرمایا۔

دیلی نے حضرت علی بن حوش سے مروفًا روایت کی ہے۔ زیر تفسیر آیت (وَإِذْ تَرَقَعَ إِنْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ) (البقرة: ۲۷) کہ بیت اللہ شریف جس طرح مرتل ہے اسی طرح ایک چوکنی ابر نمودار ہوا اس میں سے آواز آتی تھی کہ بیت اللہ کا راقع ایسا چوکونا ہوتا چاہئے

جیسا کہ میں یعنی ابراہیم کو تھا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم ﷺ نے بیت اللہ کو اسی کے مطابق مرلئے ہے۔ سعید بن مصوّر اور عبد بن حمید، ابن الی حاتم وغیرہ نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم ﷺ نے ہوا کے ڈالے ہوئے نشان کے نیچے کھودنا شروع کیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے ستون برآمد ہو گئے۔ جس کو تمیں تین آدی بھی ہلا نہیں سکتے تھے۔

آئت بالا کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں القواعد الیت قبیل ذلک ستون جن کو حضرت ابراہیم ﷺ نے بنایا یہ وہی ستون ہیں جو بیت اللہ شریف میں پلے کے بنے ہوئے تھے۔ ان ہی کو حضرت ابراہیم ﷺ نے بندر کیا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ شریف اگرچہ حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل ﷺ کا تعمیر فرمودہ ہے لیکن اس کا سکن نبیاد ان حضرات کا رکما ہوا نہیں ہے بلکہ اس کی نیاد قدم ہے آپ نے صرف اس کی تجدید فرمائی۔ جب حضرت ابراہیم ﷺ تعمیر کعبہ فراہم ہے تو یہ دعائیں آپ کی زبان پر تھیں۔ دعا نقبل منا انکَ انت السمعیع العلیم اے رب! ہماری اس خدمت توجید کو قبول فرمائیے۔ تو جانے والا سنے والا ہے۔

(رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرْيَتِنَا أَمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرْنَا مَتَابِسَكَنًا وَثَبَّتْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّجِيمُ) (البقرة: ١٢٨) اے رب! ہمیں اپنا فرما تھا وہ بنا لے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت ہیشہ اس ملن کو زندہ رکھنے والی بنا دے اور مناسک حج سے ہمیں آگہ کروے اور ہمارے اور اپنی عتیلیات کی نظر کروے تو نہیں ہی توائب اور رحیم ہے۔

(رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ اِمَّا رَجِينَيْنِ وَنَبِيَّنِ اَنْ تَعْنِدَ الْأَمْنَامَ) (ابراهیم: ٣٥) اے رب! اس شر کو امن و امان والا مقام بنا دے اور مجھے اور میری اولاد کو ہیشہ بت پرستی کی حماقت سے بچا رہیو۔

(رَبَّنَا إِنِّي أَسْخَكْتُ مِنْ ذُرْيَتِنِي بِوَادٍ غَنِيِّ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمَحْرَمَ رَبَّنَا لِيَقْبِلُوا الصَّلَاةُ) (ابراهیم: ٧) اے رب! میں اپنی اولاد کو ایک بغرن قتل کاشت بیان میں تیرے پاک گمراہ کے قریب آپو کرتا ہوں۔ اے رب! میری غرض ان کو میں بنا نے سے صرف یہ ہے کہ یہ تیری عبادت کریں۔ نماز قائم کریں۔ میرے مولا! لوگوں کے دل ان کی طرف پھیر دے اور ان کو میوں سے روزی طاکر تاکہ یہ تیری شکر گزاری کریں۔

قال ابن عباس بنی ابراہیم الیت من خمسة اجل من طور سینا و طور زینا و لبنان جبل بالشام والجودی جبل بالجزیرۃ وبنی قواعده من حراء جبل بمکہ للملائكة ابراہیم الی موضع الحجر الاسود قال لاسماعیل اتنی بحجر حسن یکون للناس علمًا فاتحه بحجر فقال اتنی باحسن منه فمضی اسماعیل لیطلب حجر احسن منه فصالح ابو قیس یا ابراہیم ان لک عندي و دینه فخذلها لفذلها لفذلها بالحجر الاسود فالخلدہ ابراہیم فوضعه مكانہ (خازن، ۱: / مص: ۹۳)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ﷺ نے طور سینا و طور زینا و جبل لبنان جو شام میں ہے اور جبل جودی جو جزیرہ میں ہیں ان چاروں پہاڑوں کے پہروں کا استعمال کیا۔ جب آپ مجراسود کے مقام تک پہنچ گئے تو آپ نے حضرت اسماعیل سے فرمایا کہ ایک خوبصورت سا پتھر لاؤ جس کو نشانی کے طور پر (طاووں کی گنتی کے لئے) میں قائم کروں۔ حضرت اسماعیل ﷺ ایک پتھر لائے، اس کو آپ نے واپس کر دیا اور فرمایا کہ اور مناسب پتھر طلاش کر کے لاؤ۔ حضرت اسماعیل ﷺ پتھر طلاش کریں رہے تھے کہ جبل ابو قیس سے ایک غیبی صدابلند ہوئی کہ اے ابراہیم! میرے پاس آپ کو دینے کی ایک امانت ہے، اسے لیجائیے۔ چنانچہ اس پہاڑ نے مجراسود کو حضرت ابراہیم ﷺ کے حوالے کر دیا اور آپ نے اس پتھر کو اس کے مقام پر نصب کر دیا۔ بعض روایات میں یوں ہے کہ حضرت جبرائیل ﷺ نے مجراسود کو لا کر آپکے حوالہ کیا۔ (این کیشرا اور شرقی گوش میں باہر کی طرف زین میں سے ڈیڑھ گز کی بلندی پر ایک طاق میں اسکو نصب کیا گیا۔ تعمیر ابراہیم ﷺ بالکل سادہ تھی نہ اس پر محنت تھی نہ دروازہ نہ چونہ۔ مٹی سے کام لیا گیا تھا۔ صرف پتھر کی چار دیواری تھی۔

علام ازرقی نے تاریخ مکہ میں تعمیر ابراہیم کا عرض و طول حسب ذیل لکھا ہے۔

بلندی زمین سے چھت تک ۶ گز۔ طول مجراسود سے رکن شاہی تک ۳۲ گز۔ عرض رکن شاہی سے غربی تک ۲۲ گز۔

گھر بن چکا۔ حضرت جبرئیلؑ نے ملائک حج سے آگاہ کر دیا۔ اب ارشاد باری ہوا (وَظَاهِرٌ يَبْيَنُ لِلظَّاهِرِينَ وَالْأَبْيَانِ وَالْأَعْجَمِ السُّجُودُ وَأَدْنَى فِي النَّاسِ بِالنَّحْجِ يَأْتُونَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ صَابِرٍ يَأْتُونَ مِنْ كُلِّ فَجَّ عَمِيقٍ) [اذخ ۲: ۷] یعنی ہمارا گھر طواف کرنے والوں، نماز میں قیام کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر دے اور تمام لوگوں کو پاکار دے کہ حج کو آئیں پیدل بھی اور دلی اوس نیوں پر بھی ہر دور دراز گوشہ سے آئیں گے۔ اس زمانہ میں اعلان و اشتخار کے وسائل نہیں تھے۔ ویران جگہ تھی، آدم زاد کا کوسوں تک پڑتے تھے۔ ابراہیمؑ کی آواز حدود حرم سے باہر نہیں جا سکتی تھی۔ لیکن اس معنوی آواز کو قدرت حق تعالیٰ نے مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک اور زمین سے آسمان تک پہنچا یا۔

مفسرین آیت بالا کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ فنادی علی جبل ابو قبیس یا ایہا الناس ان ربکم بھی بینا او جب عليکم الحج اليه فاجبوا ربکم و نلتفت بوجہہ بینا و شمالا و شرقا و غربا فاجبہ کل من کتب له ان يحج من اصلاح الرجال وارحام الامهات ليك الله ليك (جلالین)

یعنی حضرت ابراہیم ﷺ نے جبل ابو قبیس پر چڑھ کر پکارا اے لوگو! تمہارے رب نے اپنی عبادت کے لئے ایک مکان بنوایا اور تم پر اس کا نق فرض کر دیا ہے۔ آپ یہ اعلان کرتے ہوئے شمال و جنوب، مشرق و مغرب کی طرف منہ کرتے جاتے اور آواز بلند کرتے جاتے تھے۔ پڑی جن انسانوں کی قسم میں حج ہیت اللہ کی سعادت اذلی لکھی جا سکتی ہے۔ انہوں نے اپنے باؤں کی پشت سے اور اپنی ماوں کے ارحام سے اس مبارک ندا کو سن کر جواب دیا لیکن اللہ یا اشہ! ہم تیرے پاک گھر کی زیارت کے لئے خانصر ہیں۔

بڑے ابراہیمؑ کے بعد! ابراہیمؑ کی تعمیر ایک دست تک قائم رہی اور اس کی تولیت و گھرانی سیدنا اسماعیل ﷺ کی اولاد میں خلخلہ ہوتی چلی آئی، بہل تک کہ اس کی مرمت کی ضرورت پیش آئی۔ تب بوجہہم نے اسی ابراہیمؑ نقش و بیت پر مرمت کا کام انجام دیا۔ کوئی چھت، بتوائی اور نہ کوئی تعمیر کیا۔ بوجہہم کے بعد علاقہ نے تبدیل کی اگر تعمیر میں کوئی اضافہ نہیں کیا۔

تعمیر تہذیب بن کلاب! ابراہیمؑ تعمیر کے بعد خانہ کعبہ کو چوتھی مرتبہ قصی بن کلاب قریشی نے تعمیر کیا۔ قصی قریش کے متاز افراد میں سے تھے تعمیر کعبہ کے ساتھ ساتھ قوی تعمیر کے لئے بھی اس نے بڑے بڑے اہم کام انجام دیئے۔ تمام قریش کو جمع کر کے بذریعہ تقاریر ان میں اتحاد کی روح پھوٹکی۔ دارالندہ کا بہل بھی یہی شخص ہے جس میں قریش اپنے قوی اجتماعات و مذہبی تقویتیں نکال وغیرہ۔ کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔ سقليہ ( حاجیوں کو آب زمزم پلانا) اور رفاؤہ (یعنی حاجیوں کے کھانے پینے کا انتظام کرنا) یہ لمحے اسی نے قائم کئے۔ قریش کے قوی فرز سے ایک سلامانہ رقم منی اور کہ معظمه میں لنگر خانوں کے لئے مقرر کی۔ اس کے ساتھ چری حوض نوائے جن میں حجاج کے لئے ایام حج میں پانی بھرو دیا جاتا تھا۔ قصی نے اپنے سارے خاندان قریش کو مجتمع کر کے کعبہ شریف کے آس پاس بسایا۔ تدبیت کعبہ کے متعلق متعدد کیشیاں قائم کیں جن کو مختلف خدمات کا ذمہ دار تھا۔ خانہ کعبہ کی چھت پر گوگل کی لکڑی کی چھت ناکر امراض میں درختوں کی باریگا دی اور اس پر سیاہ غلاف ڈالا۔ یہ تعمیر حضرت رسول پاک ﷺ کے زمانہ طویل تک باقی تھی آپ نے ایسے بچپن میں اس کو ملاحظہ فرمایا۔

تعمیر تہذیب! یہ تعمیر بوت محمدی سے پانچ سال قبل جب آخر خضرت ﷺ کی عمر شریف ۱۳۵ سال کی تھی، ہوئی۔ اس تعمیر میں اور

بائی ابراہیم میں ۱۷۵ سال کا زمانہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک گورنر نزد کعبہ بخور جلا رہی تھی، پر وہ شریف میں آگ لگ گئی اور پھیل گئی، یہاں تک کہ کعبہ شریف کی چھت بھی جل گئی اور پھر بھی جخ گئے۔ جگہ جگہ سے دیواریں شق ہو گئیں۔ کچھ ہی دنوں بعد سیلاہ آیا۔ جس نے اس کی نیادوں کو ہلا دیا کہ گرفتار جانے کا خطرہ قوی ہو گیا۔ قریش نے اس تعمیر کے لئے چندہ جمع کیا۔ مگر شرط یہ رکھی کہ سود، اجرت زنا، غارت گری اور چوری کا بیسہ نہ لکایا جائے اس لئے خرچ میں کمی ہو گئی۔ جس کا تدارک یہ کیا گیا کہ شمال رخ سے چھ سالت ذراع زمین باہر چھوڑ کر عمارت بنادی۔ اس متروکہ حصہ کا نام حظیم ہے۔

آیت شریفہ (وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَهِيمَ الْقَوَاعِدَ) (البقرة: ۲۷) کی تفسیر میں ابن کثیر میں تفصیلات یوں آئی ہیں۔ قال محمد ابن اسحاق بن یسار فی السیرة ولما بلغ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم خمس و لالائیں سنۃ اجتمعت قریش لبنيان الكعبة و كانوا یهمنون بذلك یسفقوها و یهابون هدمها و انما كانت رضما فوق القامة فاراد والرعنها و تسقیفها و ذلك ان نفرا سرقوا کنز الكعبة و انساكان الکنز جوف الكعبة و كان الذى وجد عنده الکنز دوبک مولى بنی ملیح بن عمرو من خزانة فقطم قریش يده و يزعم الناس ان الذين سرقوه وضعوه عند دوبک و كان البحر قد رمى بسفنه الى جدة لرجل من تجار الروم فتحطت فالخلوا خشها فاعدوه لتسقیفها و كان بمكة رجل قبطي نجار فهیا لهم فی انفسهم بعض ما یصلحها و كانت حیة تخرج من بئر الكعبة التي كانت تطرح فيها ما یهدی لها كل يوم فتشرف على جدار الكعبة و كانت مما یهابون و ذلك انه كان لا يدمنوا منها احدنا لا رجزاً لـت و كشت و فتحت فاما لکانوا بها بونها فلبیاھی يوماً تشرف على جدار الكعبة كما كانت تصنع بعث الله اليها طائر افاختطفها فلذهب بها فدالت قـ. پـشـ اـنـاـ لـرـجـواـ انـ يـكـونـ اللهـ قـدـ رـضـيـ ماـ اـرـدـنـاـ عـنـدـنـاـ عـاملـ رـفـیـقـ وـعـنـدـنـاـ خـشـبـ وـقـدـ کـفـاـنـاـ اللـهـ الـحـیـةـ فـلـمـاـ اـجـمـعـاـ اـمـرـهـ فـلـمـاـ خـدـمـهـ وـبـیـانـهـ قـامـ اـبـنـ وـهـبـ بنـ عـمـرـوـ لـتـنـاوـلـ منـ الـکـبـعـةـ حـبـرـ؛ فـوـئـبـ بنـ یـدـهـ حتـیـ رـجـعـ اـلـىـ مـوـضـعـهـ لـقـالـ یـاـ مـعـشـ قـرـیـشـ لـاـ تـدـخـلـ فـیـ بـنـیـانـهـ مـنـ کـسـبـمـ الـاـ طـیـبـاـ لـاـ یـدـخـلـ فـیـهـ مـهـرـ بـهـ وـلـاـ بـیـعـ رـبـاـ وـلـاـ ظـنـمـةـ اـحـدـ مـنـ اـنـاسـ اـلـىـ اـخـرـهـ.

خلاص اس عبارت کا یہ ہے کہ نبی کرم ﷺ کی عمر شریف ۳۵ سال کی تھی کہ قریش نے کعبہ کی از سر تو تعمیر کا فیصلہ کیا اور اس کی دیواروں کو بلند کر کے چھت ڈالنے کی تجویز پاس کی۔ کچھ دنوں کے بعد اور حادثات کے ساتھ ساتھ کعبہ شریفہ نیک جوہ، ۱۰ کاراڑہ بھی ہو چکا تھا۔ اتفاق سے چور کپڑا گیا، اس کا ہاتھ کاٹا گیا اور تعمیری پروگرام میں مزید پختگی ہو گئی۔ حسن اتفاق سے باوم نایی ایک نس سماج کی کشتی طوفانی موجودوں سے مکراتی ہوئی جدہ کے کنارے آپزی اور لکڑی کا سلامان ارزان مل جانے کی اش کے کو موقع ہوئی۔ ویند بن مغیرہ لکڑی خریدنے کے خیال سے جدہ آیا اور سلامان تعمیر کے ساتھ نی باقوم کو جو فن مہماری میں اساد تھا، پس ساتھ لے گیا۔ ان ہی ایام میں کعبہ شریف کی دیواروں میں ایک خطرناک اشدہ پاپا گیا۔ جس کو مارنے کی کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی۔ اتفاقاً وہ ایک دن دیوار کعبہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا پرندہ سمجھا جو اس کو آن کی آن میں اچک کر لے گیا۔ اب قریش نے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کی مراثی و مشیت ہمارے ساتھ ہے اس لئے تعمیر کا کام فوراً شروع کر دیا چاہئے۔ مگر کسی کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ چھت پر چڑھے اور بیت اللہ کو مندم کرے۔ آخر جرأت کر کے این وہب آگے بڑھا اور ایک پھر جدا کیا تو دو پھر پاٹھ سے چھوٹ کر پھر اپنی جگہ پر جا ٹھرا۔ اس وقت اہن وہب نے اعلان کیا کہ ناجائز کمالی کا بیسہ ہرگز ہرگز تعمیر نہ لکایا جائے۔ پھر ولید بن مغیرہ نے ک DAL لے کر یہ کہتے ہوئے کہ اے اللہ! تو جانتا ہے ہماری نیت بیکری ہے اس کا ہدم شروع کر دیا۔ بنیاد نکل آئی تو اس کے مختلف حصوں کی تعمیر مختلف قبائل پر تقسیم کر دی گئی اور کام شروع ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ بھی اسپر بچا تصریح علیہؐ کے ماتحت شریک کا رتھے اور کندھوں پر پھر رکھ کر لانے تھے۔ جب مجرم اسود رکھنے کا وقت آیا تو قبائل میں اختلاف پڑ گیا۔ ہر خاندان اس شرف کے حصول کا دعویدار تھا۔ آخر مرنے مارنے تک نوبت ہوئی گئی، مگر ولید بن مغیرہ نے یہ تجویز پیش کی کہ کل صبح کو جو شخص بھی سب سے پہلے حرم شریف میں قدم رکھے، اس کے فیضے کو واجب العمل تھیں۔

چنانچہ صحیح کو سب سے پہلے حرم شریف میں آئے و اسے سیدنا محمد ﷺ نے تھا۔ سب نے بیک زبان آپ کے فیضے کو بخوبی مانتے کا اعتراف کیا۔ آپ نے حجر اسود کو اپنی چادر مبارک کے وسط میں رکھا اور ہر قبلہ کے ایک ایک سردار کو اس چادر کے اونٹے میں شریک کر لیا۔ جب وہ ہلاور گوشہ کعبہ تک پہنچ گئی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر دیوار میں نصب فرمادیا۔ دیواریں اٹھا کر ہاتھ اوپنی کر دی گئیں۔ اندر وہی فرش بھی پھر کاہیا۔ اپنی انتیازی شان قائم رکھنے کے لئے دروازہ قد آدم اونچا رکھا۔ اندر وہن بیت اللہ شمازو جنوبی تین تین ستوں قائم کئے۔ جن پر شہیر ڈال کر چھٹ پاٹ دی اور رکن عراقی کی طرف اندر نیزہ چڑھلیا کہ چھٹ پر پہنچ سکیں اور ہنالی ست پر پر نالہ لگایا تاکہ چھٹ کا بارشی پانی مجرمیں آکر پڑے۔

### باب حرم کی زمین کی فضیلت اور اللہ نے سورہ نمل میں فرمایا

٤٣ - بَابُ فَضْلِ الْحَرَمَ، وَقُولُهُ  
تَعَالَى :

”مَجْهُوكَةً كُوْتَيْكَيْ حَكْمَ هُوَ كَهْ عَبَدَتْ كَرُولَ اسْ شَرَكَ رَبَ كَيْ جَسَ نَهَّ  
اسْ كَوْ حَرَمَتْ وَالْأَبْلَيَا اورْ هَرْجِيزْ اسِيْ كَهْ تَبَعَّدَ وَقَدَرَتْ مِنْ هَيْهَ اورْ مَجْهُوكَةً  
كَوْ حَكْمَ هُوَ تَابِعَدَارِينَ كَرْرَبَنْيَهَ كَاهَ“

اور اللہ تعالیٰ نے سورہ قصص میں فرمایا ”کیا ہم نے ان کو جگہ نہیں  
دی حرم میں جمل امن ہے ان کے لئے اور کہنے چلے آتے ہیں اس  
کی طرف، میوے ہر قسم کے جو روزی ہے ہماری طرف سے لیکن  
بست سے ان میں نہیں جانتے۔“

(۷۱۵۸) ہم سے علی بن عبد اللہ بن جعفر نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے  
حریر بن عبد الحمید نے منصور سے بیان کیا، ان سے جاہد نے، ان سے  
طاوس نے اور ان سے ابن عباس بھی تھا نے بیان کیا کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح کردہ پر فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شر (مکہ) کو حرمت والا  
بنا یا ہے (یعنی عزت دی ہے) پس اس کے (درختوں کے) کائنے تک  
بھی نہیں کائے جاسکتے یہاں کے ٹوکار بھی نہیں ہنکائے جاسکتے۔ اور  
ان کے علاوہ جو اعلان کر کے (مالک تک پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہوں)  
کوئی شخص یہاں کی گردی پڑی جیز بھی نہیں اٹھا سکتا ہے۔

[راجح: ۱۳۴۹]

**لَشَرِيف** مسند احمد وغیرہ میں عیاش بن ابی ربعیہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ان هذه الامة لا تزال بغير ما عظموها هذه  
الحرمة يعني الكعبة حق تعظيمها فإذا ضيعوا ذلك هلكوا يعني يامت بهم ثم خربوا بخلافی کے ساتھ رہے گی جب تک یہ  
پورے طور پر کعبہ کی تعظیم کرتے رہیں گے اور جب اس کو ضائع کر دیں گے، ہلاک ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ کعبہ شریف اور اس  
کے اطراف ساری ارض حرم بلکہ سارا شرامت مسلمہ کے لئے انتہائی معزز و مؤشر مقامات ہیں۔ ان کے بارے میں جو بھی تعظیم و حکیم  
سے متعلق ہدایات کتاب و سنت میں دی گئی ہیں، ان کو ہمہ وقت بخوبی رکھنا بے حد ضروری ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حرمت کعبہ کے

ساقِ ملت اسلامیہ کی حیات وابستہ ہے۔ بلب کے تحت جو آیات قرآنی حضرت امام بخاریؓ لائے ہیں ان میں بست سے حقائق کا بیان ہے خاص طور پر اس کا کہ اللہ پاک نے شر کمہ میں یہ برکت رکھی ہے کہ یہاں چاروں طرف سے ہر قسم کے میوے پھل ابھن غلے کئپے چلے آتے ہیں۔ دنیا کا ہر ایک پھل وہاں کے بازاروں میں دستیاب ہو جاتا ہے۔ خاص طور پر آج کے زمانہ میں حکومت سعودیہ خلدہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس شر کو جو ترقی دی ہے اور اس کی تعمیر جدید جن جن خطوط پر کی ہے اور کر رہی ہے وہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے حد درجہ قتل تفکر ہیں۔ ایدہم اللہ بنصرہ العزیز۔

**مکہ شریف کے گھر مکان میراث ہو سکتے ہیں ان کا بیننا اور خریدنا جائز ہے**

مسجد حرام میں سب لوگ برا بر ہیں یعنی خاص مسجد میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (سورہ حج) میں فرمایا، جن لوگوں نے کفر کیا اور جو لوگ اللہ کی راہ اور مسجد حرام سے لوگوں کو روکتے ہیں کہ جس کو ہم نے تمام لوگوں کے لئے یکمل مقرر کیا ہے۔ خواہ وہ دہیں کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے اور جو شخص وہاں شرارت کے ساتھ حد سے تجاوز کرے، ہم اسے دردناک عذاب کامزہ چکھائیں گے۔ ابو عبد اللہ امام بخاری نے کماک لفظ بادی باہر سے آنے والے کے معنی میں ہے اور معکوفاً کاظر کے ہوئے کے معنی میں ہے۔

(۱۵۸۸) ہم سے اصغر بن فرج نے بیان کیا، انہوں نے کماک مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں ابن شلب نے، انہیں علی بن حسین نے، انہیں عمرو بن عثمان نے اور انہیں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کہ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہہ میں کیا اپنے گھر میں قیام فرمائیں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ عقیل نے ہمارے لئے عملہ یا مالک کو چھوڑا ہی کب ہے۔ (سب نئی کھوچ کر برا بر کر دیئے) عقیل اور طالب، ابو طالب کے وارث ہوئے تھے۔ جعفر اور علی رضی اللہ عنہما کو وراثت میں کچھ نہیں ملا تھا، کیونکہ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عقیل (ابتداء میں) اور طالب اسلام نہیں لائے تھے۔ اسی بنیاد پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا۔ ابن شلب نے کماک لوگ اللہ تعالیٰ کے اس

**٤٤ - بَابُ تَوْرِيزِ دُورِ مَكَّةَ وَبَيْهَا وَشِيرَانِهَا**

وَأَنَّ النَّاسَ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ سَوَاءٌ خَاصَّةً، إِلَّا وَلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصِدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَا لِلنَّاسِ سَوَاءً الْفَاكِهَ فِيهِ وَالْبَادَ، وَمَنْ يُرِدْ فِيهِ يَا لِحَادِ بِظُلْمٍ نُدْقَهُ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ﴾ [الحج: ٢٥]. البادی: الطاریء۔ مفکوفاً: محتبوساً.

١٥٨٨ - حَدَّثَنَا أَصْبَحُ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ حَسَنٍ عَنْ عَمْرُو بْنِ عَمْرَانَ عَنْ أَسَمَّةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ: ((يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْنَ تَنْزِلُ، فِي دَارِكَ بِسَكَّةٍ؟ فَقَالَ: ((وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلَ مِنْ رِبَاعٍ أَوْ دُورِ؟)) وَكَانَ عَقِيلَ وَرَثَ أَبَا طَالِبٍ هُوَ وَطَالِبٌ، وَلَمْ يَرِثْ جَعْفَرٌ وَلَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا شَيْئًا، لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ وَكَانَ عَقِيلَ وَطَالِبٌ كَافِرَيْنِ، فَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ). قَالَ أَبْنُ

ارشاد سے دلیل یتی ہے کہ ”جو لوگ ایمان لائے“ بھرت کی اور اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جماد کیا اور وہ لوگ جنوں نے پناہ دی اور مدد کی، وہی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔“

شیهاب و کاتلوا یَنَّاؤْلُونَ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى :  
 ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهُدُوا  
 بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ  
 آوَوا وَنَصَرُوا أُولَئِكَ بَغْضُهُمْ أُولَئِكَ  
 بَغْضٍ﴾ الآیة۔ [الأنفال : ٧٢].

[اطرافہ فی : ٣٠٥٨ ، ٤٢٨٢ ، ٦٢٦٤].

**لئے** مجہد سے متفق ہے کہ کہ تمام مباح ہے نہ وہاں کے گھروں کا بچنا درست ہے نہ کرایہ پر دنبا اور این عمر بیٹھتا سے بھی ایسا ہی متفق ہے اور امام ابو حنیفہ اور ثوریؓ کا یہ مذهب ہے اور جمورو علماء کے نزدیک مکہ کے گھر مکان ملک ہیں اور مالک کے مرانے کے بعد وہ وارثوں کے ملک ہو جاتے ہیں۔ امام ابو یوسفؓ (شاعر امام ابو حنیفہ) کا بھی یہ قول ہے اور امام بخاریؓ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ ہاں خاص مسجد حرام میں سب مسلمانوں کا حق برابر ہے جو جہاں بیٹھ گیا اس کو وہاں سے کوئی اٹھا نہیں سکتا۔ اپر کی آیت میں چونکہ عاکف اور مکوف کا وادہ ایک ہی ہے۔ اس لیے مکوف کی بھی تفسیر بیان کر دی۔

حدیث باب میں عقیل کا ذکر ہے۔ سو ابو طالب کے چار بیٹے تھے۔ عقیل، طالب، جعفر اور علی۔ اور جعفر نے تو آنحضرت ﷺ کا ساتھ دیا اور آپ کے ساتھ مدینہ آگئے مگر عقیل مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے ابو طالب کی ساری جانبیاد کے وہ وارث ہوئے۔ انہوں نے اسے پنچ ڈالا۔ آنحضرت نے اسی کا ذکر فرمایا تھا جو یہاں مذکور ہے۔ کہتے ہیں کہ بعد میں عقیل مسلمان ہو گئے تھے۔ داؤدی نے کہا جو کوئی بھرت کر کے مدینہ منورہ چلا جاتا اس کا عزیز جو مکہ میں رہتا وہ ساری جانبیاد بدلتا۔ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے بعد ان معاملات کو تمام رکھا تاکہ کسی کی دل ملنگی نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ ابو طالب کے یہ مکالات عرصہ دراز بعد محمد بن یوسف، حاج ظالم کے بھائی نے ایک لاکھ دینار میں خرید لئے تھے۔ اصل میں یہ جاندار ہاشم کی تھی، ان سے عبدالمطلب کو ملی۔ انہوں نے سب بیٹوں کو تقسیم کر دی۔ اسی میں آنحضرت ﷺ کا حصہ بھی تھا۔

آیت مذکورہ باب شروع اسلام میں مدینہ منورہ میں اتری تھی۔ اللہ پاک نے مساجرین اور انصار کو ایک دوسرے کا وارث بنا دیا تھا۔ بعد میں یہ آیت اتری ﴿وَأُولُو الْأَزْخَامِ بِنَفْسِهِمْ أُولَئِي بِيَنْعِضُ﴾ (الأنفال : ٢٥) یعنی غیر آدمیوں کی نسبت رشتہ دار میراث کے زیادہ حصہ ادا کر سکتے ہیں۔ خیر اس آیت سے مونوں کا ایک دوسرے کا وارث ہونا نکلتا ہے۔ اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ مومن کافر کا وارث نہ ہو گا اور شاید امام بخاریؓ نے اس مضمون کی طرف اشارہ کیا جو اس کے بعد ہے۔ ﴿وَالَّذِينَ امْتَأْوَلُمْ يَهَا جُنُوا﴾ (الأنفال : ٢٧) یعنی جو لوگ ایمان بھی لے آئے مگر کافروں کے ملک سے بھرت نہیں کی تو تم ان کے وارث نہیں ہو سکتے۔ جب ان کے وارث نہ ہوئے تو کافروں سے بطریق اولیٰ وارث نہ ہوں گے۔ (وحیدی)

### باب نبی کریم ﷺ مکہ میں کمال اترے تھے؟

(۱۵۸۹) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شیعہ نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھ سے ابو سلمہ نے بیان کیا، ان سے ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب (منی) سے لوٹتے ہوئے جنتۃ الوداع کے موقع پر ہمکہ آئے کا ارادہ کیا تو قریبیا کہ کل ان

### د ۴ - بَابُ نُزُولِ النَّبِيِّ ﷺ مَكَّةً

۱۵۸۹ - حَدَثَنَا أَبُو الْيَمَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا شَغِيبُ عَنِ الْوُهْرَانِ قَالَ : حَدَثَنِي أَبُو سَنْدَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَادَ فَذُومَ مَكَّةَ :

شاء اللہ ہمارا قیام اسی خیفت بنی کنانہ (یعنی محب) میں ہو گا جمل  
(قریش نے) کفر پر اڑے رہنے کی قسم کھائی تھی۔

((مَنْزَلَنَا عَذَّابًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى بِخَيْفٍ  
بَنِي كَنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ)).

[اطرافہ فی: ۱۵۹۰، ۳۸۸۲، ۴۲۸۴،  
۷۴۸۹، ۴۲۸۵]

(۱۵۹۰) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ گیارہویں کی صحیح کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منی میں تھے تو یہ فرمایا تھا کہ کل ہم خیفت بنی کنانہ میں قیام کریں گے جمل قریش نے کفر کی حیات کی قسم کھائی تھی۔ آپ کی مراد محب سے تھی کیونکہ یہیں قریش اور کنانہ نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب یا (راوی نے) بنو المطلب (کما) کے خلاف حلف اٹھایا تھا کہ جب تک وہ بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالہ نہ کرو دیں، ان کے ہاں بیاہ شادی نہ کریں گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں گے۔ اور سلامہ بن روح نے عقیل اور سعیٰ بن ضحاک سے روایت کیا، ان سے امام اوزاعی نے بیان کیا کہ مجھے ابن شاہب نے خبر دی، انہوں نے (اپنی روایت میں) بنو ہاشم اور بنو المطلب کہا۔ ابو عبد اللہ امام بخاری نے کہا کہ بنو المطلب زیادہ صحیح ہے۔

[راجع: ۱۵۸۹]

۱۵۹۰ - حَدَّثَنَا الْحَمِيدُ بْنُ حَمِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
أَبُو الْوَلِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ:  
حَدَّثَنِي الرُّوفْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيهِ  
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ  
ﷺ: ((مَنْ أَغْدَى يَوْمَ النَّحْرِ - وَهُوَ بِمِنْيٍ  
- نَحْنُ نَازِلُونَ عَذَّابًا بِخَيْفٍ بَنِي كَنَانَةَ  
حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ يَعْنِي بِذَلِكَ  
الْمُحَصَّبَ وَذَلِكَ أَنْ قَرِينَشَا وَكَنَانَةَ  
تَحَالَّفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي عَبْدِ  
الْمُطَلِّبِ - أَوْ بَنِي الْمُطَلِّبِ - أَنْ لَا  
يَنَّاكُحُوهُمْ وَلَا يَتَابِغُوهُمْ حَتَّى يُسْلِمُوا  
إِلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ)). وَقَالَ سَلَامَةَ عَنْ عَقِيلٍ،  
وَيَخْتَى عَنْ الضَّحَّاكِ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ:  
أَخْبَرَنِي أَبْنُ شِهَابٍ.  
وَقَالَا: بَنِي هَاشِمٍ وَبَنِي الْمُطَلِّبِ.  
قَالَ أَبُو  
عَبْدِ اللَّهِ: بَنِي الْمُطَلِّبِ أَشَبُهُ.

**تَسْبِيحٌ** کہتے ہیں اس مضمون کی ایک تحریری و متادیز مرتب کی گئی تھی۔ اس کو منصور بن عکرمہ نے لکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا ہاتھ شل کر دیا۔ جب یہ معلیہ بنی ہاشم اور بنی مطلب نے ساتو دھنگہا رے مگر اللہ کی قدرت کہ اس معلیہ کے کاغذ کو دیکھ لے گیا جمال اللہ کا نام تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کی خبر ابو طالب کو دی۔ ابو طالب نے ان کافروں کو کامیابی بھیجا یہ کہتا ہے کہ جا کر اس کاغذ کو دیکھو اگر اس کا نام صحیح نہ لگے تو اس کی ایذا دہی سے باز آؤ، اگر جھوٹ نہ لگے تو میں اسے تمہارے حوالہ کر دوں گا پھر تم کو اختیار ہے۔ قریش نے جا کر دیکھا تو جیسا آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا ویا یعنی ہوا تھا کہ ساری تحریر کو دیکھ چاہت گئی تھی، صرف اللہ کا نام رہ گیا تھا۔ تب وہ بست شرمندہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ جو اس مقام پر جا کر اترے تو آپ نے اللہ کا شکر کیا اور یاد کیا کہ ایک دن تو وہ تھا۔ ایک آج کہہ پر اسلام کی حکومت ہے۔

### باب اللہ تعالیٰ نے سورہ ابراہیم میں فرمایا

”اور جب ابراہیم نے کہا میرے رب! اس شر کو امن کا شربنا اور مجھے اور میری اولاد کو اس سے محفوظ رکھیو کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔ میرے رب! ان بتوں نے ہم کو گمراہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان (لعلهم يشكرون) تک۔

### ۴۶- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿وَإِذْ قَالَ إِنْرَاهِيمُ رَبُّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْثِنْيْ وَهَبْنِيْ أَنْ تَعْقِدَ الْأَصْنَامَ رَبُّ إِنْهَنْ أَضْلَلْنَ كَيْفِيْرَا مَنِ النَّاسِ، إِلَى قَوْلِهِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾ الآیة۔ [ابراهیم : ۳۵]۔

**لشیخ** اس باب میں امام بخاری نے صرف آیت پر اکتفا کیا اور ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی رو سے کہ شر امن والا شر ہے۔ یہاں بد امنی قطعاً حرام ہے اور اس شر کو بت پرستی جیسے جرم سے پاک رہنا ہے اور یہاں کے اسلامی خاندان والوں کو بت پرستی سے دور ہی رہنا ہے۔ اللہ پاک نے ایک عرسہ دراز کے بعد اپنے خلیل کی دعا قبول کی کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور آپ نے حضرت خلیل کی دعا کے مطابق اس شر کو با امن ہانا دیا۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں لم یذكر فی هذه الترجمة حدیثاً و كانه اشار الى حدیث ابن عباس فی قصة اسکان ابراهیم لهاجر و ابناه فی مکة حضرت امام بخاری نے گویا اس آیت کو لا کر حضرت ابراہیمؑ کے حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے کو یہاں لا کر آپ کرنے کی طرف اشارہ فرمایا۔ آگے خود موجود ہے (زَيَّنَ إِنَّ أَنْكَثَ مِنْ ذُرْيَتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذَيِّ زَيْنَ عَنْهُ تَبَيَّنَ الْفَحْرَمَ زَيَّنَا لِيَقِنُوا الصَّلَوةَ فَاجْعَلْ أَنْبِدَةَ مِنَ النَّاسِ تَهْوِيَ إِلَيْهِمْ) (ابراهیم : ۲۷) یعنی یا اللہ! میں نے اس بھر بیان میں اپنی اولاد کو لا کر محض اس لئے آباد کیا ہے تاکہ یہاں یہ تیرے گمر کعبہ کی خدمت کریں۔ یہاں نماز قائم کریں۔ پس تو لوگوں کے دل ان کی طرف پھیر دے (کہ وہ سالانہ حج کے لئے بڑی تعداد میں یہاں آیا کریں، جن کی آمدان کا ذریحہ معاش بھی ہو) اور ان کو پھلوں سے روزی دے تاکہ یہ شکر کریں۔ ہزارہا سال گزر جانے کے باوجود یہ ابراہیمؑ دعا آج بھی فھائے کہ کی لروں میں گو نجت ہوئی نظر آ رہی ہے۔ اس کی قبولیت کے پورے پورے اثرات دن بدن مستحکم ہی ہوتے جا رہے ہیں۔

### باب اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں فرمایا

”اللہ نے کعبہ کو عزت والا گھر اور لوگوں کے قیام کی جگہ بنایا ہے اور اس طرح حرمت والے ممینہ کو بنایا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان (وَإِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيهِمْ) تک (ساتھ ہی یہ بھی ہے جو حدیث ذیل میں مذکور ہے)

(۱۵۹۱) ہم سے علی بن عبد اللہ میتی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان بن عبینہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے زیاد بن سعد نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کعبہ کو دو پتی پنڈلیوں والا ایک حقیر جبشی تباہ کر دے گا۔

### ۴۷- بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى :

﴿فَاجْعَلَ اللَّهُ الْكَبَّةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَاماً لِلنَّاسِ وَالشَّهْرُ الْحَرَامُ إِلَى قَوْلِهِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيهِمْ﴾۔ [المائدۃ : ۹۷]۔

۱۵۹۱ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسْبِبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: (يُغَرِّبُ الْكَبَّةَ ذُو السُّوِيقَتِينَ مِنَ الْجَبَّشَةِ). [طرفة فی : ۱۵۹۶]۔

گریہ قیامت کے قریب اس وقت ہو گا جب زمین پر ایک بھی مسلمان باقی نہ رہے گا۔ اس کا دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ جب تک دنیا میں ایک بھی کلمہ گو مسلمان باقی ہے کعبہ شریف کی طرف کوئی دشمن آگئے اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ ال اسلام بخاطر تعداد ہر زمانہ میں بڑھتے ہی رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج بھی ساتھ ستر کروڑ مسلمان دنیا میں موجود ہیں۔ کفر اللہ اماۃ الاسلام آمین۔

(۱۵۹۲) ہم سے تھی بن بکیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیٹھ نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شاہب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا (دوسری سند امام بخاریٰ نے کہا) اور مجھ سے محمد بن مقائل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں محمد بن ابی حفصہ نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رمضان (کے روزے) فرض ہونے سے پہلے مسلمان عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ عاشوراء ہی کے دن (جامیعت میں) کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے رمضان فرض کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ اب جس کا جی چاہے عاشوراء کا روزہ رکھے اور جس کا جی چاہے چھوڑ دے۔

۱۵۹۲ - حدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكْتَشِيرَ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَئْمَةُ عَنْ عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ عَرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ح. وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَقَائِلَ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ هُوَ ابْنُ الْمَبَارِكِ قَالَ : أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ : ((كَانُوا يَصُومُونَ عَاشُورَاءَ قَبْلَ أَنْ يَفْرَضَ رَمَضَانَ، وَكَانَ يَوْمًا تُسْتَرَ فِي الْكَعْبَةِ). لَمَّا فَرَضَ اللَّهُ رَمَضَانَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : ((مَنْ شَاءَ أَنْ يَصُومَهُ فَلْيَصُومْهُ، وَمَنْ شَاءَ أَنْ يُنْتَرَ كَهْ لَنْيَنْرُكَهْ)).

[اطرافہ فی : ۱۸۹۳، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۴۵۰۴، ۳۸۳۱]

اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ اس میں عاشوراء کے دن کعبہ پر پردہ ڈالنے کا ذکر ہے جس سے کعبہ شریف کی عظمت ثابت ہوئی جو باب کا مقصد ہے۔

(۱۵۹۳) ہم سے احمد بن حفص نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ابراہیم بن حمان نے بیان کیا، ان سے حجاج بن حجاج اسلامی نے، ان سے قتادہ نے، ان سے عبد اللہ بن ابی عتبہ نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیت اللہ کا حج اور عمرو یا جوں اور ما جوں کے نکلنے کے بعد بھی ہوتا رہے گا۔ عبد اللہ بن ابی عتبہ کے ساتھ اس حدیث کو اب ان اور عمران نے قتادہ سے روایت کیا اور عبد الرحمن بن شعبہ کے واسطہ سے یوں

۱۵۹۳ - حدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ النَّحْجَاجِ بْنِ حَجَّاجَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عَثْمَانَ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ الْأَئْمَةِ قَالَ : ((لَيَحْجُّنَ الْأَئْمَةُ وَلَيَغْتَمِرَنَ بَعْدَ حُرُوجَ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ)). تَابِعَةً أَهَانَ وَعَمِرَانَ عَنْ قَتَادَةَ . وَقَالَ عَبْدُ

الرَّحْمَنُ عَنْ شَعْبَةَ ((لَا تَقْوِمُ السَّاعَةُ حَتَّىٰ  
لَا يَحْجُجَ الْبَيْتُ)) وَالْأُولُونَ أَكْثَرُ قَالَ أَبُو  
عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ قَادَةً عَبْدَ اللَّهِ وَعَبْدَ اللَّهِ  
أَبْنَا سَعِيدٍ.

**بیان کیا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک بیت اللہ کا  
حج بندہ ہو جائے۔ امام بخاریؓ نے کماکہ پہلی روایت زیادہ راویوں  
نے کی ہے اور قادہ نے عبد اللہ بن عتبہ سے سنا اور عبد اللہ نے ابو  
سعید خدریؓ سے سنا۔**

**لشیخ** یاجوج ماوجوج دو کافر قومیں یافت بن نوح کی اولاد ہیں جن کی اولاد میں روی اور تک بھی پہن قیامت کے قریب وہ ساری دنیا پر قابض ہو کر بڑا دھنڈ چاہیں گے۔ پورا ذکر علامات قیامت میں آئے گا۔ امام بخاریؓ اس حدیث کو یہاں اس لئے لائے کہ اس کی دوسری روایت میں بظاہر تعارض ہے اور فی الحقيقة تعارض نہیں، اس لئے کہ قیامت تو یاجوج اور ماوجوج کے تکنے اور ہلاک ہونے کے بہت دنوں بعد قائم ہو گی تو یاجوج اور ماوجوج کے وقت میں لوگ حج اور عمرہ کرتے رہیں گے۔ اس کے بعد پھر قرب قیامت پر لوگوں میں کفر پھیل جائے گا اور حج اور عمرہ موقف ہو جائے گا۔ بیان کی روایت کو امام احمدؓ نے اور عمران کی روایت کو ابو یعلیؓ اور ابن خزیمہ نے وصل کیا ہے۔ حضرت صن بھریؓ نے کمالاً یہاں الناس علی دین ماحجعوا الیت واستقبلوا القلبۃ (فتح) یعنی مسلمان اپنے دین پر اس وقت تک قائم رہیں گے جب تک وہ کعبہ کا حج اور اس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہیں گے۔

#### باب کعبہ پر غلاف چڑھانا

#### ۴۸ - بَابُ كِسْوَةِ الْكَعْبَةِ

امام بخاریؓ کا مطلب یہ ہے کہ کعبہ پر غلاف چڑھانا جائز ہے یا اس کے غلاف کا تقسیم کرنا۔ کہتے ہیں سب سے پہلے قیمیری نے اس پر غلاف چڑھایا، اسلام سے نو سو برس پہلے۔ بعضوں نے کمال عثمان نے اور ریشی غلاف عبد اللہ بن نبیہ ٹھہڑا نے چڑھایا اور آنحضرت ﷺ کے عمد میں اس کا غلاف انطلاع اور کبل کا تھا۔ پھر آپ نے یمنی کپڑے کا غلاف چڑھایا۔

(۱۵۹۳) ہم سے عبد اللہ بن عبد الوہاب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کما کہ ہم سے واصل احذب نے بیان کیا اور ان سے ابو واکل نے بیان کیا کہ میں شیبہ کی خدمت میں حاضر ہوا (دوسری سنہ) اور ہم سے قیمیہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان نے واصل سے بیان کیا اور ان سے ابو واکل نے بیان کیا کہ میں شیبہ کے ساتھ کعبہ میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا تو شیبہ نے فرمایا کہ اسی جگہ بیٹھ کر عمر بن حنفہ نے (ایک مرتبہ) فرمایا کہ میرا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ کعبہ کے اندر جتنا سوتا چاہدی ہے اسے نہ چھوڑوں (جسے زمانہ جاہلیت میں کفار نے جمع کیا تھا) بلکہ سب کو نکال کر (مسلمانوں میں) تقسیم کروں۔ میں نے عرض کی کہ آپ کے ساتھیوں (آنحضرت ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے تو ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں بھی انسیں کی پیروی کر رہا ہوں (اسی لئے میں اتنے کے باقی نہیں تھا)

۱۵۹۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ  
الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ  
قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ حَدَّثَنَا وَاصِلُ الْأَخْذَبُ  
عَنْ أَبِيهِ وَإِبْرَاهِيمَ قَالَ : جِئْتُ إِلَى شَيْءَةَ حِ  
وَحَدَّثَنَا قَيْصِمَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ  
وَاصِلِ عَنْ أَبِيهِ وَإِبْرَاهِيمَ قَالَ : (جَلَسْتُ مَعَ  
شَيْءَةَ عَلَى الْكُرْسِيِّ فِي الْكَعْبَةِ فَقَالَ : لَقَدْ  
جَلَسْتَ هَذَا الْمَجْلِسَ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
فَقَالَ : لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أَدْعُ لِيْهَا  
صَفَرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا فَسَمَّتُهُ. قُلْتُ إِنَّ  
صَاحِبَيْكَ لَمْ يَفْعَلَا. قَالَ : هُمَا الْمَرْأَةُ  
أَقْدَدِي بِهِمَا). [طرفہ فی : ۷۲۷۵]

قال الاسماعيلي ليس في حديث الباب لكسوة الكعبة ذكر يعني فلا بطلاق الترجمة وقال ابن بطال معنى الترجمة صحيح ووجهها انه معلوم ان الملوك في كل زمان كانوا يتغافرون بكسوة الكعبة برفع الشاب المنسوجة بالذهب وغيره كما يتغافرون بتسييل الاموال لها فاراد البخاري ان عمر لمارا قسمة الذهب والفضة صوابا كان حكم الكسوة حكم المال تجوز قسمتها بل ما فضل من كسوتها اولى بالقسمة وقال ابن المنير في الحاشية يحتمل ان مقصوده التبيه على ان كسوة الكعبة مشروع والحجۃ فيه انها لم تزل تقصد بالمال بوضع فيها على معنى الزينة اعظمها لها فالكسوة من هذا القبيل (فتح الباري)

**تشریح** بیت اللہ شریف پر غلاف ڈالنے کا رواج بہت قدیم زمانہ سے ہے۔ موئین کا بیان ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے کعبہ مقدس کو غلاف پہنیا وہ تمیر کا بادشاہ احمد ابوکرب ہے۔ یہ شخص جب مکہ شریف آیا تو نمایت برویانی سے غلاف تیار کر کر ہمراہ لایا اور بھی مختلف اقسام کی سوتی و ریشی چادروں کے پر دے ساختہ تھے۔

قریش جب خانہ کعبہ کے متولی ہوئے تو عام چندہ سے ان کا نیا غلاف سالانہ تیار کر کر کعبہ شریف کو پہنانے کا دستور ہو گیا۔ یہاں تک کہ ابو ریبیہ بن مخیرہ مخزوی کا زمانہ آیا جو قریش میں بہت ہی تھی اور صاحب ثروت تھا۔ اس نے اعلان کیا کہ ایک سال چندے سے غلاف تیار کیا جائے اور ایک سال میں اکیلا اس کے جملہ اخراجات برداشت کیا کروں گا۔ اسی بنا پر اس کا نام عدل قریش پڑ گیا۔

حضرت عباس بن عثیمین کی والدہ نبیلہ بنت حرام نے قبل از اسلام ایک غلاف چڑھایا تھا جس کی صورت یہ ہوئی کہ تو عمر پیغمبر یعنی حضرت عباس بن عثیمین کا بھائی خوار ناتی گم ہو گیا تھا۔ اور انہوں نے منت مانی کہ میرا پچھے مل گیا تو کعبہ پر غلاف چڑھاؤں گی۔ چنانچہ نٹ پر انہوں نے اپنی منت پوری کی۔

۸۷ میں کہ دارالاسلام بن گیا اور آخرحضرت مطہرہ نے یمنی چادر کا غلاف ڈالا۔ آپ کی وفات کے بعد ابو بکر صدیق بن عثیمین نے آپ کی پیروی کی۔ حضرت عمر فاروق بن عثیمین کے عمد خلافت میں جب مصر خون ہو گیا تو آپ نے قابلی مصری کا جو کہ بیش قیمت کپڑا ہے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا اور سالانہ اس کا احتیاط فرمایا۔ آپ پچھلے سال کا غلاف حاجیوں پر تقسیم فرمادیا کرتے اور نیا غلاف چڑھایا کرتے تھے۔ شروع میں حضرت عثمان بن عثیمین کے زمانہ میں بھی یہی عمل رہا۔ ایک دفعہ آپ نے غلاف کعبہ کا کپڑا کسی حافظہ عورت کو پہنے ہوئے دیکھا تو تقسیم کی عادت بدل دی اور قدم غلاف دین کیا جانے لگا۔ اس کے بعد امام المؤمنین حضرت عائشہ بن عثیمین نے مشورہ دیا کہ یہ اضاعت مال ہے، اس لئے بہتر ہے کہ پرانا پردہ فروخت کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کی قیمت غربیوں میں تقسیم ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ بوشیہ بلا شرکت غیرے اس کے مالک بن گئے۔

اکثر سلطانین اسلام کعبہ شریف پر غلاف ڈالنے کو اپنا فخر سمجھتے رہے اور قسم حرم کے قیمتی غلاف سالانہ چڑھاتے رہے ہیں۔ حضرت معاویہ بن عثیمین کی طرف سے ایک غلاف دینا کا محرم کو اور دوسرا قبائلی کا ۲۹ رمضان کو چڑھایا گیا تھا۔ خلیفہ مامون رشید نے اپنے عمد خلافت میں بھائی ایک کے تین غلاف بیسیے۔ جن میں ایک مصری پارچہ کا تھا۔ اور دوسرا سفید دینا کا اور تیسرا سرخ دینا کا تھا تاکہ پہلا کم رجب کو اور دوسرا ۲۷ رمضان کو اور تیسرا آخرین ذی الحجه کو بیت اللہ پر چڑھایا جائے۔ خلافتے عباییہ کو اس کا بہت زیادہ احتیاط تھا اور سیاہ کپڑا ان کا شعار تھا۔ اسلئے اکثر سیاہ ریشم ہی کا غلاف کعبہ کیلئے تیار ہوتا تھا۔ سلطانین کے علاوہ دیگر امراء و اہل ثروت بھی اس خدمت میں حصہ لیتے تھے اور ہر شخص چاہتا تھا کہ میرا غلاف تداری ملبوس رہے۔ اس لئے اپر یونیٹی بہت سے غلاف بیت اللہ پر جمع ہو گئے۔

۸۷ میں سلطان مددی عبایی جب حج کے لئے آئے تو خدام کعبہ نے کما کہ بیت اللہ پر اتنے غلاف جمع ہو گئے ہیں کہ بیانوں کو ان کے بوجھ کا تخلی دشوار ہے۔ سلطان نے حکم دے دیا کہ تمام غلاف اتار دیئے جائیں اور آئندہ ایک سے زیادہ غلاف نہ چڑھایا جائے۔ عبایی حکومت جب ختم ہو گئی تو ۱۵۹ھ میں شاہ بیکن ملک مظفر نے اس خدمت کو انجام دی۔ اس کے بعد دست تک خالص یعنی سے غلاف آئا رہا اور کبھی شہل بن مصر کی شرکت میں مشترک۔ خلافت عباییہ کے بعد شہل بن مصر میں سب سے پہلے اس خدمت کا فخر ملک

فراہنیرس کو نصیب ہوا۔ پھر شہان مصر نے مستقل طور پر اس کے اوپر قرار کر دیئے اور غلاف کعبہ سالانہ مصر سے آنے لگا۔ ۱۵۷ھ میں ملک مجابر نے چاہا کہ مصری غلاف اتار دیا جائے اور میرے نام کا غلاف چڑھایا جائے مگر شریف کم کے ذریعہ جب یہ خبر شاہ مصر کو پہنچی تو ملک مجابر گرفتار کر لیا گیا۔

کعبہ شریف کو بیرونی غلاف پہنانے کا دستور تو زمانہ قدیم سے چلا آتا ہے مگر اندر وہی غلاف کے متعلق تقدیم فارسی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے ملک ناصر حسن چرکی نے ۶۱۷ھ میں کعبہ کا اندر وہی غلاف روانہ کیا تھا۔ جو تجھینا ۸۱۷ھ تک کعبہ کے اندر دیواروں پر لٹکا رہا۔ اس کے بعد ملک الاشرف ابو نصر سیف الدین سلطان مصر نے ۸۲۵ھ میں سرخ رنگ کا اندر وہی غلاف کعبہ کے لئے روانہ کیا۔ آجکل یہ غلاف خود حکومت سعودیہ عربیہ خلداہ اللہ تعالیٰ کے زیر اعتمام تیار کرایا جاتا ہے۔

### باب کعبہ کے گرانے کا بیان

اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کماکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فوج بیت اللہ پر چڑھائی کرے گی اور وہ زمین میں دھنادی جائے گی۔

(۱۵۹۵) ہم سے عمرو بن علی فلاں نے بیان کیا، کماکہ ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کماکہ ہم سے عبید اللہ بن اخس نے بیان کیا، کماکہ مجھ سے ابن الی ملیکہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عباس یعنی ہاشم نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، گویا میری نظروں کے سامنے وہ پتلی ناٹگوں والا سیاہ آدمی ہے جو خانہ کعبہ کے ایک ایک پتھروں کا اکھاڑ پھینکنے کا۔

(۱۵۹۶) ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے یاث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کماکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبہ کو دو پتلیوں والا جبھی خراب کرے گا۔

### ۴۹ - بَابُ هَذِمِ الْكَعْبَةِ

قَاتَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَغْزُو جَيْشُ الْكَعْبَةِ فِي خَسْفَ بِهِمْ)).

(۱۵۹۵) - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الأَخْتَسِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبْنُ أَبِي مُلِينَكَةَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَأَنِّي بِهِ أَسْنَدَ أَفْحَجَ يَقْلِمُهَا حَجَرًا حَجَرًا)).

(۱۵۹۶) - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْلَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((يَخْرُبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوِيقَتِينَ مِنَ الْحَبَشَةِ)). [راجح: ۱۵۹۱]

**لَشَرِيفَةَ** اور والی حدیث میں افحوج کا لفظ ہے۔ اور افحوج وہ ہے جو اکٹھتا ہوا چلے یا چلتے میں اس کے دونوں پنجے تو نزدیک رہیں اور دونوں ایڑیوں میں فاصلہ رہے۔ وہ جبھی مردود جو قیامت کے قریب کعبہ ڈھانے گا وہ اسی شکل کا ہوگا۔ دوسری روایت میں ہے اس کی آنکھیں نیلیں، ناک پھیلی ہوئی ہوگی، بیٹھ بڑا ہو گا۔ اس کے ساتھ اور لوگ ہوں گے، وہ کعبہ کا ایک ایک پتھر اکھاڑ ڈالیں گے اور سندر میں لے جا کر پھینک دیں گے۔ یہ قیامت کے بالکل نزدیک ہو گا۔ اللہ ہر فتنے سے بچائے آئیں۔

و وقع هذا الحديث عند احمد من طريق سعيد بن سمعان عن ابي هريرة باتم من هذا السياق ولفظه يابع للمرجل بين الركن والمقام

ولن يستحل هذا الْبَيْتُ إلَّا أهْلُهُ فَإِذَا اسْتَحْلَوْهُ فَلَا تَسْأَلُ عَنْ مَكَّةَ الْعَرْبِ ثُمَّ تَجْنِي الْحَجْشَةَ فِي خَرْبَوْنَهُ خَرَابًا لَا يَعْمَرُ بَعْدَهُ أَبَدًا وَهُمُ الَّذِينَ يَسْتَخْرُجُونَ كُنْزَهُ وَلَا يَبْرُئُنَّهُ فِي السُّفَنِ مِنْ وَجْهِ آخَرٍ مِنْ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا لَا يَسْتَخْرُجُ كُنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السَّوْبِقَيْنِ مِنَ الْحَجْشَةِ وَنَحْوَهُ لَابِي دَادِ وَدَادِ مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ وَزَادَ أَحْمَدَ وَالظَّرَانِي مِنْ طَرِيقِ مَجَاهِدِهِ فِي سَبِيلِهَا حَلِيْتَهَا وَبَرِدَهَا مِنْ كَسْوَتِهَا كَانَى انظرُ إِلَيْهِ أَصْبَلَعَ الْفَيْدَعَ يَقْرَبُ عَلَيْهَا بِمَسْحَاتِهِ أَوْ بِمَعْوِلِهِ.

قَيْلٌ هَذَا الْحَدِيثُ يَخَالِفُ قَوْلَهُ تَعَالَى أَوْ لَمْ يَبْرُؤُنَّهُ فَلَا جَعْلَنَا حَرْمَانًا وَلَا نَحْنُ جَبِيسُنَّ مَكَّةَ الْفَيْلِ وَلَمْ يَمْكُنْ أَصْحَابَهُ مِنْ تَخْرِيبِ الْكَعْبَةِ وَلَمْ تَكُنْ أَذْاكِ قَبْلَةً فَكَيْفَ يَسْلُطُ عَلَيْهَا الْحَجْشَةَ بَعْدَ أَنْ صَارَتْ قَبْلَةً لِلْمُسْمَنِ وَاجِبٌ بَعْدَ ذَلِكَ مَحْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ يَقْعُدُ فِي أَخْرِ الزَّمَانِ قَرْبَ قِيَامِ السَّاعَةِ حَيْثُ لَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ أَحَدٌ يَقُولُ اللَّهُ اللَّهُ كَمَا ثَبَتَ فِي صَحِيفَةِ مُسْلِمٍ لَا تَقْوِيمُ السَّاعَةِ حَتَّى لَا يَقُولُ فِي الْأَرْضِ اللَّهُ وَاعْتَرَضَ بَعْضُ الْمُلْحِدِينَ عَلَى الْحَدِيثِ الْمَاضِي فَقَالُوا كَيْفَ سُودَتِهِ خَطَايَا الْمُشْرِكِينَ وَلَمْ تَيَضَّعْ طَاعَاتُ أَهْلِ التَّوْحِيدِ وَاجِبٌ بِمَا قَالَ أَبْنَ قَيْبَلَةَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَكَانَ ذَلِكَ وَانْمَا اجْرَى اللَّهُ الْعَادَةَ بَانِ السَّوَادِ يَصْبِغُ وَلَا يَنْصُبُ عَلَى الْعَكْسِ مِنَ الْبَيْاضِ۔ (فتح الباري)

### باب حجر اسود کا بیان

### ۵۰۔ بَابُ مَا ذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ

(۱۵۹۷) تم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، انسوں نے کہا کہ ہمیں سفیان ثوری نے خبر دی، انسیں امش نے، انسیں ابراہیم نے، انسیں عابس نے، انسیں ربیعہ نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوس دیا اور فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے، نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوس دیتے ہوئے میں نہ دیکھتا تو میں بھی کبھی تجھے بوس نہ دیتا۔

۱۵۹۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سَفِيَّانُ عَنْ الأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَابِسٍ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ((أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ : إِنِّي أَغْلَمُ أَنْكَ حَجَرٌ لَا تَصْرُ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقْبِلُكَ مَا قَبَّلْتَكَ)).

[طرفہ فی : ۱۶۰۵ ، ۱۶۱۰] .

**نقشہ حجر اسود** کا لالا پتھر ہے جو کعبہ کے مشرقی کونے میں لگا ہوا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ حجر اسود جنت کا پتھر ہے۔ پلے وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا پھر لوگوں کے گناہوں نے اس کو کلا کر دیا۔ حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر بن حفصہ کی یہ بات سن کر علی بن ابی ذئب نے فرمایا تھا اے امیر المؤمنین! یہ پتھر کاڑا اور فائدہ کر سکتا ہے، قیامت کے دن اس کی آنکھیں ہوں گی اور زبان اور ہونٹ اور وہ گواہی دے گا۔ حضرت عمر بن حفصہ نے یہ سن کر فرمایا ابو الحسن! جمل تم نہ ہو دیا اللہ مجھ کو نہ رکھ۔ ذہبی نے کہا کہ حاکم کی روایت ساقط ہے۔ خود مرفوع حدیث میں آخر حضرت مسیح موعود سے ثابت ہے کہ آپ نے بھی حجر اسود کو بوس دیتے وقت ایسا ہی فرمایا تھا۔ اور حضرت ابو یکبر بن حفصہ نے بھی ایسا ہی کہا۔ اخراجہ ابن ابی شيبة اس کا مطلب یہ کہ تیرا چومنا محض آخر حضرت مسیح موعود کی ایجاد کی نیت سے ہے۔

اس روایت سے صاف یہ نکلا کہ قبروں کی چوکھت چومنا یا قبروں کی زمین چومنا یا خود قبر کو چومنا یہ سب ناجائز کام ہیں۔ بلکہ بدعا نہیں ہیں۔ کیونکہ حضرت عمر بن حفصہ نے حجر اسود کو صرف اس لئے چوما کر آنحضرت مسیح موعود نے اسے چوما تھا اور آنحضرت یا صاحب سے کہیں منقول نہیں ہے کہ انہوں نے قبر کا بوس لیا ہو۔ یہ سب کام جاہلوں نے نکالے ہیں اور شرک ہیں کیونکہ جن کی قبروں کو چومنے ہیں ان کو اپنے نفع نقصان کا مالک گرداتے ہیں اور ان کی دہائی دیتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ لفڑا شرک ہونے میں کیا کلام ہے۔ کوئی

غالب محبت سے چڑے تو یہ بھی غلط اور بدعت ہو گا اس لئے کہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہؓ سے کہیں کسی قبر کو چونے کا ثبوت نہیں ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں قال الطبری انما قال ذلك عمر لان الناس كانوا حديثی عهد بعبادة الأصنام فخشی عمر ان بطن الجہاں ان استلام الحجر من باب تعظیم بعض الاحجار كما كانت العرب تفعل في الجاهلية فزاد عمر ان یعلم الناس ان استلامہ اتباع لفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان الحجر یعنی او پیغمبر بذاته کما کانت الجاهلیة تعتقدہ فی الاوثان (فتح الباری)

یہ وہ تاریخی پھر ہے جسے حضرت ابراہیم ﷺ اور آپ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے مبارک جسموں سے مس ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس وقت خانہ کعبہ کی عمرت بن چکی تو حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ سے کہا کہ ایک پھر لااؤ تاکہ اس کو ایسے مقام پر لگاؤں جہاں سے طواف شروع کیا جائے۔ تاریخ مکہ میں ہے فقال ابراہیم لاسمعیل عليهما السلام يا اسماعیل ایتی بحجر اضعل حتی یکون علماء للناس یبتدون منه الطوافا، یعنی حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ سے کہا کہ ایک پھر لااؤ تاکہ میں ایسی جگہ نصب کر دوں جہاں سے لوگ طواف شروع کریں۔

بعض روایات کی بنا پر اس پھر کی تاریخ حضرت آدم ﷺ کے جنت سے ہبوط کے ساتھ ساتھ شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ طوفان نوح کے وقت یہ پھر بہہ کر کوہ ابو قبیل پر چلا گیا تھا۔ اس موقع پر کوہ ابو قبیل سے صد بندہ ہوئی کہ اے ابراہیم! یہ امامت ایک دست سے میرے پرداز ہے۔ آپ نے دہل سے اس پھر کو حاصل کر کے کعبہ کے ایک کونہ میں نصب کر دیا اور کعبہ شریف کا طواف کرنے کے لئے اس کو شروع کرنے اور ختم کرنے کا مقام ٹھہرایا۔

حاجیوں کے لئے مجراسود کو یوسہ دنایا ہاتھ لگاتا یہ کام منسون اور کار ٹوہب ہیں۔ قیامت کے دن یہ پھر ان لوگوں کی گواہی دے گا جو اللہ کے گھر کی زیارت کے لئے آتے ہیں اور اس کو ہاتھ لگا کر حج یا عمرہ کی شہادت ثبت کرتے ہیں۔

بعض روایات کی بنا پر عبد ابراہیمؑ میں بیان لیتے کا یہ عام وستور تھا کہ ایک پھر رکھ دیا جاتا جس پر لوگ آگر ہاتھ مارتے۔ اس کے سینے یہ ہوتے کہ جس عدد کے لئے وہ پھر گاڑا گیا ہے اس کو انہوں نے تسلیم کر لیا۔ بلکہ اپنے دلوں میں اس پھر کی طرح مغلوب گاڑ لیا۔ اسی وستور کے موافق حضرت ابراہیمؑ نے مقدی قوموں کے لئے یہ پھر نصب کیا تاکہ جو شخص بیت اللہ شریف میں داخل ہو اس پھر ہاتھ رکھے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے توحید الہی کے بیان کو قول کر لیا۔ اگر جان بھی دینی پڑے گی تو اس سے مخفف نہ ہو گا۔ گویا مجراسود کا اسلام اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے۔ اس تمثیل کی تصریح ایک حدیث میں یوں آئی ہے۔ عن ابن عباس مرفع عاص الحجر الاسود یعنی اللہ فی ارضہ یصافح بہ خلقہ (طبرانی) حضرت ابن عباس یعنی مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ مجراسود نہیں میں گویا اللہ کا دیاں ہاتھ ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مصالحت فرماتا ہے۔

حضرت ابن عباس یعنی مرفوعاً کی دوسری روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں نزل الحجر الاسود من الجنة وهو اشد بیاضا من اللبن فسودته خطایا بین ادم (رواہ احمد و الترمذی) یعنی مجراسود جنت سے نازل ہوا تو دو دھن سے بھی زیادہ سفید تھا مگر انسانوں کی خطا کاریوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔ اس سے مجراسود کی شرافت و بزرگی درود ہے۔

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس تاریخی پھر کو نقط اور بصارت سے سرفراز کرے گا۔ جن لوگوں نے حقائیت کے ساتھ توحید الہی کا اعد کرتے ہوئے اس کو چوہا ہے، ان پر یہ گواہی دے گا۔ ان فضائل کے باوجود کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ یہ پھر معمود ہے اس کے اختیار میں نہیں و ضرر ہے۔

ایک دفعہ حضرت فاروق علیہم نے مجراسود کو یوسہ دیتے ہوئے اسے صاف اعلان فرمایا کہ اسی اعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولو لا انى رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک (رواہ السنۃ و احمد) یعنی میں خوب جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پھر ہے، تیرے

تجھے میں نہ کسی کا نفع ہے نہ نقصان اور اگر رسول اللہ ﷺ کو میں نے تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بھی بوسہ نہ دینا۔

علام طبری مرحوم لکھتے ہیں انما قال ذلک عمر لان الناس کانوا حديثی عهد بعبادة الاصنام فخشی عزمان يظن الجهال ان استلام الحجر من باب تعظيم بعض الاحجار كما كانت العرب تفعل في الجاهلية فاراد عمران يعلم الناس ان استلامه اتباع لفعل رسول الله صلى الله عليه وسلم لا كان الحجر ينفع و يضر بذلك كما كانت الجاهلية تعتقد في الاولان يعني حضرت عمر رضي الله عنه نے یہ اعلان اس لئے کیا کہ اکثر لوگ بت پرستی سے نکل کر قربی زمانہ میں اسلام کے اندر داخل ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضي الله عنه نے اس خطرے کو محسوں کر لیا کہ جاہل لوگ یہ نہ سمجھ بیشیں کہ زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق پھرلوں کی تنظیم ہے۔ اس لئے آپ نے لوگوں کو آگاہ کیا کہ مجراسود کا اسلام صرف اللہ کے رسول کی اتباع میں کیا جاتا ہے ورنہ مجراسود اپنی ذات میں نفع یا نقصان پہنانے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا، جیسا عمد جاہلیت کے لوگ بتوں کے بارے میں اعتقاد رکھتے تھے۔

اپنے اپنی شیبہ اور دارقطنی نے حضرت ابو بکر صدیق رضي الله عنه کے بھی یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ آپ نے بھی مجراسود کے اسلام کے وقت یوں فرمایا "میں جانتا ہوں کہ تمی حقیقت ایک پھر سے زیادہ کچھ نہیں۔ نفع یا نقصان کی کوئی طاقت تمیرے اندر نہیں ہے۔ اگر میں نے آنحضرت ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے کو بوسہ نہ دینا۔"

بعض محدثین نے خود نبی کریم ﷺ کے بھی یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں کہ آپ نے مجراسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا "میں جانتا ہوں کہ تو ایک پھر ہے جس میں نفع و نقصان کی تائید نہیں ہے۔ اگر مجھے میرے رب کا حکم نہ ہوتا تو میں تجھے کو بوسہ نہ دینا۔"

اسلامی روایات کی روشنی میں مجراسود کی حیثیت ایک تاریخی پھر کی ہے جس کو اللہ کے خلیل ابراہیم ﷺ نے خانہ خدا کی تحریر کے وقت ایک "بیماری پھر" کی حیثیت سے نصب کیا۔ اس لحاظ سے دین حنف کی ہزارہا سالہ تاریخ اس پھر کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے۔ اہل اسلام اس کی جو بھی تنظیم اسلام وغیرہ کی شکل میں کرتے ہیں وہ سب کچھ صرف اسی بنابر ہے۔ ملت ابراہیم کا اللہ کے ہاں مقبول ہونا اور مذہب اسلام کی حقانیت پر بھی یہ پھر ایک تاریخی شہد عاول کی حیثیت سے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جس کو ہزارہا سال کے بے شمار انقلابات فناہ کر سکے۔ وہ جس طرح ہزاروں برس پلے نصب کیا گیا تھا آج بھی اسی شکل میں اسی جگہ تمام دنیا کے حوادثات و انقلابات کا مقابلہ کرتے ہوئے موجود ہے۔ اس کو یکھنے سے اس کوچھ سے ایک پچ سلطان مودودی نظرلوں کے سامنے دین حنف کے چار ہزار سالہ تاریخی اور اراق کی بعد دیگرے اتنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت خلیل اللہ اور حضرت فتح اللہ ﷺ کی پاک زندگیں سامنے آکر معرفت حق کی نئی نئی راہیں داغنوں کے سامنے کھوں دیتی ہیں۔ روحاں کی تحریر کے سامنے دین حنف مارنے لگتا ہے۔ مجراسود ہنانے توحید کا ایک بیماری پھر ہے "دعائے خلیل و نوید مسیح" حضرت سید الانبیاء ﷺ کی صداقت کے اعلاء کے لئے ایک غیر فلسفی یادگار ہے۔ اس مختصر سے تہرو کے بعد کتب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں اس حقیقت کو اجمی طعنہ نہیں کر لیتا چاہئے کہ مصنوعات الہیہ میں جو چیز بھی محترم ہے وہ بالذات محترم نہیں ہے بلکہ غیر اسلام کی تعلیم و ارشاد کی وجہ سے محترم ہے۔ اسی کلیہ کے تحت خانہ کعبہ، مجراسود، مقام رہو وغیرہ وغیرہ محترم قرار پاتے۔ اسی لئے اسلام کا کوئی فعل بھی جس کو وہ عبادت یا لائق عقلت قرار دیتا ہو، ایسا نہیں ہے جس کی سند سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے حق قتلی تحرک نہ پہنچتی ہو۔ اگر کوئی مسلمان ایسا فعل انجام کرے جس کی سند غیر ﷺ تک نہ پہنچتی ہو تو وہ فعل نظرلوں میں کیا بھی پیارا اور عمل کے نزدیک کتابی مسخرن کیوں نہ ہو، اسلام فوراً اس پر بدعت ہونے کا حکم لگا دیتا ہے اور صرف اس لئے اس کو نظرلوں سے گردانا ہے کہ اس کی سند حضرت رسول خدا تک نہیں پہنچتی بلکہ وہ ایک غیر ملم انسان کا انجام کیا ہوا فعل ہے۔

اسی پاک تعلیم کا اثر ہے کہ سارا کعبہ باوجودیکہ ایک گھر ہے مگر مجراسود اور رکن میلنی و ملزم پر غیر اسلام پہنچنے جو طریق

اسلام یا چنٹے کا بتلایا ہے مسلمان اس سے انچ بھر آگے نہیں بڑھتے۔ نہ دوسری دیواروں کے پتوں کو پڑتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان مخلوقات الہی کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں پیغمبر ﷺ کے ارشاد و عمل کے تابع ہیں۔

**باب کعبہ کا دروازہ اندر سے بند کر لینا اور اس کے ہر کوئے میں نماز پڑھنا جد ہرچا ہے**

(۱۵۹۸) ہم سے قتبیہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہم سے یث بن سعد نے بیان کیا، ان سے اب شباب نے، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اور اسامہ بن زید اور بلاal و عثمان بن ابی طلحہ چاروں خانہ کعبہ کے اندر گئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ پھر جب دروازہ کھولا تو میں پہلا شخص تھا جو اندر گیا۔ میری ملاقات بلاal سے ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ کیا نبی کرم ﷺ نے (اندر) نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے بتلایا کہ ہاں! دونوں یمنی ستونوں کے درمیان آپ نے نماز پڑھی ہے۔

**۵۱- بَابُ إِغْلَاقِ الْبَيْتِ، وَيَصْنَلِي فِي أَيِّ نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ**

۱۵۹۸- حَدَّثَنَا فَتَيْهَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَثُّ عنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَيْنَهُ أَنَّهُ قَالَ : ((ذَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْبَيْتَ هُوَ وَأَسَامَةُ بْنُ زَيْنَدٍ وَبِلَالَ وَعَمَّانَ بْنَ طَلْحَةَ فَأَغْلَقُوا عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا فَتَحُوا كُنْتُ أَوَّلَ مَنْ وَلَجَ فَلَقِيتُ بِلَالًا فَسَأَلْتُهُ : هَلْ صَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ؟ قَالَ : نَعَمْ، بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ الْيَمَانِيْنِ)).

[راجع: ۳۹۷]

حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔ حضرت امام یہ بتلائیا ہے کہ کعبہ شریف میں داخل ہو کر اور دروازہ بند کر کے جدھر چاہے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ دروازہ بند کرنا اس لئے ضروری ہے کہ اگر وہ کھلا رہے تو ادھر منہ کر کے نمازی کے سامنے کعبہ کا کوئی حصہ نہیں رہ سکتا جس کی طرف رخ کرنا ضروری ہے۔ آخر پر ﷺ نے دونوں یمنی ستونوں کے درمیان نماز پڑھی جو افقانی چیز تھی۔

**باب کعبہ کے اندر نماز پڑھنا**

(۱۵۹۹) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ہمیں موی بن عقبہ نے خبر دی، انہیں نافع نے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب کعبہ کے اندر داخل ہوتے تو سامنے کی طرف چلتے اور دروازہ پیشہ کی طرف چھوڑ دیتے۔ آپ اسی طرح چلتے رہتے اور جب سامنے کی دیوار تقریباً تین ہاتھ رہ جاتی تو نماز پڑھتے تھے۔ اس طرح آپ اس جگہ نماز پڑھنے کا اہتمام کرتے تھے جس کے متعلق بلاal رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں نماز پڑھی تھی۔ لیکن اس میں کوئی حرج نہیں کعبہ میں جس جگہ بھی کوئی چاہے نماز پڑھ لے۔

**۵۲- بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْكَعْبَةِ**

۱۵۹۹- حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَفْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّهُ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشَى قَبْلَ الْوَجْهِ حِينَ يَذْخُلُ وَيَعْمَلُ الْأَبَابَ قَبْلَ الظَّهَرِ يَمْشِي حَتَّى يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَدَارِ الَّذِي قَبْلَ وَجْهِهِ قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثَ أَذْرُعٍ فَيَصْنَلِي، يَعْوَنُخِي الْمَكَانَ الَّذِي أَخْبَرَهُ بِلَالٌ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فِيهِ، وَتَبَسَّ غَلَى أَخْدِ بَأْسَ أَنْ يَصْنَلِي فِي أَيِّ

بَابُ جو كعبه میں داخل نہ ہوا  
اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ اکثر حج کرتے تھے مگر كعبه کے اندر نہیں  
جائتے تھے۔

(۲۰۰) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، انہیں اسماعیل بن ابی خالد نے خبر دی، انہیں عبد اللہ ابن ابی اویٰ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو آپ نے کعبہ کا طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچے دو رکعتیں پڑھیں۔ آپ کے ساتھ کچھ لوگ تھے جو آپ کے اور لوگوں کے درمیان آڑنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب نے ابن ابی اویٰ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے بتایا کہ نہیں۔

نَوَاحِي الْبَيْتِ شَاءَ). [راجع: ۳۹۷]  
٥٣ - بَابُ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ الْكَعْبَةَ  
وَكَانَ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَحْجُجُ  
كَثِيرًا وَلَا يَدْخُلُ

٦٠٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ  
بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي  
خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوفَى قَالَ:  
(أَعْمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ،  
وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَيْنِ وَمَعْهُ مَنْ  
يَسْتَرُّ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: أَذْخُلْ  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ؟ قَالَ: لَا).

[اطرافہ فی : ۱۷۹۱، ۴۱۸۸، ۴۲۵۰].

**لَشِّيق** [تعنی کعبہ کے اندر داخل ہونا کوئی لازمی رکن نہیں۔ آنحضرت خود جمعۃ الوداع کے موقع پر اندر نہیں گئے۔ نہ عمرۃ القعناء میں آپ اندر گئے نہ عمرۃ جعرانہ کے موقع پر۔ غالباً اس لئے بھی نہیں کہ ان دونوں کعبہ میں بت رکھے ہوئے تھے۔ پھر تھے کہ کے وقت آپ نے کعبہ تشریف کی تھیری کی اور جتوں کو نکلا۔ تب آپ اندر تشریف لے گئے۔ جمعۃ الوداع کے موقع پر آپ اندر نہیں گئے حالانکہ اس وقت کعبہ میں بت بھی نہ تھے۔ غالباً اس لئے بھی کہ لوگ اسے لازمی نہ سمجھ لیں۔

٤٥ - بَابُ مَنْ كَبَرَ فِي نَوَاحِي  
الْكَعْبَةِ

بَابُ جَسَنَ كَعْبَهُ كَعْبَهُ كَعْبَهُ كَعْبَهُ

(۲۰۱) ہم سے ابو عمر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ایوب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عکرمہ نے ابن عباسؓ سے بیان کیا، آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب (فتح مکہ کے دن) تشریف لائے تو آپ نے کعبہ کے اندر جانے سے اس لئے انکار فرمایا کہ اس میں بت رکھے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے حکم دیا اور وہ نکالے گئے، لوگوں نے ابراہیم اور اسماعیلؓ کے بت بھی نکالے۔ ان کے ہاتھوں میں فال نکالنے کے تیردارے رکھے تھے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ ان مشرکوں کو غارت کرے، خدا کی قسم

٦٠١ - حَدَّثَنَا أَبْوَ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا  
عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ قَالَ حَدَّثَنَا  
عِكْرِمَةُ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
قَالَ: ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّى  
أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الْآلَهَةُ، فَأَمَرَ بِهَا  
فَأَخْرَجَتْ، فَأَخْرَجُوا صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ  
وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي أَيْدِيهِمَا  
الْأَزْلَامُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَأَتَلَمَّهُمْ

انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ ان بزرگوں نے تیر سے فال کبھی نہیں  
نکالی۔ اس کے بعد آپ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور چاروں  
طرف تکمیر کی۔ آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی۔

اللَّهُ أَمَّا وَاللَّهُ قَدْ عِلِّمُوا أَنَّهُمَا لَمْ  
يَسْتَقِيمَا بِهَا قُطُّ۝). فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَرَ  
فِي نَوَاحِيهِ، وَلَمْ يَصُلْ فِيهِ). [راجح: ۳۹۸]

مشرکین مکنے خانہ کعبہ میں حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل صلی اللہ علیہ وسلم کے بتوں کے ہاتھوں میں تیر دے رکھتے اور ان سے فال نکلا کرتے۔ اگر افضل (اس کام کو کن) والا تیر نکلا تو کرتے اگر لا تعلق (نہ کر) والا ہوتا تو وہ کام نہ کرتے۔ یہ سب کچھ حضرات انبیاء علیهم السلام پر ان کا افڑاء تھا۔ قرآن نے اس کو درج من عمل الشیطان کما کہ یہ گندے شیطانی کام ہیں۔ مسلمانوں کو ہرگز ہرگز ایسے ڈھوندوں میں نہ پھنسنا چاہئے۔ آخر پرست صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ پھر آپ اندر داخل ہوئے اور خوشی میں کعبہ کے چاروں کونوں میں آپ نے نعمہ تکمیر بلند فرمایا (جاءَ الْعَوْنَ وَزَهْقَ الْأَبْطَلِ) (عن اسرائیل: ۸۱)

### باب رمل کی ابتدائیسے ہوئی؟

(۱۴۰۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہ ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ( عمرۃ القضاء رضی اللہ عنہ میں) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کم) تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں، ان کے ساتھ ایسے لوگ آئے ہیں جنہیں شرب (دمہنہ منورہ) کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ طواف کے پلے تین چکروں میں رمل (تیز چلانا جس سے اظہار قوت ہو) کریں اور دونوں یہاںی رکنوں کے درمیان حسب معمول چلیں اور آپ نے یہ حکم نہیں دیا کہ سب پھیروں میں رمل کریں اس لئے کہ ان پر آسانی ہو۔

لشیخ رمل کا سبب حدیث بالا میں خود ذکر ہے۔ مشرکین نے سمجھا تھا کہ مسلمان مدینہ کی مرطوب آب و ہوا سے بالکل کمزور ہو چکے ہیں۔ اس لئے آخر پرست صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ طواف کے پلے تین چکروں میں ذرا اکٹ کر تیز چال چلیں، موئیہوں کو ہلاتے ہوئے تاکہ کفار کہ دیکھیں اور اپنے غلط خیال کو داہیں لے لیں۔ بعد میں یہ عمل بطور سنت رسول جاری رہا اور اب بھی جاری ہے۔ اب یادگار کے طور پر رمل کرنا چاہئے تاکہ اسلام کے عروج کی تاریخ یاد رہے۔ اس وقت کفار کہ دونوں شاہی رکنوں کی طرف جمع ہوا کرتے تھے، اس لئے اسی حصہ میں رمل سنت قرار پیا۔

باب جب کوئی مکہ میں آئے تو پلے مجرasoو کو چوئے  
طواف شروع کرتے وقت اور تین پھیروں میں

### ۵۵- بَابُ كَيْفَ كَانَ بَذْءُ الرَّمَلِ؟

۱۶۰۲ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَزَّبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَنَّ عَبَّاسَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ : ((قَدِيمٌ رَسُولُ اللَّهِ وَأَصْحَانَاهُ، فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ : إِنَّهُ يَقْدِمُ عَلَيْكُمْ وَقَدْ وَهَمُ حَمْيٌ يَنْبُرُ، فَأَمْرَهُمْ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الْمُلَأَةَ، وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ، وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الإِنْقَاءَ عَلَيْهِمْ)). [طرفة في: ۴۲۵۶]

۵۶- بَابُ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ  
جِنْ يَقْدِمُ مَكْتَأً وَلَ مَا يَطُوفُ،

## رمل کرے۔

(۲۶۰۳) ہم سے امسیح بن فرج نے بیان کیا، کما کہ مجھے عبد اللہ بن وہب نے خبر دی، انسیں یونس نے، انسیں زہری نے، انسیں سالم نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ جب آپ کم تشریف لاتے تو پسلے طواف شروع کرتے وقت مجراسود کو بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے پسلے تین چکروں میں رمل کرتے تھے۔

## وَيَرْمِلُ فَلَّاتًا

۱۶۰۳ - حَدَّثَنَا أَمْبَيُّ بْنُ الْفَرَّاجَ قَالَ: أَخْبَرَنِي بْنُ وَقَبْرٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ أَنْبِ شَهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: ((رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ يَقْنَمُ مَكْهَةً إِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْأَسْوَدَ أَوْ مَا يَطْوُفُ بِنَعْبُدُ فَلَّاتَةً أَطْوَافِ مِنَ السَّبِيعِ)). [اطراfe في : ۱۶۰۴، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۴۴]

## باب حج اور عمرہ میں رمل کرنے کا بیان

(۲۶۰۴) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سرتخ بن نعمان نے بیان کیا، کما کہ ہم سے قطع نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہمانے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسلے تین چکروں میں رمل کیا اور بقیہ چار چکروں میں حسب معمول چلے، حج اور عمرہ دونوں میں۔ سرتخ کے ساتھ اس حدیث کو یثیث نے روایت کیا ہے۔ کما کہ مجھے کشیر بن فرقہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہمانے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے۔

[راجع: ۱۶۰۳] مراد بعض الوداع اور عمرۃ القناء ہے۔ حدیثیہ میں تو آپ کعبہ تک پہنچ ہی نہ سکے تھے اور جعرانہ میں ابن عمر رضی رضا کے ساتھ نہ تھے۔

(۲۶۰۵) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کما کہ ہمیں محمد بن جعفر نے خبر دی، کما کہ مجھے زید بن اسلم نے خبر دی، انسیں ان کے والد نے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجراسود کو خطاب کر کے فرمایا۔ بخدا مجھے خوب معلوم ہے کہ تو صرف ایک پھر ہے جو نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے

## ۵۷ - بَابُ الرَّمَلِ فِي الْحَجَّ وَالْعُمَرَةِ

۱۶۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا سُرِيْجُ بْنُ الْعُفَمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا فَلَيْحَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((سَعَى النَّبِيُّ ﷺ فَلَّاتَةً أَشْوَاطَ وَقَشَّ أَرْبَعَةَ فِي الْحَجَّ وَالْعُمَرَةِ)). تَابَعَهُ الْأَنْبِيثُ قَالَ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ فَرَقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ۱۶۰۳]

۱۶۰۵ - حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرِيمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَنْفَرٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زَيْنُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ ((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لِلرُّكْنِ: أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرَ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْ

نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی بوسہ نہ دیتا۔ اس کے بعد آپ نے بوسہ دیا۔ پھر فرمایا اور اب ہمیں رمل کی بھی کیا ضرورت ہے۔ ہم نے اس کے ذریعہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائی تھی تو اللہ نے ان کو تباہ کر دیا۔ پھر فرمایا جو عمل رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اسے اب چھوڑنا بھی ہم پسند نہیں کرتے۔

لَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ اسْتَلْمَكَ مَا  
اسْتَلَمْتُكَ فَاسْتَلْمَةُ الْمُمْلَكَةِ قَالَ: مَا لَنَا  
وَلِلرَّمْلِ؟ إِنَّا كُنَّا رَاعِيَنَا بِهِ الْمُشْرِكِينَ،  
وَقَدْ أَهْلَكُوكُمُ اللَّهُ تَعَالَى قَالَ: شَيْءٌ صَنَعَهُ  
رَسُولُ اللَّهِ، فَلَا تُحِبُّ أَنْ تَنْزَهَكُمْ).

[رایج: ۱۵۹۷]

حضرت عمر بن الخطابؓ پہلے رمل کی صلت اور سبب پر خیال آیا کہ آخرت میں نے یہ فل کیا تھا۔ شاید اس میں اور کوئی حکمت ہو اور آپؐ کی بیروی ضروری ہے۔ اس لئے اس کو جاری رکھا (وحیدی) (۱۴۰۶) ہم سے مدد نے بیان کیا، ان سے بھی قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمریؓ نے ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمریؓ نے بیان کیا۔ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں رکن یمانی کو چوتھے ہوئے دیکھا میں نے بھی اس کے چوتھے کو خواہ سخت حالات ہوں یا نرم نہیں چھوڑا۔ میں نے نافع سے پوچھا کیا ابن عمریؓ ان دونوں یمنی رکنوں کے درمیان معمول کے مطابق چلتے تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ آپؐ معمول کے مطابق اس لئے چلتے تھے تاکہ مجر اسود کو چھوٹے میں آسانی رہے۔

۱۶۰۶ - حَدَّثَنَا فَضَّلَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى  
عَنْ عَبْيَدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عَمْرَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((مَا تَرَكْتُ  
اسْتِلَامَ هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ فِي شَيْءٍ وَلَا رِخَاءً  
مَنْذُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَسْتَلِمُهُمَا،  
فَقَلَّتْ لِنَافِعٍ: أَكَانَ أَبْنُ عَمْرَ يَمْشِي بَيْنَ  
الرُّكْنَيْنِ؟ قَالَ: إِنَّمَا كَانَ يَمْشِي لِيَكُونَ  
أَيْسَرَ لِاسْتِلَامِهِ)). [طرفة فی : ۱۶۱۱]

### ۵۸- بَابُ اسْتِلَامِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ

۱۶۰۷ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ صَالِحٍ  
وَيَحْيَى بْنُ سَلَيْمَانَ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهْبٍ  
قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ أَبْنِ شِهَابٍ عَنْ  
عَبْيَدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((طَافَ النَّبِيُّ ﷺ  
فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلَى بَعْضِ يَسْتَلِمِ الرُّكْنِ  
بِالْمِحْجَنِ)) تَابِعَةُ الْمَرْأَوَرِدِيِّ عَنْ أَبْنِ  
أَخْيَرِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ.

[اطرافة فی : ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۲۲]

### باب مجر اسود کو چھڑی سے

#### چھوٹا اور چومتا

(۱۴۰۷) ہم سے احمد بن صالح اور بھیجی بن سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، کما کہ ہمیں یونس نے ابن شلب سے خبر دی، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ نے اور ان سے ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اوپنی پر طواف کیا تھا اور آپؐ مجر اسود کا استلام ایک چھڑی کے ذریعہ کر رہے تھے اور اس چھڑی کو چوتھے تھے۔ اور یونس کے ساتھ اس حدیث کو دراوڑی نے زہری کے سنتیجے سے روایت کیا اور انہوں نے اپنے پیچا (زہری) سے۔

جسور علماء کا یہ قول ہے کہ مجراسود کو منہ لگا کر چومنا چاہئے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چوم لے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو لکڑی لگا کر اس کو چوم لے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو جب مجراسود کے سامنے پہنچا تو سے اس کی طرف اشارہ کر کے اس کو چوم لے۔ جب ہاتھ یا لکڑی سے دور سے اشارہ کیا جائے جو مجراسود کو لگ نہ سکے تو اسے چومنا نہیں چاہئے۔ (رشید)

### بابُ مَنْ لَمْ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيْنِ بَابُ اَسْخَنْسَ مَعْلُوقٍ جَسْ نَفْ صَرْفُ دُونُوْنِ اَرْكَانِ يَمَانِيْنِ كَا اَسْتَلَامَ كَيَا

(۱۴۰۸) اور محمد بن گرنے کما کہ ہمیں ابن جرجی نے خبردی، انہوں نے کما مجھ کو عمرو بن دینار نے خبردی کہ ابو الشعاء نے کما بیت اللہ کے کسی بھی حصہ سے بھلا کون پر ہیز کر سکتا ہے۔ اور معاویہ رضی اللہ عنہ چاروں رکنوں کا اسلام کرتے تھے، اس پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ انسانے ان سے کما کہ ہم ان دوار کان شای اور عراقی کا اسلام نہیں کرتے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیت اللہ کا کوئی جزء ایسا نہیں ہے چھوڑ دیا جائے اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تمام ارکان کا اسلام کرتے تھے۔

(۱۴۰۹) ہم سے ابوالولید طیاسی نے بیان کیا، ان سے یاث بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شاہب نے، ان سے سالم بن عبد اللہ نے، ان سے ان کے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے کہ میں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دونوں یمانی ارکان کا اسلام کرتے دیکھا۔

کعبہ کے چار کوئے ہیں مجراسود، رکن یمانی، رکن یمانی، رکن یمانی اور شای اور عراقی کو شائین کتے ہیں۔ مجراسود کے علاوہ رکن یمانی کو جھوٹا یعنی رسول کرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا طریقہ رہا ہے۔ اسی پر عمل درآمد ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا ان کی رائے تھی گرفطل بیوی مقدم ہے۔

### بابُ حِجَرَادِ بُو سَدِ دِينَا

(۱۴۱۰) ہم سے احمد بن سنان نے بیان کیا، ان سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، انہیں ورقاء نے خبردی، انہیں زید بن اسلم نے خبردی، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن

۱۶۰۸ - وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي الشَّفَاءِ أَنَّهُ قَالَ: ((وَمَنْ يَقْنِي شَيْئًا مِنَ النِّيَّتِ؟ وَكَانَ مَعَاوِيَةً يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَيَّاشَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: إِنَّهُ لَا يَسْتَلِمُ هَذَانِ الرُّكْنَانِ). فَقَالَ لَهُ لَيْسَ شَيْئًا مِنَ النِّيَّتِ مَهْجُورًا. وَكَانَ ابْنُ الزَّبِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَسْتَلِمُهُنَّ كُلُّهُنَّ)).

۱۶۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((لَمْ أَرِ النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَلِمُ مِنَ النِّيَّتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيْنِ)). (راجع: [۱۶۶])

کعبہ کے چار کوئے ہیں مجراسود، رکن یمانی، رکن یمانی، رکن یمانی اور شای اور عراقی کو شائین کتے ہیں۔ مجراسود کے علاوہ رکن یمانی کو جھوٹا یعنی رسول کرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا طریقہ رہا ہے۔ اسی پر عمل درآمد ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ فرمایا ان کی رائے تھی گرفطل بیوی مقدم ہے۔

### ۶- بَابُ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ

۱۶۱۰ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ سِيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا وَرَقَاءُ قَالَ أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:

خطاب رضی اللہ عنہ نے جمrasود کو بوسہ دیا اور پھر فرمایا کہ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

رأيَتْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَبْلَ الْحَجَّ وَقَالَ: ((لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبْلَكَ مَا قَبْلَكَ)).

[راجع: ۱۵۹۷]

(۱۴۱) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے حمد بن زید نے بیان کیا، ان سے زبیر بن عربی نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جمrasود کے بوسہ دینے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کو بوسہ دیتے دیکھا ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا اگر ہجوم ہو جائے اور میں عاجز ہو جاؤں تو کیا کروں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس اگر وگر کو یمن میں جا کر رکھوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس کو بوسہ دیتے تھے۔

باب جمrasود کے سامنے پہنچ کر اس کی طرف اشارہ کرنا  
(جب چومنا ہو سکے)

(۱۴۲) ہم سے محمد بن شعی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کما کہ ہم سے خالد حذاء نے عکرمه سے بیان کیا، ان سے ابن عباس نے کہ نبی کریم ﷺ ایک اوٹھی پر (سوار ہو کر کعبہ کا) طواف کر رہے تھے اور جب بھی آپ جمrasود کے سامنے پہنچتے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

باب جمrasود کے سامنے آگر تکبیر کرنا

(۱۴۳) ہم سے مدد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے خالد بن عبد اللہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمه نے اور ان سے ابن عباس نے کہ نبی کریم ﷺ ایک اوٹھی پر سوار رہ کر لیا۔ جب بھی آپ جمrasود کے سامنے پہنچتے تو کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور تکبیر کرتے۔ خالد

۱۶۱۱ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَادَةً عَنِ الزُّبَيرِ بْنِ عَرَبَيِّ قَالَ: ((سَأَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَّ فَقَالَ: رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُ وَيَقْبِلُ)).

فَالْقُلْتُ: أَرَيْتَ إِنْ رُحِمْتُ، أَرَيْتَ إِنْ غُلِبْتُ؟ قَالَ: أَجْعَلُ ((أَرَيْتَ)) بِالْيَمِينِ، رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَسْتَلِمُ وَيَقْبِلُ)).

۱۶۱۲ - بَابُ مَنْ أَشَارَ إِلَى الرُّمْكَنِ إِذَا أَتَى عَلَيْهِ

۱۶۱۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّشِّنِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْهُ الْوَهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدًا عَنْ عِنْكَرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((طَافَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْيَمِينِ عَلَى بَعْضِ كَلْمَاتِ أَتَى عَلَى الرُّمْكَنِ أَدَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ)).

[راجع: ۱۶۰۷]

۱۶۱۳ - بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الرُّمْكَنِ

۱۶۱۳ - حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدًا بْنَ عَنْهُ عَنْهُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدًا حَدَّادَهُ عَنْ عِنْكَرَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((طَافَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْيَمِينِ بِالْيَمِينِ عَلَى بَعْضِ كَلْمَاتِ الرُّمْكَنِ أَدَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ كَانَ

عِنْهُ وَكَبَرْ). تَابَعَهُ إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ طَهَانَ کے ساتھ اس حدیث کو ابراہیم بن طهان نے بھی خالد حذاء سے عن خالد الحذاء۔ [راجع: ۱۶۰۷]

**لِتَشْبِيهَ** یعنی چھڑی سے اشارہ کرتے۔ امام شافعی اور ہمارے امام احمد بن حبل نے یہی کہا ہے کہ طواف شروع کرتے وقت جب مجر اسود چوپے تو یہ کہے بسم الله والله اکبر اللهم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفاء بعهدک واباعالسنہ نبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ امام شافعی نے ابوحنیف سے آنحضرت ﷺ سے پوچھا مجر اسود کو چوتے وقت ہم کیا کہیں؟ آپ نے فرمایا یوں کہوبسم الله والله اکبر ایمانا بالله وتصدیقا لاجابة محمد صلی اللہ علیہ وسلم (وحیدی)

۶۳ - بَابُ مَنْ طَافَ بِالنَّبِيِّ إِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى نَبِيِّهِ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَّ

بَابُ جُوْ خُصْ (حج یا عمرہ کی نیت سے) مکہ میں آئے تو اپنے گھر لوٹ جانے سے پہلے طواف کرے پھر دو گانہ طواف ادا کرے پھر صفا پہاڑ پر جائے۔

(۱۵) ۱۴۲۷ء میں اسخن بن فرج نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن حارث نے محمد بن عبد الرحمن ابوالاسود سے خبر دی، انسوں نے کہا کہ میں نے عمرہ سے (حج کاملہ) پوچھا تو انسوں نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب (مکہ) تشریف لائے تو سب سے پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ وضو کیا پھر طواف کیا اور طواف کرنے سے عمرہ نہیں ہوا۔ اس کے بعد ابو بکر اور عمر بن حین نے بھی اسی طرح حج کیا۔ پھر عروہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد زیر کے ساتھ حج کیا، انسوں نے بھی عروہ سے پہلے طواف کیا۔ مهاجرین اور انصار کو بھی میں نے اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔ میری والدہ (اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا) نے بھی مجھے بتایا کہ انسوں نے اپنی بن (عائشہ) اور زیر اور فلاں فلاں کے ساتھ عمرہ کا احرام پاندھا تھا۔ جب ان لوگوں نے مجر اسود کو بوسہ دے لیا تو احرام کھول دیا تھا۔

۱۶۱۴ - حَدَّثَنَا أَصْبَحُ عَنِ ابْنِ وَهَبٍ قَالَ : أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ : ذَكَرْتُ لِغَرْوَةَ قَالَ فَأَخْبَرَنِي عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً ثُمَّ حَجَّ أَبُوبَكْرَ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مِثْلَهُ)). ((الْمُّهَاجِرَاتُ مَعَ أَبِي الرَّضِيَّرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَأَوَّلُ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ. ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَقْعُلُونَهُ، وَقَدْ أَخْبَرَنِي أُمِّي أَنَّهَا أَهْلَتْ هِيَ وَأَخْتَهَا وَالزَّمِيرُ وَفَلَانَ وَفَلَانَ بِعُمْرَةِ، فَلَمَّا مَسَحُوا الْوُكْنَ حَلُوا.

[طرفہ فی: ۱۶۴۱].

[طرفہ فی: ۱۶۴۲، ۱۷۹۶].

**لِتَشْبِيهَ** امام بخاری کا مطلب یہ ہے کہ عمرہ میں صرف طواف کر لینے سے آدمی کا عمرہ پورا نہیں ہوتا جب تک مصاور مردوں میں سے اس کا رد کیا ہے۔ گواہن عباس بن حیثما سے اس کے خلاف مตقول ہے۔ لیکن یہ قول جمورو علماء کے خلاف ہے اور امام بخاری نے بھی اس کا رد کیا ہے۔ بعض کہتے ہیں ابن عباس بن حیثما کا مذهب یہ ہے کہ جو کوئی حج مفرد کی نیت کرے وہ جب بیت اللہ میں داخل ہو تو

طواف نہ کرے جب تک عرفات سے لوٹ کر رہا آئے۔ اگر طواف کر لے گا تو علاں ہو جائے گا اور حج کا احرام نٹ جائے گا۔ یہ قول (اور صفارہ دوڑے اور سرمذیا) بھی جمورو علماء کے خلاف ہے اور امام بخاریؓ نے یہ باب لا کراس قول کا رد کیا (وحیدی)

۱۶۱۶ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ  
قَالَ: حَدَّثَنَا أَبْوَ ضَمْرَةَ أَنَسَ بْنَ عَيَّاضٍ  
قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ  
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ  
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ فِي الْحَجَّ  
أَوِ الْعُمْرَةِ أَوْلَ مَا يَقْدِمُ سَعَى ثَلَاثَةَ  
أَطْوَافَ وَمَشَيْ أَرْبَعَةَ، ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ،  
ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ)).

[راجع: ۱۶۰۳]

(۱۶۱۷) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عری نے، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہمانے کے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کا پلا طواف (یعنی طواف قدوم) کرتے تو اس کے تین چکروں میں آپ دوڑ کر چلتے اور چار میں معمول کے موافق چلتے پھر جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو بلن میل (وادی) میں دوڑ کر چلتے۔

۱۶۱۷ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ  
قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عَيَّاضٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ  
عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا طَافَ بِالنَّيْتِ  
الْطَّوَافَ الْأَوَّلَ يَخْبُثُ ثَلَاثَةَ أَطْوَافَ  
وَيَمْشِي أَرْبَعَةَ، وَأَنَّهُ كَانَ يَسْعَى بَطْنَ  
الْمَسِيلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ))

[راجع: ۱۶۰۳]

**باب عورتیں بھی مردوں کے ساتھ طواف کریں۔**

(۱۶۱۸) امام بخاریؓ نے کماکہ مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کماکہ ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے بیان کیا اور انہیں عطا نے خردی کہ جب ابن ہشام (جب وہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے کہا حاکم تھا) نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کر دیا تو اس سے انہوں نے کماکہ تم کس دلیل پر عورتوں کو اس سے منع کر رہے ہو؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ کی پاک یہی لوگوں نے مردوں کے ساتھ طواف کیا تھا۔ ابن جریج نے پوچھا یہ

۶۴ - بَابُ طَوَافِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ

۱۶۱۸ - وَقَالَ لَيْلَى عَمْرُو بْنَ غَلِيلَ قَالَ  
حَدَّثَنَا أَبْوَ عَاصِمٍ قَالَ ابْنُ جَرِيجٍ: أَخْبَرَنَا  
عَطَاءً - إِذْ مَنَعَ ابْنَ هِشَامَ النِّسَاءَ  
الْطَّوَافَ مَعَ الرِّجَالِ - قَالَ: كَيْفَ  
تَمْنَعُهُنَّ وَقَدْ طَافَ نِسَاءُ النَّبِيِّ ﷺ مَعَ  
الرِّجَالِ؟ قَلْتُ: أَبْعَدَ الْمَعْجَابَ أَوْ قَبْلَهُ؟  
قَالَ: إِيَّ لَعْمَرِي لَقَدْ أَذْكَرْتُهُ بَعْدَ

پرده (کی آیت نازل ہونے) کے بعد کا واقعہ ہے یا اس سے پہلے کا؟ انہوں نے کہا میری عمر کی قسم! میں نے انہیں پرده (کی آیت نازل ہونے) کے بعد دیکھا۔ اس پر ابن جرج نے پوچھا کہ پھر مرد عورت مل جل جاتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اختلاط نہیں ہوتا تھا، عائشہ یعنی ماردوں سے الگ رہ کر ایک الگ کونے میں طواف کرتی تھیں، ان کے ساتھ مل کر نہیں کرتی تھیں۔ ایک عورت (و قرہ تانی) نے ان سے کہا ام المؤمنین! چلنے (جرساوڈ کو) بوسے دیں۔ تو آپ نے انکا رکر دیا اور کہا تو چاچوم، میں نہیں چوتی اور ازواج مطررات رات میں پرده کر کے نکلتی تھیں کہ پہچانی نہ جاتیں اور ماردوں کے ساتھ طواف کرتی تھیں۔ البتہ عورتیں جب کعبہ کے اندر جانا چاہتیں تو اندر جانے سے پہلے باہر کھڑی ہو جاتیں اور مرد باہر آجائتے (تو وہ اندر جاتیں) میں اور عبید بن عمر عائشہ یعنی خواکی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ شیر (پہاڑ) پر ٹھہری ہوئی تھیں، (جو مزولفہ میں ہے) ابن جرج نے کہا کہ میں نے عطا سے پوچھا کہ اس وقت پرده کس چیز سے تھا؟ عطا نے بتایا کہ ایک ترکی قبہ میں ٹھہری ہوئی تھیں۔ اس پر پرده پڑا ہوا تھا۔ ہمارے اور ان کے درمیان اس کے سوا اور کوئی چیز حاصل نہ تھی۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ان کے بدن پر ایک گلابی رنگ کا کرتہ تھا۔

(۷۱۶) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبد الرحمن بن نوبل نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا، ان سے زینب بنت ابی سلمہ نے، ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے بیمار ہونے کی شکایت کی (کہ میں پیدل طواف نہیں کر سکتی) تو آپ نے فرمایا کہ سواری پر چڑھ کر اور لوگوں سے علیحدہ رہ کر طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے عام لوگوں سے الگ رہ کر طواف کیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کعبہ کے بازوں میں نماز پڑھ رہے تھے اور

الحجاب۔ فلَتَ: كَيْفَ يُخَالِطُنَ الرِّجَالَ؟  
قالَ: لَمْ يَكُنْ يُخَالِطُنَ، كَانَتْ عَائِشَةُ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَطُوفُ حَجَرَةً مِنَ الرِّجَالِ  
لَا تُخَالِطُهُمْ، فَقَالَتْ امْرَأَةٌ: أَنْطَلَقِي نَسْتَلِمْ  
يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: أَنْطَلَقِي عَنِّكِ،  
وَأَنْتَ: فَكُنْ يَخْرُجُنَ مُسْكَرَاتٍ بِاللَّيلِ  
فَيَطْفَنُ مَعَ الرِّجَالِ، وَلَكِنَّهُنَّ كُنَّ إِذَا  
دَخَلُنَ الْبَيْتَ قُمْنَ حِينَ يَدْخُلُنَ وَأَخْرِجُ  
الرِّجَالُ، وَكُنْتَ آتِيَ عَائِشَةَ أَنَا وَعَيْنِي بْنَ  
عَمِيرٍ وَهِيَ مُجَاوِرَةً فِي جَوْفِ ثَيْرٍ،  
فَلَتَ وَمَا حِجَابُهَا؟ قَالَ: هِيَ فِي قَبَّةٍ  
تُرْكِيَّةٍ لَهَا غِشَاءٌ، وَمَا بَيْنَا وَبَيْنَهَا غِشَاءٌ  
ذَلِكَ، وَرَأَيْتُ عَلَيْهَا دِرْغًا مُورَّدًا)).

۱۶۱۹ - حَدَثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَثَنَا  
مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ  
نَوْفَلٍ عَنْ غُرْوَةَ بْنِ الزُّبِيرِ عَنْ زَيْنَبِ بْنِتِ  
أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا  
- زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ - قَالَتْ ((شَكَوْتُ إِلَى  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنِّي أَشَكَّيْتُكِي فَقَالَ: ((طُوفِي  
مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتَ رَأِيكَةٌ)), فَطَفَتْ  
وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَئِذٍ يُصْلِي الصُّبْحَ إِلَى  
جَنْبِ الْبَيْتِ وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿وَالظُّرُورُ وَكِتابٌ﴾

مَسْطُورِهِ۔ [راجع: ۴۶۴]

مطاف کا دائرہ وسیع ہے۔ حضرت عائشہؓ ایک طرف الگ رہ کر طواف کرتی اور مرد بھی طواف کرتے رہتے۔ لیکن نسوان میں حجزہ زادے کے ساتھ ہے لیکن آڑ میں رہ کر طواف کرتیں۔ آج تک حکومت سعودیہ نے مطاف کو بہلہ سارے حصے کو اس قدر وسیع اور شاندار بنایا ہے کہ دیکھ کر جیت ہوتی ہے۔ ایم اللہ بنصر العزیز آمين۔

### باب طواف میں باقیل کرنا

(۱۲۲۰) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے ہشام نے بیان کیا کہ ابن جرتج نے انہیں خبر دی، کہا کہ مجھے سلیمان احول نے خبر دی، انہیں طاؤس نے خبر دی اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس نے اپنا ہاتھ ایک دوسرے شخص کے ہاتھ سے تسمہ یا رسی یا کسی اور چیز سے پاندھ رکھا تھا۔ نبی کرم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے کاٹ دیا اور پھر فرمایا کہ اگر ساتھ ہی چلتا ہے تو ہاتھ پکڑ کے چلو۔

### ۶۵ - بَابُ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

۱۶۲۰ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ أَبْنَ جَرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ : أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَخْوَنُ أَنَّ طَاؤُسًا أَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ وَهُوَ يَطْوُفُ بِالْكَعْبَةِ يَا إِنْسَانَ رَتَطِ يَدَهُ إِلَى إِنْسَانٍ بَسِيرٍ - أَوْ بِخَيْطٍ أَوْ بِشَيءٍ غَيْرِ ذَلِكَ - فَقَطَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ : ((فَذَهَ بِيَدِهِ))).

[اطرافہ فی : ۱۶۲۱، ۶۷۰۳، ۶۷۰۲]

شاید وہ انہا ہو گا مگر طبرانی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ باپ بیٹے تھے۔ لیکن طلق بن شبرا اور ایک رسی سے دونوں بندے ہوئے تھے۔ آپ نے حال پوچھا تو شرکنے لگا کہ میں نے حلق کیا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ میرا مال اور میری اولاد دلا دے گا تو میں بندھا ہوا جو کروں گا۔ انحضرت ﷺ نے وہ رسی کاٹ دی اور فرمایا دونوں حج کو مگر یہ باندھنا شیطانی کام ہے۔ حدیث سے یہ لکلا کہ طواف میں کلام کرنا درست ہے کیونکہ آپ نے میں طواف میں فرمایا کہ ہاتھ پکڑ کر لے چل (وحدیدی)

### باب جب طواف میں کسی کو باندھا دیکھیے یا کوئی اور مکروہ چیز تو اس کو کاٹ سکتا ہے

(۱۲۲۱) ہم سے ابو ماصم نے بیان کیا، ان سے ابن جرتج نے بیان کیا، ان سے سلیمان احول نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک شخص کعبہ کا طواف رسی یا کسی اور چیز کے ذریعہ کر رہا ہے تو آپ نے اسے کاٹ دیا۔

باب بیت اللہ کا طواف کوئی بیگانگا آدمی نہیں کر سکتا اور نہ کوئی مشرک حج کر سکتا ہے

### ۶۶ - بَابُ إِذَا رَأَى سَيِّرًا أَوْ شَيْئًا يُنْكِرَهُ فِي الطَّوَافِ قَطْعَةً

۱۶۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جَرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَخْوَنِ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَطْوُفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمامٍ أَوْ غَنِرٍ وَقَطَعَهُ)). [راجع: ۱۶۲۰]

۶۷ - بَابُ لَا يَطْوُفُ بِالْبَيْتِ غَرِيَانَ، وَلَا يَحْجُجُ مُشْرِكَ

(۱۷۲۲) ہم سے بیکی بن بکیر نے بیان کیا، انسوں نے کماکہ ہم سے لیٹھ نے بیان کیا، انسوں نے کماکہ ہم سے یونس نے بیان کیا، انسوں نے کماکہ ہم سے ابن شاب نے بیان کیا کہ مجھے سے حمید بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج کے موقع پر جس کا امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا تھا۔ انہیں دسویں تاریخ کو ایک جمع کے سامنے یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج بیت اللہ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی شخص نگارہ کر طواف کر سکتا ہے۔

عبد جالبیت میں عام الہ عرب یہ کہہ کر کہ ہم نے ان کپڑوں میں گناہ کئے ہیں ان کو اتردیتے اور پھر یا تو قریش سے کپڑے مانگ کر طواف کرتے یا پھر نگھی طواف کرتے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے یہ اعلان کرایا۔

### باب اگر طواف کرتے کرتے نجع میں ٹھہر جائے

تو کیا حکم ہے؟ ایک ایسے شخص کے بارے میں جو طواف کر رہا تھا کہ نماز کھڑی ہو گئی یا اسے اس کی جگہ سے ہٹا دیا گیا، عطاۓ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جہاں سے اس نے طواف چھوڑا وہیں سے بناء کرے (یعنی دوبارہ وہیں سے شروع کر دے) ابن عمر اور عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم سے بھی اس طرح منقول ہے۔

لیشیخ امام حسن بصریؑ سے منقول ہے کہ اگر کوئی طواف کرہا ہو اور نماز کی بکیر ہو تو طواف چھوڑ دے نماز میں شریک ہو جائے اور بعد میں از سرنو طواف کرے۔ امام بخاریؑ نے عطاۓ کا قول لا کر ان پر روکایا۔ امام مالکؓ اور شافعیؓ نے کماکہ فرض نماز کے لئے اگر طواف چھوڑ دے تو بناء کر سکتا ہے یعنی پہلے چکروں کی گئتی سے ملا لے۔ لیکن نماز کے واسطے چھوڑے تو از سرنو شروع کرنا اولیٰ ہے۔ امام ابو حنینؓ کے نزدیک بناء ہر حال میں درست ہے۔ حتیٰلہ کہتے ہیں طواف میں موالات واجب ہے اگر عمداً یا سواؤ موالات چھوڑ دے تو طواف صحیح نہ ہو گا۔ مگر نماز فرض یا جائز کے لئے قطع کرنا درست جانتے ہیں (وحیدی) یعنی جتنے بھیڑے کر چکا ان کو قائم رکھ کر سات پھرے پورے کرے۔ عطاۓ کے قول کو عبد الرزاق نے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو سعید بن منصور نے اور عبد الرحمن کے قول کو بھی عبد الرزاق نے وصل کیا ہے۔

### باب نبی کریم ﷺ کا طواف کے سات چکروں کے بعد دو

رکعتیں پڑھنا

اور مالف نے بیان کیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہر سات چکروں پر دو

۱۶۶۲ - حدیثنا يَحْمَدُ بْنُ بَكْيَرٍ قَالَ: حدِّثَنَا الْأَئْمَةُ قَالَ حَدِّثَنَا قَالَ أَبْنُ شِهَابٍ حَدِّثَنِي حَمِيدٌ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا بَكْرَ الصَّدِيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمْرَهُ عَلَيْهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النُّخْرِ فِي رَهْطٍ يَوْذَنَ فِي النَّاسِ : ((أَلَا لَأَ يَحْجُّ بَعْدَ الْفَعَامِ مُشْرِكًا، وَلَا يَطْوِ بِالْأَيْمَانِ غَرْيَانٍ)). [راجح: ۳۶۹]

۶۸ - بَابُ إِذَا وَقَفَ فِي الطَّوَافِ وَقَالَ عَطَاءً فِيمَنْ يَطْوِ فَتَقَامُ الصَّلَاةُ، أَوْ يَدْفَعُ عَنْ مَكَابِهِ : إِذَا سَلَمَ يَرْجِعُ إِلَى حَيْثُ فُطِعَ عَلَيْهِ. وَيَذْكُرُ نَحْوَهُ عَنْ أَبْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.

وَقَالَ نَافِعٌ: كَانَ أَبْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ

ركعت نماز پڑھتے تھے۔ اسماعیل بن امیہ نے کماکہ میں نے زہری سے پوچھا کہ عطاء کتنے تھے کہ طواف کی نمازو درکعت فرض نماز سے بھی ادا ہو جاتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ سنت پر عمل زیادہ بہتر ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے سات چکروں کے ہوں اور درکعت نماز پڑھی ہو۔

عنهما يصلي لكتل شتو ركعنين . و قال  
إسماعيل بن أمية : قلت للزهري إن  
عطاء يقول تجزئ المكتوبة من ركعتي  
الطواف ، فقال : السنة أفضل ، لم يطفر  
النبي ﷺ شتوغاً فقط إلا صلی ركعنين .  
یہ دو گانہ طواف کملاتا ہے جو جسور کے نزدیک سنت ہے۔

(۱۶۲۳) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہم نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا کوئی عمرو میں صفار مروہ کی سعی سے پہلے اپنی بیوی سے ہم بستر ہو سکتا ہے؟ انہوں نے کماکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور کعبہ کا طواف سات چکروں سے پورا کیا۔ پھر مقام ابراہیم کے پیچھے درکعت نماز پڑھی اور صفار مروہ کی سعی کی۔ پھر عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں بہترین نمونہ ہے۔

۱۶۲۳ - حَدَّثَنَا قُبَيْلَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ  
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرٍو قَالَ: سَأَلْتُ أَبْنَى  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَيْقَعَ الرَّجُلُ عَلَى  
أَمْرِهِ فِي الْعُمَرَةِ قَبْلَ أَنْ يَطُوفَ بَيْنَ  
الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ؟ قَالَ ((قَدِيمٌ رَسُولُ اللَّهِ  
ﷺ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ  
الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَّا  
وَالْمَرْوَةِ، وَقَالَ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي  
رَسُولِ اللَّهِ أُسْنَةٌ حَسَنَةٌ)) [الأحزاب

[۲۹۵]. [راجع: ۲۹۵]

۱۶۲۴ - قَالَ : وَسَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ  
اللهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ : ((لَا يَقْرُبُ  
امْرَأَةٍ حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَّا  
وَالْمَرْوَةِ)). [راجع: ۳۹۶]

۷۰ - بَابُ مَنْ لَمْ يَقْرُبْ الْكَعْبَةَ  
وَلَمْ يَطُوفْ حَتَّى يَخْرُجَ إِلَى عَرَفَةَ  
وَيَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الْأَوَّلِ

(۱۶۲۴) عمرو نے کماکہ پھر میں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ صفار مروہ کی سعی سے پہلے اپنی بیوی کے قریب بھی نہ جائے۔

باب جو شخص پہلے طواف یعنی طواف قدم کے بعد  
پھر کعبہ کے نزدیک نہ جائے اور عرفات میں حج  
کرنے کے لئے جائے

یعنی اس میں کوئی تباہ نہیں اگر کوئی نفل طواف حج سے پہلے نہ کرے اور کعبہ کے پاس بھی نہ جائے پھر حج سے فارغ ہو کر طواف الزیارت کرے جو فرض ہے۔

۱۶۲۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ:

فضل نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے موی بن عقبہ نے بیان کیا، کما کہ مجھے کریب نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ تعریف لائے اور سات (چکروں کے ساتھ) طواف کیا۔ پھر صفارہ کی سی کی۔ اس سی کے بعد آپ کعبہ اس وقت تک نہیں گئے جب تک عرفات سے واپس نہ لوٹے۔

حدَّثَنَا فُضَيْلٌ قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ غَفْرَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: (قَدِيمُ النَّبِيِّ مَكَّةَ فَطَافَ سَبْعًا وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةَ، وَلَمْ يَقْرُبْ الْكَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهِ بِهَا حَتَّى رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ).

[راجع: ۱۵۴۵]

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ حاجی کو طواف قدوم کے بعد پھر نفل طواف کرنا منع ہے، نہیں بلکہ آخر پرست شیخیل دوسرے کاموں میں مشغول ہوں گے اور آپ کعبہ سے دور نہ رہے تھے یعنی محسب میں۔ اس لئے حج سے فارغ ہونے تک آپ کو کعبہ میں آنے کی اور نفل طواف کرنے کی فرصت نہیں ملی۔

باب اس شخص کے بارے میں جس نے طواف کی دو  
رکعتیں مسجد الحرام سے باہر پڑھیں۔  
عمر بن الخطوب نے بھی حرم سے باہر پڑھی تھیں۔

٧١ - بَابُ مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيِ  
الْطَّوَافِ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ  
وَصَلَّى عَمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَارِجًا مِنَ  
الْحَرَمِ

٦٦٢٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَزْرَوَةَ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: ((شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرْبَ قَاتِلَ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَى بْنَ أَبِي زَكِيرْيَاءَ الْفَسَانِيَّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَزْرَوَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَرَادَ الخُرُوجَ - وَلَمْ تَكُنْ أُمِّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالنِّيَّتِ وَأَرَادَتِ الْخُرُوجَ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا أَقِيمَتِ الصَّلَاةُ الصَّبْحُ فَطُوفِي عَلَى بَعْرِيكِ

(۱۴۲۶) ہم سے عبد اللہ بن یوسف تھیسی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں امام مالک نے خبر دی، انہیں محمد بن عبد الرحمن نے، انہیں عروہ نے، انہیں زینب نے اور انہیں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ (دوسری سند) امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے محمد بن حرب غسانی نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے عروہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ میں تھے اور وہاں سے چلنے کا ارادہ ہوا تو ---- ام سلمہ نے کعبہ کا طواف نہیں کیا اور وہ بھی رواگی کا ارادہ رکھتی تھیں ---- آپ نے ان سے فرمایا کہ جب صحیح کی نماز کھڑی ہو اور لوگ نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائیں تو تم اپنی اوپنی پر طواف کر لینا۔ چنانچہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا اور انہوں

نے باہر نکلنے تک طواف کی نماز نہیں پڑھی۔

اًوَالنَّاسُ يُصْلُونَ). فَقَلَّتْ ذَلِكَ، فَلَمْ

تَصُلْ حَتَّى خَرَجَتْ). [راجع: ٤٦٤]

٧٢- بَابُ مَنْ صَلَّى رَكْعَتَيِ

### الطَّوَافِ خَلْفَ الْمَقَامِ

١٦٢٧- حَدَّثَنَا آدُمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شَعْبَةُ  
قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ  
ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولُ ((قَدِيمٌ  
النَّبِيُّ ﷺ فَطَافَ بِالنَّبِيِّ سَبْعًا وَصَلَّى  
خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْهِ  
الصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ إِلَى الصَّفَا، وَقَدْ قَالَ اللَّهُ  
عَزَّوَجَلَّ: هُوَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ  
أَسْوَةً حَسَنَةً)). [راجع: ٣٩٥]

٧٣- بَابُ الطَّوَافِ بَعْدَ الصُّبْحِ

وَالْعَصْرِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
يَصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ مَا لَمْ تَطَّلِعْ  
الشَّمْسُ وَطَافَ عُمَرُ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ  
فَرَكِبَ حَتَّى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِي طَوَافِ

١٦٢٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَمْرَ  
الْبَصْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرْبَعَ عَنْ  
حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ غُزْوَةِ عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ((أَنَّ نَاسًا طَافُوا بِالنَّبِيِّ  
بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، ثُمَّ قَعَدُوا إِلَى  
الْمَذَكَرِ، حَتَّى إِذَا طَلَقَتِ الشَّمْسُ قَامُوا  
يُصْلُونَ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا:  
قَعَدُوا، حَتَّى إِذَا كَانَتِ السَّاعَةُ الَّتِي تُكَرَّهُ  
فِيهَا الصَّلَاةَ قَامُوا يُصْلُونَ)).

باب اس سے متعلق کہ جس نے طواف کی دور رکعتیں مقام

### ابراهیم کے پیچھے پڑھیں

(۷) ۱۶۲۷) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عمر بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) تشریف لائے تو آپ نے خانہ کعبہ کا سات چکروں سے طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دور رکعت نماز پڑھی پھر صفا کی طرف (سمی کرنے) گئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترن نموذج ہے۔

### باب صحیح اور عصر کے بعد طواف کرنا

سورج نکلنے سے پہلے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف کی دو رکعت پڑھ لیتے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحیح کی نماز کے بعد طواف کیا پھر سوار ہوئے اور (طواف کی) دور رکعتیں ذی طوی میں پڑھیں۔

(۷) ۱۶۲۸) ہم سے حسن بن عربی سری نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے جیب نے، ان سے عطا نے، ان سے عروہ نے، ان سے امام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے کچھ لوگوں نے صحیح کی نماز کے بعد کعبہ کا طواف کیا۔ پھر ایک وعظ کرنے والے کے پاس بیٹھ گئے اور جب سورج نکلنے لگا تو وہ لوگ نماز (طواف کی دور رکعت) پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے (تاگواری کے ساتھ) فرمایا جب سے تو یہ لوگ بیٹھے تھے اور جب وہ وقت آیا کہ جس میں نماز مکروہ ہے تو نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔

(۱۶۲۹) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو ضمرہ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے موی بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے ثانی نے کہ عبد اللہ بن عمر بن حفیظ نے فرمایا، میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے۔ آپ سورج طلوع ہوتے اور غروب ہوتے وقت نماز پڑھنے سے روکتے تھے۔

(۱۶۳۰) ہم سے حسن بن محمد زعفرانی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبیدہ بن حمید نے بیان کیا، کما کہ مجھ سے عبدالعزیز بن رفیع نے بیان کیا، کما کہ میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ فجر کی نماز کے بعد طواف کر رہے تھے اور پھر آپ نے دور کعت (طواف کی) نماز پڑھی۔

(۱۶۳۱) عبدالعزیز نے بیان کیا کہ میں نے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عصر کے بعد بھی دور کعت نماز پڑھتے دیکھا تھا۔ وہ بتاتے تھے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی ان کے گھر آتے (عصر کے بعد) تو یہ دور کعت ضرور پڑھتے تھے۔

### باب مریض آدمی سوار ہو کر طواف کر سکتا ہے

(۱۶۳۲) ہم سے اسحاق و اسطی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے خالد طحن نے خالد حداء سے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کا طواف اونٹ پر سوار ہو کر کیا۔ آپ جب بھی (طواف کرتے ہوئے) جھر اسود کے نزدیک آتے تو اپنے ہاتھ کو ایک جیخ (چھٹی) سے اشارہ کرتے اور تکمیر کرتے۔

**لَشِّيق** اس حدیث میں گویہ ذکر نہیں ہے کہ آپ بیمار تھے اور بظاہر ترجمہ باب سے مطلقاً نہیں ہے مگر امام تخاریؓ نے ابو داؤد کی روایت کی طرف اشارہ کیا جس میں صاف یہ ہے کہ آپ بیمار تھے۔ بعضوں نے کہا جب بغیر بیماری یا یا عذر کے سواری پر طواف درست ہوا تو بیماری میں بطریق اولیٰ درست ہو گا۔ اس طرح باب کا مطلب تکل آیا۔

(۱۶۳۳) ہم سے عبد اللہ بن مسلمہ قنی نے بیان کیا انہوں نے کما کہ

۱۶۲۹ - حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِلِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَفْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : ((سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَا عَنِ الصَّلَاةِ عِنْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَعِنْدَ غُرُوبِهَا))

۱۶۳۰ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ هُوَ الزَّغْفَرَانِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا عَيْنَدَةُ بْنُ حَمِيدٍ قَالَ : حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُقَيْعَ قَالَ : ((رَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزَّبِيرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَطُوفُ بَعْدَ الْفَجْرِ وَيَصْلِي رَكْعَتَيْنِ)).

۱۶۳۱ - قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ ((وَرَأَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزَّبِيرِ يَصْلِي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْفَصْرِ وَيَخْبِرُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا حَدَّثَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَذْخُلْ بَيْتَهَا إِلَّا صَلَّاهُمَا))

[راجع: ۵۹۰]

### ۷۴ - بَابُ الْمَرِيضِ يَطُوفُ رَأِيكَ

۱۶۳۲ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ : حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدِ الْحَدَاءِ عَنْ عُكْرِمَةَ عَنْ أَبِنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طَافَ بِأَنْيَتٍ وَهُوَ عَلَى تَعْبِرٍ كُلُّمَا أَتَى عَلَى الرُّؤْكِنِ أَشَارَ إِلَيْهِ بِشَيْءٍ فِي يَدِهِ وَكَبَرَ)). [راجع: ۱۶۰۷]

**لَشِّيق** اس حدیث میں گویہ ذکر نہیں ہے کہ آپ بیمار تھے اور بظاہر ترجمہ باب سے مطلقاً نہیں ہے مگر امام تخاریؓ نے ابو داؤد کی روایت کی طرف اشارہ کیا جس میں صاف یہ ہے کہ آپ بیمار تھے۔ بعضوں نے کہا جب بغیر بیماری یا یا عذر کے سواری پر طواف درست ہوا تو بیماری میں بطریق اولیٰ درست ہو گا۔ اس طرح باب کا مطلب تکل آیا۔

۱۶۳۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ

ہم سے امام مالکؓ نے بیان کیا، ان سے محمد بن عبد الرحمن بن نوبل نے، ان سے عروہ نے بیان کیا، ان سے زینب بنت ام سلمہ نے، ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہو گئی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر لوگوں کے پیچھے سے سوار ہو کر طواف کر لے۔ چنانچہ میں نے جب طواف کیا تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے بازو میں (غاؤ کے اندر) «والطور و کتاب مسطور» کی قرأت کر رہے تھے۔

### باب حاجیوں کو پانی پلانا

(۱۶۳۲) ہم سے عبد اللہ بن محمد بن ابی الاسود نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے ابو ضمیر نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ عمری نے بیان کیا، ان سے تافع نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے پانی (زمزم کا حاجیوں کو) پلانے کے لئے منی کے دونوں میں مکہ ٹھہر نے کی اجازت چاہی تو آپؓ نے ان کو اجازت دے دی۔

قالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَزْرَوَةَ عَنْ زَيْنَبِ ابْنَةِ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ ((شَكُوتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ أَنِّي أَشْتَكِي فَقَالَ ((طُوفِي مِنْ وَرَاءِ النَّاسِ وَأَنْتَ رَاكِبَةً)). فَطَفَّتْ وَرَسُولُ اللَّهِ يُصَلِّي إِلَى جَنْبِ الْمِنَابِ وَهُوَ يَقْرُأُ بِالظُّرُورِ وَكِتَابَ مَسْطُورِ)). [راجح: ۴۶۴]

### ۷۵- بَابُ سِقَايَةِ الْحَاجِ

(۱۶۳۴) - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنَى عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((اسْتَأْذَنَ الْعَبَاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ أَنْ يَبْيَثَ بِمَكَّةَ لِيَأْتِيَ مِنِّي مِنْ أَجْلِ سِقَايَتِهِ، فَأَذْنَ اللَّهُ)).

[أطرافه في: ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵].

علوم ہوا کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو گیارہوں بار ہوں شب کو منی ہی میں رہنا ضروری ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عذر معقول تھا۔ حاجیوں کو زمزم سے پانی نکال کر پلانا ان کا قدیمی عہد تھا۔ اس لئے آخرتستھیم نے ان کو اجازت دے دی۔

(۱۶۳۵) ہم سے اسحاق بن شاہین نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے خالد طحان نے خالد خذاء سے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی پلانے کی جگہ (زمزم کے پاس) تشریف لائے اور پانی مالگا (حج کے موقع پر) عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فضل! اپنی مل کے یہاں جا اور ان کے یہاں سے کھبور کا ثبوت لا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے (یہی) پانی پلاو۔ عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہر شخص اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیتا ہے۔ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنے رہے کہ مجھے (یہی) پانی پلاو۔

(۱۶۳۵) - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ شَاهِينَ قَالَ حَدَّثَنَا حَالِدٌ عَنْ حَالِدِ الْخَدَاءِ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ أَبْنَى عَبَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ جَاءَ إِلَى السِّقَايَةِ فَاسْتَسْقَى). فَقَالَ الْعَبَاسُ: يَا فَضْلُ اذْهَبْ إِلَى أَمْكَنْ قَاتِ رَسُولُ اللَّهِ بِشَرَابٍ مِنْ عِنْدِهَا). فَقَالَ: ((اسْتَقِي)). قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ أَيْدِيهِمْ فِيهِ.

چنانچہ آپ نے پانی پاپ ہر زمزم کے قریب آئے۔ لوگ کنوں سے پانی کھینچ رہے تھے اور کام کر رہے تھے۔ آپ نے (انہیں دیکھ کر) فرمایا کام کرتے جاؤ کہ ایک اچھے کام پر لگے ہوئے ہو۔ پھر فرمایا (اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ آئندہ لوگ) تمہیں پریشان کر دیں گے تو میں بھی اترتا اور رسی اپنے اس پر رکھ لیتا۔ مراد آپ کی شانہ سے تھی۔ آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے کھاتا۔

مطلوب یہ ہے کہ اگر میں اتر کر خود پانی کھینچوں گا تو صدھا آدمی مجھ کو دیکھ کر پانی کھینچنے کیلئے دوڑپیس گے اور تم کو تنکیف ہو گی۔

### باب زمزم کا بیان

قال: ((اسقینی)). فَشَرِبَ مِنْهُ. ثُمَّ أَتَى  
زَمْزَمَ وَقَمْ يَسْتَوْنَ وَيَغْمَلُونَ فِيهَا فَقَالَ:  
((أَعْمَلُوا فَإِنْكُمْ عَلَى عَمَلِ صَالِحٍ)). ثُمَّ  
قال: ((لَوْلَا أَنْ تُقْلِبُوا لَتَرْلَتُ حَتَّى أَضْطَعَ  
الْجَبَلَ عَلَى هَذِهِ)). یعنی عَاتِقَةً. وأَشَارَ  
إِلَى عَاتِقَيْهِ.

۷۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي زَمْزَمَ

**لَشَبَّرْجَمْ** زمزم وہ مشور کنوں ہے جو بکھر کے سامنے مسجد حرام میں حضرت جبرائیل عليه السلام کے پرمانے سے پھوٹ لکھا تا۔ کہتے ہیں زمزم اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل عليه السلام نے دہل بات کی تھی۔ بعضوں نے کہا اس میں پانی بہت ہونے سے اس کا نام زمزم ہوا۔ زمزم عرب کی زبان میں بہت پانی کو کہتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ زمزم کا پانی جس مقصد کے لئے پا جائے وہ حاصل ہوتا ہے۔

چاہ زمزم دنیا کا وہ قدیم تاریخی کنوں ہے جس کی ابتداء سیدنا ذیع اللہ اسلیل عليه السلام کی شیرخواری سے شروع ہوتی ہے۔ یہ مبارک چشمہ پیاس کی بے تابی میں آپ کی ایڈیاں رگنے سے فوارہ کی طرح اس سنگاخ زمین میں ابلا تھا۔ آپ کی والدہ حضرت ہاجہ پانی کی حلاش میں صفا اور مروہ کے سات پکڑ کا کر آئیں تو پچھے کے زیر قدم یہ نعمت فیر متقد دیکھ کر باغ باغ ہو گئی۔ قورۃ منی اس مبارک کنوں کا ذکر ان لفظوں میں ہے۔

”خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجہ کو پکارا اور اس سے کماے ہاجہ! تھجھ کو کیا ہوا مت ڈر کہ اس لڑکے کی آواز جمل وہ پڑا“ ہے خدا نے سی، اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کر میں اس کو ایک بڑی قوم بناوں گا۔ پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں اور اس نے پانی کا ایک کنوں دیکھا اور جا کر اپنی ملک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلا لیا۔ (قرۃ منی، باب ۲۱) کہتے ہیں کہ سیدنا ابراہیم عليه السلام نے بعد میں اس کو چار طرف سے کھود کر کنوں کی ٹھلل میں کر دیا تھا اور اب زمین کے اونچا ہوتے ہوتے اتنا گمراہ گیا۔

حضرت اسلیل کے بعد کئی دفعہ ایسا ہوا کہ زمزم کا چشمہ خلک ہو گیا جوں جوں یہ خلک ہوتا گیا لوگ اس کو گمراہ کرتے گئے یہاں تک کہ وہ ایک گمراکنوں بن گیا۔

مدتوں خانہ کعبہ کی تولیت بخوجہ ہم کے ہاتھوں میں رہی۔ جب بخواہ کو اقتدار حاصل ہوا تو بخوجہ ہم نے مجراسود اور غلاف کعبہ کو زمزم میں ڈال دیا اور اس کا منہ بند کر کے بھاگ گئے۔ بعد میں مدتوں تک یہ مبارک چشمہ غائب رہا۔ یہاں تک کہ عبدالمطلب نے بحکم الہی خواب میں اس کے صحیح مقام کو دیکھ کر اس کو نکلا۔ اس کے متعلق عبدالمطلب کا بیان ہے کہ میں سویا ہوا تھا کہ خواب میں مجھے ایک شخص نے کما کر طیبہ کو کھودو۔ میں نے کما کر طیبہ کیا تھیز ہے؟ وہ شخص بغیر جواب دیئے چلا گیا اور میں بیدار ہو گیا۔ وہ سرے دن جب سویا تو خواب میں پھر وہی شخص آیا اور کما کر مخفونہ کو کھودو۔ میں نے کما کر مخفونہ کیا تھیز ہے؟ اتنے میں میری آنکھ کھل گئی اور وہ شخص غائب ہو گیا۔ تیسرا رات پھر وہی واقعہ پیش آیا اور اب کی دفعہ اس شخص نے کما کر زمزم کو کھودو۔ میں نے کما زمزم کیا ہے؟ اس نے کما تمہارے دادا اسلیل کا چشمہ ہے۔ اس میں بہت پانی لکھے گا اور کھونے میں تم کو زیادہ مشقت بھی نہ ہو گی۔ وہ اس جگہ ہے

جان لوگ قربانیاں کرتے ہیں۔ (محمد جالیت میں بہل ہوں کے ہام پر قربانیاں ہوتی تھیں) وہاں حجود نبیوں کامل ہے۔ تم مجھ کو ایک کا دہاں چونچ سے زمین کرپیدتا ہوا دیکھو گے۔

حج ہونے پر عبدالمطلب خود ک DAL لے کر کھڑے ہو گئے اور کھودنا شروع کر دیا۔ حجودی ہی دری میں پانی نمودار ہو گیا۔ جسے دیکھ کر انہوں نے زور سے عجیب رکھی۔ کما جاتا ہے کہ چاہ زمزم میں سے دو سونے کے ہرن اور بست نبی تکواریں اور زریں بھی لٹکیں۔ عبدالمطلب نے ہرنوں کا سونا تو خانہ کعبہ کے دروازوں پر لگا دیا۔ تکواریں خود رکھ لیں۔ علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ یہ ہرن ایرانی زادروں نے کعبہ پر چڑھائے تھے۔

چاہ زمزم کی آب کی وجہ سے کئی دفعہ کھودا گیا ہے۔ ۲۲۳ ہجری میں اس کی اکثر دیواریں مندم ہو گئیں اور اندر بست سالمہ بن ہو گیا تھا۔ اس وقت طائف کے ایک شخص محمد بن بشیر بن ایشی نے اسکی مٹی نکالی اور بقدر ضرورت اسکی مرمت کی کہ پانی بھر پر آئے گا۔ مشهور مؤرخ ازرقی کہتا ہے کہ اس وقت میں بھی کنویں کے اندر اترا تھا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں تین طرف سے جنہے جاری ہیں۔ ایک جمrasود کی جانب سے دوسرا جبل ابو قبیس کی طرف سے تیسرا مردہ کی طرف سے، تینس مل کر کنویں کی گمراہی میں جمع ہوتے رہتے ہیں اور رات دن کتنا ہی کچھو گرپانی نہیں ٹوٹتا۔

ای ہم مؤرخ کا قول ہے کہ میں نے قصر آب کی بھی بیانیں کی تو ۴۰ ہاتھ کنویں کی تعمیر میں اور ۴۹ ہاتھ پہاڑی غار میں، کل ۶۹ ہاتھ پانی تھا۔ ممکن ہے آج کل زیادہ ہو گیا ہو۔

۱۴۳۵ھ میں ابو جعفر منصور نے اس پر قبضہ بنا لیا اور اندر سنگ مرمر کا فرش کیا۔ پھر ماہون رشید نے چاہ زمزم کی مٹی لکھوا کر اس کو گمراہ کیا۔

ایک مرتبہ کوئی دیوانہ کنویں کے اندر کو دپا تھا۔ اس کے نکلنے کے لئے ساصل جدہ سے غواس بلائے گئے۔ بمشکل اس کی غوش می اور کنویں کو پاک صاف کرنے کے لئے بست ساپانی نکالا گیا۔ اس لئے ۱۴۰۰ھ میں سلطان احمد خل کے حکم سے چاہ زمزم کے اندر سچ آب سے سوا تین فٹ یقچے لوہے کا ایک جال ڈال دیا گیا۔ ۱۴۰۹ھ میں سلطان مراد خل مرحوم نے جب کعبہ شریف کو از سر زو تعمیر کیا تو چاہ زمزم کی بھی نبی مسیح تعمیر کی گئی۔ تمہ آب سے اوپ تک سنگ مرمر سے مزین کر دیا اور زمین سے ایک گز اونچی ۲۷ عربیں منڈیر بنوادی۔ اردو گرد چاروں طرف دو گز سنگ مرمر کا فرش بنا کر اس پر دیواریں اٹھاویں اور ان پر چھت پاٹ کر ایک کرہ بنو دیا جس میں بزر جالیاں لگادیں۔

(۱۴۳۶) اور عبدالان نے کماکہ مجھ کو عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کماکہ ہمیں یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہوں نے کماکہ ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں کہ میں تھا تو میری (گھر کی) چھت کھلی اور جرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ انہوں نے میرا سینہ چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ اس کے بعد ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ اسے انہوں نے میرے سینے میں ڈال دیا اور پھر سینہ بند کر

۱۶۳۶ - وَقَالَ عَبْدُ الْأَنَّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ أَبُو ذَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَحْدُثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: ((فُرِجَ سَقْفِيْ وَأَنَا بِمَكَّةَ). فَنَزََ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَّجَ صَدْرِيْ، ثُمَّ عَسَلَهُ بَعْدَ زَمْرَمَ، ثُمَّ جَاءَ بَطَسْتَ مِنْ ذَهَبِ مَمْتَلِيْهِ حِكْمَةً وَإِيمَانًا. فَأَفْرَغَهَا

روا۔ اب وہ مجھے ہاتھ سے پکڑ کر آسمان دنیا کی طرف لے چلے۔ آسمان دنیا کے داروغہ سے جبریلؑ نے کمادر روازہ کھولو۔ انہوں نے دریافت کیا کون صاحب ہیں؟ کہا جریلؑ؟

(۱۶۳۷) ہم سے محمد بن سلام یمنی نے بیان کیا، انہوں نے کماکہ ہمیں مروان بن معاویہ فزاری نے خبر دی، اُسیں عاصم نے اور انہیں شعبی نے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ان سے بیان کیا، کماکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمزم کاپانی پلایا تھا۔ آپ نے پانی کھڑے ہو کر پیا تھا۔ عاصم نے بیان کیا کہ عمرہ نے قدم کماکہ کماکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن اونٹ پر سوار تھے۔

یہ سراج کی حدیث کا ایک گلواہ ہے۔ یہاں امام بخاری اس کو اس لئے لائے کہ اس سے زمزم کے پانی کی فضیلت لکھتی ہے۔ اس لئے کہ آپ کا سینہ اسی پانی سے دھویا گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی حدیث زمزم کے پانی کی فضیلت میں دارد ہوئی ہیں مگر حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث کی شرط پر یہی حدیث تھی۔ صحیح مسلم میں آب زمزم کو پانی کے ساتھ خوارک بھی قرار دیا گیا ہے اور پیاروں کے لئے دو بھی فرمایا گیا ہے۔ حدیث ابن عباس یعنی ہذا میں مذوف عایہ بھی ہے کہ ماہ زمزم لما شرب لہ کہ زمزم کاپانی جس لئے پیا جائے اللہ وہ رہتا ہے۔

حافظ ابن حجرؓ فرماتے ہیں وسمیت زمزم لکھر تھا یقیناً ماہ زمزم ای کثیر یعنی یہ پانی بہت بڑی مقدار میں ہے اور اس کے جمع ہونے کی وجہ سے بھی اسے زمزم کہا گیا ہے۔

مجلد نے کماکہ یہ لفظ ہزمہ سے مشتق ہے۔ لفظ ہزمہ کے سنتے ہیں ایزیوں سے زمین میں اشارے کرنا۔ چونکہ مشور ہے کہ حضرت اسمبلیؓ کے زمین پر ایزی رگنے سے یہ چشمہ لکالا مذا اسے زمزم کہا گیا، واللہ اعلم۔

### باب قران کرنے والا ایک طواف کرے یادو کرے

(۱۶۳۸) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، کماکہ ہمیں امام مالکؓ نے ابن شاہب سے خبر دی، اُسیں عروہ نے اور ان سے عائشہ یعنی ہذا نے کماکہ جمعۃ الوداع میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (مدینہ سے) نکلے اور ہم نے عمرہ کا احرام پانڈھا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قرآن کا جانور ہو وہ حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام پاندھے۔ ایسے لوگ دونوں کے احرام سے ایک ساتھ حلال

فی صندلِنِ نُمَّ أَطْبَقَهُ، نُمَّ أَخْدَدَ بِيَنِي  
فَعَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيلُ  
لِغَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا : اقْتُنْ. قَالَ: مَنْ  
هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ). [راجع: ۳۴۹]

۱۶۳۷ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلَامٍ  
قَالَ أَخْبَرَنَا الفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ  
الشَّعْبِيِّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
حَدَّثَهُ قَالَ: ((سَقَيَتُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ  
زَمْزَمَ نَشْرِبُ وَهُوَ قَائِمٌ. قَالَ عَاصِمٌ:  
فَخَلَفَ عِكْرَمَةَ مَا كَانَ يَوْمَيْلَ إِلَّا عَلَى  
بَعْضِ)). [طرفہ فی: ۵۶۱۷].

### ۷۷- بَابُ طَوَافِ الْقَارَنِ

۱۶۳۸ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ  
أَخْبَرَنَا مَا لِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ غُرْبَةَ  
عَنْ عَالِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَ ((خَرَجَنَا  
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ فِي حَجَّةَ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلَنَا  
بِعُمْرَةِ نُمَّ قَالَ: ((مَنْ كَانَ مَعَهُ هَذِيَّ  
فَلْيَهُمْ بِالْحَجَّ وَالْعُمْرَةِ نُمَّ لَا يَجِدُ حَتَّى

ہوں گے۔ میں بھی مکہ آئی تھی لیکن مجھے حیض آگیا تھا۔ اس لئے جب ہم نے حج کے کام پورے کر لئے تو انحضرور ملٹیپل نے مجھے عبد الرحمن کے ساتھ تیغیم کی طرف بھیجا۔ میں نے وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا۔ انحضرور ملٹیپل نے فرمایا یہ تمہارے اس عمرہ کے بدله میں ہے (جسے تم نے حیض کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا) جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ انحضرور ملٹیپل نے فرمایا یہ تمہارے اس عمرہ کا بدله میں ہے (جسے تم نے حیض کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا) جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا انہوں نے سعی کے بعد احرام کھول دیا اور دوسرا طواف منی سے واپسی پر کیا لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھا تھا انہوں نے صرف ایک طواف کیا۔

یحعلِ مِنْهُمَا)). فَقَدْ مَنَّتْ مَكْثَةً وَأَنَا حَالِصٌ، فَلَمَّا قَضَيْنَا حَجَّنَا أَرْسَلَنِي مَعَ عَبْدِ الرَّزْقِ مِنْ إِلَى التَّعْيِمِ فَاغْمَرْنَتْ، فَقَالَ ﷺ: ((هَذِهِ مَكَانٌ غَمْرَتْكَ)). فَطَافَ الَّذِينَ أَهْلُوا بِالْعُمَرَةِ ثُمَّ حَلُّوا ثُمَّ طَافُوا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوا مِنْ مَنِيِّ، وَأَمَا الَّذِينَ جَمَعُوا بَيْنَ الْحُجَّةِ وَالْعُمَرَةِ فَإِنَّمَا طَافُوا طَوَافًا وَاحِدًا)).

[راجع: ۲۹۴]

**تَسْبِيحٌ** تیغیم ایک مشور مقام ہے جو کہ سے تین میل دور ہے۔ آنحضرت ملٹیپل نے حضرت عائشہ بنت خدا کی تسبیح خاطر کے لئے وہاں بھیج کر عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے فرمایا تھا۔ آخر حدیث میں ذکر ہے کہ جن لوگوں نے حج اور عمرہ کا ایک ہی احرام باندھا تھا۔ انہوں نے بھی ایک ہی طواف کیا اور ایک ہی سعی کی۔ جسور علاء اور الحدیث کا یہی قول ہے کہ قارن کے لئے ایک ہی طواف اور ایک ہی سعی حج اور عمرہ دونوں کی طرف سے کافی ہے اور حضرت امام ابو حیفہ ملٹیپل نے دو طواف اور دو سعی لازم رکھے ہیں اور جن روایتوں سے دلیل لی ہے، وہ ب ضعیف ہیں (وحیدی)

(۱۶۳۹) ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے ثانی نے کہ ابن عمر بن حنبل کے لڑکے عبداللہ بن عبد اللہ بن عبادۃ الدان کے یہاں گئے۔ حج کے لئے سواری گھر میں کھڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ اس سال مسلمانوں میں آپس میں لڑائی ہو جائے گی اور آپ کو وہ بیت اللہ سے روک دیں گے۔ اس لئے اگر آپ نہ جاتے تو بہتر ہوتا۔ ابن عمر بن حنبل نے جواب دیا کہ رسول اللہ ملٹیپل بھی تشریف لے گئے تھے (عمرہ کرنے صلح حدیبیہ کے موقع پر) اور کفار قریش نے آپ کو بیت اللہ تک پہنچنے سے روک دیا تھا۔ اس لئے اگر مجھے بھی روک دیا گیا تو میں بھی وہی کام کروں گا جو رسول اللہ ملٹیپل نے کیا تھا اور تمہارے لئے رسول اللہ ملٹیپل کی زندگی بہتر نہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں تیسیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج (اپنے اوپر) واجب کر لیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ کہ

۱۶۳۹ - حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ عَلِيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ ((أَنَّ أَبْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا دَخَلَ أَبْنَةُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَظَهَرَةً فِي الدَّارِ فَقَالَ : إِنِّي لَا أَمِنُ أَنْ يَكُونَ النَّعَامَ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ فَيَمْدُوكُ عنِ الْبَيْتِ، فَلَوْ أَقْمَتَ كُفَّارَ قُرَيْشَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَإِنْ جِئْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ أَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)) فَعَالَ حَلْقَدَ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةً حَسَنَتْهُمْ ثُمَّ قَالَ : أَشَهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ مَعَ غَمْرَتِي حَجَّاً، قَالَ : ثُمَّ قَدِيمَ فَطَافَ لَهُمَا طَوَافًا وَاحِدًا)).

آئے اور دونوں عمر و اور حج کے لئے ایک ہی طواف کیا۔

[اطرافہ فی : ۱۶۴۰، ۱۶۹۳، ۱۷۰۸،  
۱۷۲۹، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸،  
۱۸۱۰، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۴۱۸۳،  
۴۱۸۴].

(۱۶۳۰) ہم سے قتبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیث بن سعد نے ثانی سے بیان کیا کہ جس سال حاج عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے مقابلے میں ٹڑنے آیا تھا۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اس سال حج کا ارادہ کیا تو آپ سے کہا گیا کہ مسلمانوں میں باہم جگ ہونے والی ہے اور یہ بھی خطرہ ہے کہ آپ کو حج سے روک دیا جائے۔ آپ نے فرمایا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہتھیں نہ نہ رہے۔ ایسے وقت میں بھی وہی کام کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کیا تھا۔ تمہیں گواہ ہاتا ہوں کہ میں نے اپنے اور عمرہ واجب کر لیا ہے۔ پھر آپ چلے اور جب بیداء کے میدان میں پہنچنے تو آپ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ تو ایک ہی طرح کے ہیں۔ میں تمہیں گواہ ہاتا ہوں کہ میں نے اپنے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کر لیا ہے۔ آپ نے ایک قربانی بھی ساتھ لے لی جو مقام قدیم سے خریدی تھی۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ دسویں تاریخ سے پہلے نہ آپ نے قربانی کی نہ کسی اسکی چیز کو اپنے لئے جائز کیا جس سے (احرام کی وجہ سے) آپ رک گئے تھے۔ نہ سرمنڈوایا نہ بال ترشاوے۔ دسویں تاریخ میں آپ نے قربانی کی اور بال منڈوائے۔ آپ کا یہ خیال تھا کہ آپ نے ایک طواف سے حج اور عمرہ دونوں کا طواف ادا کر لیا ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

پہلے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ پھر انہوں نے خیال کیا کہ صرف عمرہ کرنے سے حج اور عمرہ دونوں یعنی قران کرنا بہتر ہے تو حج کی بھی نیت باندھ لی اور پکار کر لوگوں سے اس لئے کہ دیا کہ اور لوگ بھی ان کی حیرانی کریں۔ بیداء کہ اور مہینہ کے درمیان ذوالہلیفہ سے آگے ایک مقام ہے۔ قدیم بھی جحفہ کے نزدیک ایک جگہ کا نام ہے۔

باب (کعبہ کا) طواف و ضوکر کے کرنا

۱۶۴۰ - حدَثَنَا قَتْبَيْهُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْيَتْمَةُ عَنْ نَافِعٍ ((أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الرَّبِيعِ، فَقَيْلَ لَهُ إِنَّ النَّاسَ كَانُوكُنُمْ قِتَالٌ وَإِنَّ نَحَافَ أَنْ يَصُدُوكُنُمْ فَقَالَ : هَلْقَدْ كَانَ لَكُنُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةً حَسَنَةً) إِذَا أَصْنَعَ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. إِنِّي أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ غُمَرَةً. ثُمَّ خَرَجَ حَتَّى إِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْيَنِيَّةِ قَالَ : مَا شَاءَ الْحَجَّ وَالْغُمَرَةُ إِلَّا وَاحِدَةٌ، أَشْهَدُكُمْ أَنِّي قَدْ أَوْجَبْتُ حَجْجًا مَعَ عُمْرَتِي. وَأَهْدَى هَذِيَا اشْتَرَاهُ بِقَدْيَلِي، وَلَمْ يَنْذِذْ عَلَى ذَلِكَ، فَلَمْ يَنْخُرْ وَلَمْ يَحْلِلْ مِنْ شَيْءٍ حَرَمٌ مِنْهُ وَلَمْ يَخْلُقْ وَلَمْ يَقْصُرْ حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّخْرِ فَنَخَرَ وَخَلَقَ، وَرَأَى أَنَّ قَدْ فَضَى طَوَافَ الْحَجَّ وَالْغُمَرَةِ بِطَوَافِهِ الْأَوَّلِ. وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: كَذَلِكَ فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ)). [راجع: ۱۶۳۹]

- بَابُ الطَّوَافِ عَلَى وُضُوءِ

(۱۶۴۱) ہم سے احمد بن عیسیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبد اللہ بن وہب نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی، انیں محمد بن عبد الرحمن بن نوبل قرشی نے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے پوچھا تھا، عروہ نے کہا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ معلوم ہے حج کیا تھا۔ مجھے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق خبر دی کہ جب آپ مکہ معظلمہ آئے تو سب سے پلا کام یہ کیا کہ آپ نے وضو کیا، پھر کعبہ کا طواف کیا۔ یہ آپ کا عمرہ نہیں تھا۔ اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور آپ نے بھی سب سے پہلے کعبہ کا طواف کیا جبکہ یہ آپ کا بھی عمرہ نہیں تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طرح کیا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کیا میں نے دیکھا کہ سب سے پہلے آپ نے بھی کعبہ کا طواف کیا۔ آپ کا بھی یہ عمرہ نہیں تھا۔ پھر معاویہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا زمانہ آیا۔ پھر میں نے اپنے والد اذیم بن عوام رضی اللہ عنہ ---- کے ساتھ بھی حج کیا۔ یہ (سارے اکابر) پہلے کبھی ہی کے طواف سے شروع کرتے تھے جبکہ یہ عمرہ نہیں ہوتا تھا۔ اس کے بعد مهاجرین و انصار کو بھی میں نے دیکھا کہ وہ بھی اسی طرح کرتے رہے اور ان کا بھی یہ عمرہ نہیں ہوتا تھا۔ آخری ذات ہے میں نے اس طرح کرتے دیکھا وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تھی۔ انہوں نے بھی عمرہ نہیں کیا تھا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود ہیں لیکن ان سے لوگ اس کے متعلق پوچھتے نہیں۔ اسی طرح جو حضرات گزر گئے، ان کا بھی مکہ میں داخل ہوتے ہی سب سے پلا قدم طواف کے لئے اٹھتا تھا۔ پھر یہ بھی احرام نہیں کھولتے تھے۔ میں نے اپنی والدہ (اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما) اور خالہ (عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما) کو بھی دیکھا کہ جب وہ آتیں تو سب سے پہلے طواف کرتیں اور یہ اس کے بعد احرام نہیں کھلتی تھیں۔

(۱۶۴۲) اور مجھے میری والدہ نے خبر دی کہ انہوں نے اپنی بُن اور

۱۶۴۱ - حَدَّثَنَا أَخْمَدُ بْنُ عَيْسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبْنُ وَهَبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ الْحَارِثٍ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ الْقُوْشِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عَزْرَوَةَ بْنَ الْوَبَيْرِ فَقَالَ ((فَلَمَّا حَجَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، قَاتَلَنِي عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ حِينَ قَدِمَ أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثُمَّ طَافَ بِالنَّيْتِ، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً. ثُمَّ حَجَّ أَبُوبَكْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالنَّيْتِ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً. ثُمَّ عَمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِثْلَ ذَلِكَ. ثُمَّ حَجَّ عَمْرَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَرَأَيْتُهُ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالنَّيْتِ، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً. ثُمَّ حَجَّ أَبُو الْوَعَاءِ - الْوَبَيْرِ بْنَ الْوَعَاءِ - فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ بَدَأَ بِهِ الطَّوَافُ بِالنَّيْتِ، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً. ثُمَّ رَأَيْتُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ، ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةً. ثُمَّ آخِرُ مَنْ رَأَيْتُ فَعَلَ ذَلِكَ أَبْنُ عُمَرَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُضْهَا عُمْرَةً. وَهَذَا أَبْنُ عُمَرَ عِنْدَهُمْ فَلَا يَسْتَأْلُونَهُ وَلَا أَحَدٌ مِنْ مَضْيِهِ مَا كَانُوا يَنْدَعُونَ بِشَيْءٍ حَتَّى يَضْعُونَ أَقْدَامَهُمْ مِنَ الطَّوَافِ بِالنَّيْتِ ثُمَّ لَا يَعْلَوْنَ. وَقَدْ رَأَيْتُ أُمِّي وَخَالِتِي حِينَ تَقْدَمَانِ لَا تَبْتَدِئَنِ بِشَيْءٍ أَوَّلَ مِنَ النَّيْتِ تَطْوِفَانِ بِهِ ثُمَّ إِنَّهُمَا لَا تَعْلَانِ.

[راجع: ۱۶۱۴]

۱۶۴۲ - وَقَدْ أَخْبَرَنِي أُمِّي: ((أَنَّهَا

زیبر اور فلاں فلاں (رمیانیم) کے ساتھ عمرہ کیا ہے یہ سب لوگ جمراسود کا بوسے لے لیتے تو عمرہ کا احرام کھول دیتے۔

اہلت ہی وَ أَخْتَهَا وَالْزَبِيرِ وَفُلَانَ وَفَلَانَ  
بِغُمْرَةٍ، فَلَمَّا مَسَحُوا الرُّثْنَ حَلُوا)).

[راجع: ۱۶۱۵]

**لئے پڑھئے** جمہور علماء کے نزدیک طواف میں طمارت یعنی باوضو ہونا شرط ہے۔ محمد بن عبد الرحمن بن نوبل نے عروہ سے کیا پوچھا اس روایت میں یہ مذکور نہیں ہے۔ لیکن امام مسلم کی روایت میں اس کا بیان ہے کہ ایک عراقی نے محمد بن عبد الرحمن سے کہا کہ تم عروہ سے پوچھو اگر ایک شخص حج کا احرام باندھے تو طواف کر کے وہ حلال ہو سکتا ہے؟ اگر وہ کہیں نہیں ہو سکتا تو کہنا ایک شخص تو کہتے ہیں خلال ہو جاتا ہے۔ محمد بن عبد الرحمن نے کہا میں نے عروہ سے پوچھا، انہوں نے کہا جو کوئی حج کا احرام باندھے وہ جب تک حج سے فارغ نہ ہو حلال نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا ایک شخص تو کہتے ہیں کہ وہ حلال ہو جاتا ہے۔ انہوں نے کہا اس نے بری بات کی۔ آخر حدیث تک۔

## باب صفا اور مرودہ کی سعی واجب ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں

(۱۴۳۳) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہمیں شعیب نے زہری سے خبر دی کہ عروہ نے بیان کیا کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے (جو سورہ بقرہ میں ہے کہ) ”صفا اور مرودہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اس لئے جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے ان کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔“ قسم اللہ کی پھر تو کوئی حرج نہ ہونا چاہیے اگر کوئی صفا اور مرودہ کی سعی نہ کرنی چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سچتیج! تم نے یہ بری بات کی۔ اللہ کا مطلب یہ ہوتا تو قرآن میں یوں اترتا، ”ان کے طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔“ بات یہ ہے کہ یہ آئیت تو انصار کے لئے اتری تھی جو اسلام سے پہلے میت بنت کہنم پر جو مشسل میں رکھا ہوا تھا اور جس کی یہ پوچالیا کرتے تھے، احرام باندھتے تھے۔ یہ لوگ جب (زمانہ جالیت میں) احرام باندھتے تو صفا مرودہ کی سعی کو اچھا نہیں خیال کرتے تھے۔ اب جب اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا اور کہا کہ یا رسول اللہ! ہم صفا اور مرودہ کی سعی اچھی نہیں سمجھتے تھے۔ اس پر اللہ

## ۷۹ - بَابُ وُجُوبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَجَعْلِ مِنْ شَعَابِ اللَّهِ

۱۶۴۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا شَعِيبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ غَرْوَةٌ: ((سَأَلَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَلَّتْ لَهَا: أَوَلَيْتِ قَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى: هَلْ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِ اللَّهِ، فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اغْمَرَ فَلَا جَنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطْوِفَ بِهِمَا هُنَّ فِي اللَّهِ مَا عَلَى أَحَدٍ جَنَاحٌ أَنْ لَا يَطْوِفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ. قَالَتْ: بَسْ مَا قُلْتَ يَا أَبْنَى أَخْتِي، إِنْ هَذِهِ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوْلَاهَا عَلَيْهِ كَانَتْ لَا جَنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَا يَطْوِفَ بِهِمَا، وَلِكُنْهَا أَنْزَلَتْ فِي الْأَنْصَارِ، كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُسْلِمُوا يَهُؤُونَ لِمِنَّةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُونَهَا بِالْمُشَلَّ، فَكَانَ مَنْ أَهْلَ يَتَرَجَّحُ أَنْ يَطْوِفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا أَسْلَمُوا سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا كُنَّا نَتَرَجَّحُ أَنْ

تعلیٰ نے یہ آئت نازل فرمائی کہ صفا اور مروہ دونوں اللہ کی نشانیاں ہیں آخر آیت تک۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو پرائزوں کے درمیان سعی کی سنت جاری کی ہے۔ اس لئے کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اسے ٹرک کر دے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں نے اس کا ذکر ابو بکر بن عبد الرحمن سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے تو یہ علمی بات اب تک نہیں سنی تھی، بلکہ میں نے بہت سے اصحاب علم سے تو یہ سنائے ہے وہ یوں کہتے تھے کہ عرب کے لوگ کہ ان لوگوں کے سواب جن کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا جو مناثہ کے لئے احرام باندھتے تھے سب صفا اور مروہ کا پھیرا کیا کرتے تھے۔ جب اللہ پاک نے قرآن شریف میں بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا اور مروہ کا ذکر نہیں کیا تو وہ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو جاہلیت کے زمانہ میں صفا اور مروہ کا پھیرا کیا کرتے تھے اور اب اللہ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر تو فرمایا لیکن صفا اور مروہ کا ذکر نہیں کیا تو کیا صفا اور مروہ کی سعی کرنے میں ہم پر کچھ گناہ ہو گا؟ تب اللہ نے یہ آیت اتاری۔ ”صفا کرنے میں ہم پر کچھ گناہ ہو گا؟“ تب اللہ نے یہ آیت اتاری۔ ”ابو بکر نے کہا میں سنتا ہوں کہ یہ آیت دونوں فرقوں کے باب میں اتری ہے یعنی اس فرقے کے باب میں جو جاہلیت کے زمانے میں صفا اور مروہ کا طواف بر اجانتا تھا اور اس کے باب میں جو جاہلیت کے زمانہ میں صفا اور مروہ کا طواف کیا کرتے تھے۔ پھر مسلمان ہونے کے بعد اس کا کرنا اس وجہ سے کہ اللہ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا اور صفا اور مروہ کا نہیں کیا، برا سمجھے۔ یہ میں تک کہ اللہ نے بیت اللہ کے طواف کے طواف کے بعد ان کے طواف کا بھی ذکر فرمادیا۔

نَطَوَفُ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى : هَلْ أَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِ اللَّهِ الْإِلَهِ الْآيَةُ. قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا: وَلَقَدْ سَنَ رَسُولُ اللَّهِ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَنَسِنْ لَأَحَدٍ أَنْ يَنْتَكِلُ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا. ثُمَّ أَخْبَرَتْ أَبَا بَكْرَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ: إِنَّ هَذَا لَعِلْمٌ مَا كَنْتُ سَمِعْتُهُ، وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذَكِّرُونَ أَنَّ النَّاسَ - إِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَائِشَةُ مِنْ كَانَ يَهُلُّ بِعِنَاءً - كَانُوا يَطْعُفُونَ كُلُّهُمْ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، فَلَمَّا ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى الطَّوَافَ بِالنَّيْتِ وَلَمْ يَذَكِّرْ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرْآنِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَمَا نَطَوَفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَإِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالنَّيْتِ فَلَمْ يَذَكِّرْ الصَّفَا، فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ أَنْ نَطَوَفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: هَلْ أَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِ اللَّهِ الْإِلَهِ الْآيَةُ نَرَأَتْ فِي الْقَرِينِ كُلَّهُمَا: فِي الَّذِينَ كَانُوا يَتَرَجَّلُونَ أَنْ يَطْعُفُوا فِي الْجَاهِلِيَّةِ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، وَالَّذِينَ يَطْعُفُونَ ثُمَّ تَرَجَّلُونَ أَنْ يَطْعُفُوا بِهِمَا فِي الْإِسْلَامِ مِنْ أَجْلِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْزَلَ بِالطَّوَافِ بِالنَّيْتِ وَلَمْ يَذَكِّرْ الصَّفَا، حَتَّى ذَكَرَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا ذَكَرَ الطَّوَافَ بِالنَّيْتِ)).

[أطراfe في : ١٧٩٠ ، ٤٤٩٥ ، ٤٨٦١].

-٨٠ بَابُ مَا جَاءَ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ

## باب صفا اور مروہ کے درمیان کس طرح دوڑے

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بنی عباد کے گھروں سے لے کر بنی ابی حسین کی گلی تک دوڑ کر چلے (باتی راہ میں معمولی چال سے) (۱۶۳۳) ہم سے محمد بن عبید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عیسیٰ بن یونس نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عمر نے ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پسلا طواف کرتے تو اس کے تین چکروں میں رمل کرتے اور بقیہ چار میں معمول کے مطابق چلتے اور جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو آپ نالے کے نشیب میں دوڑا کرتے تھے۔ عبید اللہ نے کہا میں نے نافع سے پوچھا، ابن عمر رضی اللہ عنہا جب رکن یمانی کے پاس پہنچتے تو کیا حسب معمول چلتے لگتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ البتہ اگر رکن یمانی پر بجوم ہوتا تو جبرا سود کے پاس آ کر آپ آہستہ چلنے لگتے کیونکہ وہ بغیر چوئے اس کو نہیں چھوڑتے تھے۔

بنی عباد کا گھر اور بنی احسین کا کچھ اس زمانہ میں مشور ہو گا۔ اب حاجیوں کی شناخت کے لئے دوڑنے کے مقام میں دو بزر مبارے بنا دیے گئے ہیں۔

(۱۶۳۵) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے بیان کیا کہ ہم نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا جو عروہ میں بیت اللہ کا طواف تو کر لے لیکن صفا اور مروہ کی سعی نہیں کرتا، کیا وہ اپنی بیوی سے صحبت کر سکتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا تھی کرم (لئے) (مکہ) تشریف لائے تو آپ نے بیت اللہ کا سات چکروں کے ساتھ طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دور کعت نماز پڑھی۔ پھر صفا اور مروہ کی سات مرتبہ سعی کی اور تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترن نمونہ ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا: السَّعْيُ مِنْ ذَارِ بَنِي عَبَادٍ زُقَاقٌ بَنِي أَبِي حَسِينٍ ۖ ۱۶۴۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْيَضٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْيَضٍ بْنُ يُونُسَ عَنْ عَبْيَضِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا طَافَ الطَّوَافَ الْأُولَى خَبَثَ ثَلَاثَةَ وَمُتَشَّи أَرْبَعًا). وَكَانَ يَسْعَى بَطْنَ الْمَسْيِلِ إِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ. فَقُلْتُ لِنَافِعٍ: أَكَانَ عَنْدَ اللَّهِ يَمْنَشِي إِذَا بَلَغَ الرُّكْنَ الْيَمَانِي؟ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنْ يُزَاحِمَ عَلَى الرُّكْنِ، فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَدْعُهُ حَتَّى يَسْتَلِمَهُ)). [راجع: ۱۶۰۳]

۱۶۴۵ - حَدَّثَنَا عَلَيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانَ عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ قَالَ ((سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ طَافَ بِالْأَيْتَمِ فِي عُمْرَةَ وَلَمْ يَطْفَ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ أَيْتَمِي أَمْرَأَتَهُ؟ فَقَالَ: قَدِيمُ النَّبِيُّ ﷺ فَطَافَ بِالْأَيْتَمِ سَبْعَا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتِينِ فَطَافَ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَا: (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةَ حَسَنَةً))).

[راجع: ۳۹۵]

(۱۶۴۶) ہم نے اس کے متعلق جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بھی پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ صفا اور مروہ کی سعی سے پہلے یوں کے قریب بھی نہ جائے۔

۱۶۴۶ - وَسَأَلَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: ((لَا يَقْرُبُنَّهَا حَتَّى يَطُوفَ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ)).

[راجع: ۳۹۶]

(۱۶۴۷) ہم سے کبی بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ابن جریح نے بیان کیا کہ مجھے عمرو بن دینار نے خبر دی، کما کہ میں نے عبد اللہ بن عمر عَنْهُمَا سے سنا، آپ نے کما کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی، پھر صفا اور مروہ کی سعی کی۔ اس کے بعد عبد اللہ نے یہ آیت تلاوت کی ”تمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے“۔

۱۶۴۷ - حَدَّثَنَا الْمُكْبِرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْحٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ: سَمِعْتَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((رَأَيْدَمُ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ طَافَ بِأَنْيَتٍ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَعَى بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ. ثُمَّ تَلَأَ: هَلْقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةً حَسَنَةً)) [الأحزاب: ۲۱]. [راجع: ۳۹۵]

(۱۶۴۸) ہم سے احمد بن محمد مروزی نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہمیں عبد اللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کما کہ ہمیں عامر احول نے خبر دی، انہوں نے کما کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ لوگ صفا اور مروہ کی سعی کو برا بھجتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہاں! کیونکہ یہ عبد الجابیر کا شعار تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی ”صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ پس جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر ان کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے“۔

۱۶۴۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ قَالَ: ((فَلَمَّا لَأْتَنَا بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَكْتَسَمْ تَكْرَهُونَ السَّعْيَ بَيْنَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، لَأَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَابِ الْجَاهِلِيَّةِ، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: هَلْ أَنْصَفَ الصَّفَّا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِ اللَّهِ، فَمَنْ حَجَّ الْأَيْتَ أَوْ اغْمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا)). [طرفة فی : ۴۴۹۶]

ضمون اس روایت کے موافق ہے جو حضرت عائشہؓ سے اور گزری کہ انصار صفا اور مروہ کی سعی بری بھجتے تھے۔

(۱۶۴۹) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے اس سے عطاہ بن ابی ربیح نے اور ان سے عبد اللہ بن عباسؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی اس طرح کی کہ

۱۶۴۹ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِيَّانُ عَنْ عَمْرُو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((إِنَّمَا سَعَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِأَنْيَتٍ

وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْأةِ تِبْرِيَ الْمُشْرِكِينَ  
فُؤَّهُ). زَادَ الْحَمِيدِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا  
سَفِيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ قَالَ: سَمِعْتَ  
عَطَاءَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ.  
يَكِيْ حدیث سنی۔

[طرفة فی : ۴۲۵۷].

**لَذَّابِيْجَعْ** مجراسود کو چونے یا چھونے کے بعد طوف کرنا چاہئے۔ طوف کیا ہے؟ اپنے آپ کو محظوظ پر فدا کرنا، قربان کرنا اور پروانہ دار گھوم کر اپنے عشق و محبت کا ثبوت پیش کرنا۔ طوف کی فضیلت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من طاف بالیت سبعاً ولا یتكلّم الا بسبحان الله والحمد لله ولا الله الا الله والله اکبر ولا حول ولا قوّة الا بالله محبت عنده عشر سیمات و کتب له عشر حسنات و رفع له عشر درجات ومن طاف فتكلّم وهو في تلك الحال خاض في الرحمة برجليه کخالص الماء برجليه رواه ابن ماجہ یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس نے بیت اللہ شریف کاسات مرتبہ طوف کیا اور سوائے تسبیح و تحمید کے کوئی فضول کلام اپنی زبان سے نہ نکلا۔ اس کے دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور دس نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند ہوتے ہیں اور اگر کسی نے حالت طوف میں تسبیح و تحمید کے ساتھ لوگوں سے کچھ کلام بھی کیا تو وہ رحمت الہی میں اپنے دونوں پیروں تک داخل ہو جاتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے پیروں تک پانی میں داخل ہو جائے۔

ماعلی قاری فرماتے ہیں کہ مقصد یہ ہے کہ سوائے تسبیح و تحمید کے اور کچھ کلام نہ کرنے والا اللہ کی رحمت میں اپنے قدموں سے سر تک داخل ہو جاتا ہے اور کلام کرنے والا صرف پیروں تک۔

طوف کی ترتیب یہ ہے کہ مجراسود کو چونے کے بعد بیت اللہ شریف کو اپنے باسیں ہاتھ کر کے رکن یمانی تک ذرا تیز تیز اس طرح چلیں کہ قدم قریب قریب پڑیں اور کندھے ہلیں۔ اسی اثناء میں سبحان الله والحمد لله ولا الله الا الله والله اکبر ولا حول ولا قوّة الا بالله؛ ان مبارک کلّات کو پڑھتا رہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کی شان کا کامل وصفیان رکھے۔ اس کی توحید کو پورے طور پر دل میں جگہ دے۔ اس پر پورے پورے توکل کا اعلیٰ سار کرے۔ ساتھ ہی یہ دعا بھی پڑھے۔ اللهم قعنی بعازفتنی و بارک لی فیہ و اخالف علی کل غائبۃ لی بخیر (نیل الاوطار) ترجمہ: الہی مجھ کو جو کچھ تو نے نصیب کیا اس پر قیامت کرنے کی توفیق عطا کر اور اس میں برکت بھی دے اور میرے الہی و عیال و مال اور میری ہر پوشیدہ چیز کی تخریب کے ساتھ حفاظت فرم۔ اللهم انی اعوذ بک من الشک والشرک والنفاق والشقاق وسوء الاخلاق (نیل)، الہی! میں شرک سے، دین میں شک کرنے سے اور فناق و دوغے پن اور نافرمانی اور تمام برقی عادتوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

تسبیح و تحمید پڑھتا ہوا اور ان دعاوں کو بار بار دہراتا ہوا رکن یمانی پر دکنی چال سے چلے۔ رکن یمانی خانہ کعبہ کے جنوبی کونے کا نام ہے جس کو صرف چھونا چاہئے، بوسہ نہیں دنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کوئے پر ستر فرشتے مقرر ہیں۔ جب طوف کرنے والا مجراسود سے ملزم رکن عراقی اور میزاب رحمت پر سے ہوتا ہوا یہاں پہنچ کر دین و دنیا کی بھلائی کے لئے بارگاہ الہی میں خلوص دل کے ساتھ دعائیں کرتا ہے تو یہ فرشتے آئیں کہتے ہیں۔ رکن یمانی پر زیادہ تر یہ دعا پڑھی چاہئے۔ اللهم انی استلک العفو والعلیفی الدنیا والآخرة ربنا اتنا فی الدنیا حسنتہ و فی الآخرة حسنة و فنا عذاب النار (مشکوہ) یعنی یا اللہ! میں تمھے سے دنیا اور آخرت میں سلامتی چاہتا ہوں، اے معبود برحق! تو مجھ کو دنیا و آخرت کی تمام نعمتیں عطا فرماؤ در دوزخ کی آگ سے ہم کو بچا لے۔ رمل فقط تین چکروں میں کرنا چاہئے۔ رمل یہ مطلب ہے کہ تین پہلے پیروں میں ذرا اکثر کرشانہ ہلاتے ہوئے چلا جائے۔ یہ رمل مجراسود سے طوف

شروع کرتے ہوئے رکن بیانی تک ہوتا ہے۔ رکن بیانی پر رمل کو موقف کیا جائے اور مجراسود تک بلقی حصہ میں نیز بلقی چار شوطوں میں معقول چال چلا جائے۔ اس طوف میں اضبطاع بھی کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لیا جائے۔ ایک چکر پورا کر کے جب واپس مجراسود پر آؤ تو مجراسود کی دعا پڑھ کر اس کو چومایا یا ہاتھ لگایا جائے۔ اب ایک چکر پورا ہوا۔ اسی طرح دوسرا اور تیسرا پھررا کرے۔ ان تین پھیروں میں رمل کرے۔ اس کے بعد چار پھرے بغیر رمل کے کرے۔ ایک طوف کے لئے یہ سات پھرے ہوتے ہیں۔ جن کے بعد بیت اللہ کا ایک طوف پورا ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ کا طوف مل نماز کے ہے۔ اس میں باتیں کرنی منع ہیں۔ خدا کا ذکر جتنا چاہے کرے۔ ایک طوف پورا کر چکنے کے بعد مقام ابراہیم پر طوف کی در رکعت نماز پڑھے۔ اس پلے طوف کا نام طوف قدوم ہے۔ رمل اور اضبطاع اس کے سوا اور کسی طوف میں نہ کرنا چاہئے۔ مقام ابراہیم پر در رکعت نماز پڑھنے کے لئے آتے ہوئے مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ شریف کے درمیان کر کے یہ آیت پڑھئے: ﴿وَأَتَحْدُذُوا مِنْ مَقْمَمٍ إِبْرَاهِيمَ مُصْلَى﴾ (البقرة: ۲۵) پھر در رکعت دو گانہ پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون اور دوسری میں سورہ اخلاص پڑھے۔ اگر اضبطاع کیا ہوا ہے اس کو کھول دے۔ سلام پھر کر مندرجہ ذیل دعا نمایت ایکباری سے پڑھئے اور دوسروں کے لئے دعائیں مانگئے۔ دعا یہ ہے:

اللهم انك تعلم سرى و علانيتى فاقبل معدرتى وتعلم حاجتى فاعطنى سولى وتعلم ما فى نفسي فاغفرلى ذنبى اللهم انى استنك ايمانا يباشر قلبي ويفينا صادقا حتى اعلم انه لا يصيبني الا ما كتب لي ورضنا بما قسمت لي يا ارحم الراحمين (طبراني)

(ترجمہ) یا اللہ! تو میری ظاہر و پوشیدہ حالت سے واقف ہے۔ پس میرے عذروں کو بیوں فرمائے۔ تو میری حاجتوں سے بھی واقف ہے پس میرے سوال کو پورا کر دے۔ تو میرے نفس کی حالت جانتا ہے پس میرے گناہوں کو بخش دے۔ اے مولا! میں ایسا ایمان چاہتا ہوں جو میرے دل میں رج جائے اور تین صادق کا طلبگار ہوں یہاں تک کہ میرے دل میں جنم جائے کہ مجھے وعی و دکھ پکنخ سکتا ہے جو تو لکھ چکا اور میں قسمت کے لکھے پر ہر وقت راضی برضا ہوں۔ اے سب سے بڑے میراں! تو میری دعا قبول فرمائے۔ آمين۔

طوف کی فضیلت میں عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا المرة یہ زید الطواف بالبیت اقبل یا خوض الرحمة فاذا دخله غمرته ثم لا یرفع قدموا ولا یضع قدمها الا کتب الله له بكل قدم خمس مائة حسنة وخط عنده خمسة مائة سینۃ ورفعت له خمس مائة درجة الحديث (در منثور، ج ۴، ص ۱۲۰)

یعنی انسان جب بیت اللہ شریف کے طوف کا ارادہ کرتا ہے تو رحمت الہی میں داخل ہو جاتا ہے پھر طوف شروع کرتے وقت رحمت الہی اس کو ڈھانپ لیتی ہے پھر وہ طوف میں جو بھی قدم اٹھاتا ہے اور زمین پر رکھتا ہے ہر ہر قدم کے بد لے اس کو پانچ سو نیکیاں ملتی ہیں اور پانچ سو گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے پانچ سو درجے بلند کے جاتے ہیں۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر ﷺ نے فرمایا من طاف بالبیت سبعا و صلی خلف المقام رکعتین و شرب من ماء زمزم غفرت ذنبہ کلہا بالغہ مابلفت یعنی جس نے بیت اللہ کا سات مرتبہ طوف کیا۔ پھر مقام ابراہیم کے پیچے در رکعت نماز ادا کی اور زمزم کا پانی پیا اس کے جتنے بھی گناہ ہوں سب معاف کر دیئے جاتے ہیں (در منثور)

**مسئلہ:** طوف شروع کرتے وقت حاجی اگر مفرد یعنی صرف حج کا احرام باندھ کر آیا ہے تو دل میں طوف قدوم کی نیت کرے اور اگر قارن یا متصفح ہے تو طوف عمرہ کی نیت کر کے طوف شروع کرے۔ یاد رہے کہ نیت دل کا فعل ہے، زبان سے کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ بہت سے ناداقيق حاجی صاحبان جب شروع میں مجراسود کو آکر بوسہ دیتے ہیں اور طوف شروع کرتے ہیں تو تجھیکہ کی طرح تجھیکہ کہ کر رفع پیدن کر کے زبان سے نیت کرتے ہیں، یہ بے ثبوت ہے لہذا اس سے پچھا جائے (زاد العاد)

بیہقی کی روایت میں اس قدر ضرور آیا ہے کہ جمراسود کو بوس دے کر دونوں ہاتھ کو اس پر رکھ کر پھر ان ہاتھوں کو منہ پر پھیر لینے میں کوئی مصائب نہیں ہے۔

طواف کرنے میں مرد و عورت کا مکمل حکم ہے۔ اتنا فرق ضرور ہے کہ عورت کسی طواف میں رمل اور اضطلاع نہ کرے (جبل المثلث)

جیف اور نفاس والی عورت صرف طواف نہ کرے۔ بلیٰ حج کے تمام کام بجالائے۔ حضرت عائشہؓ کو حاجت ہونے کی حالت میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا۔ فالعلیٰ ما يفعل الحاج غير ان لا تطوفى بالبيت حتى تطهير (متفق عليه) لیکن طواف بیت اللہ کے سوا اور سب کام کر جو حاجی کرتے ہیں یہاں تک کہ توپاک ہو۔ اگر حالت جیف و نفاس میں طواف کر لیا تو طواف ہو گیا۔ مگر فرمی ہے میں ایک بکری یا ایک اوث دفع کرنا لازم ہے (فتح الباری) مستحبہ عورت اور سلسلہ بول و اسے کو طواف کرنا درست ہے۔ (مکمل)

بیت اللہ شریف میں پہنچ کر سوائے عذر جیف و نفاس کے بلیٰ کسی طرح کا اور کیسا یہ عذر کیوں نہ ہو جب تک ہوش و حواس صحیح طور پر قائم ہیں اور راستہ صاف ہے تو حرم کو طواف قدوم اور سی کرنا ضروری ہے۔

### طواف کی فتنیں! طواف چار طرح کا ہوتا ہے۔

(۱) طواف قدوم جو بیت اللہ شریف میں پہلی رفتہ آتے ہی جمراسود کو چھوٹے کے بعد کیا جاتا ہے۔

(۲) طواف عمرہ جو عمرے کا احرام ہاندھ کر کیا جاتا ہے۔

(۳) طواف افاضہ جو دسویں ذی الحجه کو یوم نحر میں قبلی وغیرہ سے فارغ ہو کر اور احرام کھول کر کیا جاتا ہے۔ اس کو طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔

(۴) طواف وداع جو بیت اللہ شریف سے رخصت ہوتے وقت آخری طواف کیا جاتا ہے۔

مسئلہ: ہتر توہینی ہے کہ ہر سات پہلوں کا جو ایک طواف کملاتا ہے اس کے بعد مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی جائے۔ لیکن اگر چند طواف ملا کر آخر میں صرف دو رکعت پڑھ لی جائیں تو بھی کافی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے کبھی ایسا بھی کیا ہے۔ (الصلوٰۃ الحجر)

مسئلہ: طواف قدوم، طواف عمرہ، طواف وداع میں ان دو رکعتوں کے بعد بھی جمراسود کو بوسہ دینا چاہئے۔

تبیہ: ائمہ ارجیہ اور تمام علمائے سلف و خلف کا متفقہ فیصلہ ہے کہ چونا چاہنا چھوٹا صرف جمراسود اور رکن یمانی کے لئے ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت سے ظاہر ہے۔ عن ابن عمر قال لم ار النبي صلی الله علیہ وسلم يستعلم من البيت الا الركبتين المعاشرتين (متفق عليه) لیکن ابن عمر ﷺ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سوائے جمراسود اور رکن یمانی کے بیت اللہ کی کسی اور جیزہ کو چھوٹے ہوئے کبھی بھی نہیں کریم ﷺ کو نہیں دیکھا۔ پس اسلام صرف ان بی دو کے لئے ہے۔ ان کے علاوہ مساجد ہوں یا مقابر اولیاء و صلوات ہوں یا حجرات و مغارات رسول ہوں یا اور تاریخی یادگاریں ہوں کسی کو چونا چاہنا یا چھوٹا ہرگز جائز نہیں بلکہ ایسا کرنا بدعت ہے۔ جماعت سلف امت رحمہم اللہ مقام ابراہیم اور اچار کم کو بوسہ دینے سے قطعاً منع کیا کرتے تھے۔ پس حاجی صاحبان کو چاہئے کہ جمراسود اور رکن یمانی کے سوا اور کسی جگہ کے ساتھ یہ محلات بالکل نہ کریں ورنہ تسلی بریاد گناہ لازم کی مثال صدق آئے گی۔

بہت سے ناواقف بھائی مقام ابراہیم پر دو رکعت پڑھنے کے بعد مقام ابراہیم کے دروازے کی جالیوں کو پکڑ کر اور کڑوں میں ہاتھ ڈال کر دعائیں کرتے ہیں۔ یہ بھی عوام کی ایجاد ہے جس کا سلف نے کوئی ثبوت نہیں۔ پس ائمہ بدعاٹ سے پہنا ضروری ہے۔ بدعت

ایک زہر ہے جو تمام پیکیوں کو برباد کر دیتا ہے۔ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد (متفق علیہ) یعنی جس نے ہمارے اس دین میں اپنی طرف سے کوئی نیا کام ایجاد کیا جس کا پتہ اس دین میں نہ ہو وہ مروود ہے۔

مقام ابراہیم پر درکعت نماز ادا کر کے مقام ملائم پر آتا چاہئے۔ یہ جگہ جمراسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے بیچ میں ہے۔ یہاں پر سات پیکیوں کے بعد درکعت نماز کے بعد آتا چاہئے۔ یہ دعا کی قبولت کا مقام ہے یہاں کا پردہ پکڑ کر خانہ کعبہ سے پٹ کر بربدار پر گال رکھ کر ہاتھ پھیلا کر دل کھول کر خوب رو رو کر دین و دینا کی بھلائی کے لئے دعائیں کریں۔ اس مقام پر یہ دعا بھی مناسب ہے:

اللهم لك الحمد حمدا يوافي نعمك و يكافي مزيدك احمدك بجميع محامدك ما علمت وما لم اعلم على جميع نعمك ما علمت منها و مالم اعلم وعلى كل حال اللهم صلي على محمد و على آل محمد اللهم اعذني من كل سوء و قفعي بما زلت في وبارك لي فيه اللهم اجعلنى من اكرم و فدك عندك والزمنى سبيل الاستقامة حتى القاك يارب العالمين (اذكار نورى)

(ترجمہ) یا اللہ! کل تعریفوں کا مختصر تو ہی ہے میں تمیری وہ تعریفیں کرتا ہوں جو تمیری دی ہوئی نعمتوں کا شکریہ ہو سکیں اور اس شکریہ پر جو نعمتیں تمیری جانب سے زیادہ میں ان کا بدلہ ہو سکیں۔ پھر میں تمیری ان نعمتوں کو جانتا ہوں اور جن کو نہیں سب ہی کا ان خوبیوں کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں جن کا مجھ کو علم ہے اور جن کا نہیں۔ غرض ہر حال میں تمیری ہی تعریفیں کرتا ہوں۔ اے اللہ! تو اپنے جیبی محمد ﷺ اور آپ کی آل پر درود و سلام بھیج۔ یا اللہ! تو مجھ کو شیطان مروود سے اور ہر برائی سے پناہ میں رکھ اور جو کچھ تو نے مجھ کو دیا ہے اس پر قناعت کی تفہیق عطا کر اور اس میں برکت دے۔ یا اللہ! تو مجھ کو بہترین مہمانوں میں شامل کر اور مرتبہ دم تک مجھ کو تو سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھیاں تک کہ میری تجھ سے ملاقات ہو۔

یہ طواف جو کیا گیا طواف قدم کہلاتا ہے۔ جو کہ شریف یا میقات کے اندر رہتے ہیں، ان کے لئے یہ سنت نہیں ہے اور جو عمرہ کی نیت سے مکہ میں آئیں ان پر بھی طواف قدم نہیں ہے۔ اس طواف سے فارغ ہو کر پھر جمراسود کا اسلام کیا جائے کہ یہ افتتاح سی کا اسلام ہے۔ پھر کلائنی وار دروازے سے نکل کر سیدھے باب صفا کی طرف جائیں اور باب صفا سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھیں۔ بسم الله والصلوة والسلام على رسول الله رب اغفرلی ذنوبي والفتح لى ابواب فضلک (ترمذی)

(ترجمہ) ”اللہ کے مقدس نام کی برکت سے اور اللہ کے پیارے رسول پر درود و سلام بھیجتا ہوا باہر نکلتا ہوں۔ اے اللہ! میرے لئے اپنے فضل و کرم کے دروازے کھول دے۔ اس دعا کو پڑھتے ہوئے پہلے بیان قدم مسجد حرام سے باہر کیا جائے پھر دیاں۔

**کوہ صفا پر چڑھائی!** باب صفا سے نکل کر سیدھے کوہ صفا پر جائیں۔ قریب ہونے پر آیت شریفہ ﴿إِن الصَّفَا وَالْمَرْوَةُ مِنْ شَعَاعِ اللَّهِ﴾ تلاوت کریں۔ پھر کمیں ابدا بادا اللہ (چونکہ اللہ تعالیٰ نے ذکر میں پہلے صفا کا نام لیا ہے اس لئے میں بھی پہلے صفا ہی سے سی شروع کرتا ہوں) یہ کہ کریمیوں سے پہاڑی کے اوپر اتنا چڑھ جائیں کہ بیت اللہ شریف کا پردہ دکھائی دینے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل روایت سے ظاہر ہے۔

عن ابن هریرۃ قال اقبل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فدخل مکہ خاقبل الى الحجر فاستلمه ثم طاف بالیت ثم اتی الصفا فعلاه حتى ينظر الى البیت الحدیث رواه ابو داود یعنی اللہ کے رسول ﷺ جب کہ شریف میں داخل ہوئے تو آپ نے جمراسود کا اسلام کیا، پھر طواف کیا۔ پھر آپ صفا کے اوپر چڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بیت اللہ آپ کو نظر آئے۔

پس اب قبلہ رو ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر پہلے تین دفعہ کھڑے کھڑے اللہ اکبر کمیں۔ پھر یہ دعا پڑھیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَ

عدہ و نصر عبده و هزم الازباب و حده (مسلم)

یعنی اللہ کے سوا کوئی مجبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک کا اصلی مالک وہی ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ وہ جو چاہے سو ہو سکتا ہے، اس کے سوا کوئی مجبود نہیں، وہ اکیلا ہے جس نے غلبہ اسلام کی بہت اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی امداد کی اور اس اکیلے نے تمام کفار و مشرکین کے لشکروں کو بمحکما دیا۔

اس دعا کو پڑھ کر پھر درود شریف پڑھیں پھر خوب دل لگا کر جو چاہیں دعا مانگیں، تین دفعہ اسی طرح نعم و عجیب تین تین بار بلند کر کے نہ کوہ بلا دعا پڑھ کر درود شریف کے بعد خوب دعا مانگیں کریں، یہ دعا کی قبولیت کی جگہ ہے۔ پھر واپسی سے پہلے مندرجہ ذیل دعا پڑھ کر ہاتھوں کو منہ پر پھیر لیں۔

اللهم انک قلت اد عونی استجب لکم و انک لا تخلف اليماد انى استلك كما هيديتي للإسلام ان لا تزعزع مني حتى توفى وانا مسلم (موطا) يا اللہ تو نے دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے تو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ پس تو نے جس طرح مجھے اسلامی زندگی نصیب فرمائی اسی طرح مت بھی مجھ کو اسلام کی حالت میں نصیب فرم۔

**صفا اور مرودہ کے درمیان سُقی!** صفا اور مرودہ کے درمیان دوڑنے کو سُقی کہتے ہیں، یہ فرائض حج میں داخل ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہے۔

عن صفیہ بنت شیبہ قالت اخبرتی بنت ابی تھراۃ قالت دخلت مع نسوة من قریش دار آں ابی حسین نظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یسعی بین الصفا والمرودہ فرانیتہ یسعی وان میزره لیبور من شدة السعی وسمعته یقول اسعاو فان اللہ کعب علیکم السعی رواہ فی شرح السنۃ لیعنی صفیہ بنت شیبہ روایت کرتی ہیں کہ مجھے بنت ابی تھراۃ نے خبر دی کہ میں قریش کی چند عورتوں کے ساتھ آں ابو حسین کے گرد داخل ہوئی۔ ہم نیا کشم شیبہ کو صفا و مرودہ کے درمیان سُقی کرتے ہوئے دیکھی رہی تھیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ سُقی کر رہے تھے اور شدت سُقی کی وجہ سے آپ کی ازار مبارک مل رہی تھی۔ آپ فرماتے جاتے تھے لوگو سُقی کرو، اللہ نے اس سُقی کو تمہارے اوپر فرض کیا ہے۔

پس اب صفا سے اٹ کر رب اغفر وارحم انک انت الا عز الاکرم (طبرانی) پڑھتے ہوئے آہستہ آہستہ چلیں۔ جب بزر میل۔ کچھ پاس پنج جائیں (جو پائیں طرف مسجد حرام کی دیوار سے ملی ہوئی منسوب ہے) تو میل سے رمل کرنس یعنی تیز رفتار دوڑتے ہوئے دوسرے بزر میل تک جائیں (جو کہ حضرت عباس ہاشم کے گھر کے مقابل ہے) پھر میل سے آہستہ آہستہ اپنی چال پر ملٹے ہوئے مرودہ پہنچیں۔ راستے میں نہ کوہ بلا دعا پڑھتے رہیں۔ جب مرودہ پہنچیں تو پہلے دسری سیڑھی پر پڑھ کر بیت اللہ کی جانب رخ کر کے کھڑے ہوں اور تھوڑا سا وہنی جانب مائل ہو جائیں تاکہ کعبہ کا استقبال اچھی طرح ہو جائے اگرچہ یہ میل سے بیت اللہ پوجہ عمارت کے نظر نہیں آکے۔ پھر صفا کی دعا مانگیں یہ میل بھی اسی طرح پڑھیں جس طرح صفا پر پڑھی تھیں اور کافی دیر تک ذکر و دعا میں مشغول رہیں کہ یہ بھی محل اجابت دعا ہے۔ پھر واپس صفا کو رب اغفر وارحم پوری دعا پڑھتے ہوئے معنوی چال سے بزر میل تک چلیں۔ پھر میل سے دوسرے میل تک تیز چلیں۔ اس میل پر پہنچ کر معنوی چال سے صفا پر پہنچیں۔ صفا سے مرودہ تک آنا سی کا ایک شوط کھلاتا ہے۔ صفا پر واپس پہنچنے سے سُقی کا دوسرا شوط پورا ہو جائے گا۔ اسی طرح سات شوط پورے کرنے ہوں گے۔ ساتاں شوط مرودہ پر ختم ہو گا۔ ہر شوط میں نہ کوہ بلا دعا مانگیں کہ علاوہ سبحان اللہ والحمد لله ولا اله الا اللہ خوب دل لگا کر پڑھنا چاہئے۔ چونکہ نہیں اونچی ہوتی چلی گئی اس لئے صفا مرودہ کی پڑھیاں زمین میں دب گئی ہیں اور اب پہلی تی بیڑھی پر کھڑے ہونے سے بیت اللہ کا نظر آنا ممکن ہے۔ اللہ اب کی دہ جوں پر چھمنے کی ضرورت نہیں رہی۔ سُقی میں کسی قسم کی تخصیص عورت کے لئے نہیں آئی۔ مرودورت ایک ہی حکم میں ہیں۔

ضروری مسائل! طواف یا سعی کی حالت میں نماز کی جماعت کھٹی ہو جائے تو طواف یا سعی کو چھوڑ کر جماعت میں شال ہو جانا چاہئے۔ نیز پیشاب یا پانچانہ یا اور کوئی ضروری حاجت درپیش ہو تو اس سے فارغ ہو کر باوض جمال طواف یا سعی کو چھوڑا تھا وہیں سے پلنگ کو پورا کرے۔ پیار کو پکڑ کر یا چارپائی پر یا سواری پر بخاکر طواف اور سعی کرانی جائز ہے۔ قدامہ بن عبد اللہ بن عمار رواہت کرتے ہیں۔ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی یعنی الصفا والمروة علی بغير (مشکوہ) میں نے نبی کرم ﷺ کو دیکھا۔ آپ اونٹ پر سوار ہو کر صفا اور مرودہ کے درمیان سعی کر رہے تھے۔ اس پر حافظ ابن حجر فتح المباری میں لکھتے ہیں کہ عذر کی وجہ سے آپ نے طواف و سعی میں سواری کا استعمال کیا تھا۔

قارن حج اور عمرے کا طواف اور سعی ایک ہی کرے۔ حج و مرودہ کے لئے علیحدہ علیحدہ دوبار طواف و سعی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم) عورتیں طواف اور سعی میں مردوں میں خلط مطہر ہو کر نہ چلیں۔ ایک کثارہ ہو کر چلیں (صحیح)

سعی کے بعد؟ صفا اور مرودہ کی سعی سے فارغ ہونے کے بعد اگر حج قائم کی نیت سے حرام باندھا گیا تھا تو اب جماعت کرا کر حلال ہو جانا چاہئے۔ اور حرام حج قرآن یا حج افراد کا تھا تو جماعت کرانی چاہیے نہ حرام کھولنا چاہیے۔ حج قائم کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ مرودہ پر ہل کترہ اداے اور دسویں ذی الحجه کو متین میں بال منڈوانے۔ عورت کو بال منڈوانے منع ہیں۔ ہل چیا کی تھوڑی سی نوک کتر دینی چاہئے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے لیس علی النساء العلق انما على النساء الفضير (ابوداؤد) یعنی عورتوں کے لئے سرمنڈانا نہیں ہے بلکہ صرف پہیاں سے چند بال کاث ذاتا کافی ہے۔ ان سب کاہوں سے فارغ ہو کر چاہ زمزم پر آ کر زمزم کاپانی پینا چاہئے۔ اس قدر کہ پیٹ اور پسلیں خوب تن جائیں۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مثائق اتنا نہیں پیچا کہ اس کی پسلیاں تن جائیں۔ آب زمزم جس ارادے سے پیا جائے وہ پورا ہوتا ہے۔ شفائے ارادے سے پیا جائے تو شفاقتی ہے۔ بحوك پیاس کی دوری کے لئے پیا جائے تو بحوك پیاس دور ہوتی ہے۔ اور اگر دشمن کے خوف سے، کسی آفت کے ڈر سے، روزِ عشور کی گمراہی سے محفوظ رہنے کی نیت سے پیا جائے تو اس سے اللہ تعالیٰ اسن دیتا ہے۔ (حاکم، دار قلمی وغیرہ)

آب زمزم پینے کے آداب؟ زمزم شریف کاپانی قبلہ رنج ہو کر کھڑے ہو کر پینا چاہئے۔ درمیان میں تین سانس لیں۔ بر دفعہ میں شروع میں سُم اللہ اور آخر میں الحمد للہ پر صنا چاہئے اور پیتے وقت یہ دعا پڑھنی مسنون ہے۔ اللهم انی اسئلک علماء الفتاوا ورذقاً واسعا و هفاء من کل داء (حاکم دارقطنی)، یا اللہ! میں تمھے سے علم نہ دینے والا اور روزی فراخ اور ہر بیماری سے شفاقا چاہتا ہوں۔

۸۱ - بَابُ تَقْضِيِ الْحَالِفِينَ  
الْمَنَاسِكَ كُلُّهَا إِلَّا الطَّوَافُ بِالبَيْتِ  
وَإِذَا سَعَى عَلَى غَيْرِ وَضْوِءٍ بَيْنَ الصَّفَّيْنَ  
وَالْمَرْوَةَ  
بَابُ جِصٍّ وَالْعُورَتِ بَيْتِ اللَّهِ كَـ

طواف کے سواتھ ارکان بجالائے  
اور اگر کسی نے صفا اور مرودہ کی سعی بغیر وضو کر لی  
تو کیا حکم ہے؟

تشریح ہب کی حدیثوں سے پہلا حکم تو ثابت ہوتا ہے لیکن دوسرا حکم یعنی میں ذکر نہیں ہے اور شاید یہ امام بخاریؓ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں امام مالکؓ سے اتنا نیادہ مقول ہے کہ صفا مرودہ کا طواف بھی نہ کرے۔ این عبدالبرئے کیا اس زیادت کو صرف بھی بن بھی نیسا پوری نے نقل کیا ہے۔ اور این ابی شیبہ نے پانچوں صحیح این عمر بن جنده

سے نقل کیا کہ حیض والی عورت سب کام کرے گریت اللہ اور صافارہ کا طواف نہ کرے۔ ابن بطال نے کما امام بخاریؓ نے دوسرے مطلب باب کی حدیث سے یوں نکلا کہ اس میں یوں ہے سب کام کرے جیسے حاجی کرتے ہیں صرف بیت اللہ کا طواف نہ کرے، تو معلوم ہوا کہ صافارہ کا طواف بے وضو اور بے طهارت درست ہے۔ اور ابن الی شیبہ نے ان عمر بن جعفرؓ سے نکلا کہ اگر طواف کے بعد عورت کو حیض آجائے صافارہ کی سی سے پسلے تو صافارہ کی سی کرے (وحیدی)

(۱۶۵۰) ہم سے عبد اللہ بن یوسف نے بیان کیا، انہوں نے کما کہ ہمیں امام مالکؓ نے خبر دی، انہیں عبد الرحمن بن قاسم نے، انہیں ان کے باپ نے اور انہیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے انہوں نے فرمایا کہ میں مکہ آئی تو اس وقت میں حاجت پھی۔ اس لئے بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی اور نہ صافارہ کی سی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو آپ نے فرمایا کہ جس طرح دوسرے حاجی کرتے ہیں تم بھی اسی طرح (ارکان حج) ادا کر لو۔ ہاں بیت اللہ کا طواف پاک ہونے سے پہلے نہ کرنا۔

(۱۶۵۱) ہم سے محمد بن شنیؓ نے بیان کیا، کما کہ ہم سے عبد الوہاب ثقیفی نے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور مجھے سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا کہ ہم سے عبد الوہاب ثقیفی نے بیان کیا، کما کہ ہم سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے حج کا حرام باندھا۔ آنحضرت اور طلحہ کے سوا اور کسی کے ساتھ قربانی نہیں تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ میں سے آئے تھے اور ان کے ساتھ بھی قربانی تھی۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ (سب لوگ اپنے حج کے حرام کو) عمرہ کا کر لیں۔ پھر طواف اور سی کے بعد بال ترشالیں اور حرام کھول ڈالیں لیکن وہ لوگ اس حکم سے مستثنی ہیں جن کے ساتھ قربانی ہو۔ اس پر صحابہ نے کہ کیا ہم میں میں اس طرح جائیں گے کہ ہمارے ذکر سے منی نہ کری ہو۔ یہ بات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا، اگر مجھے پسلے سے معلوم ہوتا تو میں قربانی کا جائز ساتھ

۱۶۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ: قَدِمْتُ مَكْهَةً وَأَنَا حَائِضٌ، وَلَمْ أَطْفُ بِالنِّيَّةِ وَلَا بَيْنَ الصَّنَاعَةِ وَالْمَرْزُوةِ قَالَ: فَشَكَوْتُ ذَلِكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: ((أَفْعَلْتِ كَمَا يَفْعَلُ الْحَاجُ غَيْرُ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالنِّيَّةِ حَتَّى تَطْهَرِي)). [راجح: ۲۹۴]

۱۶۵۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُتَّشِّيَّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابٍ. حَوْقَلَ لِي خَلِينَةً حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْبَيْنُ الْمُعْلَمُ عَنْ عَطَاءَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((أَهْلُ النَّبِيِّ ﷺ هُوَ وَأَصْحَابُهُ بِالْحَجَّ، وَبَيْسَ مَعَ أَخِدٍ مِّنْهُمْ هَذِنِي غَيْرُ النَّبِيِّ ﷺ وَطَلَحَةً.

وَقَلِيمَ عَلَيْهِ مِنَ الْيَمِّنِ - وَمَعْنَهُ هَذِنِي - فَقَالَ: أَهْلَلْتُ بِمَا أَهْلَلْتُ بِهِ النَّبِيِّ ﷺ. فَأَمْرَ النَّبِيِّ ﷺ أَمْحَاجَهُ أَنْ يَغْتَلُوهَا عُمَرَةُ وَيَطُوفُوا فِيمْ يَقْصِرُوا وَيَجْلُوا، إِلَّا مَنْ كَانَ مَعَ الْهَذِنِي. فَقَالُوا نَنْطَلِقُ إِلَى مَيْنَ وَذَكَرَ أَحَدِنَا يَقْطُرُ مَيْنَا! فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَفْرِيِ ما

نہ لاتا اور جب قربانی کا جانور ساتھ نہ ہوتا تو میں بھی ( عمرہ اور حج کے درمیان) احرام کھول ڈالتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا (اس حج میں) حاضر ہو گئی تھیں۔ اس لئے انہوں نے بیت اللہ کے طواف کے سوا اور دوسرے ارکان حج ادا کئے۔ پھر جب پاک ہو لیں تو طواف بھی کیا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ آپ سب لوگ تو حج اور عمرہ دونوں کر کے جا رہے ہیں لیکن میں نے صرف حج ہی کیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمن بن ابی بکر کو حکم دیا کہ انہیں شعیم لے جائیں (اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھیں) اس طرح عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے بعد عمرہ کیا۔

(۲۵۲) ہم سے مولل بن ہشام نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسماعیل بن علی نے بیان کیا کہ ان سے ایوب سختیانی نے اور ان سے خفہ بنت سیرین نے بیان کیا کہ ہم اپنی کنوواری لڑکیوں کو باہر نکلنے سے روکتے تھے۔ پھر ایک خاتون آئیں اور نی خلف کے محل میں (جو بصرے میں تھا) ٹھریں۔ انہوں نے بیان کیا کہ ان کی بیٹی (ام عطیہ) نبی کرم ﷺ کے ایک صحابی کے گھر میں تھیں۔ ان کے شوہرن آنحضرت ﷺ کے ساتھ بارہ جہاد کئے تھے اور میری بیٹی چھ جہادوں میں ان کے کی مرہم پڑی کرتی تھیں اور مریضوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ میری بیٹی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اگر ہمارے پاس چادر نہ ہو تو کیا کوئی حرج ہے اگر ہم عید گاہ جانے کے لئے باہر نہ نکلیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، اس کی سیلی کو اپنی چادر اسے اڑھا دیتی چاہئے اور پھر مسلمانوں کی دعا اور نیک کاموں میں شرکت کرنی چاہئے۔ پھر جب ام عطیہ خود بصرہ آئیں تو میں نے ان سے بھی کیا پوچھایا یہ کہا کہ ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے بیان کیا کہ ام عطیہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر تھیں تو کہتیں میرے باپ آپ پر فدا ہوں۔ ہاں تو میں نے ان سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس طرح شاہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میرے باپ آپ پر فدا ہوں۔ انہوں نے

اسندیبرت ما أهذبْتُ، وَلَوْ لَا أَنْ مَعِيَ الْهَدْنِيَ لِأَخْلَلْتُ). وَحَاضَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَسَكَتَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا، غَيْرَ أَنَّهَا لَمْ تَطْفَ بِالنَّيْتِ. فَلَمَّا طَهَرَتْ طَافَتْ بِالنَّيْتِ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تَطْلِقُونَ بِحَجَّةَ وَعُمْرَةَ وَأَنْطَلِقُ بِحَجَّةَ فَأَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنَ بْنَ أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مَعَهَا إِلَى التَّعْبِيْمِ، فَاغْتَمَرَتْ بَعْدَ الْحَجَّ). (راجع: ۱۵۵۷)

۱۶۵۲ - حَدَّثَنَا مُؤْمِنُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ : ((كَذَّا نَمْنَعُ عَوَاقِنَا أَنْ يَخْرُجُنَّ، فَلَقِدْمَتْ اِنْزَاهَةً فَنَزَّلَتْ قَصْرَ بَنِي خَلْفٍ، فَحَدَّثَتْ أَنْ أَخْتَهَا كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَدْ غَرَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ عَشْرَةَ غَزَوَةً، وَكَانَتْ أَخْتَهَا مَعَهُ فِي سِتَّ غَزَوَاتٍ قَالَتْ : كَذَّا نُذَاوِي الْكَلْمَى، وَنَقْوَمُ عَلَى الْمَرْضَى. فَسَأَلَتْ أَخْتَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلْ عَلَى إِخْدَانِي بَأْسٌ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا جِلْبَابٌ أَنْ لَا تَخْرُجَ؟ فَقَالَ : ((لِتَلْبِسِهَا صَاحِبَتِهَا مِنْ جِلْبَابِهَا وَلِتَشْهِدَ الْغَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِينَ)). فَلَمَّا قَدِيمَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ أُوْزَ قَالَتْ: سَأَلَنَا هَا - فَقَالَتْ وَكَانَتْ لَا تَذَكَّرُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبَأْ قَالَتْ: بِأَبِي - فَقَلَتْ: أَسْمَعْتَ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ كَذَّا وَكَذَّا؟ قَالَتْ: نَعَمْ

کما کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کنواری لڑکیوں اور پردو والیاں بھی باہر نکلیں یا یہ فرمایا کہ پردو والی دو شیزائیں اور حائفہ عورتیں سب باہر نکلیں اور مسلمانوں کی دعا اور خیر کے کاموں میں شرکت کریں۔ لیکن حائفہ عورتیں نماز کی جگہ سے الگ رہیں۔ میں نے کما اور حائفہ بھی نکلیں؟ انہوں نے فرمایا کیا حائفہ عورت عرفات اور فلاں فلاں جگہ نہیں جاتی ہیں؟ (پھر عید گاہ ہی جانے میں کیا حرج ہے)

بِأَيِّ فَقَالَ ((لَتَخْرُجَ النَّعَاقِقُ ذَوَاتُ الْخُدُورِ أَوْ الْعَوَاقِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُورِ - وَالْحَيْضُ فَيَشَهَدُنَّ الْغَيْرَ وَذَغْوَةُ الْمُسْلِمِينَ، وَتَعْتَرِلُ الْحَيْضُ الْمُصْلَنِ)).  
فَقُلْتَ: أَنْحَاضُ؟ فَقَالَ: أَوْلَيْسَ تَشَهَّدُ عَرَفَةً وَتَشَهَّدُ كَلَّا وَتَشَهَّدُ كَلَّا)).

[راجح: ۳۲۴]

اس حدیث سے امام بخاریؓ نے یہ نکلا کہ حیض والی طواف نہ کرے جو ترجمہ باب کا ایک مطلب تھا کیونکہ حیض والی عورت کو جب نماز کے مقام سے الگ رہنے کا حکم ہوا تو کعبہ کے پاس جانا بھی اس کو جائز نہ ہو گا۔ بعضوں نے کہا باب کا دوسرا مطلب بھی اس سے نکلا ہے۔ یعنی صفا مروہ کی سقی حائفہ کر سکتی ہے کیونکہ حائفہ عرفات کا وقوف کر سکتی ہے اور صفا مروہ عرفات کی طرح ہے (وحیدی)  
ترجمہ میں کھلی ہوئی تحریف؟ کسی بھی مسلمان کا کسی بھی مسئلہ کے متعلق مسلک کچھ بھی ہو۔ مگر جملہ قرآن مجید و احادیث نبوی کا کھلا ہوا متن سامنے آجائے، دیانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا ترجمہ بلا کم و کیف بالکل صحیح کیا جائے۔ خواہ اس سے ہمارے مزعومہ مسلک پر کیسی ہی چوتھی کیوں نہ لگتی ہو۔ اس لئے کہ اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کا کلام بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اس میں ایک ذرہ برابر بھی ترجمہ و تشریح کے نام پر کمی و بیشی کرنا وہ بدترین جرم ہے جس کی وجہ سے یہودی بیان و بریاد ہو گئے۔ اللہ پاک نے صاف لفظوں میں ان کی اس حرکت کا ناؤں لیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے یہ حروف الكلم عن مواضعہ (المائدۃ: ۱۳) یعنی اپنے مقام سے آیات اللہ کی تحریف کرنا علماء یہود کا بدترین شیوه تھا۔ مگر صد افسوس کہ یہی شیوه ہمیں کچھ علماء اسلام کی تحریرات میں نظر آتا ہے۔ جس سے اس کلام نبوی کی تصدیق ہوتی ہے جو آپ نے فرمایا کہ تم پہلے لوگوں یہود و نصاریٰ کے قدم بر قدم چلنے کی راہ اختیار کر کے گمراہ ہو جاؤ گے۔

اصل مسئلہ! عورتوں کا عید گاہ میں جانا حتیٰ کہ کنواری لڑکیوں اور حیض والی عورتوں کا لکھنا اور عید کی دعاؤں میں شریک ہونا ایسا مسئلہ ہے جو متعدد احادیث نبوی سے ثابت ہے اور یہ مسئلہ امر ہے کہ عمد رسالت میں سختی کے ساتھ اس پر عمل در آمد قابل اجرہ خواتین اسلام عید گاہ جایا کرتی تھیں۔ بعد میں مختلف فقیحی خیالات وجود پذیر ہوئے اور محترم علمائے احتجاف نے عورتوں کا میدان عید گاہ جانا مطلقاً ناجائز قرار دیا۔ برعکس اپنے خیالات کے وہ خود زندہ دار ہیں گرچہ ان احادیث میں عمد نبوی میں عورتوں کا عبیر گاہ جانا ذکور ہے ان کے ترجمہ میں رو ویل کرنا انتہائی غیر ذمہ داری ہے۔

اور صد افسوس کہ ہم موجودہ ترجمہ بخاری تحریف میں جو علماء دیوبند کے قلم سے نکل رہے ہیں انکی غیر ذمہ داریوں کی بکفرت مثالیں دیکھتے ہیں۔ ”تفہیم البخاری“ ہمارے سامنے ہے۔ جس کا ترجمہ و تشریحات بہت محتاط اندازے پر لکھا گیا ہے۔ مگر مسلک تصب نے بعض جگہ ہمارے محترم فاضل مترجم ”تفہیم البخاری“ کو بھی جادہ اعتدال سے دور کر دیا ہے۔

یہاں حدیث حنفہ کے سیاق و سبق سے صاف ظاہر ہے کہ رسول کشمیر ﷺ سے ایسی عورت کے عید گاہ جانے نہ جانے کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے کہ جس کے پاس اوڑھنے کے لئے چادر نہیں ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ اس کی سیلی کو کھانے کے اپنی چادر اس کو عاریٰ اور حادثے تکہ وہ اس خیر اور دعائے مسلمین کے موقع پر (عید گاہ میں) مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو سکے۔ اس کا ترجمہ

ترجم موصوف نے یوں کیا ہے ”اگر ہمارے پاس چادر (برقدہ) نہ ہو تو کیا کوئی حج ہے اگر ہم اسلاموں کے دینی اجتماعات میں شریک ہونے کے لئے باہر نہ لٹکیں؟“ ایک بادی الخفر سے بخاری شریف کا مطالبہ کرنے والا اس ترجیح کو پڑھ کر یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ یہاں عید گاہ جانے کے متعلق پوچھا جا رہا ہے۔ دینی اجتماعات سے عوظ و فیضت کی مجالس مراد ہو سکتی ہیں۔ اور ان سب میں عورتوں کا شریک ہونا بلا اختلاف جائز ہے اور عمد نبوی میں بھی عورتیں ایسے اجتماعات میں برابر شرکت کرتی تھیں۔ پھر بھلاس سوال کا مطلب کیا ہو سکتا ہے؟

بھر عالیہ ترجیح بالکل غلط ہے۔ اللہ تقویٰ نے کہ علماء کرام اپنے مزعمہ مساکن سے بلند ہو کر احتیاط سے قرآن و حدیث کا ترجیح کیا کریں۔ وباشد التوفیق۔

### باب جو شخص مکہ میں رہتا ہو وہ منیٰ کو جاتے وقت بطماء وغیرہ مقاموں سے احرام باندھے

اور اسی طرح ہر ملک والا حاجی جو عمرہ کر کے مکہ رہ گیا ہو۔ اور عطاء بن ابی رباح سے پوچھا گیا جو شخص مکہ ہی میں رہتا ہو وہ حج کے لئے لبیک کے تو انسوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ آٹھویں ذی الحجه میں نماز ظہر پڑھنے کے بعد جب سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو لبیک کہتے۔ عبد الملک بن ابی سليمان نے عطا سے، انسوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم جمعۃ الوداع میں مکہ آئے۔ پھر آٹھویں ذی الحجه تک کے لئے ہم حلال ہو گئے۔ اور (اس دن مکہ سے نکلتے ہوئے) جب ہم نے مکہ کو اپنی پشت پر چھوڑا تو حج کا تلبیہ کہ رہے تھے۔ ابو الزیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے یوں بیان کیا کہ ہم نے بطماء سے احرام باندھا تھا۔ اور عبید بن جرچ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب آپ مکہ میں تھے تو میں نے دیکھا اور تمام لوگوں نے احرام چاند دیکھتے ہی باندھ لیا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھویں ذی الحجه سے پسلے احرام نہیں باندھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب تک آپ منیٰ جانے کو اونٹنی پر سوار نہ ہو جاتے احرام نہ باندھتے

شرح یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ آخر فرست صلی اللہ علیہ وسلم تو ذوالحجۃ عی سے احرام باندھ کر آئئے تھے اور مکہ میں حج سے فارغ ہونے تک آپ نے احرام کھولائی نہیں تھا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کیسے دلیل لی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے احرام باندھتے ہی حج یا عمرے کے اعمال شروع کر دیئے اور احرام میں اور حج کے کاموں میں فاصلہ نہیں کیا۔ پس اس سے یہ نکل آیا کہ مکہ کا رہنے والا یا ممتع آٹھویں تاریخ سے احرام باندھے کیونکہ اسی تاریخ کو لوگ منیٰ روانہ ہوتے ہیں اور حج کے کام شروع ہوتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کو سعید بن منصور نے وصل کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مکہ کا رہنے والا تمعن کرنے والا حج کا

### ۸۲-بَابُ الْإِهْلَالِ مِنَ الْبَطْحَاءِ وَغَيْرِهَا لِمَكَّيٍّ وَلِلْحَاجِ إِذَا خَرَجَ إِلَى مِنْ

وَسِيلَ عَطَاءً عَنِ الْمَجاوِرِ يُلَمَّى بِالْحَجَّ،  
قَالَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا  
يُلَمَّى يَرْبَمُ التَّرْزُوَةَ إِذَا صَلَّى الظَّهَرَ  
وَاسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ. وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ  
عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَدِيمَنَا  
مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَخْلَلَنَا حَتَّى يَوْمِ التَّرْزُوَةِ  
وَجَعَلَنَا مَكْتَبَةً بِظَهَرِهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْحَجَّ. وَقَالَ أَبُو  
الرَّبِيعِ عَنْ جَابِرٍ: أَهْلَلَنَا مِنَ الْبَطْحَاءِ.  
وَقَالَ عَبْيَدُ الدِّينِ بْنُ جُرَيْجٍ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا:  
اللَّهُ عَنْهُمَا: رَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكْتَبَةِ أَهْلِ  
النَّاسِ إِذَا رَأَوْا الْإِهْلَالَ وَلَمْ تَهُلْ أَنْتَ  
حَتَّى يَوْمَ التَّرْزُوَةِ، فَقَالَ: لَمْ أَرِ النَّبِيَّ  
صلی اللہ علیہ وسلم يَهُلُّ حَتَّى تَبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتَهُ.

احرام مکہ میں سے باندھے اور کوئی خاص جگہ کی تھیں نہیں ہے کہ بُن ہر مقام سے احرام باندھ سکتا ہے اور افضل یہ ہے کہ اپنے گمراہ کے دروازے سے احرام باندھے۔

### باب آٹھویں ذی الحجه کو نماز ظہرِ کمال پڑھی جائے

(۱۶۵۳) ہم سے عبد اللہ بن محمد نے بیان کیا، کما کہ ہم سے اسماق ازرق نے بیان کیا، کما کہ ہم سے سفیان ثوری نے عبد العزیز بن رفیع کے واسطے سے بیان کیا، کما کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہرا اور عصر کی نماز آٹھویں ذی الحجه میں کمال پڑھی تھی؟ اگر آپ کو آخر خضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد ہے تو مجھے بتائیے۔ انہوں نے جواب دیا کہ منی میں۔ میں نے پوچھا کہ بارہویں تاریخ کو عصر کمال پڑھی تھی؟ فرمایا کہ محب میں۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ جس طرح تمہارے حکام کرتے ہیں اسی طرح تم بھی کرو۔

(۱۶۵۴) ہم سے علی بن عبد اللہ مدینی نے بیان کیا، انہوں نے ابو بکر بن عیاش سے سنا کہ ہم سے عبد العزیز بن رفیع نے بیان کیا، کما کہ میں انس بن شہر سے ملا (دوسری سند) امام بخاریؓ نے کما اور مجھے سے اسماعیل بن ابیان نے بیان کیا، کما کہ ہم سے ابو بکر بن عیاش نے بیان کیا، ان سے عبد العزیز نے کما کہ میں آٹھویں تاریخ کو منی گیا تو وہاں انس بن شہر سے ملا۔ وہ گدمی پر سوار ہو کر جا رہے تھے۔ میں نے پوچھا بھی کرم شہرؓ نے اس دن ظہر کی نماز کمال پڑھی تھی؟ انہوں نے فرمایا دیکھو جمل تمہارے حاکم لوگ نماز پڑھیں وہیں تم بھی پڑھو۔

### ۸۳- بَابُ أَيْنَ يُصَلِّيُ الظَّهَرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟

۱۶۵۴- حدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ حَدَّثَنَا سَفِيَّانُ عَنْ عَبْدِ الْغَفِيرِ بْنِ رَبِيعٍ قَالَ: ((سَأَلْتُ أَنَسَّ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَلَّتْ: أَخْبَرْنِي بِشَيْءٍ عَقْلَتَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَيْنَ صَلَّى الظَّهَرَ وَالْعَصْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ؟ قَالَ: بِعِنْدِي. قَلَّتْ: فَأَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ الْقَرْفِ؟ قَالَ: بِالْأَبْطَحِ. قَوْمٌ قَالُوا: أَفْلَنْ كَمَا يَقْعُلُ أَمْرَاوِذَكَ)). [طرفاہ فی : ۱۷۶۳، ۱۶۵۴].

۱۶۵۴- حدَّثَنَا عَلَىٰ سَمِيعٌ أَبَا بَكْرٍ بْنَ عَيَاشٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفِيرِ لَقِيتُ أَنَسًا حَدَّثَنَا أَسْمَاعِيلُ بْنُ أَبْهَانَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْغَفِيرِ قَالَ: ((خَرَجْتُ إِلَيْيَ مِنْ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَلَقِيَتِي أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ذَاهِبًا عَلَىٰ حِمَارٍ، قَلَّتْ: أَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ هَذَا أَنْتُمُ الظَّهَرَ؟ قَالَ: أَنْظِرْ حَتَّىٰ يُصَلِّيَ أَمْرَاوِذَكَ لَقِيلًا)).

[راجع: ۱۶۵۳]

تشریح معلوم ہوا کہ حاکم اور شاہ اسلام کی اطاعت واجب ہے۔ جب اس کا حکم خلاف شرع نہ ہو اور جماعت کے ساتھ رہنا ضروری ہے۔ اس میں بھک نہیں کہ متحب وہی ہے جو آخر خضرت ﷺ نے کیا۔ مگر متحب امر کے لئے حاکم یا جماعت کی خالفت کرنا بہتر نہیں۔ ابن منذر نے کہا سنت یہ ہے کہ امام ظہرا اور مغرب اور عشاء اور صبح کی نمازیں منی عی میں پڑھے اور منی کی طرف ہر وقت نکلا دارست ہے لیکن سنت یہی ہے کہ آٹھویں تاریخ کو نکلے اور ظہر کی نماز منی میں جا کردا کرے۔ (دیدن)

چھٹا پارہ پورا ہوا اور اس کے بعد ساتھاں پارہ شروع ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔